الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ وآلہٖ وسلم

دریں نمل مہینت ایام کتاب الاجوب اوصاف جناب حضرت رسالتمآب و حضرات ائمہ اثنا عشرہ علیہم السلام شمسی

[illegible] ائمہ اثنا عشرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین: کتب الانساب تاریخ حضرت مخدوم سید شاہ شمس [illegible]

# گلزار شمس تبریز رح

تالیف سید ملک شاہ المعروف شجاع الملک شمسی ساکن بگہ منصورہ ضلع نارووال

ناشر: شجاع الشیر المعروف شجا ولشیر شمسی
مکتبہ شمسیہ بگا منصورہ، شکر گڑھ ضلع نارووال

Designed By: Adnan 7124469

الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علیٰ رسولہ و آلہ و سلم

دریں زمان میمنت ایام کتاب لاجواب در اوصاف جناب حضرت رسالتمآب و حضرات ائمہ اثنا عشرہ علیہم السلام شمسی

کنز الانساب تاریخ حضرت مخدوم سید شاہ شمس الدین صاحب سبزواری تبریزی بمع تاریخ ائمہ اثنا عشرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

# گلزار شمس تبریز

تالیف سید ملک شاہ المعروف شجاع الملک شمسی ساکن بگہ منصورہ ضلع نارووال

ناشر: شجاع الشیر المعروف شجاولشیر
مکتبہ شمسیہ بگا منصورہ، شکر گڑھ ضلع نارووال

اللهم صل علی محمد و آل محمد

بسم الله الرحمن الرحیم

درجنابت سائلم الله رحمن الرحیم
یا ملک قدوس قلبم صاف کن از زنگها
زنگ عصیانم تغافل بر دلم دارم بسے
یا سلام مؤمن سلم ز عصیان و خطاء
یا مهیمن یا عزیز عزتم ده بر عدو
جبر کن نقصانها جبار متکبر مرا
یا خالق یا باری انت مصور بیگمان
عفو کن لغزش مرا غفار هم مشکل کشا
قهر کن بر ناقص بدخواه یا قهار ما
رزم کن وهاب یا رزاق بر احباب ما
باب علم فضل بکشا او مرا فتاح ما
یا علیم قبض کن یا قابض ور بخش مرا
باسط النعما لطائف امر مارا ده کشا
هم اهل خفض خافض مارا پست کن یا حافظا
بهر مقامات ولای عالیه رافع معز
کن خیانت یا مذل هم از اذل کن فناه
یا سمیع یا بصیر یا حکیم عدل لطیف
یا خبیر یا حلیم کن روا حاجات ما
یا عظیم یا غفور دور کن اهوائے نفس
یا شکور یا علی حاجتم داری بجا
یا کبیر یا حفیظ یا مقیت یا حسیب
یا جلیل یا کریم حفظ ایمان کن عطا
یا رقیب یا مجیب دعوتم سازی قبول
از برای معرفت یا واسع صدرم کشا
یا حکیم یا ودود یا مجید یا باعث
یا شهید [illegible] یقین حق ده مرا
یا وکیل یا قوی یا متین یا ولی
یا حمید محصی مبدی درد مارا [illegible]
یا معید یا محیی رنج غم دور کن
یا ممیت من نمیدارم بجز از التجا
موت تلخم دور کن یا حی یا قیوم ما
یا واجد یا ماجد یا واحد بحر خدا

یا صمد کن بے نیازم ما سوائت قادرا
مقیت روزی رساں از فضل خویش این خستہ را
یا مقدم کن مقدم صف مشایخ این فقیر
یا مؤخر کن مؤخر دشمنم روز جزا
اولؑ یا آخر یا ظاہر یا باطن
ستر خود بر کشا یا والی عرش و سما
آرزوے ہر دو عالم دہ مرا متعالیہ
نعمت دارین بخشے بس یا تواب ما
منتقم از دشمنانم انتقام ما بکش
یا عفو عفو گرانی کن ہم ما جزا
یا رؤف مالک الملک العلی ہستی توی
بادشاہی دہ مرا بر لشکر فلک البقا
در جلالت ہم جمالت ہم کرامت ذو الجلال
انت ذو الکرام من مسکین عاجز بینوام
مقسط یا جامع ہستی غنی و بے نیاز
دہ غنا از فضل خود یا مغنی بے دست یا
مانع یا ضار از غم شر نفس باز دار
نافع یا نور یا ہادی الی الحق اہدنا
یا بدیع انت باقی دہ بقا با ذات خویش
وارث علم حبیبت کن مرا یا وارثا
یا رشید یا صبور بر عزایم صبر دہ
یا نبی المجتبے وز جملہ یاران مرتضا
الٰہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی بہ قبول من و دست دامان آل ح

## الحمد للہ

حمد خداوند کون و مکان اور ثنائے آفرینندۂ جہاں و جہانیاں کس زبان سے بیان ہو ذرہ ناچیز مہر پرتنویر کی روشنائی اور قطرہ تنگ ظرف پر دریائے بیکراں کے پہنائی کیونکر عیاں ہو وہ قادر توانا جس نے خاک ناپاک سے وہ گوہر تابناک بنایا کہ اوس نے اشرف المخلوقات کا خطاب پایا اور ابلیس کی انانیت کو خاک میں ملایا اور آدم خاکی نہاد کو مسجود ملائک فرمایا یکی سجدہ کرد مسجود شد + یکی سجدہ ناکرد مردود شد + اوسکی قدرت کاملہ کا کیا بیان ہو کبھی تاریکی شب سے غشا و ظلمت روز پر ڈالتا ہے کبھی پرتو مہر پر انوار سے ساحت جہان کو چمکاتا ہے وہ آہوا کہ تا مسترد داں روز بستر استراحت پر راحت پائیں کبھی موسم خزاں آتا ہے برگ و بار غنچہ سب نابود ہو جاتا ہے پھر موسم بہار آتا تو آشکار فرماتا ہے اور نوخیزی سبزہ زار و نخل شاخسار کی آثار دکھلاتا ہے آفتاب کی حرارت پختہ ساز میوہ و ثمار ہے ماہتاب کی ٹھنڈک قوت افزائے اثمار بوستاں کی [illegible] وادی پرخوف و خطر کو بتاتی ہیں سبحان اللہ کیا بدر انجم بخش سرکار ہے جہاں جس سے ہر روز ہژدہ ہزار عالم روزی خوار ہے آدمی کو جوہر عقل و دیدۂ بینا دیا تا اوس کی صنائع کو دیکھے اور عبرت پذیر ہو اور گوش شنوا عنایت فرمایا تا اسکا کلام ہدایت فرجام سنیں اور راہ پر آئیں اور اوس نے پیغمبر بھیجے اور ان کو معجزات عنایت فرمائے تا کہ [illegible]

وادی ضلالت کی راہ پر لائیں اور گمراہان وادی شک کو منزل یقین کا راستہ بتائیں +

## نعت حضرت سرور کائنات خواجہ موجودات

خصوصاً اسے پیدا کیا جسکے سبب جہان کی نمایش اور آرام کے پیدایش ہوئی وہ جس کی نعلین تاج سر عرش بریں وہ جس کے ادنی خدمتگاروں میں روح الامین وہ جسکے خاک آستان پر سر عجز آسمان وہ جسکا محکوم زمین و زمان وہ کہ اگر اسکا قدم مبارک زمین پر نہ آتا کار رسالت ناتمام رہجاتا وہ اوج رسالت کا ماہ دو ہفتہ وہ سپہر کرامت کا مہر رخشندہ وہ جسکا قدم زمین سے بالائے عرش ایکدم میں گذار ہوا وہ جسکا براق برق رفتار رہوار ہوا وہ جس کا خدا خود طالب دیدار ہے وہی نازش پروردگار ہے۔ وہ جسکے تحت لوا پیغمبران مرسلین وہ کون ختم النبیین محمد عربی بادشاہ عرش حریم کری ہے روح القدس جسکی دربانی ادسے خدا تو نہیں کہہ سکوں یہ کہتا ہوں کہ اسکی مرتبہ دانی میں ہے خدادانی وہ لباس وہ لباس بشر میں نور خدا تھا واللہ اعلم کیا ماجرا تھا بندہ ہوکر خدا کا حبیب ہے یہ رتبہ کسکو نصیب ہو وہ خاتم نگین رسالت وہ گوہر دریائے جلالت قصر اسلام کو اسکے معمار شرع نے قوی اساس بنایا ظلمت جہل کو اسکے نور جمال نے مٹایا اس ذات مقدس کا اگر دنیا میں ظہور نہوتا تو قیامت تک رجس اصنام بیت الحرام سے دور نہوتا وہ نور پاک نہوتا اس جہان ظلمت بنیاد کے اگر رونق نہ بڑھاتا اور اگر وہ قدم مسعود زمین کو آسمان نہ بناتا تو گم کردہ راہوں کو طریق نجات کون دکھاتا باغ نعیم یونہیں خالی رہجاتا۔ بہشت اسکے محبونکی فرش راہ ہے کوثر کو اسکے خادموں کی چاہ ہے وہ نائب خدا شفیع روز جزا جب اپنا رتبہ شفاعت دکھائیگا طاعت کو گناہ پر رشک آئیگا اللہ تعالی کو اس دنیا نابود کی بود سے غرض اسکا وجود تھا شب میلاد اسکے قصر کسرے کی مانند کچھ ہر ایک بت ہی نہیں گر پڑا بلکہ شیطان کا تخت بھی اسکے بخت کیطرح الٹ گیا اس شرک سوز کی پیدایش سے کافرونکی دل آتشکدہ فارس کیطرح ٹھنڈا ہوگیا بازار آتش پرستی سرد ہوا اگر یوسف کو حسن عالم آرا اور موسی کو ید بیضا ہاتھ آیا مگر وہ دست قمر شگاف و روئے ضیاء مایہ و جسم بے سایہ کسی نے نپایا اسکے حکم سے رجعت آفتاب کا کیا استعجاب ہے اگر وہ اپنے لب معجز نما سے فرمائے تو زمین آسمان و آسمان زمین بنجائے رسالت نے اسکی نسبت ذات سے زینت پائی نبوت نے اسکے سبب سے بلند رفعت دکھلائی اسکی بارگاہ عرش اشتباہ وہ گلشن ہے جسمیں طائر سدرہ نشین نوازن ہے اسکے در جنت کیطرف جانا گمراہی ہے دنیا کی گدائی بہ از بادشاہی ہے وہ آسمان جلالت کا سراج وہاج وہ سلطان بے تخت و تاج ہے اسکا حصیر سریر

شاہی سے اعلیٰ ہے اسکی پاپوش کے آگے تاج خسروی کا رتبہ اسکی مسند جلالت پر کون قدم رکھنے پائے ہاں مگر وہ خود جسکے حق میں انتَ منی و منزلتِ ہارون من موسے فرمائے کہ کی سعادت اسکی ولادت سے مدینہ منورہ کی عزت اسکی تربت سے خدا کا وزیر ہو کر حصیر بچھائے دو جہان کا مالک ہو کر نان شعیر کھلائے باوجود سب کچھ اختیار ہونے کی تکلیف اوٹھائی یہ حوصلہ سوا ختم المرسلین کہاں سے آئے یا آنکہ کیا کیا اذیت پائی مگر دعائے بد زبان پر نہ لائے دشمنوں سے دوستداری کی اور رحمۃ للعالمینی کی شان دکھادی آدم خاکی نہاد سے کیا اسکا وصف بیان ہو جسکا خداوند جہان مدح خوان ہو مہر انوار کو اسی بات کی جلن ہے کہ اس روضہ میں وہ شمع روشن ہے آسمان کو زمین سے اسیکا غبار ہے کہ اسپر کیوں حضرت کا مزار ہے محمد مخزن اسرار حق ہے محمد قبلہ گاہ زمیں ہے محمد افتخار مرسلین ہے محمد پیشوائے انس و جان ہے بشر کیا کھلے اسکی حقیقت وہ ذات بے نشانی کا نشان ہے ہوئے اشجار احجار اسکے ساجد + وہ عبودیت میں معبود جہاں ہے + یہ نسبت ہے اسکے ذات خدا سے کہ وہ پنہاں ہے یہ سب میں عیاں ہے کہا اوس نے امام احمد بلا میم + دوئی کا اب بھلا کھٹکا کہاں ہے + جبیں ہوگی فرشتوں کی اوسے جا + نشان پا کا اوسکی یہ نشان ہے + زبانکو اسکی وصف کا کیا امکان ہے +

بعد حمد خداوند کون و مکان اور نعت سرور دو جہان کی قلم کیا نگارش پرواز ہو سو اسے کہ منقبت فضائل شاہ اولیا میں زمزمہ ساز ہو حدیث لحمک لحمی سے روشن ہے کہ خانہ رسالت و امامت ایک ہی چراغ سے روشن ہے وہ سرور انبیاء یہ افضل اوصیا وہ فخر رسل یہ امام اول حقیقت میں ایک ہی نور ہے نبی و علی کو جدا سمجھنا اپنے فہم کا قصور ہے اسکا کون زمانہ میں شبیہ و نظیر ہے وہ شاہ رسل کا وزیر ہے اسکا رتبہ کیا بیان کیا جائے جسے خدا تعالیٰ نفس پیغمبر فرمائے وہ شہسوار عرصہ لافتا اور مظہر آیہ انا وہ حیدر کرار صاحب ذوالفقار ہے اوس نے جہان سے رسم صنم پرستی اوٹھائی اوسکی شمشیر نے کافروں کو راہ راست دکھائی توحید الٰہی دکھایا اور حق کو ظاہر کردیا اور باطل کو مٹادیا اسکا حملہ مردانہ صف شکن دشمن دلیر پیش اسکا نعرہ دلیرانہ زلزلہ افگن خصم بدکیش میدان رزم سے روابستہ گریز کرتے تھے اوس شیر خدا کی دہشت سے کافر بے اجل مرتے تھے۔ اوسکی آئینہ تیغ نے دشمنوں کو صورت مرگ دکھائی اسکے تیر جگر دوز نے منافقین کو خبر فی النار سنائی اسکے زور دست نے گردن کشان عرب کا سر جھکا دیا اسکے ثبات قدم نے فوج مخالفین میں تفرقہ ڈالا اسکے محبوں کی روسے نعم نعیم ہے اسکی محبت سپر آتش جہنم ہے علی حبہ جنۃ قسیم النار و الجنۃ وصی مصطفیٰ حقا امام الانس و الجنۃ کیوں نہ وہ اولیا اور اصفیا کا سرتاج ہو جسے وہ علم پیغمبر بروز معراج ہو اسکا سینہ اسرار نہانی کا گنجینہ اسکا قلب پر ضیاء علوم ربانی کا دفینہ ہمیں تشنگی روز محشر

کیا خطر ہے ہمارا مولا ساقی کوثر ہے غلام اگر مجبور و ناچار ہے آقا خدا کے گھر کا مختار ہے اس خاک آستان کو آسمان پر سو سو ناز ہے وہاں خلد بریں فرش بانداز ہے زائر جسوقت اوس درگاہ میں آتے ہیں فرشتے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں وہ اخ رسول ہے زوج بتول ہے پرزیر بشیہ نبرد پر قاریں روباہ خصلت کو تفوق دینا نادانی ہے نیر عالم افروز کو چھوڑ کر خفاش طلبی حماقت کی نشانی ہے سر دفتر جماعہ اولیاء حیدر ہے اپنا دہی والی و رہبر ہے اسکی برابر غیر کو کسطرح سمجھا جاوے کیا وہ بھی کنندۂ در خیبر ہے بنسیان ہوا ہوس کو نفس نبی پر تفضیل دینا غضب ہے مالیخولیا ہے حق کی موجودگی ہیں باطل کے تلاش دیوانگی نہیں تو کیا ہی گوہر گران آزر کے سامنے شبہہ فروشی غضب ہے ذہن مستقیم کیونکر مانی راہ مستقیم چھوڑ کر گمراہ ہونا عجب ہے رائے سلیم کیونکر مسلم جانی ہمارا کلام حق کہنے کا دستور ہے اندھے کو راستہ بتانا ضرور ہے +

علیؑ نبی ہر دو نسبت بہم + دو تا دیکھی چوں زبان قلم + پھر مدحت نگارے ہے چشمہ فیض جاری ہے واہ واہ کیا نام پاک ہے جب زبان پر آجاتا ہے ہر کار مشکل آسان ہوتا ہے قلم کو کیا یارا کہ مدح ممدوح حضرت رسولخدا آپکی زبان کو کیا طاقت کہ اسکا کچھ وصف کہے اسکی مدحت سرائے کرنا کسکا مقدور ہے اب عرض حال ضرور ہے اے فریادرس درماندگاں - اے عقدہ کشائے بستہ کاراں بہ عرض اس بندہ ناچیز کی قبول ہو جلد اسے زیارت روضۂ اقدس حصول ہو یہ جان پروانہ شمع مزار ہو جسم خاکی اوس آستاں کا غبار ہو آخر ایکدن موت آنی ہے وہاں مرنا زندگانی ہے اور الوف الوف صلوٰۃ و السلام اسکی اولاد طیبین الطاہرین پر جنکے ناموکی برکت سے توبہ آدم علیہ السلام نے رتبہ اجابت پایا اور آتش کو حضرت کو ابراہیم علیہ السلام پر گلزار بنایا انکی محبت عین ایمان ہے آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الی المودت فی القربیٰ برہان ہے

## سبب تالیف کتاب یہ ہے

بعد حمد و نعت و مناقب کے گذارش حال بطور مختصر مقال ہے کہ اس فقیر کثیر التقصیر شجاع الملک ابن سید جماعت علی شاہ نے حسب الحکم حضرت مخدوم سید محمد حسین شاہ صاحب شمسی سبزواری ملتانوی کے جو درگاہ عالم پناہ حضرت پیر شاہ شمس الحق سبزواری تبریزی کے سجادہ نشین تھے انکی اجازت سے خاندان سادات عظام سبزواری تبریزی کا شجرہ نسب ہند سندھ پنجاب سے فراہم کرکے ایک کتاب بموسوم گلزار شمس پانچسو صفحہ پر لکھی تھی جو سنہ ۱۳۳۴ ہجری میں جناب سجادہ صاحب ملتانوی کیلئے خدمت میں ہوئی کتاب مذکور آں حضرت کے خاطر خواہ نظر منظور ہوئی مخدوم صاحب کا ارادہ قلبی گلزار شمس رح کے اشاعت کا تھا مگر آنحضرت کی وفات ہوگی اور بعد وفات آپکی وہ کتاب ہے غائب مصروقہ

ہو گئی بہ تقدیر موقعہ وفات حضرت مخدوم صاحب پر حاضر نہ تھا چار یوم بعد وفات کے ملتان پونچا تو کتاب کا کہیں پتہ نہ چلا لاچار افسوس ہفت سالہ محنت تھی ایک صدمہ جناب کے وفات کا زیادہ تر تھا دوسرا کتاب گم ہوجانیکا افسوس آخر کمترین ناچیز نے دوبارہ جمع کی ہے مگر یہ تنگ ظرف دریائے بے پایاں کی بیکرانی کا موصف ہو اور ذرہ ناچیز مہر منیر کے نور افشا کا کیا معرف ہو اس بے بضاعت نے کمر ہمت بر چست باندھی اور باوجود بے استعدادی اور لاعلمی کے کتب متداولہ دینیہ و تاریخہائے سیر فریقین قدیم وجدید وغیرہ سے انتخاب کر کے زبان مروجہ حال میں کہ بالفعل تالیف تصنیف کتب اسی زبان میں اردو میں مروج ہیں لکھی چونکہ اوصاف جناب رسالت پناہ اور آئمہ اثنا عشر علیہ السلام کا لکھنا وحصار کرنا محالات سے ہے کچھ مختصر واقعات کا بیان لکھا ہے کتب خاصہ کے سوا کتب عامہ سے بھی واقعات اخذ کئے ہیں کہ مدعی کے قول سے افضلیت کا ثبوت اکمل و افضل ہے اور باعث طوالت کل روایات سے مختصر حالات لکھدیا ہے اور آغاز ہر باب میں واقعات ایام ولادت وکنیت والقاب انساب عقاب وتعداد اولاد آئمہ ہدا علیہ السلام ہے لکھدیا ہے کہ تا مزید آگاہی ناظرین ہو اور چونکہ فی زمانہ فراغ خاطری بالکل مفقود و آسودہ دلی نابود ہے عنایت ایزدی سے یہ تالیف تمام ہوئی **تاریخ گلزار شمس تبریز** کنز الانساب مع تاریخ الائمہ اثنا عشر کے نام موسوم ہے امید ہے ناظرین مومنین سے کہ یہ کتاب مستطاب جب مطالعہ فرمائیں اسکی صحت میں کوشش کریں اور ذیل عاطفت سے ساتر عیوب ہوں نہ ظاہر کنندہ ذنوب ہوں کریم الرحیم حضرت محمد وآل محمد علیہ السلام کے تصدق سے اس سراپا تقصیر کو ہول قیامت سے بچائے اور کتاب کو اس گناہ مجسم کا وسیلہ نجات ٹھہرائے و اللہ ولی التوفیق یہ کتاب ایک مقدمہ اور چوداں باب پر منقسم ہے تشریح ابواب کے یہ ہے مقدمہ میں بیان نبوت ورسالت وامامت کا ہے اور **باب اوّل** در تذکرہ اسماء وکنیت والقاب وایام ولادت ووفات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعقاب انساب وچند معجزات آنحضرت کے درج ہیں اور **باب دویم** میں اسماء وکنیت والقاب وایام ولادت باسعادت وایام وفات حضرت سیدۃ النساء العالمین جناب فاطمہ الزہرا علیہ السلام وعقاب آنجناب منقول ہیں **باب سیوم** در تذکرہ اسماء وکنیت والقاب وایام ولادت وشہادت جناب ولایت پناہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام وعقاب وانساب آنجناب تحریر ہیں اور **باب چہارم** در تذکرہ اسماء وکنیت والقاب وایام ولادت وایام شہادت حضرت الحسن المجتبیٰ علیہ السلام وعقاب انساب آنجناب مرقوم ہے **باب پنجم** در تذکرہ اسماء وکنیت و القاب وایام ولادت وشہادت امام حسین علیہ السلام حضرت سید شہدا وعقاب انساب آنجناب قلمبند ہیں اور **باب ششم** میں حضرت امام علی زین العابدین کے اسماء وکنیت والقاب وایام ولادت وشہادت وعقاب وانساب تحریر کئے ہیں اور **باب ہفتم** در تذکرہ اسماء وکنیت و

القاب وایام ولادت وشہادت وعقاب انساب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تحریر ہیں **باب ہشتم** درتذکرہ اسماء وکنیت والقاب وایام ولادت ووفات وعقاب انساب حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام لکھے ہیں اور **باب نہم** درتذکرہ اسماء وکنیت والقاب وایام ولادت و شہادت والقاب انساب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تحریر ہیں **باب دہم** درتذکرہ اسماء کنیت والقاب وایام ولادت ووفات وعقاب انساب حضرت امام علی رضا علیہم السلام ہیں اور **باب یازدہم** میں ذکر اسماء وکنیت والقاب وایام ولادت ووفات وعقاب انساب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام مرقوم ہیں بعد **باب دوازدہم** میں مذکور اسماء وکنیت والقاب وایام ولادت وشہادت وعقاب انساب حضرت امام علی نقی علیہ السلام درج ہیں اور **باب سیزدہم** درتذکرہ اسماء وکنیت والقاب وایام ولادت ووفات وعقاب انساب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تحریر ہیں اور **باب چہاردہم** میں ذکر اسماء وکنیت والقاب وایام ولادت حضرت امام مہدی الہادی آخر الزمان قایم آل عبا مرقوم ہے ❖

# بیان مقدمہ نبوّت وامامت

(بحوالہ انوار الاعجاز)

واضح ہو کہ معجزہ کے لغت میں عاجز کنندہ کے معنے ہیں اور اصطلاع علماء میں معجزہ اسے کہتے ہیں کہ جو مدعی رسالت کے ہاتھ پر جاری ہو اور عقل بشری سے وہ امر باہر ہو اور دوسرا شخص وہ نہ کر سکے جیسے اژدہا ہونا عصا کا اور شق ہونا قمر کا اور معجزہ کا ہونا پیغمبر کو ضروریات سے ہے مثلاً ایک شخص دعوی کرے کہ میں پیغمبر ہوں اور گواہ میری حقیقت پر فلان امر عجیب ہے کہ مجھ سے ظاہر ہوگا اور جو وہ کبھی ظہور میں آوے اور وہ امر خارج طاقت بشری سے ہو تو اس صورت میں یقین ہوتا ہے کہ یہ شخص فرستادہ خدا کا ہے اور ظہور معجزہ سے نبوت کا اثبات ہوتا ہے اسیطرح معجزہ کا ثبوت اخبار متواترہ سے پہنچتا ہے کہ یقین بمنزلہ مشاہدہ کے ہوتا ہے جیسے کہ اخبار متواترہ سے وجود شہر مکہ معظمہ کا لوگونکو علم ہوا ہے کہ دیکھنے کے بعد کچھ اس سے زیادہ ہوگا اور جو خارق عادات منکر خدا ورسول صلعم سے ہو وہ معجزہ نہیں چنانچہ اگر خدا تعالی معجزہ موافق کہنے اور مدعی کاذب کے ظاہر کرے تو ظاہرا اسکی تصدیق کی اور تصدیق کاذب کی قبیح ہے اور یہ امر قبیح روا نہیں اور واقعی عقل کیونکر تجویز کرے کہ خدا باین مرحمت ولطف ایسے امر کو کہ جس سے ضلالت وگمراہی خلق ہو کیونکر بروے کار لا سکتا ہے اور اثبات کی دلیل کہ معجزہ کا ہونا کافۃ الناس کیلئے ضروری ہے کتاب مبین البیان میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک زندیق نے مجھسے

سوال کیا کہ کس دلیل سے ثبوت انبیاء و رسل کا منظور رکھنا چاہئے آپ نے فرمایا کہ جب ہمنے ثابت کیا خداوند کو کہ وہ خالق پیدا کرنے والا ہمارا ہے اور منزہ ہے صفات مخلوقین سے اور وہ صانع و حکیم ہے اور اسکے ہر امور کی بنا خالی حکمت اور مصلحت سے نہیں اور خلق اوسے دیکھہ نہیں سکتی اور لمس و حس سے وہ دریافت نہیں ہو سکتا اور اسکے جسم نہیں کہ اسکے سامنے جاکر باتیں کریں پس ثابت ہوا کہ اقتضائے حکمت یہ ہے کہ درمیان اوسکے اور خلائق کے رسول ہونا چاہیے کہ خلائق کو اس امر کی دلالت کرے جسمیں انکی مصلحت ہو اور انکا باعث نفع ہو اور وہ رسول انکی رہنمائی کرے اُن امور چند پر کہ وہ انکے سبب بقائے نوع ہوں اور ترک کراوے انسے اُن امور کو جو اُن کی موروث فنا ہوں پس ثابت ہوا کہ کچھ لوگ ایسے ہوں کہ خدا تعالی کیطرف سے جو لوگونکو امر نہی کریں - اور تکالیف سبحانی و حکم ربانی خلق کو پونچائیں سو وہ پیغمبر اور پیغمبر کے وصی ہیں اور وہ خلق میں برگزیدہ ہائے خدا ہیں اللہ تعالی نے تادیب حکمت کے ساتھ تمام کرکے انکو کامل کیا ہے اور انکو مبعوث اس حکمت کے ساتھ کیا ہے کہ وہ اخلاق و صفات میں عامہ خلایق کے شریک نہوں اور صورت ترکیب میں خلق کے مانند ہوں یعنے آدمی ہوں تاکہ لوگونکو وحشت نہو اور موید ہوں ساتھ معجزات کے اور وہ ثبوت حقیقت پر انکی دلیل ہوں جیسے مُردہ کا زندہ کرنا اور اندھونکی آنکھیں روشن کرنا علی ہذا القیاس کبھی زمین خدا کے امیں سے ایک سے خالی نہیں رہتی اور کمال علم معجزہ سے انکی حقیقت پر دلیل ہے اور ہر وصی دلیل اسکے پیغمبر کی حقیقت پر ہے اور یہ جو

حضرت رسالت پناہ نے فرمایا ہے کہ اخلاق و صفات میں پیغمبر خلق کے شریک نہوں اسکی وجہ یہ ہے کہ جو کہ خلایق میں امر معاش پر معارضات و مشاجرات واقع ہوتی ہیں تو اسیصورت میں ضرورت حکومت ایک حاکم کی ہوئی کہ وہ رفع تنازعات اسطرح کرے کہ حیف و میل کے اوس حکم میں جا نہو جو حیف و میل ہوگا تو جلدی وہ لوگ لڑکر فانی ہو جائینگے اور حاکم جبتک موید خدا کیطرف سے نہیں ہوتا تو محفوظ حیف و میل سے نہیں ہوتا اور حکم موقوف ہے - اور پر جانی خصوصیات مقدمہ یا در عقل بشری احاطہ جمع خصوصیات احکام نہیں کر سکتے تو ضرورت ہوئی کہ وہ حاکم موید بوحی ہو تاکہ جو کچھ کہ وہ کرے حق کرے اور یہی حال امام کا ہے کہ جب وہ خلق میں اولی بالتصرف ہوا تو موید الہام الٰہی ہوا اور منصوب خدا کیطرف سے ہونا حکم اسکا صحیح و درست ہی ہو اور حیف و میل کو اسمیں راہ نہو اور یہ بھی ضرور ہے کہ امام ہمیشہ زمانہ میں ہو ورنہ فسادیں واقعہ ہونگی ایک شخص نے حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام سے عہد طفولیت میں سوال کیا تھا کہ اسکی دلیل کیا ہے کہ امام منصوب خدا کیطرف سے ہو اور آدمی اپنے واسطے امام تعین نہیں کر سکتے آپنے فرمایا کہ امام جو آدمی مقرر کرینگے تو اپنی صلاح کیواسطے مقرر کرینگے یا فساد کیواسطے اوس نے کہا کہ صلاح کیواسطے آپنے فرمایا کہ لوگ حال ضمیر سے آگاہ نہیں پھر اونہیں کیونکر معلوم ہوگا کہ یہ امام جو ہم مقرر کرتے ہیں یہ ہماری اصلاح کریگا اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ کمال صلاح میں فساد واقع ہوا ہے - چنانچہ پیغمبر کہ کتاب خدا اونپر نازل ہوئی اور وہ موید بوحی ہیں انہوں نے اپنے وفور عقل سے کیکو مومن گمان کیا اور پھر وہ

منافق نکلا سائل نے کہا ایسا یہ نہیں ہو سکتا آپنے فرمایا کہ حضرت موسے علیہ السلام الوالعزم پیغمبر تھے اور وہ اعیان قوم سے ستر آدمی کو اپنے گمان سے مومن تصور کر کے اپنے ہمراہ کوہ طور پر لیگئے اور وہ سب منافق نکلے کہ انہوں نے آواز خدا سنی پھر اکتفا نکیا اور کہا کہ ہمیں خدا کو ظاہر دکھادو چنانچہ خدا تعالیٰ نے انکے حال سے خبر دی ہے جب اوس برگزیدۂ خدا نے اپنے گمان سے انکو اختیار کیا کہ یہ اصلح امت ہیں اور وہ افسد امت نکلے تو عوام الناس کے گمان پر کیا اعتبار ہی ہو سکتا ہے جیسے کہ مہاجرو انصار نے امام مقرر کیا تھا پس امام منصوب ہونا ایسا چاہیئے کہ وہ عالم ہو ضمائر خلق پر اور ایسا شخص سوائے اسکے کہ خدا اسکو منتخب کر کے مقرر کرے اور نہیں ہو سکتا اور نیز دلیلیں اس امر کے کہ امام صغائر و کبائر سے محفوظ ہو اگر وہ گناہ سے محفوظ نہو گا تو وہ خود محتاج کسیکا ہو گا کہ وہ اوسے گناہ سے مانع آئے اور نیز خلق کو بھی اوس سے نفرت ہوگی کہ آپ تو یہ ایک کام کرتا ہے اور ہمیں منع کرتا ہے اور اسکے سوا بہت دلیلیں ہیں کہ وہ کتب کلامیہ میں امامیہ میں مرقوم ہیں اس مختصر میں اسکی گنجایش نہیں اور نیز دلیلیں اس امر کی کہ امام ہمیشہ ہونا دنیا میں ضرور ہے بہت سی ہیں اول یہ کہ اگر کوئی افزونی و کمی دینکو نہ جاننے والا ہو اور کم کو زیادہ اور زیادہ کو کم نہ کرے تو امور مسلمانونکی مختلط و مشتبہ ہو جائیں اور کوئی آدمی حق و باطل میں فرق نکرے دوسری یہ کہ امام کا ہونا سبب امان اہل دنیا ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو فرمایا ہے کہ خدا عذاب سے معذب انکو نہیں کرتا حالانکہ تو انمیں ہے اور جناب رسالت پناہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ستارہ امان اہل آسمان کے ہیں کہ میری اہلبیت امان اہل زمین کی ہیں چنانچہ جب ستارے آسمان سے زایل ہونگے تو قیامت انکی قایم ہوگی اور جب میری اہلبیت زمین پر نہونگی تو قیامت اہل زمین کی برپا ہوگی چنانچہ مصداق اس خبر کا یہ ہے کہ خاصہ و عامہ اسپر متفق ہیں کہ بعد خروج حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قیامت قایم ہوگی چنانچہ جناب علی ابن الحسین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ہیں امام مسلمانوں کے ہم حجت خدا ہیں عالم میں اور ہم امان ہیں اہل زمین کے عذاب سے اور ہماری برکت سے خدا تعالیٰ نگاہ رکھتا ہے آسمانوں کو زمین پر گرنے سے اور ہماری برکت سے امان میں رکھتا ہے اور اہل زمین کو پانی میں غرق ہونے سے اور ہماری برکت سے اللہ تعالیٰ مینہہ برساتا ہے اور زمین سے نعمتیں پیدا کرتا ہے اگر امام زمین پر نہو تو زمین اسیوقت پارہ پارہ ہو جائے اور سب غرق ہو جائیں راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت سے پوچھا کہ امام جو غائب ہو اوس سے خلقت کو کیا منفعت پونچتی ہے آپنے فرمایا جیسے آفتاب زیر ابر سے خلقت کو فائدہ پونچتا ہے پس مسلمہ اہل حق ہے کہ ثبوت ایمان و صحت عبادت مشروط ہے اعتقاد امامت آئمہ اثنا عشر علیہ السلام پر چنانچہ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلعم نے فرمایا کہ اگر آدمی روز قیامت کو ساتھ عمل ستر پیغمبر کے آئیگا خدا وہ قبول نہ کریگا جبتک اس شخص کو ولایت میری اور میری اہلبیت کی نہو گی (بحوالہ انوار اعجاز) اور نیز امام میں علامت امام بھی ہونی ضرور ہے چنانچہ ابن بابویہ نے بسند قوی

حضرت علی ابن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اون حضرت نے فرمایا کہ امام کی علامتیں یہیں کہ دانا ترین مردم ہو اور جمیع مردم عصر سے پرہیز گار تر و بردبار تر ہو اور شجاعت و سخاوت و عبادت میں سب سے زیادہ ہو اور ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا ہو اور ہنگام ولادت خون و کثافت اسکے ساتھ نہو اور پیش پس سے یکسان دیکھتا ہو اور سایہ نہ رکھتا ہو اور جسوقت تولد ہو زمین پر ہاتھ رکھکر ندائے شہادتین بلند کرے اور کبھی محتلم نہو آنکھیں اوسکی اور طرف جائیں مگر دل کسیطرف نجائے اور جو کہ واقعہ ہو خواب میں بھی وہ اوس سے مطلع ہو اور فرشتے اوس سے باتیں کریں اور زرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکے قامت پر درست آوے اور کبھی بول و غائط کو اسکی کوئی نہ دیکھے کہ خدا تعالیٰ نے زمین کو موکل کیا ہے کہ وہ چھپا لیتی ہے اور بدن اوسکا مشک سے خوشبو تر ہو اور مومنونکے نزدیک وہ جان سے عزیز ہو یعنی جان اسپر فدا کریں اور مردم پر انکے مادر پدر سے زیادہ مہربان ہو اور تواضع اور فروتنی میں خدا کے واسطے سب سے زیادہ ہو اور جس امر خیر کا لوگونکو حکم دے آپ انسے زیادہ کرتا ہو اور جس امور سے آدمیوں کو منع کرے آپ اوس سے مجتنب ہو اور دعا اوسکی فوراً مستجاب ہو حتیٰ کہ اگر وہ پتھر کو کہے کہ دو ٹکڑے ہو جا تو وہ ہو جائے اور سلاح و حربہ و ذوالفقار اسکے پاس ہو اور اسکے پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے کہ نام سارے شیعونکے جو قیامت تک ہونگے لکھے ہیں اور دوسرا صحیفہ ہے اسمیں نام تمام دشمنونکے جو قیامت تک ہونگے لکھے ہیں اور جفر جامع اسکے پاس ہوتا ہے وہ ایک نامہ ہے طول اسکا ستر گز کا ہوتا ہے اور تمام احکام الٰہی کہ آدمی اسکے ساتھ محتاج ہیں اسمیں لکھے ہیں اور جفر اکبر و جفر اصغر اسکے پاس ہو اور وہ ایک پوست گاؤ اور پوست گوسفند کے ہے اور اسمیں سب اولین و آخرین اور علم سب پیغمبرونکے اور وصیونکے لکھے ہیں حتیٰ کہ جو بدن کھجلاتا ہے وہ بھی اسمیں لکھا ہے اور نیز مصحف فاطمہ علیہا السلام اسکے پاس ہوتا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مصحف فاطمہ علیہا السلام تین حصہ کلام اللہ سے زیادہ ہے اور اسمیں حال آیندہ مرقوم ہے اور وجہ اسکے لکھے جانے کی یہ ہوئی کہ جب جناب رسولخدا صلعم نے انتقال کیا تو حضرت فاطمہ علیہا السلام کو نہایت رنج پیدا ہوا خدا تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا کہ وہ حضرت سیدہ دوجہان کے واسطے تسلی خاطر کے قصہ کہا کرتا تھا اور حضرت علی علیہ السلام اوسے لکھتے تھے اور وہ مصحف اخبار آیندہ پر محتوی ہے

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے کہ ہمیں شب جمعہ کو رتبہ عظیم ہوتا ہے کہ اوس رات کو اللہ تعالیٰ جمیع ارواح پیغمبران و اولیا گذشتہ کو اور امام حی کی روح کو رخصت دیتا ہے کہ وہ عروج کرتے ہیں عرش تک اور پر قائمہ عرش کے پاس دو رکعت نماز پڑھتے ہیں اور سات دفعہ طواف عرش کرتے ہیں اور اپنے بدن کیطرف عروج کرتے ہیں اور بہت سا علم امام حاضر پر افزوں کیا جاتا ہے وہی حضرت فرماتے ہیں کہ ہیں اگر درمیان حضرت موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام کے ہوتا تو انسے کہتا کہ میں تم دونوں سے افضل ہوں اور چند علم کا انسے بیان کرتا کہ وہ خبردار نہوتے اسواسطے کہ وہ علم گذشتہ جانتے تھے اور میں جانتا ہوں علم گذشتہ و آئندہ کو اور حضرت پیغمبر محمد صلعم سے ہمیں میراث پہونچی ہے سب آئمہ علیہم السلام میں حضرت رسول خدا صلعم کا پرتو ہے اور جسقدر ہمارے رسولخدا صلعم سے معجزات ظاہر ہوئے ہیں اور کسی نبی سے ایسی ظاہر نہیں ہوئی بحوالہ کتاب الانوار الاعجاز لکھا گیا

# باب اوّل دربیان حضرت آدم ابو البشر علیہ السلام

## سے لیکر تا

## وفات حضرت پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک

بحوالہ انوار الاعجاز سے روایت ہے کہ حضرت عباس عم رسول اللہ صلعم نے حضرت سے آپکی آفرینش کا حال پوچھا آپنے فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ مجھے پیدا کرے تو ایک کلام پیدا کیا اوس کلام سے ایک نور پیدا کیا پھر دوسرا کلام پیدا کیا اوس سے میری روح پاک پیدا کی پس نور کو روح سے ممزوج کیا پھر اوس سے مجھے اور حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا اور امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ بہشت میں ایک چشمہ ہے شہد سے شیریں تر اور برف سے خنک تر اور مشک سے خوشبو تر اوس چشمہ سے خدا نے میری طینت پیدا کی ہیں پیدا ہوا نور سے اور میرے نور سے میری اہلبیت پیدا ہوئی ہیں اور فرمایا حضرت سرور کائنات نے کہ خدا تعالےٰ نے میرے نور سے میری اہلبیت کو پیدا کیا اور اہلبیت کے نور سے انکے محب پیدا ہوئے ہیں اور خداوند تعالےٰ نے میرے نور کو چار لاکھ چوبیس ہزار برس پہلے عرش و کرسی و آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پیدا کیا تھا اور اس نور نے بے شمار حجابوں میں تسبیح خدا کی کی ہے آپکا نور سے ہونا ثابت رہے دوسری روایت ہے کہ ایک مشت خاک جگہ تربت مقدسہ سے جبرائیل اوٹھا لیگئے جس سے طینت حضرت کی خمیر ہوئی اول اوس خاک کو چشمہ سلسبیل میں غسل دیا کہ طیّب و طاہر ہو گئی اور مانند ایک موتی کے درخشندہ تھی اور ہر روز اسے ایک نہر ہائے بہشت میں غسل دیا جاتا تھا اور نور اسکا ہر روز درخشاں ہوتا جاتا تھا کتاب اخبار میں یہ روایت بھی لکھی ہے کہ پیدایش آدم سے اول وہ خداوند واحد لاشریک دریائے وحدت میں قدیم بے نام و نشان تھا جب ارادہ خلقت کے مخلوق کا فرمایا تو اپنے نور مبارک سے نور جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ کا جدا کیا اور جب اس نور مبارک کو یکایک مشاہدہ کیا آئینہ شہود میں تو اس اپنے نور پر خود مبتلا ہوا اور اپنے سے الف کو میم بنایا اور اس حبیب کیلئے کن فیکون فرمایا اور تمام عالم خلقت گونا گون آنحضرت کے نور سے پیدا کی جب ہژدہ ہزار عالم کے روح درجہ بدرجہ پیدا ہو چکے تو باری تعالی نے تمام ارواح کو ندا دی کہ کون تمہارا رب ہے جملہ ارواح نے قالو بلیٰ کہا پھر حضرت رب العزت کی ندائے قدرت کی آئی کہ تم سب مجھکو سجدہ کرو سب سے اول حضرت احمد صلعم کے روح پاک نے سجدہ کیا اور کل مقصود پایا محمد صلعم کیطرف دیکھکر جملہ انبیاء کے ارواح پاک نے خداوند تعالی کو سجدہ کیا اور مقبول ہوئے پھر تمام انبیاء کیطرف دیکھکر جملہ ولیوں کی روح نے سجدہ کیا اور منظور ہوئے جو نسل حضرت علی علیہ السلام کی دنیا میں ظاہر ہوئی اور ولیوں

کو دیکھکر تمام نے سجدہ کیا وہ دنیا میں مومن ہوتے ہیں اور بعض ایک سجدہ کرکے حیران کھڑے رہے وہ مرتد کافر ظاہر ہوئے اور جنہوں نے آخری سجدہ کیا وہ بھی مومن مرتے ہیں جو آخری سجدہ سے منکر ہیں انپر آیہ ختم اللہ ہے بعدہٗ عرصہ دراز کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش کا سامان ہوا اور ملائکہ کو رب العزت کا فرمان ہوا کہ ہم زمین پر اپنا نائب پیدا کرنا چاہتے ہیں ملائیکہ نے جمع ہوکر بدرگاہ باری میں عرض کی کہ یارب العالمین آدم کو زمین پر پیدا نہ فرما یہ زمین پر خون اور فساد برپا کرینگے خدا کا حکم ہوا تمکو خبر نہیں ہم سب کچھ جانتے ہیں فقیر راقم اوراق کو اجگہ تامل ہے کہ جملہ علماء وفضلا وفقہا متفق ہیں کہ ملائیکہ کو علم آیندہ نہیں ہے جب انکو آیندہ کا علم نہیں ہے تو یہ کہاں سے خبر معلوم ہوئی کہ اولاد آدم زمین پر خون و فساد کردیگی ملائیکہ نے اعتراض کیوں کیا یا انکو علم ہوگا یا انہوں نے اولاد آدم کو خون و فساد کرتے دیکھا ہوگا یہ قرآن مجید میں موجود ہے واللہ اعلم حضرت عزرائیل کو حکم خدا کا ہوا کہ ہفت زمین کی مٹی لا عزرائیل نے ہشت خاک ہفت زمین سے لاکر وادی نعمان میں رکھدی جو علاقہ تبت میں ہے اس خاک پر غم والم کا ابر چالیس روز برسایا گیا خدا تعالیٰ نے اسروز غم کی بنیاد ڈالی کہ پیغمبر اولیاء دنیا میں شاد خوش نہ رہیں وہ مٹی بہت ادموئی یہ غم کا دفتر لکھ کر خداوند تعالیٰ نے تیار کیا یہ ماتم کی تدبیر اسلئے کی گئی کہ چالیس روز لاش مطہر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زمین کربلا معلے پر پڑی رہی وہ دفتر غم کا حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا میں آکر ختم فرمایا پھر ید قدرت نے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی تصویر بنائی اور فرشتوں کو خدا کا حکم ہوا اور تمام ارواح کہ جب اسکو درست کرکے اپنی روح نور محمدی اس بت میں داخل کروں تو تم تمام اسکے آگے سجدہ میں گرپڑو جب روح پاک پھونکی گئی تو تمام ملائکہ نے سجدہ آگے حضرت آدم علیہ السلام کے کیا مگر ابلیس نے نکیا کتاب ضمیمہ قرآن مجید سید مقبول احمد صاحب میں منقول ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ملائکہ کو ارشاد فرمایا کہ ساق عرش پر جو اسماء مبارک لکھے ہیں پڑھکر سناؤ ملائکہ ساکت ہوئے کہ وہ اسمائے معظمہ جناب چہاردہ معصوم علیہ السلام کے تھے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ابوالبشر کو تعلیم فرمائی انہوں نے پڑھکر سنادیے ملائیکہ حیران ہوئے اور اپنے سے فضیلت حضرت آدم علیہ السلام کی زیادہ معلوم کرکے سجدہ کیا تھا پھر حضرت آدم نے ملائکہ کو وہ اسمائے مبارکہ تعلیم کرائے یہی ہدایت دین اللہ کی تھی یہی کشتی دین کی جملہ انبیاء اولیاء اس کشتی دین پر سوار ہوئے اس کشتی کیواسطے امت کو حضرت رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ میری اہلبیت مثال کشتی نوح کی ہے جو شخص سوار ہوگا پار ہوگا ورنہ دریائے ضلالت میں ہلاک ہوگا دوسری حدیث میں فرمایا حضرت رسالت پناہ نے کہ میں شہر ہوں علم الٰہی کا اور علی علیہ السلام دروازہ ہے اسکا جو شخص ارادہ کرے علم الٰہی کا وہ سائل اسی دروازہ سے پائیگا اور روایت کتاب خیار میں منقول ہے کہ جب اللہ تعالےٰ روح پاک کو قلب آدم علیہ السلام میں داخل کرنے لگا تھا تو آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے ربا یہ اندہیری کوٹھری ہے اسمیں ذرہ روشنی نہیں ہے پروردگار نے فرمایا اے

میرے دوست یہ گھر تیرا بڑا لذیذ دست رحمت سے تیار ہوا ہے اسمیں شکر گذار رہنا اور مجھے دمبدم یاد کرنا تجھے اس گھر سے جلدی نکالینگے روح آدم علیہ السلام ذکر الٰہی قرض حسنہ لیکر داخل ہوا تھا جب نور محمدی تمام وجود آدم میں محو ہوا اور وجود مثل آفتاب کے روشن ہوگیا اور ماجرا ماضیہ فراموش ہوگیا تب ملائکہ نے سجدہ کیا اور ابلیس معلم الملائکہ نے نکیا اسکو حکم ہوا کہ تجھکو کسی نے منع کیا ابلیس نے کہا پیدا ہوا میں آگ سے اور یہ پیدا خاک سے ہیں اور میں ان سے بہتر ہوں اپنے کتاب خدا میں پڑھا تھا کہ غیر خدا کو سجدہ نہیں در مثنوی بہلول اس موقعہ کے اشعار یہ ہیں ؎

دست لطف حق چو آدم آفرید
وز غذائے عشق کش پرورید
بعد ازاں فرمود کے افلاکیاں
سجدہ آری پیش آدم در زماں
پس نہادہ ذات ہم در پیش او
سرکشیدہ ایں لعین از کیش او
حق تعالے گفت او ملعون شد
از طریقے راہ حق بیروں شدہ
گر ترا دیدہ بودے در راہ ما
آدم ما را بدیدے ہم چو ما
چونکہ تو سرکشی از راہ دین
لعنت ما بر تو شد تا یوم دین

اسکے بعد حضرت حوا پاک کو اللہ تعالے نے خلق فرمایا اور ملائکہ مقربین نے بحکم الٰہی عقد حضرت حوا کا پڑھا پھر حکم الٰہی ہوا اسکا مہر دو حضرت آدم نے عرض کی کہ یارب العالمین میرے پاس کیا ہے جو میں دوں پھر حکم خدا تعالی کا ہوا کہ میرے حبیب محمد صلعم پر درود شریف بھیج حضرت آدمؑ نے دس مرتبہ درود شریف پڑھا ختم رسالت پر پھر حکم دیا آدم حوا کو کہ اس بہشت میں دونو رہو اور میوہ کھاؤ مگر اس درخت کے قریب نہ جانا اسکا دانہ گندم تمہیں حرام ہے پس اس بہشت میں حضرت آدم نبی رسول خلیفۃ اللہ و حوا خوش رہتے تھے ایک دن حضرت آدم برائے سیر کہیں چلے گئے اور ابلیس دربانوں سے معذرت کرکے اس بہشت میں داخل ہوا حضرت حوا کو جا کر کہا کہ جو اصل میوہ ہے وہ تو آپنے کھایا نہیں ابلیس کے کہنے پر حوا نے نصف دانہ گندم کھایا جب حضرت آدم تشریف لائے تو سنکر افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے خداوند عالم نے منع کیا تھا تو نے کیوں کھا لیا حضرت حوا علیہ السلام نے متفکر ہو کر عرض کی کہ یہ نصف دانہ آپ بھی کھا لیں عذاب ثواب دونوں پر یکساں ہوگا جب میل آئی خداوند تعالے نے جو کا

……

حکم ہوا اے آدم تو ابھی سے میرا نا فرمان ہوا ہے نورانی لباس گر گیا کہ اتار لیا اور فرمایا کہ بہشت سے باہر نیچے چلے جاؤ اور زمین پر جا کر اپنا ٹھکانا کرو حضرت آدم و حوا روتے ہوئے جب روانہ ہوئے بحکم خدا ایک کو کوہ سراندیپ پر اور ایک کو مقام جدہ پر ڈالدیا دو سو برس تک آدم حوا روتے رہے بعد اس مدت کے حضرت جبرائیل نے تدبیر نجات تعلیم فرمائی بعوضہ گریہ کے خداوند کو رحم آیا تدبیر یہ فرمائی کہ جن اسما مبارکہ کے ذریعہ سے آپ قبلہ ملائکہ ٹھہرائے گئے تھے وہی اسمائے پاک یاد کریں کہتے ہیں حضرت آدم

نے دس مرتبہ اسمائے معظم اور درود شریف حضرت محمد و آل محمد صلعم پر پڑھا تو انکے ذریعہ برکت علی و اولاد علی کے توبہ قبول ہوئی پھر وہاں خوشی ہو کر روانہ ہوئے اور مقام کربلا معلّیٰ میں پونچے وہاں پر حضرت آدم کے پاؤں میں ایک چوب چبھی جس سے زخم ہو گیا اور درد ہوا اور خون جاری تھا حضرت آدم بہت روئے اور کہا پھر معافی ہو کوئی گناہ مجھسے سرزد ہوا اسیوقت حضرت جبرائیل جانب رب العالمین نازل ہوئے اور آکر سلام کہا اور خبر آیندہ کی سنا دی کہ اے آدم رو نہیں یہ مقام ہے کربلا کا اس لئے تجھسے رولایا گیا ہے کہ تو بھی اپنے فرزند کی ماتم میں شریک ہو جائے اور تیرا درجہ اتم ہو حضرت آدم نے کہا میں ناواقفیت رکھتا ہوں حضرت جبرائیل نے کہا جس کے ذریعہ سے آپکو نجات ملی اور پیغمبر آخر الزمان کا فرزند اسجگہ بیگناہ اسکی امت نافرمان اسکو شہید کرینگے اسجگہ یکصد چالیس ایک قبر ہوگی حضرت آدم سنکر بہت روئے اور ظالموں پر دس مرتبہ لعنت کے بعدہ وطائف میں جناب حوا سے ملاقات ہوئی اور وہاں بصد خوشی و فرحت رہنے لگے ایک روایت میں ستره اولادیں ہوئی ایک میں تو فرزند ہوئے لکھا ہے ضمیمہ مذکور میں کہ فرزند خورد حضرت ہابیل مثل حضرت یوسف علیہ السلام کے تھا آپ اسپر مثل حضرت یعقوبؑ تھے دیگر برادران برائے شکار جنگل میں لیگئے اور انکے دل میں یہ حسد تھا کہ والد بزرگوار اسکو ہمارے سے محبت زیادہ کرتا ہے اسکو مار دینا چاہیئے اس امر عظیم کا مرتکب جو ہوا تو قابیل ہوا اسنے ہابیل کو مار ڈالا جب مار ڈالا تو باپ کے خوف سے واپس گھر نہ آئے حضرت آدم بعد انتظار خود تلاش فرزند میں جنگل کو تشریف لیگئے وہاں جاکر لاش مطہر فرزند کی پائی اور قاتلان کا سراغ نہ لگا لاش لیکر واپس روتے گھر میں تشریف لائے لاش تو دفن کر دی اور آپ فراق فرزند میں پانصد برس روتے رہے اور قابیل وغیرہ جنات میں جاکر چھپ رہے اور وہیں جنوں کی دختروں سے شادی انکی ہوگئی ادھر بعد عرصہ پانچسو سال کے حضرت آدم صفی اللہ کو خداوند تعالیٰ نے حکم دیا کہ صبر کر تجھے ہابیل سے بھی بہتر فرزند دونگا تب حضرت آدم کو آرام آیا اور ہم بستر جناب حضرت حوا سے ہوئے بعد نو ماہ کے فرزند شیث ہبت اللہ پیدا ہوئے اور انکے بعد دوسرا پسر یافث پیدا ہوا جب دونوں صاحبزادے سن رشد کو پونچے تو ایک روز اللہ تعالیٰ نے جنت سے ایک حور منزلہ نام کو بھیجا اور کہا اسکا عقد اپنے پسر حضرت شیث سے کر دے حضرت آدم نے تعمیل حکم معبود کی کر دی دوسرے روز پھر ایک حور منزلہ نام کو خدا نے جنت سے بھیجا کہ اسکا عقد اپنے پسر یافث سے کر دے حضرت آدم نے عقد کر دیا اور یہ روئے زمین پر پہلی وصی آدم علیہ السلام کے منتخب نیابت کیلئے فرمائی گئی خداوند کو منظور تھا انکی نسل زمین پر پھیلی حضرت شیث کے فرزندونکا عقد یافث کی دختران سے ہوتا رہا اور یافث کے پسران کا عقد شیث ہبت اللہ کی دختران سے ہوتا رہا اور انبیاء و مرسلین اور تمام برگزیدہ بندے اُن دونو حضرات کی نسل سے ہیں اور حضرت آدم صفی اللہ کے باقی پسر جو جنوں میں جاکر انکی دختروں سے

بیاہے گئے تھے انکی اولاد ادہر آکر زمین پر خلط ملط ہوئے اسلئے آدمیوں میں خلق وحُسن و خوبصورتی واچھی صفتیں جانب حور سے ہیں اور تیز مزاجی وغصہ جہالت وحماقت جانب جنوں سے ہیں تفسیر برہان) وعلل شرائع میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق عم سے دریافت کیا گیا کہ اولاد آدم ابتدا سے کیونکر پھیلی ہی ہمارے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا نے آدم کو وحی فرمائی تھی کہ وہ اپنے دختران کے عقد اپنے فرزندان سے کردے اور یہ تمام موجودہ مخلوقات برادران حقیقی وہمشیران کے میل سے پیدا ہوئی ہے امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی شان اس سے اقدس وارفع ہے کہ وہ ایسا حکم دے معاذ اللہ اپنے برگزیدہ بندے اور نبی مرسل ورانکی وصی کو بلا عقد پیدا کرے کیا خدا کو یہ قدرت نہ تھی حضرت آدم علیہ السلام وحضرت حوا علیہ السّلام کا بذریعہ ملائیکہ آپ عقد پڑہا کہ اولاد حلال سے پیدا ہوا در حضرت آدم علیہ السلام سے تا حضرت آخر الزمان پیغمبر علیہ السّلام اور اسکی وصیوں قایم آل عبا تک تحریری عہد لیا گیا کہ نور محمدی کو سوائے ارحام طاہرہ کے سپرد نکریں اور خدائے عزوجل نے قلم کو حکم دیا اور علماء وفقہائے حجاز وعراق متفق ہیں کہ قلم نے قیامت تک کے احکام لوح محفوظ پر رقم کئے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش سے دوہزار برس پہلے جتنی کتابیں قلم نے لوح پر تحریر کی ہیں انمیں سب میں ہمشیرہ سے برادر حقیقی کا عقد جائز نہیں حضرت آدم علیہ السلام تو نائب نبی اول خداوند عالم تھے کیا انکو مدت ایام حیض ونفاس کی دانش نہ تھی معاذ اللہ پاک پیغمبروں پر کیسے بُہتان لگاتے ہیں خدا لعنت کرے ایسے اعتقاد پر اور ایک روایت نورنامہ میں مطالعہ ہوئی کہ نور محمدی سے خداوند عالم نے اول اربعہ عناصر ملائکہ مقربین کو پیدا کیا ہے جب تمام پانی تھا و دریائے نور میں ایک قدرت کا گنبد بنا کیا تھا اور اس گنبد پر حضرت جبرائیل کو پیدا کرکے بٹھلایا جب جبرائیل میں طاقت ہوئی اور پرواز کرنے لگے ہزارہا کوس تک پرواز کرکے اور جگہ نہ تھی اوسی گنبد پر آکر بیٹھے تھے ایک روز خالق عالم نے حکم فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ لکھا ہے حضرت جبرائیل نے جواب دیا اَنَا اَنَا اَنْتَ اَنْتَ میں میں اور تو تو پروردگار عالم نے جلوہ نور کا اسپر ایسا ڈالا کہ جبرائیل کے جملہ بال پر سوختہ ہوگئے اور ستر ہزار سال گنبد پر پڑا رہا بکتاے تام نشان جو بجز اپنے نہ رکھتا تھا دوبارہ جبرائیل کے بال پر درست فرمائے اور جبرائیل پھر حالت اول میں آگئے پھر ندائے حاکم حقیقی اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ آئی جبرائیل نے کلمات مذکورہ میں جواب دیا احکم الحاکمین نے پھر بال سوختہ کردئے اور اس گنبد پر ستر ہزار سال تک پڑا رہا تیسری بار خدا تعالےٰ نے بال پھر درست فرمائے اور آواز دی کہ تیرا رب کون ہے جبرائیل علیہ السلام کسی خیال میں تھے کہ وہ کلمہ کہیں جو کلمات شرک دومرتبہ کہے چکے تھے اس اثنا میں ایک کشتی پر سوار نوجوان مثل آفتاب کے قریب اوس گنبد کے تشریف لایا اور جبرائیل سے یہ ارشاد فرمایا کہ کہو قالوا بلیٰ جب رہبر نے راہ بتلائی تو کہا تو میرا رب ہے تب جبرائیل مقبول ہوگئے کہتے ہیں وہ سرگشتی

سوا حضرت علی علیہ السلام کے روح پاک تھے خلاصہ ہر چہار ملائکہ مقربان درگاہ کے یہ ہے کہ حالت گذرے جو حضرت جبرائیل کے مذکور ہوئی اسکے بعد اور چند اشیاء کلی روحیں پیدا کی گئیں انوار الاعجاز میں چار لاکھ بیس ہزار برس نور محمد چھپا ہوا نہیں رہا اور کتاب مرقع اسلام قول فیض دکتاب فضائل مرتضوی میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلعم نے کہ میرا اور علی کا نور چوداں ہزار برس زیر عرش رب العالمین تسبیح خواں رہا اسکے بعد صلب آدم علیہ السلام میں آیا اسی طرح منتقل ہوتا ہوا عبدالمطلب کی صلب سے علیحدہ ہو کر صلب حضرت عمران ابوطالب میں گیا اس سے حضرت علی ع پیدا ہوئے اور میں صلب حضرت عبداللہ سے جلوہ گر ہوا مجھکو خدا نے منصب نبوت پر قایم کیا اور علی ع کو منصب امامت پر قایم فرمایا انا و علی من نور واحد اسلئے میں اور علی ع ایک نور سے ہیں اول ما خلق اللہ نوری منقول ہے کہ جملہ اشیاء کہ آسمانوں کے نور محمدی سے پیدا ہوئی ہے اور جملہ اشیاء زمین کی نور علی سے پیدا ہوئی ہے اسلئے انکو ابوتراب کہتے ہیں اور مرشد جبرائیل اسلئے کہتے ہیں کہ ازل میں تصدیق معبود کے کرا رہے تھے نور نامہ میں روایت ہے کہ نور محمدی سے جب خداوند سبحانہ نے عرش پیدا کیا اور عرش سے کرسی اور کرسی سے لوح اور لوح سے قلم اور قلم کو فرمایا باری تعالےٰ نے کہ میری واحدانیت رقم کر یہ سنکر قلم مدہوش ہو کر سجدہ میں ستر ہزار برس پڑا رہا تین مرتبہ یہ امر ہو کے معنے قرار پائے تو قلم نے عرض بدرگاہ رب العزت میں کی کہ اے میرے رب مجھکو تمیز نہیں حضور آپ فرماوے جو لکھوں حکم ہوا کہ لکھ لا الہ الا اللہ قلم نے یہ کلمہ لکھکر عرض کی کہ اے قادر توانا اور کیا لکھوں حکم ہوا لکھ محمد رسول اللہ قلم نے عرض کی یہ دوسرا کون ہے حکم ہوا یہ میرا حبیب ہے اگر اسکو پیدا نکرتا تو اے قلم مجھکو بھی پیدا نہ کرتا صحیحتے نہ گر ایسے سراپے سرور ہیں کتم عدم سے کوئی نہ آتا ظہور میں حضرت کی تعریف سنکر قلم نے کلمہ السلام علیکم رکھکر لوح کو سجدہ کیا اور کہا یا حبیب رب لوح سے نور محمدی نے فرمایا وعلیکم سلام تب تمام اہل اسلام میں قیامت تک کلمہ توحید اور سلام جاری رہیگا اور جنت میں جو لوگ سلامت پہنچینگے ایک دوسرے کو سلام علیکم کہینگے اور نور محمدی ع کو عرصہ عالم ارواح میں جو گذرا وہ لاتعد ہے کیونکہ وہ سلطنت ہمیشہ کیلئے آباد ہے تاریخ فرشتہ ارباب دانش و بینش پر مخفی ہے کہ تمام اکسا ہند میں کیا خانوادہ حکمت اور کیا زمرہ ریاضت اور کیا اصحاب فقاہت ذی کیفیت پیدایش عالم میں اختلاف کیا ہے کتاب مہابھارت میں مذکور ہے کہ مدار گردش روزگار بوقلموں کا اہل ہنود کے اعتقاد میں چار دور پر ہے اول ست جگ دوسرا ترتا جگ تیسرا دواپر جگ چوتھا کلجگ جسوقت دور کلجگ تمام ہوتا ہے پھر از سر نو دور ست جگ آتا ہے اور کلجگ پر منتہی ہوتا ہے اور ابتدا انتہا سے کوئی نشان پیدا نہیں اور ہنود کے اقوال محض باطل نہیں ہو سکتے اور بعض براہمہ سلف کے قول سے مستفاد ہوتا ہے کہ عالم منتہی ہوتا ہے اور حشر نشر کا روز حق ہے اور مدققین کلام باریک کرنیوالے اور مثل تحقیق کرنے والے انکی ان باتوں کی تاویل کرتے ہیں کہ مدت دور ست جگ کی ستر لاکھ اور اٹھائیس ہزار برس مشہور ہے اور اس دور میں اوضاع جہانیاں کے صلاح و سداد نیکی درستئ گفتار کے ہے اور مرضیات الٰہی سے تجاوز نہیں کرتے اس عہد میں عمر انسان کی لاکھ برس مشہور ہے اور درازی ایام ترتا جگ کے بارہ لاکھ اور چھیانوی ہزار سال مقرر ہے اس زمانہ میں تین حصہ اوضاع مردم کے رضا الٰہی کے موافق ہوتے ہیں اور عمر انکی دس ہزار سال معروف ہے اور تیسرا دور دواپر جگ ہے اسکا زمانہ آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سال ہے اور طرز روش عالم کے رہنے والوں کے

راست گفتاری اور درست کرداری پر ہے اور عمر انسانکی ہزار سال مشہور ہے اور عمر بابا آدم و نوحؑ کی ہزار برس کے نشان دیتے ہیں کہ یہ لوگ اواخر دواپر جگ میں پیدا ہوئے ہیں اور دور کلجگ چار لاکھ تین ہزار سال مستعمل ہے اور اس دور میں تین حصہ اطوار ساکنان عالم کے نار آتشی پر ہیں و انسان اس عہد میں سو برس کے ہوتے ہیں اور اہل ہند کا اتفاق ہے کہ حضرت باری تعالی نے پانچ عنصر پہلے پیدا کئے ہیں خاک آب باد آتش اکاس اور اسکے بعد ایک تجرد نہاد آتش نژاد کہ مسمی برہما ہے پردہ نیستی سے جلوہ ہستی میں لایا اسکو وسیلہ ابلاغ آفرینش پیدا کرتا ایک چیز کا کہ تازہ اور نئی ہو اور سبب ایجاد عالم کیا اور خالق کے اذن سے برہمانے انسان کو کمین خفا سے بیچ ظہور عالم کے جلوہ گر کرکے چار گروہ کئے برہمن چھتری بیش سودر پھر ابوالبشر نے طائفہ اولی کو مجاہدات و ریاضات اور حفظ احکام کیلئے متعین کرکے عالم معنوی کے پیشوائے سپرد فرمائے اور گروہ ثانی کو مسند حکومت صوری پر نصب کرکے عالم ظاہری کے مقتدائے عنایت فرمائے اور فرقہ ثالث کو کاشتکاری اور تمام پیشونکی لیے متعین کیا اور جماعت رابع کو اقدام خدمت پر مقرر کیا اور برہما مذکور الہامات ربانی سے ایسی کتاب کہ صلاح معاد و معاش ظہور میں لایا اسکو بید کہتے ہیں اور براہمہ دانشور متفق ہیں کہ اس زمانہ تک بہت سے برہما عالم ظہور میں آئے ہیں اور پھر نیستی میں خراماں ہوئے ہیں اور ثقات براہمہ سے سنا گیا کہ یہ موجود برہما ہزار ویکم ہے اسکی عمر سے پچاس برس نصف روز گذرا ہے اور ہنود کا یہ اعتقاد ہے کہ ہر دواپر جگ میں ایک شخص مسمی بیاس اصلاح سائر الناس کیلئے ظہور میں آتا ہے اور چند لوگونکا عقیدہ وہ ہے کہ ایک شخص ہے وہ مختلفہ مظاہر میں ظہور کرتا ہے بہرتقدیر بیاس نے بید کی کتاب کو جو برہما کی زبانی سنی تھی مفصل کرکے چار کتابیں کیں ایک رگ بید دوسرا ججر بید تیسرا سام بید چوتھا اتھربن بید اور بیاس نے اس نادر کتاب کو ساٹھ لاکھ اشلوک پر مبنی کیا ہے اور قسمت اسکی اسیطرح کی تھی تیس لاکھ اشلوک طائفہ دیوتا کو کہ نفوس مقدسہ عادیہ ہے کیا اور پندراں لاکھ سترلوک کے رہنے والوں کو کہ وہ بھی عالم بالا میں سکون رہتے ہیں بخشا اور چوداں لاکھ جنوں اور راکشوں کو کہ اقسام مخلوق سے ہیں اور صف حیات سے موصوف ہیں اور ایک لاکھ اشلوک استفاد کیلئے چھوڑی وہ آدمیوں میں موجود ہیں اور ساتھ مہابھارت کے موسوم ہیں اور چوبیس لاکھ کوروان و پانڈوان کے جنگ میں مذکور ہیں اور برہمنونکا اعتقاد یہ بھی ہے کہ ہر جگ میں پیغمبر یا ایک مجتہد نے ایک کتاب تحریر کی ہے اور باوصف اس تمام التداد زمان کے وہ نسخ ابتک درمیان میں موجود ہیں اور خطا و ختن اور چین ہند کے کفار کہتے ہیں کہ طوفان ہمارے ممالک میں برپا نہیں ہوا اور باوجود اسقدر مدت دراز گذر رہنے کے اب بھی وہ کتابیں موجود ہیں اور کسیطرح کی آفت انکی کتابوں کو نہ پہنچی ارباب دانش پر یہ امر مخفی نہ رہے تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۱ جلد اول کہ اگرچہ ابتدای آفرینش کہ آٹھ لاکھ ہزار سال کا احتمال رکھتا ہے شاید اتنے ہزار آدم عرصہ ظہور میں آن کر پھر پردہ خفا میں خراماں ہوئے ہوں اور جنات کا احوال قرآن مجید میں وارد ہوا از انجملہ ہیں لیکن وہ خاکی نہاد نہ تھے نار سے یا ہوا سے تھے اور جسوقت ایک قوم سے سرکشی آپسمیں واقعہ ہوئی تو جبار شدید انتقام کے حکم سے معدوم ہوئی اور دوسری قوم موجود ہوئی اور جو اہل ہنود بیان کرتے ہیں

موافق حال بشر کے نہیں ہے تمام حرف وصوت ہے اور عقل کے ترازو میں کچھ وزن نہیں رکھتے برتقدیر وقوع اگر یوں بھی ہو تو قوم اجنہ کہ مذکور ہوا ہونگے اور آدم ابوالبشر سے پیشتر آدم خاکی نہاد نہ تھا اور آدم ابوالبشر کا زمانہ حالات تحریر اس سطور تک سات ہزار سال سے زیادہ نہیں گذرا اور جو کہتے ہیں لاکھ ہا برس سے زیادہ ہے محض دروغ ہے

## تاریخ فرشتہ کا حال

محمد قاسم فرشتہ لکھتا ہے کہ ایک شخص نے صاحب سلونی ما دون العرش و فوق العرش حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ آدم سے تین ہزار سال پیشتر کون تھا آپ نے فرمایا کہ آدم جب یہ معنے تین مرتبہ قرار پائے تو وہ سائل ساکت ہوا اسوقت حضرت شاہ ولایت پناہ نے ارشاد کیا کہ اگر تو مجھے تیس ۳۰ مرتبہ پوچھتا تو یہی کہتا کہ آدم اس سے بھی عالم کے انخراج ہو سکتی ہے کہ یہ معتبر بعضے کتب سے مطالعہ ہوا فرشتہ لکھتا ہے ابتدائے پیدائش عالم میں اہل ہنود کلی قول کو محض دروغ لکھا ہے پھر آپ نے یہ حوالہ حضرت علی علیہ السلام کا کیوں درج فرمایا اہل اسلام کیلئے حضرت شاہ ولایت کا اقوال خلاف نہیں ہو سکتا اگر یہ قول صحت نہ رکھتا تھا تو پھر کیا ضرورت تھی آپ نے اپنی تاریخ فرشتہ میں منقول کیا اہل اسلام میں بھی مختلف ہیں روایات میں محی الدین ابن العربی اپنی کتاب فصوص الحکم اردو میں لکھتے ہیں کہ اس آدم سے پیشتر دو لاکھ آدم ہو چکے ہیں اور تاریخ گلزار جنت میں لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام موقعہ جنگ صفین پر جاتے ہی مقام کربلا معلیٰ میں تشریف لیگئے اور عبداللہ ابن عباس سے فرمایا کہ ایک گروہ مقدس اسجگہ شہید ہوگا اسجگہ انکے خیمہ استادہ ہونگے اور اسجگہ انکے شتر بیٹھینگے یہ فرمایا اور آنحضرت وہاں بہت روئے اور پھر ارشاد فرمایا اے عبداللہ دوسو ۲۰۰ پیغمبر اور دوسو اولاد پیغمبر اسجگہ قبل شہید ہو چکے ہیں اور ایک بزرگوار یہ اشعار بیان کرتے ہیں ابتدائے دو عالم تا زمانہ مصطفےٰ ۲ دو عرب ۳۳ سہ سی کروڑ نو نود لاکھ سالہا اور اہل اسلام بالاتفاق کہتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اولاد آدم سے گذر چکا ہے اور اصول دین میں یکصد و بیست و چار ہزار پیغمبر لکھے ہیں اور قرآن مجید میں جو اسماے مبارکہ پیغمبران ہیں وہ ہر ایک مسلمان کو معلوم ہیں وہ بالکل قلیل پائے جاتے ہیں کس کس کی صحت ہو اور فرشتہ نے مدت سات ہزار سال حضرت آدم علیہ السلام حضرت پیغمبر آخرالزمان تک تحریر کیا ہے محمد قاسم فرشتہ نے اشتباہ ڈالدیا یہ فقیر حقیر پھر حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندونکا ذکر عرض کرتا ہے بحوالہ تاریخ بحر الجمان میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے نوسو ساٹھ ۹۶۰ سال رسالت کے بعد انکے پسر حضرت شیث ہیبت اللہ علیہ السلام جانشین ہوئے اور نوسو بارہ ۹۱۲ سال رسالت کی انکے بعد انکے فرزند انوش قایم مقام ہوئے اور نوسو پینسٹھ ۹۶۵ سال عرصہ ظہور پر رہے انکے بعد انکے فرزند قتیان سات سو بیس ۷۲۰ سال اپنے والد کے جانشین رہے انکے بعد انکے پسر مہلائیل اپنے کی جگہ جانشین ہوئے اور نوسو اکاسٹھ ۹۶۱ سال دنیا میں زندہ رہے انکے بعد انکے فرزند یارد خان پانچسو پینتیس ۵۳۵ سال اپنے والد کی جگہ قائم رہے انکے بعد انکے پسر اخنوخ کہ نام حضرت ادریس علیہ السلام ہے انہوں نے سینا ایجاد کیا اور آٹھ سو بیاسی ۸۸۲ سال دنیا میں زندہ رہے اور رسالت کے بعد آسمان پر عروج کیا انکے بعد انکا فرزند متوشلخ اپنے والد کے قایم ہوئے اور نوسو بیاسی ۹۸۲ سال دنیا میں

زندہ ہے انکے بعد انکے پسر لمک لامک سات سو برس زمین پر رہکر دار البقا کو رحلت کی انکے پسر شالک عبد العلی ملقب بنوح نجی علیہ السلام پیغمبر ہوئے اور ہزار برس رسالت کو طے کرتے رہے لیکن ناتمام رہے بفرمان امت کو طوفان میں غرق کرایا حضرت نوح علیہ السلام کے چار پسر تھے سام و حام و یافث و کنعان یہ غرق طوفان ہوئے تھے بحوالہ تحفۃ الانساب بحوالہ تاریخ فرشتہ لکھا ہے کہ تحقیق ہے کہ مملکت ہند نے بھی مثل ممالک ربع مسکون وجود فرزندان آدم علیہ السلام سی صفت آبادی قبول کی ہے اور شرع اس اجمال کے دہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے تینوں فرزند سام و حام و یافث کو خالق العرض والسماء کے حکم سے اطراف ربع مسکون میں بھیجکر گشت کاریکا حکم فرمایا سام اولاد اکبر تھے اور وصی حضرت نوح علیہ السلام تھے خدا تعالیٰ نے اسکو ننانویں ۹۹ فرزند عطاء فرمائے تھے بعد اپنے والد کے چھ سو برس دنیا میں رہے اور حام پانچسو سٹھ سال دنیا میں رہے اور ستر پسر انکے ہوئے اور یافث سات سو برس دنیا میں رہے اور بیس بیٹے انکے ہوئے سام بن نوح کا فرزند بزرگ ابو الانبیاء چارسو بینٹھ برس دنیا میں رہے ارشد ارفخشد بن نوح علیہ السلام ارفخشد کے پسر لود بود ارم قیط ارفخشد قحطان انہیں کے فرزند ہیں اور عرب کے تمام طائفے اور قبیلے انہیں کی نسل سے ہیں اور ارفخشد کا دوسرا پسر کیومرث کہ شاہان عجم کا جد امجد ہے اسکے چھ فرزند تھے سیامک فارس عراق نور و معان شام انمیں سے سیامک کیومرث کا جانشین ہوا اور باقی پسر جس ملک پر روانہ ہوئے وہ ولایت اونہیں کے نام سے موسوم ہوئی اور بعض کا عقیدہ ہے کہ پسران نوح علیہ السلام سے ایک کا نام عجم تھا اسکی اولاد عجمی مراد ہے اور ارفند کا بیٹا سیامک ہوشنگ ہے کہ ملوک عجم یزدجرد تک تمام اوسکی صلب سے ہیں اور ارم بن ارفخشد انکے دو پسر تھے عوص اور عامر انکے پسر عبید انکے پسر حضرت صالح علیہ السلام تھے اور عوص انکے پسر عاد انکے ہشت پسر تھے امیمہ ثمود شداد جرہم شدید جویس عملا عمیق عمر انکے پسر قارون انکے پسر بلواش انکے پسر نمیر انکے پسر مفاز انکے پسر مصعب انکے پسر ولید عرف فرعون ملعون اور حام بن نوح علیہ السلام انکے آٹھ فرزند تھے حبش بربر قبط یغرب افرنج ہند سندھ کنعان انکے پسر کوس انکے پسر نمرود انکے پسر سنحاریب انکے پسر نمرود کنعان ملعون ہند انکے دو پسر کورین و پورب سندھ انکے دو پسر ملتان و ٹھٹھہ حام اپنے پدر بزرگوار نوح ع کے حکم سے سرحد جنوب کیطرف متوجہ ہوا اور ممالک مذکورا سکے فرزندوں کے نام سے موسوم ہوا لیکن بیٹا ارشد کا حام ہند نام تھا ملک ہند کا اسکے نام موسوم ہے اور سندھ ملک سندھ میں فروکش ہوا شہر ٹھٹھہ اور ملتان اپنے بیٹوں کے نام بنا کیا اور ہند کے چار پسر ایک پورب دوسرا بنگ تیسرا دکن چوتھا نہروان ہر ایک کے نام پر شہر مشہور میں آباد کیئے تھے اور دکن بن ہند کے تین پسر پیدا ہوئے دکن کا ملک اونہیں تقسیم کیا انکا نام مرہٹ کنہر تلنگ تھا ابتک یہ قومیں انکی نسل سے موجود ہیں اور نہروان کے بھی تین پسر تھے بھروچ کنلاج کنباج مالراج نام رکھا چند شہر انکے نام پر آباد کیئے اور بنگ کی ایک لڑکی تھی بنگالہ کا ملک انکے سبب معمور ہوا اور پورب بن ہند کہ فرزند ارشد تھا اوسے بتالیس فرزند خدا نے عطا فرمائے تھوڑے

عرصہ میں انکی اولاد بکثرت ہوئی اسوقت ایک شخص کو وہاں سے سردار کیا اسکا نام کشن تھا ہندوستان میں مسند حکومت پر جس شخص نے اول قدم رکھا یہ کشن تھا اور یافث بن نوح علیہ السلام اپنے باپ کے حکم سے حدود مشرق و شمال میں متوجہ ہوا اس ملک میں اسکے تیرہ پسر تولد ہوئے نام انکے اصقلاب منتشج خلج روس رج سدان غزبان یاجوج ماجوج خزر چین کاری ترک خاں انکے دو پسر کودک خان دنجہ خاں اور کاری انکے دو پسر مغار و برطام اور چین کا پسر ماچین ہوا ارشد اول اسکی اولاد ترک تمام زمانہ کے مغل اور ازبک اور چغتائی اور ترکماں ایرانیہ رومیہ اسکی نسل سے ہیں اور دوسرا پسر یافث کا چین تھا ملک چین اسکے نام سے موسوم ہے اور یافث کا تیسرا فرزند ادریس ہے اسکی اولاد نے سرحد ملک شمال کو ظلمات تک آباد کیا ہے اہل تاجیک اور غور اور استقلاب اسکی نسل سے ہیں ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام انکے دو پسر تھے ایک شالخ چار سو سال دنیا میں رہے اور دوسرے پسر قحطان انکے پسر یعرب ملوک یمن کا پدر ہے یہ موجد زبان عربی تھے اور پہلا لقب بادشاہی کا انہیں کو ملا ہے انکے ایک فرزند جرہم نام تھے چنانچہ قبیلہ جرہم سب سے پہلے حضرت اسماعیل کا رفیق ہو کر مکہ معظمہ میں ساکن ہوا اور مواصلت بنی اسمٰعیل کے زیادہ تر اسی قبیلہ والیوں سے ہوئی ہے بحوالہ تحفۃ الانساب شالخ بن ارفخشد انکے فرزند عابر یعنی حضرت ہود علیہ السلام تھے ایک سو پنجاہ برس دنیا میں رہے یہ موجد زبان عبرانی تھے انکے پسر فالع تھے یعنی قاسم تھے انہوں نے اپنے بیٹوں پر زمین کو جدا جدا تقسیم کیا تھا دو سو انچاس برس ۲۴۹ دنیا میں رونق افروز رہے انکے پسر ارغو پسر فالع مذکور الصدور ہے کلام عربی اور سلسلہ نسب پیغمبر آخر الزمان کا ان سے ہوا ہے انکے فرزند شاروغ سے دو سو انتیس ۲۲۹ برس دنیا میں رہے شاروخ بعد اپنے والد کے دو سو تیس ۲۳۰ برس دنیا میں رہکر پھر دار اخفا میں خراماں ہوئے انکے بعد انکے پسر ناخور ایک سو اٹھتالیس ۱۴۸ برس دنیا میں رہکر رحلت فرما گئے ناخور کے تین بیٹے تھے نور آذر تارخ پدر حضرت ابراہیم علیہ السلام تارخ کے دو پسر تھے دوسرے ہاران پدر حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیمؑ نے ملک بابل سے بحکم نمرود ہجرت اختیار کی والد بزرگوار تارخ بھی ساتھ تھے جنہوں نے بمقام حاران وفات پائی وہیں انکی قبر موجود ہے اور اپنے چچا نور بن ناخور کی دختر سارہ نامی سے آپ نے عقد کیا اون سے حضرت اسحاق علیہ السلام متولد ہوئے انکے فرزند حضرت یعقوب بلقب اسرائیل انکے بارہ فرزند ہوئے اسوجہ سے بنی اسرائیل میں بارہ خاندان ہوئے انکا مسکن شام تھا حضرت یوسفؑ کے سبب مصر میں آئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث بہ رسالت ہوئے شام میں جسوقت عقد کیا جناب بی بی سارہ سے انکی عمر ستائیس ۲۷ برس کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر اسوقت بہتر ۷۲ سال کی تھی اور آپکی ایک لونڈی منظورہ نامی تھی آنحضرت نے بجبر نمرود مردود کنعان کیطرف ہجرت فرمائی یہاں کی قیام میں بشارت ہوئی کہ یہ زمین تیری اولاد کی ملکیت ہوگئی اس شکریہ میں آپنے ایک مذبحہ دیا پھر قحط کنعان کے سبب مجبور ہو کر مصر تشریف لیگئے سنان بن علوان حاکم مصر کا تھا اوس نے بی بی سائرہ کیطرف طمع کی خدایتعالیٰ نے اسکو شل کر دیا پھر بدعا حضرت سائرہ اچھا ہوگیا اس اجر میں ایک کنیز سائرہ کو دی جنکا اسم باعث حاجرہ نام تھا ہوا یہ حسن جمال میں بے نظیر تھی اور عالی خاندان

تھیں پس اس کنیز کو حضرت سائرہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیدیا حاجرہ کے بطن اقدس سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور یہ حضرت اسحاق ع سے بڑے تھے حضرت اسحاق علیہ السلام بی بی سائرہ کی اسّی برس کی عمر میں متولد ہوئے تھے اسمٰعیل ع اور انکی والدہ کو بحکم خدا بیابان حجاز میں حضرت ابراہیم ع نے چھوڑ دیا تھا اسمٰعیل ع کے قریب نہ آب و نہ دانہ تھا نتیجہ یہ ہوا بدعائے حاجرہ اور خاطر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آب زمزم پیدا ہوا اسکی اثر پر بوستان جانوران پرندہ جمع تھے یہ دیکھکر ایک قافلہ بنی جرہم کا جو تعرض یمن سے شام کو جاتا تھا یہاں آیا اور آب زمزم پر سکونت اختیار کی چونکہ یہ چشمہ ملک حضرت اسماعیل ع تھا لہذا اوس قوم کو ممنون احسان حضرت اسماعیل ع کا ہونا پڑا اور خدا کی نذر میں آپکے والد بزرگوار نے جب آپکو ذبح کرنا چاہا تب خداوند عالم نے دُمبہ آپکی فدیہ میں بھیجا اور نذر کو قبول کیا اسکی خوشی میں اہل اسلام میں رسم بقرعید کی جاری ہوئی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی بنی جرہم میں ہوئی اور خداوند عالم نے انکو بارہ فرزند عطا فرمائے اول قیدار روبیل میان شمع دومہ حدر تیمہ بطور یاقیس قبدمہ انجمار بنیا نوت حضرت ابراہیم کے پانچ فرزند تھے حضرت اسمٰعیل ع حضرت اسحاق یدین مدائن فروخ مدین انکے پسر عتیق انکے پسر نویت تھے انکے فرزند حضرت شعیب علیہ السلام تھے اور عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یکصد پنجاہ برس تھی تذکرہ اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت اسحاق کے دو فرزند تھے ایک حضرت یعقوب علیہ السلام اور عیصو انکی پسر روم تھے انکے پسر ذراح تھے انکے پسر موص تھے انکے پسر حضرت ایوب علیہ السلام تھے اور حضرت یعقوب ع کے بارہ فرزند تھے بشر ذوالکفل علیہ السلام و یوسف علیہ السلام دان اثرفا بنیامین فرمان زبالون محروشن شمعون روبیل لاذی یہودا- لاذی بن یعقوب علیہ السلام کے پسر ثابت تھے انکے دو پسر تھے عمران و علقمہ انکی پسر ملبھانہ انکی پسر شموئل علیہ السلام تھے ایک سو پچاس برس رسالت پر رہے اور حضرت عمران کے دو پسر تھے حضرت موسی علیہ السلام و ہارون علیہ السلام انکے دو پسر تھے یامین اور شرحیا شبھر شبیر بھی انکا نام ہے یامین کے پسر حضرت الیاس علیہ السلام تھے اور شرحیا کے پسر حضرت عزیر علیہ السلام تھے عمر حضرت موسی علیہ السلام کی ایکسو بیس برس تھی اور یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام کے فرزند فرایم نام تھے انکے دو پسر تھے ایک یشا انکے پسر حضرت خضر علیہ السلام تھے اور دوسرا الون انکے پسر یوشع علیہ السلام تھے انکے پسر نوزی تھے انکے پسر حرقیل علیہ السلام تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحیی علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام چالیس پشت نیچے حضرت یہودا ابن حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہیں بنی اسرائیل کہلاتے تھے +

یہ فقیر پھر مقصود پر آتا ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کا تذکرہ نسب عرض کرتا ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام انکے فرزند بزرگ قیدار حامل نور محمدی تھے لہذا حضرت اسماعیل ع نے کی مثل اپنے والد کے اسے عہد لیا تھا کہ اس نور کو ہمیشہ ارحام مطہرہ میں منتقل کرنا اور عہد نامہ پر دستخط کرا کے اسکو تابوت سکینہ میں رکھدیا بعد حضرت اسماعیل قیدار نے تابوت کھولنا چاہا ندا آئی اسے سوائے انبیاء

کے کوئی نہیں کھول سکتا ہے اسے حضرت یعقوب ع کے پاس پہونچا دے چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں جب قیدار تابوت سکینہ لیکر جانے لگے اسوقت انکی بی بی غاضرہ بنت بنو جرہم حاملہ تھیں اسی کہہ گئے تھے کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اسمٰعیلؑ کے پاس لیجا کر اسکا نام حمل رکھنا اور جب تابوت قریب آل یعقوب کے پہونچا تو اس سے ایک آواز بلند پیدا ہوئی پس کنعان سے حضرت یعقوب آل یعقوب مطلع ہو کر قیدار اور تابوت کی پیشوائی کو آئے حضرت یعقوب ع نے قیدار سے بغلگیر ہو کر انکو بشارت دی کہ رات کو غاضرہ سے بیٹا پیدا ہوا اور میں نے ملائکہ کو اسکی زیارت کے لئے جاتے دیکھا ہے چنانچہ قیدار نے واپس آ کر مکہ میں حمل کو دیکھا اور خوشی ہوئی قیدار بصفات ذیل ممتاز تھے یہ بڑے شکاری تیر انداز تھے ہرن کو دوڑ کر پکڑ لیتے تھے شجاعت انکی مشہور تھی اور لکھا ہے کہ دن رات میں ستر مرتبہ عورت کی مجامعت کرنیکی طاقت رکھتے تھے انہوں نے بہت شادیاں بنی اسحاق میں کیں تھی لیکن کسی سے اولاد نہیں ہوئی رنجیدہ ہو کر سو سر بھیڑ ونکی قربانی کئے اور دعاء کی کہ اگر مجھے اولاد ملنی ہے تو قربانی قبول ہو پس قربانی قبول ہوئی اسکے بعد قیدار ایک درخت کے سایہ میں سو گئے بشارت ہوئی کہ نور محمدی کا ظہور بطن زنان عرب سے ہوگا قیدار نے تب اسکی تعمیل کی اور بطن غاضرہ سے حمل پیدا ہوئے قیدار نے حمل کی تربیت کی جب جوان ہوئے تو کوہ ابو قبیس پر لیگئے اور حسب دستور بندگان خود سے انتقال نور محمدی کیلئے ارحام طاہر کا عہد لیا جب واپس ہوئے راہ میں ایک شخص نے سلام کیا اور کچھ کہنا چاہا اوسنے روح قیدار کی قبض کر کے بعد فراغ تجہیز تکفین والد کے حمل نے ایک سعیدہ نامی عورت قبیلہ جرہم سے تھی عقد کیا انسے بنیت پیدا ہوئی حمل مع زوجہ یمن کو جاتے تھے راہ میں وضع حمل ہوا اتفاق سے نفاس میں سعیدہ جان بحق ہوئی حمل لڑکے کو لیکر ایک غار میں داخل ہوئے اور خود بھی واصل حق ہو گیا خدا کی قدرت سے ایک قافلہ یہاں پہونچا اور بچے کو دیکھکر حیران ہوا غرض لوس قافلہ کے ہمراہ بنیت حجاز آئے جب جوان ہوئے حارثہ بنت مراد سے عقد کیا اسے ہمیسع پیدا ہوئے یہ بڑے علو ہمت تھے انکی حکومت تمام اعراب پر تھی انہوں نے حبشیہ بنت قحطان سے نکاح کیا ان سے اُدد پیدا ہوئے اُدد پہلے شخص ہیں جنہوں نے لکھنا پڑھنا سکھایا یہ چوبیس زبانوں کے عالم و ماہر تھے انکی زوجہ کلمی بنت حارث بن مالک تھی انسے اُد پیدا ہوئے انکی آواز بارہ (۱۲) میل تک جاتی تھی یکہ نامی ایک عورت خاندان یعرب سے عقد کیا انسے عدنان پیدا ہوئے اوس زمانہ میں زیادہ اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ہوئی اور مکہ میں گنجائش نہ رہی اور علیحدہ علیحدہ قبائل دیہات پر آباد ہوئے جو شخص مکہ معظمہ سے ہجرت دوسری جگہ کیا کرتا تھا ایک پتھر شبیہ سنگ حجر اسود اپنے ہمراہ لیجاتا تھا یادگار کیلئے مگر شیطان نے بت پرستی تک پہونچایا ہر ایک قبیلہ کا بت علیحدہ ہوا بعہد حضرت محمد صلعم کی اصلاح کی ضرورت ہوئے عدنان سے حضرت پیغمبر آخر الزمان کی پیشینگوئی شروع ہوئی انکے سیکڑوں لوگ دشمن ہو گئے ایک مرتبہ بیابان شام میں انکے اتنی بہادران عرب نے گھیر لیا عدنان نے انپر فتح پائی اور تمام قبائل عرب انکے مطیع ہو گئے تب بخت نصر جو شاہ بابل پایہ تخت ایران تھا بعد خرابی بیت المقدس عازم تسخیر بلاد عرب کا ہوا اقوام عرب نے یہ سرداری عدنان جنگ شدید ہوئی مگر شکست

فاش پائی اور نواح شام میں بھاگ گئے اور یمن کی سکونت اختیار کی انکے دس فرزند پیدا ہوئے تھے انکے اسما یہہ ہیں مقحد عک رب ضحاک مذہب عدن انعمان اتے عود قحفت غث اور حامل نور محمدی معد تھے بعد مرگ بخت نصر حضرت ارمیا علیہ السلام کو بلا بھیجا اور معد ساکن حجاز ہوئے یہ شجاعت میں زیادہ تر تھے انکے چار بیٹے ہوئے قضاعہ۔ نزار۔ قنیص۔ آباد یہ چاروں بڑے بہادر تھے اور چند مرتبہ بنی اسرائیل کا مال لوٹ لیا انہوں نے پیغمبروں سے بد دعا انکے حق طلب کی فوراً وحی ہوئی بوجہ بزرگی پیغمبر آخر الزمان دعاء قبول نہ ہوئی معد کی نزار حامل نور محمدی ہوئے انکی والدہ ماجدہ بنت جوشن بن عدی بن عدی بن قبیلہ جرہم سے تھی لاد معد نے ہزار شتر قربانی کیئے تھے نزار کے بھی چار پسر ہوئے۔ ربیعہ۔ انمار۔ مضر۔ ایاد۔ ربیعہ و مضر کی اولاد سے نصف عرب ہے جب نزار بیمار ہوئے تو مکہ میں تشریف لائے اور اپنا مال اپنے فرزندوں پر تقسیم کر دیا خیمہ زر سرخ مضر کو ملا اور سیاہ گھوڑے وغیرہ ربیعہ کو ملا اور بکریاں وغیرہ ایاد کو ملا اور فرش سامان مجلس انمار کو ملا اور کہا اگر تم میں کسی امر کا جھگڑا پڑے تو نجران میں افعی نام دانا ہے اور وہ دوست معد کا ہے وہاں جانا وہ فیصلہ درست کنندہ ہے بعد نزار انکے بیٹوں میں تنازعہ پڑا تو نجران چلے گئے افعی نے انکے لئے سامان دعوت مہیا کیا اور انکا فیصلہ اچھا کر دیا اور یہ واپس مکہ آئے اور مضر ہمیشہ دین ابراہیم علیہ السلام کے ساعی رہے اور عقد سمات عقلیکہ ہم نسب عدنان سے کیا انکی الیاس پیدا ہوئے مضر نے الیاس کو وصیت کی الیاس بن مضر کا بوجہ بزرگی عشیرہ لقب نبیا انکا اول شادی حلوان بن عمران بن الحارث یمنی سے ہوئی اس سے تین بیٹے پیدا ہوئے عمر۔ عامر۔ عمیر اور مدرکہ حامل نور محمدی تھے یہ الیاس کے چوتھے پسر تھے دوسری بی بی سے پیدا ہوئے تھے شادی انکی سلمی بنت اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد سے ہوئی تھی انکے دو بیٹے تھے خزیل و خزیمہ خزیل بت پرست اور خزیمہ حامل نور محمدی تھے انکی شادی مسماۃ امانہ دختر سعد بن قیس بن غیلان بن مضر کے ساتھ ہوئی انکے فرزند متولد ہوئے کنانہ ہون اسد حامل نور محمدی تھے جنکی کنیت ابو نضر ہے انکو خواب میں بشارت ہوئی لہذا برہ بنت مرہ بن ادین بن طالعہ بن الیاس بن مضر کے ساتھ عقد ہوا انسے تین پسر پیدا ہوئے نضر مالک ملکاں اور نضر حامل نور محمدی ہوئے انکا نسب قریش ہوا نضر قریش کے دستر خوان پر ہمیشہ لوگ جمع ہو کر کھانا کھاتے تھے اور قبائل پریشان کو انہوں نے جمع کیا یہ بیان عرب جلیل بزرگ تھے اسلئے قریش کہلائے ایک مرتبہ نضر نے ایک حجرہ میں مکہ کے قریب خواب دیکھا کہ انکی پشت سے ایک عظیم درخت پیدا ہوا اور پتے و شاخ مثل ماہ روشن تھے اور ہر ایک شاخ پر ایک قوم سفید چہرہ بیٹھی ہوئی ہے تعبیر میں دیکھا بتلایا گیا کہ آپکی اولاد دنیا و آخرت میں بہت عزت و بزرگ مرتبہ ہوگی اور انکا ہم مرتبہ نہ ہوگا انکی شادی مسماۃ عاتکہ بنت اودان بن عمرو بن قیس سے ہوئی اور مالک پیدا ہوئے اور یہی مالک حامل نور محمدی تھے انکے ایک لڑکا پیدا ہوا اسکا نام فہر رکھا گیا انکی ماں کا نام جندلہ بنت حارث اکبر بن قضیاض جرہمی ہے اور یہہ فہر حامل نور محمدی تھے انکا نام عامر بھی ہے انکے چار بیٹے ہوئے غالب محارب حارث اسد اور ان کی والدہ کا نام لیلی بنت سعد بن مزیل بن مدرکہ اور حامل

نور محمدی غالب تھے انکے دو بیٹے ہوئے لوی تیم انکی ماں کا نام سلمی بنت عمر بن ربیعہ الخزاعیہ ہے اور حامل نور محمدی لوی ہوئے اور لوی کے چار فرزند ہوئے کعب عامر سامہ عوف اسکی قبیلہ کا نام غیلان ہوا ارض غطفان میں سکونت اختیار کی تھی اور حامل نور محمدی کعب ہوئے انکی شادی مسماۃ وحشیہ دختر شعبان بن محارب ابن فہر بن نضر سے ہوئی تھی کعب کے تین پسر ہوئے مرہ عدی ہصیص انکا پسر عمرو تھا اوسکے دو پسر تھے سہیم جمح جنسے بنی سہیم و بنی جمح منسوب ہوئے عمرو عاص و معاویہ وغیرہ ہوئے اور عدی سے بڑا قبیلہ قایم ہوا عمر ابن خطابؓ اس قبیلہ سے ہیں اور مرہ حامل نور محمدی ہوئے مرہ بن کعب کے تین پسر تھے کلاب تیم یقظہ مادر کلاب ہند دختر سریر بن ثعلبہ بن حارث بن ملک بن کنانہ اور مادر یقظہ و تیم بارقیہ قبیلہ عدی سے ہے اور یقظہ کا ایک پسر مخزوم تھا جسکے نام سے قبیلہ بنی مخزوم مشہور ہوا اور خالد بن ولید ابوجہل اس قبیلہ سے ہیں اور تیم بھی بار قبیلہ ہیں ابوبکر بن قحافہ و طلحہ بن عبداللہ بنی تیم سے ہیں لیکن حامل نور محمدی کلاب تھے انکے دو بیٹے پیدا ہوئے زہرہ و قصی انکی والدہ فاطمہ دختر سعد بن سہیل تھیں قبیلہ جدرہ سے تھے اور یمن میں رہتے تھے انکی اولاد جدرہ کہلائی اور زہرہ بن کلاب سے قبیلہ مغیرہ کا وجود ہوا اور آمنہ بنت الوہب مادر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکے بھائے چچازاد سعد ابن ابی وقاص تھے اور قبیلہ مغیرہ سے تھے اور عبدالرحمن بن عوف بھی اسی قبیلہ سے تھے اور قصی ابن کلاب کی وجہ تسمیہ یہ ہے انکی والدہ فاطمہ نے ربیعہ بن حرم سے عقد ثانی کیا تھا اور قصی کو بھی اپنی والدہ کے ساتھ رہنا پڑا اور مکہ سے دور ہوئے لہذا قصی کہلائے انکا اصلی نام زید ہے قصی جب قبیلہ قضاعہ میں جوان ہوئے تو اپنی والدہ سے واقف ہو کر مکہ کو روانہ ہوئے اور موقعہ حج میں آکر اپنے بھائی زہرہ کے پاس قیام کیا بنی اسماعیل اور بنی جرہم متفق رشتہ دار تھے اس زمانہ میں عمرو بن حارث مکہ کا حاکم تھا قوم جرہم نے مال نذر خانہ کعبہ پر تصرف کر لیا تھا بنی غسان نے بغاوت کی اور جلیل بن حبشہ نے قبیلہ خزاعہ سے ایک لشکر جمع کرکے جنگ کی اور عمرو بن عامر کو شکست دی یہ طالب صلح ہوئے جلیل بن حبشہ نے اس شرط پر امان دی کہ قوم جرہم مع سرداران خود جلاوطن ہو جائیں لہذا عمرو بن حارث نے ایام مہلت میں حجر اسود کو اپنی جگہ سے اوکھا ڈالا اور سونیکے ہرن جو اسفندیار نے نذر خانہ کعبہ چڑھائے تھے چاہ زمزم میں ڈالکر بند کر دیا اور عمرو بن حارث مع اپنی قوم کے یمن کو فرار ہوا اور جلیل بن حبشہ کا مکہ پر قبضہ ہو گیا اور کلید کعبہ انکے ہاتھ میں آ گئی خدا پاک نے انپر وبا ڈالدی لہذا انکو مکہ چھوڑنا پڑا اور مسمات حی جلیل کی دختر قصی کے نکاح میں تھی کلید کعبہ حی کے قبضہ میں آئی اور اسکے بھائی غشان نے شراب خواری میں یہ منصب قصی کے ہاتھ بیع کیا القصہ کلید پانیکے بعد قبیلہ قریش کی حکومت شروع ہوئی اور سب کام قصی و اولاد قصی سے مخصوص ہو گئی سقایت پانی پلانا حجاج کو و حجابت کلید برداری اور دربانی خانہ کعبہ کی اور کھلانا مہمانوں کو اور لوا نشان فوج بن قصی کا کام تھا قصی نے قریب خانہ کعبہ زمین خرید کرکے گھر بنایا تھا اور قبیلہ قریش وغیرہ پر پوری فرمانبرداری قصی کے ہو گئے اور حامل نور محمدی قصی تھے مسمات حی بنت جلیل کے بطن سے قصی کے چار بیٹے پیدا ہوئے عبدمناف۔ عبدالعزیٰ۔ عبدالقصی

وعبدالدار و عبدالعزیٰ سے کل مناصب مذکورہ بالا منسوب ہوئے اور انسے بڑا قبیلہ ہوا حضرت خدیجۃ الکبریٰ قبیلۂ عبدالعزیٰ سے تھیں عبدمناف حامل نور محمدی ہوئے انکا نام مغیرہ بھی تھا بوجہ حسن جمال کے قمر البطحا بھی کہتے تھے اور کنیت ابو عبدالشمس ہے انکی شادی عاتکہ بنت مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہیشہ بن سلیم بن منصور بن عکرمہ سے ہوئی انسے تین فرزند پیدا ہوئے کتاب استغاثہ ابن ابن تیم سے منقول ہے کہ ایک قوم اپنے آپکو قریش سے منسوب کرتی ہے حالانکہ وہ قریش سے نہیں ہے یعنی امیہ قریش نہیں ہیں اصل انکی روم سے ہے کتاب تبصرۃ العوام تالیف سید مرتضیٰ ملقب بعلم الہدیٰ میں مرقوم ہے کہ امیہ بن ابو عبیدہ جملہ اصحاب انساب پر متفق ہیں کہ عبدالشمس کا غلام امیہ رومی تھا جب اپنا مال و اسباب بعد اپنے اسے دینے کو کہا تب وہ غلام ہوا بعد اسکے امیہ بن عبدالشمس مشہور ہوا تاریخ قیس بن مغیا ان جلد پنجم میں ہے کہ ابو سفیان بن صخر خمر فروش تھا اور حکم بن عاص نکال تھا اور عمرو کا لقب ہاشم ہوا انکی اولاد بنی ہاشم کہلائی اور چوتھے کا نام نوفل تھا یہ زوجہ ثانیہ عبدالمناف سے تھا انکی والدہ واقعدہ بنت عمرو ہیں اور ہم نسب معاذ بن منصور بن عکرمہ کے تھیں اور امیہ کے اولاد سے بڑی قبائل پیدا ہوئے حکم بن العاص و مروان و معاویہ بن ابو سفیان عتبہ و شیبہ و عبداللہ بن زیاد اسے قبیلہ سے ہیں اور نوفل سے بھی قبیلہ بزرگ ہوا اور حضرت رسالت اور علی و عباس و حمزہ و جعفر طیار و سائر بنی ہاشم اولاد بنی ہاشم میں ہیں ہاشم نے ارض شام میں اور عبدالشمس نے مکہ میں اور عبدالمطلب نے ارض ریحان میں کہ یہ مقام نواح یمن تھا اور نوفل نے ارض عراق میں وفاتیں پائیں بعد مرگ قصی انکی حسب وصیت سقایت و رفادت وغیرہ سبکی عبدالدار سے منسوب ہوئی اور عبدمناف نے اس امر میں کبھی بحث نہیں کی یہانتک کہ زمانہ ہاشم کے عبدمناف کا ہوا نام ہاشم کا اصل عمرو تھا ہاشم اور عبدالمطلب میں باہم محبت تھی عبدالشمس و نوفل میں محبت تھی ایک مرتبہ ہاشم سفر شام اختیار کیا اور وہاں سے غلہ گندم خرید لائے بوجہ قحط اور صبح و شام ایک شتر نحر کرتے تھے اور سکنائے مکہ کو گوشت اور روٹی گندم سے دعوت کرتے تھے ہاشم کے معنے روٹی توڑنے کے ہیں اور چونکہ وہ عرب میں اس کھانے کے موجد ہوئی اسلئے ہاشم کہلائے انہوں نے شاہ فیروز بادشاہ ایران اور شاہ الیطالیا علیوان سے انکی ممالک میں تجارت کی اجازت حاصل کرلی آل عبدمناف میں ہاشم کی کارگذاریوں سے طاقت آئی اور وہ آل عبدالدار کا مقابلہ کرنے لگی اسمیں چاروں بھائی باہم ایک تھے اور بنی الحرث اور بنی النضر بھی ہوا خواہان بنی مناف تھے ہاشم نے کل اولاد عبدمناف اور اپنے ہوا خواہونکو اکٹھا کر کے خوشبو کا سبکو استعمال کرادیا اور حلف اٹھوائے کہ مناصب خمسہ کیلئے بنی عبدالدار سے لڑے بغیر نہ رہینگے اس خوشبو کے سبب اس جماعت کا نام مطیبین ہوا اور اسیطرح کل بنی عبدالدار احلاف کہلائے مطیبین اور احلاف مشہور ہوئی اور آپسمیں صلح ہوگئی سقایت اور رفادت خانۂ کعبہ ہاشم کو ملا اور لوا اور حجابت اور ندوہ اولاد عبدالدار کو ملا اور بعد ہاشم یہ منصب عبدالمطلب کو ملا اور انکے بعد یہ منصب عمران ابو طالب کو ملا انہوں نے اپنے بھائی عباس کو یہ منصب دیدیا اور انکی اولاد قابض

رہیں۔ بنی امیہ کو بنی ہاشم کی کامیابی پر حسد پیدا ہوا ہاشم رئیس العرب والحجاز تھے انکے چار پسر پیدا ہوئے تھے۔ عبدالمطلب اسد نضلہ لاولد ابو صیفی انکی دختران بھی چار تھیں عبدالمطلب بن ہاشم کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو بن زید بن لوید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدہ بن نجار تھیں اور عبدالمطلب خدا پرست تھے انہوں نے کبھی بت پرستی نہیں کی انکے زمانہ میں بحکم نجاشی شاہ حبش ابرہہ شاہ یمن ہوا اسنے ایک کلیسہ بنام شاہ حبش تیار کیا جسکا مقام صنعا یمن تھا اور نام قلیسی رکھا اور باعانت نجاشی ابرہہ نے عزم کیا کہ طواف کعبہ موقوف کیا جاسکے اور قلیس کا حج و طواف کیا جاے اس خیال سے ہزار فوج اور بیشمار فیل لیکر آیا جسمیں محمود نامی فیل سفید تھا جب مکہ پونچا تب عبدالمطلب نے تمام اہل مکہ و قریش سے کہا کہ اپنا اپنا مال اسباب ہمراہ لیلو اور پہاڑ و نیز جبل پر چلو اور کہا خداتعالے اپنے گھر کو تباہ نہ ہونے دیگا جو اپنے خلیل سے بنوایا ہے اور ابوقبیس پر دشمن کا تماشاہ کو چلکر مشاہدہ کریں سب پہاڑ پر چڑھ گئے جب ابرہہ نے قریب کعبہ آکر حملہ کیا تو خدا نے ایک ابر سیاہ جانوران ابابیل کا ظاہر کیا کہ ہر ایک کے منقار میں تین تین سنگریزے تھے اس فوج کے سر پر بارش ہوئی تمام فوج و فیل و شتر و اسپ و سوار و پیادے ہلاک ہوگئے الغرض عبدالمطلب واپس مکہ تشریف لائے اور چاہ زمزم کو کھودا اور چاہ سے ہرن طلائی و اسلحہ نکالی چند اشیاء فروخت کرکے ایک دروازہ خانہ کعبہ کا زیادہ کیا گیا عبدالمطلب کے تین القاب اور ہوئے سید البطحا۔ ساقی الحج۔ حافر الزمزم انکے دس بیٹے ہوئے۔ حارث۔ عباس حمزہ عبداللہ ابوطالب بلقب عبد مناف زبیر مفہوم ضرار ابولہب عبدالعزی انمیں چار بزرگوار عمران کنیت ابوطالب و حمزہ و عباس مشرف باسلام ہوئے پسر حمزہ عبداللہ و جعفر صاحب اولاد ہوئے اور عباس کے پسر عبداللہ تھے جسکی اولاد سلاطین عباسیہ ہوئی زبیر ابولہب کے پسر بھی اسلام میں داخل ہوئے ضرار مفہوم قبل رسالت فوت ہوئے اور عبداللہ برگزیدہ فرزندان عبدالمطلب سے ہیں انکی پیدائش پر یہود و نصاریٰ و کاہن و ساحر وغیرہ سبکو علم ہوگیا کہ پدر پیغمبر آخرالزمان پیدا ہوا چنانچہ حضرت عبداللہ حامل نور محمدی ہوگئے یہ حسن جمال میں ایسے ممتاز تھے علامات عجیب انکے ظاہر ہونے لگے ایک مرتبہ انہوں نے اپنے والد عبدالمطلب سے کہا کہ میں بطحا کی طرف جاتا ہوں تو ایک نور میری پشت سے طالع ہو کر دو ٹکڑے ہوجاتا ہے نصف جانب مغرب اور نصف جانب مشرق کی طرف محیط ہوکر بصورت دائرہ آسمان پر یکجا ہوکر بشکل ابر میرے سر پر سایہ کرتا ہے بعدہٗ آسمان کے دروازے کھلجاتے ہیں اور وہ نور آسمان تک جاتا ہے اور واپس ہوکر میری پشت میں آجاتا ہے اور جس درخت خشک کے نیچے میں بیٹھتا ہوں وہ سرسبز ہوجاتا ہے اور جب زمین پر بیٹھتا ہوں تو سنتا ہوں کہ اے نور السلام علیک یہ سنکر عبدالمطلب نے کہا تمکو مبارک ہو امید ہے کہ پیغمبر آخرالزمان تمہارے صلب سے ظہور فرمائینگے چاہ زمزم کے کھودنے پر حضرت عبدالمطلب نے نذر مانی تھی کہ مجھے دس بیٹے عطا ہونگے تو ایک بیٹا نذر خدا میں قربانی دونگا اور قرعہ انداز سے ایک پسر کے نام قرعہ ڈلوایا گیا مگر قرعہ حضرت

عبداللہ کے نام نکلا آپ نے عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر جائے قربانی پر لائے اور چھری لیکر عازم قربانی ہوئے بالاتفاق جماعت قریش نے منع کیا کہ جب تم ایسا کام کروگے تو سب تمہاری پیروی کرینگے آخر یہ قرار پایا کہ سجاح کاہن جو فیصلہ کر دے پھر سجاح کے پاس پہونچے سجاح نے کہا تمہارے دیت خون مرد کے کیا ہے عبدالمطلب نے جواب دیا کہ دس شتر سجاح نے کہا تم مکہ چلے جاؤ اور قرعہ ڈلواؤ اور ہر بار دس شتر بڑھاتے جاؤ جب قرعہ شتر کے نام آویگا اسقدر شتر قربانی کر دینا عبدالمطلب نے واپس آکر قرعہ ڈالا تو اسے جب سو اونٹ کے نام آیا تو یقین ہوا تو ایک سو شتر قربانی دے اسی بنا پر اسلام میں سو شتر انسان کے خون کی دیت قرار پائی حضرت عبداللہ ایکمرتبہ صحرا میں برائے شکار تشریف لیگئے یہود کو انسے حسد تھا ستر سوار نے حضرت عبداللہ پر حملہ کیا تب بیشمار سوار آسمان سے اترے اور اعدا کو قتل کر گئے واہب وہاں تھے یہ واقعہ دیکھکر اپنی دختر آمنہ کا عقد بصد خوشی حضرت عبداللہ سے کر دیا اور حاملہ حضرت کی والدہ شریفہ حضرت سے ایام تشریق میں پاس جمرہ وسطی کے مکان عبداللہ بن عبدالمطلب میں ہوئے اور حضرت تولد ہوئے مکہ معظمہ میں شعب ابی طالب مکان محمد بن یوسف میں اور تحویل ہوا نطفہ زکیہ حضرت کا صلب حضرت عبداللہ سے شکم حضرت آمنہ میں شب جمعہ اٹھارہ ماہ جمادی الثانی کو روایت ہے جس شب نطفہ زکیہ نے استقرار پکڑا اس شب سروش غیبی نے عالم ملکوت میں ندا دی کہ آسمان و زمین بارش نور کی کریں اور پھر فرشتگان اظہار مسرت کریں اور خازن جنت دروازہ ہائے بہشت عنبر سرشت کھولدیں مشک عنبر سے عالم کو معطر کر دیں اور حضرت جبرئیل علم سبز محمدی سقف کعبہ پر نصب کر کے تمام زمین آسمان میں بشارت رساں ہوں کہ آج نور محمدی شکم مادر میں جا گزیں ہوا یہ برگزیدہ زمان سب اہل جہان پر مبعوث ہوگا اور حضرت آمنہ سے روایت ہے کہ جب میں حاملہ ہوئی اثر حمل نہ پاتی تھی جب چھ مہینے گذر گئے تو مجھ سے ایک شخص خواب میں کہتا تھا کہ تو حاملہ ہوئی بہترین عالم سے اسروز ہی یقین ہوا کہ میں حاملہ ہوں جب ایام ولادت قریب ہوئے پھر میں نے اوس شخص کو دیکھا کہ کہتا ہے اس مولود کا نام محمدؐ رکھنا توریت و انجیل میں اسکا نام احمدؐ ہے اور فرقان میں محمدؐ ہے اور ساکنان ارض سما اسکی حمد کرتے ہیں پھر خواب میں دیکھا کہ ایک نور مجھ سے نکلا کہ تمام عالم اس سے منور ہو گیا اسقدر کثرت انوار تھے کہ ملک بصر اور شام تک بلاد برائے العین مشاہدہ کئے اسیطرح حضرت عباس نے خواب دیکھا کہ حضرت عبداللہ کی پیٹھ سے ایک مرغ سفید نکلا اور پرواز کر کے مشرق و مغرب تک پہونچ گیا اور وہ آکر بام کعبہ پر بیٹھا اور تمام قریش نے اسے سجدہ کیا اور حضرت عبدالمطلب نے یہ خواب دیکھا کہ میری پشت سے ایک درخت پیدا ہوا اور شاخیں اسکی مشرق سے مغرب تک پھیل گئیں اور ایسا نور ساطع ہوا کہ برابر ستر آفتاب کے تھا اور تمام عرب عجم کے لوگ اوس درخت کو سجدہ کرتے ہیں اور ایک گروہ قریش نے اس درخت کو اوکھاڑنا چاہا جب نزدیک گئے تو ایک جوان نے اون سب کو ہٹا دیا یہ خواب حضرت عبدالمطلب نے ایک کاہن سے بیان کیا اوسنے کہا تیری اولاد سے ایک

فرزند پیدا ہوگا اور وہ پیغمبر ہوگا مشرق مغرب تک اور ابو طالب سے کہا کہ یہ جوان شائد تو ہو جسنے یاری کی تھی اور حضرت علی علیہ السلام بھی تعبیر ہو سکتے ہیں کہ تجویز تزویج دین بین میں کیا کیا جانفشانی آپ نے فرمائی چنانچہ یہ امورات کتب سیر میں مملو ہیں جو حضرت کی کرامت پر دلیل ہے چنانچہ حسان بن ثابت سے روایت ہے کہ ہنگام ولادت میں مدینہ میں تھا کہ ایک یہود اپنی قوم کو پکار کر کہتا تھا کہ طالع ہوا ستارہ احمد کا اور جمہور اہل سیر اسپر متفق ہیں کہ حضرت آمنہ سوائے حضرت رسالت پناہ صلعم کے اور کسی فرزند سے حاملہ نہیں ہوئی روایت ہے کہ جب حضرت آمنہ حضرت سے حاملہ ہوئی اسوقت قریش بلائے قحط میں مبتلا تھے۔ جب نطفہ طیبہ نے شکم حضرت آمنہ میں قرار پایا تو اسی وقت بارش ہوئی اور تمام درخت سرسبز ہوگئے تھے یہی بھی حضرت کی قدوم میمنت لزوم کا معجزہ ہے اور جب وہ شب مبارک آئی کہ سید عالم فخر آدم علیہ السلام کے وجود مسعود سے یہہ تیرہ خاکدان غیرت روضہ رضوان ہوا اور برکت قدم شریف سے زمین غیرت عرش بریں ہو صاران شب برات ولادت اوس مجموعہ عظمت و کرامت کی تھی جسکی ذات پاک سے سارا جہان اخفا سے عرصہ شہود میں آیا اور اس نیستی میں سبکی ہستی کا وجود ہوا ارباب دانش پر واضح ہو کہ اجماع علمائے امامیہ کا اسپر ہے کہ ولادت باسعادت حضرت سرور کائنات خواجہ موجودات کی ۱۷ سترویں ربیع الاول روز جمعہ مطابق بیس ماہ اپریل سنہ ۵۷۰ عیسوی ہنگام طلوع آفتاب سال اول عالم الفیل اور سنہ ۸۲۳ اسکندری بادشاہ نوشیروان کے عہد میں واقع ہوئی اور اکثر علماء عامہ بارہویں ماہ مذکور روز دوشنبہ کے قائل ہیں اور ابن شہر آشوب نے حضرت آمنہ سے روایت کی کہ جب وقت ولادت باسعادت حضرت کا قریب ہوا تو ایک دہشت عجیب طاری ہوئی ایک مرغ سفید آیا اور مجھکو اپنے بالوں میں ڈھانپ لیا بعد اسکے وہ مرغ ایک جوان خوشتر بنگیا اور اسکے ہاتھ میں پیالہ شراب طہور کا تھا شیر سے سفید شہد سے شیریں تھا سارا مجھکو پلادیا پھر اوسنے میرے شکم کیطرف ہاتھ کرکے کہا اظہر یا سید العالمین اظہر یا رحمۃ العالمین اظہر یا رسول اللہ اظہر خیر خلق اللہ اظہر یا نور من نور اللہ اظہر بسم اللہ یا محمد بن عبد اللہ (بحوالہ انوار الاعجاز بحوالہ تحفۃ الانساب بحوالہ تذکرۃ الانساب و بحوالہ تاریخ بحر الجمان و تاریخ فرشتہ بحوالہ تاریخ الانبیاء لکھا گیا)

اس کتاب میں تاریخی واقعیات ہیں

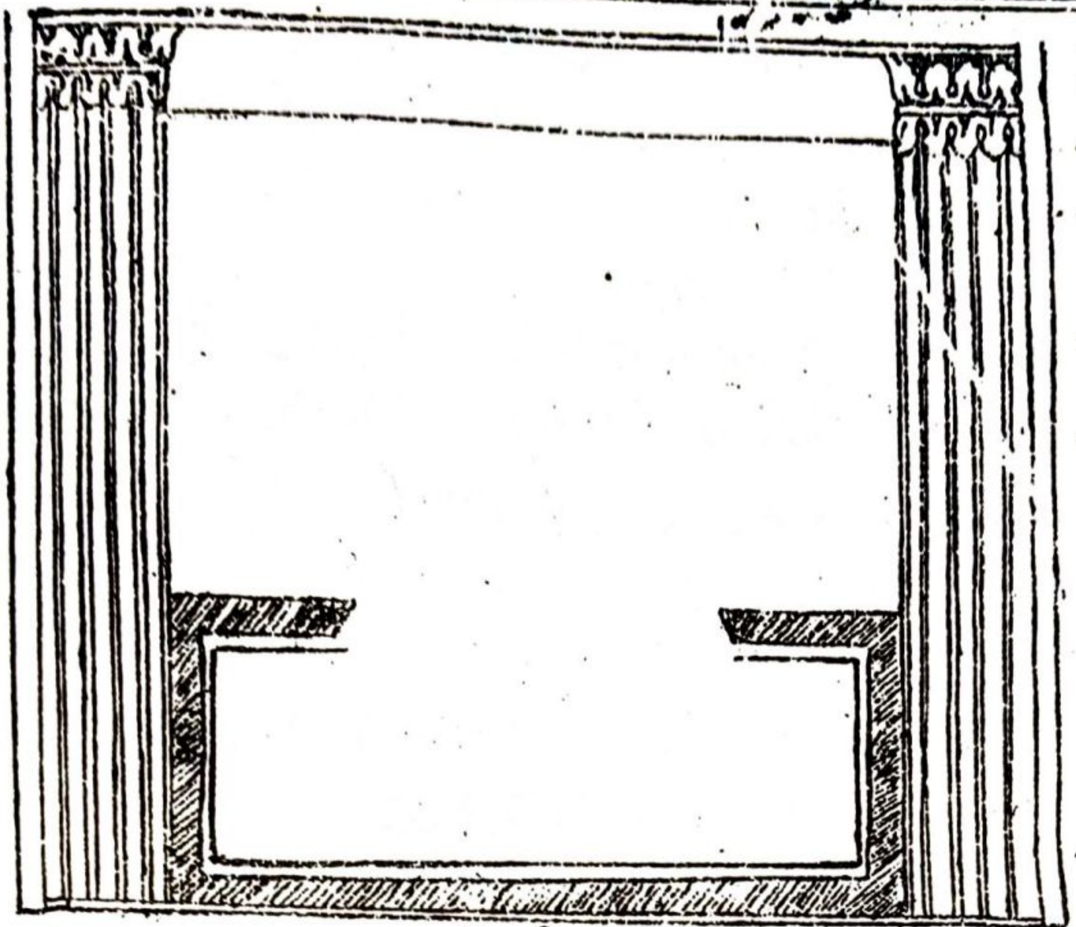

## بیان ولادت باسعادت پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم

جناب حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ صلعم متولد ہوئے تو جتنے بت خانہ کعبہ میں تھے سب مونہہ کے بل گر پڑے اور تمام عالم انوار سے روشن ہو گیا سنگ و سطوخ و اشجار تمام دنیا میں آپکی ولادت کی بشارت رساں ہوئے اور تمام مخلوقات زمین و آسمان مسرت ولادت سے جو تسبیح خواں ہوئے ہر پرند چرند خبر ولادت سے مطلع ہوا اور کوہ ہائے زمین نے آواز لا الہ الا اللہ بلند کی اور آسمان پر طبقات جنت زیب زینت سے مزین ہوئے اور صبح تخت پر ایک بادشاہ سرکش کا سرنگوں ہو گیا اور تمام شاہاں روئے زمین خاموش ہو گئے اور جتنے بت روئے زمین پر تھے سب اوندے گر پڑے اور ایوان نوشیروان کے چودہ کنگرے بھی گر پڑے اور دریاچہ ساوہ جسکی وہ پرستش کرتے تھے وہ غائب ہو گیا اور وادی سماوہ جو ہزار برس سے خشک تھا جاری ہو گیا اور آتشکدہ فارس جو ہزار برس سے گرم تھا سرد ہو گیا اور شیاطین کا آسمان پر جانا موقوف ہوا اور شہاب ثاقب سے راندی گئی شیطان گریزاں تھا اور فریاد کرتا تھا وہ ملعون تمام دنیا میں پھرا کچھ انکشاف نہ ہوا پھر حرم مکہ میں آیا تو دیکھا کہ تمام اطراف مکہ میں ملائکہ بھرے ہوئے ہیں اور تسبیح گویاں آسمان سے زمین پر آتے ہیں شیطان کو ملائکہ نے آگے نہ جانے دیا اور مار کر ہٹا دیا آخر وہ ملعون مانند کنجشک جانب کوہ حرا سے داخل ہوا وہاں حضرت جبرائیل نے روکا تو شیطان نے سوال کیا کہ آج زمین پر کیا واقع ہوا ہے حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ بہترین پیغمبران حضرت محمد رسول اللہ پیدا ہوئے ہیں پھر ابلیس نے

عرض کی مجھے انسے بہرہ ہے کہا نہیں پھر کہا اسکی اُمّت سے کہا البتہ ہے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت متولد ہوئے دست چپ کو آپ نے زمین پر رکھا اور دست راست کو آسمان کیطرف بلند کیا اور زبان مبارک سے کلمہ توحید پڑھا اور روے مبارک سے ایسا نور چمکا کہ اہل مکہ نے اطراف شام و بصرہ دیکھ لیئے حضرت کی شب ولادت اسقدر نور و ظہور ہوا کہ جن شیاطین ہولناک ہوئے اور حضرت آمنہ سے روایت ہے کہ ہنگام ولادت چھ عورتیں قد بلند میں نے دیکھیں جو جامہ ہائے بہشت مشک عنبر سے معطر تھیں آئیں اور مجھسے باتیں کرنے لگیں انمیں سے ایک نے پیالہ شربت کا دیا کہ پی جا اور بشارت ہو تجھسے بہترین عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوگا جب میں نے وہ شربت پیا تو میرے مونہہ سے ایک نور چمکا کہ مجھکو احاطہ کر لیا جب حضرت متولد ہوئے تو آپنے مونہہ اپنا کعبہ کیطرف کرکے سجدہ ادا کیا اور دست مبارک اوٹھاکر مناجات کی حضرت آمنہ کہتی ہیں کہ دیکھا میں نے ایک ابر سفید آیا اوسنے حضرت کو گھیر لیا اور ہاتف نے ندا دی کہ محمد صلعم کو مشرق و مغرب پھراؤ کہ تمام خلایق جمال باکمال سے مشرف ہو اور حضرت کا نام اور صورت کو پہچانے پھر وہ ابر برطرف ہوگیا تو دیکھا حضرت کو ایک پارچہ سفید برف میں لپٹا ہوا اور نیچے حریر سبز بچھی ہوئی تھی اور تین کلیدیں مروارید دست مبارک میں تھیں اور ندا آئی کہ کلید نصرت اور کلید سودمندی اور پیغمبری حضرت نے لیں اور دوسرا ابر سفید پھر آیا اسمیں آواز گھوڑوں اور آدمیوں کی آتی تھی اوسنے پھر حضرت کو گھیر لیا اور یہ ندا آئی کہ پھراؤ محمد صلعم کو مشرق و مغرب میں اور عرض کرسی سے روحانیات جن و انس و مرغان ہوا و جانوران دریا پر تاکہ پہچانے اور عطا کرو محمد صلعم کو صفات آدم علیہ السلام اور معرفت حضرت شیث علیہ السلام اور شجاعت و شکر حضرت نوح علیہ السلام اور خلق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لسان حضرت اسماعیل علیہ السلام اور رضاے حضرت اسحاق علیہ السلام اور فصاحت حضرت صالح علیہ السلام اور حکمت حضرت لوط علیہ السلام اور بشارت حضرت یعقوب علیہ السلام اور جمال حضرت یوسف علیہ السلام اور کلام قوت حضرت موسی علیہ السلام اور تحمل حضرت ہارون علیہ السلام اور صبر حضرت ایوب علیہ السلام اور صوت حضرت داؤد علیہ السلام اور عبادت حضرت یونس علیہ السلام اور جہاد حضرت یوشع علیہ اور عصمت حضرت یحیی علیہ السلام اور حکمت لقمان علیہ السلام اور حب دانیال علیہ السلام اور وقار حضرت الیاس علیہ السلام اور زہد کرم حضرت عیسی علیہ السلام اور غوطہ دو اُسے دریاے اخلاق پیغمبران میں غرض جو جو خوبی پیغمبران سابقہ میں تھیں سو حضرت کی ذات جامع الصفات میں موجود تھی اسکے بعد وہ ابر ناپدید ہوگیا اور جمیع دنیا کو اپنے قبضہ تصرف میں لیا حضرت آمنہ کہتی ہیں کہ آپکا روئے مبارک ماہ چہاردہ سے زیادہ روشن تھا اور بو مشک عنبر بدن سے آتی تھی حضرت آمنہ سے روایت ہے جب متولد ہوئے رسول محمد صلعم تب تین شخص نورانی آئے ایک کے ہاتھ میں ابریق نقرہ اور ایک کے ہاتھ میں مشک تھی اور ایک کے ہاتھ میں طشت زمرد تھا وہ طشت چھ پہلو تھا اور چاروں جانب اسکے مروارید کا حلقہ تھا اور کہا یہ دنیا ہے اے حبیب اللہ

ہر گوشہ سے جو چاہے سو لے آنحضرت نے وسط طشت میں ہاتھ ڈالا غیب سے ندا آئی کہ اسنے کعبہ کو اختیار کیا اللہ تعالی نے کعبہ کو انکا قبلہ نماز اور جائے مولد مقرر کیا وہ رضوان بہشت تھا تیسرے کے ہاتھ میں حریر لپیٹے تھی اول اسنے آلہ طلائے شکم کو شگافتہ کیا اور قلب کو سینہ سے نکالا اور نقطہ سیاہ کو آپکے قلب سے نکالکر پھینکدیا اور اُس حریر سے گیا سفید نکالی اور دل مقدس کو بجائے خود رکھدیا اور شکم پر ہاتھ پھیرا اور باتیں کہیں حضرت آمنہ کہتے ہیں کہ اُسنے کہا حفظ امان خدا میں رہ میں نے تیرے دل کو ایمان اور علم اور حلم اور یقین اور عقل کل بھر دیا ہے تو بہترین آدم ہے اسکے بعد ایک اور حریر سفید نکالی اس ایک انگشتری نکالی اور بین الکتفین مُہر لگا دی تب نقش ہو گیا اور کہا خدا کا حکم ہے روح القدس تجھمیں دم کروں پس دم کیا اور کہا اے محمد صلعم علم جملہ انبیاء کا تجھکو دیا گیا اور کلید فتح اور نصرت تیرے ہاتھ میں ہے جو تیرا نام سنیگا مغلوب ہوگا حضرت آمنہ کہتے ہیں جب درد زہ مجھے پیدا ہوا میں نے خیال کیا کہ لڑکیاں عبد مناف میرے پاس ہوتیں یہ خیال تھا کہ ایک گروہ عورتوں کا سیاہ بال چہرہ سُرخ سفید حاضر ہوئی انکی کثرت سے گھر بھر گیا وہ حوریں تھیں جو بہشت سے بحکم خدا تشریف لائیں اور چار عورتیں آسمان سے اتریں میں نے کہا تم کون ہو ایک عورت بولی میں حوا ہوں اور یہ سائرہ حاجرہ آسیا ہیں حضرت حوا کے پاس ایک طلائی طبق تھا اور ساحرہ چاندی کا آفتابہ تھا اور حاجرہ کے ہاتھ میں عطر بہشت تھا اور آسیا کے پاس مندیل حریر تھی انہوں نے آب کوثر سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیکر مجھے دیدیا اور وقت تولد اثر نجاست و خون حضرت کے بدن مطہر پر نہ تھا اور مستور بلباس انوار تھے کہ کسیکی نظر ستر پر نہ پڑی اور جمہور اہل سیر متفق ہیں کہ حضرت مختون اور مقطوع المشیمہ تولد ہوئے اور جب حضرت بطن مادر سے زمین پر آئے تو آپ نے سجدہ کیا اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا اور بخشش امت طلب کی تب خداوند نے ملائکہ سے فرمایا دیکھو دوست میرا امت کو وقت ولادت نہ بھولا کیونکر بھولیگا قیامت کو اور جناب صفیہ عمہ حضرت کہتے ہیں کہ وقت تولد محمد صلعم سجدہ کیا اور اُمتی اُمتی فرمایا اور ایسا نور چمکا اسکی روشنی نور چراغ پر غالب ہو گئی میں نے چاہا کہ غسل دوں ندا آئی کہ ہمنے دیا اسکو پاک پاکیزہ غسل رحمت دیکر بھیجا ہے اور ازل میں طاہر تھا اور طاہر پیدا ہوا اور جناب فاطمہ بنت عبد اللہ ثقفی کہتی ہیں کہ وقت تولد حضرت میں حاضر تھی میری نظر آسمان کیطرف گئی تو دیکھا کہ ستاروں نے زمین کیطرف میل کیا ہے اور حضرت عبد المطلب سے منقول ہے کہ میں کعبہ میں سوتا تھا ناگاہ دیوار کعبہ مقام ابراہیم علیہ السلام کیطرف مائل ہوئی اور سجدہ کیا اور ندا دی کہ اے رب تو نے مجھے پاک کیا نجاست مشرکین سے اسوقت جتنے بت کعبہ میں تھے سب مونہہ کے بھل گر پڑے اور بڑا بت ہبل کہ یہ کہکر کہ محمد آمنہ سے پیدا ہوا گر پڑا اور رحمت کا سحاب اور طشت فردوس سے کہ اسکو غسل دیں اور عبد المطلب کہتے ہیں کہ دیکھا میں نے کوہ ہائے ہوئے ہیں طرف مکہ کی اور ایک ابر سفید حجرہ حضرت آمنہ پر ایستادہ تھا جب میں گھر میں آیا تو حضرت آمنہ سے پوچھا کہ وہ نور تیری پیشانی میں تھا کہاں گیا حضرت آمنہ نے کہا میرے فرزند پیدا ہوا وہ وہ نور اسمیں ہے اور یہ

ابر جو ایستادہ ہے وقت ولادت میرے پر سایہ افگن تھا حضرت عبدالمطلب کہتے ہیں میں نے بی بی آمنہ سے کہا میرے فرزند کو لائیں دیکھوں جواب دیا کہ تین دن تک دیکھنے کی اجازت نہیں پوچھا کیا باعث تو بی بی آمنہ نے کہا جب یہ مولود پیدا ہوا ایک شخص طویل القامت آیا اور کہنے لگا اس فرزند کو تین یوم تک کسی آدمی کو نہ دیکھانا عبدالمطلب کہتے ہیں مجھے غصہ آیا اور کہا جلدی لا ورنہ تجھے ہلاک کرونگا یہ حال دیکھکر حضرت آمنہؑ نے عرض کی کہ لڑکا فلاں مکان میں ہے آپ جاکر دیکھ لو جب میں اس مکان میں گیا تو ایک شخص تلوار برہنہ ہاتھ میں لئے باہر آیا اور مجھ پر حملہ کیا اور کہا جبتک مقربان بارگاہ ایزدی زیارت سے مشرف ہونگے کوئی بنی آدم نہ دیکھ سکیگا الغرض جب تین یوم گذر گئے تو میں نے دیکھا اور نہایت مسرت اندوز ہوا اور خانہ کعبہ میں لاکر خدا کے سپرد کیا اور محمد نام رکھا اور بی بی آمنہ کو لاکر دیدیا اور درباره حفاظت تاکید بلیغ کی اور کعب الاخبار سے روایت ہے کہ جب حضرت آمنہ حاملہ ہوئی تو منادی نے ہفت آسمانوں میں ندا کی بشارت ہو تمہیں اے آسمان و زمین اور دریا اور چرند اور پرند اور حیوانات اور جمادات کہ آج دُرِ شہوار نطفہ طیبہ نے قرار پکڑا یہ مژدہ مسرت سب کو سنایا گیا اور حضرت کی شب ولادت ستر ہزار قصر یاقوت سرخ کے اور ستر ہزار قصر مروارید کی بنائے گئے انکو قصورات ولادت کہتے ہیں زینت دیکھکر بشارت دی گئی کہ تیرا پیغمبر پیدا ہوا بہشت اس مژدہ سے فرخندہ ہوئی اور تمام کوہائے نے آپس میں صدا دی اور ندا لا الہ الا اللہ بلند کرنے لگے اور ستر ہزار عمود نور آسمان کے مابین برپا کئے اور حضرت آدم کے روح پاک کو بشارت ولادت دیئے اور ستر ہزار حاجہ حسن حضرت آدم علیہ السلام کا زیادہ کیا گیا اور یہ آواز کعبہ سے آئی کہ اے آل قریش تمہارے پاس آیا بشارت دینے والا ثواب کا اور ڈرانیوالا عذاب کا روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ نے حضرت بی بی آمنہ سے عقد کیا تو ایک دن اپنے برادران کے باہر گئے ایک نہر نظر آئی ندا ہوئی کہ اے عبداللہ نہر کا آب نوش کرو حضرت عبداللہ نے پانی پیا تو عسل سے شیریں اور یخ سے سرد تر تھا اور مشک سی خوشبو تھی جب عبداللہ نے چاہا کہ بھائیوں کو خبر کرے تو نہر ناپدید ہو گئی اسی رات نور جناب نبوی منتقل ہو کر پیشانی حضرت آمنہ میں آیا اور چہرہ بی بی آمنہ کا مانند آفتاب چمکنے لگا واقدی سے روایت ہے کہ جب ایک ماہ حمل کا گذرا تو تمام درختوں اور پہاڑوں نے حضرت کی حمل کے بشارت آپس میں دی اس ماہ میں حضرت عبدالمطلب طرف مدینہ کے گئے اور حضرت عبداللہ ہمراہ تھے وہاں جاکر حضرت عبداللہ نے وفات پائی ہاتف نے ندا دی جسکے صلب میں پیغمبر آخرالزمان تھا وہ فوت ہوا سقف گھر کی پھٹکی جب دوسرا ماہ گذرا تو خدا نے ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ ندا کرے زمین و آسمان میں کہ ملائکہ استغفار کرو واسطے حضرت محمد و آل محمد صلعم کے جب تیسرا ماہ حمل کا گذرا تو خدا تعالیٰ نے پہاڑوں کو حکم دیا اور دریاؤنکو بتوں کو اور درختوں کو کہ سجدہ کریں واسطے تعظیم جناب ختم الانبیاء کے چنانچہ سب نے سجدہ کیا سارے مخلوقات نے سجدہ کیا جب چوتھا ماہ گذرا تو حبیب زاہد مکہ کو جاتا تھا راہ میں ایک ہرن کو دیکھا کہ سربسجدہ ہے حبیب زاہد کہتا ہے کہ میں نے چاہا کہ اس کو اٹھا لادوں ندا آئی کہ اسے کچھ نہ کہ تمام خلائق

بروبحر اور جبل شکر میں سربسجدہ ہیں جب پانچواں ماہ ہوا تو اپنے صومعہ کو بہرا اور دیوار دیر پر لکھا دیکھا کہ ایمان لاؤ پیغمبر آخر الزمان پر نزدیک ہے ظہور اسکا خوشحال اسکا جو ایمان لائے اور افسوس اوپر جو انکار کرے جب اُسنے کہا میں ایمان لاتا ہوں نبی آخر الزمان پر جب چھ ماہ حمل کو ہوئے اہل مدینہ اور اہل یمن اور اہل تہامہ ایک درخت نام اسکا ذات الواط تھا اسکی پرستش کرتے تھے جب اس درخت کے قریب گئے تو درخت سے صدائے عظیم آئی کہ اے بت پرستان اہل باطل تمہاری ہلاکت کا وقت قریب ہے وہ ڈر کر چلے گئے اور جب سات ماہ حضرت کی حمل کو گذرے تو سواد بن قارب نے حضرت عبدالمطلب کے پاس آکر عرض کی میں نے خواب دیکھا ہے کہ آسمان کے دروازے کھل گئے اور ملائکہ زمین پر اترے ہیں اور کہتے ہیں کہ زمین کو زینت کرو واسطے حضرت محمد صلعم کے وہ رسول اللہ کا خلق کیطرف شمشیر قاطع کے ساتھ ہے میں نے پوچھا وہ کون ہے اسنے کہا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف عبدالمطلب نے یہ سنکر فرمایا کہ یہ خواب پنہاں رکھنا کسی کو نہ کہنا اور جب آٹھواں ماہ گذرا حمل کا تو وہ ماہی حوت جو تمام دنیا کو اٹھائے ہے۔ حرکت میں آئی ولادت کی ندا سنکر فرشتوں نے تھام لیا کہ زمین نہ الٹ جائے جب نو ماہ گذرے تو خداوند تعالی نے دس ہزار فرشتہ زمین پر روانہ کیئے ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی قندیل لی تھی جبے روغن تھیں اور ہر قندیل پر کلمہ طیبہ لکھا تھا وہ فرشتے دور مکہ میں ایستادہ ہوئے نور کہتی تھی) یہ نور محمدی ہے اور جب حضرت عبدالمطلب سنتے تھے حضرت آمنہ بیبی اپنے والد میں حجرہ میں تنہا تھی تو بہر پر کر یہ بکا کروں کیا مناسب ہے اور جب حجرہ میں تنہا مشغول بکا ہوئی ناگاہ وضع حمل حضرت آمنہ کو معلوم ہوا اور در کھولنے کا ارادہ کیا نہ کھلا حضرت آمنہ کہ وحشت ہوئی ناگاہ سقف حجرہ شگافتہ ہوئی اور چار حوریں اوتریں حجرہ زیادہ ہو گیا وہ کہنے لگیں خداتعالے نے خدمت کیلئے بھیجا ہے جناب آمنہ بیہوش ہوگئیں جب ہوش آیا تو دیکھا جناب رسالت پناہ انکے دامن کے نیچے سجدہ میں ہیں پیشانی نورانی زمین پر رکھی اور انگشت شہادت آسمان کیطرف اٹھائی اور کلمہ توحید زبان پر جاری ہے اسدن حضرت آدم علیہ السلام کو آٹھ ہزار نو سو چار ماہ سات روز وفات کو گذرے تھے ہیچکہ راقم اوراق کو تعجب و تامل ہے کہ تاریخ بحر الجمان میں حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت ابراہیم علیہ السلام تعداد ایام عمر کا لکھا ہے کہ دس ہزار نو سو ستر سال ہوئے ہیں ۱۰۹۷۰ سنہ اور محمد قاسم فرشتہ نے حضرت آدم تا حضرت آخر الزمان قایم سات ہزار سال سے زیادہ عرصہ میں گذرا لکھا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک مورخ کو تاریخ ملی اور بعد ابراہیم علیہ السلام کوئی نشان تاریخ کا نہ ملا اسکے علما اہل اسلام نے یہ بھی لکھدیا ہے عدنان کی آگے سلسلہ نسب کا تحریر کرنا جائز نہیں ہے اور حدیث لکھدی واللہ اعلم یہ کیا وجہ ہے اہل ہنود میں تو پیدائش ایام ابتدا میں اختلاف زیادہ تر ہے مگر اہل اسلام میں عامہ میں بھی اس امر میں اختلاف ہی جب عامہ اہل السلام کو اپنے پیغمبر آخر الزمان کی تاریخ وفات تک اختلاف ہوا تو اور نبیوں کا کیا خیال فرمائینگے بجز فہم سکوت یہ ناچیز کیا حرف اب آشنا کرلی فقیر یہ اپنے اصلی مدعا کو عرض کرتا ہے +

جناب حضرت بی بی آمنہ نے حضرت رسالت پناہ صلعم کو سرمہ معطر کشیدہ دیکھا اور روی مبارک سے نور چمکا کہ سقف حجرہ شگافتہ ہوئی اور ان حوروں نے حضرت کو جامہ بہشت میں لپیٹ کر حضرت آمنہ کو دیدیا اور آپ بہشت کو گئیں اور جاکر بشارت ملائکہ کو دی پس حضرت جبرائیل و میکائیل آسمان سے اترے بصورت دو جوان کی حجرہ میں داخل ہوئے حضرت جبرائیلؑ نے حضرت کو اپنے ہاتھوں پر اوٹھالیا اور میکائیل نے پانی ڈالا اور بی بی آمنہ سے کہا ہم طہارت کیواسطے غسل نہیں دیتے یہ طاہر مطاہر ہے اسلئے کہ نور صفا اور ہوا اور عطر بہشت سے حضرت کو معطر کیا اور ناگاہ زیادہ صدائے در حجرہ پر آئیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ملائکہ ہفت آسمان کی آئی ہیں کہ پیغمبر آخر الزمان کو سلام کریں پس وہ حجرہ بقدرت خدا وسیع ہوگیا اور ملائکہ فوج فوج اسمیں داخل ہوئے اور کہتے تھے السلام علیک یا محمدؐ السلام علیک یا احمدؐ السلام علیک یا محمودؐ السلام علیک یا حامد پھر خدا نے جبرائیلؑ کو حکم دیا کہ چار علم بہشت سے لیجا حضرت وہ علم لائے اور علم سبز کو کوہ قاف پر نصب کیا اور دوسرا کوہ ابو قبیس پر نصب کیا اور تیسرا علم بام کعبہ پر گاڑا اور چوتھا بیت المقدس پر ایستادہ کیا سب پر کلمہ توحید لکھا تھا اور ایک فرشتہ نے کوہ ابو قبیس پر سے ندا دی کہ اہل مکہ ایمان لاؤ خداوند واحد پر اور اسکے رسول محمد پر پھر خدا تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا کہ اوس ابر سے مشک زعفران کعبہ پر برسا اور بت تمام گر پڑے اور ایک قندیل حضرت جبرائیلؑ نے در کعبہ پر لگادی اوسکے بیچ میں جناب رسالت پناہ سے ایک نور ساطع ہو کر ہوا میں بلند ہوئی کہ سارا جہان روشن ہوگیا اسکے بعد حضرت آمنہ نے در کھولا اور باہر تشریف لائیں جو جو عجائبات مشاہدہ کئے تھے اپنے والدین سے بیان کئے اور حضرت عبد المطلب نے ایک گہوارہ مرصع زر جواہر کا تھا وہ خرید کیا نقل ہے حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ جس زمانہ میں حضرت گہوارہ میں تھے تو آپ چاند سے باتیں کرتے تھے اور جدھر چاند پھر جاتا تھا جھکتے تھے دن اسود ابن اقارب آیا کہ حضرت کو دیکھے جب پردہ گہوارہ کا اوٹھایا تو ایک برق روئے مبارک سے چمکی کہ اسود نے اپنی آنکھیں ڈھاپ لیں پس اسود یہ حال دیکھکر حضرت کے پاؤں پر گرا اور کہا میں ایمان لایا اس طفل پر جب ایکماہ کی حضرت ہوئی ایک سالہ معلوم ہوتے تھے اور ہمیشہ صدائے تسبیح تقدیس اللہ تعالیٰ کی گہوارہ سے بلند تھے غرض جب حضرت چار ماہ کے ہوئے تو حضرت آمنہ نے انتقال کیا حضرت اتنے سن میں یتیم ہوگئے حضرت عبد المطلب نے حلیمہ بنت عبد اللہ کو شیر پلانیکے واسطے دیدیا مائی حلیمہ سے روایت ہے کہ جس سال حضرت تولد ہوئے اس سال ہمارے بلاد میں قحط سالی تھی تمام عورتیں مکہ کو آئیں کہ اطفال مکہ کو شیر پلائیں مجھکو اپنے بچے کیلئے بھی شیر نہ تھا اور اونٹنی بالکل میری خشک تھی جب ہم مکہ میں پہنچے تو حضرت کو یتیم سمجھکر کسی نے نہ لیا اور میں حضرت عبد المطلب کے پاس گئی اور حضرت کو لیکر اپنے زانو پر بٹھایا حضرت نے میری طرف نظر کی تو ایک نور آپکی چشم مبارک سے نکلا اور میں نے شیر پلانیکا ارادہ کیا تو حضرت نے پستان راست کیطرف رغبت کی مر پستان راست بیکار تھا ہر چند پستان چپ پلانا

چاہا مگر حضرتؐ نے نہ پیا لاچار پستان راست مونہہ میں دیا اسیوقت حضرت کی برکت سے پستان پر از شیر ہو گئے میں حیران ہو گئی بارہ لڑکیوں کو پستان چپ سے دودھ دیا تھا حضرت کو لیکر میں اپنے شوہر کے پاس آگئی اسیوقت ہماری اونٹنی پر از شیر ہو گئی اسقدر شیر ہوا کہ ہمکو اور ہماری اولاد کو کافی ہوا اول معجزہ حضرت کا دیکھا کہ پستان پر از شیر ہو گیا دوسرا اشترنی خشک شدہ کا شیر زیادہ تر پیدا ہوا اور جس دراز گوش پر میں سوار تھی اسنے مُنہ کعبہ کیطرف کر کے تین دفعہ سجدہ کیا اور گویا ہوا کہ میری بیماری سے مجھے شفا ہو گئی یہ اسلئے ہوا کہ ختم المرسلین مجھ پر سوار تھے اسکے بعد وہ تیز رفتار ہوا کہ کسیکا چوپایہ نہ مل سکتا تھا غرض کہ مکہ سے روانہ ہوئے اور راہ میں غار سے ایک پیر مرد نکلا اور اسنے حضرت کو سلام کیا اور عرض کی کہ خداوند تعالی نے مجھے آپ پر موکل کیا ہے اور جس کوہ یا دشت کے پاس سے میں گذرتی وہ سب حضرت کو سلام کرتے تھے حضرت کی قدم مبارک کی برکت سے ہم تونگر ہو گئے اور ابن شہر آشوب نے حلیمہ سے روایت کی کہ جب حضرت تین ماہ کے ہوئے تو زمین پر بیٹھنے لگے اور جب نو ماہ کے ہوئے تب لڑکیوں کے ساتھ پھرنے لگے جب ایک سال کے ہوئے تو بھائیوں کے ساتھ گوسفند چرانے گئے جب تیس ماہ کے ہوئے تب حلیمہ آپکو حضرت عبدالمطلبؓ کے پاس لے گئی ایکدفعہ قریب کعبہ عبدالمطلب کو آواز آئی کہ محمد صلعم حلیمہ سے ناپدید ہو گیا عبدالمناف سنکر بے حواس ہو گئے کہ پھر ندا آئی کہ خدا تعالے محمدؐ کو ضائع نکریگا اور فلاں وادی میں زیر درخت مغیلان کے ہے جب عبدالمطلب وہاں گئے تو دیکھا درخت خاردار کی رطب آبدار چنتے ہیں اور تناول کرتے ہیں اور دو جوان قریب کھڑے ہیں وہ حضرت جبرائیل و میکائیل تھے خواجہ عبدالمطلب وہاں سے واپس مکہ میں لائے حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں حضرت کو مکہ لے چلی راہ میں آفتاب کی حرارت تیز ہونے لگی تو اسیوقت ایک ابر سفید کا سایہ حضرت کے سر مبارک پر ہو گیا وہ ہمیشہ رہا اور مشک کی مانند ابر سے پانی گرتا تھا اور کوہ و دشت کو معطر کرتا تھا مگر جناب تک ایک قطرہ نہ آتا تھا اور آگے چلکر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے وہ سرسبز ہو گیا اور رطب زرد و سرخ اس سے گرے آپ کی ضیافت کیلئے اور روایت ہے ایک مرتبہ حضرت کو ایک چمن نظر آیا اور اپنے رضاعی بھائیوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں اس چمن کی سیر کروں پھر جلد تمہارے پاس آتا ہوں پس حضرت اس گلستان کی سیر کرتے پھرتے تھے کہ ناگاہ ایک کوہ عظیم سامنے آیا آپ اوپر جانا چاہتے تھے مگر رستہ نہ تھا اسمٰعیل فرشتے نے صدا دی کہ تو نیچے ہو ختم پیغمبراں تیرے اوپر جانا چاہتا ہے وہ کوہ نیچا ہو گیا اور حضرت اوپر گئے وہاں جا کر دوسری طرف کیا دیکھا تمام مار و عقرب تھے فرشتہ نے ندا دی وہ سب چھپ گئے اور وہاں ایک چشمہ صاف دیکھا اور اسکا آب پیا اور استراحت فرمائی اسیوقت حضرت جبرائیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و دردائیلؑ نے حضرت کی خدمت میں آکر کہا السلام علیک یا محمد السلام علیک یا احمد پس جواب سلام فرمایا اور کہا تم کون ہو انہوں نے عرض کی کہ بندۂ خدا ہیں حضرت جبرائیل کے پاس ایک طشت یاقوت کا تھا اور سبز زمرد کا ابریق میکائیل کے پاس تھا جو آب بہشت سے پر تھا پھر حضرت جبرئیل نے حضرت کے مونہہ پر اپنا مونہہ رکھا اور اسرار خدا بیان کئے اور سینہ آپکا علم و حکمت الٰہی

سے مملو کیا اور خداوند تعالے نے ستر ہزار درجہ اوس خورشید فلک رسالت کا مضاعف کیا اور چہرہ اسقدر چمکا کیکو تاب نہ ہے جو چہرہ اقدس کو دیکھ سکے پھر جبرائیل نے آپکو اوپر سے شکم مبارک کو چاک کیا اور دل حقایق منزل میں سے نقطہ سیاہ کو باہر کیا اور قلب کو آب بہشت سے دہویا ایکمرتبہ آپسے دریافت کیا گیا کہ جبرئیل نے آپکے قلب سے کیا چیز دہوئی تھی آپنے فرمایا شک وشبہ کبھی میرے دل میں نہ تھا میں پیغمبر تھا پیدایش آدم سے پہلی بعد حضرت میکائیل نے مہر نکالی اوسپر کلمہ توحید رقم تہا وہ مہر آپکی کتف کے درمیان لگادی اسکی روشنی سے جہان روشن ہوگیا پس دردائیل نے اپنے دامن لٹایا آپنے استراحت فرمایا اور یہ خواب دیکھا کہ میرے سر سے ایک درخت عظیم پیدا ہوا اور بہت شاخیں اسمیں پیدا ہوئیں اور نیچے اسکے بہت گھاس پیدا ہوئی پس اوسیوقت ہاتف نے ندا دی کہ اے محمدؐ وہ درخت تو ہے اور اسکی شاخیں تیری اہلبیت ہیں اور وہ گیاہ دوست محب تیری وتیری اہل بیت کی ہیں پھر حضرت دردائیل نے ایک ترازو نکالی دونوں پلہ اسکی مانند آسمان وزمین کے تھے ایک پلہ میں حضرت رسالت پناہ کو بٹھلایا اور دوسری پلہ میں تمام پیغمبروں کو اور تمام وصیوں کو اور تمام ملائکہ کو اور تمام امت کو اور تمام مخلوقات کو معہ دریا پہاڑونکو ایکطرف رکھا مگر حضرت کا پلہ بھاری رہا اوس فرشتوں نے اور تمام مخلوق نے جانا کہ بہترین اولین اور آخرین ہیں پھر وہ ملائکہ آسمان پر چلے گئے یہہ خواب آپ بیدار ہیں مشاہدہ کرتے تھے جب دیر ہوئی فرزندان حلیمہ کے اسکے پاس گئے اور جاکر بیان کیا کہ حضرت ایک گلستان کی سیر کو تشریف لیگئے تھے واپس نہیں آئے یہ سنکر حلیمہ نے گریبان اپنا چاک کیا اور گریہ وفریاد کہنے لگے یہ خبر حضرت عبدالمطلب کو پہونچی تو وہ معہ خویش اقربا سوار ہوکر تجسس کرنے لگے اس اثنا میں ابومسعود ثقفی اور ورقہ بن نوفل اور عقیل ابن وفاص یمن سے مکہکیطرف آتے تھے گذر انکا اوس وادی سے ہوا جہاں حضرت تھے انکی نظر درخت پر پڑی تو قافلہ والے کہنے لگے چند مرتبہ اس راہ سے گذرے کہیں یہ درخت نہ تھا جب درخت کے قریب گئے تو ایک طفل کو دیکھا کہ آفتاب اوسکے جمال کی تاب نہ لاسکتا تھا پس ابومسعود نے حضرت سے پوچھا اے طفل تو انس ہے یا ملک حضرت نے فرمایا میں فرزند آدم ہوں اور محمدؐ بن عبداللہ میرا نام ہے مسعود نے حضرت کو اپنے آگے بٹھالیا اور مکہ کو چلے اور راہ میں حضرت عبدالمطلب سے ملے اور نہایت دیکھکر خورسند ہوئے اور ابومسعود کو پچاس ناقہ انعام دیا اور ورقہ وعقیل کو ساٹھ ناقہ بخشے اور بدر حلیمہ کو ہزار مثقال طلا اور دو ہزار درہم عطا کئے حلیمہ کہتے ہیں برکت حضرت سے سب بلادیں بیماری اور قحط رفع ہوگیا اور ہر روز نیا معجزہ ہم دیکھتے تھے جب ہم طعام پکاتے تو حضرت کا دست مبارک طعام رکھوا لیتے تھے ہم سیر ہوجاتے طعام باقی رہتا تھا مائی حلیمہ کہتے ہیں کہ میرے پسر نے ایک بکریکا پاؤں توڑ ڈالا وہ بکری حضرت کے قریب جاکر کچھ شکایت کرتے تھے آپنے اپنا دست مبارک اسکے پاؤں پر پھیرا وہ اچھا ہوگیا ایکدن شیر نے جنگل میں بکری پکڑی اور حضرت نے کچھ فرمایا وہ چھوڑ کر بھاگ گیا اسوقت آنحضرت ہفت سالہ تھے مائی حلیمہ نے حضرت کو مکہ میں لیجانیکا ارادہ کیا اور حلیمہ سے روایت ہے کہ بنی سعد میں ایک درخت خشک تھا میں حضرت کو لیکر اوس درخت کے نیچے جا بیٹھے حضرت کی برکت سے وہ درخت

سرسبز ہوگیا اور جس جگہ حضرت کو بیٹھلاتے تھے وہاں گھاس سبز اور نہر آب پیدا ہو جاتی تھی بنی سعد میں ایک عورت کی مجلس تھی ایکدن وہ حضرت کو اپنے خیمہ میں لیگئی وہ تونگر ہوئے ہمیشہ میرے خیمہ میں سے آسمان تک نور ساطع رہتا تھا اور جب میں چاہتی تھی کہ حضرت نہلاؤں تو اور کوئی حضرت کو نہلا پہنا دیتا تھا جب تک آپ ہمارے پاس رہے ہمکو کوئی حاجت نہ رہی ایکدن بھیڑیا میرے پسر سے بکری پکڑ لیگیا اوسیوقت وہ گرگ بکری سلامت چھوڑ گیا دوسرے دن دو بکریاں بھیڑیہ لیگئے میرا پسر روتا گھر آیا میں نے کہا اے فرزند حضرت محمدؐ کے تصدق ہمکو سب کچھ میسر ہوا ہے جب حضرت نے سنا تو کہا غم نہ کھا بکریاں منگوا دونگا لڑکا متعجب ہوا پس دوسرے روز آپ وہاں تشریف لیگئے اور دعا کی بھیڑیا دونوں بکریاں لیکر حاضر ہوا وجہہ ان کے زندہ رہنے کی یہ ہوئی ہاتف نے گرگ کو ندا دی تھی کہ یہ بکریاں نہ کھا اور محمد بن عبد اللہ کے پاس بھیجا اس سبب وہ بکرہ حاضر ہوئی اور حضرت کے پاؤں پر سجدہ کیا یہ حال دیکھکر حلیمہ کے پسر نے تعجب کیا اور روایت ہے حلیمہ کہتی ہیں ایک روز گلہ گوسفند نکل آیا اور حضرت کو سجدہ کیا اور سر مبارک کو بوسہ دیکر چلی گئیں اور ہر روز نور آفتاب سے روشن آسمان سے اوتر کر حضرت کو گھیر لیتا تھا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز آں حضرت کی چشم مبارک میں عارضہ ہوا حلیمہ ایک طبیب کے پاس لیگئی اوسنے دیکھکر کہا اس طفل کی آنکھیں احتیاج معالجہ کی نہیں ہیں بہت نابینا اسکی برکت سے بینا ہوئی تھی یہ خاتم المرسلین ہے میں اسپر ایمان لایا بعد اسکے حضرت عبد المطلب نے وفات پائی اور رسالت پناہ ابو طالب کی کفالت میں آئے حضرت عمران ابو طالب سے روایت ہے کہ میں اپنی ہمراہ شب کو سلاتا تھا جب آپ جامہ اوتارتے تھے تو فرماتے تھے کہ اے پدر اپنا مونہہ پھیر لو یہ طاقت کسیکو نہیں کہ میرا بدن دیکھ سکے اور تمام لباس خوشبو سے میرا معطر ہو جاتا تھا اکثر راتوں کو میں حضرت کو لحاف میں نہ دیکھتا تھا جب میں تلاش میں ہوتا تھا تو اسی لحاف سے آواز دیتے تھے کہ اے میرے عم میں یہیں ہوں میں ہر شب معاملہ عجیب غریب دیکھتا تھا حضرت ابی طالب کہتے ہیں ایکدن حضرت غائب ہوگئے مجھے فکر ہوا تو دیکھا کہ ایک مرد خوبرو کی ہمراہ چلے آتے ہیں میں نے کہا اے فرزند تم مجھسے جدا نہ ہوا کرو تو وہ شخص بولا ڈر نہیں میں انکی حفاظت میں رہتا ہوں ابو طالب کہتے ہیں مجھے سفر کا عزم ہوا میں نے حضرت کو ہمراہ لیا اوسوقت آپکا سن آٹھ برس کا تھا جب راہ میں عجائب خوارق عادات دیکھے منجملہ انکی یہ ہے ہوا گرم تھی ایک ابر سفید آیا اور حضرت کو سلام کیا اور سر پر سایہ ڈالا اس ابر سے میوہ بھی گرتے تھے اور قافلہ میں آب نایاب تھا دو اشرفی کو مشک پانی کی ملتی تھی اور ہم حضرت کی برکت سے بہت آب رکھتے تھے جہاں حضرت اوترتے تھے وہاں حوض پانی سے بھر جاتے تھے اور گیاہ سے سب زمین سبزی پیدا ہو جاتی تھی جب ہم قریب بصرہ کے پہونچے تو صومعہ استقبال کے لئے دوڑا آتا تھا اسمیں بحیرہ نام راہب تھا اسنے دیکھا تو حضرت کو پہچان لیا کہ پیغمبر آخر الزمان ہے اس صومعہ کے پاس ایکدرخت تھا جب حضرت نے نزول اجلاس فرمایا تو وہ درخت سرسبز ہوگیا اور تین طرح کے میوے اسمیں لگے ایک حوض خشک تھا وہ پر آب ہوگیا بحیرا حضرت کے قدموں پر گر کر ایمان لایا اور راہ شام میں ایک درخت خشک کے نیچے اوترے

وہ بھی سبز سبز ہو گیا اسوقت تمام میوہ اپنا حضرت پر نثار کیا اور بحکم خداوند متکلم ہوا کہ اے صاحب رسالت پناہ اپنا دست مبارک مجھے لگا کہ میں قیامت تک سرسبز رہوں حضرت نے اوسپر دست مبارک پھیرا وہ تازہ زیادہ ہو گیا ۔

## حال سفر کتاب انوار میں

حضرت خدیجۃ الکبرٰی کا لکھا ہے کہ خدیجہ حضرت کا حال سنکر انکی روے مبارک کے خواہاں تھے اور زر کثیر رکھتے تھے حضرت ختمات بی بی خدیجۃ الکبرٰی کی تجارت کی بھی متکفل ہوئی حضرت عباس نے بی بی خدیجہ سے کہا میرا برادر زادہ کچھ تمسے کہنا چاہتا ہے وہ سنکر مشتاق ہو گئی اور کہا انہیں میرے پاس لاؤ حضرت عباس جناب رسالت کی تلاش میں جویا ہوئے تو دیکھا کہ کوہ حرا پر خواب گاہ حضرت ابراہیم میں ہیں اور ایک اژدہا گل برگ منہ میں لئے آپکو ہوا دے رہا ہے حضرت عباس نے آواز دی اور حضرت نے چشم مبارک وا کی اژدہا ناپدید ہو گیا پوچھا یہ مار کیا تھا آپنے فرمایا یہ فرشتہ تھا اور میری حفاظت کیلئے آیا ہوا تھا الغرض حضرت عباسؓ جناب کو لیکر گھر واپس تشریف لائے حضرت خدیجہؓ نے غلام میسرہ کو شتر دیکر بھیجا وہ شتر بدخصلت رکھتا تھا جب حضرت کے قریب آیا تو دوزانو ہو بیٹھا اور سر اپنا حضرت کے قدموں پر ملنے لگا حضرت نے دست اپنا اسکی پشت پر پھیرا لوگ متعجب ہوئے خدیجہؓ نے آپکو لباس پوشیدنی دیا حضرت کا یہ بھی معجزہ تھا جو لباس تنگ ہوتا تھا برابر ہو جاتا تھا خواہ زیادہ ہو بعد اسکے حضرت تجارت کیلئے جانب شام خدیجہؓ سے روانہ ہوئے گرمی تھی ایک ابر پیدا ہوا اور آپکی سر مبارک پر سایہ افگن ہو گیا جب چار منزلیں طے ہوئیں تو کوہ وادی امواہ میں پہنچے ناگاہ ابر پیدا ہوا تو حضرت نے فرمایا اس ابر سے سیل جاری ہو گا بہتر کوہ میں چلکر ٹھہریں سب نے منظور کیا لیکن ایک شخص متعصب نام تھا نہ مانا شدت باران ہوا اور سیل آیا معہ اسباب متعصب داخل جہنم ہوا اور سب حضرت کی برکت سے سالم رہے جب چار یوم گذر گئے میسرہ نے کہا یہاں کے رہنے سے کیا حاصل ہے مکہ کو مراجعت کرنا مناسب ہے اور حضرت نے خواب میں دیکھا کہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے محمد صلعم جب صبح ہو آپ اسباب بار کرنیکا حکم دیں اور جب مرغ سفید پیدا ہو کر پائے پربال سے خط کھینچے اوس خط پر بسم اللہ کہکر روانہ ہو جو بسم اللہ کہیگا نجات پاویگا ورنہ غرق ہو گا تب حضرت خواب سے مسرور بیدار ہوئے اور یہ حکم دیا لوگ حیران ہو گئے کہ کیونکر عبور کرینگے یہاں کشتی کے سوا کسیکا مقدور نہیں کہ نجات پاوے غرض میسرہ نے اسباب بار کئے اور سب بسم اللہ کہکر روانہ ہوئے مگر ایک شخص نے بسم اللات العزیٰ کہا وہ غرق ہو گیا آگے چلے چلنے کی صورت یہ ہے کہ ابوجہل وغیرہ روانہ ہو لیتے تب حضرت کا قافلہ روانہ ہوتا تھا ابوجہل آگے تھا ایک چاہ راہ میں تھا ابوجہل نے مشکیں بھر کر چاہ پھر دیا کہ جب قافلہ بنی ہاشم کا آوے اور تشنگی سے ہلاک ہو جاوے اور ابوجہل نے ایک غلام سے کہا کہ جب محمد اسکے اصحاب تشنگی سے موت کے قریب ہوں تو مجھکو خبر دینا میں تجھے آزاد کر دونگا پس وہ روانہ ہوا اور حضرت کا قافلہ آیا جب چاہ پر گئے اسے بھرا پایا لوگ اپنی حیات سے مایوس ہوئے اور حضرت کی خدمت

ہیں آکر بیان کیا حضرت نے دعاء کی تو آپکے زیر قدم ایک چشمہ شیریں نمودار ہوا معہ چوپایہ سب آدمی سیراب ہو گئی اور مشکیں بھر کر روانہ ہوئے غلام نے ابوجہل سے جاکر ماجرا بیان کیا اور کہا کہ جو حضرت محمدؐ سے دشمنی کریگا وہ رستگار نہو گا ابوجہل کو غصہ آیا اور غلام کو خوب زد و کوب کیا اور روانہ ہوئے تو ایک جنگل میں پونچے وہاں ایک اژدہا تھا جسکے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے شتر ابوجہل کا ڈر کر بھاگا اور اسکو گرادیا اور استخوان پہلو اسکے ٹوٹ گئے جب ہوش آئی تو لعین نے غلاموں سے کہا یہاں فروکش ہو جب قافلہ محمدؐ کا آویگا تو اسکا اونٹ بھی ڈر کر بھاگیگا اور اوسے ہلاک کریگا اس عرصہ میں حضرت تشریف لائے اور کہا اے پسر ہشام یہاں کیوں فروکش ہے پس مکہ سے ابوجہل نے کہا کہ آپ سید عرب ہیں میں نہیں چاہتا آپ سے مقدم چلوں حضرت سنکر خوش ہوئے حضرت نے فرمایا اے عم اس نے مکر کا اندیشہ کیا ہے اسلئے ہمیں مقدم رکھتا ہے پس حضرت اول روانہ ہوئے جب ایکدرہ میں داخل ہوئے تو وہ اژدہا پیدا ہوا آپنے ندا دی کہ جہاں سے تو آیا ہے وہاں چلا جا قدرت الٰہی سے وہ اژدہا گویا ہوا اور اسنے کہا السلام علیکم یا محمدؐ میں جانوران زمین سے نہیں ہوں میں بادشاہ جنونکا ہوں اور نام میرا ہام ہے میں ایمان لایا ہوں آپکی پدر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان سے شفاعت کی تھی یعنی شفاعت طلب ہوا تھا انہوں نے فرمایا کہ شفا مخصوص ہے میرے فرزند محمد صلعم پر مجھے خبر تھی اسجگہ آپکا انتظار تھا اور میں خدمت حضرت عیسی علیہ السلام میں بھی گیا تھا میں چاہتا ہوں مجھے فراموش شفاعت نہ کیجئے آپنے فرمایا اچھا وہ اژدہا غائب ہو گیا پھر آگے روانہ ہوئے اور ایک وادی میں پونچے وہاں آب نایاب تھا حضرت نے یہ حال دیکھکر اپنا دست مبارک ایک دیگ میں ڈالہ اور دعا فرمائی انگشت حضرت سے ایک نہر جاری ہو گئی حضرت عباس نے کہا اے برادرزادے ہمارا اسباب نہ غرق ہو جائے پس سب نے پانی پیا اور مشکیں بھر لیں پھر آپنے میسرہ غلام سے کہا تھوڑے خرمے لاوہ لایا حضرت نے تناول فرمائے تھے اور گٹھلی زمین میں دباتے جاتے تھے حضرت عباسؓ نے کہا یہ کیا کرتے ہو فرمایا اے عم اسجگہ نخلستان ہو جائے بہتر ہے عباسؓ نے کہا میوہ تب لگیگا فرمایا اسیوقت میوہ لگ جائیگا جب وہاں سے تھوڑے دور گئے تو حضرت نے اپنے چچا عباسؓ سے فرمایا وہاں جاؤ اور میرے واسطے خرمے لاؤ جب عباسؓ وہاں گئے تو دیکھا درخت بلند ہو گئے ہیں اور خوشہ رطب لٹکے ہیں پس ایک شتر لاد کر لائے تمام لشکر نے حمد الٰہی کی اور میوہ کھایا مگر یہ ابوجہل کہتا تھا کوئی یہ خرمے نہ کھائے کہ یہ جادو کے ہیں آخر وہاں سے روانہ ہوئے اور شہر ایلہ کے قریب پونچے وہاں ایک دیر تھا اور دیرانی آرزو میں تھا اور انتظار میں نابینا ہو گیا تھا قافلہ حضرت کا وہاں فروکش ہوا اس راہب کو خبر ملی اوس نے دعا مانگی کہ اے خدا تعالے اگر یہ وہ شخص ہے تو میری چشم روشن کردے اسیوقت اسکی آنکھیں روشن ہو گئیں یقین اسکا زیادہ ہو گیا اور اسنے یہ دیکھا کہ ایکدرخت خشک اسکے پاس حضرت تشریف لیگئے وہ سرسبز ہو گیا اور ایک چاہ وہاں خشک پڑا تھا آپنے آب دہن اسمیں ڈالہ وہ آب سے پر ہو گیا راہب نے اپنے فرزندوں سے کہا کہ یہ درخت خشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت سے تھا اسکا پر آب ہونا یہ علامت پیغمبر آخرالزمان کی ہے تم اسکی دعوات تیار کرو

راہب آکر حضرت کو دیکھنے لگے ابوجہل نے کہا محمدؐ امین ہیں ہو نہ جانے پس سب گئے حضرت کو تنہا لیگئے تب راہب نے بدیدہ غور دیکھا اور کہا انہیں پیغمبر کوئی نہیں حضرت حمزہؓ نے کہا تو کیا دیکھتا ہے اسنے کہا یہ کتاب ہے اسمیں سب اوصاف پیغمبر آخر زمان درج ہیں حمزہؓ نے کہا کیا اوصاف ہیں اوسنے کہا بین الکتفین مُہر نبوت ہو گی. اور زمین تہامہ میں جوش ہو گا اور ابر کا اوسپر سایہ ہو گا اور شفیع عاصیاں ہو گا قیامت کو حضرت عباسؓ نے کہا چل تجھے دکھادوں پس راہب کنیخدمت میں آیا او سلام کیا آپ نے وعلیک السلام کہا اور فرمایا ای فلیق بن یونان بن عبد الصلیب اوسنے کہا میرا نام اور میری جد پدر کا آپ کو کس نے بتلا دیا آپنے فرمایا اوسنے بتلایا جسنے تجھ سے میرے آخر الزمان ہونیکی خبر دی پس پاؤنپر حضرت کی گرا اور خواہش ہے کہ راہب نے دعا کی کہ اے رب میرے مجھے خاتم نبوت کو دکھلا دے اسوقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضرت کا جامہ اوٹھایا تھا مُہر نبوت ظاہر ہوئے اور ایسا نور چمکا کہ تمام گھر روشن ہو گیا تب راہب نے سجدہ کیا اور ایمان لایا پھر وہاں سے کوچ ہوا اور شام میں پہنچے اہل شام قافلہ کی خبر سنکر آئے اور سارا اسباب خرید کر لیگئے مگر حضرت نے اسباب فروخت کیا اور نواح شام میں قافلہ کی خبر ہوئی خریدار آئے سبکا اسباب فروخت ہو گیا تھا اور جناب خدیجہؓ کا اسباب باقی تھا اسکو حضرت نے قیمت مضاعف سے فروخت کیا پھر حضرت نے شام سے معاودت کی جب قریب مکہ پہنچے تو میسرہ نے عرض کی کہ یا حضرت آپ پہلے مکہ میں جائیں کیونکہ خدیجہؓ کو مسرت حاصل ہو گی تو آنحضرت نے قبول کیا اور روانہ ہوئے بحکم خداوندی طنابین زمین کی کھنچ گئیں اور کوہ مکہ دکھائی دیا اوسوقت خواب کا غلبہ حضرت پر ہوا خداوند جل جلالہ نے جبرائیل کو حکم دیا کہ جنت العدن میں جو قبہ نور دو ہزار سال پیدایش آدم علیہ السلام سے پہلے میں نے اپنے حبیب کیلئے بنایا ہے اُسے لیجا کر حضرتؐ کو اس قبہ میں سوار کر وہ قبہ سرخ یاقوت کا تھا اور پردے اسپر موتیوں کے پڑے تھے اور اندر کا حال دکھائی دیتا تھا حضرت جبرئیل نے جب وہ قبہ نکالا تو حوران بہشت نے شادی کی سرود کہنے لگیں الحمد للہ زمانہ مبعوث اس صاحب قبہ کا قریب پہنچا نسیم رحمت عرش کی جانب سے آئی اور اس در بہشت کی صدائیں بلند ہوئیں پس حضرت جبرائیل وہ قبہ نور زمین پر لائے اور حضرت کے سر پر اوس سے ایستادہ کیا اور ملائکہ نے رکن اسکی پکڑی اور صدائے تسبیح بلند کی اور جبرائیل نے تین علم حضرت کے سامنے کھولے اور کوہ و درخت و مرغ و ملائکہ نے باواز بلند لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اسوقت بی بی خدیجہ غرفہ رضی اللہ عنہا بلند میں تھیں اور عورتیں بھی انکے پاس تھیں ناگاہ نگاہ جناب خدیجہؓ کی شعاب مکہ پر پڑی تو انکو ایک نور لامع نظر آیا جب اچھی طرح دیکھا تو ایک قبہ نور سرخ یاقوت کا دیکھا کہ چلا آتا ہے اور ایک گروہ ہوا میں اس قبہ کی گرد آتا ہے آگے قبہ کے علم ہیں اور ایک شخص نورانی قبہ میں بیٹھا ہے اور نور آسمان تلک اسکے چہرہ سے ساطع ہے یہ دیکھکر جناب خدیجہؓ پر دہشت طاری ہوئی عورتوں نے پوچھا یہ کیا حالت ہے جناب خدیجہؓ نے جواب دیا کہ دیکھو وہ کیا ہے عورتوں نے دیکھا تو کہا ایک نور چمکتا ہوا نظر آتا ہے پھر جناب خدیجہؓ نے کہا مجھے ایک سوار نورانی قبہ میں نظر آتا ہے اور وہ قبہ سرخ یاقوت کا ایک ناقہ پر ہے اور وہ سوار اونٹنی مری معلوم ہوتی ہے اور حضرت محمد صلعم اسپر سوار ہے عورتوں نے کہا محمدؐ کو یہ رتبہ کہاں میسر ہے یہ شان شاہان روم و عجم کو بھی

یسر نہیں جناب خدیجہؓ نے کہا تمکو خبر نہیں شان محمد صلعم کی اس سے ارفع ہے پس خدیجہؓ دیکھتی رہی ادھر حضرت دروازہ پر تشریف لائے اور ملائکہ وہ قبہ لیکر آسمان پر گئے کنیزوں نے خبر دی بی بی خدیجہؓ پا برہنہ استقبال کیلئے آئیں اور حضرت کو باادب بیٹھایا اور حال دریافت کیا کہ قافلہ کہاں ہے حضرت نے فرمایا مقام جحفہ میں ہے خدیجہؓ نے پوچھا آپ کب چلے تھے حضرت نے فرمایا کہ ایک ساعت ہوئی بی بی خدیجہؓ کو تعجب ہوا اور کہا آپ ہمراہ قافلہ کے آویں تو بہتر ہے پس کچھ توشہ تحفہ اور ایک مشک آب زمزم کی آپکے ہمراہ کردی اور خیال کیا ابھی وہ قبہ آتا یا نہ جب آپ روانہ ہوئے بطور سابقہ وہ قبہ آیا اور آپ حضرت اسمیں ہو بیٹھے اور دم زدن میں قافلہ میں پہنچے تو میسرہ نے عرض کی کہ یا حضرت ارادہ شہر مکہ کا آپنے شاید ترک کردیا آپنے فرمایا میں ہو آیا ہوں میسرہ نے تعجب کیا اور ہنسا آپ نے فرمایا حیران نہ ہو میں مکہ گیا طواف کیا خدیجہؓ سے ملاقات کی اور تحفہ و آب زمزم خدیجہؓ کا موجود ہے میسرہ کو زیادہ تعجب ہوا کہ دو ساعت میں چند روز کی راہ کیونکر طے ہوئی یہ آپکا اعجاز ہے جب کفارونکو خبر ہوئی تو انہوں نے کہا جادو ہے بعد اسکے وہاں سے روانہ ہوئے اور مکہ میں پہنچے حضرت معہ اسباب ملو مال خدیجہؓ کے گھر تشریف لیگئے اور خدیجہؓ نے افزونئی مال پر تعجب کیا اور اسکے غلام میسرہ نے تمام حال بیان کیا اسوقت عمر حضرت سرور کائنات کی پچیس برس کے تھے اور عمر بی بی خدیجہؓ کی اٹھائیس سال کی تھی جب تجارت سے نفع کثیر حاصل ہوا ایسا فائدہ خدیجہؓ کو کبھی نہ ہوا تھا قبل اسکے کہ منافع سے حضرت کا حصہ خدیجہؓ علیحدہ کریں اور آپ حضرت اپنے عم ابوطالب سے ملنے گئے وہ دیکھکر بہت خوش ہوئے الغرض اپنا حصہ منافع لینے خدیجہؓ کے گھر آئے تو بی بی خدیجہؓ نے سوال کیا کہ اے محمدؐ تم یہ مال لیکر کیا کروگے فرمایا میری چچا کا قصد ہے کہ اس مال کو وہ میرے عقد میں صرف کرینگے پھر خدیجہؓ نے کہا تمہارے واسطے میں ایک عورت ایسی کو اختیار کیا ہے کہ حسب نسب میں وہ تمہارے قریب ہے حضرت نے جواب دیا کہ اے دختر عم تم امیر ہو اور میں فقیر ہوں پھر خدیجہؓ نے عرض کیا جب میں آپکی تابعدار معہ ملکیت ہونگی میرا یہ مال سب آپکا ہے آپ اپنے چچا سے جاکر کہیں کہ میری خواستگاری میرے والد خویلد سے کریں حضرت نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کو مطلع کیا انہوں نے اپنے برادران سے صلاح کی تو سب نے اتفاق کیا ورقہ بن نوفل اس نسبت کی منتظم قرار پائی تمام بنی ہاشم میں سبکو خوشی ہوئی اور سب اس کام میں کارکن ہوئے اور حضرت ابوطالب نے دعوت ولیمہ کا بندوبست کیا اور صبح کو لوگوں کا مجمع خانہ خدیجہؓ میں شروع ہوا اور اکابر قریش آئے اسکے بعد بنی ہاشم کا مجمع معہ نوشاہ کے آیا جسکے استقبال کیلئے سب اولاد عبدالمطلب گرد پیش آنحضرت صلعم کے تھے پس واضح ہو کہ محمدؐ بن عبداللہ ایسا مرد ہے جسکے برابر کوئی مرد قریش قیاس نہیں کیا جا سکتا سب سے یہ بزرگ تر ہے اسکو خدیجہؓ بن خویلد سے رغبت ہے اور خدیجہ کو اس سے رغبت ہے اور اے ورقہ ہم تیرے پاس اسلئے آئے ہیں کہ تجھسے خدیجہؓ کی خواستگاری کریں کہ یہ محمدؐ عقل کامل و خوش نصیبہ اور صاحب دین اور صاحب شافع ہے یہ کہکر حضرت ابوطالب خاموش ہوئے ورقہ عالم شریعت عیسویکا تھا جواب خطبہ ابوطالب سے عاجز ہوا پس پردہ سے خدیجہؓ نے دیکھکر خود تقریر کی اور کہا اے میرے چچا کے فرزند ورقہ بن نوفل ہر چند مناسب تھا تم بطرف سے تقریر کرو خود میرا معاملہ [illegible]

اے محمدؐ میں نے تزویج کیا اپنے نفس کو تمہارے ساتھ اور میرا مہر تیرے ذمہ ہے میں اپنے مال سے دونگی اور تم اپنے چچا سے کہدو صرف ولیمہ کیلئے قربانی شتران وغیرہ کا بندوبست کرو اور جب چاہو اپنی زوجہ کیطرف آؤ حضرت ابوطالب نے فرمایا اے گروہ گواہ رہو کہ خدیجہؓ نے محمد صلعم کے ساتھ اپنے تئیں تزویج کیا اور اپنے دین مہر کے آپ خاص ہوئے چار ہزار دینار سرخ بی بی خدیجہؓ کا دین مہر مقرر ہوا اسکے چھٹے مہینے رفاف واقع ہوا اور طعام ولیمہ میں بہت اونٹ بکریاں ذبح ہوئیں اور جملہ سکنائے مکہ کھانے میں شریک ہوئے آنحضرتؐ کی گیارہ ازواج اور چار سریہ تھیں مگر تاحیات جناب خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد حضرتؐ نے دوسرا عقد نہیں کیا ہے ازواج خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن لوی تذکرہ اولاد حضرت خدیجہؓ سے قاسم طیب کا چار برس کی عمر میں انتقال ہوگیا اسلئے حضرتؐ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی ہے اور عبداللہ طاہر کا بھی کہتے ہیں طفولیت میں انتقال ہوا اور جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام انکا عقد حضرت علی علیہ السلام سے تیرہ ازواج تھے دویم سودہ بنت ربیعہ ام سلمہ بنت ابی امیہ عایشہؓ ابوبکر بن قحافہ حفظہ بنت عمر بن خطاب زینب بنت خزیمۃ الحارث و زینب بنت جحش ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان میمونہ بنت حارث زینب بنت عمیس جویریہ بنت حارث صفیہ بنت الخطب و ریحانہ خندقیہ بنت زید بن عمرو حمیلہ خولہ کنز بنت حکم سلمی زینب بنت عمیس ماریہ قبطیہ بنت شمعون یہ مادر ابراہیم تھے ابراہیمؑ نے ڈیڑھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا تھا یہ زن مصریہ تھی جب ابراہیمؑ نے انتقال کیا تو حضرت بی بی عائشہ نے ماریہ پر تہمت لگائی تھی واضح ہو کہ جمع علما فرقہ امامیہ اثنا عشریہ متفق ہیں کہ بجز جناب سیدہ دوجہان حضرت فاطمہ علیہا السلام کے کوئی صلبی جناب محمد صلعم کے نہیں تھی اور علام الہدا سید مرتضی و علم الہدیٰ و ثانی کلینی و شیخ مفید و ابن بابویہ و ملا محمد باقر مجلسی اسبات پر متفق ہیں کہ رقیہ و زینب و کلثوم یہ لڑکیاں سید العالم و خدیجہ کے نہیں ہیں یہ جناب خدیجۃ الکبریٰ کے دو ہمشیرہ اور تھیں ایک صفیہ دوسری آمنہ تھی اور رقیہ و زینب و کلثوم یہ دختران خواہر زادہ جناب خدیجہؓ کی ہیں بعد وفات ابوہند انکے باپ و ماں ہالہ نے پرورش کیا چونکہ ان لڑکیوں کے ماں باپ کی انتقال کے بعد حضرت رسول خدا و خدیجہؓ نے پرورش کیا اس سبب سے یہ لڑکیاں رسولخدا کی مشہور ہوئیں جیسا کہ کتاب حقایق الحق اور منہاج الصالحین میں لکھا ہے کہ رقیہ کا عقد عتبہ کے ساتھ ہوا تھا اور کلثوم کا عقد عتیبہ کے ساتھ ہوا تھا یہ دونو ابولہب کے پسر تھے حسب وصیت اپنے باپ کے دونوں نے طلاق دیدی پھر یکے بعد دیگرے خلیفہ عثمان بن عفان کے عقد میں آئیں اور زینب کا عقد ابوالعاص بن ربیعہ کے ساتھ ہوا تھا اسکی ایک لڑکی امامہ نامی ہوئی اس سے حضرت علی علیہ السلام نے عقد کیا تھا اور سب آباء اجداد حضرت رسالت پناہ کی لوث و شرک سے پاک تھے اور یہ امر نص قرآنی و احادیث کثیرہ سے ثابت ہے آیہ یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین آخر سورہ فجر پارہ ۲۶ اور امام مادری وغیرہ ہم نے اسکی تفسیر میں لکھا ہے کہ نور مبارک منتقل ہوتا رہا ہے ساجد سے ساجد کیطرف بدلیل حدیث شریف لم یزل منتقل من اصلاب الطاہرۃ الی ارحام الطاہرات یعنی نور مبارک حضرت کا منتقل کیا گیا رہاتہ

آدم سے ساجدین و مومنین کے اصلاب میں واثلہ بن اسقع نے مسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے برگزیدہ کیا خدا تعالی نے اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اور آل اسماعیلؑ سے اولاد کنانہ کو اور بنی کنانہ سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجکو روایت بیہقی کتاب دلائل میں انس بن مالک سے منقول ہے کہ فرمایا آں حضرت نے جب انسان دو فرقوں پر متفرق ہوتے تھے میں بہترین فرقہ میں ہوتا تھا کہ پیدا ہوا اپنے والدین سے نہیں پونچا سفاح جاہلیت میں سے پیدا ہوا میں نکاح سے زمانہ آدم سے اپنے والدین تک پس میں بہتر ہوں تم سے از روئے ذات و پدر ایسا ہے تفسیر مظہری میں لکھا ہے یہ حدیث ابن حجر مکی کے شرح خمریہ میں لکھی ہے۔ کہ جب حضرت شیث علیہ السلام حضرت سے پیدا ہوئے انکی صلب میں نور محمدی امانت تھا اور انہوں نے اپنے فرزند کو وصیت کی تھی کہ ہرگز نور مطہر کو سوائے ارحام مطاہرہ کے نہ سونپنا اسیطرح پر وصیت جاری رہی تا آنکہ نور مبارک عبدالمطلب کے جبین پاک میں درخشاں ہوا اسیطرح منتقل ہوا انکی والد بزرگوار کیطرف پس نگاہ رکھا خدا تعالی نے ہر حال میں زمانہ جاہلیت سے اور توریت سے ثابت ہوتا ہے کہ خاندان آبائے حضرت کا دین حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تھا کیونکہ خلیل علیہ السلام نے اپنے غلام الیصادر نام کو یہ وصیت کی تھی کہ میرے بیٹے اسحاق علیہ السلام کے مشرقوں میں شادی نہ کرنا اور میرے بھائیکی لڑکی سے جا کر منگنی کر اور اسیطرح حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت یعقوب کو وصیت کی کنعان کی لڑکیوں سے شادی نہ کرنا اور اپنے ماموں کے پاس جانا انکی دختر سے عقد کرنا اور عیص نے بھی دشت فاران سے اکر اپنے عم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دختر سے شادی کی اور ابن سعد نے روایت کی ہے کہ کعب بن لوی نے اپنی قوم جمع کر کے خطبہ بلیغ پڑھا کہ آبا اجداد ہمارے سب دین حضرت ابراہیمؑ پر تھے تم سب اسی ملت پر ثابت قدم رہو اور وصیت کی کہ پیغمبر آخر الزمان میری اولاد سے ہوگا جب وہ مبعوث بہ رسالت ہو تم سب اسکی اطاعت کرنا اور سیوطی نے لکھا ہے اسلام اجداد آنحضرت آدم سے لیکر مرہ بن کعب سے منصوص ہے کسیکو اس باب میں اختلاف نہیں کوئی شخص ابوین آنحضرت کی اسلام کا انکار نہیں کرتا حضرت عبدالمطلب و حضرت عبداللہ و حضرت عمران ابوطالب کے کامل ایمانکی موید ہیں بلکہ بعض حالات ان حضرات کے ایسے ہیں الہامات و کرامات قریب بمرتبہ نبوت ہیں انبیائے بنی اسرائیل نے آباء رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمیشہ تعظیم توقیر کی ہے اور حضرت عمران کنیت ابوطالب بن عبدالمطلب یہ حقیقی بھائی حضرت عبداللہ پدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ان دونو کے والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عابر بن عمران ہے ان دونوں بھائیوں کی باہم بڑی محبت تھی حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد ابوطالب نے پیغمبر خدا کی پرورش اور حفاظت میں بڑی کوشش کی ہے ابوجہل و کفار قریش حضرت کے قتل پر آمادہ تھے تین برس تک حضرت کو معہ بنی ہاشم شعب ابی طالب میں رہنا پڑا تھا ۔

# معجزہ شق القمر

معجزہ شق القمر حضرت ابوطالب کی حیات میں ایک امیر کبیر حبیب ابن مالک چالیس ہزار عرب کا حاکم تھا اسکی حسب خواہش وقوع میں آیا اور وہ ایمان لایا چند اشعار حضرت ابوطالب کے مدارج النبوت میں ہیں حضرت ابوطالب نے حضرت رسول خدا صلعم سے فرمایا میں جب تک حیات ہوں کوئی تمہاری طرف دیکھ نہیں سکتا آپ اپنا کلام آشکار کرو اور خوش رہو حضرت ابی طالب نے اپنی وفات کے قریب خاص بنی ہاشم اور عام قریش کو بلایا اور آنحضرت صلعم کی اطاعت و اتباع کی وصیت کی کہ شیخ عبد القادر نے مدارج میں مدارج اور ناسخ التواریخ ایرانی میں لکھا ہے کہ ابوطالب نے وصیت کی کہ اے قریش تم برگزیدۂ خدا ہو تمام خلق میں اور محمد صلعم امین ہے اور میان قریش کے اور صدیق ہے عرب میں اے گروہ قریش اسکے دوست بنو اور اسکی حمایت کرو اور اسکی یاوری چلو یہ مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ کتاب جناب الخلود میں لکھا ہے کہ ابوطالبؓ نے اپنی زوجہ فاطمہ بنت اسد اور حضرت علی علیہ السلام کو بشارت دی کہ تمہارے ایک فرزند ہوگا جو اخلاق میں مانند رسول خدا ص ہوگا اور یہ کرامات ابوطالب سے ہے ملک یمن میں ایک پیر مرد راہب مثرم بن وعیب القیام نام تھا اسکی ملاقات کی کیفیت کتاب تذکرۃ السادات میں موجود ہے نبی خدا کی حضرت ابوطالب نے خبر دینا اور ایمان لانا کہ خدا واحد ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم برحق ہے اور حضرت علیؑ وصی اسکا برحق ہے جسطرح اوپر نبوت ختم ہوگی اور علیؑ پر ولایت ختم ہوگی لاکلام ابوطالب کی اخفائے اسلام کی وجہ اور حفاظت رسول اللہ میں کوشش ابوطالب نے فرمائی انکے اسلام پر منحصر و موقوف ہے ابن حجر ہیثمی اور عبد الحق دہلوی صاحب مدارج و ابو العلا خود اپنی تاریخ میں اور علی شافعی حلبی نے انسان العیون میں لکھا ہے اور روائیں ایمان حضرت ابی طالب میں جا بجا ہر قوم میں چنانچہ صاحب مواہب لدنیہ نے لکھا ہے کہ علی بن حمزہ بصری نے اپنی کتاب میں اشعار ابی طالب کو جمع کیا گیا ہے کہ وہ مسلمان تھے اور وہ مسلمان فوت ہوئے اور جامع الوصول محدث قائل ہیں انکے اسلام اور صاحب کتاب مقصد اقصیٰ نے لکھا ہے کہ جناب ابوطالب مسلمان فوت ہوئے اور حضرت عباس عم رسول اللہ سے منقول ہے کہ وقت وفات ابی طالب نے کلمہ توحید پڑھا ہے بعثت نبوت کی دسویں سال آٹھ ماہ اکیس روز کے بعد حضرت ابوطالب کی وفات ہوئی تھی انکے چھ فرزند تھے چار پسر و دو دختر ال تھیں حضرت عقیلؓ و حضرت ابوطالبؓ حضرت جعفر طیار و حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام و ام ہانیؓ و جمانہ حضرت عقیل کے آٹھ فرزند تھے ایک علی العباس ابو سعید محمد عبد الرحمان و جعفر و عبد اللہ و مسلم و عون یہ چار برادر کربلا میں شہید ہوئے اور مسلم کوفہ میں شہید ہوئے اور عون لا ولد فوت ہوئے اور حضرت مسلم کے چار فرزند تھے دو کوفہ میں دو کربلا میں شہید ہوئے انکی والدہ رقیہ ہمشیرہ حضرت عباس علمدار تھیں اور طالب صغیر فوت ہوئے جناب جعفر طیار کے چار فرزند تھے عبد اللہ و محمد ابو قاسم و عون ناکتخدا فوت ہوئے حضرت عبد اللہ کے دو بیٹے تھے عون و محمد انکی ماں حضرت زینب بنت کا فاطمہ الزہرا علیہا السلام یہ دونو

شہید بہ کربلا ہوئے حضرت خدیجہ نے اسی سال انتقال فرمایا اس سال کا نام عالم الحزن رکھا بعد وفات ابوطالب علیہ السلام حضرت رسول اللہ صلعم کو مکہ میں رہنا دشوار ہوا تو پھر آپ نے بحکم خدا ہجرت طرف مدینہ منورہ فرمائی اور معجزات حضرت رسالت پناہ کے اسقدر ہیں نہ زبان سے بیان ہو سکتے ہیں نہ قلم سے تحریر ہوتے ہیں آنحضرتؐ کا ہر کلام معجزہ و عجابہ تھا ایک نور الٰہی تھا کہ مجسم ہو کر دنیا میں آیا تھا آپکا تمام وجود معجزوں سے بھرا ہوا تھا آپکے موئے مبارک ایسے چمکتے تھے اور بو مشک آتی مشک جسکو دھو کر پلائی جاتی شفا پاتا تھا اور جہاں موئے مبارک ہو وہاں نزول ملائکہ ہوتا تھا ابتک جہاں موئے مبارک ہے اسکے آب غسل سے بیماروں کا شفا پاتا ہے اور حسن مبارک اسقدر چمکتے تھے روشنی مانند آفتاب کی تاباں تھی اور جب پیشانی مبارک پر پسینہ آتا تھا تو ہر قطرہ عطر گلاب سے خوش آب معلوم ہوتا تھا اور خوشبو عرق میں اسقدر تھی کہ مشک عنبر ہے اور جبین حضرتؐ کے کشادہ تھے ایک عورت بمقدور تھی اور وہ اپنی دختر کیلئے عطر خرید نہ سکتی تھی وہ حضرتؐ کے پاس آئی اور پانچ قطرہ پیشانی مبارک سے لیگئی اور عروس نے اپنے بدن میں ملا تین پشت تک اوسکی اولا میں بو مشک عنبر رہ گئی ابرو کے ایک اشارہ سے آسمان پر چاند دو ٹکڑے ہو گیا ابرو پاس ایک رگ تھی ہنگام غضب نمودار ہو کر چمکتی تھی رگ ہاشمی اسی سے مراد ہے چشم حق بین ہیں یہ معجزہ تھا آپ جب دیکھتے تھے جیسا سامنے سے ویسا ہی عقب سے ملاحظہ کرتے تھے اور تاریکی و روشنی میں یکساں دیکھتے تھے۔ و پلکیں آپکی چھجہ دار نہیں اور بینی مبارک بلند تھی بو بد مشام میں نہ جاتی تھی اور گوش حق نیوش جیسا قریب سے ویسا دور سے سنتے تھے۔ ایک روز جمع اصحاب میں آپنے فرمایا کہا سوقت ایک دروازہ آسمان کا کھلنے کی آواز آئی ہے وہ آگے نہ کھلا تھا آپ خواب بیداری میں برابر سنتے تھے اور کوئی نہ سنتا تھا اور رخسارہ مبارک صاف سے عکس ہر چیز کا معلوم ہوتا تھا اور آپنے فرمایا جس نے دیکھا مجھکو پس دیکھا حق کو اور حسن خوبی اور جمال باکمال آپکا سب پر غالب تھا ایک دن ام المومنین عائشہؓ کی سوزن گم ہو گئی جب آپ تشریف لائے ایسی روشنی ہوئی جیسے دن وہ سوزن پا گئے اور چہرہ مبارک آئینہ جمال الٰہی تھا کسیکو یہ تاب نہ تھی جو نگاہ بھر کر دیکھ سکتا۔ اور لب مبارک کا معجزہ تھا کہ مدعا کیلئے لب ہلی فوراً ہو گیا مردہ کا زندہ کرنا تو ایک بات تھی اور لعاب دہن میں یہ تاثیر تھی جس نابینا کی چشم پر ملا روشن ہو گئیں اور جس مریض کو پلایا شفاء ہو گئی ایک دن حضرتؐ نے حالت شیرخواری میں حضرت امام حسنؓ کے مونہہ میں لعاب لگا دیا تمام دن صاحبزادہ شیر سے مستغنی رہا حضرت علیہ السلام کی چشم مبارک جنگ خیبر میں دکھتی تھی لعاب دہن لگایا فوراً اچھی ہو گئیں لعاب دہن جس آب شور میں پڑتا وہ شیریں ہو جاتا اور حضرتؐ کے دندان مبارک میں یہ چمک تھی جب آپ تبسم فرماتے تو عکس دنداں سے روشنی ہو جاتی تھی اور فصیح بلیغ اور خوش آواز تھی دور تک آواز پہنچتی تھی ایک مرتبہ موقع حج پر حضرتؐ نے خطبہ پڑھا تو منازل قریب و دور میں سب نے سُنلیا اور محاسن شریف میں سترہ بال سفید تھے وہ مانند آفتاب کے چمکتے تھے اور گردن اسقدر درخشاں تھی کہ آئینہ شرمندہ تھا اور سینہ مبارک کشادہ منبع تجلیات الٰہی معدن اسرار یزدانی تھا وقت نماز سینہ معرفت گنجینہ سے آواز آتی تھی

اور شکم مبارک ایسا لطیف تھا کہ جیسے قرطاس تہ بتہ رکھے ہیں اور بغل مبارک کمال سفید تھی اور بوئے مشک آتی تھی اور حضرت کے دست مبارک میں یہ برکت تھی کہ جس چیز کو مس کیا وہ اسقدر خیر برکت سے زیادہ ہوئی کہ انداز سے باہر ہے اور جس طعام کو حضرت نے ہاتھ لگایا وہ کبھی کم نہوا اور دس انگلیاں مانند دس شمع کی روشن تھیں شب تاریک سب لوگ اوس نور میں رستہ چلتے تھے آنحضرت نے ایک مرتبہ قتادہ کے چہرہ کو مس کیا ایسا روشن ہوا عکس ہر چیز کا نظر آنے لگا اور پشت مبارک ایسی روشن سفید تھی جیسے نقرہ اور بین الکتفین مہر نبوت ایسی نورانی تھی کہ نور آفتاب کا شرمندہ ہوتا تھا اور کلمہ توحید مہر پر لکھا تھا یہ مہر علامت تصدیق رسالت تھی جو کتب سابقہ میں لکھا تھا اور حضرت کے پائے مبارک کا یہ معجزہ تھا کہ ریت پر نشان پا نہوتا تھا اور پتھر پر ہوجاتا تھا حضرت سرور ایک مرتبہ جابر کی خرموں کے ڈھیر پر جا کھڑے ہوئے جابر کے خرمے کبھی کم نہ ہوئے اور حضرت کے قد مبارک کا یہ معجزہ تھا کہ باوجود متوسط ہونیکے جب لوگوں میں چلتے سب سے آپکا قد بلند ہوتا تھا اور جب مسند ہدایت پر جلوہ فرماتے تھے اور سر مبارک آپکا سب سے بلند رہتا تھا اور دھوپ میں سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور سایہ ابر کا ہمیشہ سر پر رہتا تھا اور نورانیت چہرہ ماہ نسبت چہاردہ پر غالب تھا اور جسم شریف آپکا چاند سے زیادہ روشن تھا اور خوبی دین دنیا کی آپ پر ختم تھی معجزات آنحضرت کے افزون و بیشمار ہیں جس راہ سے آپ گذرتے تھے تین یوم تک خوشبوئی آتی رہتی تھی اور فرشتے پیچھے پیچھے چلتے تھے اور مگس بدن مبارک پر نہ بیٹھتی تھی اور نہ اوپر سے پرندہ جانور گذرتے تھے اور جامہ تنگ و دراز برابر ہوجاتا تھا جسکو آپ مس کرتے تھے اثر آتش نہوتا تھا اور جس چار پایہ پر سوار ہوتے تھے وہ ضعیف نہ ہوتا تھا اور ادب سے بول براز زمین چھپا لیتی تھی اور وہاں سے بوئے مشک آتی تھی جسقدر معجزات انبیاء سابقہ میں تھے وہ جملہ حضرت میں جمع تھے سب پیغمبروں سے آپ افضل تھے سب سے اول حضرت کے نور کو خدا تعالےٰ نے پیدا کیا اور وہ نور جو دریائے رحمت میں غوطہ زن ہوا اس سے جو قطرہ ٹپکے وہ سب انبیاء پیدا ہوئے اسیطرح آسمان اور زمین اور ملائکہ پیدا ہوئے حضرت کے نور سے پھر اشیاء کی روح سے خدا تعالےٰ نے عہد پیمان لیا کہ حضرت کی پیروی کرنا خدا نے ہر ایک نبی اور اُسکی امت سے عہد میثاق لیا تھا کہ آخرالزمان نبی پر ایمان لاویں اور اسکا دین سچا جانے اور رسالت و نبوت حضرت کی تمام خلق میں زمان آدم تا روز قیامت تمام انبیاء اور انکے امتی حضرت کی امت ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا در حقیقت نور محمدی کو وہ سجدہ تھا جو نور پیشانی حضرت آدم علیہ السلام میں تھا آدم کو ایک مرتبہ سجدہ ہوا اور حضرت رسالت پر صلوات خداوند اور انکی فرشتے اور تمام مومنین ہمیشہ بھیجتے ہیں اور سجود ملائکہ کے ہمراہ خدا تعالےٰ نہ تھا اور صلوٰۃ میں اول شریک خدا ہے صلوات سلام سجود ملائکہ سے اکمل ہے جو قائم قیام ہے حضرت آدم قبلہ ملائکہ قرار پائے اور حضرت رسالت پناہ شب معراج میں معہ حضرت آدم اور جملہ انبیاء سابقین کے پیشوا قرار پائے جنکی نماز میں امامت آپنے کی اور حضرت آدم علیہ السلام کو خاک سے پیدا کیا اور آپ نور سے متولد ہوئے آیۃ اول ما خلق اللہ نوری حدیث انا من النور اللہ کل شئے

من نوری آپکا نور سے پیدا ہونا ثابت ہے معجزہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام جس زمین پر جاتے تھے وہ زمین سرسبز ہو جاتی تھی اور حضرت رسالت پناہ کے قدوم فیض میں زیادہ برکت تھی آپ جسجگہ طفولیت میں تشریف لیجاتے وہ سرسبز ہو جاتی تھی اور درخت خشک ہزارہا سبز ہوئے اور توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی طفیل حضرت کے قبول ہوئی جب نام پنجتن کو شفیع گردانا اور بحق محمد و آل محمد کا واسطہ دیا تب توبہ قبول ہوئی روایت ہے کہ آپ حضرت ایک کنارہ آب پر کھڑے تھے طرف دیگر ایک پتھر تھے اور وہاں عکرمہ اور ابو جہل بھی موجود تھے کہنے لگے اگر آپ پیغمبر ہیں تو اودہر سے پتھر شناور ہو کر ادہر آئیں حضرت رسالت پناہ نے آواز دی تو ایک پتھر پانی پر شناور ہو کر حضرت کی خدمت میں آیا اور آپکی نبوت پر شہادت دیکر واپس شناوری کرتا ہوا چلا گیا معجزہ ایک روز جنگ خندق میں حضرتؐ کی دعا سے خداوند تعالیٰ نے ہوا بھیجی اس سے سنگریزے برسے کیکو ضرر نہ پہنچا سبکو نجات دی معجزہ اور حضرت سے حجر شجر حیوانات جملہ اشیا باہ کلام کرتے تھے اور حضرت کی دعا سے پتھر سے درخت پیدا ہوا اور پھل لگے جو اہل ایمان کھائے وہ لطف اوٹھائے اور جو کافر کھائے اوسکے مونہہ میں پتھر ہو جاتے تھے ایک دن حضرت نے لوگوں کی دعوت کے بعد فراغ دعوت اس سے کہا کہ دسترخوان آگ میں ڈالدے اسنے تعمیل کی جب اسنے دسترخوان نکالا تو میل جلگیا اور کچھ اثر نہ ہوا اور شب معراج میں حضرت کرہ نار سے محفوظ گذر گئے اور محمد بن حاطب کا بدن دیگ پڑ کر جلگیا اور حضرت کے آب دہن سے اچھا ہو گیا اور بروز فتح مکہ حضرت نے ایک لکڑی سے اشارہ کیا تین سو بُت کعبہ میں تھے تمام سرنگوں ہو کر گر پڑے معجزہ اور آپکے انگشت مبارک سے اسقدر آب جاری ہوا کہ کئی ہزار آدمی سیراب ہوئے انگلیوں سے پانی برآمد ہونا یہ عجب ہے ایک دن یہود یونکا گروہ آیا اور کہنے لگا کہ عصا حضرت موسی کا اژدہا ہو جاتا تھا آپکا ایسا معجزہ کونسا ہے آپنے فرمایا تم جاؤ اور تمہارے گھر کی لکڑیاں اژدہا بن جائینگے اور تم میں سے چار اشخاص مرجائینگے اور سب بیہوش ہو جائینگے وہ سنکر ہنسے آنحضرت صلعم نے فرمایا جب دیکھو گے گریاں ہوگے اوسوقت اگر مجھے شفیع کروگے تو خداوند عالم بلا سے نجات دیگا یہ دعا جو میں بتلاتا ہوں یہ پڑھوگے تو وہ مُردے زندہ ہو جائینگے جب یہود گھر میں گئے اور جمع ہو کر بیٹھے تو چھت گھر کی حرکت میں آئی اور جتنی لکڑیاں تھیں وہ افعی بنگئی اور جملہ اسباب خانگی کو کھانا شروع کیا چار شخص خوف سے مرگئے اور باقی بیہوش ہوگئے جب ہوش آئی تو بعض نے حضرت سے توسل کیا انکو ضرر نہ ہوا اور جو دعا حضرت نے فرمائی تھی وہ اُن مُردوں پر دم کی وہ زندہ ہو گئے معجزہ ید بیضا بھی روشن تھا کہ جب شب تاریک میں حضرت امامین علیہ السلام کو طلب کرتے تھے تو حضرت اپنی انگشت دروازہ سے باہر کر دیتے تھے ید بیضا سے آفتاب اور ماہ سے زیادہ نور تاباں ہوتا تھا اور صاحبزادے اوس روشنی پر تشریف لاتے تھے اور ویسی واپس جاتے تھے عدو کا حال کہ حضرت ملک شام میں جارہے تھے اور قضا حاجت کیلئے اکیلے باہر تشریف لیگئے دو سو یہود شمشیر عریاں لیکر حضرت پر آپڑے خداوند کریم نے انکے پاؤں کے نیچے ٹڈیاں پیدا کر دیں جو انکو کھا گئیں اور اس سفر میں جماعت

یہود نے حضرت کی اذیت کا قصد کیا ناگاہ انکے بدن میں خارش معلوم ہوئی جب دیکھا تو تمام جوئیں بدن میں پڑگئیں چند علاج کئے کچھ نہ ہوا آخر فی النار سقر ہوگئے اور مینڈک کو بھی خدا نے حضرت کے عدو پر غالب کیا ہے وہ یہ ہے دو سو کافر نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا اور مدینہ کو روانہ ہوئے راہ میں ایک چشمہ انکو آب کا ملا اور مشکیں بھر لیں خدا نے موش کو حکم دیا مشکوں میں سوراخ کر دئے اور جب پھر چشمہ پر گئے تو تمام مینڈک نظر آئے پس وہ تشنہ ہوکر جہنم واصل ہوئے جناب امیر المومنین علیہ السلام حضرت علی المرتضی سے منقول ہے کہ ہم ہمرکاب حضرت کی خیبر کو جاتے تھے جب وادی شیخت میں گئے تو دیکھا کہ تمام جنگل پر آب ہے جب اندازہ آب کا کیا تو چودہ قد آدم کے پانی تھا اصحاب نے عرض کی تو آپنے فرمایا کہ اے خداوند مہربانی فرما یہ دعا کہکر آپ اسوار ہوئے اور مع افواج اس آب سے عبور کیا کہ سم اسپاں تک تر ہوئے آب سے اوتر گئے اور خیبر فتح کیا انس بن مالک سے منقول ہے کہ وادی حراں میں تین یوم و شب بارش ہوئی اور سیل جاری ہو گئے ہم نے ترساں ہوکر عرض کی کہ یا حضرت کیا کریں آپنے فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ راوی کہتا ہے اونہوں کے پاؤں تک بھی تر نہیں ہوئے روایت کثیر سے ثابت ہے کہ درمیان آسمان و زمین کے ایک دریا ہے نام اسکا ملفوف ہے اور تمام دریائے زمین اسکی نسبت حکم ایک قطرہ کا رکھتے ہیں وہ دریا آپ کیلئے معراج میں شگافتہ ہوا اور آپ اسمیں سے گذر گئے اور صخرہ بیت المقدس پر آپکے پائے مبارک کے نیچے نرم ہوگیا ابتک اثر قدم موجود ہے اور سنگ سخت پر پائے مبارک کا نشان ہو جاتا تھا روایت ہے کہ حضرت ایک کوہ پر تشریف لیگئے حضرت سے سنکر حال دوزخ کا وہ کوہ قطرہ قطرہ روتا تھا آپ نے فرمایا نہ ڈر وہ کوہ کبریت ہے وہ سنکر ساکن ہوگیا اور خدا نے ایک فرشتہ بھیجا کہ اے محمد صلعم اگر چاہو کہ ہمیشہ دنیا میں بانعمت و بادشاہت بسر کریں تو یہ کلید ملے خزائن ہیں لیجئے اور تمام کوہ طلا نقرہ ہوکر آپکی ہمراہ چلینگے اور آخرت میں جو درجات عالیہ ہیں وہ آپکے کچھ کم ہونگے حضرت محمد صلعم نے عرض کی میں مسکین پیغمبر رہوں صبر شکر ہیں پس اس عوضہ میں خداتعالی نے کوثر و شفاعت و مقام محمود عنایت فرمایا اور قیامت کو عرش پر جگہ دیگا اور اختیار شفاعت آپکے دست مبارک میں ہے جسے چاہیں جنت اور دوزخ بخشیں اور براق وہ دیا کہ پچاس برس کی راہ چشم زدن میں طے کر گیا اور آپ سے تمام حیوانوں اور سنگ ریزوں نے کلام کیا اور گوسفند بریاں کا کلام کرنا جو ایک زن یہودیہ نے بریاں کی تھی وہ زہر آلودہ تھی اور گوسفند نے صدا دی کہ حضرت مجھے نہ کھانا اور تمام جنات آپکی تابع ہوکر ایمان لائے تھے اور ہزار ہا برص جزام نابینا ہر قسم کے بیمار حضرت کی لعاب دہن سے اچھے ہوگئے تھے ایک عورت آنحضرت کی خدمت میں اپنی دختر نابینا کو لے کر آئی کہ یہ نابینا پیدا ہوئی اپنے دست مبارک اسکے چشموں پر پھیرا فوراً آنکھیں روشن ہوگئیں روایت ہے قریش ایک دفعہ جمع ہوکر آئے کہ یا حضرت ہمارے کچھ مردے زندہ کیجئے کہ ہم ایمان لائیں حضرت نے جناب امیر المؤمنین سے فرمایا انکی ہمراہ قبرستان میں جاؤ اور جس مردہ کا یہ نام لیں انکو پکارو کہ رسولخدا صلعم نے حکم دیا ہے اوٹھو جب حضرت علی علیہ السلام نے جا کر آواز دی مردے باہر

نکل آئے اور حضرت کو سلام کیا اور عرض کی کہ کاش ہم زندہ ہوتے تو رسولخدا پر ایمان لاتے اب جو زندہ ہیں انکو ترغیب حضرت کی طاعت کی کرتے ہیں غرض جو اسرار و وقائع قریش میں صادر ہوئے تھے سب بیان کئے اور اپنی قبروں میں چلے گئے اور جو کفار جنگ بدر میں مارے گئے انکو زندہ کیا اور انکو ایمان نہ لانے سے فرمایا روایت ہے ایک مرتبہ کفار قریش نے سنگ علی نبی پر مارے آپ مجروح ہو گئے ناگاہ کفار نے دیکھا پہاڑ سے چند سنگ جدا ہو کر آئے وہ ملعون خوش ہوئے کہ یہ پتھر محمد و علی کو ہلاک کرینگے جب وہ پتھر قریب آئے بقدرت خدا گویا ہوئے اور کہا السلام علیک یا محمد بن عبداللہ رسول رب العالمین السلام علیک یا علی ابن ابیطالب یا خلیفہ رسول رب العالمین کفار سنکر متحیر ہوئے اور دس آدمی کہنے لگے کہ محمد نے اپنے اصحاب کو ہمارے فریب دینے کو پیچھے کوہ کے پنہاں کیا ہے وہ باتیں کرتے ہیں بحکم خدا دس سنگ بلند ہوئے اور ان دس ملعونوں کے سر پر گرے وہ جہنم داخل ہو گئے ابوجہل نے کہا کہ یہ باتیں جادو محمد سے ہیں اگر سچ ہے تو وہ انہیں زندہ کرے حضرت نے حضرت علی سے فرمایا کہ کیا کہتے ہیں آپنے عرض کی پھر حضرت نے فرمایا ہم اور تم دونو دعا کریں کہ یہ زندہ ہوں چھ کیلئے حضرت محمد صلعم نے دعا کی اور چار کیلئے حضرت علی علیہ السلام نے دعا کی اوسیوقت وہ دسوں مردہ زندہ ہو گئے اور کہا اے گمراہان محمد و علی کا شان و مرتبہ بلند ہے ہم انکے شان دیکھتے ہیں کہ کرسی عرش کے پاس بیٹھے ہیں اور علی تخت پر کرسی کے پاس بیٹھے ہیں اور سب ملائکہ انکے پاس موجود ہیں اور صلوات انپر پڑھتے ہیں یہ دیکھکر سات آدمی ایمان لائے اور سب کافر رہے کفار قریش نے حضرت سے کہا کہ ہمارا خدا ہبل بیماروں کو شفا دیتا ہے آپنے فرمایا دروغ کہتے ہو پھر اونہوں نے کہا کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہمارا ہبل تجھے بیماری میں مبتلا نکرے آپنے فرمایا ان جملہ امور پر اللہ تعالیٰ قادر ہے پھر اونہوں نے کہا تو اپنے خدا کو کہو کہ ہمیں بیماری میں کردے اور ہمارا ہبل شفا دیگا جو تیرے خدا کا شریک ہے اوسیوقت جانب خدا سے جبرائیل نازل ہوئے اور فرمایا کہ اے محمد صلعم بعض پر آپ نفرین کریں اور بعض پر حضرت علی نفرین کریں پس بیس آدمیوں کفار پر حضرت نے نفرین کی اور دس پر حضرت علی علیہ السلام نے نفرین کی اوسیوقت عارضہ جزام و کوڑھ و فالج و لقوہ میں گرفتار ہو گئے کفار انکو ہبل کے پاس لیگئے کہ انکو محمد و علی نے نفرین کی ہے تو انکو شفا دے بقدرت خدا اسے ہبل نے انکو صدا دی کہ دشمنان خدا محمد کو جمیع خلائق پر خدا تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے اور میں کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا جب ہبل سے یہ بات سنی ناامید ہوئے اور حضرت سے استغاثہ کیا کہ ہماری فریاد کو پہونچو آپ حضرت نے فرمایا تم اپنی آنکھیں بند کرو اور یہ کہو کہ اے خداوند بجاہ محمد و علی و آلہ الطیبین قسم دیتے ہیں کہ ہمیں تو شفا دے جب یہ کہا تو فوراً تندرست ہو گئے اور ایمان لائے معجزہ تفسیر امام حسن عسکری میں منقول ہے کہ ایک دفعہ جماعت قریش مشرکین حضرت کے پاس آئے اور کہا آپ دعویٰ پیغمبری کرتے ہیں اگر آپکا قول صدق ہے تو معجزہ مثل حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیکھلائیں اس جماعت کے

چار فرقے تھے اور ہر ایک نبی کا معجزہ طلب کرتے تھے تو حضرت نے فرمایا میں بندہ تابع فرمان الٰہی ہوں تو فوراً حضرت جبرائیل جانب حضرت رب الجلیل نازل ہوئے اور کہا خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اتمام حجت کیلئے چار پیغمبروں کے معجزات ظاہر کرتا ہوں مگر یہ ایمان نہ لائینگے جو لوگ معجزہ حضرت نوح طلب کرتے ہیں وہ کوہ ابوقبیس پر جائیں اور جب آثار مرگ اون پر طاری ہوں وہ پناہ لیجائیں ساتھ حضرت علی اور اسکے فرزندوں کے جو پیدا ہونگے اور جو لوگ معجزہ حضرت ابراہیم کا طلب کرتے ہیں وہ باہر مکہ سے نکل جائیں جب اون پر بلا پڑی تو اسوقت ایک بی بی ظاہر ہوگی اس سے التجا کریں اور جو لوگ معجزہ حضرت موسیٰ کے طالب ہیں وہ مسجد الحرام میں جائیں جب آثار قدرت ظاہر ہوں ایک سوار نیزہ بدست ظاہر ہوگا اوس سے توسل کریں نجات ہوگی فرقہ چہارم کہ رئیس اسکا ابوجہل تھا وہ ٹھہرے رہیں حالات جبتک ظاہر ہوں پھر چوتھا معجزہ دیکھا دینا حضرت نے جب یہ بیان کیا تو ابوجہل نے کہا جس طرح حضرت محمد فرماتے ہیں تم جاؤ اونکا جھوٹ ظاہر ہو فرقہ اول جب دامن کوہ ابوقبیس میں پہنچا تو انکے پاؤں کے نیچے سے آب نے جوش کیا وہ پہاڑ پر چڑھ گئے پانی بلند ہوتا گیا جب انکو اپنی ہلاکت میں یقین ہوگیا تو ناگاہ دیکھا کہ یہ دونو صاحبزادوں کے حضرت علی علیہ السلام چلے آتے ہیں اور فرماتے ہیں پکڑو میرا ہاتھ اور ان فرزندوں کا سب نے ان حضرات کے دست مبارک تھام لئے اور نیچے اوترے اور پانی بھی کم ہوتا گیا کچھ زمین میں کچھ آسمان میں غائب ہوگیا اور زمین خشک ہوگئی اور وہ روتی ہوئی حضرت کیخدمت میں آئے اور یہ عرض کی کہ آپ برحق رسول خدا ہیں طوفان ہم نے بچشم خود دیکھ لیا ہے اگر حضرت علی علیہ السلام اور اسکے فرزند نہوتے تو ہم سب مرچکے تھے تعجب یہ ہے کہ اب وہ شاہزادے نظر نہیں آتے آپ نے فرمایا ابھی وہ پردہ دنیا پر تولد نہیں ہوئے تھوڑے عرصہ میں وہ پیدا ہونگے وہ سید جوانان بہشت ہیں وہ میری دختر فاطمہ علیہ السلام کے فرزند ہیں اور دنیا دریائے ناپیدا کنار ہے بہت لوگ اسمیں غرق ہوئے ہیں اور کشتی نجات کی حضرت علی علیہ السلام اور انکی اولاد ہے جو اس کشتی پر سوار ہوگا نجات پائیگا اور جو مختلف ہوگا وہ غرق ہوگا دنیا نمونہ آخرت کا ہے پس آخرت بھی دریائے ناپیدا کنار ہے اور آتش دوزخ کی انتہا نہیں یہ چند اشخاص میری اولاد سے کشتی میری امت کیلئے ہیں کہ اپنے دوستوں کو جہنم کے پل سے عبور کرا دینگے پھر دوسرا فرقہ حضرت کیخدمت میں گریہ کناں حاضر آیا اور کہنے لگا بیشک آپ پیغمبر خدا ہیں تمام خلایق کے ہم جب بیروں مکہ گئے اور ہمکو یقین ہوگیا کہ ہم جل جائینگے ناگاہ ایک بی بی درمیان آسمان و زمین کے مقنعہ دراز اسکے منہ مبارک پر تھا کہ منادی نے ندا دی کہ اگر نجات کے طالب ہو تو گوشہ مقنعہ کے توسل ہو تو نجات پاؤ ہم سب اوس مقنعہ کی ایک ایک تار سے متوسل ہوئے تو اس مقنعہ نے جو آگ سے نکالکر اپنے گھروں میں پونچا دیا جو حاضر ہوگئے ایکدین سے ہرگز عدول نہ کرینگے آپ صادق ہیں حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو وہ بی بی کون تھی انہوں نے عرض کی نہیں جانتے حضرت نے فرمایا وہ میری دختر سیدہ زنان عالم ہے اہل محشر کو منادی ندا کریگا کہ اپنی آنکھیں ڈھانپ لو کہ حضرت فاطمہ بنت محمد صلعم صراط سے عبور فرماتے ہیں جب جناب داخل بہشت ہونگے تو ایک چادر نور عرصہ گاہ محشر میں لائینگے اور ایک گوشہ اسکا بہشت میں جناب فاطمہ

علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوگا اور دوسرا طرف محشر گاہ کے ہوگا اسوقت منادندا دیگا کہ اے محبان اور فرمان برداراں جناب فاطمہ علیہا السلام کی ایک ایک تار چادر کو تھام لو کہ آتش جہنم سے نجات پاؤ چہار ہزار قیام چادر کی تاروں کو پکڑ لینگے اور آتش دوزخ سے نجات پائینگے ایک قیاس دس لاکھ کا ہوتا ہے بعد اسکے تیسرا فرقہ گریہ کناں آیا اور کہنے لگا آپ برحق پیغمبر خدا کے ہیں حضرت نے انکو فرمایا کیا دیکھا وہ لوگ کہنے لگے آپ کے فرمان سے کعبہ میں جا کر بیٹھے اور تمسخر کرنے لگے کہ ناگاہ خانہ کعبہ بلند ہوا اور ہم زمین پر مثل میخ کے ہو گئے ہمکو یقین اپنی ہلاکت کا ہو گیا اتنے میں آپکے عم حمزہ نیزہ بدست تشریف لائے اور کعبہ کو تھام رکھا اور ہمکو کہا چلے آؤ اور حاضر خدمت ہوئے ہم سب کو اقرار آپ کی پیغمبری کا ہے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں اور فرقہ سوئم سے یہ بھی فرمایا وہ سوار جسنے تمیں نجات دلائی مجھسے اور علی علیہ السلام سے محبت رکھتا ہے اور عم ہمارا ہے پھر حضرت نے فرمایا ابوجہل تو اب کیا کہتا ہے ابوجہل نے کہا اگر معجزہ چہارم دیکھوں گا تو تب مجھکو یقین ہوگا حضرت نے فرمایا ہرگز نہیں ہمارے عم حمزہ بسبب ہماری محبت کے خدا نے اوسکو یہ مرتبہ دیا ہے قیامت کو دوستداران حمزہ بھی نجات پائینگے پھر ابوجہل نے کہا میرا حال فرمائیں آپ نے فرمایا ایک مرغ پالکر تو نے پکایا اور نصف کھایا اور نصف رکھا ابوجہل نے کہا غلط ہے حضرت نے اُس مرغ کو طلب کیا وہ نصف مرغ بریاں زندہ ہو کر بحکم خدا حاضر ہوا پھر ابوجہل نے کہا یہ مرغ میرا نہیں ہے پس وہ مرغ بریاں بزبان فصیح عرض کرنے لگا کہ اے رسولخدا آپ صادق ہیں اور ابوجہل کاذب ہے اسپر لعنت خدا کی اور سب خلق کی ہے حضرت نے فرمایا اب کیا کہتا ہے ابوجہل نے کہا یہ سب نظر بندی ہے ہرگز ایمان نہ لایا معجزہ امام زین العابدین سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں اصحاب نے غذا پختہ ہمراہ زیادہ تر لی وہ متعفن ہو گئی اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت یہ کھانا لایق نہیں رہا آپ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو انہوں نے عرض کی کہ کباب تازہ طیور اور حلوا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا حضرت عیسی علیہ السلام نے مائدہ کے واسطے درگاہ حضرت باری تعالی میں عرض کی تھی پھر لوگوں نے کفران نعمت کیا تھا تو وہ چار سو حیوان کی صورتوں میں مسخ ہوئے تھے اور میری امت کے لوگ مسخ نہ ہونگے میں مہربان ہوں اسوقت دس ہزار سات سو اصحاب ہمراہ تھے اتنے میں ایک جانور آیا تو حضرت نے اسکو فرمایا تو بڑا ہو جا وہ بقدرت خدا ایک بڑی پٹیلی کے برابر ہو گیا اور سب اصحاب نے بفرمان حضرت اسکو احاطہ کر لیا اور وہ صاف بریاں ہو گیا آپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اسے کھاؤ سب نے کھانا شروع کیا اور کھا کر سب سیر ہو گئے اسکے بعد حضرت نے فرمایا اے مرغ تو چھوٹا ہو جا اور زندہ ہو کر اڑ جا چنانچہ وہ زندہ ہو کر اڑ گیا معجزہ ایک یہودی نے ابوجہل سے شتر کی قیمت لینی تھی وہ دیتا نہ تھا قریب حضرت کے یہودی نے آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم ابوجہل سے مجھے قیمت لیدیویں وہ مجھکو نہیں دیتا ہے آپ اسکے ہمراہ تشریف لیگئے ابوجہل نے آپکو دیکھکر فوراً روپیہ دیدیا یہودی نے ابوجہل سے کہا تو نے حضرت سے ڈر کر مجھکو روپیہ دیدیا۔ ابوجہل نے کہا جب آپ تشریف لائے انکے ہمراہ ہزار آدمی تیغ بکف تھے اور دو اژدہا آپ کے ہمراہ تھے اگر میں عذر کرتا تو وہ آدمی مجھے قتل کرتے اور کھاتے مجھکو وہ اژدہا یہ معجزہ بمنزلہ حضرت موسی علیہ السلام کے ہے معجزہ چودہ منافقین قریش میں سے چودہویں ماہ ذوالحجہ کو حضرت سے چودہ اشخاص

منافق نے کہا کہ اگر تیری قدر خدا کی قریب تجھ ہے تو حکم کر کہ چاند دو ٹکڑے ہو جائے تو فوراً حضرت جبرائیل جانب رب الجلیل آئے اور سلام کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ اشیاء زمین آسمان تیری فرمانبردار ہیں حکم دیا تب حضرت نے چاند کو فرمایا دو ٹکڑے ہو جا فوراً ہو گیا پھر منافقوں نے کہا ماہتاب سے آپ فرمائیں کہ مل جائے آپ نے حکم کیا چاند مل گیا پھر منافقوں نے کہا ایکطرف سے دو ٹکڑے ہو اور ایکطرف سے ثابت رہے حضرت کے ارشاد سے ویسا ہی ہو گیا آپ نے سجدہ شکر ادا کیا اسکے بعد ملاعین نے کہا کہ مسافر شام اور یمن سے آتے ہیں ان سے استفسار کرینگے اگر وہاں بھی ایسا ہو گا تو ہم تصدیق کرینگے ورنہ یہ جادو ہے جب مسافروں سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا شب چودہ ماہ ذالحجہ کو ہم نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا ہے اکثر ملاحدہ نے اعتراض کئے ہیں بحوالہ کتاب انوار الاعجاز معجزہ رجعت آفتاب اسما بنت عمیس وغیرہا سے روایت ہے کہ ایکمرتبہ حضرت رسول اللہ صلعم نے سر مبارک دامن حضرت علی علیہ السلام پر رکھکر آرام فرمایا اور اسوقت آثار وحی ظاہر ہوئی وقت غروب ہو گیا نماز عصر حضرت علی نہ پڑھ سکے جب وحی منقطع ہوئی تب حضرت نے دعا کی کہ اے خداوند کہ حضرت علی تیرے رسول کی اطاعت میں تھا اسلئے تو آفتاب کو پھیرا یہ نماز تیری ادا کرے اسوقت آفتاب فضیلت نماز عصر پر ہو آیا اور بعد نماز حضرت علی کے غروب ہو گیا معجزہ جب قریش اذیت حضرت رسالت مآب کے دینے کو متفق ہوئے تو آپ نے دعا فرمائی کہ ہفت سالہ قحط پڑا تنگ آکر پھر حضرت سے عرض کی کہ اب ہمارا فیصلہ ہے آپ مہربانی فرمائیں اور دعا کریں آنحضرت نے دعا کی ایکماہ تک بارش ہوتی رہی اور قحط رفع ہو گیا جناب بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ ایکدن جناب رسول خدا صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو کسی کام کے لئے بھیجا تھا جب علیؑ آئے تو آپ میرے حجرے سے استقبال کو گئے تو ایک ابر سفید آیا اور ہر دو صاحب کو گھیر لیا اور میری چشم سے غائب ہو گئے جب وہ ابر رفع ہو گیا تو ایک خوشہ انگور سفید حضرت کے دست مبارک میں تھا آپ بھی تناول فرماتے تھے اور حضرت علی کو بھی کھلاتے تھے میں نے کہا مجھکو بھی انگور دو تو فرمایا یہ میوہ بہشت ہے دنیا میں اسکو سوائے پیغمبر یا اسکے وصی کی اور کوئی نہیں کھا سکتا انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن ایک کوہ پر حضرت رسول اللہ تشریف لیگئے اور مجھکو فرمایا اے انس فلاں موضع میں تو جاؤ وہاں حضرت علی علیہ السلام تسبیح خدا میں مشغول ہیں انکو لاؤ میں گیا اور حضرت علی کو ہمراہ لایا حضرت علیؓ نے آداب سلام کیا بعد جواب سلام حضرت نے فرمایا اے علی جس سنگ پر میں بیٹھا ہوں ستر پیغمبر اسجگہ بیٹھ چکے ہیں اور اسی جگہ پر ایک نبی کا وصی بھی بیٹھا ہے جسجگہ آپ بیٹھے ہیں معجزہ اشراف قریش نے ایکدن حضرت سے سوال کیا کہ اے محمد صلعم اوس درخت سے حکم دیں کہ وہ آپ سے آکر کلام کرے تو ہم مانیں آپ نے اس درخت کو فرمایا اگر ایمان بخدا و رسول رکھتا ہے تو اپنی جگہ سے میرے سامنے چلا آ اس درخت نے فوراً آکر حضرت ص کے سر پر سایہ کیا جب یہ معجزہ نمایاں دیکھا تو کہنے لگے یہ دو ٹکڑے ہو جائے ایک وہاں جائے اور ایک یہاں کھڑا رہے پھر کفار نے کہا یہ نصف بھی جائے اور ملحق ہو جائے جب وہ درخت مل گیا تو کہنے لگے یہ سحر ہے ایسے ایسے درختوں کے معجزات ہزاروں ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسالت پناہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے معجزہ دکھلائیں کچھ دور درختاں پراگندہ تھے حضرت نے

فرمایا ایکجگہ سب جمع ہو جاؤ وہ جمع ہوگئے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا جو درخت سامنے کھڑا ہے اسکو طلب کریں حضرت نبی اللہ نے اشارہ کیا اسیوقت وہ درخت حاضر ہو کر آپکو ساجد ہوا آنحضرت جس درخت یا سنگ کے قریب سے گذرتے تھے وہ آپکو سجدہ کرتا تھا اور بزبان فصیح کہتا تھا اسلام علیک یا رسول اللہ صلعم ابن شہر آشوب سے روایت ہے معجزہ ایک دن حضرت رسول خدا اور جناب علی علیہ السلام ایک نخلستان میں جاتے تھے ایک درخت نے کہا یہ رسولخدا صلعم ہیں اور یہ وصی اسکا ہے اس درخت کو اس سبب سے صیحانی کہتے ہیں ابن بابویہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت رسولخدا صلعم ایک نخلستان میں جاتے تھے سب درختوں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ صلعم اور حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ملک یمن کو روانہ ہوا تو ایک عقبہ پر پہونچا تو اہل یمن باشمشیر برہنہ دوڑے آئے تو میں نے حکم رسول اللہ کی تعمیل کی تو جو درخت اور کلوخ تھے سب نے بآواز بلند صدا دی کہ محمد صلعم کے برادر تم پر سلام ہے جب اہل یمن نے سُنا تو حربہ دست سے ڈالدی اور میرے پاس آئے تو میں نے تعمیل حکم کی کردی اور چلا آیا معجزہ شیخ طبری اور قطب راوندی سے روایت ہے کہ حضرت جنگ طائف کو ایک صحرا میں جارہے تھے اور وہاں بیر درخت تھے اور حضرت مرکب پر خواب میں تھے ناگاہ ایک درخت بیر کا سامنے آیا وہ قدرت الٰہی سے دو حصہ ہو گیا درمیان رستہ کھل گیا اور مرکب حضرت کا گذر گیا آپکو خبر نہ ہوئی ابتک ویسطرح دو ٹکڑے موجود ہے اور لوگ اسکی تعظیم کرتے ہیں اور اسے سدرۃ المنتہٰی کہتے ہیں اور برگ اسکے تبرک کرکے لیجاتے ہیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں کا تو شمار نہیں مگر اہل سیر نے چونسٹھ ہزار معجزات لکھے ہیں اگر کسی سے شمار نہیں ہو سکتا چند کلمات اُن میں سے اس عاجز فقیر کثیر التقصیر نے نقل لی ہے تاریخ تولد و تاریخ رحلت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اسماء مبارک محمد۔ احمد۔ حامد۔ محمود۔ قاسم۔ عاقب۔ فاتح۔ خاتم حاشر۔ ماحی۔ داعی۔ سراج۔ رشید۔ منیر۔ نذیر۔ بشیر۔ ہاد۔ مہد۔ رسول۔ نبی۔ طٰہٰ۔ یٰس۔ مزمل۔ مدثر۔ شفیع خلیل۔ کلیم۔ حبیب۔ مصطفےٰ۔ مرتضیٰ۔ مجتبیٰ۔ مختار۔ ناصر۔ منصور۔ قائم۔ حافظ۔ شہید۔ عادل۔ حکیم۔ نور۔ حجت۔ برہان۔ ابطحی۔ مومن۔ مطیع۔ مذکر۔ واعظ۔ امین۔ صادق۔ مصدق۔ ناطق۔ صاحب۔ مکی۔ مدنی۔ عربی۔ ہاشمی۔ تہامی۔ حجازی ترازی۔ قریشی۔ مضری۔ اُمی۔ عزیز۔ حریص۔ رؤف۔ رحیم۔ یتیم۔ غنی۔ جواد۔ فتاح۔ عالم۔ طیب۔ طاہر۔ مطہر۔ خطیب۔ فصیح۔ سید۔ متقی۔ امام۔ بار۔ شاف۔ متوسط سایق۔ مقتصد۔ مہدی۔ حق مبین۔ اول۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن۔ رحمت۔ محلل۔ محرم آمر۔ ناہی۔ شکور۔ قریب۔ منیب۔ مبلغ۔ طٰس۔ حٰم۔ اولی من عباد اللہ کنیت ابوالقاسم لقب مصطفےٰ والد بزرگوار حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ بنت وہب بن عبدالمطلب

بن ہاشم بن عبدمناف روز ولادت جمعه تاریخ ہفتدہم ماه ربیع الاول سال ولادت عام الفیل بیس ماه اپریل سنه ۵۷۰ء سنه ۸۸۲ اسکندری مکان ولادت شعب ابی طالب بادشاه وقت نوشیروان عادل مدت عمر ۶۳ تریسٹھ سال مدت نبوت ۲۳ تیئس سال روز وفات دوشنبه تاریخ بیست ہشتم ماه صفر سنه ۱۱ ہجری ۸ جون سنه ۶۳۳ء سنه ۹۴۶ اسکندری مقام وفات مدینه طیبه باعث وفات زہر دادن زن یہودیه خیبریه بادشاه وقت ہرقل روم موضع قبر مدینه منوره حجره طیبه ازواج اولاد مذکوره بالا در تذکرة السادات نوشته است که اولاد امجاد آنحضرت پنج اند قاسم و رقیه و عبدالله و طیب و طاہر ایشان را نیز گویند از بطن خدیجه الکبری و ابراہیم از بطن ماریه قبطیه است نام قاسم در چہار سال وفات یافت و ابراہیم در مدینه بسال ہشتم از ہجرت متولد شد ابراہیم یکسال و نیم در سال دہم ہجرت وفات یافت عبدالله و رقیه در طفولیت وفات یافتند سوای حضرت فاطمه الزہرا علیہا السلام ہیچ فرزند باقی نماند چنانچه خاتم الانبیاء سید الاصفیا در حق آن سیده معصومه ارشاد فرموده اند الفاطمه بضعة منی •

(تمت تمام شد باب اول حضرت آدم ابو البشر اول تا حضرت آخر الزمان پیغمبر تاریخ الائمه بحواله نوائع الاحزان بعض علما نے چارسو نام قرآن سے آپکے استخراج کیے ہیں لاتعداد کتب میں موجود ہیں الا فقیر کو اختصار منظور ہے)

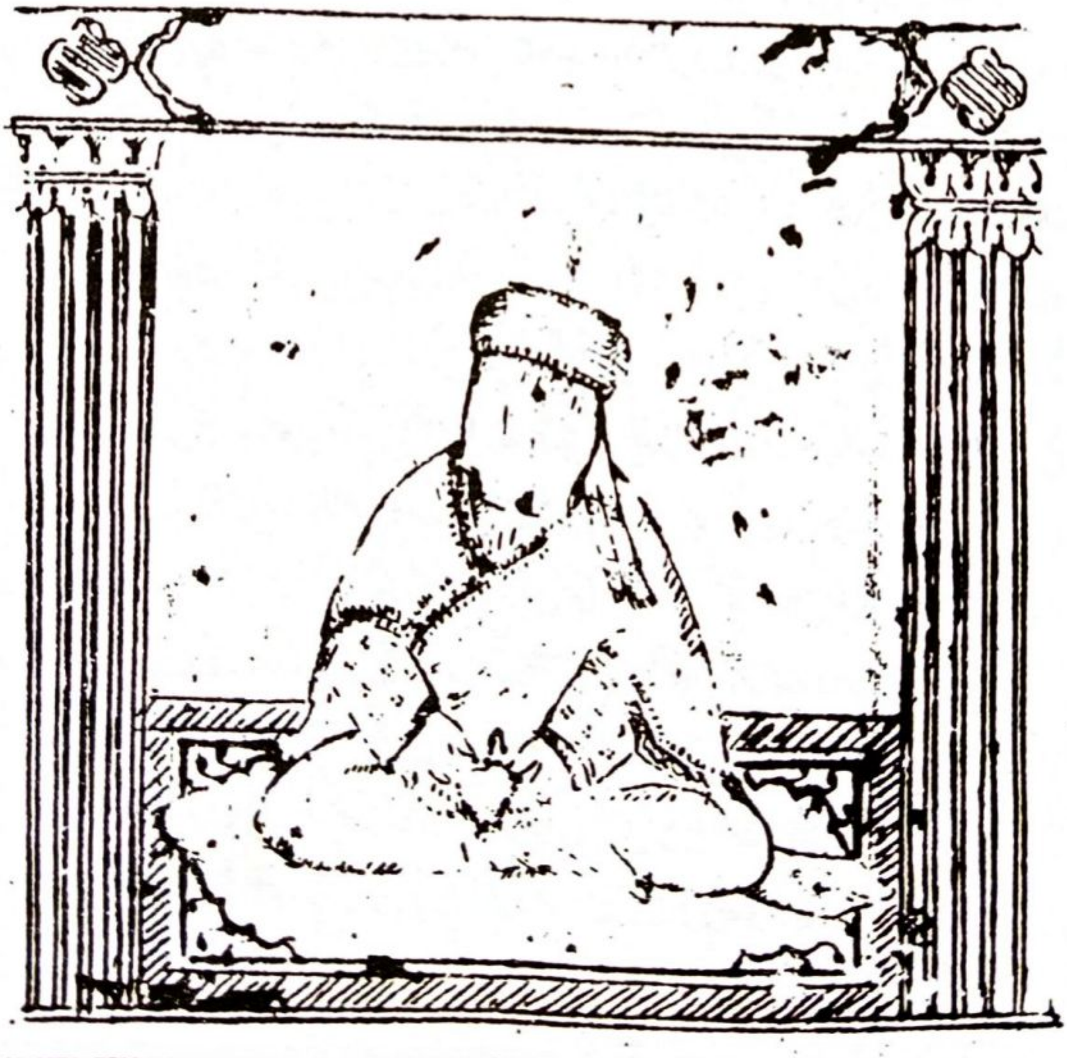

مہر نگین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب دوم

در تذکرہ اسماء وکنیت والقاب وایام ولادت وایام وفات حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام

صدیقہ مخدومہ کے القاب طاہرہ اس معصومہ کے لاتعداد ہیں چند القاب برائے آگاہی مومنین کے عرض ہیں راضیہ مبارکہ مقدسہ محدثہ زہرا بتول عذرا صابرہ صالحہ عابدہ ساجدہ زاہدہ سیدہ حامدہ حاجرہ عاجزہ عفیفہ عظیمہ عالمہ فاطمہ منیہ عظمت عصمت عفت وجیہہ عرضیہ سامیہ سکینہ علیمہ نامیہ متیمیہ زکیہ ندمیہ ربیعہ حلیمہ حریمہ نعیمہ رحیمہ فقیہہ سلیمہ مسلمہ صمیمہ ارمنہ باصرہ قدیمہ ناصرہ عالیہ عرشیہ عربیہ عجیبیہ نادرہ خبیرہ جلیلہ عامرہ جمیلہ مجیبہ حمیدہ شریفہ لطیفہ مجیدہ حسنیہ خیر النساء۔ نوریہ صائمہ قائمہ صوریہ کریمہ شفیقہ مخدومہ بشیرہ نذیرہ معصومہ حبیبہ رفیعہ امیہ رقیہ سعیدہ متقیہ ماجدہ عالیہ واثقہ مشفقہ فصیحہ ناطقہ ام الحسن وام الحسین نور عین مرضیہ حوا قاسمہ مسطورہ محدوحہ منزہ میمنہ نظیرہ محترمہ ام الوا شافع المذنبین امام النساء۔ نام مبارک سیدہ جہان کا آسمانوں پر منصورہ ہے اور توریت میں علولہ اور کتاب زند میں خورشید جہان اور انجیل میں محدوسہ اور شرف بزرگی اور عبادت اور پرہیزگاری اور فضائل اور بردباری اور زہد وتقوٰی جناب فاطمہ علیہا السلام کا ایسا نہیں ہے کہ کوئی بشر اسکو لکھ سکے یا احاطہ بیان میں لاسکے اسم مبارک کا بیان فاطمہ لقبش زہرا کنیت ام آئمہ ام المحسنین ام السبطین والد بزرگوار آپکا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور والدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بن اسد روز ولادت جمعہ تاریخ بیستم ماہ جمادی الثانی سال ولادت پنجم قبل از بعثت ۴۵ عام الفیل مکان ولادت قبل از ہجرت مکہ معظمہ بادشاہ وقت یزدجرد اور شوہر آں معصومہ حضرت علی ابن ابیطالب عدد اولاد پنج سہ پسر دو دختران مدت عمر اٹھائیس سال مدت حیات بعد پیغمبر صلعم ہفتاد وپنج روز یوم وفات دوشنبہ سیزدہم ماہ جمادی الثانیہ سال وفات ۱۱ ہجری مکان وفات مدینہ بخانہ خود سبب ضربت بادشاہ وقت حضرت ابوبکر بن قحافہ موضع قبر جنت البقیع بحوالہ الکتاب لواعج الاحزان شیخ مفید رحمۃ اللہ در کتاب روضۃ الواعظین آوردہ کہ چوں جناب خدیجۃ الکبریٰ بفاطمہ حاملہ شد حضرت رسول خدا خدیجہ را فرمود کہ اے خدیجہ جبرائیل جانب رب الجلیل مرا خبر دادہ کہ ایں فرزند دختر است فاطمہ نام کہ کثیر النسل باشد پاک و پاکیزہ و بابرکت و خجستہ اما چوں ولادتش نزدیک رسید حضرت خدیجہ کس را باقربائے خود فرستاد از قریش کہ بیائید و ازیں کفایت کنید آنچہ زنان یکدیگر کفایت مے کنند ایشاں جواب دادند کہ اے خدیجہ تو ہمارا عاصی شدی و زن یتیم عبد اللہ گشتی و قول ما قبول نکردے و درویشے بر تونگرے اختیار کردے مانمی آئیم و شغل ترا کفایت نمی کنیم حضرت خدیجہ ایں سخن ملول شد ناگاہ چہار زن بروے حاضر شدند گندم گون دراز قد بالا چنانچہ گفتی زنان بنی ہاشم است چوں خدیجہ ایشانرا دید بترسید یکی از ایشاں گفت اندوہ مدار ای خدیجہ و ترس را بخود راہ مدہ کہ خداتعالیٰ مارا نزد تو فرستادہ است و خواہران توایم من سارہ ام و ایں دیگر مریم بنت عمران است و ایں کلثوم خواہر حضرت موسیٰ علیہ السلام است و چہارم آسیا زن فرعون است اینہا رفیق تو خواہد بود در بہشت پس از انہا یکی بجانب راست نشست

ودیگر بجانب چپ وے ویکی پیش وے ودیگرے عقب وے بنشست وفاطمہ علیہا السلام متولد شد طاہرہ مطہرہ چوں بزمین آمد نورے از وے درخشاں شد چنانچہ آں نور خانہ ہائے مکہ معظمہ را احاطہ کرد واز شرق وغرب درزمین ہیچ جا نماند کہ ازاں نور روشن نشد چمن دولت احمدی بہ نہال ارجمند برومند وگلشن سعادت محمدی بغنچہ دلبند آراستہ شد در ریاض عصمت وبساتین قدس وطہارت بہ نسیم جمال وشمیم کمال پیراستہ گشت تبارک اللہ ازیں دختر خجستہ کہ گشت زنور طلعت او رخ زفضل نورانی مرویست کہ خدا تعالیٰ دہ حور را از بہشت فرستادہ بحجرہ طاہرہ حضرت رسالت پناہ باہر یکی طشتے و ابریقی ودر آں ابریق آب کوثر بود پس آں حور کہ در پیش روئے خدیجہ بود کار فاطمہ را فراگرفت وبدید وآں آب بشست وخرقہ سفید بیروں آورد بغایت خوشبوئے وبرادر آں خرقہ پیچیدہ ورقعہ دیگر پاکیزہ بار الحہ طیبہ بطریق مقنعہ برسر وی افگند وگفت بگیر اے خدیجہ ویرا کہ پاک پاکیزہ است وبرکت دادہ اند بروے ودیرنسل وے ودیگر زبان بنهفت وگفتند خدیجہ ویرا فرستید شاداں وخنداں فاطمہ را در کنار حضرت ام الحسن رسول خدا نہاد حضرت اورا فاطمہ نام نہاد وکنیت ابو الحسن وفضائل ویرا بسیار ومناقب بیشمار ست ودر شواہد النبوت آوردہ کہ حضرت فاطمہ روایت سال شد بودہ وکتب معتبر مرویست کہ بعض صحابہ خواستگاری میکردند وحضرت میفرمود کہ در باب انتظار وحی میکنم ودر کتاب مناقب ابو المؤید خوارزمی مذکور است کہ خبر کرد مرا حافظ الولی ہمدانی باسناد خود از حسین ع ابن علی علیہ السلام کہ گفت کہ روزے رسول خدا در خانہ ام سلمہ کہ یکی از ازواج آنحضرت بود کہ بد وفرمود آمد ملکے من دانستم کہ جبرئیل است آں فرشتہ گفت کہ یا رسول اللہ صلعم من جبرائیل نیستم مرا خرضائل گویند حق سبحانہ تعالیٰ مرا بتو فرستادہ برائے تزویج نور بنور آنحضرت فرمود اے خرضائل کرا بکہ می باید داد گفت فاطمہ رض بعلی ع داد بگواہی جبرائیل ومیکائیل وشیخ ارندی در کتاب نظم الدرر سمطین روایت میکند از انس بن مالک کہ گفت من نزد رسول خدا نشستہ بودم کہ آثار وحی در بشرہ مبارک آنحضرت پیدا شد وچوں تجلی شد فرمود اے انس ہیچ میدانی کہ جبرائیل از پیش خداوند جلیل نزد من چہ پیغام آوردہ گفتم یا رسول اللہ صلعم پدر ومادرم فدائے تو باد چہ پیغام آوردہ آنحضرت فرمود پیغامش اینست کہ خدائے فرماید کہ فاطمہ را در عقد علی ع بدہ اے انس گروہ مہاجرہ انصار را بگو کہ رسول خدا شمارا میخواند من بموجب فرمودہ آنحضرت برفتم وآں گروہ را بخواندم چوں جمع شدند نیز علی حاضر گشت حضرت رسول صلعم خطبہ برخواند بعد حمد ثنائے حق وترغیب بنکاح فرمود وگفت کہ خداوندم فرمود کہ فاطمہ را بعلی بدہم بمہر چہار صد مثقال نقرہ آیا راضی شدی اے علی حضرت گفت راضی شدم یا رسول اللہ صلعم پس حضرت دعائے خیر در شان حضرت علی ع وحضرت فاطمہ ع کرد وگفت خدا شمارا سعادت وبرکت دہد وصاحب اولاد وہمہ را پاک وپاکیزہ روزگار کند ودر کتاب مناقب خوارزمی دریں باب حدیثے طویل واقع شد خلاصہ ہمہ آنکہ جبرائیل نزد حضرت رسول اللہ صلعم وقدری سنبل وقرنفل از بہشت بیاورد بہ رسول خدا حضرت گفت اے جبرائیل سبب آوردن ایں سنبل وقرنفل چیست جبرائیل حضرت رسول صلعم را خبر داد کہ حق سبحانہ وحی کرد برضوان کہ خود بیارائی او خود را بیارا راست گفت بہشت را زینت دہ بہشتہا نیز آراستہ شد وفرمود کہ درخت طوبیٰ را بار بردار از حلہ وحلال وحکم شد تا حور العیناں ہمہ خود را بیارایند وملائکہ را فرمان رسید کہ تا در حوالی بیت المعمور جمع شدند واینجا منبریست از نور کہ حضرت آدم علیہ السلام خطبہ خواندہ بود در روز عرض الاسماء بر ملائکہ وامر الٰہی بر جبرئیل کہ یکے از حجاب بارگاہ الوہیت است رسید کہ بداں منبر بالا رو وخطبہ بخواند در میان ہمہ ملائکہ شیریں کلام

تماز و سے نیست پس رحیل بر آں منبر برآمدہ حق تعالیٰ را بانواع محامد ستائش فرمود چنانچہ اہل آسمان فرحان و مسرور شدند وحی آمد بوے کہ عقد کن جناب فاطمہؑ دختر حبیب مرا با علیؑ پس راحیل عقد کرد و ملائکہ گواہ شدند کاتبان دیوان قضا ابن مہم را برہمیں وتیرہ ثبت نمود تا آنکہ جبرائیل قطعہ حریر بحضرت رسالت پناہ نمود کہ این صورت و حیلہ حریر نوشتہ شد بفرمان خدا تعالیٰ بر تو عرض کردم و من ابن خاتم تمسک مہر خواہم کرد و برضوان خادم بہشت خواہم سپرد و چوں ہم عقد بانجام رسید اشجار فردوس سنبل و قرنفل نثار کردند و حور العین بر داشتند و تحفہ قدرے پیش تو آوردم و نیز حکم شد کہ درخت طوبیٰ آنچہ بر داشتہ است نثار کند طوبیٰ آں حلہا نثار کرد و حور العین بر داشتند و بداں مفاخرت مے کنند تا روز قیامت قیام اور رقعہ نام یکی از دوستان اہل البیت نوشتہ از مردان و زنان و بر ملکی کہ حاضر بود محبان محمدؐ و آل محمد صلعم از زمان حضرتؐ تا قیام یک رقعہ بر داشت و نگاہدارد تا روز قیامت و آن رقعہا را دراں روز بدآنکس دہد کہ نام او را در آں رقعہ مسطور ہست و مضمون رقعہ ایں باشد کہ فلاں بن فلاں از آتش دوزخ آزاد است و ایں از برکت و میمنت حضرت علیؑ و جناب فاطمہؑ است دوستاں را رسد برات نجات دشمنان خوار ماندہ در درکات پس جبرائیل فرمود کہ حق پیغمبر را باید کہ تزویج کند تو فاطمہؑ را بر زمین چنانکہ بر آسمان واقع شد پس حضرت فاطمہ را بعلیؑ داد حضرتؐ کوزہ آب بر داشت و آب دہن مبارک در آں انداخت و معوذتین و دیگر ادعیہ بر آں خواند و گفت یا علی ازیں آب بیا از آں آب قدرے بر سر سینہ فاطمہؑ پاشید و گفت بار خدایا در پناہ تو آوردم این را و فرزندان این را از شر دیو ابلیس بری کند و قدرے آز آں آب سر و شانہ علیؑ پاشید و دعا گفت بار خدایا ایں ہر دو از من اند و من نیز از ایشانم پاک پاکیزہ و در نسل شما برکت کند روایت ہے کہ جب قیامت ہوگی تو منادی ندا کریگا کہ اے اہل محشر آنکھیں اپنی ڈھانپ لو کہ فاطمہ علیہ السلام گذرتے ہیں اور انکی اولاد اسقدر پڑی ہے کہ جسکا بیان نہیں ابتک ہر ملک میں ہزاروں انکی اولاد سے موجود ہیں واضح ہو کہ تفسیر صافی بحوالہ کتاب خصال ابوذر غفاری صحابی سے منقول ہے کہ جناب پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ ایکسو چار صحیفہ نازل ہوئے ہیں فضائل حضرت فاطمہ علیہ السلام ہیں بروایت اٹھارہویں سال حضرت علی علیہ السلام سے آں معصومہ کا عقد ہوا اور مہر شفاعت امت گنہگاران قرار پایا اور سب دریاوئے زمین کے اور تمام کان نمک کے آپکی مہر میں ہیں اس خاتون معظمہ کے پانچ فرزند ہوئے تین لڑکے دو لڑکیاں حضرت امام حسنؑ و امام حسین علیہم السلام سبط رسول مقبول و محسن شہید شکم و بنت حضرت ام کلثوم اسیران دشت کربلا حضرت زینب علیہ السلام حضرت عبد اللہ بن حضرت جعفر طیار سی منعقد ہوئے انسے عون و محمد متولد ہوئے او معرکہ کربلا میں شہید ہوئے اور حضرت ام کلثوم محمد بن جعفر طیار سی منعقد نہیں لاولد فوت ہوئیں اور نسل رسول اللہ صرف سبطین سے باقی ہے یہ نسل رسول اللہ صلعم مثل ناقہ حضرت صالح علیہ السلام ہے اور کشتی نوح پیغمبر ہے اہل دنیا کو عذاب الٰہی سے بچانیوالی ہے حدیث رسول صلعم ہے کہ کلام خدا اور ذریت رسول خدا ہمیشہ باقی رہیگی تا آنکہ حوض کوثر پر پہنچیں ایسے ہر ایک شخص کو متمسک رہنا جائز و فرض ہے کیونکہ یہ جز ایمان ہیں اور یہ اہلبیت قرآن ناطق بلا کلام ہیں بحوالہ تاریخ بحر الجان لکھا ہے کہ اہل بیت نبوی سے مراد

محض جناب حضرت علی و جناب فاطمہ و جناب امام حسن و امام حسین علیہم السلام ہی ہیں نہ کوئی اور چنانچہ امام مالک و امام بخاری و امام مسلم و امام ابوداود و امام نسائی و امام ترمذی ہر ایک امام نے اپنے اپنے کتب احادیث صحاح ستہ میں جناب بی بی ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ آیہ تطہیر ہمارے گھر میں نازل ہوئی اور پیغمبر خدا نے ان چار بزرگواروں کو طلب فرمایا اور ایک چادر اوڑھائی اور فرمایا ابو عیسیٰ ترمذی حدیث صحیح کہ بار خدایا یہ میرے گھر کے لوگ ہیں انکو ہر رجس سے پاک رکھنا جیسا پاک و ستھرا فرمایا ہے ترمذی میں سعد وقاص سے روایت ہے کہ جب مباہلہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ابناءنا و ابناءکم تو حضرت نے صاحبان مذکور کو پھر طلب کیا تاریخ الخلفا جلال الدین سیوطی اور فتح الکبیر محدث دہلوی غرضکہ ابو سعید خدری اور مجاہد قتادہ اور ابن حجر مکی وغیرہ اکثر علماء متقدمین و محدثین کا یہ قول ہے کہ آیہ تطہیر میں اہلبیت حضرات مذکور الصدر ہی ہے اور علامہ حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ ابن سعد سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے ترجمہ حدیث یہ ہے کہ میں اور میری اہلبیت جنت کے ایک درخت ہیں اسکی شاخیں دنیا میں ہیں پس جو شخص چاہے پکڑے کسیکو وسیلہ اپنے رب کیطرف تو پکڑے ہمارے اہلبیت کو اپنے رب کیطرف وسیلہ نجات امام ترمذی نے جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت کی کہ دیکھا میں نے رسول صلعم کو حجۃ الوداع میں آپ نے یہہ خطبہ پڑھا کہ اے لوگو تحقیق میں اپنے میں دو چیزیں بزرگ چھوڑ جاتا ہوں انسے محبت اور انکی پیروی رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہو گے ایک کتاب اللہ دوسری اہلبیت ہیں تاریخ الخلفا میں محمد بن زکریا سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت رسولخدا نے میری اہلبیت مثال کشتی نوح کے ہیں جو اسمیں سوار ہوا وہ بچگیا اور جسنے خلاف کیا وہ رہگیا اور ہلاک ہوا غرضیکہ دلائل الخیرات مطبوعہ کریمی بمبئی کے حاشیہ صفحہ ۱۵۲ میں ناصر الابرار فی مناقب اہلبیت الاطہار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ طبرانی میں ہے جسنے بغض رکھا اہلبیت سے وہ منافق ہے انکا جائیگا روز قیامت کو دوزخ میں اور صاحب صواعق محرقہ نے لکھا ہے کہ فرمایا حضرت نے قسم ہے مجھکو اوسکی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو بغض رکھیگا میری اولاد اہلبیت سے داخل کریگا اللہ اسکو دوزخ میں اور حضرت اہلبیت کی محبت فرض جانے مثل ایمان لانیکے اور بغض کینہ مثل کفر جانے۔ اور انکو جنتی جانے جب نام لے تعظیم و توقیر کرے اور انکے دشمن کا دشمن اور محب کا محب بنا رہے اور مناقب فضائل انکے سنا کرے اور جملہ سادات سے اگر وہ امی ہوں اور طریقہ حضرت پر نہ چلتے ہوں دل سے تعظیم تکریم کرے بحوالہ ناصر الابرار امام ترمذی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت سے سوال کیا گیا کہ آپکو اپنے اہلبیت سے زیادہ تر محبوب کون ہے فرمایا حضرت نے امام حسن اور حسین کو اس حدیث سے تمام اہلبیت پر حضرت امامین حسنین کی فضیلت اکبر ثابت ہوتی ہے باوجہ یہ انکی سیادت کی بشارت بذریعہ خاص ملائکہ حضرت کو خداوند تعالی نے دے تھے اور ترمذی نے حذیفہ سے طول حدیث روایت کی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ یہ فرشتہ آج سے آگے زمین پر نہیں اترا اسنے باجازت خداوند درود سلام بھیجا اور خوشخبری سنائی اسبات کی کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام عورات اہل جنت کی سردار ہے اور حسن حسین علیہم السلام جوانان اہل جنت کے سردار ہیں چنانچہ ترمذی میں اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے حضرت کو اپنے دونو نور العین حسن حسین کو گود میں لئے ہوئے تھے اور فرماتے تھے یہہ دونوں میرے فرزند میری دختر نیک اختر فاطمہ علیہا السلام کے بیٹے ہیں اور طلائع المقدور میں مطالع الدہور کی صفحہ چونسٹھ میں اور دیگر کتب احادیث

وتفاسیر وتواریخ وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت رسول صلعم کا نسلی سلسلہ صرف انکی ایک بیٹی فاطمہ علیہا السلام سے چلا ہے چنانچہ صاحب تفریح الاذکیا کی جلد ثانی صفحہ ۵۰۵ میں حضرت حسنین علیہ السلام کا بیٹا ہونا سرور امم کا ثابت کیا ہے اور تفریح الاذکیا جلد ثانی صفحہ تین سو اکاٹھ میں بخاری کی طول حدیث کا ترجمہ لکھا ہے جسمیں بی بی خدیجۃ الکبریٰ کی فضیلت مرقوم ہے بی بی عائشہ نے حضرت ؐ سے ایکدن التماس کیا کہ آپ خدیجہ کو بہت یاد فرماتے ہیں شاید انکے برابر دنیا میں کوئی عورت نہیں ہے حضرت ؐ نے فرمایا مقرر وہ ایسے تھیں اور میری اولاد کا سلسلہ تا قیامت رہیگا چنانچہ فاطمہ بنت خدیجہ کی نسل ہے اور کسی کی نہیں ہوئی اسلئے شرف فضیلت انکا زیادہ تر ہے اور دلائل الخیرات حاشیہ صفحہ ایکسو اٹھائیس ۱۲۸ میں لکھا ہے کہ عترت معنی نسل ہے چند حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے اور صفحہ ۵۰ میں نسیم الریاض کے حوالہ سے لکھا ہے بالاجماع حسنین علیہ السلام والدہ کیجانب سے ذریت رسول صلعم ہیں غرض امام حسن وحسین علیہ السلام کو محض ذریت نبوی ہونیکی خصوصیت سے لقب سادات حاصل ہے اور جناب امیر المومنین علی علیہ السلام بوجہہ شرافت ونجابت داخل آیت تطہیر ہیں اور بوجہہ مختلط جناب سیدہ دوجہان داخل اہلبیت میں ہیں اور دلائل الخیرات حاشیہ صفحہ چھتر ۷۶ میں لکھا ہے کہ امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ اہلبیت میں علی داخل ہیں بباعث اختلاط جناب سیدہ علیہا السلام کے اور حضرات حسنین علیہ السلام لب لباب وعطر المعطر ہیں اہلبیت نبوی کسا وتمام امور میں نجیب واشرف وافضل واعظم ہیں خدا نے جناب رسول صلعم کو چن لیا خداوند عالم نے جیسے فرمایا حضرت صلعم نے کہ اللہ تعالیٰ نے چن لیا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسماعیل کو اور چن لیا اسماعیل سے بنی کنانہ کو اور چن لیا بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے چن لیا مجھکو اور حضرت عباس ؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت ؐ نے کہ میں محمد ؐ بن عبد اللہ ہوں تمام خلق میں بہتر مجھکو مخلوق کیا اللہ تعالیٰ نے پھر دو فرقے کر کے بہتر فرقہ میں مجھکو رکھا پھر دو قبیلے کر کے مجھکو بہتر قبیلہ میں ظہور کیا پھر خاندان مقرر کر کے مجکو برتر خاندان میں ظہور بخشا میں رحمت اور خیر محض ہوں اور سب سے اعلیٰ ہوں اپنی نسب وخاندان میں اور زمانہ حال میں عوام الناس دعوائے ذریت رسول الثقلین کا کرنے لگے ہیں جاننا چاہیے کہ دربارہ نسب بہت احتیاط کرنی چاہیئے بخاری شریف میں حضرت ابوذر رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے حضرت رسول اللہ صلعم سے کہ فرماتے تھے نہیں کوئی شخص منسوب کرتا ہے اپنے تئیں غیر کے باپ کیطرف اور وہ جانتا ہے اسکو الا کفر کیا اوسنے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور جو منسوب کرتا ہے اپنے تئیں ساتھ ایک قوم کے اور نسب اوسکا اونمیں نہیں پایا جاتا ہیں چاہیئے کہ اپنی جگہ ٹھہراوے دوزخ میں شارحین بخاری نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اطلاق کفر کا اسوقت اوس شخص پر ہوگا کہ دیدہ دانستہ اپنے باپ کو چھوڑ کر غیر کا پسر بنتا ہے حرام ہے نسبت الی الغیر سخت کفر باللہ ہے سادات عظام کی تو تعظیم توقیر واجب اللامر ہے ابو سعید مادری نے مناقب امام ابو حنیفہ میں لکھا ہے کہ توقیر سادات میں مبالغہ کرتے تھے چنانچہ ایک دن مجلس میں چند مرتبہ تعظیم کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے سبب ظاہر نہ ہوا اہل مجلس نے دریافت کیا تو کہا ان لڑکیوں میں ایک لڑکا سید کا کھیلتا تھا اسلئے کھڑا ہوتا ہوں اور عبد الحق دہلوی نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ شیخ امان پانی پتی بنا برارشاد الطالبین میں بیٹھے تھے اور اطفال سادات آئے تھے اور آپ اوٹھ کھڑے ہوئے جب پوچھا تو کہا امان کی کیا مجال ہے اولاد رسول ؐ

کھڑے رہے اور میں بیٹھا رہوں اور ابن عساکر نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کوئی مجلس میں تعظیم نہ کرے الا حسنین علیہ السلام کی اور ان کی اولاد کی تا قیام تفریح الاذکیا جلد ثانی صفحہ ۵۰۶ پانچسو چھ اور دلائل الخیرات حاشیہ صفحہ چونتیس میں تفسیر احمدی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جاری ہوا ہے توارث ساتھ ذکر آل محمدؐ کے بعد درود بھیجنے کے آپ پر حتے کہ یہ ہوگیا مثل اجماع کے اور کہا گیا کہ درود شریف آپ پر قبول نہیں کیا جاتا جب تک آپکی آل اطہار پر درود نہ بھیجا جاوے تفریح الاذکیا جلد ثانی صفحہ ۵۰۶ میں لکھا ہے ابن عساکر سے روایت ہے کہ حسنین علیہ السلام کو برا نہ کہو یہ دونو اولین و آخرین جوانان بہشت کے سردار ہیں اور صواعق محرقہ میں امام احمد نے حاکم مسور سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے فاطمہ بضعۃ منی یغضبنی من یغضبہا و یبسطنی من یبسطہا وان الانساب لینقطع یوم القیامۃ غیر نسبی و سببی فرمایا حضرتؐ نے میری اولاد پر اللہ تعالیٰ نے آگ دوزخ حرام کردی ہے

## یہ فضیلت اہلبیت تمام کتب اہل سنت کی نقل ہے

دلائل الخیرات صفحہ ایکسو ننانویں ۱۸۹ میں بحوالہ کتاب ناصر الابرار لکھا ہے کہ مقداد بن اسود نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ معرفت آل محمدؐ کی چھٹکارا ہے آتش دوزخ سے اور محبت آل محمدؐ دیوار ہے پل صراط پر اور ولایت واسطے آل محمدؐ کے امان ہے اور شفا میں لکھا ہے کہ کہا عبداللہ بن مبارک نے کہ جس شخص میں دو خصلتیں ہونگی نجات پائیگا عذاب الٰہی سے ایک صدق مقال دوسرا جو محبت رکھتا ہوگا حضرت محمدؐ و آل محمد صلعم سے آیہ تطہیر واضح ہو کہ مفسرین اور محدثین اہل شیعہ و اہل سنت متواتر لکھتے ہیں کہ یہ آیت شان میں اہلبیت آل عبا کے نازل ہوئی ہے اور وہ پانچتن ہیں ایک حضرت محمد صلعم و حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسین علیہ السلام صحیح ترمذی اور صحیح موطا اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور جامع الاصول اور مشکوٰۃ شریف اور مسند امام احمد حنبل اور معجم کبیر طبرانی اور وسیط واحدی اور جمع بین الصحاح الستہ اور رزین العبدری اور جمع بین الصحیحین حمیدی اور صحیح نسائی اور مفتاح النجاہ اور منزل الابرار مرزا معتمد خاں بدخشی اور مودات سید علی ہمدانی شافعی اور مناقب مغازلی شافعی وغیرہم میں شان میں حضرات اہلبیت پانچتن مذکور کے لکھتے ہیں اور راویان معتمد و متواتر انس بن مالک اور ابن عباس اور سعد وقاص اور ابی سعید قدری اور واثلہ بن اصقع اور ام المومنین عائشہ اور حضرت ام سلمہ وغیرہا اکثر راویان معتمد سے ثابت اور محقق ہے کہ پیغمبر صاحب نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی بلکہ ام المومنین عائشہ سے صحیح مسلم میں رنگ نمد اوس چادر کا لکھا ہے کہ منقش سیاہ بالونکی تھی جو جناب مولائے مومنین علی ابن ابیطالب اور سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ زہرا اور دونو شاہزادے حسنین علیہ السلام کو اس چادر کے اندر لیکر یہ آیت پڑھی جس میں عظمت اور جلالت آل عبا کی ہے اور آیت مودۃ فی القربا میں ظاہر انکی محبت فرض ہوچکی چنانچہ ترمذی موطا ابوداؤد جامع الاصول میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ بعد نزول آیۃ تطہیر کے چھ ماہ تک پیغمبر صاحب ہر صبح کو جناب سیدہ دوجہان کی دروازہ پر سے جب گذرتے تھے تو آیۃ تطہیر فرماتے تھے ام سلمہ کہتے ہیں کہ میرے گھر میں صرف آنحضرت رسولؐ و حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ و حسنینؑ تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی

حضرتؐ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو وہ چادر اوڑھائی اور کہا بارخدایا یہ میری اہلبیت ہیں لیجا تو انسے گناہ و طاہر کر تو انہیں طاہر کرنا ام سلمہ کہتی ہیں میں نے اس چادر کا کونہ اوٹھایا تا کہ داخل ہوں پیغمبر صاحب نے چادر کو کھینچ لیا اور فرمایا تو بھی نیکی پر ہے اگرچہ اہلبیت میں نہیں ہو خصوصیت آیۂ تطہیر کے ہم پانچوں نوری جسموں کے واسطے مخصوص ہے۔ + (یہ تمام واقع کتب اہل سنت سے لکھا گیا ہے اب مؤلفہ کرام کے کتب سے شان میں آل عبا کے جو تحریر فرماتے ہیں فقیر حقیر عرض کرتا ہے بحوالہ کتاب ہادی التواریخ اصول الایمان اور جامع البرکات)

اور اس روایت میں بیچ مسند امام احمد حنبل کے ہے کہ ام سلمہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر صاحب نے چادر ان چاروں صاحبوں کو اوڑھائے اور ہاتھ انپر رکھکر فرمایا بارخدایا یہ ہیں آل میری پس گردان تو درود اور برکات اپنے اوپر محمدؐ و آل محمدؐ کی اور تفسیر مدارک میں یوں لکھا ہے کہ حضرتؐ نے چادر میں لپیٹا حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنین علیہ السلام کو اور خود بھی اندر ہوئے پس جبرائیلؑ آئے اور یہ آیۂ تطہیر لیکر آئے اور تبرکاً چادر میں داخل ہوئے خدری و انس و ام سلمہ و عائشہ سب کہتے ہیں کہ یہ بیچ حق علیؑ و فاطمہؑ و حسنین علیہ السلام کے ہے اور ازواج مراد ہوتی تو خدا تعالی لیذہب عنکن ضمیر مؤنث فرماتا اور عکرمہ خوارج کی روایت سب غلط ہیں امیر معاویہؓ کے وقت ایسے لوگ زر دنیا کیلئے بہت تھے جو خلاف اہلبیت کے روایتیں بتلاتے تھے کتاب استیعاب ابن عبد البر وغیرہ کتب معتبر اہل سنت اور اکثر کتب اہل شیعہ سے ظاہر ہے کہ معاویہؓ بن ابی سفیان بہت دشمنی اہل بیت سے رکھتا تھا چنانچہ صحیح مسلم اور استیعاب اکثر کتابوں میں ہے کہ ممبر پر جناب حضرت علیؑ کو برا کہتا تھا صحیح مسلم اور سنن ابن ماجہ میں سعد وقاص سے روایت ہے کہ اس قسم کی حدیثیں جنمیں اہلبیت طاہرہ کی کچھ عظمت شان لوگوں پر ظاہر رہے اور مثل اور سب لوگوں کے شمار کیئے جاویں اکثر اسکے وقت بنالئے گئے ہیں ہر روز ڈیڑھ سو ۱۵۰ حدیث تیار ہوتی تھی چنانچہ شیخ شہاب الدین دولت آبادی دہ باب میں بعد نقل عبارت اکثر تفاسیر اور تفسیر مدارک کی کہتے ہیں حاصل سبکا یہ ہے کہ لفظ اہلبیت مشترک المعانی تھا اور شامل تھا سب عیال اطفال کو اور خاص لوگوں کو مگر بسبب تصریح کرنی حضرت مصطفٰے صلعم کی سب معانی اس آیت سے قطع ہوگئے اور خاص حق حضرت رسول اللہ صلعم و حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ و حسنین علیہ السلام بن یہ آیت ہو گی اخطب خوارزم محدث محقق اہلسنت و ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں ابی سعد خدری سے کہ بعد زفاف جناب سیدہ دوجہان کے پیغمبر صلعم چہل صبح تک اوپر دروازہ حضرت علیؑ کے کہاکے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ الصلوات یرحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہلبیت و یطہرکم تطہیرا اول یہ آیت اسی زمانہ میں نازل ہوئی اور کتب سیر فریقین سے ہویدا ہے کہ عقد جناب سیدہ معصومہ کا ۲ھ ہجری میں ہوا ہژدہ سال کا آپکا سن مبارک تھا پہلی بار نزول آیۂ تطہیر کا یہی ہے کیونکہ حال یوم عقد سیدہ دوجہان فریقین کی سیر و تفسیر و حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظہور نزول اس آیۃ کا اسی صبح کو اثر دعاء آنحضرت واسطے اظہار عصمت و طہارت ان طیب طاہر نوری جسموں سے ہوا شاہ عبد العزیز تحفہ میں باب کیود کی لکھتے ہیں اور شیخ عبد الحق دہلوی مدارج میں اور کتب کثیر میں یہ مضمون مفصل و طول ہے صرف جمال الدین محدث کی دفتر اول روضۃ الاحباب کی عبارت یہ ہے دوہم در سال دوم از ہجرت در ماہ رجب نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ با فاطمہؑ

زہرا واقع شد وز فاف ہم دریں بودہ گویند در آں فاطمہ زہراؑ ہژدہ سالہ بود اور جناب سیدہ دو جہان کا حال تولد فریقین سے واقع ہے کہ وقت تولد کہ مریم وحوا و سائرہ وحاجرہ وآسیا وغیرہ نے آب بہشت سے غسل دیا تھا اور نجاستہاے معمولی تک پاک تھیں کوئی مخالف اور موافق کسیطرح کی خطا کا واسطے اوس پارہ جگر ذات رسول اللہ صلعم کی نہیں اور پیغمبر صاحب اپنے جگر کا ٹکڑا فرماویں ٹکڑا ایسے طاہر کا طاہر ہے حدیث متفق علیہ ہے یغضب اللہ لغضب الفاطمہ یعنی غضب ہوتا ہے خدا ساتھ غضب فاطمہ کے ازبس ہویدا ہے کہ اگر ناحق بھی غضب ایک قسم عصیاں سے ہے انسے صادر ہووے تو کیونکر خدا تعالےٰ کو ایسے غضب سے غضب ہوتا اور نام انکا بموجب حدیث متفق علیہا مشمول نام حضرت نبیؐ و علیؑ عرش پر لکھا ہے اور لقب بتول سے ظاہر ہے امورات دینوی محفوظ ہیں اور امام حسنؑ و حسینؑ علیہ السلام کا حال کتب فریقین سے ظاہر ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نہایت صغیر سن تھے کیونکہ تولد امام حسنؑ کا سنہ ۳ ہجری میں اور تولد امام حسین علیہ السلام کا سنہ ۴ ہجری میں بموجب تصریح امام شافعی اور قرطبی وغیرہ مورخین کی بالاتفاق واضع ہے تاریخ آیہ تطہیر کا نزول بموجب شہادت جناب ام المومنین عائشہ ظاہر ہے کہ روز مباہلہ کو حضرت رسالت پناہ نے انہیں چاروں نوری جسموں کو چادر اوڑھائی پانچویں خود آنحضرت تھے اور یہ آیتہ پڑھی کتب تاریخ فریقین سے واضع ہے آیۃ تطہیر دوبارہ اور مباہلہ کو نازل ہوئی اور مباہلہ دس ہجری میں واقع ہوا تو صغارت سن شہزادوں کا ظاہر ہے بلکہ مباہلہ میں مخصوص انہیں چاروں نوری جسموں کو ساتھ لیجانا محبوب خدا کا دلیل کافی ہے طہارت اور نور ہونے اور معصوم ہونے پر انکے اوس شخص کیلئے جو ذرا بھی ایمان اور روشنی ایقان دین محمدی رکھتا ہو کافی ہے اور منصب خیبر قطع نظر تمام اور روایت اہل ظواہر اور اہل حقائق معانی کی اگر صرف لفظی ترجمہ سے ازروے انصاف غور کرے تو تطبیق اس آیۃ کی سوا ان پانچ نوری جسموں کی کسی اور پر نہیں ہوسکتی یہ اہلبیت نبوت ہمیشہ طاہر طہر رہینگے احادیث کثیر اور کتب معتبر موید اسکی ہیں اور فریقین کے ہاں بلا خلاف موجود ہیں اگر اہل ظواہر بھی اگر ایک ذرا انصاف کو کام فرماویں تو اسمقام پر بجز مہر سکوت ہونٹوں پر کوئی حرف آشنا نہ کریں ماہر فطن سوچیں اسمیں عجیب پاکیزہ اور لطیف فصاحت و بلاغت نے باریک رعائتیں جناب باری نے رکھی ہیں جو شخص کچھ علم ظاہر یا باطن اور ذہن سلیم اور طبع مستقیم رکھتا ہے تو وہ ان رعایتوں اور لطافتوں کا لحاظ رکھے تو کس طرح کی کیفیت اوٹھا سکتا ہے ان پانچوں تنوں میں چار اجسام تو نیزی خود مرد ہیں اور ایک عورت ہے وہ بھی حیض سے طاہر ہے یہ وہ سیدۃ النساء العالمین ہیں کہ جنکا لقب بتول ہے اور قاموس وغیرہ کتب لغت اور تمام کتب حدیث اور سیر سے بالاجماع ہویدا ہے کہ بے مثال ور عورتوں کے نہیں تھیں یعنی جناب بی بی مریم تک جسنے شوہر تک نہیں دیکھا تھا وہ یہ رتبہ اور خاصیت نہ رکھتی تھیں جو رتبہ خدا نے جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کو عطا کیا تھا۔ یہ ہمیشہ بے نقصان ایام معمولی زنان جہان کی اور بعد تولد فرزند کے بھی پاک پاکیزہ نماز روزہ بھی کر سکتی ہیں یہ عطاے خدا تعالےٰ سے بموجب اصل پیدائش کی طاہر تھیں جس سے جو کسی پیغمبر یا مرسل یا کسی بی بی تک کسی اور کو حاصل نہ تھے چنانچہ بتول کی وجہ تسمیہ میں علماے لغت اور حدیث نے بالاتفاق لکھا ہے کہ لغت سیدہ اصل معنی ہیں جدا کرنا یہ دنیا سے جدا کی گئیں طرف خدا کی بے مثل اور عورتوں کے نہیں تھیں یعنے

حیض و نفاس سے منقطع اور پاک تھیں آیۂ تطہیر کی شان نزول انہیں پانچ تنوں کیلئے ہے اور سوائے انکے کسی عورت مرد کیلئے نہیں ہے چھ مہینہ تک دروازہ سیدہ دوجہان کی صبح کے وقت جناب رسالت پناہ صلعم فرماتے رہے الصلوات یا اہل البیت النبوت جامع بین الصحاح و ابوالحسن میں ہی اور عبداللہ ابن عمر نے ابو الحمرا سے اس خبر کو لکھا ہے تو معلوم ہوا کہ بیت مراد بیت النبوت ہے اہل بمعنے مالک خانہ ہے اور بیت بمعنے گھر کے ہے تو اصل مالک صاحب خانہ نبی ہوگا نبوت کا اور آل انکے جو لحم پوست و استخوان انکے ہیں حقیقۃً و حکماً چنانچہ آیۃ مباہلہ سے مفصل ہویدا ہے کہ وہ حضرت علیؑ و جناب فاطمہؑ و حسنین علیہ السلام ہیں تو اہل بیت سوا ان پانچ تنوں کے اور کوئی ہو نہیں سکتا نبی خود مالک نبوت اور باقی یہ چاروں نوری جسم ہیں اور بیت خانہ خدا مسجد کو بھی کہتے ہیں کہ سب اصحاب کے دروازہ بحکم خدا مسجد میں سے مسدود کئے گئے الا دروازہ پیغمبر خدا و حضرت علیؑ و حسنینؑ کیلئے حکم تھا کہ ہر حالت جنب وغیرہ نہانی کی حاجت ظاہری سے مسجد میں آویں جاویں کتب حدیث و سیر فریقین سے ہویدا ہے کہ جناب مخدومہ ہمیشہ با وصف کتخدائے مثل معصوم ناکتخدائے کی تھیں اور وجہ تسمیہ بتول ہر حال طہارت ظاہر ہے تو یہ لائق خانہ خدا ہیں اور اہل خانہ خدا بھی یہی ہیں پس اہل صاحب خانہ کی ہر حالت میں گھر میں رہ سکتا ہے تو اطلاق اہل بیت کا سوا ان پانچ تنوں کے کسی کے لئے نہیں ہو سکتا مگر جسکے لئے یہ فرماویں کتاب مسند احمد حنبل اور مناقب ابن مغازلی شافعیؒ اور مودات سید علی ہمدانی اور مستدرک حاکم اور جمع بین الصحاح وغیرہ کتب کثیر اہل سنت اور کتب اہل شیعہ فریقین سے ظاہر ہے کہ فرمایا ہمارے پیغمبر صلعم نے حدیث انا و علیؑ من نور واحد الحسنؑ والحسینؑ نوران من نور رب العالمین والفاطمۃ بضعۃ منی یعنی میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں اور حسنینؑ دونو نور ہیں نور پروردگار سے اور فاطمہؑ ٹکڑا میرے جگر کا ہے انسان غور کرے تو کوئی بشر انکے رتبہ و کنہ حقیقت کو نہیں پہونچ سکتا العزیز یہ محض نور کبریا اور ظہور قدرت الٰہی ہیں اور بیجا ہر قسم کی پلیدی و گناہ کا اور پاک و پاکیزہ رکھنا گناہ سے عذر کرانیکے لئے صادق ہے کون بشر ہے انکے سوا جو تولد سے رحلت تک کوئی حرکت خلاف حکم الٰہی سرزد نہیں ہوئی اور نہ غیر کلمہ دین مصطفوی میں لب آشنا ہوئی اور وقت تولد مریمؑ و حوا و حوران بہشتی و ملائکہ مقرب آب جنت سے غسل دیں کون بشر سوائے انکے اور کس کیلئے یہ طہارت ہے کہ کتب فریقین سے ہویدا ہے۔ تو انسے یا ان جیسا طاہر اور افضل کسی بشر کو جاننا حقیقت میں کتاب خدا اور فرمان رسولخداؐ سے مخالفت کرنی ہے مطابق فریقین کی کتب حدیث کی اور بہت سے مراد خاص بیت اللہ کیلئے تو نہایت لطافتیں اور اصل معنی ہویدا ہیں اور یہ بھی چسپاں ہیں بیت نبوت سے جو شخص ایمان نہ لاوے توحید خدا پر اور رسول برحق محمد مصطفےؐ پر وہ دخول خانہ کعبہ میں ہرگز نہیں ہو سکتا اور دین محمد اقرار کرنیکا نکہت خدا اور پیغمبر محمد مصطفے اور مودت قربیٰ ان اہلبیت کی اور ادائے صوم صلوات و حج زکوٰۃ و جہاد اور درود پیغمبر خدا پر اور درود بغیر آل کے ناتمام ہے آیہ ان اللہ و ملائکتہ سے ظاہر ہے اور اہلبیت مذکور الصدور ہیں غرض دخول کعبہ اوپر اعتبار دین پیغمبر خدا کے ماننے پر انکے ہے جبتک دین محمدی اختیار نکرے تو حج خانہ خدا سے ممنوع ہے و دخول کعبہ منحصر ہے اجازت جناب مصطفوی پر یعنی حضرت اہل یعنے مالک خانہ کعبہ ہوئے اور بموجب حدیث انا و علی من نور واحد اور حدیث

کثیر سے متواتر متفق علیہا کے یہ چاروں تن نفس اور روح اور جان و جگر فرزندوں کے وارث جناب سرور کائنات ہیں جیسے کہ اہل خانہ کعبہ کے ذات پاک حضرت مصطفے صلعم ہیں ویسے ہی یہ ہوئے کیونکہ یہ نسبت اور خصوصیتیں اور کسی بشر کو واسطے ساتھ پیغمبر خدا کے ہیں جو ان اجسام طاہرہ کو ہیں تو یہ پانچوں تن خانہ خدا کے اہل پکارے گئے ؁

تاریخ مرآت الجنان یافعی اور تاریخ طبری اور تاریخ روضۃ الاحباب جمال الدین محدث اور مدارج النبوت عبد الحق دہلوی اور وغیرہ کتب کثیر تاریخ و سیر معتبر اہل سنت اور کتب شیعہ سے صاف ہویدا ہے کہ جس وقت آیات توبہ نازل ہوئی تو جناب ابوبکر معہ چند اصحاب کے واسطے پہنچانے مضمون آیہ مذکور بیت اللہ کو روانہ کئے گئے ابھی تشریف لیگئے تھے کہ پروردگار عالم نے حضرت جبرائیل کو اپنے حبیب کے پاس بھیجا تم جیسا چنانچہ کتب مذکور سے ہویدا ہے کہ جناب شاہ ولایت پناہ فوراً ناقہ سواری حضرت مصطفوی پر بیت اللہ کو روانہ کئے گئے اور وہ آیتیں حضرت ابوبکر سے لیکر آپ نے ابلاغ رسالت کیا اس فقیر کو غرض اظہار حقیقت سے ہے نہ جھگڑا اسے [illegible] ہے اور آیات مسطور ہیں یہ مضمون ہے کہ بیت اللہ میں سوا اہل کے داخل نہو تو عقیل یا خبیر اس نقطہ کو دریافت کرے اہل یعنے مالک مختار بیت کو سزاوار ہے چنانچہ ام المومنین ام سلمہ اور حضرت عائشہ کو چادر میں آنحضرت نے نہ لیا بلکہ چادر گھسیٹ لی جیسا کہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ سے بیان ہوا اور شیخ شہاب الدین دولت آبادی نے دہ باب مناقب میں لکھا ہے آیہ انما یرید اللہ کی تفسیر کتاب فی الدرر میں کہ یہ نازل ہوئی بیچ حق میرے اور علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ کے اور شرف النبوت میں ہے کہ نقیع حادث خادم رسول اللہ صلعم کہتا ہے کہ ہر صبح کی نماز کے وقت حضرت تشریف لیجاتے اور پردہ دروازہ جناب سیدہ دوجہان کا پکڑتے اور فرماتے تھے کہ نماز کو اٹھو یا درود پڑھو رحمت بھیجے خدا تمکو خبر این نیست کہ ارادہ کرتا ہے خدا کہ لیجاوے تمسے ہر قسم کی پلیدی اے اہلبیت اور حضرت عائشہ اور ام سلمہ فرماتے ہیں کہ آن حضرت نے فرمایا واسطے حضرت علی و فاطمہؑ اور حسنینؑ کے کہ یہ ہیں اہلبیت میری اے عزیز قرآن شریف مجمل ہے اور قول رسول مفصل ہے مراد اذہاب رجس اور تطہیر سے یہ ہے کہ خداتعالیٰ رجس اور فحش کو انسے لیگیا اور پاک کیا انکو ہویدا ہے جسجگہ کہ اہلبیت بصیغہ جمع فرماتے ہیں اور وہاں ذکر اذہاب گناہ ہر قسم کا ہوتا ہے تو یہی نوری اجسام ساتھ پیغمبر کے مراد ہوتی ہیں اور ہویدا ہے کہ بیت وہی بیت مرقوم صدر ہے اور باقی چون چرا لیت و لعل محض نفسانی ظن ہیں اور جو حدیث کوئی خلاف اسکے بیہودہ زمان بنی امیہ کی موضوع جاننا چاہئے کس واسطے کتب فریقین سے بالاتفاق یہ حدیث ثابت ہے کہ فرمایا جناب رسالت نے کہ جو حدیث ہمارے نام سے سنو اوسے تطبیق کتاب خدا سے کرو اگر مضمون اسکا مطابق ہوسکے پاؤ تو لاریب قول ہمارا ہے ورنہ موضوع جانو اور فرمایا قرآن مجید کلام صامت ہے اور اہلبیت کلام ناطق ہیں جو اجمال و ابہام اور متشابہات اور اطلاق او تقیید اور عموم اور خصوص اور ناسخ و منسوخ اور مجاز اور مشترک و مشکل اور مانند اسکی اسمیں ہیں قول اہلبیت مفسر اسکا ہی ہے اے عزیز کہ اہلبیت ابصر بما فی البیت ہیں صاحب خانہ بہتر اطلاع رکھتا ہے گھر والا گھر کی بات چیت اور سب چیز کو بہتر و خوب جانتا ہے اے عزیز وساوس شیطانی سے بعضے آدمی نظر بر ظاہر وقوع آیہ مذکور درمیان میں اون آیات کی جو بتصریح عنما خطاب مؤنث ازواج کے شان میں ہیں دھوکے سے غلطی میں پڑتے ہیں اور بحر ہلاکت و ضلالت میں غوطہ کھا کر غرق ہوتے ہیں لیکن انسان کو تائید ہدایت ازلی شامل

کہ یا محمد اس پیغام کو خود پہنچاؤ یا کوئی شخص تمہیں سے ہو

حال ہو تو وہ تلاوت قرآن اور ملاحظہ تفاسیر و سیر فریقین سے دیکھ سکتا ہے کہ صدہا آیتیں اس قسم کی ہیں کہ وہ نازل کس وقت ہوئیں اور کسی اور کے حق میں ہیں لیکن عند الترتیب کسی آیت کی بعد کسی اور کے شان میں درج ہیں اور جو آیات اور سورہ پہلے نازل ہوئی ہیں وہ ترتیب میں بعد انکے درج ہیں جو بالاتفاق پیچھے نازل ہوئی ہیں اطفال مکتب خوان تک جان سکتے ہیں پیشانی سے ہر سورہ کی کہ بہت سورتیں جو مدینہ منورہ میں ہیں جو بعد ہجرت نازل ہوئی وہ اول درج ہیں انسے جو مکہ معظمہ میں قبل ہجرت نازل ہوئی بسم اللہ سورہ اقراء جیسے مفسرین اور اہل سیر فریقین کے سب لکھتے ہیں اول نازل ہوئی مکہ معظمہ میں درمیان کوہ حرای کہ ابتدا نزول قرآن پہلی اسجگہ ہوا ہے اور نزول اسکا ابتدائی حقیقی لکھا ہے جمال الدین محدث وغیرہ اکثروں نے اور بعضی روایات میں سورہ حمد اور شروع سورہ مدثر کو پہلے لکھا ہے غرض بہرکیف یہ تینوں اور سب سے پہلے نازل ہیں سو سورہ اقرأ تو تیس ۳۰ پارہ کے اخیر میں درج ہے جسکا نزول ابتدائی حقیقی ہے اور سورہ مدثر انتیس ۲۹ پارہ میں درج ہے اور سورہ حمد شروع قرآن اور جو آیتیں اور سورہ کہ اقرأ اور مدثر کے بعد سالہا سال پیچھے مدینہ میں نازل ہوئیں وہ پہلے پاروں میں درج ہیں چنانچہ سورہ تبت یدا ابی لہب کے حق میں ہے جو مکہ میں بعد تین برس کے نزول وحی سے نازل ہوئی وہ تیس ۳۰ پارہ میں درج ہے اور آیۂ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابنانا دس ہجری میں نازل ہوئی نزول وحی کے بعد تیئیسویں ۲۳ برس سو تیسرے پارے میں داخل ہے اور سورہ بقر جو مدینہ میں بعد ہجرت نازل ہے وہ بعد فاتحہ سب سے پہلے داخل ہے اور سورہ انعام جو بتصریح مفسرین اور محدثین اور مورخین فریقین بعد سورہ حجر کے نازل ہے سو وہ ساتویں پارہ میں شروع آٹھ میں ختم ہے اور خود سورہ حجر جو اس سے پہلے نازل ہے سو شروع اسکا اخیر تیرہویں پارہ سے ہے چودہویں درج ہے اور سورہ یٰس کہ مکہ میں ہے جو وقت ہجرت آنحضرت شروع سے تا فاغشینا ہم فہم لا یبصرون پڑھتے ہوئے دولت سرا سے برآمد ہوئے جو بائیسویں ۲۲ پارہ میں درج ہے اور بعد اسکے آیۃ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ بھی شب ہجرت نازل ہوئی شان میں حضرت علی علیہ السلام کے جبکہ وہ آنحضرت ؐ کے بچھونے پر سو رہے تھے دوسرے پارہ میں بعد نصف درج ہے کافی ہے دانشمندونکو کافی روضۃ الاحباب منقول ست کہ جبرائیل امین از نزد رب العالمین آمد و از حقیقۃ آن حال اورا خبر گردانید کہ فرمان او داد کہ ان اللہ یامرک بالہجرت وگفت امشب در جامہ خواب خود کہ ہر شب مے بودے بتکیہ مکن وفردا کار سازی ہجرت کن و بجانب مدینہ متوجہ شو چوں در آمد کفار بدستیکہ مقرر کردہ بودند در سرائے حضرت جمع آمدند تا کہ آنحضرت بخواب شود کہ بر سروے ریزند و ہلاکش سازند پیغامبر صلی اللہ بر آن حال مطلع شد و علی کرم اللہ وجہہ را گفت کہ کفار قصد ما را اند و من اینجا بیروں میروم تو امشب در جامہ خواب من تکیہ کن و برد سبز خضرمے را بر خود بپوش و آن بردے بود کہ ہر شب حضرت بر خود مے پوشید و باوے گفت دل را قوی دار اے علی کہ ایشاں مکروہی بتو نتوانند رسانید وروایت آن است کہ فرمود کہ مرا اذن ہجرت بمدینہ دادند من فردا تجہیز سفر مے تمام و بطرف مدینہ روان میشوم و امانات و ودائع کہ نزد حضرت بود ہمہ را با علی سپرد تا بصاحبانش رساند و خود از عقب آن سرور بمدینہ آید پس علی المرتضیٰ بر فرش خاص بغیر تکیہ فرمود ردا بر دوش کشیدہ و حضرت از خانہ بیروں آمد اول سورہ یٰس تا آنجا

وجعلنا یبصرون است میخواند ومشتے خاک بر سر ایشاں پاشید وبگذشت و آں سرگشتگاں بادیہ ضلالت ویرانہ دیدند مرد بستر کہ در آں شب علی مرتضیٰ در جامہ خواب آنحضرت تکیہ نمود ونفس خود را فدائے محمد ساخت حق تعالیٰ وحی کرد بجبرئیل ومیکائیل کہ من میان شما ہر دو عقد مواخات بستم وعمر یکے را بیش از شمار آں دیگر گردانیدم کدام از شما ایثار حیات آں دیگرے بر حیات خود میکند ہر یکے از ایشاں گفتند ما ایثار حیات کسے بر حیات خود نمے کنیم زیرا نفس خویش را دوست میدارم اللہ تعالیٰ وحی کرد با ایشاں کہ چرا مثل علی ابن ابیطالب نیستید کہ مواخات بستم میان او ومحمد وے نفس خود را فدائے محمد ساخت وحیات او بر حیات خویش ایثار نمود بروید بزمین و وے را از شر اعدا محافظت نمائید ایشاں بامر خدا تعالیٰ بر زمین آمدند بر سر بالین علی بہ نشست ومیکائیل در پائے بالین وے جبرائیل میگفت بخ بخ کیست مثل تو لے علی یا ابن ابیطالب حق جل علیٰ مباہات کرد بتو بر ملائکہ وتعمیم ماقبل برآنکہ بہر خدا را نفس بر بندد ملک حق زعرش بفرمان او کمر بندد وآیۃ کریمہ من یشری در آں باب نازل شد واضح ہو جو آیات سب سے پہلے نازل ہوئی ان الخمر قد حرمت چودہویں پارہ میں قبل از ثلث درج ہے اور جو اسکے بعد آئی وہ دوسرے پارہ میں درمیان نصف وثلث درج ہے اور جو اسکے بعد آئی وہ پانچویں پارہ قبل از ربع لکھی ہے اور جو اسکے بعد آئی وہ شروع پارہ ہفتم میں درج ہے غرض جو پہلے اور آخیر میں آئیں وہ تو دوسرے اور پانچویں اور ساتویں پارہ میں درج ہیں یعنے اول درج ہیں اور جو سب سے پہلی نازل ہوئی وہ ان سب سے آخیر چودہویں پارہ میں درج ہیں آیت الم تر الی الذین حق یہود کے ۴ سنہ ہجری میں درباب غزوہ خندق نازل ہوئی سو پانچویں پارہ میں قریب ربع درج ہے اور خود شروع اسی پارہ کا آیۃ والمحصنات من النساء ہے جو آٹھ ہجری میں بعد غزوہ حنین کے نازل ہوئی ہے اور آیہ قد سمع اللہ جو درباب ماۃ خولہ بنت ثعلبہ ابن قیس کے نازل ہوئی ۶ سنہ ہجری میں وہ ظاہر ہے کہ شروع پارہ اٹھائیس کا ہے اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم جو سال دس ہجری میں بعد حجۃ الوداع نازل ہے جسکے دو مہینے کئی دن بعد آنحضرت نے وفات پائی سو چھٹے پارہ میں داخل ہے اور سورہ تبت اور اخلاص جو مکہ میں اوائل زمان نبوت میں نازل ہوئی وہ قبل توحید اور معوذتین سب کے آخر میں درج ہے بلکہ بہت آیتیں جو ناسخ وہ پہلی اور منسوخ ہیں وہ پیچھے درج ہیں چنانچہ قل یا ایہا الکافرون کی ہے سورہ اخیر کی پارہ میں درج ہے اور واسطے جہاد کے جو حکم ہے وہ سترویں پارہ سورہ حج میں کہ مدنی ہے داخل ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور علیٰ ہذا القیاس بلکہ بہتیری آیتیں وسورتیں ہیں کہ وہ مکی قرآن میں لکھی ہوئی ہیں انہیں بعضی آیتیں مدینہ کی نازل ہوئی ہوئیں درج ہیں اور بہتیرے ہیں برعکس اسکے چنانچہ سورہ انعام مکی اور آیہ قل تعالوا ایسے آیتیں اسکے درمیاں مکہ اور مدینہ نازل ہوئی سورہ اعراف مکی ہے مگر پانچ آیتیں اسمیں غیر مکی ہیں اور سورہ توبہ مدنی اسمیں آیہ لقد جاءکم غیر مدنی ہے سورہ شوریٰ مکی ہے اسمیں چار آیتیں مدنی ہیں چنانچہ آیہ قل لا اسئلکم معہ چار مدنی آیتوں کے اس سورہ میں کہ مکی ہے درج ہیں یا عزیز طالب حق بے تعصب سمجھ لی کہ صاف ہویدا ہے کہ ترتیب قرآن کے بموجب نزول آیات نہیں ہے اسیطرح آیہ تطہیر بھی ہے جو صبح عقد جناب سیدہ دو جہاں ۲ سنہ ہجری میں نازل ہوئی اور درج ان آیات میں ہے جو سنہ ۹ ہجری میں نازل ہوئیں چنانچہ کتب تفاسیر وسیر سے بالاتفاق ظاہر ہے کہ اکثر بعض ازواج معظمہ نے

نافرمانی میں آنحضرت کی اصرار کیا تھا سو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک میں انکے قریب نہ جاؤنگا سو آیات یا ایہا النبی قل لازواجک تا آخر نازل ہوئی حال اس قصہ کا اور سبب نزول آیات مذکورہ وقائع سال ۹ ہجری میں دفتر اول روضۃ الاحباب جمال الدین محدث اور مدارج النبوت شیخ عبدالحق دہلوی اور تاریخ طبری اور تاریخ زاہدی اور مدارک وغیرہ تمام تفاسیر اہل سنت اور سب فرقوں کے کتب تفاسیر و سیر بالاتفاق بتفصیل مندرج ہے طالب حق کو اتنا بس ہے یہ قصہ سنہ ۹ ہجری میں ہوا ہے اسمیں شروع سورہ تحریم یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اور آیہ عتاب ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما بیچ حق ام المومنین حضرت عائشہ و حفصہ کے نازل ہوئی سو اٹھائیسویں پارہ کے آخر میں درج ہے اسی سورہ پر پارہ ختم ہے اور آیہ تخییر مرقوم الصدر جو مع آیات اپنے ساتھ والیوں کے صاف ازواج مطہرہ کے حق میں ہے بعد آیہ تحریم کے نازل ہے اخیر میں اکیسویں پارہ کے اور شروع بائیسویں پارہ کے قرآن میں درج ہے اور انہیں کے بیچ آیہ تطہیر بھی درج ہو گیا سو بموجب تصریحات و تشریحات مفسر بالا ظاہر ہے کہ جیسے اور تمام آیتیں اور سورے خلاف نظام نزول مقدم موخر موجب یاد کے بمقتضائے بشریت درج ہے چنانچہ قرآن میں بائیسواں پارہ نکال کر ہر ایک شخص سطر پہلی سے دیکھ سکتا ہے کہ آیات مذکورہ یہ ہیں یا نساء النبی تا خیر عقیبل ان آیات کو تھوڑا سا خیال کر کے دیکھے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آیہ تطہیر ان آیات سے صاف جملہ علیحدہ ہے کیونکہ اسکے قبل و بعد کی آیتیں سب بصیغہ ہائے خطاب اور ضمائر خطاب مونث طرف ازواج معظمہ کی صاف بالتصریح ہیں اور آیہ تطہیر برخلاف انکے جسمیں سب ضمائر مذکر ہیں العزیز جسکو دیدہ بصیرت اور چشم انصاف اور نور ایقان قلبی ایزد منان سے ہو وہ اطمینان اس سے حاصل کر سکتا ہے العزیز بات یہ ہے کہ سلاطین بنی امیہ وغیرہ جابرین کا حال کتب تواریخ و یقین سے ظاہر ہے کہ شراب پیکر مسند نبوی پر بیٹھتے تھے اور نمازوں میں سہو خطا کرتے تھے ان عیبوں کے چھپانیکو رسول اور اہل بیت رسول کے فضائل مٹانے کو اور اکثر احبا اور احباب اصحاب نبی کے یکساں کرنے کو ساتھ اہلبیت کے کہ پیشتر ان میں کوئی چالیس برس کی عمر میں کوئی اس سے بھی زیادہ کوئی کم اس سے مشرف باسلام ہوا اور اتنی عمر مدت تک بت پرستی اور شراب نوشی وغیرہ سارے اس قسم کی باتوں میں گذرانی اور انمیں سے سوائے اہلبیت نبوی کی اور کسیکے لئے کوئی عصمت یا حفظ ایمان کا قائل نہیں ہوا بلکہ خطائیں پے در پے اکثر انسے صادر ہوتی تھیں اور اہلبیت و خود جناب رسالت پناہ کہ حقیقۃً ان سب باتوں سے ابتدا سے پاک اور مبرا تھے اور سب کسیکے دلوں پر یہ بات ہویدا تھی اگرچہ ظاہر میں بسبب خوف حکومت کے دم نہ مارتے تھے سو واسطے آنیوالی نادیدہ اور ناواقف جماعتوں کے غرض بسبب چند در چند اسباب مختلفہ کے وضع احادیث اس قسم کے کرائیں اور ہوئیں خصوصاً یزید کے باپ نے اس قسم کی باتیں جو جو کچھ کرائیں کتب تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ان دونوں میں جو شخص اتباع اہلبیت معلوم ہوتا تھا وہ جان سے مارا جاتا تھا بلکہ کوئی غیر اتباع و منقلد اہلبیت سے بھی اگر فضائل میں کوئی حدیث ظاہر کرتا تھا تو جان پر آبنتی ہے چنانچہ صاحب صحیح نسائی کا کتب فریقین سے ہویدا ہے اسنے کچھ فضائل اہلبیت کے لکھے آخر مارا گیا ابن عرفہ معروف نفطویہ کہ محدثین اہل سنت سے ہے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اکثر احادیث زمانہ

بنی امیہ میں موضوع ہوئیں تقرب کیلئے انکے برخلاف ہیں بنی ہاشم کے فضائل انکے اعتبار کے

صاحب خلاصۃ الخلافۃ اور جامع الاصول بالتفصیل سے لکھتے ہیں کہ اکثر جماعت کثیر نے بسبب مختلف اعتراض و مقاصد کے بہت حدیثیں وضع کیں صاحب جامع الاصول نے لکھا ہے کہ واسطے ملوک کے بہت حدیثیں وضع ہوئیں عقل تسلیم ماہر تجربہ کار غور کرسکتے ہیں کہ بمفوائے مقولہ سعدی شیرازی الناس علیٰ دین ملوکھم خاص و عام کا اس زمانہ کے کیا حال ہوگا جناب سرور کائنات پہلے ہی سے فرماگئے تھے کہ میرے بعد ایسے لوگ پیدا ہونگے کہ نماز اور قرآن پڑھینگے اور مسجدونمیں آوینگے سب باتیں ایمان والونکے اونسے ظاہر ہونگے لیکن درحقیقت ایمان سے ایسے مفرور ہونگے جیسے تیر کمان سے العزیز حال کتب دیکھنے سے ظاہر ہے کہ امام حسن علیہ السلام کہ اشبہ ترین صورت مطہر رسول مقبول تھے زہر دلوانا اور خبر شہادت سنکر خوش معاویہ کا کتب کنز العباد اور استیعاب ابن عبد البر اور فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا اور اعراف صاحب خزینۃ الجلالی اور ملا نور الدین حاجی اور نصریح سر الابرار مرزا معتمد خان بدخشی بدخشانی وغیرہ ہم کتب اہل سنت اور کتب اہل شیعہ سے ازبس ہویدا ہے کہ ممبرونپر سب مولائی مومنین علی ابن ابیطالب اور دونو شاہزادوں اور انکے ہمراہی مثل محمد بن ابوبکر وغیرہ کو اور استیعاب مذکور الصدر وغیرہ ہما سے ازبس واضح ہے وحال حدیث متفق علیہ فریقین کی صحیح ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے من سب علیاً فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ یعنی سب کیا جس شخص نے علیؑ کو اُسنے مجھے سب کیا اور جسنے مجھے سب کیا اوس نے اللہ کو سب کیا یعنی برا کہا تحفۃ الحبین مرزا محمد معتمد بدخشی میں صاف لکھا ہے کہ مروان وغیرہ بموجب حکم معاویہ مرتکب اس حرکت شنیعہ کے ہوتے تھے انسے پوچھا گیا کہ تم جانتے ہو اس حدیث کے ایسی حرکت شنیعہ کیونکر کرتے ہو مروان نے جواب دیا کہ حدیث تو ہم خوب جانتے ہیں لیکن کام ہمارا بغیر اسکے مستقیم نہیں ہوتا اور یہ سب اصحاب حضرت رسول اللہ کے تھے العزیز جب یہ نوبتیں تھیں تو وضع احادیث ان باتوں کے محل تعجب نہیں ہے اکثر مابعد کے علماء کچھ تو بسبب اتباع گذار لے کے کچھ ذہن نشین ہو جاتے مضامین مندرجہ کتب سابقین اپنے کے کہ یہی غرض اور غائت تھی وضاع وبانی وضع کے اور کچھ بسبب پائے جانے باپ دادا سے کے ایسی حالت پر اور کچھ بسبب کثرت اور اجماع بہت سے لوگوں کے کہ مدت سے ایک حالت پر چلے آتے تھے او سالہا سال چلے آتے حکومت اور اقتدار حکام مخالف اہلبیت کے کہ اسے کئی برس حکومت بنی امیہ کی رہی اور انکے بعد صدہا سال حکومت عباسیہ اسطرح پر رہی غرض وجوہات گوناگون بر قلموں اسکی قسم کے عقائد ایسے احادیث پر قایم رہے ہاں جنکو تائید ازلی شامل حال رہی وہ اگرچہ ظاہر میں ایسی ہی کچھ دکھائی دیتے رہے لیکن باطن میں احادیث موثقہ اہلبیت و عترت نبوی پر قائم رہے اور علما اہل سنت کا یہ حال ہے او نہیں خاص اہلبیت رسول مقبول صلعم کے کسر شان میں کسر نہیں اور خنک میں صاف کوتاہی نہیں بلکہ زمان بنی امیہ کے علما سے بھی سبقت لیجاتے ہیں حتیٰ کہ اہلبیت کی تطہیر تو درکنار خاص جناب سیدہ دو جہان کی غضب کو ناحق تعبیر کرنا اور جناب امام حسینؑ کی نسبت خروج خلیفہ زمان پر دینے العزیز تحفہ اثنا عشریہ اور ازالۃ الخلفا میں جو دیکھیے

رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کلمات غیظ و غضب بھی زبان و قلم سے نکل گئے ہیں ع سعدی ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر است ۔ نسبت جناب عرش مآب حضرت خاتم الرسالت کے ایک مقام پر باب کیو دیں دیکھا گیا کہ اہل ایقان بلکہ ہر مسلمان ناپسند کرے کلمہ گو امت محمدی کو زبان پر لانا انکا اولاد رسول کے حق میں الغرض ناگوار معلوم ہوتا ہے حتی کہ بابِ مطاعن میں جناب سیدۃ النساء العالمین کے حق میں اور جناب شاہ ولایت کے جناب میں کیا کچھ نہ کہا ہے ایک کتاب خطیۃ الانبیاء پیغمبروں کے خطاؤں میں تصنیف ہے صاحب صواعق محرقہ فی شرح قصیدہ ہمزیہ بحوالہ احمد غزالی سے جو لکھا ہے موجب حیرت ہے ابن مالکی نے جناب امام حسین علیہ السلام کی جناب کہدیا ہے قتل الحسین الا بسیف جدہ اسکی تحریر سے صاف ہویدا ہے کہ امام مظلوم اپنے نانا کی تلوار سے شہید ہوئے کہ کیوں خروج کیا خلیفہ عصر پر یعنی یزید پر کہ اسپر اجماع کثیر امت کا ہو گیا تھا اس قسم کی ہزار ہا باتیں ہیں علیٰ ہذا شیعہ صاحب بھی بے محابا بعضے اصحاب اور تابعین کو اور ازواج کو جو زبان پر گذرتا ہے کہدیتے ہیں غرض ایک کو بعضے اصحاب ازواج سے درگذر نہیں اور ایک کو خود نبی و آل نبی تک درگذر نہیں بالعزیز اتنا یاد رکھ کہ سارے نتیجہ ہیں نفسانیت کے ایسے جھگڑوں میں پڑنا نہیں چاہیئے وساوس شیطانی سے پاک پروردگار صدقہ اپنے معصوم پیغمبر اور انکی اہلبیت معصوم کا اپنے فضل و امان میں رکھے العزیز فرقہ اثنا عشریہ صوفیہ کرام نے ایسے ہی جھگڑوں کی اپنا طریقہ اور روتیرہ سکوت کا علیحدہ کر رکھا تھا اور ایسا نکرتے تو نام بھی اہلبیت کا کوئی نلیتا وہ نام کو کچھ دکھلائی دیتے تھے اور باطن میں مودت اہلبیت میں چور تھے اور عصمت آل عبا میں سرشار انکے ملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے اگر انسان غور کرے تو عصمت ان پانچوں نوری جسموں کے قرآن اور فریقین کی کتب احادیث و تفسیر سے مہد سے لحد تک مثل آفتاب کے روشن ہے مگر چشم بصیرت چاہیئے حدیث نوری سے ہویدا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نور سے خاص جناب رسالت مآب حضرت محمد صلعم اور حضرت علیؑ کو پیدا کیا ہے اور پھر نور سے حضرت کی لخت بی بی فاطمہؑ اور پھر دو نوروں کے دو لخت دونوں شاہزادے امام حسنین علیہ السلام کو پیدا کیا اور نور کبریا کو کسی حالت میں کوئی بندہ خدا کا مرتکب معاصی کا سہواً یا عمداً نہیں تصور کر سکتا یہ حدیث مسند احمد حنبل اور مناقب ابن مغازلی وغیرہ بتوثیق فریقین اکیلے کافی ہے اور جناب شاہ ولایت پناہ کا حال کتب تفاسیر و حدیث سے فضائل حضرت علیؑ میں طول ہے مختصر یاد ہے ایک فضائل یہ ہے کہ جب آپ والدہ کی شکم میں تھے تب کیا کیا معجزات اور کرامات ظاہر ہوتی تھی یہاں تک کہ پیغمبر صاحب جب تشریف لیجاتے تھے تو ماں کے شکم مبارک میں کھڑے ہو کے بے تحاشا تعظیم کو اور بٹھا دیتے تھے اور پیشانی پر خاک بتوں کی پیدا ہوئی ہے نہ لگاتے تھے اور سہواً اپنا پہلے کسیکو نہ دکھلایا الا سوائے پیغمبر صاحب کے اور نہلانیکو فرشتے پانی بہشت سے لائے اور نام مبارک خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوا بالہام خدا کے ہوتے کے علی ہذا القیاس صدہا آپ کے معجزات ہیں کہ دلائل النبوت اور شرف النبوت اور مودات سید علی ہمدانی شافعی وغیرہ کتب اہل سنت اہل سنت میں موجود ہیں اور تولد آپ کا کعبہ شریف میں ہے نام جنکا بموجب حدیث متفق علیہ عرش پر اور دروازہ بہشت پر حضرت رسالت مآب کے

پاس لکھا ہوا ہے یا بھمایہ والدہ کی جب بطن مطہر سے پیدا ہوئے تو کلمہ توحید پڑھتے ہوئے اور تمام کو یہ ہیں جو ال غیر طاہر کا حکم نہیں تاریخ خطیب البغدادی میں لکھا ہے کہ سو کتاب الملی فخر کرتے ہیں تمام ملائکہ پر اسواسطے کہ کبھی کسی طرح کا گناہ ان سے ہوا نہیں نہ لکھا یہ نسبت تمام اور لوگوں کے ان نوری اجسام کی فخر کرتے ہیں کیونکہ یہ نوری جسم جو اہلبیت ہیں بمنزلہ واحد کے ہیں تاریخ ابوالقاسم بن محمد الصدیق میں باب ستہ دہ میں لکھا ہے کہ فرمایا کہ جناب سرور کائنات خواجہ موجودات فخر آدم نے کہ میں سید اولاد آدم علیہ السلام کا اور جناب فاطمہ علیہا السلام سیدہ ہیں تمام عورتوں کے اور امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام سید ہیں جوانان بہشت کے اور اولاد انکی سادات عظام ہیں اور ماں باپ انکے افضل اور بہتر ہیں ان سے مناقب ابن مغازلی شافعی اور مسند احمد حنبل اور مستدرک اور مودات سید علی ہمدانی شافعی وغیرہم میں بہت تفصیل سے لکھا ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلعم نے کہ میں سردار ہوں اولاد آدم کا اور علیؑ بمنزلہ میرے ہے اور فرمایا علی سردار عرب عجم کا الا علی میری ذریت سے ہے اور صدہا اس قسم کی حدیثیں ہیں جن سے ان پانچوں تنوں کا اتحاد اور عظمت اور جلالت اور فضیلت سوائے نبوت کے مساوی ہے البعرض غور کرو اگر اہلبیت میں سوا ان کے کوئی اور داخل ہوتا تو منشور میں کیوں نہ شامل ہوتا یا آیہ مباہلہ میں ساتھ حضرت لیجاتے یا عباء تطہیر میں داخل کیا جاتا اور یوم قیامت میں اہل پکارا جاتا یا اسکے دروازہ پر بھی پیغمبر صاحب صلعم اہلبیت کہکر پکارتے اور یہ آیت پڑھتے یا اسکی اولاد ہے آل عبا اور سادات کہلاتی یا اسپر صدقہ حرام ہوتا یا وقت نزول آیہ مودت آنحضرت اسکا نام بھی لیتے جب یہ مودت نازل ہوئی تو اصحاب نے پوچھا کہ یا حضرت وہ کون قرابتی ہیں آپ کے جنکی محبت ہم پر فرض ہوئی فرمایا آنحضرت صلعم نے وہ حضرت علی و جناب فاطمہ و امام حسنین علیہم السلام ہیں اصلی آل یہ نوری اجسام اہلبیت ہیں انکا معصوم ہونا اور پاک ہونا قرآن مجید اور احادیث اور تفاسیر فریقین سے ظاہر باہر ہے اور جو شخص مدعی اسلام ان کی عظمت اور طہارت اور فضیلت پر حرف رکھے اور شک کرے خواہ وہ شیعہ ہو اور خواہ وہ اہل سنت ہو دائرہ اسلام میں داخل نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ درحقیقت مخالف ہے قرآن وحدیث سے اس فقیر حقیر نے یہ تفسیر آیہ تطہیر مختصر ہادی التواریخ سے نقل کی ہے جو صاحب خلاصہ دیکھنا چاہیں وہ ہادی التواریخ سے ملاحظہ فرمائیں + اور لواعج الاحزان ہادی التواریخ مصنف مولوی محمد باقر صاحب دہلوی سونی

باب دوم در احوال تاریخ تولد و رحلت جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام و اعقاب آنجناب ص

# تمت بالخیر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# باب ۳ تیسرا

## در تذکرہ اسماء و کنیت و القاب و انساب و عقاب حضرت علی المرتضیٰ علیہ السّلام

اسم مبارک علی علیہ السلام کنیت ابو الحسن لقب مرتضیٰ ہے اور فضائل محامد حضرت کی لاتعداد ہیں اسیطرح اسماء مبارکہ بھی ہر ملت مذہب میں اور ہر فرقہ اور ہر ملک میں جداگانہ ہزاروں ہیں واسطے آگاہی شائقین چند اسماء بحوالہ تاریخ الائمہ عرض کرتا ہوں اس سے زیادہ کتاب تحفۃ الشیعہ اور کتاب کنز المصائب میں مل سکتے ہیں اسمائے مشہور یہ ہیں۔ علی ولی۔ صالح المومنین۔ قرآن میں اہلیا۔ توریت میں الحا۔ انجیل میں۔ ارما شبیطیا انجیل فرہنگ میں ذو العلیٰ کتاب انگلیوں میں بلبلا کتاب زند میں عبد الاحد مجوسیاں میں اسلام صحیفہ حضرت ابراہیم میں بت شکن کتاب زردشت میں دین خدیو کتاب جم تیرہ میں خدادوست کتاب ہندواں میں فیروز کعبہ کعبہ تین میں بطار کتاب وید براہمہ میں تسورہ کتاب مسلمانان میں شنبشاہ فارسیاں میں اور حل مشکلات سرور دین شافع یوم الحساب ابو تراب مشکل کشا مرتضیٰ انتقیا زبان احینہ میں قاضی مفتی اسد اللہ صادق صدیق مصدق کشف لوائی امیر المومنین حیدر صفدر

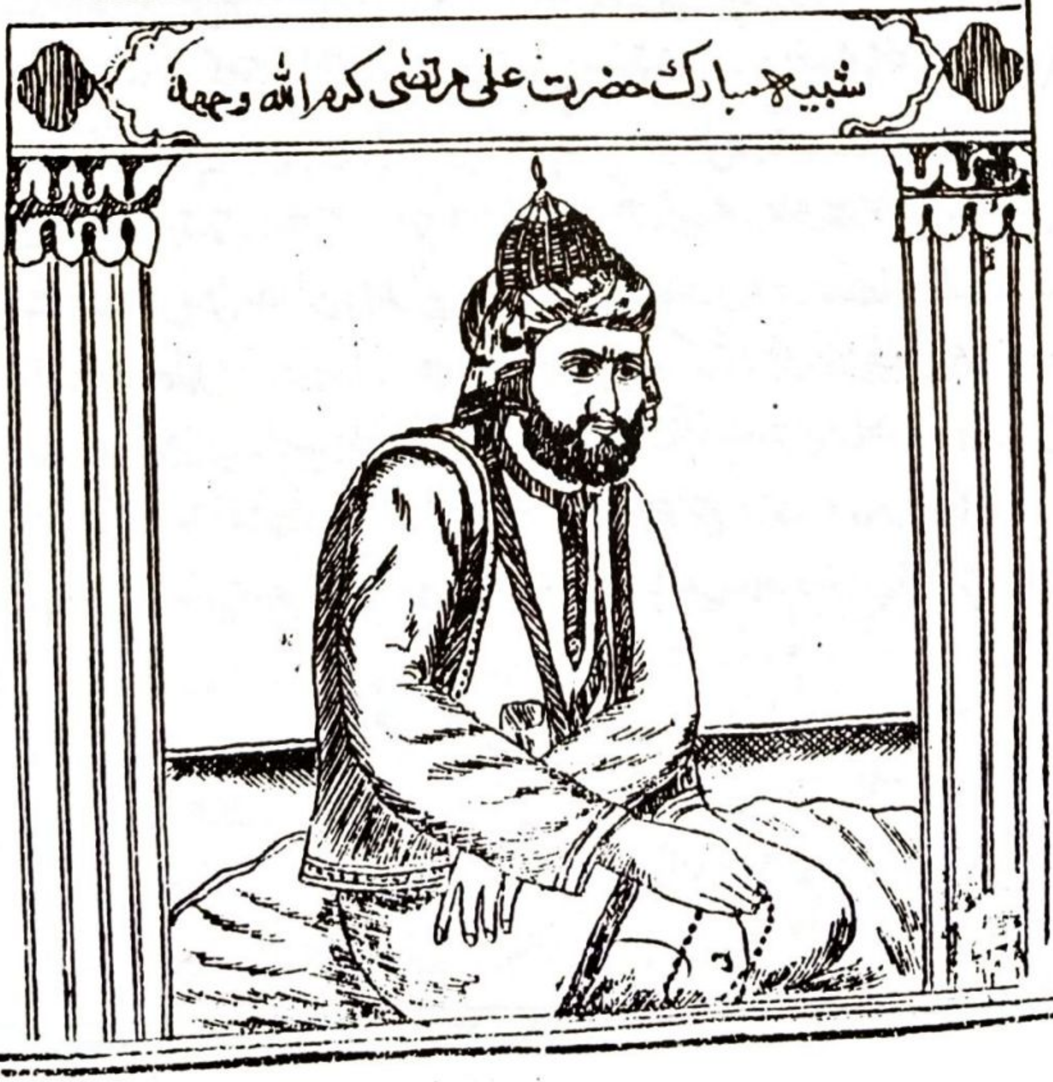

شبیہ مبارک حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

حب الورے مزکی ذوالعلا قاسم فردوس جنت یداللہ عبدالحمید تمہید معین سماطیل موت زبان مشرکان ہیں قدسیہ شیاطین میں استاد جبرائیل وصی احمد نائب خدا خیبر کشا کنکھوا در عجم قبل بر لوح میسوم بزقلم ملک وحی عرب میں اذرما زبور میں یوشع فلسفہ میں بطر لیبا روم میں فرقی زبان ارمن میں حمریں کتب سبت میں شاہ خین فرقہ جیشن میں دربا انجیل میں بقاطس عبرانی میں سرخل شامیوں میں روح ترکی میں بربر خضر میں فیروز فارس میں فروق ہندیان سوار کشتی نوح علیہ السلام آہیر دین لوعلی دمشق میں سراج الانبیاء ام الوفا مصر میں لوقلا اصفہان میں اتقیا کرخیوں میں لولا زبان خطاء خدا ملت نصیر یمین استقالوس اہل ارمنی شہسوار لوکشف انبیا میں بیت الورے کعبہ میں رہنما مالک دُلدل صاحب ذوالفقار حاکم نص جلی سرنخل عراق میں صفی جلوس میں ولی حق پیر پیران میر میران تاج الانبیا افتخار رہبر نبی جائے درود ناد علی ہادی شعرا میں رضی مطلیت توریت میں نصرت شاہ نخف ارو م میں ذوالکواکب ختن میں شاہمرداں شیر یزداں میر کوثر لوقاجہا نذار سرگلوش میں جرار کرار دلاور فاتحہ جنگ حنین اور بدر و خیبر قاسم نار جناں ساقی کوثر دستگیر ناصر حامی ادر تاج الانبیا عزمزم یعسوب الدین ابن عم مصطفےٰ بدر الدجی در علی ہبط نور آلہی مخزن سر سلونی شاہدین زوج بتول معدن علم لدنی داماد رسول خندارا توریت میں بیزیہ زبور میں اوما قوم تبقی میں حسر قوم ولیم میں کوکیا ارمنی میں بلبلا ترک میں صنتوس روم میں جازم آپکے والد کہتے تھے حیدر آپ کی والدہ کہتے تھے علماء عربیاں اوق داعہ میں الغرض بہت سے نام اور ہیں اسی پر اکتفا کیا گیا آپ کے والد بزرگوار عمران الملکی کنیت ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف آپکی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت الاسد بن خویلد روز ولادت جمعہ تاریخ سیزدہم ماہ رجب المرجب سال ولادت ۳۰ سنہ از عام الفیل مطابق ۵۹۸ سنہ عیسوی مکان ولادت خانہ کعبہ بیت اللہ شریف شہر مکہ معظمہ سجدہ گاہ تمام اہل اسلام بادشاہ وقت شہریار بن ہرمز بن نوشیروان عدد ازواج بعد حضرت فاطمہ علیہ السلام دہ زن سوائے کنیزان عدد اولاد بست ہشت ذکور و اناث مدت شصت ۶۳ سہ سال مدت امامت تیس ۳۰ سال مدت خلافت ظاہری پنج سال روز وفات دوشنبہ ماہ وفات ماہ رمضان المبارک تاریخ بست یکم سال وفات و شہادت خانہ خود حبیب عربی مسجد کوفہ سبب وفات ضرب شمشیر زہر آلودہ ابن ملجم مرادی ملعون بحکم معاویہ بادشاہ وقت معاویہ سال وفات ۴۰ سنہ ہجری موضع قبر نجف اشرف سامرائے اولاد امجاد حضرت امام حسن علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عباس علمدار شہید اکبر حضرت عثمان اکبر شہید عبداللہ اصغر شہید یحییٰ ابوالحسین محمد اصغر شہید ابوالقاسم محمد حنیف عبداللہ ابوعلی جعفر شہید محمد اوسط عون شہید عمر ابوالقاسم جعفر اصغر عباس اصغر عثمان اصغر فضل یہ بحوالہ کتاب لواعج الاحزان مرقوم ہے

## جناب امیر المومنین وارث علم الاولین والآخرین

اسداللہ الغالب غالب کل غالب مطلوب کل طالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے بارہ میں روایت کی مجاہد نے ابو عمر سے اور ابو سعید خدری سے کہ کہا اُن دونوں نے کہ ایکدن ہم خدمت رسولخدا صلعم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ

عبارت مہر نگین الملک للہ الواحد القہار

سلمان فارسی آئے اور ابوذر غفاری اور مقداد بن اسود اور عمار بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان اور الہیثم بن التیہان اور ابو الطفیل اور عامر بن واثلہ انکے ہمراہ تھے یہ سب خدمت بابرکت رسول خدا صلعم میں آکر بیٹھ گئے اور آثار ملال و اندوہ انکے چہرہ سے ظاہر تھے ان سب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم آپ متوجہ ہو کر سنئے کہ بعض باتیں اہل بغض و حسد ہم سنتے ہیں بہ نسبت ابن عم آپکے بھائی کی کہ ہمکو نہایت ناگوار ہوتے ہیں اور بہت رنج ہوتا ہے پس حضرت نے فرمایا کہ کیا کہتے ہیں حق میں علیؑ ابن ابیطالب میرے بھائی کے انہوں نے عرض کیا یا حضرت وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیا بزرگی اور فضیلت ہے ہمارے پیشوا اور مقتدا حضرت علیؑ کو بمقابلہ دوسروں کی سبقت اسلام میں کس واسطے کہ حضرت علیؑ اس زمانہ میں طفل نابالغ تھے حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ میں تمکو خوش کروں تم ایسے خوش ہو گے کہ روشن ہو جائینگے دل تمہارے قسم ہے مجکو اُس خدا کی جسکے قبضہ قُدرت میں میری جان ہے اور جس نے مجھکو مبعوث برسالت کیا ہے ایک نقل بیان کرتا ہوں میں تمسے کہ خدائے برتر نے مجھکو خبر دی ہے اوس سے شاید کہ تم نے بھی کتب سابقہ میں دیکھا پڑھا ہو وہ یہ ہے کہ جسوقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ میرے باپ کو نمرود نے ملک سے نکالدیا تو منقول ہے کہ جب وہ جناب پیدا ہوئے تو انکی والدہ نے وقت غروب آفتاب کے ایک پارچہ چھال درخت کا انکو پہنایا اور کنارہ جو ٹیا رلاڑ پر انکو لے گئیں اور اسجگہ انکو رکھا پس اسوقت حضرت ابراہیمؑ اوٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ اپنے منہ پر پھیرنے لگے اور کلمہ توحید ورد زبان کیا اور جس کپڑے میں آپ تھے اپنا منہ اس سے صاف کرنے لگے جب یہ حال انکی ماں نے دیکھا تو بہت ڈریں اس ماجرا کو خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ (بحوالہ کتاب فضائل مرتضوی) +

اور دیکھلایا ہمنے اسکو فرشتگان کو اور آسمان اور زمین کو تاکہ ہوئے اہل الیقین سے جب رات ہوئی تو دیکھے حضرت ابراہیم نے ستارے تو کہا یہ ہے رب میرا جب وہ غروب ہو گئے تب کہا رب میرا تو قائم دائم واحد ہے اور میں نہیں ہوں شرک کرنیوالوں سے اے گروہ اصحاب اور جانو تم کہ حضرت موسیٰ ابن عمران کے مارنے پر فرعون لعین آمادہ تھا عورت کے شکم جو حاملہ ہوتی تھی چاک کر ڈالتا تھا کہ حضرت موسیٰ اگر شکم میں ہوں تو مارے جاویں یہانتک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام متولد ہوئے اور بروقت پیدا ہونیکے حضرت موسیٰ نے اپنی والدہ سے کہا کہ مادر گرامی مجھکو ایک تابوت میں رکھکر دریا میں بہادے اے اصحاب جب یہ کلام کلیم اللہ سے اسکی ماں نے سنا تو ڈریں اور کہا کہ تو دریا میں غرق ہو جاویگا تو حضرت موسیٰؑ نے کہا اے مادر مہربان کچھ خوف اندیشہ نہ کر اللہ تعالیٰ مجھکو صحیح سلامت تیرے پاس پہونچا دیگا پس انکو ایک تابوت میں رکھکر انکی ماں نے دریا میں ڈالدیا بعد عرصہ بقدرت خدا پانی سے حضرت موسیٰ کو سالم کنارہ پر پہونچا دیا اور اپنی ماں کے پاس پہونچے خدا نے انکی ماں کو یہی خبر دی تھی اے گروہ اصحاب اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند عالم نے طفولیت میں کتاب اور نبوت عطا کی تھی اور انکو وصیت نماز زکوٰۃ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین یوم کے تھے کہ متکلم ہوئے اور یہ سنو کہ خداوند تعالیٰ نے مجھکو اور علی کو ایک نور سے پیدا کیا اور ہم جب پشت آدم میں ہمارا نور آیا تو ہم تسبیح ذکر خداوند عالم میں مصروف تھے

یہانتک کہ ہمکو نقل کیا اللہ تعالیٰ اصلاب طاہرہ سے ارحام پاکیزہ کیطرف چنانچہ جو تسبیح اور ہم رحموں اور پشتوں میں کرتے تھے اور ماں باپ ہمارے اسکو سنتے تھے ہر وقت اور ہر عہد میں یہاں تک کہ ہم پشت حضرت عبد المطلب میں پونچے اور نور ہمارا ہمارے باپ دادا کے چہروں سے روشن تھا اسوقت تک وہ نور واحد میرا اور علیؑ کا دو حصہ ہو کر آدھا صلب عبداللہ میں اور نصف صلب ابوطالب میں گیا تا یہ کہ ہم ماؤں کے پیٹ میں پہنچے جب وہ زمانہ آیا کہ علیؑ کعبہ بیت اللہ میں متولد ہوئے تو اسوقت جبرائیل امین طرف رب العالمین سے میرے پاس آئے اور کہا کہ اے حبیب خدا خداوند عالم بعد تحفہ درود کے مبارکباد دیتا ہے تمکو پیدایش علیؑ ابن ابیطالب تمہارے بھائی کی اور خدا نے فرمایا ہے کہ اے حبیب میرے محبت ظاہر ہوتی اب تیری نبوت کا ہے اور نزول وحی کا قریب پونچا ہے اور موید کیا مینے تجھکو بجود و قوت تیرے بھائی اور وزیر اور وصی اور خلیفہ اور جانشین تیری کے اور نام تیرا بسبب اسکے بہت بلند ہوگا اور نسل تیری اوس سے قائم اور باقی رہیگی جب علیؑ پیدا ہوئے تو انکی والدہ نے علی کو میرے ہاتھوں پر رکھا اور میں نے علی کو گود میں لیا اسوقت حضرت علیؑ نے انگشت شہادت اپنے دہنے ہاتھ کی اپنے کان پر رکھے اور میری رسالت کا اقرار کیا اور کہا علی نے کہ یا رسول اللہ صلعم کچھ پڑہوں حضرت رسالت فرمانے لگے کہ مجھے قسم ہے اس خداوند عالم کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ حضرت علیؑ نے پڑہنا شروع کیا ان صحیفوں کا جو خداوند تعالیٰ نے حضور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام پر بھیجے تھے اور اول سے آخر تک ان صحف کو ایسا پڑھا کہ اگر حضرت شیث علیہ السلام ہوتے تو اقرار کرتے کہ علی علیہ السلام مجھسے زیادہ حافظ ہیں بعد اسکے توریت حضرت موسی علیہ علیہ السلام اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام اور انجیل حضرت عیسے علیہ السلام کو اس خوش الحان سے پڑھا کہ اگر یہ صاحب کتب ہوتے تو انصاف کرتے اور داد دیتے بعدہٗ فرقان کو پڑھا کہ جسکو خداوند عالم نے مجھکو بھیجا ہے جیسا کہ میں حافظ فرقان ہوں علی بھی حافظ اسی کا ہے بعد ازاں حضرت علی علیہ السلام اور مجھسے وہ گفتگو ہوئی جو انبیا اور اولیا میں ہوتی ہے بعد اسکے حضرت علیؑ نے طرف طفولیت کے رجوع کی اسیوقت میں۔ نے علیؑ کو اپنی گود میں سے انکی والدہ فاطمہ بنت اسد بنت خویلد دیدیا اے دوستو تم میرے دشمنوں کے کہنے پر کیوں رنجیدہ ہوتے ہو کیونکہ گفتار اہل شک اور شرک سے کچھ اعتبار نہیں تم اس بات پر رہو کہ میں سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ ہوں اور اکمل ہوں اور علیؑ وصی میرا جملہ وصیوں سے افضل اور اعلیٰ ہے اسوقت سلمان فارسی اور سب اصحاب کبار خوشنود ہوئے اور ہنستے ہوئے اوٹھے اور صلوات اور سلام محمد و آل محمد پر بھیجنے لگے اور کہتے تھے ہم خلاصی یافتہ ہیں آتش دوزخ سے اسوقت حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا واللہ تم رستگار ہو اور بہشت تمہارے واسطے ہے اور دوزخ تمہارے دشمنوں کیلئے اور تمہارے آقا اور صاحب دشمنوں کیلئے ہے انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایکدفعہ حضرت رسالت ایک کوہ پر تشریف لیگئے اور مجھسے فرمایا کہ فلاں موضع میں جا اور وہاں حضرت علی علیہ السلام سنگریزوں سے تسبیح حق کر رہا ہے انکو بلا الانس کہتا ہے میں حسب الحکم جناب پیغمبر صلعم وہاں گیا اور جناب امیر المومنین کیخدمت میں با ادب

عرض کیا آپ تشریف لائے اور حضرت رسول اللہ صلعم کو سلام کیا آنحضرت نے جواب سلام دیا اور فرمایا اے علی جس تکیہ پر میں بیٹھا ہوں تشر پیغمبر بیٹھ چکے ہیں اور انکے وصی بھی بیٹھ چکے ہیں میں اون پیغمبروں سے بہتر ہوں اور توان وصیوں سے بہتر ہے انس کہتا ہے اس اثنا میں ایک ابر حضرت رسولخدا کے سر مبارک پر آیا اپنے دست دراز کرکے اس ابر سے ایک خوشہ انگور لیلیا اور اپنے اور علیؑ کے درمیان میں رکھ لیا اور فرمایا اے برادر کھاؤ یہ خداتعالیٰ نے تحفہ بھیجا ہے اور فرمایا اے علیؑ اس ابر سے تین سو پیغمبر اور انکے وصی مائدہ کھا چکے ہیں مجھسے پہلے لیکن اے عزیز برادر میں ان نبیوں سے بہتر ہوں اور توان وصیوں سے بہتر ہے جب فراغت ہوئی تو انس کہتا ہے میں نے حضرت پیغمبر صلعم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ علیؑ آپکے برادر ہیں آنحضرت نے فرمایا ہاں علیؑ میرا بھائی اسواسطے کہ خداوند عالم نے ایک آب زیر عرش ہزار برس قبل از خلقت حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا تھا اوس پانی کو مروارید سبز میں رکھا تھا جو حضرت آدم کو پیدا کیا تو اس پانی کو صلب آدم میں جاری کیا بعد آدم کے اس آب کو صلب حضرت شیث میں منتقل کیا اسیطرح بعد اسکے ایک صلب طاہرہ سے دوسری صلب طاہرہ میں جاری کیا کہ وہ بصلب عبدالمطلب میں پونچا پس وہاں سے دو حصہ کیا خدا نے اسنور اپنے کو ایک حصہ صلب حضرت عبداللہ میں قرار پایا اور دوسرا حصہ صلب حضرت عمران ابوطالب میں پونچا اوس نصف آب سے میں پیدا ہوا اور نصف سے حضرت علی پیدا ہوئے اس صورت میں علی میرا برادر ہے دنیا و آخرت میں بحوالہ کتاب مقابل مرتضوی اور بحوالہ کتاب انوار الاعجاز یہ لکھا گیا اور مسند احمد حنبل کی تاریخ میں ترجمہ حدیث کا لیا گیا وہ یہ ہی کہ فرمایا حضرت رسول صلعم نے کہ میں اور علی چوداں ہزار برس قبل خلقت آدم علیہ السلام سے عالم نور میں بحضور پروردگار موجود تھے اوس نور کے دو حصہ ہوئے اسکا ایک ٹکڑا میں ہوں اور دوسرا ٹکڑا علی ابن ابیطالب ہے میں سرفراز ہوا منصب نبوت پر اور علی منصب خلافت پر یہ کتاب قبول فیصل میں چھپ ہے اور کتاب الانوار الاعجاز میں امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا جناب سرور کائنات نے کہ بہشت میں ایک چشمہ ہے شہد سے شیریں تر اور برف سے خنک تر اور مشک سے خوشبو تر اوس چشمہ سے خداوند عالم نے میری طینت پیدا کی ہیں پیدا ہؤا نور سے اور میری اہلبیت میرے نور سے پیدا ہوئی اور اہلبیت کے نور سے انکی محب پیدا ہوئی ہیں۔ خدا تعالی میرے نور کو چار لاکھ چوبیس ہزار برس پہلے عرش وکرسی وآسمان وزمین کے پیدا کرنے سے پیدا کیا ہے اور اس نور نے بیشمار حجابوں میں تسبیح خدا کی ہے اور ایک بزرگ صوفیہ کرام سے رسالہ رہبر حق میں لکھتے ہیں کہ نور محمد ایک پدم بیس کروڑ ننانوے لکھ سال تسبیح خدا میں حجابوں رہا اسکے بعد صلب آدم میں منتقل ہوا خداوند قدیم قایم دایم ہے ۔

اور کتاب قصص الانبیاء میں پیدایش کائنات نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اسطرح لکھا ہے کہ روایت کرتے ہیں محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن بخاری حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے باپ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور وہ اپنے باپ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور وہ اپنے باپ حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے سنا اپنے والد حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے اپنے

فرمایا ایک روز میں جناب رسول خدا صلعم کے پاس بیٹھا تھا کہ جابر بن عبداللہ انصاری نے آکر رسولخدا سے عرض کی یا رسول اللہ مجھے خبر دو کہ اول خدا نے کس چیز کو پیدا کیا جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ سبکے آگے اللہ تعالیٰ نے نور میرا پیدا کیا تھا ہزار برس کے برابر ہے اس جہان کے بمصداق اس آیت وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ایکدن تمہارے رب کے نزدیک ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو وہ نور میرا قدرت الٰہی سے عظمت و بزرگی الٰہی کی مشاہدہ کرتا اور تسبیح و طواف اور سجدہ الٰہی میں مصروف تھا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ اوس نور محمد مصطفےٰ نے بارہ ہزار برس تک عالم تجرد میں خدا کی عبادت کی پھر حق تعالےٰ نے اوس نور کو چار قسم کر کے ایک قسم سے عرش کو پیدا کیا دوسری قسم سے قلم کو تیسری قسم سے بہشت کو چوتھی قسم سے عالم ارواح کو اور ساری مخلوق کو خلق کیا اور ان چار میں چار قسم نکال کے تین قسم سے عقل اور شرم اور عشق پیدا کیا اور قسم اول سے عزیز و مکرم مجھکو پیدا کیا کہ رسول اسکا ہوں بمصداق لولاک لما خلقت الافلاک اگر نہ پیدا کرتا تجھکو اے محمد نہ پیدا کرتا سارے مخلوق کو موافق اس حدیث کے انا من نور اللہ والخلق کلہم من نوری فرمایا حضرت نے میں پیدا ہوا نور اللہ سے اور میرے نور سے ساری مخلوق ہے بعد اسکے خدا کا حکم قلم کو ہوا کہ ساق عرش پر اول اس کلمہ کو لکھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قلم نے چار سو برس تک لکھا تو عرض کی یا رب العالمین تو ہمیشہ ہے مانند ہے تیرے نام کے ساتھ یہ نام بزرگ کسکا ہے پس جناب باری سے آواز آئی کہ یہ نام میرے حبیب برگزیدہ کا ہے تو لکھ محمد رسول اللہ جب یہ حکم ہوا قلم کے منہ پر شگاف ہوا تب قلم نے لکھا محمد رسول اللہ اسکے بعد عرش کے اوپر اٹھارہ ہزار برج پیدا کئے اور ہر برج میں اٹھارہ ہزار ستون کھڑے کئے اور ہر ستون کے اوپر ہزار کنگرے بنائے ایک کنگرے سے دوسرے کنگرے تک سات سو برس کی راہ ہے اور ہر کنگرے پر اٹھارہ ہزار قندیل ہیں ہر ایک ایسا بڑا کہ سات طبق زمین و آسمان اسطرح ہیں جیسے انگشتری میں نگینہ ہوتے ہیں بعد چار فرشتے پیدا کئے ایک بصورت آدمی دوسرا بصورت شیر تیسرا گدہ کے صورت چوتھا بصورت گائے ہے پاؤں انکے تحت الثریٰ میں پہنچے اور مونڈھے انکے نیچے عرش کے لگے ہوئے ہیں اور چلنے کیوقت ایکقدم سات ہزار برس کی راہ میں جا پڑے خدا کا حکم ہوا انکو عرش اوٹھانیکو تب ان چاروں نے زور کیا نہ اوٹھا سکے اور تسبیح پڑھی حمد کرتا ہوں اللہ کے لئے نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے اور اللہ بزرگ توانا ہے بڑا زور والا ہے جب یہ پڑھا تو عرش کو اوٹھا لیا بعد اسکے عرش کے نیچے ایک دانہ مروارید پیدا کیا اس سے خدا نے لوح محفوظ بنایا بلندی اسکی سات سو برس کے راہ اور چوڑائی اسکی تین سو برس کی راہ اور چاروں طرف اسکی یاقوت سرخ جڑا ہوا اور قلم نے بحکم خدا علم خدا کا جو موجودات میں ہونیوالا تھا لکھا جو روز قیامت تک ہونا تھا پہلے لوح پر لکھا گیا۔ لیکن اسکی لوح محفوظ خود بخود جنبش میں آیا اور خوش ہوا کہ سارے خدا کے علم مجھ پر لکھا گیا ہے اور پھر اس مروارید پر حکم ہوا وسیع ہو تو مروارید پہلی بمانند پھیل گیا وسیع کرسیہ السموات والارض وسیع ہوئی کرسی ساتوں آسمانوں اور زمینوں سے

یعنی ایک دن خدا کا ہمارے جہان کے ہزار برس

پھر نیچے کرسی کے ایک دانہ یاقوت کا پیدا ہوا بلندی اسکی پانسو برس کی راہ اور چوڑائی بھی اسیقدر تھی جب اسکی طرف دیکھا ایزد جلشانہ کی ہیبت سے وہ خود بخود پانی ہوگیا اور بعد اسکے صبا دبور جنوب شمال ان چار باد کو پیدا کیا اور حکم دیا کہ تم ہر چہار گوشہ پر اس پانی کی موج مار کر کف نکالو تو ایسا ہی کیا بعدہٗ قدرت الٰہی سے آگ، دھواں دھار پیدا ہو کر اس پانی پر گئے اور اس سے دھواں نکلکر درمیان کرسی اور پانی کے ہوا پر معلق ہو رہا اور اسی دھویں سے حقتعالی نے سات پارے کرکے ایک پارے سے پانی اور ایک پارے سے تانبا اور ایک پارے سے لوہا اور ایک پارے سے چاندی اور ایک پارے سے سونا اور ایک پارے سے مروارید اور ایک پارے سے یاقوت سرخ پیدا کیا تیسرا آسمان اور پارے سے چاندی کی چوتھا آسمان اور پارے سے سونے کے پانچواں آسمان اور پارہ مروارید سے چھٹا آسمان اور پارہ یاقوت سے ساتواں آسمان بنایا اور فاصلہ ہر آسمان کا ایک دوسرے سے پانسو برس کی راہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے اپنے اس کف آب سے پشتۂ خاک سرخ پیدا کیا اسے جگہ پر جہاں اب خانہ کعبہ ہے اور جبرائیل میکائیل اسرافیل و عزرائیل م کو حکم ہوا کہ چار گوشہ اس پشتۂ خاک کی پھیلادو انہوں نے ویسا ہی کیا اور یہ زمین اسی پشتۂ خاک سے پیدا ہوئی اینہ خلق الارض فی یومین بنایا خدا نے زمین کو دو دن میں اور عبداللہ بن سلام سے روایت ہے ایک روز احوال زمین کی دریافت کرنیکے واسطے جناب رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور عرض کی یا حضرت خداوند نے اس زمین کو کس چیز سے بنایا ہے حضرت نے فرمایا کف آب سے پھر پوچھا کہ وہ کف کس سے پیدا ہوا فرمایا پانی کی موج سے پھر سوال کیا موج کس سے نکلے فرمایا پانی سے پھر پوچھا وہ پانی کس سے نکلا ہے فرمایا ایک دانہ مروارید سے کہا مروارید کس سے ہے فرمایا تاریکی سے پھر سوال کیا یا حضرت زمین کو قرار کس سے ہے فرمایا کوہ قاف سے کہا کوہ قاف کس سے بنا ہے فرمایا زمرد سبز سے اور آسمان کی یہ سبزی اسکے پرتو سے ہے کہا سچ ہے یا رسول اللہ اور بلندی کوہ قاف کی کسقدر ہے فرمایا پانسو برس کی راہ اور گرداگرد اسکے کسقدر ہے فرمایا دو ہزار برس کی راہ ہے اور اس پار کوہ قاف کی کیا چیز ہے فرمایا سات زمینیں ہیں مشک سے بنی ہوئیں اور اسکے بعد کیا ہے فرمایا سات زمینیں کافور سے بنی ہوئی اور اسکے بعد کیا ہے فرمایا سات زمینیں ہیں چاندی کے اور بعد اسکے کیا ہے فرمایا ستر ہزار علم ہیں اور نیچے ہر علم کے ستر ہزار فرشتے ہیں اور آواز کرتے ہیں کہ آدم اس تسبیح سے پیدا ہوئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا صدقت یا رسول اللہ اور کہا اس طرف کیا ہے حضرت نے فرمایا ایک اژدہا مدور ہے اسکے دو ہزار برس کی راہ اور یہ سارے عالم اسکے حلقے میں ہیں کہا صدقت یا رسول اللہ ساتویں زمین پر کون ہے فرمایا فرشتے چھٹی زمین پر شیطان اور اسکی اولاد اور پانچویں زمین پر دیو اور چوتھی زمین پر سانپ اور تیسری زمین پر جانور گزندہ اور دوسری زمین پر پریاں ہیں اور اول زمین پر آدمی ہیں کہا صدقت یا رسول اللہ اور نیچے ساتوں زمین کے کیا ہے فرمایا ایک گائے ہے ایسی کہ اوسکے چار ہزار سینگ ہیں اور اسکے ایک سینگ سے دوسرے سینگ تک فاصلہ پانسو برس کی راہ کا ہی اور یہ سات طبق زمین اسکے دو سینگوں کے درمیان ہیں پھر پوچھا وہ گائے کس پر کھڑی ہے حضرت نے فرمایا ایک مچھلی کے مہرہ پشت پر اور مچھلی آب پر استادہ ہے اور عمق اور گہرائی اوس پانی کا چالیس برس کی راہ ہے اور وہ پانی ہوا

٭ اور پھر اوس پانی سے آسمان اول اور پارے سے تانبے کی دوسرا آسمان اور پارے سے لوہے کی

پر کھڑا ہے اور ہوا قدرت خدا سے معلق ہے، و قدرت اسکی بے پایاں ہے اور ذات صفات اسکی منزہ ہے نقصان اور زوال سے کہا سچ ہے یا رسول اللہ صلعم جو روایت عبداللہ ابن عباس سے مذکورہ بالا ہوئے کہ نور محمدی بارہ ہزار برس زیر عرش تسبیح خواں رہا اور ہزار برس دنیا کا ایکدن عرشے کے برابر ہے تو یہ حساب کیا جائے تو چار عرب اٹھائیس کرور شمار ہیں دور پیدا آفرینش ہوتا ہے اور اگر صاحب انوار الاعجاز کا جو اوپر لکھا گیا ہے کہ چار لاکھ چوبیس ہزار برس نور محمدی جناب حجاب میں تسبیح الٰہی میں مصروف رہا ہے اگر حساب کیا جائے تو پدم سنکھوں تک پونچے گا مختلف روایات ہیں قصص الانبیاء مصنفہ جناب غلام نبی ابن عنائت اللہ مطبوعہ کریمی بمبئی کتاب فضائل مرتضوی لکھا ہے کہ شب معراج میں خاتم الانبیاء نے ایک قطار شتران کی ملاحظہ فرمائے کہ غریب سے شرق کو جاتی ہے اور ہر ایک ناقہ پر صندوق لدے ہیں آنحضرت نے جبرائیل سے دریافت کیا کہ یہ ناقہ کیسے ہیں اور کہاں جاتے ہیں جبرائیل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب سے خداوند عالم نے مجھکو خلق فرمایا اسی طرح اس قطار کو جاتے ہوئے دیکھتا ہوں حضرت سرور کائنات نے فرمایا کس طرح حال آشکارا ہو جبرائیل ع نے ایک ناقہ کو بٹلایا اور کنجی بسم اللہ سے کھولا تو کتابیں تھیں تمام صندوقوں میں اور سب میں، فضائل حضرت علی علیہ السلام لکھے تھے اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ اگر شجر سب قلم ہوں اور تمام دریا سیاہی ہوں اور برگ ہر ایک شجر ورق ہوں کہ قلم دریا ہے ہا اور قلم بھی سراسر اتمام ہوں لیکن نہ وصف حیدر صفدر تمام ہوں اور جناب رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ نظر کرنا علی کیطرف عبادت ہے اور ذکر علی بھی عبادت ہے حدیث النظر علیٰ وجہ علیٍ عبادۃ جو شخص ذکر فضیلت کرے ایک علی کی اسکے گناہ خدا بخش دیتا ہے جو ایک فضیلت اگر لکھی جب تک وہ تحریر رہے ملائکہ کاتب کے حق طلب مغفرت کرتے ہیں جو سنے یا دیکھے بخشتا ہے خداوند عالم اوس سمع و بصر کو اور فرمایا حضرت پیغمبر صلعم نے علی ہمراہ حق کی ہے اور حق ہمراہ علی ع کے ہے دوستی علی گناہ کو کھاتی ہے جیسے لکڑی کو آگ اور ایمان کامل نہیں ہوتا جسکو محبت علی ع نہ ہو اور فرمایا آں حضرت نے کہ خدا کو سوا میرے اور علی ع کے کوئی نہیں جانتا اور علی ع کو سوائے میرے اور اللہ کے کوئی جانتا اور مجھکو سوائے اللہ اور علی ع کے کوئی نہیں جانتا علی ع کا قول میرا قول ہے اور حکم علی ع کا میرا حکم ہے اور دوست علی ع کا میرا دوست ہے اور دشمن علی ع کا میرا دشمن ہے اور ایک روز ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ کچھ حضرت علی کا مرتبہ ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا کہ میں اور علی آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پیشتر خدا کی روبرو عالم نور میں تھے جب حضرت آدم پیدا ہوئے تو ہمارا نور انکی پشت میں قائم کیا گیا اسیطرح ہم دونو کا نور ایک صلب طاہر سے دوسری صلب طاہرہ میں بدلتا رہا اور تا بہ عبد المطلب پونچا عبد المطلب سے میرا نور حضرت عبد اللہ کی صلب میں منتقل ہوا اور علی کا نور ابو طالب کی صلب میں آ ہم دونوں مانند روح و جسم کے ہیں نہ مجھسے علی ع جدا ہے نہ میں علی سے جدا ہوں علی کا خون میرا خون ہے علی کا جسم میرا جسم ہے علی ع کی جان میری جان ہے منقول از کتاب فضائل مرتضوی ایک شخص نے حضرت رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ یا حضرت علی ملائکہ سے افضل ہیں یا ملائکہ افضل ہیں فرمایا ملائکہ کو شرف ملا ہے حضرت علی کے ولایت اور محبت سے ملا ہے ایک روز جناب سرور کائنات جناب سیدہ دو جہاں کی گھر تشریف لائے اور اشاروں سے حضرت علی کو دریافت فرمایا اور نام نہ لیا

جناب سیدہ دو جہاں نے کہا کیا سبب قبلہ امر آج نام علی کا وضو نہیں لیتے حضرت نے فرمایا کہ مرشد روح الامین کا رتبہ خداوند نے علی کیا ہے سوائے وضو کی نام نہ لینا چاہئے مجھکو اسوقت وضو نہیں ہے منقول ہے ایک شب حضرت پناہ بام پر برہنہ سر دست دعا بلند کئے ہوئے تھے درگاہ الٰہی میں باین کلمات دعا فرماتے تھے اے پروردگار بحق حیدر کرار امت کے پشت کو بار گناہ سے سبک دوش کردے ازواج نے عرض کی کہ یا حضرت اور بھی مقربان درگاہ الٰہی ہیں حضرت علی کا واسطے آپ کیوں دیتے ہیں کیا انبیاء سے بھی علیؑ کا رتبہ زیادہ ہے تو فرمایا جناب رسالت پناہ نے کہ حضرت علی کا قرب نزد حق رسولوں سے زیادہ اگر نہ ہوتا واسطہ علی کا دعا میں نہ دیتے مقربان درگاہ بھی علیؑ کا واسطے دیتے ہیں ست اگر واسطہ علی کا دعا میں نہیں عباد + درگاہ حق میں پھر کبھے حاصل ہو مراد + ہمنام کبریا کی سوا کسکا نام لوں + علی علی سے کون ہے میں نام جسکا دوں + شب معراج میں ایک مقام پر ایک شیر کو دیکھا تو حضرت جبرائیل نے عرض کی یا حضرت اپنی انگشتری اس شیر کے منہ میں ڈالدیں آنحضرت نے اپنی انگشتری اس شیر کے منہ میں ڈالدی اور آپ قاب قوسین پر پہونچے ؎ شیر عسل سر کھانا جب آیا + عرض کی حضرت نے کہ شکر ہے خدایا + تنہا بندہ نے کبھی کھانا + پردہ سے ید قدرت نے حق بھرایا + دیکھا تو دست علی ہے اور وہ انگشتری جو اسد کے دہن ڈالدی تھی وہ انگشتری آپکے دست مبارک میں تھی ہمکاسہ دست خدا ہوا + کافی یہ کف دست ہے ہر بندہ رب کو + کرتا ہوں عطا رزق اسی ہاتھ سے سبکو + پھر صبح کو جناب سرور کائنات جب حضرت علیؑ سے ملے تو وہ انگشتری علیؑ کے ہاتھ میں دیکھے اس روز سے یداللہ اسداللہ لقب مشہور ہوا اور یوم القیٰمۃ کو لواے حمد جناب امیر المومنین علیؑ کی ہاتھ میں ہوگا اور تمام انبیا اسکے نیچے چلینگے اور وہ لوا حضرت علی کی سر پر مثل تاج کے چمکے گا اور حضرت نے راس عرش پر لکھا دیکھا کہ کوئی معبود نہیں سوائے خدا کے اور محمد اسکا رسول ہے اور علیؑ اُسکی نصرت کرنیوالہ ہے اور حضرت نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ دروازہ اسکا ہے پس جو کوئی شہر میں آنا چاہئے دروازہ سے آئے +

منقول ہے ایکروز حضرت جبرائیلؑ ہاتھ میں آفتابہ اور طاس لیکر خدمت رسول اللہ صلعم میں آئے بعد تحفہ درود سلام کے عرض کی کہ یا حضرت خداتعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمکو ہاتھ علی کے بہت عزیز ہیں آج تم علیؑ کے ہاتھ دہولاؤ تب حضرت نے علی سے کہا یا علیؑ آؤ ہم آج تمہارے ہاتھ دہولائیں علیؑ نے عرض کی آپ بادشاہ ہیں اور میں غلام ہوں ترک آدب کیونکر کروں حضرت نے فرمایا جبرائیلؑ حکم رب العالمین لائے ہیں یہ عذر کا موقع نہیں ہے آؤ آخر دست مبارک دہونے شروع کئے جب کل پانی آفتابہ کا ختم ہوگیا تو جناب امیر علیہ السلام نے طاس کیطرف دیکھا تو خشک تھا جب دریافت کیا تو فرمایا حضرت نے آرندہ آب کا جبرائیلؑ ہوا اور ریزندہ مصطفےٰ ہوا اور ہاتھ اسکے دہولائیں جو کل کا پیشوا ہوا اسے ساکنان عرش ملکر قطرہ قطرہ تمام لیگئے اور مثل گلاب خوشبو کے کوثر میں تبرک کیلئے لیگئے ۔ منقول ہے کہ ایک روز ایک مرغ کے کباب آگے جناب کے رکھا تھا اور آپ خدا سے دعا مانگ رہے تھے کہ یا الٰہی ایسے شخص کو لا جو تجھے ساری خلق سے محبوب ہو وہ میرے ساتھ اس طیر کو تناول کرے کہیں جناب امیرؑ آئے اُنکے ساتھ تناول فرمایا اور ایک دن ایک شخص نے جناب سرور کائنات سے سوال کیا کہ یا حضرت رسول اللہ صلعم آپ مالک بحر و بر ہیں اور کل حال آپکو معلوم ہے یہ ارشاد فرمائیے

کہ پانی کا منبع کہاں ہے آنحضرت رسولؐ نے فرمایا کوہ ابوقبیس پر جا الغرض وہ شخص پہاڑ پر گیا تو کیا دیکھا کہ ایک شخص تخت سنگ مرمر پر سوتا ہے اور چار طرف اسکے نور پھیلا ہوا ہے اور اس شخص کے جو تخت پر سوتا تھا اسکی دس انگشت سے دس نہریں آب کی جاری ہیں جب اس شخص نے غور سے دیکھا تو وہ جناب امیر علیہ السلام تھے وہ شخص حیرت زدہ ہو کر جناب پیغمبر آخرالزمان کے پاس آیا تو حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کے پاس بیٹھے تھے۔

منقول ہے ایکسال بارش نہوئی بڑا قحط پڑا بندگان خدا حیران و پریشان ہوئے اور جناب امیرؑ سے لوگوں نے آکر عرض کی کہ یا حضرت قحط سے مخلوق بہت تنگ ہے اور آپ دعا فرمائیں آپنے دعا فرمائی یسوقت بارش ہوئی مخلوق مالا مال ہوئے قحط جاتا رہا غلہ کی ارزانی ہوگئی روایت جناب سیدہ دوجہان سے ہے کہ ایک شب میں نے دیکھا کہ زمین جناب سے کچھ باتیں کرتی ہے اور آپ بھی کچھ باتیں کرتے ہیں صبح ہوئی تو میں نے اپنے والد بزرگوار سے پوچھا تو حضرت نے سجدہ شکر ادا کیا جب سجدہ سے سر اوٹھایا تو فرمایا کہ اے فاطمہ تجھے بشارت ہو کہ حق تعالی نے تیری نسل کو طاہر اور اطہر کیا اور تیرے شوہر کو تمام مخلوق پر فضیلت دی اور زمین کو حکم دیا کہ جو کچھ زمین پر گذرتا ہے وہ روزانہ خدمت علی میں خبر دیا کرے اور سبکا اتفاق ہے کہ دو مرتبہ رد الشمس حضرت کیلئے ہوا ہے آفتاب بعد غروب پھر لوٹا ہے ایکمرتبہ نزول وحی رسولخدا سر مبارک اپنا زانو حضرت علی پر رکھکر سوئے تھے کہ سورج غروب ہوگیا تھا فارغ وحی سے حضرت نے فرمایا یا علی نماز عصر تمنے ادا کی ہے عرض کیا یا حضرت دعا کرو خداتعالے پھر سورج کو لوٹا دے حضرت نے دعا فرمائی تو شمس وقت نماز عصر پر آیا پھر علی نے نماز ادا کی اور دوسری مرتبہ جنگ صفین میں دریا اترتے دیر ہوگئی اور نماز عصر لوگوں کی قضا ہوگئی تو آپنے دعا کی اور آفتاب بعد غروب طالع ہوا تو تمام لشکر نے نماز کو وقت پھر نماز ادا کی ✦

منقول از کتاب فضائل مرتضوی ایک مرتبہ حضرت پیغمبر نے حضرت علیؑ کو اپنی انگشتری دی کہ اسپر محمدؐ بن عبداللہ کندہ کرادیں جناب امیر نے مہر کن کو فرمایا کہ محمدؐ بن عبداللہ نگینہ پر کندہ کردے وہ جب کندہ کرنے لگا بجائے اسکے محمد رسول اللہ کندہ ہوگیا جناب امیر نے دیکھا تو کہا اے شخص میں نے تو یہ کہا تھا اسنے کہا یا امیرالمؤمنین میرے ہاتھ نے خطا کی جب پاس حضرت کے تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا حضرت میں نے نقاش کو موجب ارشاد حضور انور کے کہا تھا لیکن اسنے یہ کندہ کردیا ہے آنحضرت نے فرمایا درست ہے جو کندہ ہوا جب صبح ہوئی تو اس انگشتری پر علی ولی اللہ وصی رسول اللہ بھی لکھا ہوا تھا یہ دیکھکر نہایت تعجب ہوا ناگاہ جبرائیلؑ نازل ہوئے کہ یا رسول اللہ آپکو حق تعالے سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ جو تمہیں منظور تھا انگشتری پر کندہ کیا اور جو ہمیں منظور تھا وہ ہمنے کندہ کیا اور جناب امیر علیہ السلام میں چار وصف ایسے خداوند تعالے نے عطا کئے تھے جسمیں کوئی شریک نہ ہوا ایک سب سے پہلے ایمان لائے دوسرا ہر جنگ میں علم لشکر کا انکے ہاتھ رہا تیسرا جنگ سے کبھی فرار نہ ہوئے چوتھے حضرت کو بدست خود لحد قبر میں اوتارا جملہ اصحاب کبار یا انصار کو یہ مراتب نصیب ہوا جو پیغمبر آخرالزمان کی تجہیز تکفین میں شامل ہوں یہ صاحبان کل انصار مہاجر بمقام ساعدہ بنی سقیفہ میں جمع ہو کر تدبیر خلافت میں تھے آخر اجماع یہ ہوا حضرت ابوبکر خلیفہ رسول اللہؐ

سوار ہوئے اور حضرت علی علیہ السلام اور انکی فرزنداں نے صرف جنازہ کیا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور انکی اولیا اور ملائکہ ہفت آسمان و زمین کی جناب سرور کائنات کی جنازہ پر مجتمع ہوئے اور آگے انکے حضرت علی امام ہوئے اور جنازہ کیا گیا اور اندر لحد سرتاج نبیاں کو رکھا اور تمام روتے ہوئے حضرت علیؑ سے رخصت ہو گئے اور آپ جناب امیر علیہ السلام دن رات رسالت پناہ کی فاتحہ خوانی پر بیٹھے رہے تا چلم اور اصحاب کبار انصار قیام ساعدہ بنی سقیفہ سے ایک روایت بعد وفات تین یوم مدینہ میں تشریف لائے اور روایت ہے کہ بارہ یوم بعد اسیطرح مختلف روایات ہیں جو بارہ وفات مقرر کرتے ہیں جب بات یوم کے بعد صحابہ کا مجمع ہوا اور انہوں نے عرض کی لاش مطہر قبر سے باہر نکال کر جنازہ پڑھتے ہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا قبر پر جنازہ کیا جاوے اصحاب نے انکار کیا ہم ضرور لاش مطہر نکال کر ہم جنازہ کرینگے تب حضرت علیؑ تربت حضرت پر سوار ہو گئے تب حضرت ابو بکر نے حضرت عمرؓ سے کہا یہ حضرت نے فرمایا تھا کہ ایک روز ایسا ہوگا حضرت علیؑ مٹی کے گھوڑے پر سوار ہونگے اور سرخ عمامہ سر مبارک پر ہوگا اور دست مبارک میں تلوار چوبیں ہوگے اور دہن مبارک سے کف کذب جاری ہوگا اوس روز تمام جہان کے لوگ اگر جمع ہونگے تب بھی حضرت علی پر فتح نہ پاوینگے تب تربت پر جملہ اصحاب نے جنازہ پڑھا مصداق اشعار مولوی جلال الدین رومی جو اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں ؎ اہل دنیا حب دنیا داشتن ÷ مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتن اہل دنیا کافران مطلق اند ÷ روز و شب در جق جق و در بق بق اند ÷ اہل دنیا چہ کمیں ÷ لعنت اللہ علیہم اجمعین ÷ ترک دنیا ہست حدیث مصطفیٰ ÷ عاشقاں کردند ایں سنت ادا ÷

# معجزہ حضرت علیؑ آفتاب کی رجعت کا

معجزہ حضرت علیؑ آفتاب کی رجعت کا

ایسے ہی جناب فاطمہ علیہا السلام نے بھی وصیت حضرت علی علیہ السلام کو یہ کر دی تھی کہ جب میرے والد بزرگوار کا جنازہ ان لوگوں نے نہیں پڑھا تو میرے جنازہ سے کیا تعلق ہے اسلئے جناب سیدہ دو جہان کا جنازہ رات کو اوٹھایا گیا

علی ہذا القیاس ایسا ہی ان پانچوں نوری اجسام کا جنازہ اصحاب نے نہیں پڑھا اور نہ ان حضرات کا جنازہ جناب امیر علیہ السلام نے پڑھا بحوالہ کتاب قول فیصل و مرفع السلام کتاب فضائل مرتضوی میں حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے کہ ایکروز فراغ نماز صبح حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کہاں ہے ابن عم میرا علی جو دین میرا ادا کریگا اور واعدی وفا کریگا حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے اور لبیک کہکر کھڑے ہو گئے پیغمبر صاحب نے فرمایا اے علیؑ تم چاہتے ہو کہ تم اپنے فضل و مرتبہ کو جانو کہ مثل احدیت تمہارا کیا رتبہ ہے حضرت علی نے کہا نعم یا رسول اللہ صلعم پر حضرت نے فرمایا صحن مسجد میں جاؤ جب آفتاب طلوع کرے اسکو یہ خطاب کر کے کہو السلام علیکم ایہا الشمس حضرت علیؑ نے کہا اے آفتاب تجھ پر سلام ہو ابو تراب ÷ خورشید نے بحکم خدا دیا جواب ÷ اے عبد حق وصی نبی ملک الرقاب بیشک تو ہے باطن و ظاہر ہے اسلام حقا کہ تو ہی اول و آخر ہے اسلام سب اصحاب نے یہ سنا تو کہا کہ یا رسول اللہ صلعم کل آپ نے فرمایا تھا کہ اول و آخر صفات حق تعالی ہیں فرمایا کہ ہاں اصحاب نے کہا کہ پھر آفتاب نے ان صفات کو حضرت علیؑ کیواسطے کیوں بیان کیا پھر فرمایا آپ نے آفتاب نے اول کہا تو مراد یہ ہے کہ وہ اول اس شخص کا ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور تصدیق میری کی اور آخر سے مراد یہ ہے کہ وہ آخر ہے اوس شخص کا

کر جیسے خاک میں پنہاں کریگا اور لحد میں رکھیگا اور ظاہر سے مراد یہ ہے کہ دین خدا کو شمشیر سے ظاہر کریگا اور باطن سے مراد یہ ہے کہ سب علوم باطنیہ اسکے دل میں پنہاں ہیں اور جو طاعت خدا دشوار ہوتی ہے اسکو علیؑ اختیار کرتے ہیں اور علم کی دس حصہ ہیں نو علیؑ کو عطا ہوئے اور ایک حصہ تمام دنیا کو اس ایک میں بھی حضرت علی امیرؑ شامل ہیں جناب سیدہ دوجہان سے روایت ہے کہ قرآن مجید کے چھ دفتر ہیں پانچ دفتر ہم پنجتن ہیں اور چھیواں دفتر یہ قرآن کریم ہے جو شخص پانچ دفتر کا ناطق ہو وہ رحمت الٰہی سے ولی اللہ ہوتا ہے اور وہ چھیواں دفتر قرآن جناب امیر علیہ السلام کو ایسا تھا کہ کلیہ مصحف ناطق کلام تھا پونچا ادھر جو پایا اون تو قرآن تمام تھا ◆

کتاب روضۃ الواعظین اور ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ اور بحار الانوار میں مذکور ہے کہ جناب امیر المومنین جب خانہ کعبہ میں روز جمعہ ۱۳ ماہ رجب کو متولد ہوئے اسوقت جناب رسالت مآب کا سن مبارک اٹھائیس سال کا تھا حضرت علیؑ کی ولادت کے قبل نہ بعد ولادت انکے کوئی شخص خانہ کعبہ میں پیدا ہوا یہ شرف بھی حضرت علیہ السلام کو درگاہ سے عطا ہوا اور تمام عالم کو نور وجود قابض الوجود سے اپنے روشن منور کیا اور اسم مبارک بحکم رب الجلیل علی رکھا گیا قبل اس سے کوئی شخص اس نام سے مسمی نہیں ہوا تھا منقول ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے حضرت رسول اللہ صلعم نے گود میں لیلیا جب گیسوئے معنبر رسول مقبول کی خوشبو انکے دماغ میں پونچے تو فوراً چشم مبارک کھولدیں اور پہلے جو آنکھ کھولی تو دیدار سرور کائنات کا جمال باکمال دیکھا اور بشاشت سے کہا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ ہنوز جناب امیر علیہ السلام نے دودہ نہ پیا تھا کہ انکے دہن مبارک میں آنحضرتؐ نے اپنی زبان مبارک دے آپ کی زبان سے بارہ چشمہ شیر کے جاری ہوئے حضرت علیؑ سیر ہو گئے اور غسل ولادت بھی آنحضرتؐ نے دیا اور فرمایا یہ مجھکو آخر غسل دیگا جب اول پیدائش جناب امیر حضرت نبیؐ کی گود میں تھے ویسے حضرت رسول اللہ کا آخری وقت حضرت علیؑ کے زانو پر ہوا جیسا کہ دنیا میں آکر اول علی کی چشم مبارک چہرہ رسول خدا پر پڑی ویسے ہی آخر وقت رسول خدا کی نظر مبارک چہرہ حضرت علیؑ پر پڑی جناب پیغمبر صلعم اس وجہ علیؑ سے محبت رکھتے تھے کہ گہوارہ جناب امیرؑ کا اپنی خواب گاہ کی قریب رکھتے تھے اور خود ہلاتے تھے جب علیؑ کو خواہش شیر کی ہوتی تھی تو رسول پاک اپنے ہاتھ سے شیر انکے حلق میں ٹپکاتے تھے اور اکثر اوقات اپنے بھائی کو آغوش میں لیکر پہاڑوں اور صحرا کو لیجاتے تھے اور علوم الٰہی کے اسرار تعلیم فرماتے تھے ◆

منقول ہے کہ حوالے مکہ میں ایک اژدہا مثل کوہ عظیم کے پیدا ہوا کہ چار سو گز اسکا قد و قامت تھا اور اسکے سر پر شاخیں تھیں اور آنکھیں مثل مشعل کی روشن تھیں اور سر مثل کوہ ۔ اور دہن مثل غار کے تھا اور دانت چار چار بالشت کا تھا اور مونہ دس گز چوڑا تھا جب وہ دم کھینچتا تھا دور دور سے جانور اور مرغ کھنچکر اسکے دہن میں چلے جاتے تھے اور اسکے مونہہ سے آتش کے شعلے نکلتے تھے تمام مردم اس نواح کے بہت تنگ تھے اور کوئی حربہ اسپر کارگر ہوتا تھا ایکروز وہ اژدہا داخل شہر مکہ میں ہوا اسکے خوف سے شور و غل پڑ گیا اکثر لوگ گھر چھوڑ کر صحرا کو بھاگ گئے وہ اژدہا حضرت عمران کنیت ابی طالب کے گھر میں آیا جب قریب گہوارہ حضرت علیؑ کے آیا تو اس ایام طفولیت میں علیؑ نے اسکے دونو لب پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر کا فرمایا اور اسکو سر سے دم تک دو ٹکڑے کر دیا اور گہوارہ سے آپنے ذرہ حرکت نہ کی تا دیر آدھی اژدہے کو اٹھائے

رہے اور نصف بدن گہوارہ کے نیچے پھینکدیا یہ سنکر خلایق شہر کے دیکھنے کو دوڑے جو دیکھتا تھا حیران رہجاتا تھا سب لوگ دیکھتے تھے کہ دو ٹکڑے گہوارہ کے نیچے پڑے ہیں اور دریائے خون اسکا جاری ہے جناب رسول خدا نے آدمیوں سے اشارہ کیا کہ ٹکڑوں کو یہاں سے لیجاؤ سو چار چار سو آدمی نے ایک ایک ٹکڑا اوٹھایا اور شہر کے باہر جاکر ڈالہ ہر ایک شخص تحسین اور آفرین جناب امیر کی کرتا تھا +

جعفر بن انصاری سے منقول ہے کہ فرمایا حضرت سرور کائنات نے کہ جب روز قیامت ہوگا تو حضرت جبرائیل بحکم رب الجلیل دو حلقے میرے پاس لائینگے ایک میں کلید ہائے جنت النعیم اور دوسرے میں مفاتح نار جحیم ہونگے اور بہشت کی کنجیوں پر اسما مومنونکے ہونگے کلید ہائے دوزخ پر نام دشمنان آئمہ ہدا مرقوم ہونگے پس میں ان دو حلقوں کو اپنے بھائی علیؑ کے ہاتھ میں دونگا جیسا مناسب سمجھیں ویسا کریں۔ بحوالہ از مثنوی مولانا روم ؎ پیش ازیں بیت المقدس قبلہ بود + خلق عالم مے نمود آنجا سجود + چوں تولد کرد در کعبہ علی + کعبہ قبلہ گشت از نص جلی + طواف خانہ کعبہ ازاں شد برہمہ واجب + کہ آنجا در وجود آمد علی ابن ابیطالب + خوشا بخت خوش دین دنیائے ما + کہ ہمچوں علیؑ است مولائے ما + بحوالہ مثنوی رومی +

کتاب مناقب مرتضوی میں نوید بن ارقم سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول صلعم نے اے علی تمہیں مبارک ہو تمہارے کون ہو مثال ملائیکہ اور بہشت تمہارے مشتاق ہیں جب روز قیامت ہوگا تو ایک ممبر نور میرے واسطے اور ایک حضرت ابراہیم خلیل کے واسطے اور ایک تمہارے واسطے میدان حشر میں نصب ہوگا ہم ان ممبر ہائے نور پر قیام کرینگے اور منادی ندا کریگا کہ مبارک ہو یہہ نبی اور یہہ وصی ہے پھر خداوند تعالی کنجیاں بہشت دوزخ کی مجھے دیگا اور میں تمہیں دونگا اور جناب امام زین العابدین سے مروی ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو ایک مسند بہشت سے لاکر کنارہ جہنم پر بچھائینگے اور جناب امیر اوس مسند پر جلوس فرمائینگے اور دشمنان اہلبیت کو جناب کی روبرو لاکر حاضر کرینگے وہ کہینگے اے جناب امیر تم اسوقت ہمپر رحم نہیں کرتے یہ سنکر آپ ہنسینگے اور اوٹھکر بہشت میں تشریف لیجائینگے +

کتاب عین الحیات ملا محمد باقر مجلسی میں لکھا ہے کہ ایکروز حضرت جبرائیل جناب رسالت پناہ کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض کی کہ بعد تحفہ درود سلام کے کہا کہ اللہ تعالی کہتا ہے کہ اے میرے حبیب ہفت زمین اور آسمان کی اور جو انہیں پیدا کیا ہے کسی جگہ کو بہتر رکن مقام ابراہیم سے پیدا نہیں کیا ہے اگر کوئی بندہ میرا ابتدا پیدایش عالم سے مقام ابراہیم میں عبادت کرے اور اقرار ولایت علی کا نہ کرے تو اسکو سرنگون جہنم میں ڈالونگا اور فرمایا اے محمدؐ اگر کوئی بندہ اسقدر عبادت کرے کہ بدن اسکا بوسیدہ ہوجاوے اور علیؑ کی ولایت کا منکر ہو اسکو اپنے جنت میں جگہ نہ دونگا اور اپنے عرش کے سایہ میں نہ لاؤنگا جناب علی ابن الحسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت پناہ نے فرمایا کہ قسم خدا کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی بندہ قیامت کے دن عرصہ محشر میں آئے اور عمل ستر پیغمبر کے لائے اور حضرت علیؑ کی ولایت کا منکر ہو تو اسکا ایک عمل بھی قبول نہ ہوگا اور امام زین العابدین سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے اگر بہترین مقام ابراہیم پر کوئی بندہ تمام عمر عبادت کرے اور دوستی علی کی نہ رکھتا ہو تو عبادت اوسکو نفع نہ دیگی +

کتاب فضائل مرتضوی میں لکھا ہے فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب کہ چند بار جناب رسول اللہ صلعم کو خدا تعالی کا حکم ہوا کہ حضرت علی ع کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کرو حضرت رسول خدا صلعم کو یہ خیال تھا کہ کوئی ایسا وقت ملے کہ خلقت سے خالی ہو اس موقعہ پر اس امر کو ظاہر کیا جائے جب حضرت سرور کائنات نے حج الوداع سے مراجعت فرمائی اور ۱۸ تاریخ ذوالحجہ کو وقت ظہر موضع خم غدیر پر پہونچے تو حضرت جبرائیل جانب حضرت رب الجلیل نازل ہوئے اور بعد تحفہ درود و سلام کے عرض کیا کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ حبیب میرے وہ پیغام جو تیرے پروردگار نے تجھپر نازل کیا ہے وہ اپنی اُمت کو پہونچا دے اگر نہ پہونچایا کوئی پیغام حضرت وحی کی نازل ہوتے ہی ٹھہر گئے یہ مقام تھا جہانسے لوگ ہر اطراف جوانب کے جدا ہوتے تھے جب سب لوگ جمع ہوئے تو چار کجاویوں کا منبر بنایا گیا لکھا ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا اس مجمع میں حضرت رسول صلعم تشریف لائے اور سلمان فارسی سے فرمایا کہ علی کو بلاؤ اور حضرت علی ع بارشاد رسول اللہ صلعم حاضر ہوئے پھر پیغمبر صاحب اوس ممبر پہ تشریف لیگئے اور جناب امیر کو اپنے برابر جگہ دی اور بعد حمد و ثنا باری تعالے حضرت نے سبکی طرف مخاطب ہوکر خطبہ ولایت علی کا سنایا اور پھر دونوں بازو جناب امیر کے اپنے ہاتھوں سے لیکر بلند کئے کہ سفیدی بغل نمایاں ہوئی اور فرمایا یا ایہا الناس الست بکم من انفسکم اور فرمایا من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ یعنے جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے سبکے پہلے حضرت عمر خطاب نے مبارک دی اور کہا بخ بخ یا علی انت مولائی و مولائے کل مومن و مومنۃ یعنے یا علی آج آپ مولا ہوئے میرے اور کل مومنوں کے اور مومنہ عورتوں تمام لوگوں نے وہ جسقدر مجمع تھا حضرت علی کی بیعت کی اور ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلعم علی کو خدا کیجانب سے امیر فرماتے ہیں یا اپنی طرف سے حضرت نے فرمایا بحکم خدا آیۃ بلغ حکم تاکیدی ہے پھر وہ بولا اگر حکم خدا سے ہے تو ہمپر عذاب نازل ہو ورنہ آپ پر اسیوقت ایک پتھر آسمان سے نازل ہوا اور اسکی سر پر گرا وہ لعین بمعہ شتر فی النار السقر ہو گیا اور تمام مخلوق نے اسوقت خلیفہ بلافصل حضرت علی ع کو تسلیم کر لیا اور دوسری آیہ الیوم اکملت لکم دینکم حضرت جبرائیل لائے اور حدیث صحاح ستہ میں ہے حضرت نے فرمائے لایزال امر الدین قائماً حتی یکون اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش اول علی و آخر مہدی ع یہ اثنا عشر نقباء اور حدیث العلماء وارث الانبیاء اور حدیث العلماء امتی افضل القوم بنی اسرائیل حدیث العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہمیشہ رہیگا یہ دین قائم تا آنکہ اسمیں بارہ خلیفہ ہونگے جملہ قریش سے ہونگے اول علی ہوگا اور آخر مہدی ہوگا اور یہ ہیں بارہ نقیب اور یہ ہیں عالم دین محمد ع کے اور وارث تمام نبیوں کے اور یہ ہیں عالم میری امت کے جنکی فضیلت ہے انبیاء بنی اسرائیل پر اور یہ ہیں علماء میری امت کے جیسے نبی تھے بنی اسرائیل کے اور فرمایا حضرت نے ممبر پر یہ وہ ہے کہ کونین کو جسنے کیا ایجاد + بے چوب ستون خیمہ گردوں کیا استاد + یہ قابض ارواح ہے اور خالق اجساد + ناصح ہے رسولوں کا فرشتوں کا ہے اُستاد + اور ایک بزرگ کے یہ چار اشعار ہیں + صبح دم سورج برارندہ علی + شب کے تائیں ماہ تابندہ علی + ہر کہ تائیں روزی رسانندہ علی + وہ خدا ہے مست کو بندہ علی + فضائل مرتضوی میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی اور حضرت مقداد اسود و حضرت عمار یاسر علیہ رحمۃ یہ صادق اصحاب روایت کرتے ہیں کہ بخدا ہنوز ہم اپنی جگہ نہ ہلنے پائے تھے کہ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا لیکر حضرت جبرائیل نازل ہوئے ترجمہ آج کیدن کامل کیا میں نے تمہارے واسطے دین تمہارا اور تمام کیں میں نے تمپر نعمتیں اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام کو دین پھر فرمایا جناب رسول خدا نے کہ حمد سپاس کرتا ہوں میں اس خدا کی جسنے کامل کیا دین کو اور تمام اپنی نعمت کو

۴ بیس ہزار [illegible]

اور راضی و خوشنود ہوا میری رسالت پر اور علیؑ کی ولایت پر یہ فرماکر منبر سے نیچے حضرت تشریف لائے ۔

اور جناب امیرؑ کی شجاعت کا حال اظہر من الشمس ہے کہ کسی جنگ سے آپ نے منہ نہیں موڑا نہ فرار ہوئے اور نہ معرکہ جنگ میں رسول اللہ صلعم کو تنہا چھوڑا بروز ہجرت تنہا بستر رسول پر سوئے اور چار طرف سے کفار محاصرہ کئے ہوئے تھے ذرہ خوف نکیا اور شجاعان عرب کو آپ نے قتل کیا اور ہمیشہ ہر معرکہ میں رسول کی مدد کی اور ہر معرکہ میں علم رسول خدا کا آپکے ہاتھ میں رہا جنگ خیبر میں سب اصحاب فرار ہوئے تھے جناب رسول اللہ نے فرمایا کل اس دوست کو بھیجونگا جو کبھی فرار نہیں ہوا جب شب گذری اور نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا حضرت آپ نے فرمایا تھا کہ کل صبح کو علم ہدایت نشیم شخص کو دونگا کہ وہ قلعہ کو مسخر کریگا آپ کیوں تغافل فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا اسکو حکم خدا میں تغیر نہیں ہے وہ شخص ابھی مدینہ شریف میں ہے اور سجادہ پر بیٹھا ہوا ہے اور اسکی آنکھیں درد ہے اسی لحظہ حاضر ہوگا پھر آپ نے ناد علی پڑھنا شروع کیا اور رخ مبارک بھی طرف مدینہ منورہ کو تھا منقول ہے جب اول مرتبہ آپنے ناد علی پڑھا تو جناب امیرؑ نے غلام قنبر سے فرمایا دلدل حاضر کرو حضرت جناب رسالت مآب نے ہمکو طلب فرمایا ہے جب حضرت نے دوسری مرتبہ ناد علی پڑھا تو جناب نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلعم سب کو وداع کر کے اسوار ہوئے اور پیچھے قنبر کو بٹھا لیا جب تیسری مرتبہ آواز سنی تو لبیک یا رسول اللہ اور تازیانہ دلدل پر مار کر فرمایا اگر طرفۃ العین میں مجھے خدمت رسول خدا میں نہ پہنچایا تو پھر تجھپر سوار نہ ہونگا دلدل نے اپنی زبان میں پیش قادر ذوالجلال استغاثہ کیا کہ اے خداوند عالم اس راہ کو مجھپر آسان کریں ایزد لایزال نے ملائکہ کو حکم دیا طنابیں زمین کی کھینچ لیں ایکماہ کی راہ تھی جو چشم زدن میں طے کی اور قریب خیبر پہنچے اسوقت تمام آدمیوں کی نگاہ طرف مدینہ تھے کہ ناگاہ حضرت علی مظہر العجائب نمودار ہوئی سب خوش ہوئے حضرت علیؑ نے آکر حضرت رسول خداؐ کو سلام آداب کیا اور بغلگیر ہوئے اور حضرت رسالت پناہ نے فرمایا یا علیؑ حکم رب آپ کو یہہ ہے کہ آج چار ساعت کے بعد در قلعہ خیبر کو اکھیڑ دو پھر جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہ دروازہ قلعہ خیبر کا صیقل کیا ہوا ہے اور آفتاب کے شعاع سے چمکتا ہے اور چشم میری اسکی روبرو نہیں ہوسکتے حضرت نے فرمایا یا علیؑ میں نے اسسے اقرار کیا ہوا ہے کہ کل دوپہر کو قلعہ فتح کرلونگا فوراً حضرت جبرائیلؑ جانب رب الجلیل نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اپنی زبان مبارک حضرت علیؑ کی چشموں پر پھیر ابھی چشم انکی اچھی ہوجائینگی جب آنحضرت نے اپنی زبان مبارک حضرت علیؑ کی آنکھوں میں پھیری اسیوقت چشم اچھی تندرست ہوگئیں جب حضرت علیؑ سوار ہو کر چلے تو آپ حضرتؐ دعائیں مانگتے تھے حضرت علیؑ نے پہاڑ پر جاکر علم کو گاڑ دیا اور قلعہ کے قریب جب حضرت علیؑ کو تنہا دیکھا تو مرحب ہنسا اور حارث سے کہنے لگا جا اسکا سر کاٹ لا جب حصار سے باہر آیا تو جناب نے ذوالفقار سے دو کر دیا مرحب حارث کا بڑا بھائی تھا اور شجاعت میں بے نظیر تھا کسی اہل اسلام کو اسکے مقابلہ کی تاب نہ تھی بہادران جنگ آزمودہ کو ہمراہ لیکر آیا اور میدان جنگ میں کھڑا ہوا جناب امیر علیہ السلام نے اسکی آکر رجز پڑھا اور فرمایا میرا نام حیدرؑ ہے یہ سنکر بند بند اسکا کانپنے لگا اور ارادہ بھاگنے کا کیا تو شیطان بصورت راہب بنکر سامنے اسکے آیا اور یہ کہنے لگا اے مرحب تو کیوں بھاگتا ہے اسنے کہا میری ماں نے نصیحت کی تھی کہ جسکا نام حیدرؑ ہو اس سے ڈرنا شیطان نے جواب دیا کہ آباد دنیا میں اسی شخص کا نام حیدرؑ ہے تعجب ہے تو عورت کی بات پر عمل کرتا ہے ہرگز

خوف نہ کھا میں تیری کمک کو اور شجاع بھیجتا ہوں یہ سنکر وہ نامرد شیطان کی فریب میں آگیا اور چاہتا تھا کہ شمشیر حوالہ فرق جناب امیر کرے اسوقت جناب نے ذوالفقار کو علم فرمایا اور ایسی ضرب لگائی فرق سے کمر تک اور مرکب کو زمین سے آسمان تک اور ایک پر حضرت جبرائیل کا بھی کٹ گیا بعد اسکے دروازہ قلعہ کو اوکھاڑ لیا اور اسکو سپر بنایا تھا جو تیر تبر کفار مارتے تھے آپ روکتے تھے آخر جناب نے اس در کو جسکا وزن ہزار من کا لکھا ہے طرف آسمان کی پھینکا مثل ستارہ ہو گیا جب نیچے آیا تو پھر حضرت نے راہ میں اسکو ہاتھوں پر لیلیا اور خندق کا پل کردیا ایک بالشت وہ خندق سے کم رہا آپنے قدم پائی پر رکھا اور ایک سرے کو پکڑا رہے اور فرمایا اے دوستان حضرت محمدؐ آؤ پل سے گذر جاؤ اور قلعہ کے اندر جاکر کفار کو ہلاک کرو غرض ایک طرف سے وہ جناب سرا اوسکا دونوں ہاتھوں او ٹھائے ہوئے تھے کہ تمام لشکر اوپر سے گذر گیا اور نہ ہلا نہ دست مبارک حضرت کو لغزش آئی نو ہزار آدمی گذر گیا ایک نے کہا حضرت علیؑ قدم ہوا پر ہیں جناب رسالتمآب بولے نہیں جبرائیلؑ کے پروں پر قدم مبارک ہیں پھر اوس نے عرض کی یا حضرت علیؑ کو اسدرجہ منزلت ہے کہ جبرائیلؑ کے پروں پر قدم رکھے فرمایا اے شخص تیرے نزدیک مجھے جبرائیلؑ پر فضیلت ہے یا نہیں اسنے کہا ہاں ہے پس پس آپ نے فرمایا کہ جب علیؑ میرے دوش پر قدم رکھیگا اور کعبہ سے بتوں کو گرادیگا تو پھر جبرائیلؑ کے پروں پر پاؤں کیوں نہیں رکھ سکتا +

غزوہ خندق چنانچہ منقول ہے کہ جب مکہ معظمہ فتح ہوا اور جناب رسول اللہ داخل بیت اللہ ہوئے تو حضرت نے علیؑ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کیا اور بت توڑے اور جنگ احد سے افواج رسول اللہ بھاگ گئے سوائے حضرت علیؑ کے کوئی قریب نہ رہا لشکر منافقین کا ہجوم تھا اور پتھر مارتے تھے + زخمی جو یکبیک لب معجز نما ہوا اور دہن سے گوہر دندان جدا ہوا + یہ پتھر ابوسفیان نے مارا تھا تب حضرت علی ذوالفقار لیکر پڑے تمام فوج کفار فرار ہوگئی اور میدان صاف ہوگیا اور غزوہ خندق میں جناب امیرؑ نے بڑی کارنمایاں کئے ایک شخص بنی نضیر سے تھا اسنے خیمہ رسول اللہ پر تیر مارا تھا جناب علی رات کو اسکا سر کاٹ لائے عمرو ابن عبدود بڑا جسیم پہلوان اور ایسا بہادر تھا کہ ہزار سوار کے برابر تھا غزوہ خندق میں جانب کفار سے لڑنے کو نکلا اور مبارز طلب کیا اوسکی آواز سنکر لشکر اسلام سے کوئی نہ نکلا جناب امیر مستعد جنگ ہر مرتبہ نکلتے تھے اور جناب رسول اللہ صلعم روکتے تھے اور جناب رسالتمآب نے اور لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا تین مرتبہ کہ کوئی ہے مگر کوئی نہ نکلا اسوقت حضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اجازت دی اور حضرتؐ قبلہ کیطرف رخ مبارک کرکے دعا مانگتے تھے کہ اے خداوند حضرت علی کو فتحیاب فرمانا آخر جنگ شروع ہوئے اخیر عمرو ابن عبدود قتل ہوگیا علیؑ کی ذوالفقار سے تب تکبیر کی ندا سنکر حضرت رسالت پناہ نے سجدہ شکر ادا کیا جب مظفر واپس تشریف لائے تو حضرت رسول اللہ نے علیؑ کے سر و چشم پر بوسہ دیا اور فرمایا علیؑ کی خندق لڑائی میری تمام امت کے اعمال جو کچھ وہ قیامت تک کرینگے افضل ہے لا فتا الا علی الاعلی لا سیف الا ذوالفقار اسے جنگ میں نازل ہوا ہے کیونکہ کوئی گھر مشرکین کے گھروں میں ایسا نہیں تھا کہ بسبب قتل عمرو ابن عبدود کی رنج نہوا ہو اور کوئی گھر مسلمان کا ایسا نہیں تھا کہ اسمیں خوشی نہوئی ہو۔

# غزوہ بیر العلم

اور عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب پیغمبر صاحب بروز حدیبیہ متوجہ مکہ ہوئے اور ایک مقام پر پہونچے اس راہ میں آب نایاب تھا کئی مرتبہ چاہ پر اصحاب کو پانی کیلئے بھیجا مگر بسبب خوف جنات کے وہاں کوئی نہ جا سکا وہ چاہ گنجان درختوں میں تھا اور آواز ہولناک اور سر بے تن اور آتش کے شعلے نظر آتے تھے اتنے میں حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ اس چاہ میں ایک بڑا دشت ہے اور ایک جن رعد نام رہتا ہے اور ہزارہا جن اسکی تابع ہیں اس دشت میں اسکو بیر العلم کہتے ہیں اور سوائے حضرت علی کے کسیکی مجال نہیں جو وہاں جاسکے یہ سنکر جناب رسول نے جناب امیر کو روانہ کیا جب حضرت علی وہاں پہونچے طرح طرح کی شکلیں ہیبت ناک نظر آنے لگیں لیکن آپ نہ ڈرے چاہ پر جا پہونچے اور چاہ میں ڈول لٹکا دیا اور جنات نے رسی ڈول کی کاٹ دی پھر جناب امیرؑ ذوالفقار لیکر چاہ میں گود پڑے ہزارہا جن مقابل ہوئے سب کو آپ نے تہہ تیغ کردیا ہزارہا فرار ہوئے اور امان چاہی غرض کہ تمام جنات کو مسلمان کیا اور سب نے صدق دل سے کلمہ توحید پڑھا سب مسلمان ہوچکے تو حضرت علیؑ نے وہاں کی بادشاہت رحیل ابن رعد کو عطا فرماکر خدمت اقدس جناب رسول خداؐ میں آب لیکر حاضر ہوئے اور جو گذرا تھا بیان کیا +

کتاب فضائل مرتضوی سے منقول ہے کہ کسی جنگ پر جناب رسول خداؐ گئے اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑ گئے جب بعد جنگ فتح کی مدینہ میں آئے تو اسباب غنیمت تقسیم کیا ایک ایک حصہ سب کو دیا اور حضرت علیؑ کو دو حصے دئے کسی نے کہا اس جنگ میں علیؑ گئے بھی نہیں ہیں آپ نے دو حصے کیوں دیے آپ نے فرمایا علیؑ ہر جنگ میں میرے ہمراہ رہا نہ کبھی فرار ہوا بحکم خدا میں چھوڑ گیا تھا ایک حصہ انکا تھا اور ایک حصہ جبرائیلؑ کا تھا میرے ہمراہ ہمیشہ رہتے ہیں ایک جبرائیل کا بھی انکو دیا اسلئے دو حصے دیئے ہیں +

منقول ہے کہ جب انیسویں شب ماہ رمضان المبارک کی تو آپ کی دختر نیک اختر جناب ام کلثوم بوقت افطار نان جویں تھوڑا سا نمک اور ایک کاسہ شیر ایک خوان میں لائیں آپ نے دیکھا تو فرمایا تو دو کھانے میرے سامنے لائی ہو تمہیں گوارہ ہے صبح قیامت کو روبرو خدا کے ٹھہرنا میرا دیر تک ہو اور سید ابن طاؤس سے منقول ہے کہ دو دن سے جناب امیر فاقہ سے تھے اور جناب زہرا علیہا السلام سے فرمایا کہ کچھ کھانیکو ہے جناب سیدہ دوجہان نے فرمایا کیا لاکر کھلاؤں تیسرا دن فاقہ سے تھے اور جناب امیر نے یہ سنکر فرمایا گھر میں کچھ ایسی چیز ہے کہ جسکو رہن کروں میری تلوار یا اپنی چادر دو کچھ بندوبست کروں غرض عبا کو چھپا کر ایک یہودی کے پاس لیگئے وہ یہود تعظیم کو اٹھا اور سبب تشریف آوری پوچھا آپ نے فرمایا یہ چادر اپنے پاس رکھ لی اور ایک صاع جو ہمکو دی جو فاقہ شکنی ہو یہودی نے چادر رکھلی اور جو دیدئے وقت روانگی یہودی نے عرض کی یا حضرت آپکی بھائی محمدؐ فرماتے ہیں کہ میں رتبہ میں انبیاء سلف سے زیادہ ہوں جسکے یہ رتبہ ہوں اوسکا وصی فاقہ بر فاقہ کرے جسکے غلاموں کو خلد کے حلہ ہوں اور آپ انکے جامہ میں پیوند لگے ہوں تعجب ہے یہ سنکر حضرت علیؑ نے فرمایا ہمکو خدا نے سب نعمتیں بخشی ہیں اگر ہم چاہیں تو خلد سے کھانے گوناگوں آجاویں مولا یہ کہتے تھے کہ جو وہ جو تھی سونیکی دیوار ہوگئے اور دیوار سے آواز آئی کہ آپ میرے مالک ہیں حضرت نے فرمایا مجھے تیری پرواہ نہیں ہے

یہ معجزہ دیکھکر یہودی آپ کے قدموں پر گرا اور مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا دولت ایمان آپ کی تصدق مجھے ملی ہے حضرت نے فرمایا یہ چادر زہرا کی زیارت کا سبب ہے اور سخاوت کا یہ حال تھا اور آپ فاقہ پر فاقہ کرتے تھے اور اپنے اہل عیال کو بھی بھوکھا رکھتے تھے مگر فقیر ساکین ومحتاجوں کو بھوکھا نہ دیکھ سکتے تھے جناب زہرا سلام اللہ کی چادر بارہا رہن ہو کر آئی اور حضرت نے سائل کو دیدیا اور خود فاقہ سے رہتے فقری علی کا فخر تھا

# اہلبیت کا قیدی کو طعام دینا

اہلبیت کا قیدی کو طعام دینا

ایکروز جناب امیر روزہ سے تھے وقت افطار جو کی روٹی میسر ہوئی اور کھانیکا ارادہ کیا تھا کہ سائل نے دروازہ پر صدا دی کہ اے اہل بیت محمد میں مسکین ہوں کچھ کھانا کھلائے جناب امیر نے وہ روٹی سائل کو دیدی خلاصہ سب نے دیدی اور پانی سے روزہ افطار کیا دوسرے روز بھی سب نے روزہ رکھا شام کو جناب سیدہ سلام اللہ نے پانچ روٹیاں پکائیں اور جب بعد افطار کھانے بیٹھے تو ایک یتیم نے آکر سوال کیا پانچوں صاحبوں نے سائل کو روٹیاں اوٹھا دیں اور شب کو کسی نے کچھ نہ کھایا تیسرے روز بعد افطار کھانیکا قصد کیا تو ایک قیدی نے آکر سوال کیا کہ السلام علیکم یا اہلبیت محمد میں قیدی ہوں اور بھوکھا ہوں سب صاحبوں نے روٹیاں اس اسیر کو اوٹھا دیں سوائے پانی کے اسروز بھی کچھ نہ کھایا اور شدت بھوکھ نے جب ستایا تو جناب سیدہ دوجہاں نے فرمایا اے شیر خدا بچے میرے بھوکھ سے بول نہیں سکتے یہ خبر رسول خدا کو کرو اتنے میں رسول اللہ تشریف لائے جناب امیر تعظیم کو اوٹھے مگر پاؤں کانپنے نقاہت سے اور حسنین کی عجب حالت تھی جناب سیدہ کا بھی حال ویسا تھا جناب سرور کائنات نے حضرت حسنین علیہ السلام کو گلے میں لیلیا اور پھر جناب سیدہ دوجہاں کو گلے لگایا اور فرمایا افسوس یہ حالت تمہاری اور میں بے خبر رہا اسیوقت آیۃ ہل اتی امدح جناب امیر میں جبرائیل لیکر نازل ہوئے کہ خداوند ان روزہ داروں سے راضی ہوا حضرت رسالت پناہ نے اسوقت سجدہ شکر ادا فرمایا اور خوشخبری جناب امیر کو سنائی علی نے بعد عجز کہا عنایت بندہ پر یہ ایک مشت خاک کا عز و وقار ہے ۞

ماجرا ایک سائل کا منقول ہے کہ جناب سرور کائنات مسجد میں تشریف فرما تھے ایک سائل نے آکر سوال کیا کہ یا حضرت میں سات ہزار درہم کا قرضدار ہوں اور قرض خواہ کافر ہیں وہ مجھے تنگ کرتے ہیں حضرت اپنے اصحاب کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آیا ایسا تم میں کوئی ہے کہ اسکے قرض کو ادا کرے کسی نے جواب نہ دیا پھر آنحضرت نے جناب امیر سے فرمایا علی تم اسکے قرض کو ادا کرو آپ یہ سنکر اوٹھ کھڑے ہوئے اور سائل کا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر تشریف لائے اور فرمایا تو اپنی آنکھیں بند کرلے سائل نے چشم بند کریں لمحہ کے بعد فرمایا کھول دے جب سائل نے چشم کھولی تو ایک شہر عظیم میں آپکو پایا اور جناب امیر سے دریافت کیا تو آپنے فرمایا اس شہر کو بربر کہتے ہیں تو ہمکو اسجگہ فروخت کرلی سائل بولا ہزار توبہ ایسے بادشاہ سرحلقہ اولیا اور برگزیدہ اولیا کو میرا کیا مقدور ہے کہ یہ کام کروں یہ کام ہرگز مجھسے نہ ہوگا آپ نے فرمایا اے شخص جو میں کہتا ہوں اسکی متابعت کر کہ اسمیں ایک مصلحت ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اہل شہر کو مسلمان کروں پھر وہ درویش جناب امیر کو سلطان کے پاس لیگیا کہ یہ ماہ میں بیچتا ہوں اگر تو مشتری ہے

بادشاہ نے کہا اسکی کیا تعریف ہے سائل نے کہا ہر ایک مشکل کو یہ حل کر دیتا ہے یہ سنکر بادشاہ خوش ہوا اور پوچھا قیمت اسکی کیا ہے کہا کہ ایک ترازو کی پلہ میں بٹھلاؤ اور دوسرے پلہ میں جواہر ابدار اور گوہر شاہوار ڈالو بادشاہ نے کہا اسقدر جواہرات میرے خانہ میں نہیں اگر برابر زر کے کہو تو خریدتا ہوں جناب امیر نے فرمایا کہ میں اپنا پاؤں ترازو کے ایک پلہ میں رکھتا ہوں اور تو زر کو دوسرے پلہ میں ڈالدی جسوقت میرا پاؤں حرکت کرجائے وہ ہی قیمت میری ہے یہ سنکر بادشاہ نے حکمدیا کہ سات خروار زر کے لاؤ جناب امیر نے اپنا پاؤں ایک پلہ میں رکھدیا اور چالیس خروار زر اس میں ڈالی جناب کے پامبارک کو حرکت ہوئی اہل شہر متعجب ہوئے پھر آپ نے اپنا قدم اوٹھالیا سائل نے سائل نے اس زر کو ایک معتمد کے سپرد کیا اوس بادشاہ نے جناب امیر سے نام پوچھا تو فرمایا میرے نام تو بہت ہیں انہیں سے ایک اسد اللہ بھی ہے اب تو کوئی خدمت مجھے بتلائیں بجالاؤں خوش ہو کے شہ نے کہا میرے تین کام ہیں اونکا انصرام کریں ایک یہ سیلاب شہر کو ہمیشہ برباد کرتا ہے اگر تم مشکل کشا ہو تو اسے جاکر بند کرو اور ایک اژدہا بڑا بلند ہے جنگل کو پھوک دیتا ہے سو سو آدمی ایکدم میں نگل لیتا ہے تیسرا ایک شخص میرا دشمن ہے وہ جوان مکہ شہر میں رہتا ہے اور احمد کا جانشین ہے اور علیؑ اسکا نام ہے اگر اسکا سر لا دیوے تو بہت شاداں ہونگا جب قریب اور دریا کے جناب تشریف لیگئے تو ہزار غلام تھے بادشاہ کے جو بند کرنیکو لگے تھے حضرت نے سبکو آزاد کردیا اوس دریا کے قریب ایک کوہ تھا آپ نے اس پہاڑ پر ذوالفقار کو مارا کہ وہ پہاڑ دو ٹکڑے ہوگیا اور دریا میں گر پڑا اوسکا دریا میں گرنا تھا کہ اسکا رُخ شہر سے جنگل کیطرف ہوگیا پھر آپ اژدہے کیطرف تشریف لیگئے تو ایک پہاڑ بلند وہاں دیکھا وہ اژدہا اسپر سوتا تھا اسکے سانس کے شعلے جنگل کو جلاتے تھے اور ہر سانس کے ساتھ پتھر دور دور سے کھینچ کر آتے تھے اور قد کی سو گز کا تھا سات سر اور چوداں آنکھیں تھیں جناب نے ایک نعرہ کیا تو وہ اژدہا ایک دم حضرت پر دوڑا آپ نے ذوالفقار سے دو ٹکڑے کر دیا اور اسکا سر کاٹ کر لائے اور بادشاہ بربر کے آگے لاکر رکھدیا بادشاہ دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا دو کام تو آپ نے کئے تیسرا کام باقی ہے علیؑ کا سر جلدی مجھے لادے یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ اے گبر میں ہی علیؑ ہوں اگر کچھ حوصلہ ہے تو میرا سر اوتارلے یہ سنتی ہی اُسنے فوج کو طلب کیا کہ سب ملکر علیؑ کو پکڑلو کئے ہزار آدمی حضرت کو پکڑنیکو آمادہ ہوئے اور حلقہ میں اس جناب کو گھیر لیا اور کمندیں حضرت پر پھینکدیں جناب جب مثل شیر کے جھومے وہ سب کمندیں ٹوٹ گئیں تمام فوج حضرت پر ٹوٹ پڑے آپ نے ذوالفقار کھینچ لی کشتوں پر پشتے ہو گئے امر فتح نصرت کرکے آپ خدمت محبوب خدا میں حاضر ہو گئے شاہ بربر مسلمان مع رعیت و افواج کی ہوا اور بُت خانہ برباد کر کے مسجدیں تیار ہوگئیں ایکروز جناب امیر نماز میں مشغول تھے یہ فضائل مرتضوی میں ہے کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا آپ نے انگشتری رکوع میں اسکو دیدی قیمت اسکی خراج ملک یمن کا تھی اسوقت جبرائیل نازل ہوئے آیۃ انما ولیکم لیکر ٥ قیمت نہ ہوسکا کوئی جسکی حجاز میں ٭ سائل کو بخشدی وہ انگوٹھی نماز میں

کتاب ارشاد القلوب میں مسطور ہے کہ جناب حیدرؑ کرار غیر فرار مکہ میں تشریف لیگئے وہاں ایک اعرابی دامن خانہ کعبہ کا پکڑے ہوئے خدا سے چار ہزار درہم مانگتا ہے جناب امیر المومنین نے پوچھا اسقدر درہم کیا کریگا

[illegible]

اس نے کہا آپ کیوں پوچھتے ہیں اور کون ہیں آپ نے فرمایا میں علی ہوں سائل نے یہ سنکر کہا اب میری حاجتیں سب روا ہوجائینگی آپ سخی ہیں اور یا حضرت میری چار حاجت ہیں ایک ہزار درہم مہر کا میرے ذمہ ہے اور ہزار درہم سے مکان سکونت بنانا چاہتا ہوں اور ہزار درہم قرض ہے اور باقی ہزار میں اپنے اوقات بسر کرونگا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا توجب کعبہ سے مراجعت کرے تو مدینہ رسول اللہ صلعم میں میرے گھر آنا القصہ وہ عرابی مدینہ منورہ میں آیا اور بازار میں کہتا تھا حضرت علی علیہ السلام کا گھر کہاں ہے اتفاقاً حضرت حسنین علیہ السلام تشریف لائے اور عرابی کو فرمایا آ ہمارے ساتھ اوس جناب کے گھر چلیں اوس مرد عرب نے کہا تمہارا حسب نسب کیا ہے حضرت حسنین نے فرمایا ہم نواسے ہیں رسولخدا کے اور فرزند ہیں اس جناب کی جسکو تو پوچھتا ہے وہ سائل ہمراہ حسنین کے مولائے کونین کے در پر آیا حسنینؑ نے عرض کی کہ جس سائل سے آپ نے وعدہ فرمایا تھا وہ حاضر ہے یہ سنکر جناب باہر تشریف لائے اور سلمان فارسی سے ارشاد فرمایا کہ وہ باغ میرا جو جناب رسولخدا نے عنایت فرمایا ہے جتنے کو بکے بیچ دے پس سلمان حسب الحکم بارہ ہزار درہم کو فروخت کر آئے جناب امیرؑ نے انمیں سے چار ہزار درہم اس عرابی کو دیدیے اور مساکین اور محتاجوں کو خبر ہوئے تو ہر جانب سے دوڑے اور اس جناب کو چار جانب سے آکر گھیر لیا اس بحر کرم اور دریا سخاوت نے ایک مشت زر سب کو دینا شروع کیا کچھ باقی نہ رہا جب دولتسرا میں تشریف لائے تو جناب امیرؑ کا دامن جناب سیدہ دوجہان نے پکڑا کہ باغ آپ نے فروخت کیا اور میرے بچے فاقہ سے ہیں انکا حصہ آپ گھر نہ لائے ادہر رسول اللہ پھر حضرت جبرائیلؑ من جانب رب الجلیل یہ حکم لائے کہ دامن علیؑ کا جاکر کہدو کہ چھوڑ دے حضرت رسالت نے آکر فرمایا اے جان پدر حضرت جبرائیل یہہ حکم لائے ہیں کہ جناب سیدہ سے کہدو کہ دامن علیؑ کا چھوڑ دے یہ سنتے ہی جناب سیدہ دوجہاں تہرا گئیں اور دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور ہیں جناب رسول نے جناب امیر کو گلے سے لگایا اور سات دینار دیکر فرمایا اے علیؑ جاؤ اپنے عیال کیلئے کچھ کھانا لاؤ حضرت علیؑ کی ہمراہ امام حسنؑ بھی تھے جب بازار میں تشریف لیگئے تو ایک سائل ملا وہ کہتا تھا میرے بچے تین دن سے فاقہ میں یہ سنکر وہ ساتوں دینار اسکو دیدئے اور جناب امام حسن علیہ السلام سے فرمایا العزیز خداوند رزاق ہے جب آگے بڑھے تو ایک اعرابی ناقہ لیکر ملا اور علیؑ کے ہاتھ فروخت کر کے چلا گیا کہ قیمت اسکی لوٹ کر لونگا پھر دوسرا شخص آیا نفع دیکر شتر خرید کر لیگیا جب آگے چلے تو بائع کی تلاش میں تھے ناگاہ حضرت رسالت پناہ ملے اور فرمایا اے علیؑ آپ کسکو ڈہونڈتے ہیں وہ تو جبرائیل تھا جو قرض ناقہ دیگیا تھا اور جو خرید کر لیگیا ہے۔ وہ میکائیل تھا وہ ناقہ بہشتی تھا عوض سات دینار خالق نے تمکو عنایت کی ہیں جو آپنے سائل کو دئے تھے ۔

ایک نان کے سائل کا بیان کتاب فضائل مرتضوی میں لکھا ہے کہ ایک سفر میں اثناء راہ ایک فقیر نے اوس بادشاہ دین پناہ سے ایک روٹی مانگی تو آپ نے غلام قنبر سے فرمایا اسکو روٹی دیدو قنبر نے عرض کی جناب روٹیاں دسترخوان میں ہیں آنحضرت نے فرمایا معہ دسترخوان دیدے قنبر نے عرض کی حضور انور دسترخوان اونٹ پر ہے فرمایا معہ شتر دیدو قنبر نے عرض کی جناب شتر قطار میں ہے آپ نے فرمایا معہ قطار دیدو قنبر نے تمام قطار کی سائل کو دیکر آپ دور جا کھڑا ہوا حضرت علی نے قنبر سے پوچھا یہ کیا قنبر نے عرض کی آپکا بحر جود سخاوت طلاطم ہے کہیں مجھکو نہ بخشدیں قطار میں [illegible] مجھکو

جدا ہو حضرت مسکرائے روایت ایکروز جناب احمد مختار بعد نماز صبح پیش اصحاب واعظ فرما رہے تھے کہ ایک درویش نے آکر سوال کیا کہ میں ہزار دینار کا قرضدار ہوں کوئی شخص ایسا ہے کہ میرا قرض ادا کرے دو فرزند میرے قرض خواہ نے پکڑ رکھے ہیں اور مجھکو میسر نہیں جو فرزندوں کو اس سے چھوڑاؤں جناب امیر ع اوٹھے اور ہزار درہم فقیر کو دیدے + ٥ علی تھا سوال رد نہ کیا دستگیر نے + تاج شرف فقیر کو بخشا امیر نے + وہ سائل خوش ہوکر چلا گیا اور آپ ایک باغ کیطرف متوجہ ہوئے اور وہاں عجب ایک مرغ آپ نے دیکھا کہ نور میں غرق تھا خیال کیا کہ یہہ مرغ حسنین کیلئے لے چلیں پس پاؤں اس مرغ کا حضرت نے پکڑ لیا وہ مرغ بحکم خداوند گویا ہوا کہ السلام علیک یا ولی اللہ میرے پا کو زور سے دبانے میں آپ کے زور کی طاقت نہیں رکھتا نبوت حضرت محمد صلعم اور آپ کی ولایت کا اقرار کرتا ہوں اور خدا کا یہہ حکم ہے کہ آپ میرا پاؤں پکڑ لیں اور میں پرواز کروں اور جہاں کا حکم ہے وہاں آپکو پونچادوں یہہ سنکر جناب امیر ع نے دست مبارک ڈھیلا کر دیا اور وہ مرغ جناب امیر ع کو اپنی پشت پر لیکر اڑ گیا ایک ساعت کی بعد ایک شہر کے دروازہ پر پونچکر طائر نے عرض کی کہ یا حضرت آپ اس شہر میں تشریف لیجائیں اور اہل شہر کو مسلمان فرمائیں اور بعد حصول مدعا آپ یہیں تشریف لائیں مجھے اسی جگہ پر پائینگے جب جناب امیر ع اس شہر میں گئے تو دیکھا کہ عجب شہر ہے اور آباد شاد ہے اور نورانی شکلیں اور ملبوس فاخرہ ایک جانب کو تمام لوگ جاتے ہیں جس سمت کو وہ لوگ جاتے تھے جناب امیر ع بھی متوجہ ہوئے اور اثناء راہ میں ایک شخص سے دریافت کیا کہ اس شہر کا نام کیا ہے اور تمہارا کیا دین مذہب ہے اسنے کہا جابلسا اسجگہ کا نام ہے اور یہہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملت پر ہیں سب لوگوں کا ایک پیر ضعیف راہب امام اور پیشوا ہے کہ ہمیشہ خلوت میں رہتا ہے مگر تمام سال میں ایک مرتبہ باہر آتا ہے اور سب کو واعظ پند کرتا ہے یہہ باتیں کرکے وہ آگے بڑھا اور اسکے ہمراہ جناب امیر ع چلے جب جامع مسجد میں پونچے وہاں آدمیوں کا اسقدر مجمع تھا کہ نظر ادہر ادہر نہ چل سکتی تھی جناب امیر ع ایک سمت جا کر بیٹھے وہ پارسا سیاہ لباس ایک ہاتھ میں انجیل ریش دراز تھے ہر ایک شخص نے پیر مرد سے مصافحہ کیا جب سب مصافحہ کر چکے تو وہ منبر پر گیا اور کتاب کھولی سب خاموش ہوگئے اور وہ ایسا حیران تھا کہ طاقت کلام نہ رکھتا تھا کسی نے پوچھا جواب نہ پایا پھر دست بستہ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ تاب تکرار کی نہیں ہے کیا باعث ہے بہت دیر ہوئی آپ کلام نہیں کرتے راہب نے کہا کہ کوئی شخص اس مجلس میں ہے کہ اسکے علم کے برابر کوئی علم نہیں رکھتا میں چاہتا ہوں کہ کچھ کہوں نا باک تہ غیب سے پیدا ہوتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ جسکا رہ اسجگہ جبرائیل کی مجال کلام کرنیکی نہیں ہے تب اذن لیکر راہب سے ایک شخص اوٹھ کھڑا ہوا اور اسنے چار سمت دیکھکر صدا دی کہ اے مرد عالی قدر تجھکو قسم ہے خدا کی جس نے یہہ مرتبہ تجھے دیا تو کھڑا ہو جا کہ سب تیری زیارت سے مشرف ہوں یہہ سنکر وہ جناب کھڑے ہو گئے تو تمام خلائق کی نظر جناب امیر ع پر پڑی تو مثل بید کانپنے لگے راہب نے منبر سے اوتر کر جناب کی قدم مبارک پر سر رکھا اور کہا تو ولی خدا ہے اور وصی رسول ص ہے جناب نے راہب سے فرمایا تو میرے نام نسب سے کسطرح واقف ہے راہب نے کہا گو میں نے آپ کو نہ دیکھا تھا مگر کتب سے تمام حال معلوم تھا اس وقت جو آپکے

چہرہ مبارک پر خیال کیا تو ساری باتیں مشاہدہ کیں یا مولائے اس غلام کی یہ التجا ہے آپکا منبر ہے پیروی دین مصطفی کی بتلائیں اور خطبہ خوانی فرمائیں جو اسم اقتدار ہو ہم بجالائیں اور اصول فروع اور حکام شرع کا فرمائیں سب نے کہا ہمارا کوئی عدول نہیں دین احمدی و لجان سے ہمکو قبول ہے منقول کہ بعد حمد نعت رسول اصول دین اور احکام وضو کی تبلائے بلیت بتلا دیا ہر ایک کو رستہ نجات کا + حج زکوٰۃ خمس کا صوم و صلوات کا + پھر آپ منبر سے جب اوترے تو لوگوں نے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کسی نے قدم چومے اور ہر ایک شخص آنحضرت کی نذر کرنے کو کوئی لعل کوئی زمرد کوئی گوہر نذر کرتا تھا غرضیکہ ساٹھ ہزار دینار سرخ نذر میں آئے دس ہزار درہم آپ نے اپنے پاس رکھے اور باقی مساکین کو راہ خدا میں تقسیم کر دیئے جب آپ رخصت ہونے لگے تو راہب نے عرض کی کہ آپ کے مکارم اخلاق سے یہ امید ہے کہ دو دن اور آپ اسجگہ قیام فرمائیں تاکہ سامان سفر تیار کیا جائے کیونکہ یثرب یہاں سے برسوں کی راہ ہے حضرت جناب امیرؑ نے فرمایا کہ خدا تعالی رفیق ہے اور ایسا اختیار مجھکو بخشا ہے کہ غرب شرق ایکدم میں طے ہو جاتا ہے آپ یہ فکر اندیشہ نہ کریں نماز صبح ساتھ پیغمبر آخر الزمان کی ادا کی تھی اور ظہر کی نماز یہاں ادا کی ہے اور نماز عصر کی پھر مدینہ منورہ میں جا کر ادا کرونگا جب شہر سے باہر تمام لوگ رخصت کرنیکو آئے تو وہ طائر ظاہر ہوا۔ آپ نے اسکے پاؤں کو پکڑا اس مرغ نے آپکو اپنی پشت پر ڈال لیا اور واقعی وہ طائر سبکے دیکھتے اڑ گیا دم زدن میں حضرت علی کو لیکر مدینہ منورہ میں آگیا

## حضرت علی علیہ السّلام کی پوشیدہ سخاوت کا بیان

کتاب فضائل مرتضوی میں لکھا ہے کہ آپ حضرت راتوں کو روٹیاں کمر پر لاد کر کوفہ شہر کی گلی کوچہ میں محتاجوں کو تلاش کرکے کھلاتے تھے بعد شہادت آپ کے اندھے اور لنگڑے محتاج بہت ظاہر ہوئے کہ محض بیکس تنہا تھے منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے جب عالم فانی سے ملک جاویدانی کیطرف انتقال فرمایا تو راوی کہتا ہے کہ دیکھا میں نے مسجد کوفہ میں ایک مرد ضعیف زار زار روتا ہے میں نے پوچھا اے غمدیدہ تو کون ہے اور کیوں روتا ہے اوس نے کہا میں قوم یہود سے ہوں اور عمر میری ایک سو دو برس کی ہے اور قریہ سودا کا باشندہ ہوں اور میرا پیشہ غلہ فروشی کا تھا جب میں خچروں پر غلہ شہر کوفہ میں لایا اور میرے جانور غائب ہو گئے میں حضرت امیرؑ کے پاس گیا آپ نے مجھے تسلی دی اور کھانا کھلایا بعد اسکے قنبر سے حضرت نے ذوالفقار طلب کی اور میرے ہمراہ ہوئے اور فرمایا کس مقام پر تیری خچریں گم ہوئی ہیں میں نے وہ مقام بتلایا آپ نے باواز بلند یہ ارشاد فرمایا کہ قوم جنی جان آگاہ ہو کہ ذوالفقار قاتل الکفار علی حیدر کرار تمکو حکم کرتا ہے جانور بار بردار اس شخص کے جلد معہ بار غلہ حاضر کردو ورنہ یہ ذوالفقار مثل شیر العلم کے ایک ایک کے سر کو قتل کریگی یہ کلام امام کا ابھی ناتمام نہ ہوا تھا کہ سب جانوراں معہ بار غلہ موجود ہو گئے اور حضرت نے مجھے فرمایا یہ تیرے جانور حاضر ہیں اور وہاں سے بازار غلہ فروشوں میں پونچے جب بار اوتاری تو آپ باسانی کرتے رہے اور ہمراہ ہو کر غلہ حساب سے بیچ دیا اور روپیہ جمع کرکے مجھکو دیدیا جب آپ رخصت ہونے لگے میں بصدق و دل اوس امام عادل پر ایمان لایا اور آپکے دست حق پرست پر بیعت کی بعد رخصت ہو کر اپنے وطن کو گیا اور تمام اپنے عزیز اقربا کو مذہب حق سے مختار کیا

حضرت علی علیہ السلام کی پوشیدہ سخاوت کا بیان

کیا پھر بقیہ عمر بسر کرنے کی نیت سے جو یہاں آیا انکو دشمنوں کے ہاتھ شہید پایا انکی غم میں بیٹھا روتا ہوں +

روایت منقول ہے کہ ایک روز جناب حضرت علی ایک کوچہ میں تشریف لیجا رہے تھے اور ایک ضعیفہ کو دیکھا کہ بہت پریشان ہے اور اسکے کاندھے پر مشک ہے اور آغوش میں لڑکا ہے اور یہ کہتی ہے کہ خدا میرے اور علی کے درمیان انصاف کرے حضرت یہ سنکر کانپے اور ضعیفہ سے فرمایا تیرا کیا گناہ حضرت علیؑ نے کیا ہے خدا سے فریاد نہ کر اوسنے کہا کیونکر میں شکوہ نہ کروں کہ میرے شوہر کو علی نے لڑائی میں بھیجا تھا وہ وہاں مارا گیا اور اب وہ میری خبر نہیں لیتے ہیں میں پانی بھرتی ہوں اور چکی پیستی ہوں تب قوت ہوتا ہے جب وارث نہیں تو اولاد کی خدمت کروں یا فکر روزی کا کروں حضرت نے فرمایا حیدر کے عوض میں مشک اوٹھالوں یا تیرے فرزند کو پالوں عورت نے کہا اگر یہ تیری خوشی ہے تو مشک اوٹھالی حضرت نے مشک اوٹھالی اور اسکے ساتھ چلی ابن الحدید سے یہ روایت ہے کہ جناب امیر ایک رات کو کہیں جا رہے تھے ایک گھر کے در پر پہنچے تو دیکھا کہ عورت بیوہ چولہے پر آب گرم کر رہی ہے اور اسکے بچے گریہ کرتے ہیں زمین پر لوٹتے ہیں جناب امیر ٹھہر گئے اور پوچھا کہ یہ تیرے بچے کیوں روتے ہیں اس نے کہا اے شخص میں ایک بے وارث ہوں یتیم بچے میرے ہیں آج کچھ میسر نہیں جو انکو کھلاؤں لاچار انکے بہلانیکو خالی دیگچی چڑھا دی ہے کہ جانے کھانا پکتا ہے اس امید میں سو جائیں حضرت یہ سنکر غمگین ہوئے اور اپنے گھر سے جَو کا آٹا جو اپنا قوت تھا سب لیگئے اور اس عورت کو جا کے دیا اور فرمایا اسے گوندھ خمیر کر اور آپ آگ جلائی لگی اور یہ خیال بھی آیا کہ یہ بچے سو نہ جائیں آگ بھی جلاتی رہی اور بچوں سے بھی طفلانہ کھیلتی رہی آخر وہ رونا بھول گئے جب کھانا تیار ہو گیا تو حضرت نے آپ یتیموں کو کھلایا اور دعا کی اے خدا ان بچوں کو کبھی بھوکا نہ رکھنا ہر چند عورت نے حسب نسب پوچھا نہ بتلایا رخصت ہو کر چلی آئی اور آپ فاقہ رہی اس عورت نے رحم دلی اور یتیم پروری ہمسایہ سے بیان کی انہوں نے صورت شکل پوچھی اسنے بیان کی تو وہ کہنے لگی وہ جناب امیرؑ تھے یہ رحم دلی کس میں ہے اور جو کا آٹا بھی مخصوص قوت آنحضرت کا ہے وہ عورت رونے لگی افسوس میں اپنے آقا سے گھر کا کام لیا +

صاحب سرور المؤمنین کتاب فتوحات قدس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سائل عرابی جناب امیر کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور اپنی نداری کا حال اظہار کیا آپ اوس سائل کو ساتھ لیکر احمد کوفی کے مقام پر تشریف لائے وہ جناب کو دیکھکر اپنے غیر حاضر کا بیان کرنے لگا باعث یہ کہ ایک مکان کی تعمیر میں مصروف تھا آپ نے فرمایا فردوس میں مکان ہے وہ ہم بیچتے ہیں تو لیگا اوسنے اپنی زوجہ سے بیان کیا وہ بھی شریک ہو گئی اور ہزار دینار سرخ لاکر آگے رکھدیا اور آپ نے اوس گھر کا قبالہ تحریر کر دیا اور وہ زر سائل کو دیدیا غرض وہ قبالہ احمد کوفی نے اپنی زوجہ کے حوالہ کیا اور کہا جو ہم میں سے اول رخصت کرے یہ وثیقہ اسکے کفن میں رکھدیا جائے راوی کہتا ہے بعد چند روز کے احمد کوفی نے انتقال کیا پس خود امیر کائنات نے اسکا جنازہ کیا اور دفن کیا ناگاہ ایک کبوتر اپنی منقار میں ایک نوشتہ لیکر ظاہر ہوا اور قریب جناب امیرؑ آکر وہ نوشتہ گرا دیا اور خود اڑ گیا حضرت نے اس کتابت کو پڑھا تو یہ مضمون لکھا تھا کہ یہ نامہ ہے جانب خداوند عالم کی بنام حیدر کرار کہ یا علیؑ جو تمہارا وعدہ احمد کوفی سے تھا

اسکو ہم نے وفا کیا اب وہ تمہارے قصر ہبیع کردہ میں معہ حور غلمان براحت اور سرور بسر کرتا ہے کہاں تک سخاوت جناب امیر کا حال لکھا جاوے جناب حسنین علیہ السلام کا فقیر کو دیدینا گوش زد خلائق ہے +

## مقدمہ دو عورتوں کا

روایت ہے کہ دو عورتیں ایک پسر پر جھگڑا کرتیہ جناب امیرؑ کے قریب آئیں ایکنے کہا لڑکا میرا ہے دوسری نے کہا میرا ہے جناب امیر نے پہلے انکو نصیحت کی اور خوف خدا دلایا مگر وہ عورتیں اپنے دعوے سے باز نہ آئیں اور آپنے حکم دیا کہ ایک آرہ لاؤ ان عورتوں نے کہا آرہ آپ کیا کرینگے آپنے فرمایا اس لڑکے کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا تمکو دیا جاویگا دوسری عورت نے کہا یا حضرت میں نے دعوے چھوڑا اسکو دیدیا جاوے میں ہلاک ہونا پسر کا نہیں چاہتی جناب امیرؑ نے فرمایا یہہ لڑکا تیرا ہے نہ اسکا اگر اسکا ہوتا تو اسکو بھی کچھ رحم آتا اوس عورت نے بھی اقرار کیا کہ یہہ حق پر ہے فرزند اسکا ہے وہ لڑکا اسکی ماں کو دیدیا گیا +

کتاب فضائل میں یہ لکھا ہے کہ جناب امیرؑ کے پاس ایک شخص کو لائے جسکے دو سر دو دہن اور چار چشم اور دو قبل اور دو دبر اور ایک تن تھا حضرت سے پوچھا کہ اسکو میراث کیونکر دیجاوے حضرت نے فرمایا اول کھانا کھلاؤ اور پانی پلاؤ اور پھر انکو قضا حاجت کو لیجاؤ اور دیکھو اگر دونو مخرج سے معاً پیشاب آئے اور معاً منقطع ہو جائے تو ایک ہیں اور پہلے ایک مخرج سے پیشاب آئے اور پھر دوسرے سے تو دو شخص ہیں اور انکو سلاؤ اگر ایک دفعہ سو جائیں اور ایک دفعہ جاگ اوٹھیں تو یہ ایک تن ہے غرضکہ جب فرمودہ جناب امیرؑ جو انکی ازمائش کی تو وہ دو نکلے پھر مدت کے بعد آئے اور استدعا نکاح کی کی آپ نے انکو فرمایا انکو نکاح کرنا درست نہیں کیونکہ ایک کی فرج دوسرے کو پونچے گی اور ہر واحد غیر کی فرج پر نظر کریگا ہر واحد کی بی بی غیر ہوگی دوسرے سے پھر آپنے فرمایا جب انکو شہوت پیدا ہوگی جلد مر جائینگے سو ایسا ہی ہوا ایک پہلے مرا پھر دوسرا ابھی بدبو سے مر گیا +

کتاب فضائل میں لکھا ہے کہ ایک عورت کو خلیفہ دوئم کے پاس لائے کہ وہ حاملہ تھی انہوں نے کہا اسنے زنا کیا ہے خلیفہ نے اسکے رجم کا حکم دیا اس اثناء میں جناب علیؑ تشریف لائے بدریافت فرمایا کہ اس عورت پر تو سبیل ہے مگر طفل جو اسکے شکم میں ہے اسپر کیا سبیل ہے خلیفہ نے عرض کی کہ یا حضرت، کیا کرنا چاہیئے آپنے فرمایا حفاظت کرنی چاہیئے جب لڑکا پیدا ہو پھر حد شرع جاری کریں خلیفہ نے کہا مولا علیؑ لہلک العمر +

روایت ہے کہ ایک شخص جناب امیر کیخدمت میں عرض کرنے لگا کہ میری ماں نے مجھے نکالدیا ہے کہ تو میرا بیٹا نہیں ہے حضرت نے اسکی ماں کو بلا کر پوچھا یہ تیرا بیٹا نہیں ہے اسنے کہا خدا جانے یہ کون ہے میرا بیٹا نہیں اور اپنے چار برادر حقیقی اور ہمسایہ کو وہ عورت گواہ لائی سبنے کہا یہ اسکا بیٹا نہیں ہے حضرت نے فرمایا چار سو درہم مہر پر میں نے یہ عورت اوس مرد کو دے قنبر کو حکم دیا وہ جا کر سو درہم لایا جناب امیرؑ نے اس لڑکے کو درہم چار سو دئے اور کہا یہ درہم اس

عورتکو دے اور ہاتھ اسکا پکڑنے اور اپنے گھر لیجا لڑکا اوٹھا اور اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور چارسو درہم اسکی گود میں ڈالدیئے جب اس عورت نے یہ حال دیکھا تو فریاد کی کہ النار النار لے پسر عم رسول خدا آپ مجھے میرے بیٹے کو دیتے ہو بخدا یہ میرا فرزند ہے میرے بھائیوں نے مجھے کہا تو اسے نکالدے ورنہ یہ اپنے باپ کا سب مال تجھسے چھین لیگا اس سبب میں نے اس سے انکار کیا تھا یہ سنکر جناب امیرؑ نے عورت اور اسکے گواہاں پر حد جاری کی +

حضرت عمار یاسر اور زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ ہم خدمت جناب امیرؑ میں حاضر تھے کہ ہزار آدمی تلواریں علم کیئے مسجد کے دروازہ پر آئے اور اجازت چاہی حضرت نے اندر آنیکی اجازت دی اوس گروہ میں ایک یہود کی دختر رو رو یہ کہتی تھی کہ دستگیر درماندگاں ہیں پناہ لائی ہوں جب حاضر ہوئی اور سلام کیا اور رو کر عرض کی آپکی بارگاہ خالق پناہ میں آئی ہوں میری مشکل حل کرو بعد اسکے اسکا باپ آیا اور اسنے عرض کی کہ یا حضرت یہ دختر میری ناکتخدا حاملہ ہے میں حیران ہوں اسکو حمل کیونکر رہا حضرت نے اس دختر سے کہا تو کیا کہتی ہے اسنے کہا جو میرا باپ کہتا ہے سچ ہے لیکن مجھے آپکے حق کی قسم ہے مجھسے کسیطرح کی خیانت سرزد نہیں ہوئی آپ نے دایہ کو بلا کر فرمایا دیکھ یہ دختر حاملہ ہے دایہ نے دیکھکر کہا البتہ حاملہ ہے یہ سنکر جناب امیرؑ نے اسکے باپ سے کہا تو فلان موضع کا باشندہ ہے جو نواح دمشق میں ہے اسنے کہا ہاں پھر فرمایا تمہارے جبال میں برف ہے وہ بولے ہاں ہے آپنے فرمایا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جو ٹکڑا برف کا لائے انہوں نے عرض کی جناب عالی جبال برف ڈھائی سو فرسنگ کا فاصلہ ہے یہ سنکر جناب امیرؑ نے دست مبارک اپنا دراز کیا اور ایک قطعہ برف کا آپ کے ہاتھ پر آیا آپ نے دایہ کو حکم دیا کہ اس دختر کو خیمہ میں لیجا اور ایک طشت میں یہ برف رکھکر اوپر اس دختر کو بیٹھا ایک کیڑا ستاون درہم اور دو دانگ کا رحم سے گرے گا دایہ نے ایسا ہی کیا جب وہ کیڑا وزن کیا تو جو آپنے فرمایا تھا اسقدر تھا اور اسکے والد سے کہا اسنے خیانت نہیں کی یہ نہانے گئی تھی تالاب میں وہاں سے یہ کیڑا رحم میں چلا گیا تھا اور بہت خورد تھا شکم میں اسقدر ہوگیا

کتاب شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ ایک بار کوفہ میں آب فرات نے اسقدر زیادتی کی کہ لوگوں کو خوف غرق ہونیکا ہوا سب لوگ پناہ جناب امیرؑ کیطرف لائے اور حال بیان کیا آنحضرت یہ سنکر تشریف انکی ہمراہ لیگئے جب آپ فرات پر پہنچے دو رکعت نماز پڑھکر عصا سے پانی کیطرف اشارہ کیا اشارہ کے ساتھ ہی پانی کم ہوگیا +

## معجزہ مُردہ کا زندہ کرنا حضرت علی علیہ السّلام کا

معجزہ مردہ کا زندہ کرنا حضرت علی علیہ السلام

زہرۃ الریاض حسن الکبار کا مؤلف لکھتا ہے کہ ایک روز کوفہ میں معہ ایک جماعت صحابہ کبار خدمت جناب امیر المؤمنین میں حاضر تھا کہ ایک عرابی آیا اور کہنے لگا تم میں کون ہے ایسا جو جہاد سے کبھی فرار نہوا ہو اور خانہ کعبہ میں اسکی پیدائش ہوا اور اخلاق میں مرتبہ علیؑ رکھتا ہو اور غزوات میں محمد مصطفے کی نصرت کی ہو اور عمر انتر کو مارا ہو اور در خیبر کو اکھاڑا ہو وہ کون ہے جناب امیرؑ نے فرمایا اے سعد بن قیس کیا کہتا ہے میں ہوں دست بستہ ہو کر سعد بولا یا حضرت ساٹھ ہزار آدمی میری قوم کے ہیں جو در مسجد پر کھڑے ہیں اور ایک مُردہ ہمراہ لئے ہیں اسکا قاتل نہیں ملتا

آنحضرت مسجد سے طرف نجف کے چلے اور سب پیر و جوان روانہ ہوئے اور ساٹھ ہزار آدمی تابوت لیکر وہ بھی رواں تھے جو جگہ مقرر تھے وہاں پہنچے تو جناب نے فرمایا جنازہ کو حاضر کرو سلمان نے منادی شہر کوفہ میں کر دی کہ جسنے کرامات حضرت علیؑ کے دیکھنے ہوں وہ دشت نجف میں حاضر ہو جب جنازہ کھولا تو دیکھا حضور انور نے ایک جوان کثرت زخم سے پارہ پارہ ہے اور فرمایا اسکو قتل ہوئے کتنی روز ہوئے ہیں اس قوم نے کہا چالیس روز ہوئے ہیں پھر فرمایا اسکا خون کون طلب کرتا ہے کہا کہ پچاس آدمی کہ اسکی قوم کے ہیں حضرت نے فرمایا اسکو اسکے چچا نے قتل کیا ہے کہ نام اسکا حریث بن حسان ہے کہ اسنے اپنی دختر کا نکاح اس سے کیا تھا اور اس نے اسکی بیٹی کو چھوڑ کر دوسرا نکاح کیا ہے اس سبب سے اسنے اسکو قتل کیا اعرابی نے کہا صورت تو یہی ہے جو آپ فرماتے ہیں لیکن ہم اسپر راضی نہ ہونگے جب تک آپ اسکو زندہ نہ کریں اور یہ اپنا حال آپ زبان سے بیان نہ کرے جناب امیرؑ نے اسکے سر کو اپنا پا مبارک مارا اور کہا قم مردہ اوٹھ کھڑا ہوا تمام لوگ متحیر ہوئے جب اسکو پوچھا تجھے کس نے مارا وہ بولا چچا نے جناب امیرؑ نے اس جوان سے کہا تم جاؤ اور جو کچھ دیکھا ہے اپنے قوم سے جا کر کہو انہوں نے عرض کی کہ ہم آپکے قدموں سے جب تک زندہ ہیں جدا نہ ہونگے پس یہ دو تو حضرت کی خدمت میں رہے اور علوم تحصیل کیا اور جنگ صفین میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے

## بیان حضرت علی علیہ السلام کا چالیس جگہ روزہ افطار کرنا

کتاب فضائل مرتضوی میں لکھا ہے کہ ایک روز ماہ رمضان میں ایک شخص نے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ امیدوار ہوں آج روزہ غریب خانہ پر افطار کریں آپنے فرمایا اچھا شام کو علی ضرور آئیگا جب وہ شخص چلا گیا تو دوسرا حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ حضور آج روزہ غریب خانہ پر افطار فرمائیں آپ نے اسکو فرمایا اگر خدا نے چاہا تو وقت شام ہم آوینگے وہ رخصت ہوا تو تیسرا آگیا اور دست بستہ ہو کر عرض کی کہ دعوت سے تو مجال نہیں مگر مدعا یہ ہے کہ بندہ کے گھر آپکا روزہ کھلے آپ کسیکو ناراض کرنا بھی نہ چاہتے تھے اور وعدہ خلاف کبھی نہ کرتے تھے اچھا دوست کی خاطر ضرور ہے غرض چالیس آدمیوں نے ایک وقت میں جناب امیرؑ کی دعوت کی اور آپ نے سبکا اقرار فرمایا اور سبکی دعوت قبول کی جب شام ہوئی اور نماز مغرب جناب امیر نے جناب رسول خداؐ کے ساتھ ادا فرمائی بعد فراغ نماز جناب رسول خداؐ نے فرمایا آج روزہ ہمارے گھر میں کھولیں حضرت علی حضرت رسولؐ کے ہمراہ تشریف لیگئے اور روزہ افطار رسول صلعم کے گھر فرمایا اور تا بہ نصف شب خدمت رسول میں حاضر رہے بعد اسکے دولتسرا میں تشریف لائے اور صبح تک عبادت خدا میں مصروف رہے جب صبح ہوئی جناب رسول خدا مسجد میں تشریف لائے اور تمام اصحاب بھی حاضر ہوئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو جس نے پہلی دعوت کی تھی جناب امیر کی اس نے ایک شخص سے کہا کل کیا سعادت دوجہانی مجھے حاصل ہوئی کہ حضرت علی نے روزہ میرے گھر افطار کیا دوسرا بولا کیا تو نے خواب دیکھا ہے آج شب کو تو آپ نے میرے ساتھ طعام تناول فرمایا ہے تیسرے شخص نے کہا تم دونو غلط کہتے ہو کل اس جناب نے میرے گھر پر روزہ افطار کیا ہے حضرت رسالت پناہ نے فرمایا تم سب راست گو ہو ہر جگہ علی شریک ہونگے کچھ عجب نہیں ٭ بیت ٭ مگر یقین کرو کہ ہے صادق رسول رب ٭ مہمان تھے میرے حیدر کرار وقت شب ٭ اور میرے

بیان حضرت علی علیہ السلام کا چالیس جگہ روزہ افطار کرنا

۱۲ صحابہ میں نسخ واقع ہوئی تو سلطان الاتقیاء متوجہ بغرض چالیس شخص نے یہ خبر دی کہ روزہ علی نے میرے گھر کھولا ہے ۔

ہے ساٹھہ روزہ افطار کیا ہے یہ سنکر سب کو حیرت ہوئی اور ایک شخص نے جرات کر کے پیغمبر خدا سے پوچھا کہ یا حضرت یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص آن واحد میں چالیس جگہ روزہ افطار کرے حضرت نے فرمایا علی کے باب میں حیرت اور تعجب کیوں کرتے ہو علی مظہر العجائب ہیں علی کو خدا تعالیٰ نے وہ کرامات اور قدرت عنایت کی ہے کہ اگر ایک لاکھ آدمی ایکوقت اسکی دعوت کریں تو وہ اسوقت سب جگہ پہونچے ناگاہ جبرائیل جانب رب الجلیل نازل ہوئے اور بعد سلام کے کہا کہ حق نے فرمایا ہے کیوں مرتضیٰ کے باب میں بحث ہے کل وقت شام عرش پاک پر علی کا گذر تھا ہم نے حضرت علی کو وہ فضل کمال بخشے ہیں عقل کی رسائی وہاں نہیں ہے کہ مدو انکو عبث قیل و قال ہے حضرت علی کل رات ہمارے پاس تھے اور حوران بہشت کی ساتھ روزہ افطار کیا ہے حضرت رسول صلعم یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا دیکھا کہ تمکو تعجب تھا یہہ ادنیٰ معجزہ ہے امام کا یہاں مہمان رسول کا تھا اور وہاں خدا کا

## کتاب فضل مرتضوی میں لکھا ہے امام حسن علیہ السلام کو سیر کرانا مشرق مغرب تک

سلمان فارسی سے منقول ہے کہ ایک روز میں اور محمد بن حنفیہ اور محمد بن ابوبکر اور عمار یاسر اور مقداد اسود جناب امیر کی خدمت میں موجود تھے اور کچھ ذکر حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا بیان ہوا تو امام حسنؑ نے عرض کی اے قبلہ زمان سنتے ہیں کہ انکی زیر حکم تھے سب انس جان انکے سوا کسیکو نہ یہہ اختیار تھا بڑا اختیار تھا عجب سلطنت خدا نے انکو عطا کی تھی آپ فخر الانبیاء کے وصی ہیں اس سلطنت سے آپکو حصہ ہیں کیا ملا طبع غمگین ہے آپ ارشاد فرمائیں دل کو سرور ہو یہ سنکر آپنے تبسم کیا اور فرمایا قسم ہے مجھے اس معبود کی جو خشک دانہ کو زمین سے سرسبز کرتا ہے اور قسم اس قادر کی جسنے خاک تیرہ سے آدم کو پیدا کیا ہے کہ جو کچھ مجھکو اوسنے عطا کیا ہے وہ کسیکو نہیں کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے انس جان مطیع تھے نقش نگین مہر سلیمان میں میرا نام تھا اسلیئے اسکی دنیا مطیع تھی یہ سنکر امام حسن علیہ السلام نے عرض کی اور حضار نے بھی عرض کی یا حضرت ہم چاہتے ہیں کہ شمہ اس چیز کا جو خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے ہم بھی دیکھیں کہ باعث یاد ایمان اور تقویت ایقان کا موجب ہو حضرت نے فرمایا قبول ہے آج قدرت پروردگار کو تم دیکھو یہ کہکر حضرت کھڑے ہوگئے اور دو رکعت نماز ادا کی اور چند کلمہ زبان مبارک پر جاری کئے کہ کوئی جا حاضر ہو ایک بساط بچھا وہاں سے خانہ ہدایت کاشانہ میں تشریف لیگئے اور دست حق پرست کو جانب مغرب دراز کیا اتنے میں ایک ٹکڑا ابر کا آیا اسکو نیچے رکھکر پھر دست دراز کیا تو دوسرا ٹکڑا ابر کا آیا آنحضرت نے آنکھ بند فرمایا تو وہ ابر سبز و ملکہ صورت قالین ہوگئے سلمان فرماتے ہیں کہ اس سحاب سے ندا آتی تھی یا برحق محمد مصطفےٰ اور آپ اسکے جانشین ہیں پھر حضرت علی نے فرمایا ہم اس بساط پر بیٹھو ہم سب ایک ٹکڑے پر جا بیٹھے اور دوسرے ٹکڑے پر آپ جناب بیٹھے حضرت امام حسن فرماتے ہیں کہ اسوقت مینے اپنے والد کیطرف دیکھا کہ آپ کے بدن میں سبز جامہ ہے اور کلاہ یاقوت سرخ کی سر پر ہے اور جو نعلین تھے بند اوسکے یاقوت آبدار کے تھے اور ہاتھ میں انگشتری تھی مروارید سفید ابرق کی اسکی روشنی چشم کو خیرہ کرتی تھی اور آپ ایک کرسی نور پر جلوہ گر ہیں اسوقت میں نے عرض کی کہ حضرت سب مخلوقات بسبب انگشتری کے حضرت سلیمان کی تابع تھے اور آپ کی کس سبب سے اطاعت کرتے ہیں فرمایا اے نور العین میں خدا کی زبان اور چشم جہاں ہوں اور دولت دین کا گنج ہوں اور میں خدا سے قاسم نار و جنان ہوں اور میں کشتی جہاں کا لنگر ہوں اور سد سکندری میں نے استوار کی ہے میں حجت خدا ہوں سب سے مرتبہ میرا رفیع ہے جو خدا کے بعد ہے وہ میرا مطیع ہے خدا نے مجھکو دو نو جہان کا بادشاہ بنایا ہے

سب میرے زیر حکم ہیں جن وانسان وہوا پھر وہ معجزہ دکھلائی کہ یہ دیکھلو اسمیں تمہارا بھی نام ہے اور فیض پنجتن پاک کا عالم میں ہے سب حاضرین کو تعجب ہوا پھر آپنے فرمایا تم میرے باب میں ایسا تعجب نہ کرو آج تمکو ایسی چیز دکھاتا ہوں جو کبھی نہ دیکھے ہو حضرت امام حسن نے عرض کی کہ جناب ہماری آرزو یہ ہے کہ یاجوج ماجوج اور سد سکندری دیکھلائیں آپ نے فرمایا بہت اچھا پھر ہوا کو آپ نے حکم دیا وہ ابر لیکر ہوا پر چلا اور آواز رعد کی ابر سے پیدا ہوئی اور ایسی بلند ہوئی تمام دنیا برابر ایک درہم کے نظر آنے لگی اور کوہ مثل دانہ خردل کے اور باریک خط جدول کتاب کیطرح دریا نظر آنے لگے تا اینکہ وہ ابر ایک پہاڑ پر لیکر پونچا وہاں ایک درخت عظیم دیکھا مگر خشک تھا امام حسن نے عرض کی یا قبلہ کیا باعث درخت کی برگ گر گئے ہیں جناب امیر نے فرمایا اس درخت سے دریافت کرو سلمان فارسی کہتے ہیں قسم بخدا اس درخت نے کلام کیا اور کہا السلام علیکم یا وصی رسول اللہ اور درخت نے عرض کی کہ اے شاہزادے کونین جوانی سے پیری میری مبدل ہوئی مجھکو زیادہ صدمہ ہجر مرتضیٰ کا ہے کہ آپ ہر روز وقت سحر میرے پاس آپکے والد بزرگوار آیا کرتے تھے آج چوبیس روز کے بعد تشریف لائے ہیں اسلیئے میرے برگ خشک ہوکر گر پڑے آپ فیض قدم رحم فرمائیں حضرت امام حسنؑ نے عرض کی تو آپ اوس درخت کے نیچے تشریف لیگئے اور وہ اسیوقت سرسبز ہوگیا پھر جناب اپنے کرسی پر بیٹھے اور ہوا لیکر بلند ہوئی تمام دنیا ہماری نظر میں مثل ایک پشہ کے نظر آنے لگی اور ہوا میں ایک فرشتہ کو دیکھا سر اسکا قرص آفتاب سے ہے اور پاؤں بحر پر محیط ہیں ایک ہاتھ مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے حضرت امام حسنؑ نے دریافت کیا کہ جناب عالی یہ کون ہے آپ نے فرمایا اسکو میں نے ازل سے فرمان الٰہی ظلمت اور نور شب روز پر مقرر کیا ہے بحکم خدا سے دن کو رات اور رات کو دن کرتا ہے پھر ہوا ہمکو اوڑا کر مقام یاجوج ماجوج پر لیگئی اوس قوم کی بڑی کثرت دیکھی تین قسم وہ قوم تھی ایک قوم تھی کہ قد انکا بیس گز طول کا تھا اور عرض دس گز کا تھا اور دوسری ایسی تھی طول گز بھر کا اور عرض ستر گز کا تھا اور تیسری قوم ایسی تھی گوش انکے مثل لحاف کے تھی ایک کان اوڑھ لیتے تھے اور ایک کو نیچے بچھا لیتے تھے مثل ترک کے کچھ انسان کی شکل تھے کچھ اور صنعت کے تھے وہ تمام قوم جناب امیر کے قدموں پر آکر گری آپ حضرت انکی کلام کا جواب بھی دیتے تھے اور فرمایا یہ سب ہمارے زیر حکم ہیں پھر وہاں سے کوہ قاف پر پونچے یہ پہاڑ سرخ یاقوت کا بنا ہوا ہے اور تمام دنیا کو محیط ہے وہاں سے ایک فرشتہ بشکل انسان موکل تھا دیکھتے ہی اوسنے کہا السلام علیکم یا امیر المومنین پھر اس فرشتہ نے عرض کی یا جناب میری ایک عرض ہے آپ نے فرمایا تو اپنے بھائی کی ملاقات کو جانا چاہتا ہے اوسنے کہا ہاں حضور عالی یہ میرا ارادہ ہے آپ نے کہا اچھا وہ بھی رخصت لیگیا ہے سلمان نے عرض کی کہ جناب یہ فرشتہ جو یہاں موکل ہے آپ نے فرمایا کہ کل جو میں کوہ ظلمات پر گیا تھا جو فرشتہ وہاں موکل ہے اس نے اس فرشتہ کی ملاقات کیلئے رخصت لی تھی آج اسنے اسکی ملاقات کی رخصت طلب کی ہاں گیا ہے پھر حضرت امام حسن نے عرض کی یا حضرت سب ملک آپ کی رضا بغیر کہیں نہیں جاسکتے آپ نے فرمایا بخدا میں سبکا پیشوا ہوں اور طریقہ عبادت میں نے انکو سکھلایا ہے اگر میرے حکم سے عدول کریں تو قہر الٰہی سے جل جائیں ایک پلک جھپکا نہیں سکتے پھر حضرت نے فرمایا کہ تم اپنی آنکھیں بند کرو سب نے اپنی آنکھیں بند کریں بعد ساعت کے فرمایا کھولدو ہم نے کھولدیں تو اپنے کو ایک اور ملک میں پایا وہ سب شہروں کے لوگ خوش و آباد تھے اور سوائے جماعت

حضرت علی کے اونکو کوئی کام نہ تھا ساتھیوں نے عرض کی مولا ایسا آباد کوئی ملک نہ دیکھا یہ سب عمدہ شہر ہیں اور جناب کے منقبت ورد زبان ہیں ہمارا دل چاہتا ہے کہ تازیست یہیں رہیں آپ نے فرمایا سب شہر میرے زیر نگین ہیں اور آباد رہا اور رہینگے اور میں یہاں کا تاجدار ہوں چالیس شہر اور کوہ قاف کے پیچھے ہیں انمیں بھی میرا دور ہے اسیطرح سے میں بعد رسول خدا صلعم سکے دوجہاں کا بادشاہ ہوں میرے بعد اسیطرح امام حسن ؑ کو اختیار ہوگا اور بعد امام حسن کے امام حسین سیدالشہدا مالک ہوگا بعد اسکے نو پسر اسکے بادشاہ ہونگے اور اس ہماری بادشاہت کا خاتمہ قائم آل رسول پر ہوگا وہاں سے ہوا ہمکو ایک باغ سبز میں لیگئی جو مانند بہشت کی تھا وہاں ایک جوان کو دیکھا کہ درمیان دو قبروں کے نماز پڑھتا ہے حضرت امام حسن ؑ نے دریافت کیا تو فرمایا آپ نے یہ صالح نبی ہیں یہ انکے والدین کی مزار ہیں نماز پڑھکر حضرت صالح جناب امیر کے پاس آئے اور بغلگیر ہوئے اور رونے لگے امام حسن ؑ نے عرض کی کہ یا حضرت کیا باعث یہہ رونے میں آپنے فرمایا تم خود دریافت کرو جب دریافت کیا تو صالح نے جواب دیا کہ سرور سوائے علی کے یہ راز کسی پر منکشف نہیں عرصہ ہوا ہے آپ اسجگہ نماز صبح پڑھتے تھے دس دن کے بعد آج آئے ہیں آپکی مفارقت سے روتا ہوں حضرت امام حسن نے عرض کی کہ یا جناب ہم ساتھ آپ کے صبح کی نماز ہمیشہ کرتے ہیں کسوقت آپ یہاں آتے ہیں فرمایا یہہ راز الہی ہیں اسکے جلوہ سے زمین آسمان خالی نہیں ہے ہر جا میرا مقام ہے پھر فرمایا کہ چاہتے ہو حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کو دیکھو سب نے عرض کی کہ ہاں پس ایک باغ میں جناب تشریف لائے جب وسط باغ میں پہنچے تو ایک تخت فیروزہ پر ایک شخص کو سوتے دیکھا سرہانے اور پائنتے ایک ایک اژدہا حفاظت کرتا ہے جب اژدہاؤں نے جناب امیر کو دیکھا تو آپ کے قدموں پر مونہہ اپنا ملنے لگے اور وہ انگشتری آپ نے اس تخت پر جو شخص سوتا تھا اسکو پہنادی اور فرمایا بحکم خدا اسے اوٹھئے حضرت امام حسن ؑ فرماتے ہیں حضرت سلیمان اوٹھ بیٹھے اور سلام کیا اور مسکرا کے کہا جسکو ارشاد آپ کا ہو وہ لحد سے ابھی اوٹھے برحق خدا یکتا اور پیغمبر محمد اور آپ اسکے وصی برحق ہیں — آپکی ولا سے مجھے سب رتبہ ملا تھا وہ نہ میں کیا چیز تھا پھر وہاں سے مشرق کیجانب روانہ ہوئے ایک قوم طویل وتنومند دیکھے دریافت کیا تو آنحضرت نے فرمایا یہ لوگ بقیہ قوم عاد سے ہیں حضرت علی ؑ نے دعوت اسلام انکو کی اس قوم نے انکار کیا آپنے ذوالفقار کھینچ کر اونپر حملہ کیا وہ قوم تمام ہلاک ہوگئی پھر آپ نے فرمایا کہ اور کچھ دیکھنا چاہتے ہو سبنے دست بستہ عرض کی یا حضرت امیر المومنین ہم کو زیادہ طاقت ایسے امورات عجیب دیکھنے کی نہیں ہم چاہتے ہیں کہ اب وطن کیطرف رجوع کریں پھر اس ابر پر سوار ہوئے تو دو ساعت میں حضرت علی کے گھر پر پہنچے جب اوتر کر بیٹھے تو اذان ظہر کی ہوئی نماز صبح ادا کرکے علی روانہ ہوئے تھے اور اتنی دیر میں کہاں کہاں پھر آئے بڑی حیرت ہوئی آپ نے فرمایا اگر چاہو تو نو فلک کی سیر کرادوں ہزار بار اسیطرح ۰

## سوال ایک یہود علما کا جناب امیر علیہ السلام سے

سوال ایک یہود علما کا جناب امیر علیہ السلام

ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک علما یہود سے جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا ایک یہ بات پوچھی کہ تمہارے پیغمبر کا وصی بعد اسکے کتنی مدت ظاہر زندگانی کریگا آپ نے فرمایا تیس برس پھر اوسنے پوچھا کہ وہ اپنی موت سے مریگا یا مارا جائیگا آپ نے جواب دیا وہ مقتول ہوگا اسکے سر پر بدبخت امت ایک ضرب لگائیگا ریش اسکی سر کے خون سے

چار یہود کا معجزہ دیکھکر اسلام لانا +

خضاب ہو گی علما یہود نے کہا سوگند بخدا کہ سچ ہے میں نے اس کتاب میں جسکو حضرت موسی و ہاروں نے لکھا ہے اسمیں ایسا ہی پڑھا ہے آپ برحق وہی رسول اللہ صلعم ہیں +

## جناب رسالت پناہ سے چار اشخاص کا سوال کرنا اور معجزہ دیکھکر مسلمان ہونا

کتاب فضائل مرتضوی میں لکھا ہے کہ ایکروز جناب سرور کائنات مسجد میں واعظ فرما رہے تھے کہ ناگاہ چار شخص آئے اور عرض کی اگر آپ پیغمبر خدا ہیں تو ہمارے سوالونکا جواب دیجئے اگر آپ ہمارے سوالونکا جواب دینگے تو ہم صدق دل سے آپ پر ایمان لائینگے حضرت رسالت پناہ نے فرمایا بیان کرو ایک کا یہ سوال تھا کہ ایک فرد کاغذ لکھکر ہوا میں اوڑاتا ہوں اور وہ کاغذ خورشید کے ورق سے لپٹ جاتا ہے اور جدا نہیں ہوتا آپ اگر جدا کر کے منگوا دیں تو ایمان لاتا ہوں پھر دوسرے نے عرض کی کہ میرے پاس ایک اژدہا ہے جب میں اسکو چھوڑتا ہوں تو وہ زیر زمین جاکر گاؤ زمین کے سم سے لپٹ جاتا ہے اسکو واپس منگوا دیں تو بندہ آپ پر ایمان لائے پھر تیسرے نے سوال کیا کہ جناب میں تاجر ہوں ایکمرتبہ میں چین میں گیا اور وہاں شاہزادی چین پر عاشق ہو گیا اس شاہزادی کو مدینہ میں مجھے دکھلائیں تو میں ایمان لاتا ہوں چوتھے نے کہا یا حضرت فرزند میرا چودہ سال کا تھا اور برائے شکار جنگل میں گیا تھا اور گم ہو گیا اسکی فرقت سے میری بصارت بھی جاتی رہی اسکو مجھے دکھلائیں تو میں بچشم خود دیکھوں تو ایمان لاؤں یہ سنکر جناب رسول مقبول نے سلمان سے فرمایا کہ اے سلمان میرے جانشین کو اسوقت بلا لا اس اثنا میں جناب امیر تشریف لائے تو حضرت رسول تعظیم کو اوٹھے اور کل حال حضرت نے جناب امیر سے کہا جناب امیر نے انکو کہا تم پہلے اپنا کمال دکھلاؤ پس وہ شخص اوٹھے ایک نے تو آسمان کو فرد کاغذ کے اوڑائے اور دوسری زمین پر سانپ پھینکا وہ سانپ گاؤ زمین سے جا لپٹا اور فرد پشت آفتاب سے جا لگے سلمان فارسی کا بیان ہے کہ جناب امیر وہاں سے نہاں ہو گئے آفتاب سے کو فرد کو حضرت جبرائیل چھوڑا کر لائے اور ناگاہ طبق زمین کو زلزلہ ہوا جناب مولا علی مرتضی نہاں ہو گئے اور حضرت میکائیل بحکم خدا جلو میں ہمراہ گئے وہ سانپ سم گاؤ زمین سے جدا کر کے حوالہ شیر خدا کیا ناگاہ تخت فوق پر جناب امیر پری اور کاغذ کے فرد کو مٹھی میں بند کی اور اژدہا جادو بھی لئے ہوئے تھے اور مٹھی کھولکر حضرت علی نے بیان فرمایا لو وہ طلسم ہے تمہارا وہ بولی جہاں سے آپ لیگئے تھے وہاں کہدو لیتے فرمایا اب کاغذ کے فرد تمہارے جسم کے ٹکڑے اڑائیں گے اور سانپ کاٹ دیگا اور تمہاری جان جائیگی وہ الامان کہکر دو تو سارے مسلمان ہو گئے اور مسجد میں دو حجرے تھے جو شخص کہ شاہ چین کی دختر کا عاشق تھا ایک حجرہ میں اوسے جانیکو فرمایا جب وہ شخص حجرہ میں گیا تو دیکھا کہ دختر شاہ چین [illegible] ارشاد فرمایا اور کہا وہاں جا کر اپنے فرزند کا نام لیکر پکار جب اوسنے نام لیا تو اسکا پسر حجرہ کھولکر باہر نکل آیا اس نوجوان سے آپ نے فرمایا کہ اپنا حال بیان کر کہ میں کروں اسکے پدر نے کہا یا جناب آپ واقف سر خفی و جلی ہیں میں مشتاق ہوں یہہ خود بیان کرے پھر اس جوان نے کہا کہ ایک دن میں شکار کو گیا تھا کہ ایک درخت پر ایک سانپ نظر آیا میں نے اسکو تیر مارا اسکے سر میں لگا تیر کے لگتے عجیب معاملہ ہوا نہ وہ درخت نہ سانپ نظر آیا سارا جنگل سنسان تھا اور میرے قدم زمین نے پکڑ لئے ناگاہ چار سوار آئے اور مجھکو قید کر کے ایک باغ میں لیگئے وہاں ایک جوان مہ لقا سر بندھا ہوا بیٹھا تھا اور اسکے بالین پر اسکا پدر روتا ہے

وہ تیر خوردہ تھا وہ چار اسکے پیش ہوکر بولے یہ حاضر ہے تیرزن اوس نے کہا اسکو قید رکھو اگر فرزند بچگیا تو اسکو رہائی بخشی ورنہ اسکی جان ضائع کرونگا پھر مجھکو چار سال قید رکھا آجکل اسکا انتقال ہوگیا تھا اور محافظ کہتے تھے کہ کل تمہاری جان ماری جائیگی آمد اجل میری کی تھی کہ حضور پرنور تشریف لائے اور مجھے کہاں سے کہاں لے آئے یہ سنکر حضرت مقبول رسول اللہ صلعم نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا عجب عزیز یہ مجھے عطا فرمایا ہے خدائی تین ساعتوں میں یہ کار خدا کی حضرت نے کیا اور ایکروز جناب امیر بروز جمعہ منبر پر خطبہ فرمارہے تھے کہ اژدہا باب الفیل مدینہ سے آیا سب لوگ خوفناک ہوئے اور اسکے دفع کا ارادہ کیا آپ نے منع فرمایا کہ کہا اسکو آنے دو غرض وہ اژدہا منبر کے قریب آیا اور جناب امیر کے گوش مبارک میں کچھ کہا آپ نے جواب دیا پھر وہ چلا گیا لوگوں نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ اس اژدہا نے آپسے کیا کہا ہے آپنے فرمایا یہ ایک حاکم جنوں کا تھا ایک حکم اسکو معلوم نہ تھا مجھسے پوچھنے آیا تھا میں نے بتلادیا یہ اژدہا نہ تھا درحقیقت جن تھا ۔

## احوال بعد وفات سرور کائنات کے جو قرض یا امانت تھیں انکا ادا کرنا ۔

بعد وفات جناب رسولخدا حضرت علی نے مدینہ شریف میں یہ منادی کرادے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے جس شخص سے کچھ وعدہ کیا ہو یا قرض دینا ہو وہ میرے پاس آوے میں اوسکے وعدے اور قرض ادا کرونگا یہ سنکر لوگ آنے لگے جو آتا اور جو کہتا تھا جناب امیر جائے خانہ کے نیچے سے دینار درہم دیتے جاتے تھے جسقدر کوئی طلب کرتا تھا آپ دیتے تھے ناگاہ ایک اعرابی آیا اور کہا اسی شتر سرخ اور چشم سیاہ والے جنکی رسولخدا نے مجھسے ضمانت کی تھی آپ انکے وصی ہیں عنایت فرمائیے یہ سنکر حضرت نے امام حسن سے ارشاد فرمایا کہ تم اور سلمان اس اعرابی کو فلاں وادی میں لیجاؤ اور یہ آواز دو اے صالح جب وہ جواب دے تو اسے کہنا کہ امیر المومنین نے بعد سلام تجھے یہ کہلا ہے کہ وہ اسی شتر جنکا رسول اللہ نے وعدہ کیا تھا اس اعرابی کو دیدو اصحاب خاص سلمان کہتے ہیں کہ ہم اوس صحرا میں گئے اور امام حسن نے اسکو آواز دی اوسنے جواب دیا لبیک یا ابن رسول اللہ حضرت امام حسن نے پیغام بیان فرمایا اوسنے فوراً ایک مہار ناقہ کی زمین سے نکالدی امام حسن نے لیکر اعرابی کے ہاتھ میں دیدی اعرابی نے مہار کو کھینچا پس اوس صفت کے ناقے نکلنے شروع ہوئے جنکا وعدہ جناب رسولخدا نے کیا تھا اسی شتر نکلے اعرابی لیکر چلا گیا ۔

مروی ہے کہ جب لشکر ظفر پیکر جناب امیر کو صفین میں طول ہوا تو اصحاب نے اس جناب سے کمی زاد راحلہ کی شکایت کی کہ ہمارے پاس ایکدن کا بھی گھاس دانہ نہیں ہے یہ سنکر آپ ایک ٹیلہ پر تشریف لیگئے اور بعد نماز درگاہ قاضی الحاجات میں دست دعا بلند کئے ہنوز دعا کرکے اپنی منزل تک نہ پہنچے تھے کہ ایک قافلہ پہنچا جو کچھ ضرورت تھی جملہ اشیاء لشکر میں تقسیم کرکے چلا گیا کسیکو معلوم نہ ہوا کہ کدھر گیا ۔

منقول ہے ایک جنگ سے جناب امیر مظفر منصور چلے آتے تھے راہ میں ایک یہودنے کہا یا حضرت میں آپکا دوست ہوں آپ نے فرمایا تو دشمن ہے ایکطرف وہاں آگ روشن تھی آپنے فرمایا اگر دوست ہے تو اس آگ میں کود پڑ اگر تو میرا دوست ہے تو ہرگز آگ تجھکو نہ جلائیگی وہ کہنے لگا اور کوئی آپکا دوست نہیں ہے جو مجھکو ارشاد کیا آنحضرت کے ہمراہ ایک پیر مرد تھا اسکو فرمایا کچھ مال و اولاد تمکو خدا نے دیا ہے یہ سنکر وہ شخص اپنے گھر آیا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جسقدر مال ہو اور فرزند ہو تیرے پاس وہ لیکر جلد لاؤ وہ بولی حضرت نے کیوں یاد کیا اوس نے کہا ہمارے کو آگ میں ڈالینگے وہ بولی گلزار ہوگی بسم اللہ لیجا

اور فرزند کو بھی کہا ہرگز گھبرانا نہ اور یا قسیم خدا کہکر آگ میں چلے جانا القصہ وہ شخص مال اور فرزند کو لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا مولائے مومنین نے فرمایا اسمیں کود پڑو وہ جلد بازو پسر کا پکڑکر آگ میں گیا یہودی سے فرمایا یہ دیکھ میرے دوستکو اے دشمن خدا جب دونو آگ میں غالب ہوگئے اور آگ ٹھنڈی ہوئی تو دیکھا کہ پدر سر سجادہ پر طاعت خدا میں مشغول ہے اور پسر تلاوت قرآن کرتا ہے کچھ نقصان نہ ہوا پارچہ تک مع زیور آگ سے سلامت نکلے وہ یہودی حضرت کے پاؤں پر گرا اور یہ معجزہ دیکھکر مسلمان ہوگیا

**منقول** ہے کہ ایکروز ایک شخص خوش رو و خوش لباس آیا اور جناب امیر سے باتیں کرتا تھا اور آپ جناب بھی اس سے متوجہ تھے جب وہ اوٹھکر چلا گیا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ یا حضرت یہ کون شخص تھا جو آپ سے کلام کرتا تھا آنحضرت نے فرمایا یہ یوشع بن نون وصی حضرت موسی بن عمران کا تھا فضائل مرتضوی میں لکھا ہے مروی ہے کہ جبکہ جناب امیر نے جنگ صفین سے مراجعت فرمائی تو ایک صحرا میں پہنچے اور نزول اجلال فرمایا لشکر پر تشنگی نے غلبہ کیا اہل لشکر نے شکایت پیاس کی کی آپ جناب اوٹھے اور ایکطرف صحرا میں نظر کی تو ایک سنگ عظیم نظر پڑا آپنے اس سنگ کے قریب جاکر فرمایا اے سنگ خبر دے کہ اس صحرا میں پانی کسجگہ ہے اوس سنگ نے سلام کیا اور کہا پانی میرے نیچے ہے یہ سنکر آپنے حکم دیا کہ اس پتھر کو اوٹھاؤ ہشت سو آدمی اوٹھانیکو متوجہ ہوئے مگر سنگ نہ ہلا پھر جناب نے لب مبارک ہلائے اور دست مبارک اوس سنگ پہ مارا سنگ بقدرت الٰہی اوسجگہ سے ایک فرسنگ جا پڑا اور آب شیریں مثل برف اسکے نیچے سے نکلا سبنے خوب سیر ہوکر پیا اور مشکیں بھر لیں اور چوپائے جانور بھی سیر ہوگئے حضرت علی نے پھر اوس سنگ کو خطاب فرمایا سنگ مثل گنبد کے اپنے جگہ پر آیا اور قائم ہوگیا

محمد بن ابوبکر سے مروی ہے کہ ایکبار امام حسنؑ بیمار ہوگئے اور جناب امیر سے انار مانگا آپنے ستون خانہ کیطرف دست دراز کرکے دعا کی ایک شاخ انار کی اس ستون سے پیدا ہوئی چار انار اسمیں لگے ہوئے تھے آپنے ایک امام حسن کو اور ایک حسین کو توڑ کر دیا امام حسن نے عرض کی یا قبلہ ام یہ انار کہاں سے آئے آپ نے فرمایا خلد بریں سے روح الامین لائے ہیں +

**روایت** ہے ایکروز ایک شخص نے جناب امیر سے کہا یا علی میں نے بہت آدمیوں کو قتل کیا ہے اور بہت اطفال کو یتیم کیا ہے یہ سنکر آپ غصہ ہوئے اور فرمایا دور ہو اے کتے اسیوقت وہ شخص سیاہ کتا ہوگیا جب اوس نے یہ حال اپنا دیکھا تو دم ہلانے لگا اور فریاد فغاں کرنے لگا جناب کو اسپر رحم آیا اسکے واسطے دعا کی وہ پھر انسان ہوگیا اور توبہ کی +

فضائل زین منقول ہے کہ ایکروز جناب امیر کوفہ مسجد میں مسند قضا پر بیٹھے ایک قوم ایک حبشی کو باندھ کر لائے کہ یا حضرت اس نے چوری کی ہے آپ نے اس سے پوچھا تو نے چوری کی ہے وہ بولا البتہ میں نے چوری کی ہے آپ نے نام پوچھا اس نے کہا [illegible] ہے اور قبیلہ ثعلبہ سے ہوں آپنے فرمایا جس مال کو تو نے چورایا قیمت اسکی ڈیڑھ دانگ تھے وہ بولا ہاں آپ نے اسکے دست راست کو قطع کیا وہ حبشی دست بریدہ اوٹھکر دار قضا سے نکلا راہ میں عبداللہ ابن کوا نے اس سے ملاقات کی اور پوچھا تیرا ہاتھ کسنے کاٹا ہے کہا کہ امیر مومناں نے عبداللہ نے کہا علی نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تو انکی تعریف کرتا ہے تعجب ہے حبشی نے کہا کیوں نہ تعریف کروں کوئی یہ جبر نہیں کاٹا ہے بعوض اس حق کے کاٹا ہے جو مجھپر واجب ہوا ہے عبداللہ حضرت کی جناب میں آیا اور عرض کی یا حضرت میں نے ایک حبشی کو دیکھا ہے کہ ہاتھ اپنا کٹا ہوا دوسرے ہاتھ لئے ہوئے آپ کی صفت ثنا کرتا جاتا تھا یہ سنکر آپنے فرمایا ہمارے دوستوں کا یہی حال ہے اگر انکے ٹکڑے کیجاویں

ہماری محبت سے دست بردار نہیں ہوتے یہ کہکر امام حسن سے فرمایا اس حبشی کو میرے پاس بلالاؤ شاہزادہ نے حبشی کو لاکر حاضر کیا آپ نے فرمایا اے اسود میں نے تیرا ہاتھ کاٹا اور تو مدح کرتا ہے وہ بولا کیوں نہ کروں آپکی محبت میری خون وگوشت میں ملی ہوئی ہے اور ہاتھ میرا آپنے حق پر کاٹا ہے پھر جناب امیر نے فرمایا اب ہاتھ کٹا ہوا مجھے دے پس جناب نے دست بریدہ کو اوسکی جگہ پر رکھکر ردائے مبارک اوپر ڈالدی اور دو رکعت نماز ادا کی اور دعا کی جب فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ہاتھ اسکا درست ہوگیا +

**روایت ہے** کسی شہر میں دشمن جناب امیر کا رہتا تھا جو شخص نام حضرت کا لیتا تھا وہ اسکو ایذا دیتا تھا اتفاقاً ایک فقیر جناب امیر کا اس شہر میں وارد ہوا اور ہر کوچہ میں یہ ندا کرتا پھرتا تھا کہ کوئی ایسا ہے جو مجھے نام حضرت علیؑ کا کھانا کھلائے ایک مومنہ بولی اس شہر میں حیدر کا نام لینا گناہ ہے میں ایک بیوہ اور ایک میرا پسر ہے مزدوری کرکے روزی تیار کرتی ہوں اور روزہ دار بھی ہوں یہ دو روٹیاں جو کی ہیں فقیر نے ایک لی یہ خبر حاکم شہر کو پونچی اوسیوقت اس غریب کو پکڑ منگایا اور معہ فرزند اسکو قید کیا جب صبح ہوئی تو حکم دیا کہ شانوں سے ہاتھ کاٹ کر اسکی پشت پر باندھ دو اور تشہیر کرو جلادوں نے ایسا ہی کیا اور طعن کرنے لگے علی نے تیری مدد نہ کی اور ہاتھ کٹنے سے الفت حضرت علی کی ثابت ہوگئی جلادوں نے لڑکا اور ہاتھ اسکے چادر میں لپیٹ کر اسکی پشت پر باندھ دیے اور جنگل میں چھوڑ آئے وہ بیچاری ہر سمت نظر کرتی تھی کہ کوئی ایسا ہو جو بچہ کو کھولے اور شیر اوسکو دوں جب کوئی نہ آیا تو ایک دریا اسکو ملا اس میں غرق ہونے لگی یا علی کہکر دریا میں جا گری دریا خشک ہوگیا اور ایک سوار نقاب پوش عیاں ہوا اور اسنے کنارہ پر لاکر بٹھلایا اور بچہ پشت سے کھولا اور کہا اسکو دودھ پلا وہ بولی اسکا صلہ تجھے حضرت علی دے آپ نے فرمایا اے صاحب یقین میں ہے علی ہوں آنحضرت نے لب مبارک لگا کر اسکے ہاتھ بھی لگا دیئے جب شانوں سے ہاتھ درست ہوگئے باجازت جناب قدم بوسی کرکے شہر کو چلے گئے جب شہر میں پونچے تو تمام خلق اللہ حیران تھی اور جام محبت جناب امیر کا اہل شہر نے نوش کیا +

**منقول ہے** کہ جنگ میں مالک اشتر کے بھائی کو جناب امیر نے قتل کیا تھا اوس روز سے مالک اشتر کا ارادہ بدلہ لینے کا تھا ایکدن حضرت امام حسنین علیہ السلام کہیں تشریف لیجاتے تھے ناگاہ وہاں مالک اشتر آئے اور شاہزادوں سے حسب نسب پوچھا تو اونہوں نے کہا ہمارے والد کا نام حضرت علی ہے اور والدہ صاحبہ فاطمہ الزہرا ہیں اور نانا ہمارا احمد مصطفےٰ ہے یہ سنکر مالک اشتر خوش ہوئے اور کہا مدت کی آرزو بر آئی اب میں تمکو نہ چھوڑونگا زندہ صفحہ ہستی پر القصہ مالک اشتر دونوں شاہزادوں کو شتر سوار کرکے قلعہ سخر کو لیگیا جب یہ خبر جناب امیر کو پونچی اسیوقت آپ دلدل پر سوار ہوکر سخر کو روانہ ہوئے عرصہ ایکدم کا ہوا آپ سخرستان پونچگئے وہاں کے لوگ آتش پرست اور بت پرست تھے وہ تمام بت مونہہ کے بل گر پڑے وہ تمام لوگ حیران تھے کہ یہ کیا نقشہ ہے سب بت گرتے ہیں ناگاہ خیمہ سے مالک اشتر برآمد ہوا اور پکارا تو کون ہے کیا قاصد تو نہیں احمد مرسل کے وصی کا اور کہا پیغام مدینہ سے علی کا آپنے فرمایا یداللہ مجھے کہتے ہیں یہ سنکر اوسکی ہوش اڑگئی اور بولا اس قدوقامت پر یداللہ کا شہرہ ہے نہ تلوار نہ نیزہ کیا ہاتھوں سے لڑینگے یکدم سب فوج حملہ ور ہوگئی اور جان جائیگی آنحضرت نے فرمایا کیا ہوا اگر شمشیر نہیں تو حکم قضا قدر پر ہمارا ہے ہم چاہیں تو دو عالم کو ایک انگشت پر اوٹھالیں قربان اعجاز حضرت رسول اللہ پر اسیوقت

ذوالفقار لیکر سامنے تشریف لائے آپ نے لیکر قبضہ پر ہاتھ رکھا اور کہا کلمہ طیب پڑھ ورنہ سب فنا ہو جاؤگے اسیوقت مالک اشتر نے عرض کی کہ اگر ایک معجزہ مجھکو دکھلادیں تو ابھی مسلمان ہوتا ہوں آپ نے فرمایا بیان کر مالک اشتر نے عرض کی کہ یہ سنگ مدت سے اس میدان میں پڑا ہے اسمیں سے ایک مرغ برآمد ہوتا ہو اور اس مرغ کی یہ شکل ہو کہ پنجے زبرجد کے ہوں اور چشم در شہوار کے ہو اور گردن الماس کی اور منقار یاقوت کی ہو اور پر لعل کے ہوں مالک اشتر نے یہ کہہ رہا تھا کہ وہ سنگ شق ہوا بعینہ مالک اشتر نے کہا تھا ویسا مرغ نکلا یہ دیکھکر مع لشکر مالک اشتر نے اسلام قبول کیا اور لاکر حضرت حسنین ع کو جناب امیر کے حوالہ کیا اور آپ کی ہمراہ چلا اور مدینہ منورہ میں پہنچے مالک اشتر نے شاہزادوں کو دوش پر اوٹھایا تھا اور دروازہ جناب فاطمہ علیہا السلام پر حاضر ہوکر کہتا تھا حضور مجھکو معافی بخشیں آپ سخی ہیں میری تقصیر عفو ہو تازہ مسلمان ہوں ہمیشہ کیلئے غلام ہوں ◆

کتاب ذریعۃ الحاج میں منقول ہے کہ ملک حبش میں ایک بادشاہ اشکبوس نام تھا اور اسکا ایک برادر زادہ حقیقی تھا بڑا شجاع و دلیر تھا اور نام اسکا فتاح تھا ہمیشہ اسمیں اور اشکبوس میں جنگ و جدال رہتا تھا ایکروز اشکبوس نے فتاح سے کہا تو ہمیشہ مجھسے قتال و جدال رکھتا ہے اسکا کیا سبب ہے اور کیا مقصد ہے فتاح نے کہا میرے دو مطلب ہیں اگر تو برلائے تو میں تجھسے دائم مقام صلح میں ہوں ایک تو یہ ہے کہ تو اپنی دختر کا عقد مجھسے کردے دوسرا میرے باپ کا مال مجھے دیدے اور بادشاہی میرے نام مقرر کردے اشکبوس نے کہا اول میرا ایک علی نام دشمن شہر مدینہ میں ہے اگر اسکا سر کاٹ کر لادے تو دختر بھی دونگا اور سب مال بھی دونگا فتاح نے یہ قبول کیا اور کہا کہ فضل اپنے پسر کو میری ہمراہ اور سات ہزار جنگی جوان دے جو میں جاکر حضرت علی کا سر کاٹ کر لادوں اشکبوس نے معہ سات ہزار سپاہ فضل کو طرف مدینہ ہمراہ فتاح کے روانہ کیا دو ماہ کے عرصہ میں یہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے ایک فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوگئے تھوڑی دیر آرام کرکے ارادہ کیا کہ شہر میں چلکر حضرت علی کو دیکھیں کہ کس شان شوکت کا جوان ہے غرض فضل اور فتاح اور بارہ نفر قوی ہیکل جو اپنا نظیر نہ رکھتے تھے دروازہ مدینہ پر پہنچے اتفاقاً جناب امیر اپنے نخلستان کو تشریف لیجارہے تھے فتاح نے فضل سے کہا کہ اس جوان سے دریافت کر کہ حضرت علی گھر میں ہیں فضل نے آواز دی کہ ایجوان ذرا ہمارے پاس سے ہوتا جا ہمیں کچھ پوچھنا ہے جناب انکے قریب تشریف لائے تو فتاح نے کہا اے بندہ خدا حضرت علی کو جانتا ہے آپ نے فرمایا خوب جانتا ہوں اور کہا تمہارا علی سے کیا کام ہے فتاح نے کہا ای جوان ہم دور سے آیا ہوں فقط اسلئے کہ علی کا سر کاٹ کر بادشاہ حبش کیلئے تحفہ لیجاؤں آپ نے فرمایا علی نے تیرا کیا قصور کیا ہے فتاح نے سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا اے شخص اگر بت پرستی ترک کرے اور اسلام لاوے تو علی اپنے سر کو تجھپر فدا کرے فتاح نے کہا اے جوان پہلے تو صورت شکل اسکی بیان کر کہ کیسی شکل شمائل کا وہ جوان ہے آپ نے فرمایا مجھ میں اور حضرت علی میں کسیطرح کا فرق نہیں تو اگر مجھپر غالب آئیگا تو علی پر بھی غالب آئیگا فتاح نے کہا آ تو اور میں محاربہ کریں تا دیکھوں میں علی کے مقابل ہو سکتا ہوں یا نہیں یہ کہکر فتاح نے ایک تلوار حوالہ فرق مبارک حضرت پر ماری آپ نے بیلچہ اسکی تلوار پر مارا دو ٹکڑے ہوگئی فتاح نے پھر گرز لیا اور مارا آپ نے اسکا گرز چھین لیا اور فرمایا ایجوان تو دو وار کرچکا اب میں وار تجھپر کرتا ہوں ہشیار ہوجا فتاح نے سپر کو سر پر لیا جناب نے بیلچہ اسکی کمر پر مارا اسنے بغل آپکو دبانا چاہا جناب نے کمر سے پکڑ کر زمین سے اوٹھالیا اور سر سے بلند کرکے فرمایا مجھے تجھپر رحم آتا ہے یہ کہکر زمین پر رکھدیا اور فرمایا اے فتاح اسلام قبول کر فتاح نے جان لیا کہ یہی علی ہیں فتاح نے عرض کی اگر تین شرطیں میری آپ قبول کریں تو میں اسلام لاتا ہوں آپنے فرمایا کہو عرض کیا کہ ایک شرط یہ ہے مجھے اپنی غلامی میں قبول کریں دوسری یہ حلقہ اپنی بندگی کا میرے گوش جان میں ڈالیں تیسرے یہ کبھی

آپ مجھے اپنے سے جدا نکریں آپ نے یہ شرطیں قبول فرمائیں فتاح نے صدق دلسے کلمہ پڑھا فضل نے جو یہہ حال فتاح کا دیکھا تو معات ہزار جوانوں کے مسلمان ہوا اسوقت جناب امیر نے فتاح کا نام قنبر رکھا فضل نے حضرت سے رخصت چاہی اور عرض کی کہ حبش جاکر اپنے باپ کو بھی مسلمان کروں گا وقت رخصت آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی مشکل تجھسے پیش آوے تو مجھے یاد کرنا غرضکہ فضل مدینہ سے حبش پونچا تو اشکبوس نے کہا اے پسر فتاح کیا ہوا فضل نے کہا سعادت دوجہانی پر فائز ہوا اسلام لایا اور غلامی حضرت علیؑ کو اختیار کیا پھر فضل نے اپنے باپ سے کہا یہ سنکر اشکبوس نے کہا فضل کو گرفتار کرو اور جلاد کو کہا اسکو قتل کر جب اسنے فضل کے قتل کا ارادہ کیا تو فضل نے موہنہ اپنا طرف مدینہ کی کرکے پکارا یا علی ادرکنی بمجرد اس ندا کی دفعتاً ہر ایک کے کانوں میں آواز اللہ اکبر کی آئی اوس آواز کو سنکر سب کافر بیہوش ہو گئے جب ہوش آئی تو ایک سوار پشمینہ پوش کو دیکھا کہ بارگاہ کے دروازہ سے چلا آتا ہے اور فضل کے پاس آکر کہا اوٹھ کھڑا ہو جب جناب کو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور باعجاز حضرت زنجیر ٹوٹ گئی اشکبوس نے آپ کو دیکھکر فضل سے پوچھا کہ یہہ کون ہے اسنے کہا یہہ حضرت علی ابن ابیطالب یہی ہیں کہ ایک چشم زدن میں مدینہ سے دیار حبش میں تشریف لائے یہ سنکر اشکبوس نے پوچھا کہ آپ مدینہ سے کب چلے تھے آپ نے فرمایا جسوقت تونے فضل کے ہاتھ بندوائے تھے پھر آپنے فرمایا تو اسلام لا ورنہ قتل کرونگا عرض کی کہ ایک معجزہ میں طلب کرتا ہوں اگر آپ دیکھلائینگے تو اسلام قبول کرونگا آپنے فرمایا کیا معجزہ چاہتا ہے اسنے کہا کہ اس سنگ عقیق سے کہ میرے آگے رکھا ہوا ہے دو چشمے پانی جاری ہوں یہ سنکر حضرت نے ذوالفقار اس سنگ پر ماری تو دو چشمے آب خوشگوار کے جاری ہو گئے یہہ دیکھکر اشکبوس نے کہا کہ اے علی تجھ ساحر میں نے کہیں نہیں دیکھا یہ سنکر آپ کو غیظ آیا اور اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا اور زمین پر دے مارا جناب امیر نے ہر چند اسکو فرمایا مگر اسلام نہ لایا آخر فضل نے اپنے باپ کا سر کاٹ لیا اہل شہر نے جب یہہ حال دیکھا تو بصدق دل تمام اسلام میں داخل ہوگئے اور جناب امیرؑ نے فضل کو وہاں کا بادشاہ بنایا فضل نے جناب سے عرض کی کہ فتاح میری بہن کا طالب تھا اگر وہ چاہتے تو میں عقد کردوں جناب عالی نے قنبر سے پوچھا کہ وہ بولا جناب عالی میں اب اوسکی ہمشیرہ کو کیا کروں پھر جناب امیر اہل شہر سے وداع ہوکر مدینہ میں تشریف لائے •

کتاب فضائل مرتضوی میں منقول ہے کہ زمانہ خلافت ابن عباس میں ایک مرد بخیل شہر موصل میں رہتا تھا اور دشمن اہلبیت کا تھا مگر اسکی دختر جو اسکی زوجہ کے ہمراہ آئی تھی وہ مومنہ تھی اور خاندان رسالت پر نثار تھی مرد بخیل نے اس دختر کیلئے دو روٹیاں مقرر کر رکھی تھیں ایکروز ایک فقیر بخیل کے در پر آیا اور ندا کی کہ کوئی ایسا ہے جو دوستی علی میں روٹی دے اس دختر نے نام علی کا سنکر وہ دونوں روٹیاں فقیر کو دیدیں جب اسکو اشتہا ہوئی تو بخیل کے حصہ کی روٹیوں میں ایک روٹی نکال کر کھانے لگے تو وہ بخیل گھر میں آیا اور اپنے حصہ کی روٹی دیکھکر کہنے لگا تونے روٹیاں کہاں کیں باپ سے وہ دختر کہنے لگی ایک سائل آیا اور نام علی پر روٹی مانگی میں نے اسکو اپنی روٹیاں اوٹھا دیں وہ حضرت علی کا دشمن تھا جلگیا اور کہنے لگا کس ہاتھ سے تونے روٹیاں دیں وہ بولی سیدھے ہاتھ سے اس لعین نے کہا اگر تو دوستی علی میں راسخ ہے تو ہاتھ اپنا مجھکو دے میں اسکو کاٹ ڈالوں دختر نے کہا ہاتھ کیا ہے جان بھی قربان ہے مگر یہ ہاتھ آپ میرا نہ کاٹیں اس سے میں ماتم امام حسین کا کرتی ہوں وہ نہ مانا آخر ہاتھ اپنا اسکے آگے کیا تو شانہ سے اسنے قلم کردیا اور یہ ستم کیا کہ گھر سے بھی نکال دیا وہ روتے تھے اور تصور حضرت عباس علمدار کا کر کے کہتے تھے لونڈی کو جمال

مبارک دیکھائے اور ہاتھ میری شل اسود ملائے جنگل میں ایک درخت کے نیچے جا پڑے خون بدن سے زیادہ گیا بیہوش ہو کر لیٹ گئی شہر موصل کا بادشاہ عادل اہل محبت علی تھا شکار کھیلنے باہر آیا اسکو ایک آہو نظر آیا اسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا جب قریب اس درخت کے گیا تو دیکھا ایک نور اس شجر سے بلند ہے تعجب ہوا اور جلد اسکے نیچے آیا تو دیکھا ہزار ہا جانور پرند وحشی نالہ و فغاں کرتے ہیں اور ایک لڑکی حسین غش میں ہے اور اسکے دست بریدہ سے خون جاری ہے گھوڑے سے اتر کر اپنی دستار سے زخم باندھا اور رو رہا تھا اس دختر کی آنکھ کھل گئی تو بادشاہ نے حال دریافت کیا تو بولی میں عاشق علی کی تھی ایک سائل کو روٹیاں دیں اس جرم پر پدر نے ہاتھ کاٹا ہے بادشاہ خوش ہوا کہ یہ مومنہ ہے گھر لیجا کر علاج کروں اور اپنے پسر سے اسکا عقد کروں پھر اسکو گھوڑے پر سوار کر کے روانہ ہوا اور گھر جا کر علاج کیا وہ دختر تندرست ہو گئی مگر نہ ہونا ہاتھ کا اسکو غم تھا بادشاہ نے بخیل کو بلا کر جلادوں کے سپرد کیا وہ مارا گیا پھر اس مومنہ کا عقد بادشاہ کے فرزند سے ہوا شاہزادہ نے جو اسکا حسن جمال دیکھا تو دل سے عاشق ہوا شاہزادہ اسکے ہاتھ کٹنے سے ناواقف تھا جب وقت خلوت کا ہوا شاہزادہ کو پیاس لگی وہ دختر بائیں ہاتھ میں پیالہ پانی کا لیکر آئی شاہزادہ نے کہا اسکو تمیز راست چپ کی بھی نہیں آزردہ ہو کر سو رہا مومنہ کو یہ صدمہ ہوا کہ جگر چاک ہو گیا وہ روتی روتی نے وضو کیا اور فریاد آہ کی اور کہا اے رب ذوالجلال تجھے میرا حال آشکار ہے اور میں تیرے خاص بندوں پر نثار ہوں اور ہاتھ انکی محبت میں کٹوایا یہ دعا صدقہ پنجتن پاک کا میری قبول فرما اور شوہر کی آنکھ میں حقیر اور ذلیل نہ کر واسطے پنجتن پاک کے یا مجھکو اس جہان سے اوٹھا لے یا مجھ پر رحم کر یہ کہکر بہت روئی کہ بیہوش ہو گئی اوس بیہوشی میں کیا دیکھتی ہے کہ آسمان سے ایک تخت اترا اور قریب اسکے آیا تو اوسنے دیکھا کہ پانچ شخص ہیں ایک انمیں بی بی سب تخت سے اوتر کر اسکے پاس آئی اور اسکو گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اس دختر نے عرض کی کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہے جناب سیدہ دوجہان نے فرمایا میرا نام فاطمہؑ ہے اور یہ جو تخت پر بیٹھے ہیں ایک میرے پدر محمد مصطفیٰ ہیں دوسرے میرے شوہر علی مرتضیٰ ہیں اور دو میرے فرزند امام حسن حسین ہیں پھر جناب معصومہ نے جناب امیرؑ سے کہا اے حل المشکلات اس دختر نے آپ کی محبت میں ہاتھ کٹوایا ہے دعا کرو آپ کی دعا کی برکت سے اسکا ہاتھ سالم ہو جائے اور شاہزادہ کی روبرو شرمندہ نہ ہو تب حضرت نے دعا کی دست بریدہ غیب سے آیا اور شانہ سے ملا یا تندرست ہو گیا بعد اسکی سیدہ دوجہاں نے شانہ کو اسکے بوسہ دیا اور تخت پر بیٹھ گئے تو وہ تخت آسمان کیطرف روانہ ہوا خواب سے اوٹھتے ہی کہنے لگی یا علی تیرے نام سے نثار پردہ سے شاہزادہ سنتا تھا پوچھا جو اسنے حال تو بولی وہ گلعذار + اگر علی جمال مبارک دیکھ ملے گئے ٭ شانہ سے میرا ہاتھ یا اللہ ملا گئے + بادشاہزادہ جب بیدار ہوا تو دیکھا زوجہ کو سر نیچی ہے سبب اسکا پوچھا تو بادشاہ نے پسر سے بیان کر دیا کہ تو نے اسکو رنج دیا تھا مہربانی حضرت علی سے اسکو دوسرا ہاتھ بھی ملگیا

کتاب فضائل مرتضوی میں منقول ہے کہ ایک شخص بصری نہایت غنی تھا قدرت خداوند جہان وہ مفلس ہو گیا تو بصرہ سے وہ کوفہ میں چلا گیا اور وہاں اوسنے ایک غنی سے سوال کیا کہ تو مجھے بحق محمدؐ و آل محمدؐ و ولایت علی کچھ دے وہ غنی جملہ خوارج سے تھا وہ نام حضرت کا سنکر جلگیا اور کہنے لگا حضرت علی کے نام پر تو تجھے خاک بھی نہ دونگا وہ مفلس بصری دلتنگ ہوا اور رو دیا اور کوفہ کی گلی کوچہ میں پھرنے لگا ناگاہ ایک عورت حسین ایک مقام کے غرفہ میں بیٹھی تھی اسکو اسکے حال پر رحم آیا تو حال بلا کر دریافت کیا تو مستفسر ہوئی بصری نے اپنی سرگذشت بیان کی وہ عورت دوستان جناب اہلبیت سے تھی اسنے اپنے کان سے گوشوارے کہ اوسکے

باپ سے اسکی ارث میں پونچے تھے اور تین لعل ایک ایک دینار کے اوسمیں تعبیہ کئے تھے اوتار کر بعری تاجو دیدیئے وہ بعری لیکر بازار میں اوسی دوکاندار غنی کے پاس آیا اور کہا کہ تو عورت سے بھی کمتر ہے اوسنے گوشوارے کو پہچانا کہ اسکی زوجہ کے تھے دیکھکر آتش قہر اسکے سینہ میں مشتعل ہوئی دوکان بند کرکے گھر میں آیا اور بی بی سے کہا تو نے اوس درویش کو اپنے گوشوارے کیوں دیئے عورت نے کہا میرا مال تھا مجھے میراث باپ میں ملا تھا تیرے مال سے تو نے اسکو کچھ نہیں دیا بلکہ حضور حضرت علی کے نام پر دیا ہے وہ بولا جسکی محبت میں تو نے جس ہاتھ سے گوشوارے دئے ہیں وہ ہاتھ دراز کر میں اسکو کاٹوں عورت نے کہا ہاتھ کیا ہے میری جان بھی اونکے نام پر قربان ہے پھر ہاتھ دراز کیا اوس بیرحم نے ہاتھ اسکا بند سے جدا کر دیا اور گھر سے نکالدیا وہ مومنہ کارواں سرا میں روتی ہوئی پونہچی اور وہاں غش کھاکر گر پڑی وہاں ایک پیرمرد معہ زوجہ کے اس سرا میں رہتا تھا اور اسکی اولاد نہ تھی اس پیر مرد کا وہاں گذر ہوا تو دیکھکر حیران رہگیا اور دیکھا کہ ہاتھ سے خون جاری ہے وہ جاکر اپنی بی بی کو بلا لایا وہ آنکر دونو اسکے سرہانے بیٹھگئے اور جب اسکو ہوش آیا تو اپنا قصہ پیرمرد سے بیان کیا وہ بھی محبان اہلبیت سے تھے اُس زن صالح کو تشفی دی اور اپنے گھر میں اوٹھالائے ہاتھ کا علاج کرایا وہ اچھی ہوگئی پس وہ زن شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے سات برس گذرے کہ ناگاہ ہندکیجانب سے ایک تاجر کا قافلہ آیا اُسکا مال نفیس ایک سو اسی ۱۸۰ خروار کے مقدار تھا اوس تاجر کا معمول تھا کہ بعد نصف شب کے وہ اٹھکر قافلہ میں پھرتا تھا جب وہ اوٹھکر پھرنے لگا تو اسکو ایک گوشہ سرا میں روشنی معلوم ہوئی تاجر کو چور کا گمان ہوا جب وہ قریب جاکر دیکھا تو روشنی اندر تھی اور تمام در و دیوار منور تھے آہستہ دروازہ کھولا اور اندر آیا دیکھا کہ ایک پیرمرد اور ایک پیرزن سوتی ہے اور ایک دختر حسین سجادہ بیٹھی ہے خواجہ دیکھکر عاشق ہوگیا اور واپس آیا اور صبح کو طبق جواہرات کے بیش قیمت لاکر پیرمرد کے آگے رکھے پیرمرد متعجب ہوا اور تاجر سے پوچھا کہ کچھ مجھسے حاجت رکھتے ہو کہا ہاں اچھا کہو یہ دختر تمہاری شوہر رکھتی ہے یا نہیں کہا نہیں خواجہ خوش ہوا اور کہا میں یہ چاہتا ہوں اسکا عقد میرے ساتھ کرو پیرمرد نے کہا بہتر ذرا صبر کرو پیرمرد وہ طبق جواہرات لیکر دختر کے پاس گیا اور ماجرا بیان کیا دختر نے کہا تمہیں اختیار ہے خواجہ خوش ہوا مگر وہ عورت اپنے ہاتھ کٹے سے متہیم تھی کہ اس حال میں کیا شوہر کے پاس جاؤنگی غرض پیرمرد نے اوس تاجر سے دختر کا عقد کر دیا خواجہ اسباب عروس بہت لایا جسوقت عروس کو تاجر نے طلب کیا شب کو تو عروس نے کہا ایک ساعت توقف کرو کچھ مجھے کام ہے یہ کہکر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور سر عجز نیاز زمین پر رکھا اور بہت روئی اور کہنے لگی ایخداوند بحق محمدؐ و آل محمدؐ و علی کے مجھے شرمندہ نہ کر یہ کہکر ایسا روئی کہ بیہوش ہوگئی اور ناگاہ خواب میں اوسنے دیکھا کہ ایک باغستان بہشت میں اوسے لیگئے اور وہاں ایک قصر سُرخ یاقوت کا اسنے دیکھا اور اسمیں ایک تخت سبز زمرد کا دیکھا اوسپر ایک مرد بیٹھا تھا اور ہزاروں فرشتے روبرو صف باندھے کھڑے ہیں یہ دیکھکر وہ دختر ڈری ایک فرشتہ اسکو پکڑکر اس تخت کے قریب لیگیا اس تخت نشین نے فرمایا اے دختر میں علی ابن ابی طالب ہوں جسکی محبت کے سبب تو نے ہاتھ اپنا کٹوایا ہے تو میرے پاس آ جب وہ اونکے قریب گئی تو آنحضرت نے فرمایا ہاتھ کھولدے جب ہاتھ کھولا تو ہاتھ درست تھا اور جب وہ بیدار ہوئی تو دونوں ہاتھوں کو درست پایا اور سجدہ شکر ادا کیا اور شوہر کے پاس گئی اتفاقاً ایک دن ایک سائل آیا خواجہ نے درہم کیسہ سے نکالکر دینے کا قصد کیا اوسوقت کوئی غلام اور کنیز حاضر نہ تھے تو وہ عورت شوہر سے درہم لیکر خود سائل کو دینے گئی اور اس شخص کو اسنے پہچان

کہا کہ تو فلانہ ہی کہ میں تیری زوجہ تھی اور مجھے طلاق دیا اور ہاتھ میرا کاٹ کر نکالدیا تھا اور یہہ بھی کہا تھا کہ جا علی تیرا ہاتھ اچھا کرے اب دیکھ میرے مولا نے میرا ہاتھ اچھا کردیا یا نہیں وہ رویا اور کہا میں وہی ہوں عورت نے پوچھا تیرا یہ حال کیونکر ہوا اسنے کہا جب میں نے تیرا ہاتھ کاٹ کر نکالدیا تو میرے گھر کو قدرت سے آگ لگ گئی سب کچھ جل گیا یہ کہکر چلا گیا تو اسکے شوہر تاجر نے جو یہ کلمات سنے تو اسکے پاؤں پر گر پڑا اور کہا میں تیرا غلام ہوں اور یہ مال سب تیرے لیے ہے عورت نے حیران ہوکر کہا کہ اے خواجہ یہہ کیا کلمات ہیں خواجہ نے کہا میں وہی فقیر ہوں جسکو تو نے اپنے گوشوارے دئے تھے پس ان دونوں نے سجدہ شکر ادا کیا اور خوش خرم رہنے لگے +

## قصّہ ایک دیو کا کتاب فضائل میں لکھا ہے

کہ ایک روز وقت جناب رسالت مآب مدینہ میں غوغا عظیم برپا ہوا اور تمام اہل شہر خدمت بابرکت حضرت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ یا حضرت ایک دیو مثل کوہ کلاں کے شہر میں آگیا ہے اور قد اسکا اکتیس گز کا ہے اور بال بدن پر مانند خرس کے دراز ہیں اور دانت باہر دہن سے نکلے ہیں آخر وہ دیو جناب سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوا اور دونو انگوٹھے اسکے بندھے ہوئے تھے زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کی کہ بہترین خلائق جہان اور اے پیغمبر آخر الزمان اور اے سرور پیشوائے انس وجان اور اے حاجت روائے عالمیان ایک مشکل رکھتا ہوں کہ کسی سے حل نہیں ہوتی حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جملہ انبیاء کی خدمت میں جاکر انکسار کیا لیکن یہ عقدہ نہ کھلا آپ کو حق نے جملہ اختیار دیا ہے اے دستگیر میرے ہاتھوں کو کھولدیں تیس ہزار سال پہلے پیدا ہونے حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہوا ہوں اور ہمیشہ میرا کام یہہ تھا کہ خلق کو آزار ایذا دیتا رہتا تھا کوئی ذی روح مجھ سے نہ بچا میرے دل میں رحم نہ تھا قدرت کردگار ایکروز برائے شکار میں جانب دریا گیا اور ایک کشتی دریا میں دیکھی اور طفل مہ جبین سر کشتی سوار تھا اور کشتی اوپر آب کے روانہ تھی نہ ملاح تھا نہ بادبان تھا میرا دل چاہتا تھا کہ کشتی کو اوٹھالوں جب دست دراز کیا تو وہ جوان مانع ہوا میں نے نہ مانا تو اسکا ہاتھ اوٹھا اور ایسا ایک مشت لگایا جو میرے سینہ کو توڑ کر جانب پشت سے نکلا ناسور اس ضرب سے ابتک ہے اور پیپ اور لہو اوس زخم سے جاری ہے کسی طبیب اور دوا سے فائدہ نہیں ہوتا غرضکہ جب طمانچہ مارا تو میں مثل پشہ کی آپکو ذلیل پایا پھر اوس جوان نے میرے ہاتھ رشتہ خرما سے باندھی ہر چند چاہا نہ کھلی اور دیوں سے امداد چاہی نہ کھلی لاچار صبر کیا تا اینکہ حضرت آدم پیدا ہوئے انکی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت عجز سے عرض کی آپ نے رحم فرمایا اور زور کیا مگر نہ کھلی اسیطرح جو نبی پیدا ہوا میں اسکی پاس حاضر ہوا مگر یہہ عقدہ لاحل کسی سے حل نہ ہوا تا اینکہ حضرت سلیمان ؑ کے پاس آیا انسے بھی باوجود بادشاہت انس وجن کی میرے دست نہ کھلی تمام جہاں کی زور آوران نے زور کیا کچھ نہ ہوا اب امید میں رد رو کے اندھا ہوگیا ہوں طاقت سے یہہ نہیں کھلتے بار قدرت خدا کھولیں تو کھلیں جناب سرور کائنات سنکر ہنسے اور سلمان سے فرمایا گرہ کشا کو بلالاؤ ناگاہ نمود ہوئے شہنشاہ دیکھتے ہی وہ دیو غش کھا کر گرا جب ہوش آیا تو حضرت سے کہنے لگا یا حضرت مجھے چھپائیں واسطے خدا کے اسی طفل نے میرے ہاتھ باندھے ہیں سنکر فرمایا حضرت نے یہہ تیری دوا ہے اور علی اسکا نام ہے اسوقت سن حضرت امیر کا پانچ برس کا

تھا جناب رسالت پناہ نے فرمایا یا علی جسطرح ہاتھ دیو کی تمنے باندھی ہیں اسیطرح کھولدو مدت سے یہہ دیو اذیت میں ہے گرفتار ہے جناب رسولخدا سے حضرت نے سنکر لب قدس نا سور سینہ پر لگایا اور انگوٹھے کھولکر اسکے موتہہ پر ہاتھ مبارک پھیرا تو نشان طمانچہ مٹ گیا یہ دیکھ کر ایک شور مرحبا کا حاضرین سے بلند ہوا اور بعض نے کہا یا علی لاریب تم شیر خدا ہو اور چالیس ہزار آدمی یہ اعجاز دیکھکر مسلمان ہوئے اس دیو عفریت نے بعد عجز نیاز عرض کی کہ یا حضرت باقی جسقدر میری زندگی ہو وہ میں خدمت حضرت علی میں بسر کروں تو بہتر ہے جناب سرور کائنات نے فرمایا یا علی اسکو اپنے پاس آپ رکھلو ۔

## کتاب فضائل میں ایک جن کا حال یہ لکھا ہے

کہ ایک جن خدمت جناب رسالتمآب میں حاضر ہوا اور کچھ مسائل دریافت کرتا تھا ناگاہ جناب امیرؑ تشریف لائے وہ جن دیکھکر حضرت رسالت پناہ سے پوچھنے لگا کہ جناب یہ کون ہیں حضرت نے سبب حیرانی جن سے پوچھا تو اسنے عرض کی یا حضرت جسوقت جناب حضرت باری تعالی نے طوفان حضرت نوح علیہ السلام کی امت پہ وارد کیا اور حضرت نوحؑ کشتی پر بیٹھے تھے میں نے چاہا کہ یہ کشتی الٹے دوں اور غرق کروں جب دست دراز کیا تو اس جوان نے ایسی تلوار ماری کہ میرا ہاتھ کٹکر گر پڑا وہ ہاتھ اوس جن نے حضرت پیغمبر صاحب کو دکھلایا حضرت نے فرمایا اے جن یہہ بھائی میرا علی ابن ابیطالب ہے تب وہ جن جناب امیرؑ کی قدموں پر گر پڑا حضرت نے دعا کی اسکا دست درست ہو گیا ۔

## کتاب فضائل میں منقول ہے کہ ایک جن تھا حضرت سلیمان کیوقت

لکھا ہے کہ ایک روز ایک جن خدمت بابرکت جناب رسول اللہ میں حاضر ہوا ناگاہ جناب امیرؑ تشریف لائے وہ فریاد فغاں کرنے لگا اور عرض کی کہ یا حضرت اس جوان کا کیا نام حضرت نے فرمایا تو کیوں پوچھتا ہے پھر جن نے عرض کی کہ یا حضرت میں نے حضرت سلیمانؑ سے سرکشی کی تھی آنحضرت نے بہت جنوں کو میرے مقابلہ پہ بھیجا کہ مجھے سزا دیں میں اون جنوں پر غالب آیا بعد اسکے یہ جوان وہاں ظاہر ہوا اور مجھے زخمی کیا اور قید کیا ابتک اس زخم کا نشان باقی ہے ۔

کتاب فضائل میں منقول ہے ایکروز خدمت حضرت رسول اللہ صلعم میں حضرت جبرائیل حاضر ہوئے ناگاہ جناب امیرؑ تشریف لائے تو حضرت جبرائیلؑ تعظیم کو اٹھے حضرت سرور کائنات نے فرمایا اے جبرائیل تم حضرت علی کی تعظیم کیوں کرتے ہو جبرائیل نے عرض کی یا حضرت مجھپر حق تعظیم واجب ہے حضرت نے فرمایا کسطرح جبرائیل نے عرض کی کہ یا حضرت جب حق تعالی نے مجھے خلق کیا اسوقت خداوند ذوالجلال نے فرمایا بتلا تو کون ہے اور میں کون اور میرا نام کیا ہے اور تیرا نام کیا ہے ناگاہ حضرت علیؑ ایک کشتی پر سوار تشریف لائے اور مجھے کہا کہہ تو رب جلیل ہے اور میں عبد ذلیل ہوں جب یہ کلمہ میں نے کہا تو مقبول ہوا اسلئے انکی تعظیم مجھپر واجب ہے ۔

## قصہ جناب سلمان فارسی

کتاب فتوحات القدس میں منقول ہے کہ ایکروز عہد طفولیت میں جناب امیر ایک شہ نشین میں بیٹھے تھے اور دانہ ہائے خرما نوش فرماتے تھے اتفاقاً اون

قصر کے نیچے سلمان علیہ رحمۃ کپڑے سی رہے تھے جناب امیرؑ نے دریچہ سے ایک دانہ خرما سلمان پر پھینکا۔ سلمان نے عرض کی کہ یا علی آپ طفل صغیر اور میں مرد پیر مناسب نہیں کہ آپ مجھ سے مزاح کریں علیؑ تبسم کرد و گفت اے پیر۔ بگو با من ذکر کودک کہ من ندانی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ سلمان تمکو اپنے کبر سنی کا گمان ہے اور دشت درزنہ کا واقعہ بھول گئے کہ اس صحرا میں کس نے تمہاری مدد کی تھی اور شیر سے بچایا تھا یہ سنکر سلمان متعجب ہوئے اور دست بستہ عرض کی کہ وہ حال تمام بیان فرمائیے جناب امیرؑ نے فرمایا جب تمکو شیر ببر نے اس آب کے کنارے گھیرا تو تم نے کہا خداوندا کہ پروردگار عالم بحق نور پاک خویش و نور احمد مرسل۔ کہ بچا مرا یارب از شر شیر برہانی جناب امیر نے فرمایا کہ اے سلمان تم اس جنگل میں ایک نہر کے کنارے غسل کیواسطے گئے تھے ناگاہ ایک شیر ببر نے تمہاری ہلاکت کا قصد کیا اسوقت تمنے مضطر ہو کر درگاہ الٰہی میں دعا کی فوراً ایک سوار زرہ پوش شمشیر بکف ظاہر ہوا اسنے شیر کو مارا اور تمکو بچایا سلمان نے عرض کی کہ سوائے اسکے اور کچھ پتہ بھی بتا سکتے ہیں بداد و گفت این باشد میان درمیان تو + برائے ماکہ دادی اندر آں ساعت نو بستانی حضرت نے فرمایا اے سلمان یہ گلدستہ تم نے بطور ہدیہ اس سوار کو دیا تھا وہ گلدستہ دیکھکر سلمان متحیر ہوئے اتنے میں ہاتف نے آواز دی کہ اے سلمان جلد خدمت رسول اللہؐ میں حاضر ہو کر سارا قصہ اپنا بیان کر پس سلمان خدمت پیغمبر آخر الزمان میں بیان کرنے لگا کہ یا حضرت اس ماجرے کو تین سو تینتیس ۳۳۳ برس گذرے ہیں میں نے کسی سے بیان نہیں کیا لیکن تعجب ہے آپ کے بھائی نے ابتدا سے انتہا تک وہ حال کیونکر بیان کیا جناب رسالت پناہ نے فرمایا اے سلمان حالات علی سے تعجب نہ کر میں نے وہ عجائبات حضرت علی سے دیکھے ہیں کہ جنکا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا کوئی نبی اور وصی یا ولی از آدم عؑ تا ایندم نہیں گذرا کہ جسکی مدد مصیبت میں علی نے نہ کی ہو +

## قصہ مرہ بن قیس

کتاب فضائل میں مروی ہے کہ مرہ ابن قیس نے لوگوں سے اپنی اجداد کا حال استفسار کیا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت علیؑ نے تمہارے بزرگوں سے کئی ہزار آدمی قتل کیئے ہیں مرہ نے پوچھا وہ کہاں رہتے ہیں لوگوں نے کہا نجف اشرف میں وہ رہتے ہیں وہ دو ہزار سوار اور پانچسو پیادے لیکر نجف کو روانہ ہوا بعد طے منازل کے نجف میں آپہنچا سادات مجاور و سائر مردم یہ سنکر حفاظت شہر میں سرگرم ہوئی جب لاچار ہوئے تو روضہ مقدسہ میں پناہ گزیں ہوئے اور دروازہ حصار روضہ منور کو خشت و گل سے مستحکم کیا اور چھ روز لڑائی رہی آخر وہ لعین دیوار توڑ کر اندر حصار کے آیا اور روضہ مقدسہ میں آکر کہا اے علی تو نے ہماری آباؤ اجداد کو قتل کیا ہے یہ کہکر چاہا کہ قبر مبارک کھودے ناگاہ دو انگلیاں بسان ذوالفقار قبر سے باہر نکلیں اور اسکی کمر میں ماریں دو ٹکڑے ہو کر گرا اور سنگ کا بنگیا اسوقت سے ابتک وہ پتھر کا بت سیاہ حصار کے دروازہ پر پڑا ہے اور اسکی ہمراہی جو باقی تھے وہ معجزہ دیکھکر ایمان لائے +

## قصہ ایک شیر اور شیرنی کا

منقول ہے کہ ایک حاکم کسی دشت میں شکار کو گیا وہاں ایک شیر اور شیرنی رہتے تھے آواز بندوق سنکر بچے چھوڑ کر بھاگ گئے بادشاہ

ان بچوں کو اپنے ہمراہ گھر لیگیا جب شیرنی شیر آئے بچے نہ پائے تو غش میں ہو گئے القصہ وہ شیرنی مدت کے بعد وہ شیرنی نجف اشرف میں پونچے جب بازار نجف میں آئے تو بازاریوں پر خوف طاری ہوا اور دکانوں سے اوٹھکر بھاگ گئے اسوقت قبر منور سے شریف متولی کو یہ ندا آئی کہ شیرنی ایک شخص کی ستائی ہوئی ہے اور ہمارے پاس فریاد لائی ہے کل اسکا خیال انکو معلوم ہوگا یہاں شریف سے یہ ارشاد ہوا اور وہاں بادشاہ سے فرمایا کہ جلد شیرنی کے بچوں کو نجف میں پونچا دے بادشاہ حیران ہوا کل کسطرح پونچا دوں نجف پندرہ یوم کی راہ ہے اوس سے آپنے فرمایا بچوں کو جب صبح ہو اونٹ پر سوار کرکے شہر کے باہر بھیجدینے بادشاہ نے ایسا ہی کیا وہاں ایک ناقہ سوار انتظار میں تھا وہ بچے لیکر روانہ ہوا ایک پہر دن چڑھے نجف پونچا جب شیرنی نے بچے دیکھے تو بہت خوش ہوئے اور معہ بچوں کے سات مرتبہ طواف گرد روضہ اقدس کے کرکے اپنی سکونت کو روانہ ہوگی ◆

# احوال شاہزادہ چین کا

کتاب فضائل مرتضوی میں لکھا ہے کہ ملک چین میں جو بادشاہ تھا اسکو خداوند عالم نے ایک فرزند عطا فرمایا تھا جو شمس قمر کی تھا تمام لوگ اہل شہر اسکی صورت پر شیدا تھے اور وہ پسر دختر بادشاہ خطا کا عاشق تھا اسکے آثار دیوانگی ظاہر ہونے لگے آخر وہ بحال زار جانب خطا بار کشتیاں تیار کرنے لگا جب یہ خبر اسکی پدر کو ہوئی تو وہ پریشان ہوا آخر جبرًا رخصت کیا جب دریا میں عرصہ بیس یوم کا گذرا تو طوفان آیا تمام کشتیاں تباہ ہوگئیں اور وہ بمع ہمراہی عالم بقا کو راہی ہوا ایک سال تک بادشاہ چین کو پسر کا حال معلوم نہوا ہر ملک میں نامہ بر روانہ کئے مگر کہیں اسکا سراغ نہ ملا اسکا وزیر دانا تھا اسنے ایکروز کہا کہ میں سنتا ہوں کہ مکہ شہر میں ایک بادشاہ ہی جسکو خداوند تعالی نے تلوار ذوالفقار بھیجی ہے اور حل المشکلات وہ امیر و فقیر کا ہے خدا نے اسکو دو عالم کا بادشاہ کیا ہے سب اسکے زیر حکم ہیں وہ مردوں کو بھی زندہ کر دیتا ہے ہمنام خدا ہے اور علیؑ اسکا نام ہے سلمان کو شیر سے چھوڑایا نوحؑ کو طوفان سے بچایا یعقوبؑ کو پسر ملایا خلیلؑ کی آگ کو گلزار بنایا یانی انکو عقدہ کشا کہتے ہے نصیری انکو خدا جانتے ہیں یہ مژدہ سنکر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسیدم چلنے کا عزم کیا اور چند ماہ میں مدینہ منورہ میں آکر داخل ہوئے آگے مجلس میں بادشاہ اور وزیر یعنی نبیؐ و علیؑ رونق افروز تھے بادشاہ چین نے حضرت کے قدموں پر سر رکھدیا اور عرض کی اور پسر کے فراق میں بہت رویا جناب رسالت پناہ اسکا حال سنکر رونے لگے اور جناب امیر سے فرمایا بہت جلد اسکا پسر ملادو اسکو جناب امیرؑ سوار ہوئے اور آدمی آپکے ہمراہ چلے سبسے آپنے فرمایا تم اپنے آنکھوں کو بند کرلو سب نے اپنی اپنی چشم بند کرلی تھوڑی دیر کی بعد فرمایا کھولدو جب کھولیں تو اوس دریا پر تھے جہاں شاہ چین کا پسر غرق ہوا تھا بادشاہ نے سر قدموں پر جھکا کر کہا اسمیں میرا پسر غرق ہوا ہے تب قنبر سے حضرت نے فرمایا مچھلیاں کو پکار قنبر نے حضرت کا نام لیکر پوکارا تمام مچھلیاں کنارہ دریا پر ظاہر ہوئیں ان سبمیں جو ایک مچھلی رئیس قوم تھی اسکو جناب نے فرمایا کہ اس دریا میں شاہ چین کا فرزند غرق ہوا ہے جلد اسکی لاش تلاش کرکے لایا ارشاد سنکر وہ ماہی اور ساری مچھلیاں دریا میں گئیں اور آکر عرض کی یا حضرت ہم نے سارا دریا چھانہ مگر کچھ پتہ نہ ملا حضرت امیرؑ مسکرا کے بولے ایک سنگ سرخ ہے اسکے نیچے ایک پارہ انگشت اسکا ہی وہ لاؤ قدرت حق کا ظہور ہو یہ سنکر وہ مچھلی رواں ہوئی اور پارہ انگشت کو جو اسکے نیچے تھی حضرت کی خدمت میں لا کر عرض کی حضرت امیر نے اس استخوان پر

جناب رسالت مآب کی ردا ڈالدی اور دعا میں مصروف ہوئے تو زیر ردا وہ پسر ہلا اور مونہہ کھولا تو کلمہ پڑھا یہ دیکھکر شاہ چین حضرت کے قدموں پر گرا اور بصدق دل سے کلمہ طیب پڑھکر مسلمان ہوگیا پھر اس لڑکے نے جناب امیرؑ سے عرض کی یا حضرت میرے رفیق جو وطن سے میری ہمراہ آئے تھے اسی دریا میں میرے ساتھ غرق ہوئے ہیں جیسے حضور نے مجھے جان بخشی ہے انکو بھی زندہ فرمائیں پانچ کشتیاں میری ہمراہ تھیں انکے والدین کہینگے ہمارے فرزند کہاں چھوڑ آیا ہے حضور مہربانی فرمائیں تو میری آبرو رہے یہ سنکر آپ دریا کے قریب تشریف لائے اور اپنا ہاتھ دریا میں ڈالا جب دست مبارک باہر نکالا تو وہ پانچوں کشتیاں آپکے ہاتھ میں تھیں یہ دیکھکر شاہزادہ کشتیوں کی قریب آیا اور سب کو زندہ وسلامت پایا اور ہر ایک سے بغل گیر ہوا جب وہ ہمراہیوں سے ملکر خوش ہوا تو حضرت نے فرمایا تیری مراد تو بر آئی اسنے کہا نثار عنایت ہو یہ خانہ زاد محبوب کو بھی ملے تو میرا دل ہو شاد شاد دختر شاہ خطا ہے اسکے عشق میں دریا میں ڈوبا ہوں حضور نکال دیں حضرت کشتی پر سبکو لیکر شہر خطا میں پہنچے اور بادشاہ خطا کو حکم دیا کہ تو اپنی دختر شاہزادہ چین کو دیدے اوسنے بصد خوشی عقد کر دیا وہ لیکر چین کو روانہ ہوا اور آپ حضرت مدینہ میں پہنچے جناب سرور کائنات نے گلے لگایا اور سر وچشم پر بوسہ دیا آپ کی معجزات بیشمار ہیں انسان حصار نہیں کر سکتا یہ چند معجزات وفضائل اس فقیر ناچیز نے کتاب فضائل مرتضوی سے منقول کئے ہیں جس عزیز کو زیادہ تر شوق ہو وہ کتاب فضائل مرتضوی مولف مولوی محمد حسین صاحب تخلص صادق میرٹھی سے ملاحظہ کرسکتا ہے ٭

## کتاب قول فیصل مرفع السلام میں لکھا ہے کہ امام شافعی لکھتے ہیں

اگر مرتضیٰ ظاہر کرتے اپنے رتبہ کو تو مخلوق انکو سجدہ کرنے لگتی ثبوت فضائل حضرت علیؑ کے واسطے اسیقدر کافی ہے کہ لوگ اونکے خدا ہونیکا شک کرتے ہیں اور شافعی مرگیا اسے جستجو میں کہ علی اسکا خدا ہے یا رب اسکا خدا ہے۔ روایت کی ابن عبداللہ نے بیچ کتاب استیعاب کے اور ثعلبی ابن مسعود سے کہ فرمایا حضرت نے جب جمع کیا پروردگار عالم نے شب معراج کو حضرت محمد صلعم کے ساتھ دیگر انبیاء کو اسوقت خدا نے حضرت رسالتمآب سے فرمایا کہ اے محمد سوال کر ان انبیاء سے کہ تمکو کس اقرار پر خدا نے مبعوث برسالت کیا پس جواب دیا جملہ انبیاءؑ نے خدا نے ہمکو اقرار توحید اور اقرار نبوت جناب محمدؐ اور اقرار ولایت علیؑ پر مبعوث برسالت کیا ہے مدارج النبوت جلد دوئم میں لکھا ہے نادِ علیاً پکار علی کو کہ وہ جائے ظہور عجائب ہے پاویگا تو اسکو مددگار ہر رنج میں اور غم آسان ہوگا بوسیلہ نبوت محمد اور بوسیلہ ولایت علیؑ تمام انبیاء ولایت علی کی اقرار پر مبعوث برسالت ہوئی مولانا روم نے حضرت علیؑ کو فخر انبیاء اور اولیاء لکھا ہے اور امام احمد حنبل لکھتے ہیں کہ جسقدر فضائل علیؑ کے وارد ہوئے ہیں ایسے فضائل کسی اصحاب رسول اللہ کو نصیب نہیں ہوئے اور شاہ تراب علی اور مولانا عبدالرحمان جامی یہ دونو بزرگ علماء ہیں ولی اللہ مانی جاتی ہیں وہ لکھتے ہیں اپنی کتاب مطالب رشیدی کے صفحہ ۳۵۷ تین سنونجا میں کہ برادر قاضی ثناءاللہ پانی پتی کتاب سیف المسلول میں لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو از روے تحفہ مکشف معلوم ہوا کہ درگاہ الٰہی سے جو درجہ ولایت اور فیض جس شخص کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور اقطاب اور اوتاد اور ابدال اور اخیار اور نقباء اور جمیع اقسام اولیاء اللہ خدا جس شخص کے توسل کے محتاج ہوتے تھے اوس شخص کو امام کہتے ہیں یعنی پیشوا امت اور ہادی امت اور رہنمائے خلائق اور یہہ منصب امامت از وقت ظہور حضرت آدم علیہ السلام بروح پاک حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ

وجہ مقرر تھا اور پیدائش حضرت علی سے پیشتر انبیاء سابق کی امت میں جس کسی کو درجہ ولایت حاصل ہوا وہ بوسیلہ روح پاک حضرت علی مرتضیٰ کے حاصل ہوا ہے اور یوم پیدائش حضرت علی مرتضیٰ تا وقت رحلت انجناب اصحاب رسول اللہ اور تابعین کو اور سب کو یہہ دولت ولایت وافتخار بوسیلہ حضرت علی مرتضیٰ حاصل ہوئے اور بعد رحلت حضرت علی یہہ منصب امامت حضرت امام حسن کو ملا اور انکے بعد حضرت امام حسین کو حاصل ہوا اور انکے بعد حضرت امام زین العابدین کو عنایت ہوا اور انکے بعد حضرت امام محمد باقر کو عطاء ہوا اور انکے بعد حضرت امام جعفر صادق کو حاصل ہوا اور انکے بعد حضرت امام محمد موسیٰ کاظم کو ملا اور انکے بعد حضرت امام علی رضاء کو حاصل ہوا اور انکے بعد حضرت امام محمد تقی کو سپرد ہوا اور انکے بعد حضرت امام علی نقی کو عطا ہوا انکے بعد حضرت امام حسن عسکری کو حاصل ہوا اور انکے بعد یہ منصب امامت اور درجہ ولایت حضرت امام محمد مہدی الہادی کے سپرد ہے یہ اعتقاد ہے تمام گروہ صوفیہ کرام کا شاہ تراب علی قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ یہ حضرات بارہ امام نور محمدی سے ہیں یکے بعد دیگرے پشت بہ پشت منصب امامت پر منصوب من اللہ تھے اور یہہ حضرات علماء دین محمدی کے ہیں اور نوری اجسام بارہ خلفائے حضرت رسالت پناہ کے ہیں اور وارث جملہ انبیاء کے بھی یہی ہیں ملا عبدالرحمان جامی کتاب شواہد النبوت میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی امام اول ہیں اور حضرت حسن مجتبیٰ امام دوئم ہیں اور حضرت حسین امام سوئم ہیں اسیطرح یکے بعد دیگرے حسب تصریح شاہ تراب علی صاحب تا امام حسن عسکری یازدہ امام کی امامت کو نمبر وار درج کیا ہے اور بارہویں کی پیدا ہونیکا انتظار ظاہر کیا ہے پس ان اقرارات سے حضرت علی کا امام اول ہونا ثابت ہوا اور بعد وفات رسولخدا جب حضرت علی کا امام اول ہونا تسلیم کیا گیا تو پھر جو بلا حکم امام وقت جہاد ہوگا وہ ناجائز ہے کیونکہ مصالح جہاد بجز امام وقت کے دوسرا نہیں جان سکتا بدیں وجہ جسقدر جہاد بحکم حضرت علی ہوئے وہی جائز تھے باقی ناجائز تھے وقت موجودگی امام اول و امام برحق حضرت علی قرار پائی جب امام پیشوا امت اور ہادی رہنما خلائق ہوتا ہے تو خلفائے ثلثہ کے بھی ہادی رہنما حضرت علی ہو چکے تعجب اسبات کا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے خلفا کی بیعت کی یہ امر خلاف از قیاس ہے کسی مذہب ملت میں یہ فعل جائز نہیں کہ مقلد اپنے امام سے بیعت لیکر اپنا مقلد بنا دے اور خود اسکا امام بنی گروہ نواصب نے حضرت علی کا بیعت کرنا غلط لکھکر خلفا پر الزام لگایا ہے اور یہہ امر دخل گناہ کبیرہ ہے اپنے امام سے بیعت لینا ایسا ہی کہ جیسا جناب رسالت مآب صلعم سے کوئی مسلمان منحرف ہوکر رسولخدا سے کہے کہ میری بیعت کرو تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیگا مگر افسوس ہے کہ دشمنان آل رسول صلعم نے ایسی کشمکش دین میں ڈالا ہے اور دلوں میں ایسا خلجان پیدا کر دیا ہے کہ حق باطل کی تمیز مشکل ہو گئی ہے اور دھوکے میں دین اور دنیا دونو برباد کر رہے ہیں اگر حسب عقیدہ حضرات صوفیہ کرام سنی اور شیعہ ملکر حضرت علی کی امامت کو ذریعہ رہنمائی گردانیں تو عاقبت بھی درست ہو جائے اور دنیا میں اتفاق باہمی سے بسر ہو فیصلہ شاہ تراب علی اور ملا جامی صاحب کی تحریرات کے خیال پر ہے اور جو جہاد زمانہ خلافت اول اور وقت خلافت دوئم میں بحکم مشورہ حضرت علی ہوئے وہ سب جائز تھے اور وہ جہاد ناجائز تھے جنمیں حضرت علیؑ مانع ہوئے یا شریک مشورہ جنگ نہ ہوئے کیونکہ امام کا کام حکم دینا اور ہدایت کرنا ہے اگر امت امام وقت کی فرمانبردار ہو اسوقت امام بافاعلہ احکام شریعت کی اجرا پر قادر ہوتا ہے لیکن بعد وفات رسولخدا امت حضرت علی سے منحرف ہوگئی تو آپ نے صبر سکوت فرمایا جب کبھی خلفا نے اعانت شرعی چاہی تو آپ نے مدد کی اگر احکام شرعی میں

آپ مشورہ نہ دیتے اور امور ناجائز سے منع نہ کرتے تو آپ کا حسد ظاہر ہوتا حسد کینہ شان امامت کے خلاف ہے لیکن حضرت عثمان ؓ کے زمانہ میں جہاد کی ضرورت باقی نہ رہی تھی مسلمانوں کا اقتدار اور شوکت کل مخالفین اسلام کے مقابلہ میں قائم ہو گیا تھا اور نہ حضرت علی ؑ سے حکم یا مشورہ دربارہ جہاد لیا گیا کیونکہ زمانہ خلافت ثالث میں انتظام خلافت کا دار مدار مروان پر ہی حکم کے رائے پر تھا حالانکہ رسول خدا نے مروان و آل مروان پر نفرین کی ہے جسکا ذکر تاریخ الخلفا صفحہ ۲۰۳ اور تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی صفحہ ۵۸۹ دیکھو جہاد قبیلہ بنی امیہ کے لوگ خلافت حضرت عثمان کے دخیل تھے جسکے سبب حضرت علی بالکل معطل رہے اور کسی دینی کام میں ایسی مشورہ نہ لیا گیا اور یہی حال حکومت معاویہ کا رہا یہانتک ۲۶۰ ہجری تک ہر زمانہ میں امام برحق موجود رہے جو بعد حضرت کے یکے بعد دیگرے مسند امامت پر جلوہ افروز ہوئے گر خلفائے وقت نے اونسے دربارہ جہاد نہ کبھی مشورہ کیا نہ حکم لیا بالکل معطل کر دیا اور ہمیشہ درپے قتل و توہین رہے اور بوجہہ حکومت دشمنان آل رسول امت بھی رجوع نہوئی۔ البتہ ایک فرقہ شیعوں کا برحق اماموں کے تعلیم سے فیضیاب مخفی ہوتا رہا پس ابتدا زمان حضرت عثمان ؓ سے تا اختتام اور خلافت بنی امیہ اور بنی عباس میں جسقدر جہاد ہوئی بلا حکم امام وقت کی ہوئی وہ جہاد بطمع حصول دولت و سلطنت و مال غنیمت کیلئے ہوئے نہ حفاظت اسلام نہ ہمدردی اسلام اسلئے ناجائز تھی اگر ہمدردی اون مجاہدین میں ہوتی تو وہ دوازدہ ۱۲ امام کی اطاعت سے روگردانی اگر محبت آل رسول کا دل سے اقرار ہوتا تو انکی تقلید پر قائم ہوتی بموجودگی حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام محمد موسی کاظم اور حضرت امام موسی علی رضا ؑ کے امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور محمد امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کو امام بنا کر انکا مذہب اختیار نہ کرتے کیا آل رسول کے برحق اماموں کو لیاقت امامت کی نہ تھی جو انکی موجودگی میں امام اربعہ بنائے گئے اور انکے نام سے جاری کئے گئے مذہب آل رسول مخالف اسلام تھا جو امام اربعہ کی پیروی کرنے کی ضرورت نہ ہوئی اور کیا مکہ معظمہ واسطے ادائے نماز کافی نہ تھا کہ امام اربعہ کے مصلے بنانے کی ضرورت ہوئی جبتک یہ چار مصلے نہ تھے اسوقت تک مسلمانوں نے اور اماموں اور خود جناب رسول خدا ؐ نے نماز پڑھی وہ جائز نہ تھی اگر جائز تھی تو پھر ان امام اربعہ کے مصلے بنانا بدعت ہے ❊

اور آل محمد کے نام کا مصلی تو کسی نے نہ بنایا افسوس امت نے یازدہ اماموں میں کسیکو تیغ سے اور کسیکو زہر سے شہید کیا انکے زمانہ حیات میں جب وہ مسند امامت پر بموجب فرمان الٰہی اور احکام رسالت پناہی پر جلوہ افروز تھے انکے شرمندہ کرنے کو عوام الناس امام بنائے گئے اور یازدہ امام برحق معطل کئے گئے اور اسقدر دین اسلام میں اختلاف ڈال کر کہتے ہیں کیا ہمکو آل رسول کی محبت نہیں ہے جو انکی امامت کا منکر ہے وہ مسلمان ایمان دار نہیں ہے زبانی کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہے اور تعریف جہاد کی سورہ بقر میں ترجمہ آیہ کا یہ ہے نہیں زبردستی بیچ دین کے البتہ ظاہر ہوا ارادہ پانا گمراہی سے اور سورت الغاشیہ میں ترجمہ آیہ کا یہ ہے کہ نصیحت کر تو بجز اسکے نہیں کہ تو صرف نصیحت کرنیوالا ہے نہیں تو اوپر انکے داروغہ مگر جسنے موہنہ پھیرا اور کفر کیا پس عذاب اللہ کا اسکو ہو جب پروردگار نے فرمایا دین میں زبردستی نہیں ہے امر الٰہی کے خلاف جہاد بزور شمشیر ہوئی شرعاً ناجائز تھی جو حصول سلطنت اور عیش دنیا کا ذریعہ جانکر حق ناحق جہاد کر کے سارے زمانہ کو اپنا دشمن بنالیا کہ مخالفان اسلام اس جہاد پر بڑی سختی کے ساتھ معترض ہیں میرے نزدیک جہاد بنی امیہ اور بنی عباس کے بالکل خلاف شرع تھے یہ واقعات جہاد مخالفوں کو اسلام کیجانب سے

دلوں میں بغض حسد کی آتش مشتعل کرتے چلے جاتے ہیں اگر دین میں زبردستی ہوتی تو جزیہ لیکر کفار کو نہ چھوڑا جاتا خلفائے بنی امیہ و بنی عباس کو و دیگر سلاطین اسلام کو غیر قوموں کی آسائش میں خلل اندازی کرنے اور مال غنیمت حاصل کرنا اور خوبصورت عورتوں کو اپنے قبضہ میں لانیکو اور سلطنت بڑھانیکو اور دولت خزانہ لوٹنیکو جہاد کا بہانہ ہاتھ آگیا تھا اسلام کی ہمدردی کے سبب یہ جہاد ہرگز نہیں ہوئے اگر اسلام کی ہمدردی ہوتی تو آل رسول مثل گوسفندان قربانی بھوکھے پیاسے نہ ذبح کیے جاتے۔ اور رسول زادیاں بلوائے عام میں نہ پھرائے جاتے اور موجودگی برحق اماموں کی امام اربعہ نہ بنائے جاتے اور آئمہ اثنا عشر کے قائل جو جہاد کریں وہ کیونکر شرعاً جائز ہو سکتے ہیں ان ناجائز جہادوں نے یہ رنگ دکھلایا کہ دنیا کی کل قومیں جو اسلام کی مخالف ہیں آج تک بہ آواز بلند شور مچا رہے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا اور نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ اسوقت ہر قوم مسلمانوں کی جانی دشمن ہو رہی تھی اور مسلمانوں کو اس دشمنی کے فرو کرنی اور ارکان مذہبی ادا کرنے کی مہلت نہیں ملتی افلاس اور مصیبت روز بروز ترقی پر ہے دنیا کی مصیبت میں مسلمان ایسے پھنسے ہیں کہ ارکان دین بھی فراموش کر جاتے ہیں اور مسجدیں ویران ہیں اور وعظ کرنیوالے اس فضیلت کے باقی نہ رہے کہ مسلمانوں کو یکجا کریں اگر فاضل زمانہ حال میں ایسے موجود تو ہیں کہ جنکی تحریرات سے باہمی سنی شیعہ سے اور آتش دشمنی افروختہ ہوتی ہے اور اسلام کی باقیماندہ عزت بھی آپس کے جنگ جدال میں تلف ہوتی جاتی ہے جناب رسالتمآب پیشتر فرما چکے ہیں اس حدیث کو دیکھو بخاری جلد پنجم صفحہ ۱۴۲۱-۰۰

منقول از قول فیصل برحق اماموں کے قاتلوں کے خوشامد کرنیوالے علماء خواہ وہ حدیث جمع کریں خواہ فقہ مرتب کریں انکا مذہب اور انکے فقہ انکے محدثین کب معتبر ہیں جب رسول اللہ مبعوث برسالت ہوئے تو پانچ برس کفار قریش کو واعظ و پند کرتے تھے لیکن قریش نے حضرت کو ایذا سخت پہنچائی اونہیں کفار قریش نے بظاہر مسلمان ہو کر بعد آنحضرت کے بعد بوجہ عداوت سابقہ حضرت علیؑ و اولاد علی سے ظلم و ستم کیئے خاندان نبوت کو تباہ برباد کر ڈالا اور شورہ سے جملہ تعلق موقوف کیا اور ترک وطن پر مجبور کیا تین برس تک آنحضرت شعب ابیطالب میں محصور رہے بعثت کی دسویں سال ابیطالب نے انتقال کیا تو آنحضرتؐ کو زیادہ تکلیف ہوئے اور مظالم ابوسفیان اور ابوجہل ترقی پکڑتے گئے آنحضرتؐ نے ابوسفیان کے مظالم سے ایذا اوٹھائے اور حضرت علی نے آخیر میں معاویہ پسر ابوسفیان سے نہایت دکھ پایا اور امام حسینؑ نے یزید نبیرہ ابوسفیان کے ہاتھ سے دکھ اوٹھایا اور ذبح مع اصحاب کے کیئے گئے اور اسلام میں شدید اختلاف اولاد ابوسفیان کے باعث ہوئے جسکی اصلاح ابتک نہوئی گیارھویں سال ستر آدمی تک مدینہ کے لوگ مشرف باسلام ہوئے کفار قریش نے خبر پا کر حضرت کے قتل کا ارادہ کر لیا آپ غار ثور میں پوشیدہ ہوئے اور بعد تین یوم کے جانب مدینہ ہجرت کر گئے باوجود ہجرت مدینہ کفار قریش کا کینہ کم نہوا بلکہ اور زیادہ ہو گیا اور چند بار اہل مکہ نے مدینہ پر یورش کی اور لڑائی پر تیار ہو گئے اور مجبور مسلمانوں پر حکم جہاد نازل ہوا بہ نظر حفاظت جان اور مال اور جب مسلمان از حسد مجبور ہو چکے تھے اور حکم جہاد بزور شمشیر نہیں ہوا۔ چنانچہ جزیہ اسلئے مقرر ہوا کہ جب کفار مشرکین اسلام کی اطاعت کرکے جزیہ دینا قبول کریں اور مسلمان انکی شر سے بیخوف ہو دیں تو جزیہ لیکر انکو پناہ دینا چاہیئے اگر بزور شمشیر اجراء اسلام جائز ہوتا تو جزیہ لیکر کفار کو حالت شرک و کفر میں چھوڑ دینے کا حکم نہوتا پس زمانہ رسولخدا میں حصول دولت و طلب ریاست کیلئے جہاد نہیں ہوئی بلکہ حفاظت اسلام و جان و خود اختیاری کی غرض سے

ہوئے تھے اور بعد آنحضرت کے ہر چہار جانب سے کفار نے پھر سر اوٹھایا اور مسلمانوں نے دین سے برگشتہ ہونا شروع کیا تھا مذہب بوجہ اکثر جہاد بزمانہ خلافت اول و خلافت دوئم بحکم مشورہ حضرت علی کے ہوئی تھی وہ بضرورت حفاظت اسلام و مال و جان مسلمانوں کے ہوئی تھی نہ حصول دولت نہ سلطنت کی اور جو ملک اور مال قبضہ اسلام میں آگیا تھا وہ سب عطیہ الٰہی تھا اور جو جہاد بلا مشورہ حضرت علی کے ہوئی وہ ناجائز تھی فقط منقول از قول جمیل مورخ اسلام

کتاب صحیح ترمذی جلد دوئم صفحہ ۲۲۱ میں یہہ حدیث درج ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے زید بن الارقم سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میں چھوڑ جاتا ہوں درمیان تمہارے دو چیزیں سب سے زیادہ بزرگ تم پکڑے رہو انکو بعد میرے تب ہرگز گمراہ نہو گے انہیں سے ایک قرآن مجید ہے اور دوسری میری اہلبیت ہے اور آپس میں یہ دونوں جدا نہونگے تا وقتیکہ پہنچیں میرے پاس حوض کوثر پر یہہ حدیث متواتر اور اجماعی ہے اور صحاح وغیرہا کتب میں درج ہے اور تذکرۃ الخلفا صفحہ دوئم سوئم میں اس حدیث کی معتبری لکھی ہے ترمذی سے یہہ نقل ہوئی ہے صواعق محرقہ ابن حجر مکی اور مسند احمد ابن حنبل اور جامع الصغیر علامہ سیوطی جلد اول ۱۶۱ حرف الف میں اسکا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ ستارہ امان ہیں واسطے اہل آسمان کے اور اہلبیت ہمارے باعث پناہ و امان ہیں اہل زمین کے اور لفظ اہلبیت مخصوص ہے ان چار بزرگواروں سے ایک حضرت علی اور جناب سیدہ دو جہان اور جناب حسنین سے جو لوگ فرمانبرداری کرینگے ان حضرات کی وہ سیدھے رستے پر ہیں اور نجات پائینگے اور جو لوگ ان سے منحرف ہونگے وہ نجات سے محروم رہینگے جب وقت وفات آنحضرت رسول صلعم نے تحریر وصیت کیلئے کاغذ قلم دوات کو طلب فرمایا تو کہا حضرت عمر ابن الخطاب نے حسبنا کتاب اللہ یعنی کچھ ضرورت تحریر وصیت کی نہیں ہے ہمارے واسطے قرآن مجید کافی ہے اور یہہ پسند ہے ہمکو اصحاب میں کچھ تکرار بھی ہوا مگر انکی مددگاروں نے اور حضرت عمرؓ نے تو اہلبیت رسول کی فرمانبرداری قبول کرتے تو یہہ کہتے حسبنا کتاب اللہ و عترتہ و اہلبیتہ پس وفات آنحضرت کی بعد اصحاب نے اور امت نے جو قدر کی اظہر من الشمس ہے سورہ انعام پارہ ہشتم میں آیہ کا ترجمہ یہ ہے اور تحقیق بہت لوگ گمراہ کرتے ہیں ساتھ خواہشوں نفس اپنی کے بغیر تحقیق کی گمراہ کرنیوالے لوگ مسلمان رسول خدا کی زندگی میں موجود تھے گمراہی سے بچنے کو رسول خدا نے فرمایا کہ میں اپنے اہلبیت کو درمیان امت کے واسطے ہدایت کے چھوڑ جاتا ہوں جو لوگ اہلبیت کے اطاعت کرینگے وہ نجات پائینگے اور سورہ محمد پارہ ۲۶ میں ترجمہ اس آیت کا ہے دیکھا تو نے اُن لوگوں کو کہ انکے دلوں میں نفاق ہے دیکھتے ہیں تیری طرف بچشم یاس موت سے پس واے ہو واسطے انکے فرمانبرداری اور بات اچھی سورہ محمد پارہ ۲۶ میں دوسری آیت کا ترجمہ ہے پس نزدیک ہو تم اسکے اگر چاہو تم یہ کہ فساد کرو تم زمین میں اور قطع کرو اپنی قرابتوں کو یہ وہ ہیں کہ لعنت کی انکو اللہ نے پس بہرا کیا انکو اور اندھا اونکی آنکھوں کو پس نہیں غور کرتے احکام قرآن کو انکی دلوں پر قفل لگے ہیں سورہ محمد پارہ چھبیس ۲۶ آیت کا ترجمہ یہ لکھا ہے بلکہ گمان کیا انہوں نے کہ اونکی دلوں میں بیماری ہے یہ ہرگز نہ نکالیگا اللہ کینے انکے اور اگر چاہیں ہم تو البتہ دکھلا دیں تجکو نشانیاں انکی پس البتہ پہچانے انکو ساتھ نشانیوں اونکے کے اور البتہ پہچانیگا انکو انکی طرز گفتگو میں اور اللہ جانتا ہے عملوں تمہاری کو اور البتہ آزمائینگے ہم تمکو یہانتک کہ جانی جہاد کرنے والے تم میں سے صبر کرنیوالوں کو اور آزما دیں ہم

قبول نہ کی اگر اہلبیت کی فرمانبرداری۔

خبروں تمہاری کو تحقیق جو لوگ کافر ہوئے اور بند کیا راہ سے اللہ کی اور مخالفت کی انہوں نے رسول کی بعد اسکے کہ ظاہر ہوئے انکے لئے ہدایت ہر گز نہ ضرر دینگے وہ اللہ کو اور جلد باطل ہونگے عمل انکے اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت اللہ اور اسکے رسول کی کرو یہ ہر سہ آیتیں سورہ محمدؐ کی خاص اون لوگوں کے حق میں ہیں کہ جو رسول اللہ صلعم کی زندگی میں ایمان لائے اور صحبت رسول اللہ صلعم میں حاضر رہے ہے سورہ مائدہ پارہ ششم میں بھی فرمایا ہے ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ اے رسول غمگین مت ہو ان لوگوں سے جو جلدی کرتے ہیں کفر میں اور وہ لوگ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور دل انکے ایمان نہیں لائے سورہ فرقان میں ترجمہ آیت کا یہ ہے اور کہا پیغمبر نے اے رب میرے تحقیق قوم میری نے پکڑا قرآن کو بطور مہجور و ہجران کی یہ آیتیں جنکے شان میں نازل ہوئی ہیں جناب رسالت پناہ نے ان اصحاب کو بتلا بھی دیا کہ وہ میری قوم میں سے ہیں اور انہوں نے کسی مجبوری کی سبب سے کلام الٰہی کو بظاہر قبول کر لیا ہے دل سے قبول نہیں کیا خدا نے فرمایا رسول اللہ سے کہ اے محمد تمہارے اصحاب کے دلوں میں بیماری ہے انکے دلوں سے ہر گز کینہ نہ نکلے گا اور اگر تو چاہے کہ انکو پہچان سکے کہ جو تیری وفات کے منتظر ہیں جنکے دلوں میں نفاق ہے جو بعد وفات تیری زمین پر فساد کرنیوالے ہیں انکو انکی طرز کلام سے شناخت کر لی شرح مقاصد میں سعد الدین تفتازانی لکھتے ہیں عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے تفتازانی کہتے ہیں بیشک حسد و بغض و تعصب بعض امور میں اصحاب سے ہوئی ہے اور جو کچھ رنج و ملال اصحابہ سے وقوع میں آیا وہ کتب تواریخ میں مذکور ہے کسی کی مجال نہیں ہے کہ اوس سے انکار کر سکے یا اسکو اخفا کر سکے اور حق یہ ہے کہ بعض اصحابہ بسبب خواہش مال دنیا اور طلب ریاست میں دائرہ اعتدال سے تجاوز ہو گئی اور شرح فقہ اکبر صفحہ ۷۹ اوناسی میں ترجمہ عبارت عربی کا یہ ہے کہ فضائل صحابہ کے بیشمار ہیں مگر خواہش نفس صحابہ پر غالب ہوئے اور طلب ریاست دلوں میں پیچیدہ ہوئے اور عداوتوں سے دل انکے سیاہ ہوگئے اسی عداوت کی خبر سورہ محمد میں خدا نے دی ہے جو منتظر تھے وفات جناب سرور کائنات کی ان اصحابہ کی اسماء اور خلاصہ کتاب المغازی الواقدی نے غزوہ احد صفحہ ایک سو دو ۱۰۲ میں لکھا ہے جس عزیز نے دیکھنا ہو ملاحظہ کر سکتا ہے یہاں طول کی گنجائش نہیں ہے اور نہ یہ فقیر طرفدار اہل سنت کا ہے نہ اہل شیعہ کا بخاری جلد پنجم صفحہ دو سو پچھتر ۲۷۵ میں ترجمہ عبارت عربی کا یہ لکھا ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے کہ میرے اصحاب کو ملائکہ عذاب الٰہی میں گرفتار کر کے جانب شمال لیجائینگے اسوقت میں ملائکہ سے کہونگا کہ یہ میرے اصحاب ہیں تو ملائکہ کہینگے جب آپ نے دنیا کو ترک کیا یہ لوگ اپنے پاؤں میں الٹے پھر گئے بخاری جلد دہم صفحہ چھتیس ۳۶ میں ترجمہ ہے کہ فرمایا جناب سرور کائنات نے کہ ملائکہ میرے اصحاب جانب جہنم لیجاوینگے اسوقت میں کہونگا کہ یہ میرے دوست ہیں تب ملائکہ کہینگے آپ نہیں جانتے کہ بعد آپکے ان لوگوں نے دین میں کیا کیا احداث کیا العزیز بعد وفات رسولخدا لوگوں کے دلوں میں حصول خلافت کا ارادہ پیدا ہو گیا تھا اور ہر شخص عہدہ خلافت بنگیا تھا اور رسولخدا کے غسل و کفن و دفن کی نوبت بھی نہ پہنچنے دی اور نعش مطہر کو بے غسل کفن چھوڑ کر امت نے تعین خلافت کے واسطے مجلسیں منعقد کیں سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر مباحثہ کرنے لگے اور ہر شخص طالب خلافت ہوا آخر حضرت عمر نے حکمت عملی سے حاضرین سقیفہ بنی ساعدہ کو حضرت ابوبکر کی خلافت پر رضامند کر لیا سبب اسکا یہ تھا کہ ایک گروہ اصحاب کا بظاہر اسلام قبول کئے ہوئے تھا مگر دل منتظر تھا وفات رسول اللہ صلعم کا کہ کب وفات پاویں اور سلطنت ہمارے قبضہ میں آوے سورہ

محمد میں ان اصحاب کی خبر خداوند تعالے نے دی ہے جو منتظر تھے وفات آنحضرت کی اور حضرت عمرؓ کی خوشی عین شریعت قرار پائی اور غصہ عزت تصور ہوا چنانچہ اسکی تائید معالم التنزیل بغوی صفحہ ۵۹۳ جزو اول سے ہوتی ہے میں لکھا ہے کہ شراب اور دیگر اشیا منشی حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق حرام ہوئیں اور بغوی صفحہ ۱۹۴ میں تحریر کیا ہے کہ غزوہ بدر کا باقتضای رائے حضرت عمر نازل ہوا جسکا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم حضرت عمر کی مشورہ کا محتاج تھا اور رائے حضرت عمر دیتے تھے اوسکے مطابق وحی نازل فرماتا تھا اور حضرت ابوبکرؓ نے لفظ امیر المومنین کی خواہش نہ کی اور انکے بعد حضرت عمرؓ نے باوجود حاصل ہونے حکومت ظاہر کے حکم جاری کر دیا کہ میں بلقب امیر المومنین پکارا جاؤں تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۷۴ میں یہ واقعہ عربی میں درج ہے انکے بعد معاویہ و یزید اور دیگر خلفائے بنی امیہ اور بنی عباس بھی از نام امیر المومنین ملقب ہوئے یا یہ لوگ جناب رسالت مآب کو برحق نبی شاید نہ جانتے تھے بلکہ ایک دنیادار اولوالعزم ذی عقل تصور کرتے تھے اور نہ بابت رسولخدا میں اسلام کو قوت تو حاصل ہو چکی تھی اگر یہ عمل ہونیکا اظہار کرتے تو عام میں اضطراب پیدا ہو جاتا پھر حکومت اسلام باقی نہ رہتے اور عیش دنیا کا موقعہ جاتا رہتا سازش باہمی سے ایسی حدیث اپنے دل سے تصنیف کر لیں کہ حضرت عمرؓ کی خوشی عین شریعت ہے اور غصہ عین عزت ہے اور جو ارادہ حضرت عمر کرتے تھے اسکے مطابق وحی ہوتے تھے اس درجہ خداتعالے نے حضرت عمرؓ کی خاطر کرتا تھا تا کہ اسی اقوال سے اظہار نبوت بھی نہو اور حضرت عمرؓ کا رتبہ بھی مثل رسول اللہ صلعم امت کے دلوں میں مستحکم ہو جاوے اور جو لوگ اسلام کو نجات عقبی کیلئے اختیار کی ہیں اور وہ کمال درجہ کے عابد اور زاہد ہیں اور راست باز ہیں انکو خبر نہیں اگر وہ واقعات اسلام سے واقف ہو جاویں تو اونپر اصلی راز پوشیدہ نرہے کہ حضرت علی سے محض طمع دنیا اور حصول دولت حکومت کی وجہ سے امت نے انحراف کرکے دین میں رخنہ ڈالا اور عیش کرکے اور اختلاف پیدا کرکے اسلام کو ضعیف کر گئے ان میں سے ذیعلم دانشمند جو اس راز سے واقف ہیں وہ ان اصل حالات کے اخفا میں عام کو نجات عقبی سے محروم کرتے ہیں اور آپ بھی اسے کشمکش میں پڑے ہیں +

صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۷۹ قال عمر ابن الخطاب ما اجببت الامارۃ الا یومئذ کہا حضرت عمرؓ نے مجھے ریاست کی طمع نہ ہوئے مگر آج کیدن مختصر جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ مقرر ہو چکے تو تیسرے روز حضرت علیؑ مجلس خلیفہ میں طلب ہوئے جب تشریف لائے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ کل مہاجر انصار نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی ہے آپ بھی بیعت کریں حضرت علیؑ نے بیعت سے انکار کرکے فرمایا قرابت رسول اللہ کا ذریعہ بنلا کر خلیفہ بنایا میں اپنی بابت قرابت ظاہر کرتا ہوں تمام عالم میں جناب رسالت پناہ سے زیادہ تر قرابت کسکو ہے انصاف کی بات کرو اور خدا سے ڈرو یہ منصب خاندان رسالت سے جدا نہ کرو اسکے جواب میں ابو عبیدہ جراح نے کہا کہ اے ابوالحسن آپ اس منصب کے سزاوار تھے سب سے زیادہ اور لائق خلافت کے بجز آپکے کوئی دوسرا نہ تھا فضیلت سبقت آپ کے درمیان اسلام کے سب پر روشن ہے اور قرابت رسولخدا میں بھی مقابلہ آپکے کسی کو ترجیح نہیں ہے نہ مقابلہ میں دوسرا کوئی سابق اسلام قرار پا سکتا ہے سب سے زیادہ حقدار آپ ہی ہو مگر چونکہ اصحاب رسول اللہ صلعم خلافت حضرت ابوبکرؓ پر اتفاق کر چکے ہیں اب مصلحت یہی ہے آپ بھی اتفاق کریں اور مصلحت وقت کی مخالفت نکریں حضرت علی نے فرمایا اے ابو عبیدہ تم برگزیدہ امین معتمد امت ہو اپنے پر رحم کرو جو بات حق ہو وہ کہو خدا نے جو مرتبہ اور عزت خاندان نبوت کو عنایت فرمایا ہے کسیکو نہیں اسکو دوسرے خاندانوں میں منتقل نکرو قرآن مجید اور جبرائیل امین ہمارے گھر میں نازل ہوئی ہیں اور

علم فقہ و دین و فرائض و مصلحت خلائق ہم بہتر جانتے ہیں اور معدن علم دین و سنت رسول اللہ وضع شریعت و مصلحت ملت دوسروں سے میں بہتر جانتا ہوں تم اپنے اقتضائے طبیعت پر عمل نہ کرو اور حق کی جانب رجوع کرو اور دنیا کی جانب رجوع مت کرو اس سے تمکو نقصان پہونچیگا اور دین اسلام میں رخنہ پڑیگا بشیر ابن البسر انصی نے کہا کہ اے ابو الحسن قسم ہے خدا کی اگر آپ پہلے ان کلمات کو ظاہر کرتے تو اصحاب رسول اللہ میں سے ایک بھی خلاف نہ کرتا تو آپ کی بیعت کرتے جب آپ گھر میں بیٹھے رہے تو سب نے یہ خیال کیا کہ آپ کو خلافت ریاست کی خواہش نہیں ہے اب یہ بات سبکی عقیدہ کی خلاف ہے جو نکث بیعت کریں اور شریعت میں خلل پڑے آپ نے فرمایا ایک تو موقع خم غدیر پر بحکم رسول اللہ ڈیڑھ لکھ آدمی نے ہمہ تمہارے بیعت میری کی تھی عرصہ دو ماہ اور پندرہ یوم کا ہوا وہ تمکو فراموش ہو گیا وہ نکث بیعت نہیں ہوا اور پھر از سر نو دوسری بیعت تمپر فرض ہو گی سب خاموش ہو گئے پھر فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں نعش مطہر رسول اللہ کو چھوڑ کر بلا غسل و کفن دفن طلب حکومت کو دوڑتا پھر حضرت ابو بکر نے کہا اے ابو الحسن اگر میں جانتا کہ آپ خلافت میں مخالفت کرینگے تو ہرگز قبول نہ کرتا اگر آپ اتفاق کریں تو بہتر ورنہ میں کسی قسم کی مزاحمت بھی نہیں کرتا پس حضرت علیؑ بغیر کرنے بیعت کے واپس گھر تشریف لائے ابتدا اختلاف مذہبی کے یہی ہے آپ نے فرمایا تھا خلافت کو خاندان نبوت سے منتقل نکرو مگر اصحاب نے اس حکم پر عمل نہ کیا جسکا اختلاف مذہبی ہوا اور نقصان یہ پونچا کہ مسلمان ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے جن عالموں نے واقعات خلافت کو قلم بند کیا ہے ان سبکی تحریرات کا یہی نتیجہ ہے جو میں نے لکھا ہے ٭

بعد وفات حضرت ابو بکرؓ بموجب تحریری وصیت انکی حضرت عمر ابن الخطاب خلیفہ ہوئے تو حضرت عمرؓ ابن الخطاب قریب اپنی مرگ کے عبد اللہ ابن عباس سے کہا کہ کار خلافت کے بارہ میں مجھکو اندیشہ ہے کہ دربارہ خلافت کیا کیا جائے حضرت عمرؓ کو کار خلافت میں اندیشہ کس بات کا ہوا اہل سنت کا قول ہے کہ رسول اللہ صلعم نے کسیکو خلیفہ مقرر نہیں کیا امت کی رائے پر چھوڑ دیا پس جسکی جانب امت نے رجوع اور اجماع کیا وہ ہی خلیفہ رسول قرار پایا حضرت عمرؓ تو وصیت نامہ حضرت ابو بکر پر خلیفہ ہوئے اور حضرت عمرؓ کو دربارہ خلافت اندیشہ ہوا تو قابل خلافت انکو بجز حضرت عثمانؓ کے کوئی اور نظر نہ آیا کیونکہ اور جو شخص خلیفہ ہوتا وہ انجام میں مطیع خاندان نبوت ضرور ہو جاتا حضرت عمرؓ ابن الخطاب کی پردہ پوشی کی کسیکو لیاقت نہ تھی بجز حضرت عثمان کی پس حضرت عمرؓ کو اس بات کا یقین کامل تھا کہ حضرت عثمانؓ کے خلیفہ ہونے سے حضرت علیؑ اور اولاد حضرت علیؑ کی صفائی ہو جاویگی اور چراغ خاندان نبوت کا گل ہو جاویگا کیونکہ بنی امیہ علی العموم حضرت علیؑ و اولاد علیؑ کے دشمن تھے سبب دشمنی کا یہ تھا کہ قبل از بعثت آنحضرت حکومت مکہ معظمہ بنی امیہ کے ہاتھ میں تھی اور ابو سفیان پدر معاویہؓ سردار مکہ تھا جو آنحضرت سے متواتر لڑائیاں لڑا اور آنحضرت کا دشمن جانی تھا اور ان لڑائیوں میں حضرت علیؑ کے ہاتھ سے بکثرت بنی امیہ قتل ہو چکے تھے بدینوجہ بنی امیہ کو حضرت علیؑ و خاندان نبوت کے ساتھ از حسد دشمنی تھی اور حضرت عمرؓ خوب جانتے تھے کہ بنی امیہ ابھی تک دل سے مطیع اسلام نہیں ہوئے وہ رسم جاہلیت کے مطابق خلافت حضرت عثمانؓ میں از سر نو قوت پاکر اپنا بدلا حضرت علیؑ و خاندان نبوت سے ضرور لینگے مگر اس خیال سے اگر مثل ابو بکرؓ خلافت حضرت عثمانؓ کو بذریعہ وصیت تحریری مقرر کر دوں تو خاندان نبوت کے بہاد لیکا الزام میرے پر رہیگا اور وہ اصول قائم کیا کہ بجز حضرت عثمانؓ کے دوسرا

خلیفہ نہ ہونا پاوے اور یہ دشمن آل رسول ہیں بعد وفات بدنام نہوں اور ارادہ پوشیدہ کہ پورا ہوجاوے اور یہ تاملان حضرت
علی ہمیں شمار نہ ہوں چنانچہ حضرت علیؑ اور حضرت عثمان بن افعان اور سعد ابن ابی وقاص اور طلحہ بن عبداللہ اور زبیر بن العوام
اور عبدالرحمان بن عوف ان چھ شخصوں کو خلافت سے نامزد کرکے ابوطلحہ انصاری کو حکم دیا کہ تم پچاس آدمی کی جمیعت سے
ان چھ صاحبوں کو جمع کرکے ترغیب دینا اور کہنا کہ باہم مشورہ کرکے ایک کو خلیفہ مقرر کرو اور بجز ان چھ صاحبوں کے ساتواں
دخل نہ دی اور جب تک ایک خلیفہ مقرر نکر لیں انکو اوٹھنے نہ دینا اگر وقت مشورہ تین ایک طرف ہوں اور تین ایکطرف
ہوں جسطرف عبدالرحمان بن عوف ہو ایکو خلیفہ مقرر کرنا اگر کوئی انکار کرے تو اسکو قتل کرنا اس مشورہ کے تعین میں
بڑے دانائے حضرت عمر کی یہ ہے کہ عبدالرحمان بن عوف حضرت عثمان کے داماد تھے پس عبدالرحمان بجز اپنے خسر حضرت عثمان
کی دوسری خلافت پر رضامند ہونیوالے تھے اور سعد ابن ابی وقاص حضرت عثمان کے چچازاد بھائی تھے وہ عبدالرحمان
کی رائے کے خلاف نہ کرنیوالے تھے جب تین آدمی یعنے حضرت عثمان اور عبدالرحمان اور سعد ابن ابی وقاص بالاتفاق
حضرت عثمانؓ کی خلافت پر رضامندی اپنی ظاہر کرینگے تو بجز حضرت عثمان کے کوئی دوسرا خلیفہ ہو نہیں سکتا اور اس
خلافت سے بجز حضرت علیؑ کے اور کوئی اختلاف نکریگا پس ضروری ہے کہ اس اختلاف کے سبب ابوطلحہ حضرت علیؑ کو قتل
کرینگے اور اس مشورہ سے دونوں کام ہوجاوینگے یعنے حضرت عثمان خلیفہ بھی ہوجاوینگے اور حضرت علیؑ قتل بھی ہوجاوینگے
اور قوت بنی ہاشم کی باقی نرہیگی حضرت علیؑ نے اس حال کو سنکر اپنے عم حضرت عباس سے کہا کہ خلافت اس مرتبہ بھی گئی کیونکہ
حضرت عمر نے ایسے اہل شوریٰ تجویز کیے ہیں اور عبدالرحمان کی رائے پر تعین خلافت کا حصر کیا ہے اس سبب کہ بجز حضرت
عثمان کے کوئی دوسرا خلیفہ نہوگا حضرت عباس نے کہا یا علیؑ تم اس مشورہ میں شریک نہ ہونا حضرت علیؑ نے کہا الیعم کہ جب
حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے اور میں نے حق اپنا ظاہر کیا تو مجھپر الزام لگایا کہ تم وقت تعین خلافت حاضر نہ تھے ہم نے
جانا کہ تمکو خلافت سے انکار ہے اگر اب بھی میں موجود نہ ہونگا تو بھی یہانہ اصحاب القصار کرینگے پس بغرض اتمام حجت
حضرت علیؑ شریک مشورہ ہوئے چنانچہ اس مشورہ کا انجام وہی جو حضرت علیؑ نے فرمایا تھا عبدالرحمان و سعد ابن ابی وقاص
حضرت عثمان خلیفہ مقرر ہوے حضرت عثمان نے اپنے زمانہ خلافت میں مروان بن حکم کو اپنا وزیر مقرر کیا جسکو رسول خدا نے
تین فرسخ مدینہ سے نکالا ہوا تھا اور انکے بعد خلیفہ نے اول تین فرسخ اور نکالا دیا تھا انکے بعد خلیفہ دوئم نے تین فرسخ اپنے
عہد میں اور نکالا تھا مروان کو حکم نہ تھا کہ مدینہ میں داخل ہووے حضرت عثمان نے بخلاف رسول خدا اور ہر دو خلیفہ کے اسکو
اپنا وزیر بنا لیا اور دیگر مسلمان جو عہد حضرت عمر خطاب میں جابجا شہروں اور قصبوں میں حاکم تھے موقوف کرکے اپنے رشتہ
دار ونکو قبیلہ بنی امیہ سے حاکم مقرر کیا اور اپنی قوم کو دولت کثیر دینے شروع کے اور دولت خانہ اور عجائبات تیار کرائے
قبیلہ بنی امیہ کو از سر نو اقتدار حکومت خلافت حضرت عثمان میں حاصل ہوگیا اور انجام اسکا یہ ہوا کہ قبیلہ بنی امیہ کے حاکموں
نے ہر جگہ پر ظلم بدعت مسلمانوں پر شروع کیا چنانچہ عبداللہ ابی سعد ابی سرح کی شکایت لیکر اہل مصر مدینہ میں آئے اور ایک
سخت ہنگامہ کے بعد حضرت عثمان نے عبداللہ ابی سعد کے معزولی کا حکم لکھکر محمد ابن ابوبکر بن قحافہ کو دیا اور محمد کو حاکم
مصر مقرر کیا چنانچہ اس فرمان کو لیکر محمد ابن حضرت ابوبکر معہ گروہ مصریان جانب مصر روانہ ہوا تین منزل راہ طے کی تھی کہ

م بالاتفاق

مصریوں نے حضرت عثمان کے ایک غلام کو جانب مصر جاتے ہوئے دیکھا تو اسکو گرفتار کرکے تلاشی لی تو اسکے پاس ایک نامہ مہر حضرت عثمان کا بنام عبداللہ ابن سعد ابی سرح حاکم مصر کے تھا جب نامہ پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ عمرو ابن بدیل خزاعی اور محمد ابن ابوبکر کو قتل کرنا اور علقمہ بن عدیس اور کنانہ بن بشیر کے ہاتھ پیر قطع کرکے چھوڑ دینا اس نامہ کو پڑھکر جماعت مصر مدینہ میں واپس آئے اور بشرکت قبیلہ بنی ہلیم اور بنی مخزوم اور بنی غفار دار الخلافت کا محاصرہ کیا اور حضرت عثمان اور انکے اہل عیال پر پانی بند کیا حضرت علیؑ نے بنی ہاشم کے ہاتھ پانی کی مشکیں بھیجیں اور حضرت عثمان کو مع انکے عزیز اقربا کے سیراب کیا بلوائیوں نے حضرت علیؑ کے آدمیوں سے مزاحمت نہیں کی حضرت عثمان کی عزیز قبیلہ بنی امیہ کے لوگوں نے حضرت علیؑ سے کہا کہ حضرت عثمان جو بلوہ ہوا ہے وہ آپکے سبب سے ہوا ہے آپ نے بلا سبب ہمارے عیش آرام میں خلل اندازی کی اور ہماری حکومت کو تباہ برباد کیا قسم ہے خدا کی ہم آپ کے ساتھ جنگ کرینگے جس سے آپ کو اس دنیا میں نجات نہ ملیگی انجام اس بلوہ کا یہ ہوا کہ محمد بن ابوبکر نے مع دیگر بلوائیوں کے حضرت عثمان کو قتل کیا اور تین روز نعش انکی بے گور و کفن مزبلہ پر پڑے رہے ایک پاؤں نعش کتوں نے کھایا حضرت عثمان کے قتل نے حضرت علیؑ اور انکی اولاد کے ساتھ مسلمانوں کی ایک بڑی گروہ کے دلوں میں از سر نو دشمنی پیدا کر دی اور یہ گروہ ابتدا سے دشمن تھا کیونکہ انکی حکومت بعد بعثت رسول خداؐ اسلام کے ظاہر ہونے سے نیست نابود ہو چکی تھی اب زمانہ خلافت حضرت عثمان سے قبیلہ بنی امیہ کی برباد شدہ قوت پھر بحال ہوئی تھی اور حضرت علیؑ کے ہاتھ سے کفار قریش اور بنی امیہ قتل ہو چکے تھے جب نوبت قتل عثمان پہنچی تو بنی امیہ اور قریش نے اس قتل کا بانی حضرت علیؑ کو تصور کیا اور دشمنی تازہ ہو گئی اور انجام اس دشمنی کا یہ ہوا کہ اول حضرت علیؑ شہید کیئے گئے انکے بعد امام حسنؑ زہر سے شہید کیئے گئے انکے بعد امام حسین علیہ السلام مع عزیزان و فرزنداں و برادران و رفیقان صحرا کربلا میں شہید کیئے گئے امام حسینؑ پر جو تین روز آب و دانہ بند کیا گیا یہ اسکا عوض کیا گیا تھا جو حضرت عثمان پر پانی بند ہوا تھا اور نعشہائے کربلا کو جو لشکر یزید نے بے گور و کفن چھوڑ کر چلا گیا اور دفن نہ ہونے دیا یہ اسکا عوض لیا گیا جو نعش حضرت عثمان تین یوم بے دفن پڑی رہی بلکہ اور اسقدر اضافہ کیا گیا کہ نعش عثمان کا کسی نے سر نہ کاٹا تھا نعشہائے شہدائے کربلا کے سر کاٹ کر نیزہ پر چڑھائے گئے اور شہر بشہر دیار بدیار ہر کوچہ اور گلی میں بطور تماشا لئے پھرے حضرت عثمان کے حرم کو کسی نے قید کرکے بلدہ میں نہیں لایا اور امام حسینؑ کے اہل حرم جو رسول اللہ کی بہو بیٹیاں تھیں قید کرکے کمال ذلت و رسوائی کی ساتھ سر برہنہ شہر بشہر پھرائے گئیں یہ آبرو مسلمانوں نے خاندان نبوت کی کی اور پھر بھی اپنے کو مسلمان کہتے ہیں بلکہ اپنے مقابلہ میں اولاد علیؑ اور جناب فاطمہؑ اور اخفا حضرت علیؑ کو منافق غیر مسلم کہتے ہیں اور آپ اجتک دعوائے اسلام کئے جاتے ہیں

حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد اہل مدینہ نے رجوع کیا جانب حضرت علیؑ اور عرض کی آپ خلافت قبول کریں آنحضرت نے قبول خلافت میں انکار کیا جب خلائق نے بدرجہ غائب اصرار کیا تب آپ نے خلافت کو مجبوراً قبول کیا کیونکہ امام کا منصب یہی ہے کہ جب خلقت رجوع کرے اور طالب ہدایت ہو تو رہنمائی سے دست کش نہو جن لوگوں نے حضرت عثمان پر بلوہ کرکے قتل کیا تھا ان لوگوں نے اور چند اصحاب انصار نے حضرت علیؑ کی بیعت کی بقیہ اصحاب انصار نے

بیعت حضرت علیؓ سے انکار کیا منکرین بیعت یہ ہیں سعد ابن ابی وقاص اور عبداللہ ابن عمر خطاب اور عبداللہ ابن زبیر اور سعد ابن زید اور عبداللہ ابن سلام او صہیب ابن سنان اور اسامہ ابن زید اور قدامہ ابن مظعون اور مغیرہ بن شعبہ یہ ہیں جنہوں نے بیعت حضرت علی سے انکار کیا اور یہ باہم معتزلہ مشہور ہوئے جیسا کہ تاریخ ابوالفدا جلد اول (۱۸۰) ایکسو اسی میں بالتصریح درج ہے اور دیگر معتبر تاریخوں میں بھی اسیطرح لکھا ہے اور تفریق مذہبی کی یا ابتدا بوجہ قتل حضرت عثمان کے ہوئی اور سب سے پہلے اسلام میں فرقہ معتزلہ پیدا ہوا معاویہ اور اہل شام نے بھی حضرت علیؓ علیہ السلام کی بیعت سے انکار کیا جیسا کہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۳۰ سے ظاہر ہوتا ہے ترجمہ وفات حضرت عثمان کے بعد معاویہ اور اہل شام نے جناب حضرت علیؑ کی بیعت کی اور ہر طرف سے دشمنی حضرت علیؑ کا اظہار کرنے لگی علانیہ اور حضرت علی کے ساتھ آمادہ بجنگ ہو گئے اور صاف صاف اپنا کینہ و بغض جو انکے دلوں میں جانب حضرت علیؓ سے بھرا تھا ظاہر ہونے لگا اوس گروہ کا نام کہ جو حضرت علیؓ سے علانیہ دشمنی اظہار کرنے لگا اور آمادہ بجنگ ہو کر بعوض خون عثمان حضرت علیؑ سے لڑا ناصبی مشہور ہوا اور ناصبی کی وجہ تسمیہ ہے اہل العنت نے دشمنان حضرت علی و اولاد علیؑ لکھی ہے اور معتزلہ کی وجہ تسمیہ گوشہ نشین لکھی ہے یعنی معتزلہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے نہ حضرت علیؑ کی نہ خلافت قبول نہ بیعت کی نہ حضرت علیؑ کے دشمنوں سے ملکر حضرت علیؓ سے لڑے پس قتل حضرت عثمان کے سبب سے پہلے فرقہ معتزلہ پیدا ہوا اسکے بعد فرقہ نواصب اور جب فرقہ نواصب علانیہ بوجہ دشمنی حضرت علی آمادہ بجنگ ہوا تو جن لوگوں نے حضرت علیؑ کی خلافت تسلیم کر کے بیعت کی تھی وہ مخالفان علیؓ کے مقابلہ میں بحکم حضرت علیؑ ہمیر لڑنیکو گئے اس گروہ کا نام شیعہ علیؑ مشہور ہوا اور جو لوگ بوجہ بغض حضرت علی سے آمادہ بجنگ ہوئے اور بیعت سے انکار کیا وہ لوگ دشمن خدا اور رسولؐ قرار پائینگے درحالیکہ حضرت رسولخدا کی حدیث معتبر موجود ہیں کہ جو لڑا علی سے وہ لڑا مجھسے اور جسنے بغض علی سے کیا مجھ سے اور جس نے بغض کیا مجھ سے اوس نے بغض کیا خدا سے اور جسنے محبت کی علی سے اوسنے محبت کی مجھ سے اور جس نے محبت کی اور مجھ سے اور اسنے محبت کی خدا سے مخالف حضرت علیؑ کا منافق ہے اور محب مومن ہے اور بغیر دشمنی اور خصومت کے ابتدا پیدائش دنیا سے تا ایندم ایکدوسرے کی قتل پر کبھی کوئی آمادہ جنگ نہیں ہوا جبتک دل میں کدورت اور نفرت نہو اسوقت تک کوئی شخص اپنے سردار کی فرمانبرداری سے انکار نہیں کرتا اور جبتک محبت دلی نہو ایک شخص دوسرے شخص کی رفاقت میں اپنا قتل ہونا پسند نہیں کرتا اب مسلمان خود فیصلہ کر لیں کہ جو لوگ حضرت علیؑ کے ساتھ نیزہ اور تلوار سے لڑے بارادہ قتل حضرت علی لڑے تھے بارادہ اعانت حضرت علیؑ لڑے تھے اور بوجہ دشمنی لڑے تھے یا ارادہ دوستی اگر کوئی شخص آجتک بنیت دوستی کسی کے قتل پر آمادہ ہو کر اوس سے لڑا ہو تو بتلا دیا جاوے پس جو لوگ حضرت علی سے لڑے وہ بوجہ دشمنی لڑے نہ بوجہ دوستی اور دشمنان حضرت علی کا دشمن خدا اور دشمن رسول اللہ ہونے میں بموجب حدیث رسول اللہ کونسا شک باقی رہا اور فرقہ اہل سنت کا یہ عذر کہ وہ لوگ باہم رشتہ دار تھے اور اصحاب رسول تھے انکے باہم لڑائے خطائے اجتہادی تھے بالکل نہیں جو عذر حکم خدا اور حکم رسول خدا کی مخالف ہو وہ ایمان داروں کے مقابل قبول نہیں حضرت رسولخدا نے جو ارشاد فرمایا کہ جو لڑا علیؑ سے وہ لڑا مجھسے جو مجھسے لڑا وہ

خدا سے لڑا اور جس نے بغض کیا علیؑ سے اوسنے بغض کیا مجھ سے اور جس نے بغض کی مجھ سے وہ دشمن خدا ہے انتہی حدیث میں یہہ نہیں فرمایا کہ اگر علی کے ساتھ علیؑ کے رشتہ دار دشمنی کرینگے تو وہ خطا اجتہادی سمجھی جاویگی اور معاف ہوگی اگر حدیث ہو تو بتلا دیجاوے اور جن لوگوں نے بیعت علیؑ سے انکار کیا اور معتزلہ ہوگی انکے منافق ہونے میں کیا شک باقی رہا اور انکے مقلد بھی ویسے ہونگے اور جو لوگ رفاقت حضرت علی میں انکے دشمنوں سے لڑے انکے محب علیؑ اور جنتی ہونے میں کونسا شک باقی رہا اوسے گروہ کا لقب شیعہ مشہور ہوا حضرت عثمان کے قتل سے قبیلہ بنی امیہ اور بنی ہاشم میں سخت عداوت ہوگئے اگرچہ بنی امیہ کو حضرت علیؑ علیہ السلام اور دیگر بنی ہاشم سے ابتدا میں عداوت تھے پوشیدہ تھے اب قتل عثمان نے اس عداوت کو ظاہر کرنیکا موقع دیا اور قبیلہ بنی امیہ کے لوگوں سے ام المومنین بی بی عائشہؓ کو اوبھار اکے حضرت علی سے لڑا دیا اور دونوں طرف سے مسلمانوں کا خون بہایا اوسے لڑائی کا نام جنگ جمل ہے اس لڑائی کے سبب اور اہل مدینہ کے انکار کے باعث کہ انھوں بیعت نہ کی حضرت علیؑ نے مدینہ کو اپنے دستوں کا جائے امن نہ سمجھکر اپنا دار الخلافہ کوفہ کو مقرر کیا ادھر قتل حضرت عثمان کا بہانہ حصول ریاست کیواسطے حضرت معاویہ کو ہاتھ لگا تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۸۱ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاویہ نے کپڑا خون آلودہ حضرت عثمان کا اہل شام کو دیکھنا شروع کیا اور انکے دلوں میں حضرت علیؑ اولاد حضرت علیؑ کی دشمنی پیدا کرنی شروع کردی جسکا انجام یہہ ہوا کہ ایک ثلث سے کم مسلمان علی کے زیر فرمان رہگئے اور دو ثلث مسلمان حضرت علیؑ کے دشمن ہوکر شریک معاویہ ہوگئے اور باہم معاویہ اور حضرت علیؑ کی بہتر لڑائیاں ہوئیں انہیں لڑائیوں کو جنگ صفین کہتے ہیں ان لڑائیوں کے خاتمہ پر ایک چوتھا مذہب خوارج کا پیدا ہوگیا اسلام چار مذہب پیدا ہوگئے ایک مذہب شیعہ حضرت علیؑ کی تابعداری کے سبب اسلام کی اصلی حالت پر قائم رہا اور باقی تین مذہب معتزلہ اور ناصبی اور خارجی دشمنی حضرت علیؑ کے سبب دائرہ اسلام سے باہر ہوگئے اور برائے نام مسلمان رہگئے فرقہ معتزلہ اور نواصب فرمانبردار تھے امیر معاویہؓ کے اور معاویہ حضرت علیؑ کے قلبی دشمن تھے اگر دشمن نہوتے تو حضرت علیؑ کی بیعت سے انکار نہ کرتے اور نہ حضرت علیؑ سے لڑتے پس ابتک جو لوگ معاویہ کی دوستی کا دم بھرتے ہیں وہ لوگ دشمنان حضرت علی میں شمار ہونگے اور دشمنان علیؑ دشمن خدا اور رسول خدا حسب فرمودہ رسول اللہ کونسا شک باقی رہگیا اگر وقت وفات اپنی حضرت عمر ابن الخطاب خلافت کا دار مدار عبد الرحمن بن عوف کی رائے پر نہ رکھ جاتے تو خلافت حضرت عثمان کو نصیب نہوتی اور نہ بنی امیہ از سر نو قوت پاکر خاندان نبوت کو تباہ کرتے اور امت راہ ہدایت سے برگشتہ نہوتی نہ ایک مذہب کی چند مذہب بنتے جسکے سبب نوبت واقعہ کربلا کی پونچی اگر اپنے فرزند عبد اللہ کو اپنا قائم مقام کر جاتے تو بہتر تھا ان خیالات نے انکو مجبور کیا تھا خلافت حضرت عثمان پر لیکن وہ جانتے تھے کہ زمانہ خلافت بنی امیہ میں خاندان نبوت پر تباہی آجاویگی اگر حضرت عمر کو اپنے پردہ پوشی کا خیال نہ ہوتا تو ضرور اپنے پسر عبد اللہ کو اپنا جانشین بناتے چنانچہ حضرت عثمان نے مسند خلافت پر بیٹھے رہے یہ پردہ پوشی کی کہ ترتیب قرآن خلاف تنزیل کیا اور اکثر آیات قرآن میں سے نکال ڈالی کہ جو حضرت علیؑ کی فضیلت اور خلافت کا پورا ثبوت ہوتا تھا چنانچہ تفسیر اتقان نوع ۴۷ فی الناسخ منسوخ صفحہ ۱۶۳ میں جو عبارت درج ہے اسکا یہ ترجمہ

کہ ام المومنین بی بی عائشہ کہتے ہیں کہ سورہ احزاب حیات حضرت سرور کائنات میں تلاوت کیا جاتا تھا دوسو ۲۰۰ آیت تھی مگر حضرت عثمان نے ہفتاد سہ ۷۳ آیت رکھیں باقی یکصد و بست ہفت آیتیں نکالڈالیں ابی بن کعب اور ابو موسیٰ اشعری اور عبد الرحمان بن عوف اسکی راوی ہیں تفسیر اتقان معتبر تفسیر ہے اہل سنت کی +

خلافت ثلثہ اور معاویہ یزید میں انکے معتقدہ حدیث رسول اللہ کا بیان کرتے ہیں کہ خلافت تیس برس رہیگی بعدہ سلطنت ہو جاویگی ماہ ربیع الاول ۱۱؁ ہجری کو حضرت ابوبکر خلیفہ قرار پائے اور ماہ جمادی الثانی ۱۳؁ھ ہجری فوت ہوئے انکے بعد عمر ابن الخطاب خلیفہ ہوئے اور ۲۷ ذوالحجہ ۲۳؁ ہجری میں فوت ہوئے انکے بعد حضرت عثمان بن خلیفہ ہوئے اور ۱۴ ذوالحجہ ۳۵؁ ہجری میں فوت ہو گئے پس دو برس تین ماہ آٹھ یوم تو حضرت ابوبکر نے خلافت کی اور دس سات ماہ حضرت عمر نے خلافت کی اور گیارہ برس گیارہ ماہ تیرہ یوم حضرت عثمان کی خلافت میں گذرے پس ربیع الاول ۱۱؁ ہجری کو زمانہ خلافت شروع حضرت خلیفہ اول سے تا تاریخ ۱۴ ذوالحجہ ۳۵؁ ہجری وفات خلیفہ عثمان تک چوبیس برس نو ماہ چودہ یوم ہوتے ہیں اور خلافت میں شرطیں لکھی گئی ہے حکومت میں فی الارض اور اجماع امت سو حضرت علی کی خلافت پر امت نے اجماع نے نہیں کیا کہ اگر حضرت علیؑ کی خلافت صحیح ہو جاویگی تو عبداللہ بن عمر وغیرہ عمدہ مدینہ کی جو معتزلہ ہو گئے تھے اور بیعت حضرت علی سے انکار کیا اور معاویہ اور لشکر معاویہ اسلام سے خارج ہو جاوینگے کیونکہ خلیفہ وقت سے انحراف مسلمان کا کام نہیں ہے اور عبداللہ ابن عمر اور معاویہ اور لشکر معاویہ مسلمان سمجھے جاوینگے تو حضرت علی خلیفہ قرار نہیں پا سکتے کیونکہ دو ثلث سے زاید لوگوں نے انکی بیعت نہیں کی نہ خلافت کو انکے قبول کیا اگر تنک بندے کے واسطے زمانہ خلافت حضرت علیؑ بھی شمار کیا جاوے تو ۱۴ ذوالحجہ ۳۵؁ ہجری وفات خلیفہ عثمان سے ۲۱ ماہ رمضان ۴۰؁ ہجری شہادت حضرت علی تک انتیس ۲۹ برس ۶ ماہ بیس یوم ہوتے ہیں پھر بھی تیس ۳۰ برس پوری نہیں ہوتی چار ساڑھ نو ماہ چھ یوم بھی داخل ہو کر پوری تیس برس نہیں ہوتی اسلئے یہ حدیث کم فہم لوگوں نے تصنیف کی ہے دوسری اگر اس حدیث کی کوئی اصلیت ہوتی تو عبداللہ ابن عمر جو مجتہد تھا یزید کو امام برحق اور خلیفہ رسول اللہ قبول کرکے بیعت نکرتے تیسری انصار اور مہاجر اور تابعین بڑے بڑے زبردست مسلمان جو ہیں معاویہ کے اور یزید کے دربارہ قبول امامت اور خلافت بیعت نہ کرتے کیونکہ سلطان وقت کے کبھی کسی نے بیعت نہیں کی نہ سلطان وقت از نام خلیفہ اور امام اور پیشوا امت اور امیر المومنینؑ کہیں منسوب نہیں ہوا دیگر علمائی معتبرین نے ہے مثل عبداللہ ابن عمر کی معاویہ یزید کو برحق خلیفہ رسول اللہ صلعم و امام قبول کیا ہے جسکی تصریح بطور نمونہ ذیل میں کیجاتی ہے ابو شکور سلمی بر حاشیہ شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۲ ترجمہ عبارت عربی کا یہ ہے ابو شکور سلمی کہتے ہیں کہ امام حسین پر بیعت از روئے عقل یزید کی واجب تھی اسلئے کہ خلافت اوسکی صحیح تھی اور کل مسلمانوں پر اطاعت یزید کی واجب تھی کیونکہ تابعداری کی یزید کی اصحاب رسول اللہ نے اور قبول کیا خلافت یزید کو شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۴ ترجمہ ملا علی قاری صاحب شرح فقہ اکبر میں لکھتے کہ رسول خدا نے فرمایا تھا کہ میرے بعد بارہ خلیفے ہونگے ان بارہ خلفا میں ایک تو خلیفہ ابوبکر دوسرے خلیفہ عمر تیسرے خلیفہ عثمان چوتھے جناب علی پانچویں معاویہ چھٹے یزید ساتویں عبدالملک بن مروان آٹھویں یزید بن مروان نویں سلیمان دسویں ہشام گیارہویں ولید بارہویں عمر بن عبدالعزیز یہ بارہ شخص خلفاء راشدین ہیں حسب فرمودہ رسول خدا

انہوں نے حضرت امام حسنؓ کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا اور یزید کو اور معاویہ کو اور پسران مروان کو خلفائے راشدین کیا ہے کتاب ملل و نحل شہرستانی صفحہ ۸ ترجمہ عربی امام ابو فتح عبدالکریم شہرستانی کہتے ہیں کہ سب نے بالاتفاق بحالت خود مختاری معاویہ کا اور یزید کا امام برحق ہونا اور اسکے بعد مروان و عبدالملک و یزید و سلیمان و ہشام و اولاد مروان کا خلیفہ برحق ہونا قبول کیا ہے اور صواعق محرقہ ابن حجر مکی میں ابن حجر کہتے ہیں کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں کیونکہ یزید مومن تھا نہ کافر اور خدا کی مرضی بھی کہ حضرت امام حسین بحکم یزید قتل ہوں اسمیں یزید کا کوئی قصور نہیں اور شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۸ میں ملا علی قاری کہتے ہیں کہ جرم قتل امام حسین بہ نسبت یزید کی ثابت نہیں اور بغیر تحقیق کے کسی مسلم کو بسوی کبیرہ گناہ منسوب کرنا جائز نہیں اسلئے یزید لعنت کرنا اور اسکو متہم بکفر کرنا منع ہے اور حجت الاسلام امام غزالی نے بھی احیاء العلوم میں بھی لکھا ہے یہ چند ثبوت بطور نمونہ لکھدے ورنہ علما معتبرین انکی مقلد بالاتفاق معاویہ اور یزید ابن معاویہ کو امام برحق اور خلیفہ رسول اللہ قبول کیا ہے اور کرتے ہیں بعض علما نے مثل سعد الدین تفتازانی کے اختلاف کیا ہے سبب یہ ہے کہ جہلا کی تالیف قلوب کیواسطے یہ اختلاف کیا اور حدیثیں بنائی گئیں ہیں کہ خلفا ثلثہ راشدین میں داخل ہیں اور معاویہ یزید کا شمار سلاطین میں ہے اور سلاطین سے ہمیشہ خطا ہوتی ہے جو لوگ شریک معاویہ ہوکر حضرت علیؑ سے لڑے انکا نام ناصبی ہوا سنہ ۴۱ ہجری میں خلافت امام حسن کے بعد جب کل اصحاب اور انصار نے معاویہ سے بیعت کر لی تو فرقہ معتزلہ کے لوگ بھی جنہوں نے بیعت حضرت علی سے انکار کیا تھا معاویہ کی بیعت اطاعت میں داخل ہوئے اور فرقہ نواصب میں شامل ہو گئے اور خارجی بھی اسی فرقہ نواصب میں داخل ہوئے خوارج وہ فرقہ ہے جو جنگ صفین سے پانچ ہزار آدمی انحراف کر کے نہر پر پونچا اور تمام ملاد میں یہ علانیہ کہتے تھے کہ حکم اللہ و ملک اللہ ہے کوئی رسول ہے نہ کوئی اسکا خلیفہ ہے پر حضرت علیؑ نے نہر جا کر انکو قتل عام کیا اور نو شخص فرار ہوئے حضرت علیؑ سے صحابہ نے عرض کی کہ فرار ہوئے کو پکڑ لیں آنحضرت نے فرمایا جانے دو انکی پشت میں نسل وہ معزور بلاد نجد میں جا کر سکونت پذیر ہوتے اس جنگ کا نام نہرواں ہے یہ خارجی بھی نواصب میں شامل ہو گئے اور شیعہ علی بخوف قتل بہ تقیہ شامل ہوئے طرف معاویہ کے معاویہ نے خلافت سے اطمینان حاصل کر کے علانیہ حضرت علیؑ کے ساتھ اظہار دشمنی کرنا شروع کیا اور حکم عام یہ دیدیا کہ مقلدان حضرت علیؑ قتل کیے جاویں اور ہر نماز جمعہ کے خطبہ میں حضرت علیؑ پر تبرا کیا جاوے اب کل اصحاب انصار تابعین وغیرہ جو زمانہ معاویہ میں دست بیع ہو چکے تھے فرقہ نواصب کے ساتھ شریک تبرا ہوئے بعد شہادت امام حسینؑ کی بعد مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہوا اور مختار ثقفی قاتلان امام حسینؑ سے معاوضہ لینے کو تیار ہوا اور طوائف الملوکی ہو گئی اور جو اہل مکہ اور مدینہ یزید کی بیعت کر چکے تھے اور نماز جمعہ کے خطبہ میں فرقہ نواصب میں کے شریک تبرا ہوتے تھے پریشان ہوئے اور اپنے کو اس الزام سے بچانا چاہا کہ مختار ثقفی ہمپر نہ نوح کشتی کری یہ لوگ عبداللہ ابن زبیر کی جانب رجوع ہوئے اور اسکو اپنا خلیفہ اسوجہ سے بنا لیا کہ وہ نواسہ حضرت ابوبکر کا تھا کہ تا عام مسلمان ہماری رعایت کریں اور ہم قتل شہدائے کربلا سے محفوظ رہیں یزید نے اس حالت سے مطلع ہو کر مسلم ابن عقبہ کو بارہ ہزار فوج دیکر تاخت مدینہ پر روانہ کیا تین روز تک اس فوج نے قتل عام کیا اور لوٹا اور انکی عورتیں اہل لشکر پر مباح کر دیں اور مسجد رسول اللہ کو نجس کیا

سات اصحابی اور دس ہزار اہل مدینہ قتل ہوئے یزید بن معاویہ کی سے اور جو رسم تبرا جمعہ کے خطبہ میں جاری ہوئی یہ رسم سنہ ۴۱ ہجری سے تا سنہ ۹۹ ہجری اٹھاون برس جاری رہے زور سنہ ۹۹ ہجری میں عمر ابن عبدالعزیز نے اس رسم کو موقوف کیا اسکا ثبوت ایک کتاب اردو سیرۃ النعمان کی صفحہ ۲۶ سے مندرجہ ذیل عبارت کو منقل کر دیتا ہوں سیرۃ النعمان صفحہ ۲۶ سنہ ۹۹ ہجری میں عمر عبد العزیز خلیفہ ہوئے انکی خلافت نے دفعتاً حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا اور تمام ملک میں عدل احسان اور عمل خیر برکت کی جان تازہ ڈالدی ایک مدت سے حضرت علی علیہ پر خطبوں میں جو لعن پڑھا جاتا تھا ایک لخت موقوف کر دیا اور علوم مذہبی کی چرچلی گھر گھر پھیل گئی فقط دوسری صدی کی ابتدا میں لوگوں کو مذہبی علوم کی مباحثہ کا موقعہ ملا اور سنہ ۴۱ ہجری سے سنہ ۹۹ ہجری تک ناصبی اور معتزلہ اور خارجی بالاتفاق ہر جمعہ کے خطبہ میں دشمنی حضرت کا اظہار بذریعہ لعن کر رہے اس دوسری صدی کو ابتدا میں بھی انہیں مسلمانوں کو موقعہ ملا جو ناصبی اور معتزلہ اور خارجی تھے اور شیعوں کو تو اس زمانہ میں بھی آزادی حاصل نہوئی فرقہ نواصب و معتزلہ و خارج کو جو سنہ ۹۹ھ میں آزادی حاصل ہوئی کچھ لوگ تو بدستور مذہب معتزلہ کے مطیع رہے اور کچھ لوگوں نے ابوالحسن اشعری کی پیروی اختیار کی اور اپنا مذہب اشعری مشہور کیا اور کچھ لوگوں نے ابوالمنصور ماتریدی کی پیروی اختیار کی اور باہم مباحثہ شروع ہو گئے دوسری صدی میں باہم شیخ ابوالحسن اشعری و ابوعلی جبائی معتزلہ کی مباحثہ ہوا جسکا ذکر ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۹ میں تحریر کیا اور سیرۃ النعمان حنفی مولانا شبلی صاحب جنکو شمس العلما کا خطاب گورنمنٹ سے ملا ہے لہذا لوگوں نے مذہب معتزلہ ترک کیا اور مذہب اشعری کا نام اہل سنت رکھا دوسری صدی ہجری میں ۱۲۵ سوا سو برس کے بعد چند عالموں کے اتفاق سے یہ مذہب جاری ہوا اصل اصول اس مذہب کا یہ ہے کہ جو کرتا ہے خدا کرتا ہے انسان کچھ نہیں کرتا خدا کی یہی مرضی تھی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوں اور حضرت علیؑ خلیفہ نہوں وہی ہوا جو خدا نے چاہا اسلئے اطاعت خلفا ثلثہ کی امت پر واجب تھی مطابق مشیت الٰہی کی خدا نے چاہا کہ امام حسین بحکم یزید قتل کئے جاویں پس وہ قتل ہوئے اسکا الزام یزید اور قاتلان امام حسین پر کچھ نہیں ہے جو خدا نے چاہا وہ ہوا اسلئے یزید امام برحق اور خلیفہ رسول واجب الطاعت تھا اور سردار اور امام تھا کل مسلمانوں کا چنانچہ اسکے ثبوت میں علما معتبرین کے اقوال اسکے قبل تحریر کئے گئے ہیں پس اس اصول مذہب کے سبب بت پرستوں اور زنا کاروں اور شراب خواروں اور مشرکوں سے شرک اور کافروں سے کفر چوروں سے چوری دغابازوں سے دغا بازی خونخواروں سے خونخواری رنڈیوں سے حرام کاری ظالموں سے ظلم خدا ہے کرتا ہے انسان اپنے آزادی سے کچھ نہیں کرتا یہ اصول علما قدیم نے خلفا وقت کے خوش کرنیکو اور انکے بزرگوں کی عیب پوشی کیواسطے بنظر حصول عزت اور دولت در مرتبہ قائم کرکے اس اصول کی پیروی کرنیوالیوں کا نام سنت جماعت رکھا اس مذہب کے ان اصولوں کو دیکھکر فرقہ نواصب اور معتزلہ اور خارجی اور اشعری اور ماتریدی سب خوش ہو گئے اور جملہ مذاہب والیوں نے اسکو پسند کیا اور سب متفق ہو گئے اور سب نام انکے مسدود ہو گئی فرقہ نواصب کے لوگ میں انتہا تھے یہ سب شامی قبیلہ بنی امیہ کے لوگ تھے اور وہی لوگ برسر حکومت تھے لہذا ان لوگوں نے بزور حکومت اپنا نام ناصبی تبدیل کرکے اپنے کو اہل سنت مشہور کیا اصل میں

فرقہ مجموعہ ہے ناصبی خارجی معتزلہ ماتریدی اشعری کا دوسری صدی ہجری برس بعد چند عالموں کے اتفاق سے یہ مذہب جاری ہؤا نہ وقت رسول اللہ کے نہ اصحاب ثلثہ نے جاری کیا ناواقف لوگ دہوکھے میں اس مذہب کو اختیار کئے ہوئے ہیں فرقہ نواصب کو جو عداوت حضرت علی اور اولاد حضرت علی کے ساتھ ابتدا سے تھے جسکے سبب حضرت علی شہید کیے گئے اور امام حسن کو زہر سے شہید کیا گیا اور امام حسینؑ مثل گوسفندان صحرائی کربلا میں مع تمام قبیلہ ذبح کیا گیا وہ عداوت آجتک چلی جاتی ہے ہر سال عشرہ محرم کو اس عداوت کا نمونہ سارا زمانہ دیکھ لیتا ہے کہ عشرہ محرم ۶۱ ہجری کو جو خاندان رسالت تباہ کیا تو اہل حرم میں بدرجہ غائت اضطراب تھا بیبیوں نے سر کے بال کھولدیئے تھے اور موتہہ پر طمانچے مارتی تھیں اور ریگ صحرا سروں میں ڈالتی تھیں بے چادر و مقنعہ موتہہ پر خاک ملتی تھیں اور باآواز بلند نالہ و شیون کرتی تھیں اور سر برہنہ بیٹھی تھیں اسکے مطابق شیعوں میں ہر سال دیکھا جاتا ہے کہ مصائب شہدا اور اہل حرم کی یاد کر کے سر و پا برہنہ نالہ و شیون کرتی تھیں اور سروں پر خاک ڈالتی ہیں بیبیاں انکے سروں کے بال کھولدیتے ہیں فرقہ شیعہ کی کل زن و مرد سینہ سر کوٹتے ہیں اور ماتم امام حسین میں مصروف رہتے ہیں اور باآواز بلند صدائے گریہ بلند کرتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں اپنی زندگی پر اور کہتے ہیں کہ روز عاشورہ ہم نہوئے کہ فرزند رسول اللہ کے قدموں پر جان نثار کرتے ادہر تو اہل حرم نالہ و شیون کرتے تھے اور ادہر لشکر یزید میں قتل امام حسین کی خوشی تھی اور تکبیریں فتح یزید کی باآواز بلند کہتے تھے اور خوشی کرتے تھے شادیانہ بجاتے تھے آپس میں ملتے تھے اور مثل عید دوگانہ پڑھتے تھے آجتک اہل سنت فتح یزید کی خوشی میں عشرہ محرم کو مجنوں بنکر پیروں میں گھنگرو باندہتے ہیں اور دف و بانسری انکی ہمراہ بجی جاتی ہے اور وہ مال لور سر پر ناچتے جاتے ہیں سال بھر تک چاہیے برہنہ پھریں مگر عشرہ محرم کو ہر زن و مرد ضرور جدید پارچہ زیب بدن کرتے ہیں اور ہاتھوں میں مہندی کو لگاتے ہیں لکڑی اور پٹہ اور لیزم ہلاتے ہوئی کمال خوشی اور خورمی کے ساتھ گشت کناں پھرتے ہیں عمدہ عمدہ غذائیں کھاتے ہیں اور یوم عید سے بھی زیادہ آراستگی کے ساتھ میلا کرتے ہیں اور اسمیں انواع اقسام کے سوانگ مثل ہولی کے بناتے ہیں کسیکو شیر بناتے ہیں اور کسیکو گرگ اور میلا عشرہ محرم کو اوسے میلا کی نقل ہوتا ہے جیسا کہ کوفہ اور شام میں شہر آراستہ کیا گیا تھا اور اہل حرم کمال بے حرمتی سے ان شہروں میں پھرائے گئے تھے پس جو سامان خوشی کے عشرہ محرم کو فوج یزید نے اور کوفہ شام کے گئے تھے وہی سامان عشرہ محرم کو تمام زمانہ میں اہل سنت کو دیکھا جاتا ہے یہانتک عشرہ محرم کو بعض ناچ بھی دیکھتے ہیں اور عاشورہ کے میلے میں بڑی شرکت اختلام کے عمدہ عمدہ لباس پہنکر نکلتے ہیں اور کوٹھوں پر بیٹھکر تماشا دیکھتے اور رنڈیاں قریب ہوتی ہیں انسے قہقہہ اور مذاق بھی ہوتا جاتا ہے یہ سارے کام جہلا کے بہکانے کے لئے کرتے ہیں دشمنان خاندان نبوت صاف کہہ نہیں سکتے کہ عشرہ محرم میں یزید نے فتح پائی ہے جو خلیفہ وقت تھا اسکی فتحیابی کے شکریہ میں خوشی کرنی چاہئے بلکہ طرح بطرح کے بہانہ ظاہر کر کے مصروف ادائے سنت یزیدیہ ہوتے ہیں اہل سنت کے افعال سارا زمانہ دیکھ رہا ہے عقلا بنی امیہ نے بنظر استحکام سلطنت اور بقا حکومت کی وجہ سے نام ناصبی تبدیل کیا کیونکہ شہادت امام حسینؑ سے غیر قوموں میں اضطراب کر دیا تھا اور یہ اضطراب زوال سلطنت کا باعث تھا لہذا استحکام اور سلطنت کی نظر میں سے عمر ابن عبد العزیز نے ۹۹ ہجری میں حضرت علیؑ پر تبرا کرنا بند کیا اور رفتہ رفتہ کچھ مدت

کے بعد ناصبی تبدیل کرکے اہل سنت نام رکھ لیا +

## حقیقت مذہب شیعہ

اور اب میں اصل حقیقت مذہب شیعہ کی ظاہر کرتا ہوں شیعہ نام ہی اس گروہ کا جو حضرت علیؑ کا رفیق اور مددگار اور مطیع فرمانبردار رہا ہمیشہ رہا ہے کتاب شرح مواقف صفحہ ۶۲۲ عبارت عربی کا ترجمہ یہ ہے کہ شیعہ وہ فرقہ ہے جسنے وفات سرور کائنات کے بعد اطاعت اور پیروی کی حضرت علیؑ کی اور قائل ہوئے امامت حضرت علیؑ کی اور اولاد علی کی کسی دوسرے کی خلافت امامت کو قبول نہیں کیا شرح مواقف صفحہ ۶۲۹ فرقہ شیعہ امامیہ اول دو پر مذہب علی اور اولاد علی کے تھے جب زمانہ دراز گذرا تو مذہب امامیہ کے بھی چند فرقے ہوگئے کتاب جامع الاصول ابن اثیر میں لکھا ہے کہ مذہب امامیہ کی مجدد جو ہیں حضرت امام علی رضا ہیں یعنے مذہب شیعہ میں جو بوجہ ظلم بنی امیہ اور بنی عباس تقیہ کے سبب جو کچھ اختلاف واقع ہوا تھا اوسکی اصلاح دوسری صدی ہجری میں حضرت امام علی رضا نے فرمائی اور جب سے یہ مذہب کہ جسکے مجدد امام رضاؑ ہیں از نام امامیہ اثنا عشریہ نام زد ہوا تا ایندم اوسی طریقہ پر قائم ہے کتاب معجم طبرانی و اسعاف الراغبین صفحہ ۱۵۶ ترجمہ حدیث کہ فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ میری امت سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب داخل جنت ہونگے عرض کی حضرت علیؑ نے کہ یا رسول صلعم وہ کونسی جماعت ہے جو بغیر حساب داخل جنت ہو گی فرمایا آنحضرت نے کہ وہ شیعہ تمہارے ہیں اور تم انکے امام ہوگے اور امام مناوی کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق میں مندرجہ ذیل ترجمہ حدیث کا نقل کی ہے اور فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ اے علی تم اور تمہارے شیعہ وارد ہونگے حوض کوثر پر دوسری حدیث فرمایا آنحضرت نے علی اور شیعہ انکی قیامت میں نجات پاوینگے۔ منقول از کتاب قول فیصل مرقع السلام چونکہ بعد از وفات رسول خدا کے لوگوں نے جو قلبی دشمنی تھی اسکو اظہار کر دیا جسکی پیروی آجتک ہوتی ہے اسی دشمنی کے سبب آل رسول خلافت سے محروم کئے گئے +

اور تمامی مہاجر و انصار اور تابعین نے بطیب خاطر اجماع کرکے دست معاویہ اور یزید ابن معاویہ پر بیعت کرکے خلیفہ اور امام بنایا لیکن جب واقع شہادت امام حسین ہوئی تو لوگوں میں اضطراب پیدا ہوا اور اس اضطراب کے سبب امت کی بنی امیہ اور بنی عباس کیجانب سے برگشتہ ہونے لگے اور چونکہ حضرت علیؑ کے اوصاف میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی صاف اور تصریح موجود تھیں جسکے انکار کا موقع باقی نہ رہا تھا لہذا لوگوں کے رخ آل رسول کیجانب پھرنے لگے اور خلفائے بنی امیہ اور بنی عباس کو زوال حکومت کا خوف پیدا ہوا اسوجہ وقتاً فوقتاً ایک ایک جماعت از نام اولیا اللہ تیار کی گئے اور اس جماعت کو اون فضائل اور مناقب سے موسوم کرنا شروع کیا جو فضائل اور مناقب جناب امیر کے پروردگار عالم نے اور جناب رسالت پناہ نے امت پر ظاہر کئے تھے اور ایک حضرت علیؑ کے مقابل بہت سے علی ہمرتبہ علی بنائے گئے اور انکی جانب امت رجوع کی گئے تاکہ آل رسول کو کسی قسم کی قوت حاصل نہو اور امت حضرت علیؑ اور اولاد حضرت علیؑ سے برگشتہ رہے اور اون اولیا کے معتقد رہے جو کہ ہمرتبہ علی بنائے گئے تاکہ حکومت بنی امیہ اور بنی عباس کے

استحکام میں نقص پیدا نہ ہو اور اُمت اولاد حضرت علی کے مطیع ہونے پاوے چنانچہ جن حضرات کو خلفائے بنی عباس نے اور جبر خواہان بنی امیہ اور بنی عباس درجہ ولایت پر پونچا ہمرتبہ حضرت علی ہوا ان میں سے دو تین صاحبوں کا ذکر ذیل میں عرض کیا جاتا ہے ۔۔

جناب مولوی عبدالقادر غلام سرور لاہوری اہل سنت کے ایک عالم ہیں اپنی کتاب گلدستہ کرامات میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب فضائل التبصیح ذیل درج فرماتے ہیں کتاب گلدستہ کرامات صفحہ ۱۰ کہ جسطرح مکھی حضرت رسول خداؐ کے جسم مطہر پر نہ بیٹھتے تھے اوسیطرح حضرت شیخ عبدالقادر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور جسطرح بول براز رسول اللہ صلعم کا زمیں کہا جاتی تھی اوسیطرح شیخ عبدالقادر کا کھا جاتی تھی کہ ہذا وجود جدی محمد صلعم لا وجود عبدالقادر یعنے عبدالقادر کا جسم اصل میں جناب محمدؐ کا جسم ہے مطلب اس تحریر کا یہ ہے کہ اصل میں شیخ عبدالقادر وہی ہیں جو اول صلب حضرت عبداللہ سے پیدا ہو کر از نام محمدؐ معروف ہوئے؟ اور قتال ہیں یہ واقعہ اوس حدیث کی تردید میں ہے یا اوس حدیث کی جواب میں ہے جو حضرت رسول خدا نے فرمایا تھا کہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں اور میں اور علیؑ نور واحد سے پیدا ہوئے ہیں گلدستہ کرامات صفحہ ۹ کہ شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ حضرت جناب محمدؐ میرے جد امجد کا قدم تمام انبیاء کی گردن پر ہے اوسیطرح میرا قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے جسطرح شیعہ دعویدار ہیں کہ آنحضرت محمدؐ پر نبوت ختم ہوئے اور جناب امیر پر ولایت ختم ہوئے جو اسکا جواب ہے اور علما اہل سنت اپنے مقلدوں کی تسکین کیلئے شیخ عبدالقادر کی غلط مناقب بیان کرکے گنہگار ہوتے ہیں اور عام لوگوں کے خیال حضرت علیؑ اور انکی اولاد مطہر کیجانب سے برگشتہ کرکے جانب خلفاء ثلثہ رجوع کرتے ہیں مگر عام لوگ اس بات کا غور نہیں کرتے کہ حضرت علیؑ کے مناقب قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہیں جو کتب اہلسنت میں درج ہیں اور شیخ عبدالقادر کا زمانہ رسول خدا میں اور بعد وفات آنحضرت قبل از پیدائش شیخ عبدالقادر کے عبدالقادر کا کوئی نام ونشان بھی نہ تھا اور مناقب کہاں سے پیدا ہو گئے اور گلدستہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر سب تمام دنیا کے اشجار کاغذ بنجاویں اور شاخہائے درخت قلم بنجاویں اور تمام جن اور انس ملکر لکھنا شروع کردیں تو بھی مناقب اور کرامات شیخ عبدالقادرؒ کے ختم نہوں اور تمام مخلوق لکھتے لکھتے عاجز آجائے یہ جواب شیعوں کے اس دعوی کا ہے جو حضرت کے فضائل ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ اگر دریا روشنائی بنجاویں اور درخت قلم بنجادیں تو بھی فضائل حضرت علیؑ ختم نہوں جو اس فقیر حقیر نے بھی فضائل حضرت علیؑ بالا قلم بند کیں ہیں اور گلدستہ کرامات صفحہ ۱۱ شب معراج کو جب جناب محمدؐ ہفت آسمان کی منزلیں طے کرکے سدرۃ المنتہیٰ تک پونچے اسوقت حضرت جبرائیل تو رخصت ہو گئے اور شیخ عبدالقادر نے آنحضرت کو اپنے کاندھے پر اوٹھاکر قاب قوسین تک پونچادیا یہ شیعوں کے اوس دعویٰ کا جواب ہے جو شیعہ کہتے ہیں کہ اصحاب نے آنحضرت سے پوچھا معراج میں آپنے کسکو دیکھا تو آپنے فرمایا واللہ جہاں دیکھا علیؑ کو دیکھا گلدستہ کرامات صفحہ ۱۹ کہ جس شب شیخ عبدالقادر بمقام گیلان پیدا ہوئے اس شب کو ایکہزار یکصد پسر بخانہ ہائے دیگر میں بمقام گیلان اور بھی پیدا ہوئے تھے جو برکت قدم شیخ عبدالقادر سبکے سب ولی اللہ ہوئے اس دعوے سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعوں کو تو ایک حضرت علیؑ کی ولایت پر ہی بڑا فخر ہے مگر شیخ عبدالقادر تو رتبہ میں حضرت علی سے بھی اسقدر بلند ہیں کہ بروز پیدائش شیخ عبدالقادر

۱۳ اور سنہ ۱۱ ہجری میں دنیا سے رحلت فرمائی بار دیگر صلب ابوصالح
سے پیدا ہوئے اور از نام عبدالقادر معروف ہوئے

جسقدر طفل پیدا ہوئے سب ولی اللہ ہوئے مگر ان ایکہزار ایکسو طفل کا نام اہل سنت اجتک نہ بتا سکے مگر شیخ عبد القادر کا رتبہ رسول اللہ صلعم سے بھی بڑھا دیا کیونکہ بروز پیدائش رسول اللہ صلعم جو طفل دنیا میں تولد ہوئے انہیں سے نہ کوئی رسول ہوا نہ ولی ہوا گلدستہ کرامات صفحہ ۱۲۴ ایک غرق شدہ کشتی کو بارہ برس کی بعد معہ ان لوگوں جو اس پر سوار تھے شیخ عبد القادر نے دریا سے نکال دیا یہ جواب شیعوں کی اس دعوے کا ہے کہ جو زمانہ حیات رسولخدا احباب حضرت علیؑ نے بحکم رسولخدا کشتیاں غرق شدہ معہ ان لوگوں کے جو اسپر سوار تھے نکالا تھا ؛

کتاب گلدستہ کرامات صفحہ ۳۰ زمانہ شیر خواری میں شیخ عبد القادر نے دایہ کی گود سے جانب آسمان پرواز کر گئے اور قریب آفتاب پہنچے تو خلق اللہ کو دو آفتاب نظر آنے لگے یہ جواب ہے حدیث بساط کا گلدستہ کرامات صفحہ ۳۶ ایک عیسائی کو شیخ عبد القادر نے وقت مباحثہ قبرستان میں لیگئے اور ایک قبر کہنہ سے ایک مردہ قوال کو قم باذنی کہکر زندہ کیا یعنے میرے حکم سے زندہ ہو جا وہ قوال قبر سے گاتا بجاتا زندہ نکل آیا کلمہ پڑھتا زندہ نہ ہوا اس واقع سے شیخ عبد القادر کا مرتبہ خدا ہونا ظاہر ہوتا ہے اور یہ جواب اسکا ہے جو نصیری حضرت علیؑ کو خدا کہنے لگے اور شافعی متردد رہے کہ علیؑ انکا خدا ہے یا رب انکا خدا ہے اس قسم کی بکثرت واقعات بلا سند گلدستہ کرامات میں درج ہیں ؛

اور اخبار خیر خواہ عالم دہلی مرقومہ ۲۴ فروری ۱۸۹۱ء نمبر ہشتم جلد ہفتم میں ایک خبر اس عنوان سے درج ہے کیفیت عرس شریف گنگوہ ضلع سہارنپور راقم دبدبہ سکندری کی ایک نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں کہ مقام پیران گنگوہ سہارنپور سے پندرہ کوس ہے اور وہاں حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبد القدوس گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین رحمۃ اللہ کا مزار ہے علی آخر یہ لقب شاہ عبد القدوس کو شیعوں کے اس دعوے کے جواب میں دیا گیا جو وہ حضرت علی کو مشکل کشا کہتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے دنیا کو طلاق دیا تھا ان واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح حضرت علی کو شیعہ مشکل کشا اور ولی اللہ صاحب معجزہ جانتے ہیں اور حضرت علیؑ و اولاد علی کیجانب سے بدعقیدہ لوگوں کو کرتے رہتے ہیں تاکہ حکومت بنی امیہ اور بنی عباس کو زوال نہو یہ سارے واقعات محض عداوت حضرت علی کے سبب ظہور پذیر ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں اور ذریعوں سے کم علموں کو دھوکھ دیا جاتا ہے اور وہ لوگ بوجہ ناواقفیت محض اپنی باپ دادوں کی تقلید میں خراب ہوتے ہیں لیکن تعجب ایسان کا ہے کہ اسکے بہکانے سے کیا حاصل جبکہ خلافت خاندان بنی امیہ میں باقی نہ رہے اور نہ بنی عباس میں کہ خوف زوال ہوا اور نہ آل رسول میں خلافت پہنچنے کا کوئی اندیشہ ہے اس قسم کے اعتقادات سے اسلام ضعیف ہوتا جاتا ہے میری رائے میں تو اب حضرت علیؑ و اولاد علیؑ کی عداوت قلبی ترک کرکے اتفاق باہمی کیجانب رجوع کیا جاوے تو بہتر ہے برائے مہربانی غور فرماویں کہ جو لوگ ہمرتبہ حضرت علیؑ بنائے گئے ہیں اونہیں کی مزاروں پر ہر سال عام مسلمانوں کے قافلہ زیارت کو جایا کرتے ہیں حضرت علیؑ کی زیارت کو نجف اشرف میں اور امام حسین کی زیارت کو کربلا معلی میں آجتک کوئی قافلہ اہل سنت کا نہیں گیا بلکہ تاریخوں سے ثابت ہے کہ زمانہ بنی امیہ میں بہت کوشش کی گئی تھے کہ نشانات قبر شہدا معدوم کیجاویں اور زائروں پر ظلم شدید مدت تک ہوتا رہا یہ ناصر الدین شاہ ایران کے زمانہ میں بند ہوئے لیکن شیخ عبد القادر کی زیارت کو بغداد شریف میں اور شاہ عبد القدوس

۱۲ اور امام کہتے ہیں اسیطرح اہل سنت بہشت سے حضرت کو ہمرتبہ علی بناکر خلق اللہ کو تسکین دیتے ہیں۔

گنگوہی کی زیارت ضلع سہارنپور میں اور شاہ معین الدین کی زیارت کو اجمیر میں اور مدار صاحب کی زیارت کو مکن پور میں اور بابا فرید کی زیارت کو پاک پٹن میں ہر سال پر ایک صاحب کی زیارت کو جو ہمرتبہ حضرت علیؑ بنائے گئے مسلمان کے قافلے جاتے ہیں مگر کربلا اور نجف سے دو منزل بغداد سے واپس آتے ہیں اور بغداد حضرت امام موسے کاظم کی زیارت نہیں کرتے اگر محبت حضرت علی و اولاد علی سے ہوتے تو جسطرح بغداد میں شیخ عبدالقادر کی زیارت کرتے ہیں اسیطرح امام موسی کاظم کی زیارت بھی کرتے ضرور کرتے وہاں سوائے شیعوں کے کوئی مسلمان نہیں جاتا جو جسکا معتقد ہوتا ہے اسکی مزار پر جاتا ہے شکل کشا افضل الامم اور بہترین خلایق ہونے میں جائے گفتگو نہیں اور شک کرنیوالہ نجات عقبیٰ سے محروم رہیگا میری اس فیصلہ کی تائید گلدستہ کرامات صفحہ ۱۴۰ کے اس عبارت سے بھی ہوتی ہے کہ فرمایا جناب محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر فرماتے ہیں کہ پیغمبر صاحب نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے فرزند دلبند اور اے پسر سعادت مند خوشخبری ہو تمکو کہ حق تعالی نے تجھکو میرا وزیر مقرر کیا بعد میرے دنیا و آخرت میں حالانکہ زمانہ حیات آنحضرت میں نہ شیخ عبدالقادر کا وجود تھا نہ شیخ عبدالقادر نے جناب سرور کائنات کو دیکھا نہ جناب رسول خدا نے شیخ عبدالقادر کو دیکھا نہ آنحضرت نے کبھی شیخ عبدالقادر کا تذکرہ کیا کہ میری امت میں یا میری آل میں کوئی شخص عبدالقادر نامی ایسا پیدا ہوگا جو بعد میرے دنیا و آخرت میں میرا وزیر ہوگا مگر یہ امر تک بندی محض عداوت حضرت علیؑ جوڑی گئی ہے کیونکہ شیعہ اس حدیث سے دلیل لاتے ہیں کہ جسمیں آنحضرت نے وقت دعوت اسلام اپنے اہل قبیلہ کو جمع کرکے فرمایا تھا کہ یا علی تم میرے بعد دنیا و آخرت میں میرے بھائی اور میرے وزیر اور میرے وصی ہو اسکے جواب میں شیخ عبدالقادر جناب رسولخدا کے وزیر بنائے گئے ہیں شیعہ جو حضرت علیؑ کو وزیر رسول خدا کا قبول کرتے تو اسکے ساتھ کسی دوسرے کو تسلیم نہیں کرتے اور جب اہل سنت شیخ عبدالقادر کی اس کلام کو جو غیر سند ہے قبول کرتے ہیں کہ وہ دنیا و آخرت میں رسولخدا کے وزیر ہیں تو پھر انکو خلفائے ثلثہ اور خلفائے بنی امیہ اور بنی عباس سے انکار کرنا پڑیگا ورنہ ارشاد پیغمبر آخر الزمان کی تکذیب لازم آویگی اور جسطرح شیعہ حضرت علی المرتضی کو قاسم نعمائے بہشت اور ساقی کوثر اور افضل الامم اور اشرف المخلوقات کہتے ہیں اسیطرح اہل سنت شیخ عبدالقادر کو شافی اور افضل الامم اور اشرف الخلایق تسلیم کرتے ہیں جسکا ثبوت غزل مندرجہ صفحہ ۱۰۸ گلدستہ کرامات سے بخوبی ہوتا ہے نقل اس غزل کے ذیل میں درج ہے ۞ غوث الاعظم قطب عالم شاہ اکبر محی الدین + نور چشم نور چشمان پیغمبر محی الدین + اشرف سادات سرخیل شریفان جہان + افضل اولاد آدم پیر الپیر محی الدین + شاہ اشرف قاسم نعمائے فردوس بریں + مالک باغ حیات ساقی کوثر محی الدین + جبکہ اہل سنت اولاد آدم سے بزرگ افضل شیخ عبدالقادر کو تسلیم کرتے ہیں تو اولاد آدم میں جناب رسول خدا اور خلفا ثلثہ بھی داخل ہیں تو جناب رسولخدا اور اصحاب سے علی افضل شیخ عبدالقادر ہوگئے اس اقبال سے تو شاہ محشر بھی اہل سنت کے شیخ عبدالقادر ہی ہوئے ہیں اور ساقی کوثر بھی انکے عبدالقادر ہیں اور شیعوں کے شاہ محشر جناب رسولخدا اور ساقی کوثر حضرت علیؑ ابن ابی طالب ہیں پس شیعہ محبت علیؑ اور اولاد علیؑ کو ذریعہ نجات گردانتے ہیں اور اہل سنت محبت شیخ عبدالقادر کو ذریعہ نجات تصور کرتے ہیں بدینوجہہ محبت شیخ عبدالقادر میں مجالس جاہل قوال اور راگ راگنے برپا کرتے ہیں اور مناقب شیخ عبدالقادر کو راگ راگنی میں ساتھ رقص سرود کے سنکر خوش ہوتے ہیں اور وجد کرتے ہیں اور اسے خوشی میں بیخود ہوتے ہیں کہ حکومت اسلام ہمارے ہاتھ اور قبضہ میں رہے اور شیعہ محبت

علیؑ اور اولاد علیؑ میں مجالس عزا برپا کرکے گریہ وزاری کرتے ہیں کہ ہمارے پیشوایان دین نے خلائق کی رہنمائی اور شریعت کی حفاظت اور اسلام کے استحکام کیواسطے کہ جو تاقیامت بنی آدم کی نجات کا ذریعہ ہے اپنے شہادت قبول کی او مصیبت شدید گوارہ کی مگر ہماری نجات کیلئے صبر کیا اور راضی برضا الٰہی رہے افسوس اگر ہم روز عاشورہ موجود ہوتے تو فرزند رسول خدا پر اپنی جان نثار کرتے +

تذکرہ اولیاء ہند جلد اول صفحہ ۱۶ میں اور ایک بزرگ ہم رتبہ علیؑ بتائے ہیں انکا مدارج شیخ عبدالقادر سے بھی زیادہ تر لکھا ہے اور سلسلہ نسب انکا خلیفہ عمر ابن الخطاب کو ملتا ہے شیخ فریدالدین مسعود بن شیخ سلیمان بن شیخ تعبان بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شیخ شہاب الدین بن شیخ احمد المعروف بن شیخ فرخ شاہ کابلی البلخی بن شیخ نصیر الدین محمود شیخان شاہ بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ الاصغر بن واعظ الاکبر بن شیخ ابوالفتح بن شیخ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی بن شیخ سلیمان بن شیخ ناصر بن شیخ عبداللہ بن شیخ عمر ابن الخطاب لکھا انکے ایکسو ایک نام ہیں اور برائے ہر حاجت پڑھے جاتے ہیں ان میں سے فقیر نے دو اسما نقل کئے ہیں بباعث طول کے وہ یہہ ہیں اول فرید آخر فرید ظاہر فرید باطن جل فرید قبل فرید قطب الاقطاب فرید مشکل کشا فرید قاضی الحاجات فرید ان اسما سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کل مراتب خفی وجلی حضرت پیغمبر آخر الزمان کے اور حضرت علیؑ اور اولاد علیؑ کے جسقدر تھے جملہ جمع ہوکر شیخ بابا فرید پر ہے ختم ہوگئے باقی کوئی مدارج رہا نہیں جو عوام الناس جسکے سبب حضرت محمدؐ وآل محمد صلعم کیجانب رجوع کریں یہ مرتبہ نبوت او ولایت اور خدائے کس لئے انکو دیا جاتا ہے وہ یہہ ہے کہ بابا فرید کا نسب شیخ عبداللہ ابن عمر ابن الخطاب کے ہے اول حضرت عمر خطاب کا یہہ مدارج تھا کہ خداوند تعالے انکے رائے کے مطابق وحی نازل کرتا تھا جو بالا مذکور ہوا اور انکے فرزند شیخ عبداللہ نے بیعت حضرت علیؑ سے انکار کیا او معتزلہ ہوگئے بعدہٗ جب یزید بادشاہ ہوا تو انکی بیعت میں داخل ہوگئے اور یزید ابن معاویہ کو خلیفہ رسولؐ ورامام برحق تسلیم کیا جب انکی اولاد سے بابا فرید ہیں تو پھر کیونکر نہ اہل سنت کے لوگ انکو یہ قدر فضیلت عنایت فرمائیں جو فضائل حضرت علیؑ کے ہیں وہ سب اولاد حضرت عمر کو سپرد کردے ہیں وہ کونسی وجہہ ہے جو لوگ مسلمان آل رسولؐ کیجانب متوجہ ہوں شیخ عبدالقادر کے سلسلہ نسب کے بارہ میں انکے مریدوں نے رسالہ صوفی میں اقبال کیا ہے کہ حضرت عمر خطاب کی اولاد سے ہیں کتاب ذوالفقار صفدری مؤلفہ سید عنایت علی وزیرآبادی ہندی اشعاروں میں تحریر فرماتے ہیں وہ یہ ہیں سـ ۵ بُغیاں دا ماہوار رسالہ صوفی نام کہاوے + نمبر دوتے جلد تریجی چھیواں صفحہ لکھاوے + پنڈی بہاء الدین اتے ضلع گجراتوں + اسنوں پڑھکے ویکھ بھراوا چھٹے جند آفاتوں + لکھے ایڈیٹر سنے صوفی شیخ جیلانی + خاص اولاد عمر فاروقوں کردا گل سیانی +

اور سادات عظام اولاد حضرتؐ کا یہہ رتبہ اگر امت خیال کرتے تو انکی موجودگی میں امام اربعہ کی اطاعت اختیا کرلیا کرتے جنکو مولانا روم اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں کہ علم اسمی راہزن پرسالک اند + این عقیدہ حنبل وہم مالک اند + ہر کہ او دربند قیل وقال شد + ہمچوں فرعون غرق اندر نیل شد + برحق اماموں سے امت برگشتہ ہوکر اصحاب ثلاثہ کی پیروی کرکے اور غیروں کو امام تصور کرلیا اب جو شخص انکی اولاد سے ہو انکو ہے یہ مراتب فرقہ اہل سنت بخشتا ہے کہ کسی سادات آل

رسول ؐ کو اور سید عبد القادر غریب کو یہہ مرتبہ کب امت دینے لگے تھے انکی جد امجد حضرت امام حسن کی خلافت سے انحراف امت نے کیا تھا اور انکی نعش مطہر تیر باراں کیٔے تھے اور انکی اولاد سے سید عبد القادر علی اللہ مقامہ تھے موقعہ پر چلکر انکا نسب تحریر ہوگا اور شیخ عبد القادر کا ہے سلسلہ نسب حسنی میں درج ہے واللہ علم ایڈیٹر صوفی نے سلسلہ نسب انکا نہیں لکھا خاص اولاد عرفا و قول لکھدیا ہے اصل اصول تائید اپنے بزرگوں کا جو جاری کیا وہ حضرت بابا فرید نے کیا ہے کیونکہ ساتویں تاریخ محرم شریف یا با ذریعہ کہ بہشت کا دروازہ کھلتا ہے اور تمام پنجاب کے مسلمان خاص عام جو انکے مقلد ہیں وہاں عرس میلہ پر جمع ہوکر داخل بہشت ہوتے ہیں ایدہر سات تاریخ ماہ محرم شریف کو آل نبی پر آب دانہ بحکم یزید بند کرایا گیا اور عشرہ محرم تمام آل رسول ؐ قتل کی گئی اور پاک پٹن میں عشرہ محرم کو بڑا بھاری میلا ہوتا ہے اور خوشی و عیش عشرت یہ لوگ کرتے ہیں اور تمام پنجاب کے طوائف وہاں جمع ہوتے ہیں اور عیش اور ناچا جاتا ہے یہ سنت یزید اور لشکر یزید کی فتحیابی کی خوشی منائی جاتی ہے کیسکو اہل اسلام میں سے خوف خدا یا رسول کا ہو کہ کیا کرتے ہیں کہ آج کونسا دن ہے جس دن تمام مخلوقات فرزند رسول کے ماتم میں ہے اس گروہ کے یہ عداوت اولاد علی ؑ سے ظاہر ہے لوگ مسلمان اس گروہ کے عشرہ محرم کو خوشی کرتے ہیں کسطرح کوئی دیدہ دانستہ انکو ولی اللہ مان لیگا نافہمیت کی وجہ سے لوگ اپنی عاقبت سے محروم رہتے ہیں جن لوگوں نے بطلب ریاست یہ دستور نکالا اسکا انجام یہہ ہوا کہ اب کوئی خلیفہ مسلمانوں میں نہیں ہے کہ رہنمائی کرے کہ جبکی رہنمائی سے اختلاف مذہبی باقی نرہے اور جو نفاق کہ باہم مسلمانوں میں ہے امام کے نہونے کے سبب سے ہے اگر کوئی امام موجود ہوتا تو اتفاق باہمی کو ضرر نہوتا اسواسطے زمانہ حیات میں حضرت رسولخدا ؐ نے حضرت علی ؑ کو امیر المومنین [۴] کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا اور بار بار امت پر ظاہر کردیا تھا علی ؑ ہادی امت ہیں علی ؑ ساتھ قرآن ہے اور قرآن ساتھ علی کے ہے اور علی ؑ کا دوست مومن ہے اور علی ؑ کا دشمن منافق ہے محبت علی ؑ کی امت پر واجب ہے اور فرمادیا کہ میری اہلبیت کی فرمانبرداری کرنا اگر نافرمانی کروگے تو گمراہ ہوجاوگے کہ جب آنحضرت مبعوث برسالت ہوئی تو مخصوص حضرت علی ؑ کے حق میں ابتدا زمانہ میں فرمایا تھا کہ میرے بعد علی ؑ میرا خلیفہ اور وصی وارث ہے اور وقت واپسی حج آخری بمقام خم غدیر میں امت کو امامت حضرت علی ؑ سے آگاہ کردیا تھا اسکا سبب یہی تھا کہ امت بعد وفات میری حضرت علی کی فرمانبردار رہے اور دولت ایمان اور شرف اتفاق ضائع برباد نہونی پاوے اگر امت بعد وفات پیغمبر آخر الزمان حضرت علی کی فرمانبردار رہتے جسطرح رسولخدا کی اطاعت کی تھی اسیطرح حضرت علی ؑ کو بعد حضرت اپنا امام اور ہادی قبول کرتے اور یکے بعد دیگرے دروازہ امام علیہم السلام کی پیروی کرتے چلے جاتے تو امت میں کبھی نفاق نہوتا نہ تفریق مذہبی کی بنا پڑتی اور دنیا میں کوئی شہر اور قصبہ باقی نہ رہتا جہاں اسلام کی سلطنت نہوتی اور غالباً آج دنیا میں بجز اسلام کی کوئی دوسرا مذہب نظر نہ آتا اسیواسطے وقت تعین خلافت اول حضرت ابوبکر کو حضرت علی ؑ بار بار کہتے تھے کہ خلافت کو خاندان رسالت سے نہ نکالو اور میری خلافت کو قبول کرو وقت تعین خلافت ثالث تک آپ دعویدار رہے اور امت کو اپنے جانب رجوع کرتے رہے دعوائے خلافت سے آپ کے یہہ غرض تھی کہ دین میں اختلاف نہ پڑے اور اتفاق باہمی میں خرابی واقع نہو امت ہرگز رجوع نہوئی اور حضرت رسولخدا ؐ کا حکم حضرت علی ؑ کو یہ بھی تھا تم صبر کرنا اور امت کو امت کی حالت پر چھوڑ دینا اگر تمہارا کہنا نہ مانے بعد قتل حضرت عثمان امت نے رجوع جانب حضرت کر کیا تو حضرت علی ؑ نے انکار کیا سبب انکار کا یہ تھا کہ زمانہ خلافت

[۴] و امام المتقین

عثمان میں تو بہت ہی ایسے کئے گئے ہوئے قوت پوری طور سے حاصل ہو چکی تھی اور شریعت میں زیادہ تغیر و تبدل ہو گیا تھا اور کلام الٰہی کی ترتیب میں خلافت ثلاثہ میں تبدیل ہو کر ہر چہار جانب تقسیم ہو چکا تھا ایمان کی بربادی اتفاق کی خرابی کے پورے سامان ہو چکے تھے جنکی اصلاح محال تھی حضرت کو معلوم تھا اگر حکومت ظاہر اختیار کروں گا تو انجام اسکا خونریزی ہوگی کیونکہ رسم جاہلیت عہد خلافت حضرت عثمان میں قائم ہو گئی تھی جب امت نے اژدہام کیا تو آپ کو مجبوراً قبول کرنا پڑا اگر آپ قطعاً انکار کرتے تو شان امامت کے خلاف تھا مگر اسکا نتیجہ فوراً ظاہر ہوا کہ اہل مدینہ نے انحراف شروع کیا جن لوگوں نے آپ کی بیعت سے ہی انکار کیا تھا انکے سبب ہر چہار جانب سے بغاوت شروع ہو گئی آپ مدینہ سے کوفہ میں تشریف لے گئے اور جنگ جمل اور جنگ صفین کی تیاریاں ہو گئیں جنکی اصلاح امام وقت پر واجب تھی آپ برابر کرتے رہے اور معاویہ اور عمرو عاص کی وہ تدبیر کہ نیزوں پر قرآن مجید بلند کئے اور آپ کے مددگاروں کو بلندی قرآن کا بہانہ مل گیا اور لڑنے سے دست کش ہوئے آپ نے امت کو سمجھایا مگر امت نے ہدایت قبول نہ کی اور جواب یہ دیا کہ اگر آپ صلح نہ کرینگے تو ہم آپ پر تلواریں نکال لینگے آخر آپ نے صبر سکوت کیا اور امت نے خلاف حکم ابو موسیٰ اشعری کو ثالث مقرر کر لیا آپ دیکھتے رہے آپ کے پاس کوئی اعانت نہ رہی بعد از صلح جنگ صفین آپ کے اختیار میں برائے نام حکومت رہ گئی تھی اور مددگار آپ کے حکم سے بالکل علیحدہ ہو گئے تھے اسلئے بے اختیاری سے آپ نے صلح کر لی اسی مصلحت کا نام تقیہ ہے پھر آپ کوفہ تشریف لیگئے منقول از کتاب قول فیصل ٭

کتاب فضائل مرتضوی صفحہ ۳۴۴ الشیخ مفید وغیرہ علما نے روایت کی ہے کہ ایک گروہ خوارج کا بعد واقعہ نہروان مدینہ میں جمع ہوا اور آپس میں عہد کیا کہ جناب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب اور معاویہ اور عمرو عاص کو ایک ہی شب میں قتل کریں عبدالرحمان بن ملجم نے کہا میں جا کر حضرت علی کو قتل کروں گا اور عمرو بن ابوبکر نے کہا کہ میں عمرو عاص کو قتل کروں گا اور برگ بن عبداللہ نے کہا میں معاویہ کو قتل کروں گا یہ تینوں نے آپس میں عہد کیا تھا کہ انیسویں ۱۹ شب رمضان المبارک کو یہ کام کرنا چاہیئے عہد کر کے آپس میں جدا ہوئے دونو شام و مصر کو روانہ ہوئے اور ابن ملجم ملعون کوفہ میں آیا راہ میں قطامہ ملعونہ کو دیکھکر عاشق ہو گیا اوس ملعونہ کے باپ اور بھائی کو جناب امیر نے جنگ خوارج میں مارا تھا اسی وجہ وہ جناب امیر کی دشمن تھی ابن ملجم کو بیقراری جب حد سے زیادہ گذری تو اس نے نکاح کا پیغام کہلا بھیجا تو اس ملعونہ نے کہا کہ مہر میرا تین ہزار درہم اور ایک غلام اور قتل کرنا حضرت علی کا ہے اوس ملعون نے کہا کہ جو کچھ تو نے کہا مجھے قبول ہے مگر حضرت علی کے قتل کی مجھکو طاقت نہیں ہے اس ملعونہ نے کہا حضرت علی کے قتل کی سہل ترکیب میں بتلاتی ہوں وہ یہ ہے کہ مسجد میں جا کر چھپ بیٹھنا جب وہ نماز میں مشغول ہوں تب قتل کرنا یہ سنکر وہ ملعون بہت خوش ہوا اور بولا بخدا میں اس شہر میں اسی کام کو آیا ہوں وہ ملعونہ خوش ہوئی اپنے گھر میں اوسکو رہائش دی اب رات قریب کی انیسویں رمضان کی تھی آپ مصروف بعبادت تھے اور کبھی صحن خانہ میں آتے تھے اور جانب آسمان آپ نظر مبارک اوٹھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ واللہ وہی رات ہی جسکا مجھسے حق تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اور وقت میرا مقرر کر دیا ہے جناب بی بی ام کلثوم نے عرض کی پدر عالیمقام کیا سبب ہے اس شب آپنے ایک لحظہ آرام نہیں فرمایا آنحضرت نے کہا اے دختر نیک اختر میں اس شب کی صبح کو شہید ہونگا جناب ام کلثوم نے عرض کی کہ اے قبلہ

آج آپ مسجد میں نہ جائیں آپ نے فرمایا قضاء الٰہی سے بھاگا نہیں جاتا یہ فرما کر جناب عبادت میں مشغول ہوئے جبکہ ایک ثلث شب باقی رہگئی تو حضرت نے وضو تازہ کیا اور کپڑے پہنے اور مکان سے صحن خانہ میں تشریف لائے اسوقت مرغابیوں نے آپ کے گرد حلقہ کرلیا اور حضور کے دامن کو چونچوں سے پکڑا آپ نے فرمایا انکو آب دانہ کھلانا میرے غم سے انکو بھول نہ جانا آخر جب آپ دروازہ پر پہونچے اور گھر سے تشریف باہر لائے تو جناب ام کلثوم نے امام حسنین کو جگا دیا اور حال سارا سنا دیا شہزادے دوڑے اور جاکر عرض کی آپ نے اپنے فرزند کو فرمایا کہ تم مانع نہو حکم الٰہی اسیطرح ہے واپس جاؤ اور لاچار دو نو صاحبزادے دولت سرائے میں تشریف لائے جناب ام کلثوم در میں منتظر کھڑی تھیں جو حضرت نے فرمایا تھا ہمشیرہ سے شہزادیوں نے بیان کیا ادھر جناب امیر مسجد میں داخل ہوئے اور وہ نمازیں جو ہر شب پڑھا کرتے تھے بجا لائے اور پھر دو رکعت نماز پڑھکر گلدستہ پر اذان کیلئے تشریف لیگئے اور بآواز بلند اذان کہی کہ سب کوفہ کے گھروں میں آپ کی آواز پہونچی ابن ملجم ملعون تمام شب جاگتا رہا اور اس امر عظیم میں متفکر تھا کہ قطامہ نے کہا کہ جس شخص کو ایسا امر عظیم درپیش ہو عجب ہے وہ اس اطمینان سے سوئے جلد جا فرصت ہاتھ سے جاتی رہیگی یہ سنکر وہ ملعون بسرعت اوٹھا اور جو تلوار زہر آلودہ تھی لیکر باہر آیا اور مسجد میں داخل ہوا اور مسجد کے فرش پر لیٹ رہا جب حضرت گلدستہ سے نیچے تشریف لائے اور تسبیح تقدیس میں مشغول ہوئے حضرت کی محاسن عادات اور مکارم اخلاق کے یہہ بات تھی کہ جو لوگ مسجد میں سوتے تھے آپ اونہیں ازراہ عنایت جگاتے تھے اور ہر ایک سے فرماتے تھے کہ اوٹھو اور جو تمپر حق نے واجب کیا ہے بجالاؤ اس شب سے حضرت نے بدستور سابق لوگونکو بیدار کیا جبکہ اس مقام پر آئے جہاں وہ ملعون پڑا تھا حضرت نے فرمایا اے شخص بیدار ہو مونہہ کی بل سونا حق تعالیٰ کو پسند نہیں اسطرحکا سونا شیطان اور اہل جہنم کا ہے اور جو تونے قصد کیا ہے عجب نہیں کہ سبب اسکے آسمان پھٹ جائے اور شق ہو اگر میں چاہوں تو بتادوں اس چیز کو جو چیز تیرے لباس کے نیچے ہے پوشیدہ یہ فرما کر حضرت نے اس ملعون کو اوسیطرح چھوڑا اور محراب عبادت میں آکر نماز میں مشغول ہوئے اور ہر رکوع اور سجود کو موافق اپنی عادت کے طول دیتے تھے اسوقت ایسے تند ہوا چلی کہ اوس نے مسجد کی قندیلیں بجھا دیں تو حضرت علی نے ارشاد فرمایا لا الہ الا اللہ یہ ایک علامت میرے قتل کی جب اوس لعین کو معلوم ہوا کہ حضرت اب نماز میں مشغول ہیں تو وہ مقابل اس ستون کے آکر کھڑا ہوا جسوقت آپ نے سر مبارک سجدہ سے اوٹھایا اوسوقت اوس ملعون نے تلوار فرق مبارک پر ماری کہ تا پیشانی سر مبارک دو ٹکڑے ہوگیا جناب اہلبیت کو خبر ہوئی تو برہنہ پا ہوگیا ہر چند خون کو روئی مبارک سے پونچھکر زخم کو باندھ دیا تھا مگر خون جاری تھا اور اثر شمشیر کی زہر کا بدن مبارک میں سرایت کرتا جاتا تھا اس حضرت نے امام حسن ؑ سے فرمایا تم اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ اور آپ حضرت نے اشارہ سے نماز باقی پڑھی کہ ناگاہ ابن ملجم لعین کو لوگ مشکیں باندھکر لائے اور سامنے کھڑا کیا جب نظر مبارک جناب کی اوس ملعون پر پڑی تو فرمایا کہ اے بدبخت تونے بڑے امر عظیم کا اقدام کیا کیا میں برا امام تھا آیا تجھپر شفیق نہ تھا اور میں نے احسان تجھپر نہ کیا تھا پھر حضرت نے حضرت حسنین ؑ سے فرمایا کہ اب مجھکو گھر لیچلو یہہ سنکر صاحبزادے حضرت کو دولت سرا کو لیچلے اور سب آدمی گرد آپ کے نالہ فریاد کرتے جاتے تھے اور قریب تھا کہ ہلاک ہوجاویں اسوقت قطامہ ملعونہ اپنے برانڈہ میں بیٹھے تھے جب آواز گریہ زاری اور فریاد بیقراری کی سنی تو بہت خوش ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ نے اوس برانڈہ کو الٹ دیا

ء م مسجد میں تشریف لیگئے اور جب یہ خبر وحشت اثر کوفہ میں ہوئی تو مرد و عورت گھروں میں سے نکل کر مسجد میں جمع ہوگئے اور حضرت کا یہ حال دیکھکر
میں ہر شور قیامت برپا۔

اور وہ ملعونہ دکر مر گئے اور جہنم داخل ہوگئے پس اوس جناب کو حجرہ میں قریب محراب جاکر لٹایا اور اہل کوفہ آتے تھے اور سلام کرتے تھے آپ جواب سلام دیتے تھے اور فرماتے تھے ایہا الناس جو کچھ تمہیں پوچھنا ہو اسوقت مجھ سے پوچھ لو پھر مجھکو نہ پاؤگے اوسوقت ایک شخص نے عرض کی یا حضرت میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا بیان کر اوسنے عرض کی کہ حضرت یہ فرمائیں کہ آپ کا رتبہ زیادہ ہے یا حضرت آدمؑ کا آپنے فرمایا حضرت آدم کو دوانہ گندم خدا نے منع کیا تھا اور آپ نے باغوائی شیطان کھایا اور مورد عتاب الٰہی ہوئی میں نے تمام عمر جو کی غذا کھائے اور گندم ہرگز نہیں کھائی پھر اوسنے عرض کی کہ آپ کا رتبہ زیادہ ہے یا حضرت نوحؑ کا آپ نے فرمایا حضرت نوحؑ کا پسر نافرمان دین پرورنہ تھا اور میرے فرزند جوانان جنت کی سردار ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ کی نواسے ہیں اور آپ امام ہیں اور امام کے پسر ہیں پھر اوسنے عرض کی یا حضرت حضرت موسیٰؑ کا درجہ زیادہ ہے یا آپ کا آپنے فرمایا انکو بحکم خدا کا ہوا کہ فرعون کے پاس جاؤ اوسنے کہا مجھکو خوف ہے اگر حکم ہووے تو اپنے بھائی کو ہمراہ لیجاؤں اور اسکا عصا کوہ طور پر اژدہا ہوا تو اسکو حکم خدا ہوا کہ اے موسیٰ اسکو پکڑ لے حضرت موسیٰ ڈر گئے میں کبھی کسی سے نہیں ڈرا سوائے خدا کے حضرت عیسیٰ کی نسبت جو اوسنے دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ جب انکی مادر مریم کو درد وضع حمل ہوا تو ندا غیب سے آئی کہ اے مادر عیسیٰ باہر جا یہاں کوئی امر سوائے عبادت کے جائز نہیں ہے اور جسوقت میری ولادت کا موقع آیا تو مادر میری نے دعا کی کعبہ میں سے کسی نے صدا دی کہ اے فاطمہ اندر آ کعبہ کے اے مادر علی مریم سے تیرا رتبہ زیادہ ہے تو کنیز اور علیؑ خانہ زاد ہے پھر یہ کہتے کہتے شیر خدا کو غش آنے لگی جناب زینب علیہا السلام نے امام حسینؑ سے کہا اے برادر لوگوں کو اپنے گھروں کو جانے دو اور ہم جی بھر کر اپنے والد بزرگوار کو دیکھ لیں یہ سنکر لوگ رخصت ہوئے اسیوقت حضرت نے سب اپنی اہلبیت اولاد کو جمع کیا اور فرمایا آج میں تم سے جاتا ہوں اور اسرار امامت اور خلافت سب امام حسنؑ کو سپرد کردی اور اپنا وصی جانشین مقرر کیا پھر سب اولاد کا ہاتھ حضرت امام حسن کے ہاتھ میں دیا مگر جناب عباسؑ کو سپرد نہ کیا والدہ صاحبہ جناب حضرت عباسؑ بی بی ام المومنین گھبرائیں اور عرض کی کہ اے آقا کیا عباسؑ کیجانب سی کچھ آپ کو ملال ہے اسکا ہاتھ حضرت امام حسنؑ کے ہاتھ میں نہ دیا آپنے کہا اسکے ہاتھ ازل سے دست مبارک امام حسینؑ میں ہیں اوسکی سپرد امام حسین کو فرمائی اور ارشاد کیا کہ اے لعل یہ غلام تمہارا وفادار ہے اس سے پیار کرنا ہمیشہ اوکھے وقت کام آئیگا اور حضرت عباسؑ سے فرمایا میرا لال ہے اور یہ مصطفیٰ کا لال ہے اسکا بڑا مرتبہ ہے اسکا ملال احمد مرسل کا ملال ہے اور خدا کے آگے بھی رتبہ بزرگ ہے حسین کا، قصور نہ کرنا تو مشت خاک ہے یہ خدا کا نور ہے اگر سارا زمانہ پھر جاوے مگر تو نہ پھرنا جب آپ حضرت ہر ایک کو وصیت کر چکے تو اکیسویں شب رمضان کو اثر زہر کا تمام بدن میں پھیل گیا اور حضرت سمت قبلہ متوجہ ہوئے اور زبان مبارک سے کلمہ شہادت پڑھا اور اس جہان ناپائدار سے روضہ رضوان کیطرف تشریف لیگئے اسوقت جناب زینب علیہا السلام اور جناب ام کلثوم اور سب اہلبیت باواز بلند رونے لگی اور گریبان چاک اور طمانچے اپنے رخساروں پر مارے تمام قصر مبارک سے صدا گریہ اور بکا کی بلند ہوئے جب اہل کوفہ کو معلوم ہوا جناب حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام نے وفات پائی اوسیوقت سب زن و مرد دولت سرا پر حاضر ہوئے اور روتے تھے کہ کثرت بکا سی شہر کوفہ ہل رہا تھا جب صبح ہوئی تو حسنینؑ علیہ السلام نے قصد تجہیز تکفین کا کیا

پس حسب وصیت اوس جناب کے حضرت امام حسن ع آپ کو غسل دیتے تھے اور حضرت امام حسین ع پانی ڈالتے تھے کہ لاش مطہر جناب کے خود بخود ایک جانب سے دوسری جانب ہو جاتی تھی اور جسم مطہر سے خوشبو و مشک سے بہتر آتی تھی بعد غسل کے شاہزادوں نے اوس کافور سے جو رسول خدا کے حنوط سے بچ رہا تھا حنوط کیا بعد اسکے آپ کو کفن پہنایا جسوقت حسنین ع غسل کفن سے فارغ ہوئے تو دونو شاہزادوں نے تابوت حضرت کو پائنتے کیطرف سے اوٹھایا اور سرہانے سے خود بخود بلند ہوا اور اُٹھا ہوا لیکن نظر نہ آتا تھا اسلئے کہ حامل اوسکے حضرت جبرائیل اور میکائیل ع تھے پس دونو شاہزادے جنازہ حضرت کا گھر سے لیکر چلے اسوقت عجیب قیامت تھی سارے زنان ہاشمیہ ننگی سر اور تمام لوگ ننگے سر اور پا برہنہ روتے اور پیٹتے تھے اور جملہ ارواح انبیاء اور جملہ ملائیکہ اپنے پیشوا کے ماتم میں داخل تھے اور آپ کے فرزندوں کا کیا حال تھا قلم تحریر سے قاصر ہے منقول ہے کہ جس کوچہ و بازار سے لاش مطہر کا گذر ہوتا تھا اوسطرف کے مقامات اور اشجار تعظیم کو جھکتے تھے اور پھر راست ہوتے تھے چنانچہ بعض دیواریں جو اسوقت خم ہوئیں اوسی حالت پر رہیں اور امام حسن ع فرماتے ہیں جب ہم مقام دفن پر پہنچے اور قبر کھودنا شروع کیا تو ایک لوح زمرد ظاہر ہوئی اوسپر یہ لکھا تھا کہ یہ وہ قبر ہے کہ جسکو نوح پیغمبر ع نے واسطے حضرت علی ابن ابیطالب کی بنایا ہے بعدہٗ جناب کے جنازہ کے امام حسن امام ہوئے جو منصب امامت پر بعد اپنے والد بزرگوار کے سرفراز ہوئے تھے جملہ انبیاء اور جملہ ملائکہ اور جملہ مخلوق شہر کوفہ نے جنازہ کی نماز ادا کی اور قبر مبارک میں لاش مطہر کو اوتارنے لگے تو جناب سرور کائنات کی دست مبارک قبر سے واسطے لینے کے نکلے اور آواز آئے کہ اے حسین ع جلد میرے وصی کو میرے آغوش میں دیدو محبوں نے رو رو کر قبر کو بند کیا امام قبر سے لیٹ کر روتے تھے اور کہتے تھے کہ اب ہم گھر جاکر کیا کریں نہ نانا ہے نہ اماں ہے نہ بابا ہے امام حسن ع نے فرمایا چار دن زندگی کے جو ہیں اسے غم میں گذر جائیں گے کو چلو پھر قبر سے بھی صدا آئی کہ فرزندان گھر جاؤ ورنہ تمہاری ہمشیرہ بھی قبر پہ چلی آئیگی تب جملہ انبیاء اور ملائک ماتم علی کا کر کے رخصت امام حسنین سے لیکر روتی روانہ ہوئے اور صاحبزادوں نے بھی طرف دولت سرا مراجعت فرمائی اور وقت مراجعت کی گذر شاہزادوں کا ایک ویرانہ میں ہوا وہاں آواز گریہ زاری کی آتی تھی جناب حضرت امام حسین ع نے دریافت آواز کیلئے وہاں تشریف لیگئے تو دیکھا ایک نابینا ضعیف ناتواں رو رہا ہے جب حال پوچھا تو وہ بولا میں ایک بیکس ہوں آوارہ وطن مبتلا مرض اور گرفتار رنج محن ہوں میرا پردیس میں کوئی یار مددگار نہیں ۔ شاہزادوں نے فرمایا جب تیرا یہ حال ہے تو تیری خبر کون لیتا ہے اور غذا و دوا کون دیتا ہے اس ویرانہ میں تیرا سرپرست کون ہے یہ سنکر وہ مسکین بشدت رونے لگا اور بولا ایک شخص میرا پرستار تھا مثل پدر شفیق کے مجھپر شفقت کرتا تھا اور ہاتھ سے مجھکو کھلاتا تھا اور پلاتا تھا آج تیسرا روز ہے کہ وہ نہیں آیا اور میں فاقہ میں ہوں شاہزادوں نے سنکر کہا تو نے اوس جناب کا نام دریافت کیا تھا تو اسنے کہا میرے نام سے تجھے کیا کام ہے میں تیری خدمت صرف خوشنودی خدا کے واسطے کرتا ہوں اور نہ عوض چاہتا ہوں حضرات حسنین علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ کلام یا فضائل یا شمائل اسکے تجھکو معلوم ہیں اوسنے کہا ہر وقت تسبیح الٰہی زبان پر جاری تھی اور یہ مقام ہمیشہ خوشبو سے معطر رہتا تھا اور تقریر تمہاری سی تھی تم سے انکی بو آتی ہے درویش سے یہ بات سنکر حسنین نے رو کر فرمایا اے ضعیف ہم اسکے فرزند ہیں وہ سارے

زمانہ کے مالک تھے اس جناب کو ایک ستمگار نے نماز پڑھتے مسجد میں شہید کر دیا ہے اور ہم دفن کر کے پھرے جاتے ہیں جب اس نابینائی یہ حال سنا تو فریاد زاری کرنے لگا اور زمیں پر لوٹنے لگا اور کہتا افسوس اے امیر المومنین اب میری خبر آپ کے سوا کون لیگا حضرات امام حسنین نے فرمایا ہم تیرے خدمتگار ہیں اگر تجھے لیکر گھر لیچلیں اور بسر کر دیں اور جو ہمکو میسر ہوگا اول آپکو دیا جائیگا جناب حسنین ع ہر چند اسکو تسلی دیتے تھے تڑپنا اسکا بند نہ ہوا زار زار روتا تھا اور کہتا تھا اے شاہزادو مجھکو اس جناب کی مزار مطہر پر لیچلو لاچار اسکو اوٹھا کر حضرت کی مزار پر انوار پر لیگئے اور نابینائی اپنے تئیں قبر مطہر پر گرا دیا اور کہتا تھا خداوندا میں تجھے قسم دیتا ہوں اس صاحب قبر کی میری جان قبض کرے دعا اسکی حق نے قبول کی اوسکے روح نے اسیوقت پرواز کیا پس جناب حسنین ع نے اسکو غسل کفن دیکر جوار سلطان میں دفن کیا جناب مرزا جلال کی کتاب تاریخ الائمہ فہر نگین آپ کی الملک اللہ واحد القہار ہے اور از آئمہ اثنا عشر آپ امام اول ہیں +

## نظم

اگر دنیا اگر عقبےٰ علی ابن ابیطالب      اگر امروز اگر فردا علی ابن ابیطالب
فروغ دیدۂ وحدت صفائی سینہ کثرت      بہشت خاطر دانا علی ابن ابی طالب
نوائے دولت شاہاں صفائی جان آگاہاں      سر سرہا دل دلہا علی ابن ابیطالب
نہ بینی تا قیامت خواب حیرانی اگر دانی      چہ معمار است در دلہا علی ابن ابیطالب
بگفتن موجہ دریا اگر رطب اللساں گردد      نیارد پر زبان الا علی ابن ابیطالب
زمہرش کامجوئی ہر دو عالم بہتواں گشتن      کہ ہم دین است ہم دنیا علی ابن ابیطالب
دراں سینکے کہ در خاطر نگنجد جز خدا کس را      زند جوش از زبان ما علی ابن ابیطالب
امیدم در بہار آرزو جائے ثمر خواہد      ز باغ یثرب بطحا علی ابن ابی طالب
ز لطف بیدریغش در دو عالم مطلب خود را      خدا یند اند و مولا علی ابن ابی طالب
ایسر از بہر فیض کام بخشش در نمے مانم
ز پروازم دعائے یا علی ابن ابیطالب

## تمت تمام شد باب سوئم

۱۳۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب چہارم

## در تذکرہ اسماء و کنیت و القاب و ایامِ ولادت و وفات حضرت امام حسن علیہ السلام و اعقاب و انساب آنجناب آپ کے اسما مبارک ہر مذہب و ملت میں حسب ذیل

اسم مبارک، آپ کا حسن ۱۴ اور کنیت ابو محمد اور لقب مجتبیٰ ہے اور اسما سید تقی وارث شہر توریت میں جبلی نوخور توریت میں ہاسن انجیل میں زینت کتاب انگلیوں میں خوسموس کتاب بونیا میں سعید شہید بشیر نذیر معرف عزیز غریب امیر مسعود مشہود محمود معصوم مودود محامد مجاہد حامد معتصم جاہد بشیر مرابط ابن قریب رشید فصیح قبول مجیب خلیل رفیعا ملیحا ماموم قیوم غازی مقیم منور صالح حاجب کریم جلیل رؤف رحیم اخی الحسین قریشی مدنی ہاشمی مبارک ماحسن عاصمی مصری عربی عادل فاتح فاضل باذل مقبل قاسم ناطق مکمل مفضل محبوب مرغوب ولبیب طاہر نقی عامل کامل شجاع مصلح خاص ظاہر بانی زکی وارث شاکر مظفر شریف سراج ذاکر شکور ابن علی متقی سنبتا سخی سلم رفیع ابن الرسول شفیع حلیم ابن البتول قتیل قر صبیر رضا مظلوم

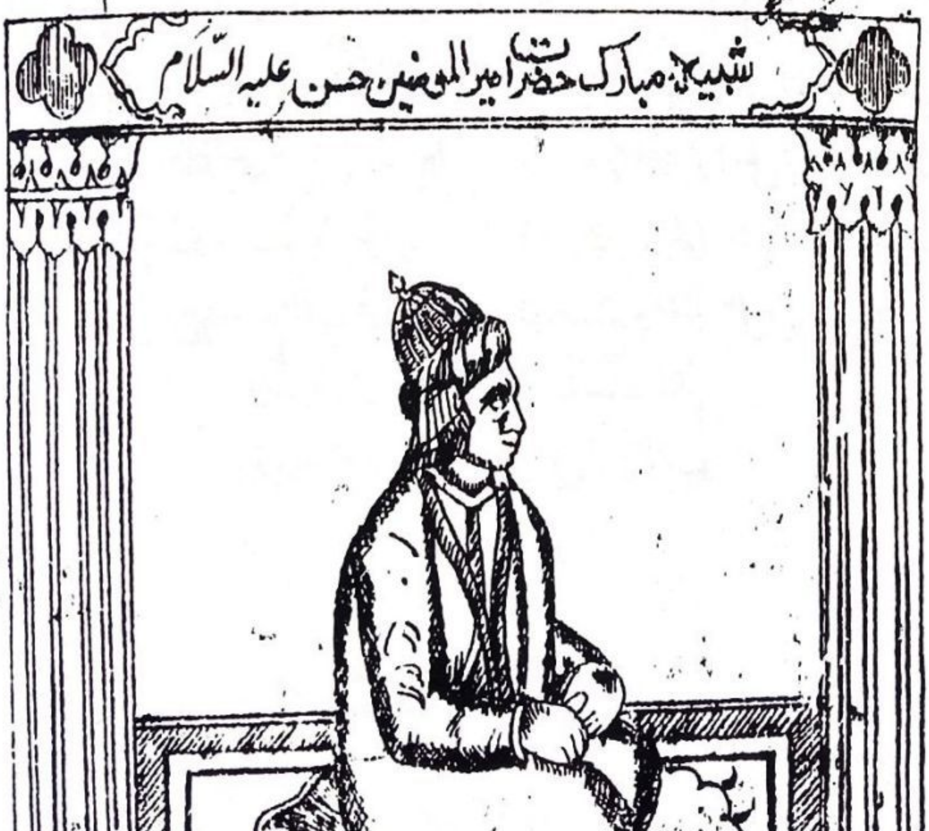

شبیہ مبارک حضرت امیر المومنین حسن علیہ السلام

چنانچہ اسی طور پر آپکے اسماء اور بھی ہیں باعث طوالت اسی پر اکتفا کیا گیا اور آپکے والدہ بزرگوار حضرت علی ابن ابیطالبؑ اور آپ کی والدہ ماجدہ معظمہ مکرمہ جناب فاطمۃ الزہراؑ بنت محمد مصطفےؐ اور ولادت آپکی روز سہ شنبہ پندرہ ماہ رمضان المبارک سال تین ۳ سنہ ۳ ہجری بمقام ولادت مدینہ منورہ بادشاہ وقت ہرمز بن نوشیرواں عدد ازواج ترسٹھ ۶۳ عدد اولاد بتیس ۳۲ اکیس ۲۱ فرزند گیارہ لڑکیاں ۱۱ دختراں مدت عمر چہل و ہفت سال مدت امامت دس ۱۰ سال اور خلافت ظاہری چہار ماہ سہ روز اور وفات پنجشنبہ تاریخ بست ہفتم ماہ صفر سن سال ۵۰ھ ہجری مکان وفات بخانہ خود سبب وفات زہر دادن جعدہ بنت اشعث باغوای معاویہ بادشاہ وقت قبر در جنت البقیہ نزدیک جدہ خود فاطمہ بنت اسد تعداد پسران امام حسن علیہ السلام منقول از کتاب لوائح الاحزان تاریخ الائمہ ۔

## اسمائے فرزندان امام حسن علیہ السلام

سید یعقوب و سید اسماعیل و سید حمزہ و سید احمد شہید و سید عبداللہ اصغر شہید و سید عقیل و سید ابوبکرؑ و سید حسنؑ اصغر و سید محمد اکبر و سید محمد اصغر و سید جعفر و سید عبداللہ اکبر شہید و سید علی اکبر و سید علی اصغر و سید طلحہ جواد و سید عبدالرحمان شہید و سید قاسم شہید و سید زید کثیر النسل و سید حسن مثنیٰ و سید عمر شہید و سید حسین ازرم ۔

تاریخ امام حسن علیہ السلام مولفہ سید اولاد حیدر بلگرامی فوق نے تاریخ امام حسنؑ میں لکھا ہے کہ جناب سرور کائنات امام حسنؑ کی ولادت باسعادت کا مژدہ مسجد میں سنکر فوراً محلسرا کیطرف تشریف لائے جناب سیدہ دوجہان کیخدمت میں اسوقت اسما بنت عمیس زیادہ قابلہ تمام خدمت کے تھیں اسمائے آنحضرت نے فرمایا میرے بچہ کو اوٹھا لا اسمائی آنحضرت کا حکم سنتے ہی اس مولود مسعود کو ایک جامہ حریر سفید میں لپیٹ کر لائے اور اوس گوہر امامت کو کنار رسالت مآب میں رکھدیا جناب رسالت مآب نے اپنے جگر گوشہ کو چھاتی سے لگایا اور گوش راست میں اذان دے اور گوش چپ میں اقامت کہے اور اپنے پارہ جگر کو گود میں لیکر آنحضرت جناب علی سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہو آپ نے اس فرزند کا کچھ نام سے تجویز کیا ہے حضرت علی نے عرض کی کہ مجھکو کسی امر میں آپ سے سبقت لازم نہیں آنحضرت نے فرمایا میں اس امر خاص میں وحی کا منتظر ہوں اس اثنا میں آثار وحی محسوس ہوئے بعد فراغ وحی آنحضرت نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے جو حضرت ہارون کے فرزندوں کا نام تھا وہ نام رکھو یہ فرماکر امام حسنؑ نام رکھا جو لفظ عبرانی شبر کا ترجمہ ہے سید اولاد حیدر کہتے ہیں میں نے اس واقعہ کو مختلف الفاظ اور تفرقہ عبارت کیساتھ ان تمام کتابوں میں دیکھا ہے جو میرے پیش نظر ہیں مگر میں نے زیادہ تر کتاب فضائل الخلفا الاربعہ علامہ وصابی اور جلاء العیون ملا مجلسی کی نقل پر اکتفا کیا ہے چنانچہ وصابی کی اصلی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ اسما بنت عمیس سے روایت ہے کہ جناب امام حسنؑ کی ولادت میں جناب سیدہ سلام اللہ کی میں قابلہ تھی جناب پیغمبر تشریف لائے اور مجھے فرمایا اے اسماء میرے بچہ کو اوٹھا لا میں حسب الحکم امام حسنؑ کو اوٹھا لائے آپنے منع نے منع کیا آیندہ زرد کپڑے میں نہ لپیٹنا کو پھر میں سفید کپڑے میں لپیٹ کر لائے اور حضرت کی آغوش میں دیا حضرت نے انکے سیدھے کان میں اذان اور الٹے میں اقامت فرمائے پھر حضرت نے حضرت علی سے پوچھا تمنے میرے فرزند کا کیا نام رکھا ہے حضرت علی نے عرض کی میں آپ پر سبقت نہیں کرسکتا تب حضرت نے فرمایا میں بھی خدا نہیں کرسکتا پس جبرائیل نے آکر فرمایا کہ خداوند سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ علی تمہارے نزدیک

ایسے ہیں جیسے ہارون حضرت موسیٰ کے قریب تھے لیکن بعد تمہارے نبی نہیں ہے آپ اپنے بیٹوں کا نام ہارون کے پسروں کے نام پر رکھو حضرت نے فرمایا حضرت ہارون کے فرزند کا نام کیا تھا حضرت جبرائیل نے کہا انکا نام شبر شبیر تھا حضرت نے فرمایا میری زبان عربی ہے حضرت جبرائیل کہنے لگے آپ انکا نام حسنؑ رکھیں یہ روایت مستدرک اور شرح شرف النبوۃ اور مناقب السادات میں بھی درج ہے اس روایت کو امام حاکم مستدرک میں اور علامہ دارقطنی اور بیہقی ابن عساکر اور امام بغوی اپنی اپنی تصنیفات میں لکھا ہے علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ عرب میں امام حسنؑ کے پہلے اس نام اور کنیت کا کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا انکی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ جناب ابو محمد حسن عسکریؑ امام سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا اور اپنے نواسہ کا نام حسن رکھا یہ کنیت اہلبیت میں کسی کی نہ تھی علامہ ابن سعد کا قول ابن اثیر کی تصدیق کرتا ہے ترجمہ کہ عمران ابن سلیمان کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ حسن حسینؓ دو اسم ہیں اہل جنت سے کبھی عرب نے یہ نام جاہلیت میں نہیں رکھے ولادت سے سات دن بعد حضرت اپنے اس پارہ جگر کا رسم قوم عقیقہ ادا فرمایا یہ دو نو رسمی سنت ابراہیم میں داخل ہے تاریخوں میں اسکا نشان قبل کسی قبیلہ میں نہیں ملتا آنحضرت نے اس رسم کو اپنی شریعت قائم رکھا اور جتنے بال سر سے اترے انکے برابر وزن چاندی تصدق فرمائی اور ایک درہم اسما کو انعام دیا اور گوشواروں میں سوراخ کر دی امام ترمذی نے اپنی صحیح میں اسکو لکھا ہے اسکا ترجمہ یہ ہے کہ علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے انکے عقیقہ میں مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا کہا فاطمہ انکے سر کے بال منڈوا دو جناب رسولخدا کے سوائے جناب سیدہ دو جہان کے عقب دوسرے کو نہیں چھوڑا جو آپ کی ذریت یا آپ کی اولاد مشہور ہونیکی عزت رکھتا ہو اسیطرح جناب سیدہ کے بعد انکے اولاد آنحضرت کی اس میراث کے تمام حیثیت سے مستحق ٹھہرے اسی وجہ تمام علما کرام نے بلالحاظ نحن انبیاء لا نورث حضرات حسینؑ پر آنحضرت کی آل اہلبیت قربی ابنا عشرت اور ذریت وغیرہ غرض مقدس اور معزز الفاظ کو ان حضرات کی ذات تک محدود و مخصوص کر رکھا ہے اور کسی غیر کیلئے ان الفاظ کے استعمال کو ناجائز کیا ہے چنانچہ علامہ ابن اثیر اسد الغابہ بذیل تذکرہ جناب سیدۃ العالمین تحریر فرماتے ہیں ترجمہ کہ سوائے جناب سیدہ دو جہان کی نسل جناب رسالت مآب کی منقطع ہو گئی ہے اور علامہ سمہودی اپنی کتاب جواہر العقد میں تصدیق اس واقعہ کی کرتے ہیں ترجمہ کہ کتاب جناب امیرؑ نے حضرات حسنینؑ کو لڑائی کے میدان میں جاتے ہوئے دیکھکر فرمایا کہ تھام لو ان دونوں کو کہ میں ڈرتا ہوں کہ انکے شہید ہو جانے سے کہیں حضرت رسول اللہ کی نسل نہ منقطع ہو جائے آجتک جہاں کہیں نسل رسول اللہ کا نشان پایا جاتا ہے انکا مقدس سلسلہ انہیں حضرات سے شروع ہوتا ہے اور آنحضرت بھی ایک موقع پر نہیں ہزار موقع پر انہیں کو اپنا فرزند اپنی اولاد اپنی ذریت اپنی عزت فرمایا ہے اور اپنی امت کو برانہیں الفاظ یا کرنیکی تاکید فرمائی ہے اور جناب رسالت مآب صلعم کو بد زبان دشمنان دین اور مشرکین زبان دراز کرتے تھے جن میں حکم ابن العاص اور ابو سفیان اور بنی امیہ کی خیل کا نام خصوصیت کے ساتھ لیا گیا ہے آنحضرت کو الابتر کا خطاب دی رکھا تھا مگر جناب باری تعالیٰ درگاہ سے آنحضرت کو آپ کے بقائے نسل کیلئے بھی بشارت دیگئی ہے اور برخلاف آپ کی ان دشمنان دین کی اختلاف اور عقاب کی پوری استیصال اور بربادی کے وعدے فرمائے گئے جسکی تصدیق اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ سے ہوئی امام حاکم مستدرک میں اور امام طبرانی معجم میں اور خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں ترجمہ کہ ابن عباسؓ

فرماتے ہیں کہ میں اور میرے باپ عباس جناب سرور کائنات کی خدمت میں بیٹھے تھے جناب حضرت علیؑ تشریف لائے اور سلام کیا آنحضرت صلعم نے انکے سلام کا جواب دیا اور اٹھکر انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنی دہنی طرف بٹھا لیا حضرت نے فرمایا یا رسول اللہ آپ انسے بہت محبت رکھتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اے چچا واللہ میں خدا کے لئے انسے بہت محبت رکھتا ہوں تحقیق پروردگار نے ہر ایک نبی کی ذریت کو اوسکی صلب میں رکھا ہے اور میری ذریت کو حضرت علیؑ کی صلب میں قرار دیا ہے اور امام طبرانی معجم میں لکھتے ہیں کہ جناب سیدہ دو جہان سے مروی ہے کہ فرمایا میرے والد بزرگوار نے کہ ہر ایک باپ کے بیٹوں کیواسطے عصبہ ہوتا ہے مگر فاطمہ کی اولاد کیلئے میں خود ولی اور عصبہ ہوں اور حضرت عمرؓ ابن الخطاب سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ قیامت کے دن تمام رشتے منقطع ہوجائینگے سوائے میرے اور میری قرابت کے ہر ایک کیلئے عصبہ ہوتا ہے بجز اولاد جناب فاطمہ رضی کے میں انکا باپ اور عصبہ ہوں اس حدیث کو علامہ ابو صالح نے اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور ابن [illegible] نے اور امام مسلم نے باب المتابعات میں اور علامہ دارقطنی نے اور امام طبرانی نے معجم الاوسط میں اور امام ابو الحسن مغازلی نے مناقب میں اور امام بیہقی نے اور علامہ دولابی نے کتاب الذریۃ الطاہرہ میں اپنی اپنی اسناد سے درج کیا ہے ان حضرات کا تعلق ساتھ رسول صلعم کے ایسا ہی جیسا باپ کا فرزندوں سے انکی اولاد آل اہلبیت ذریت عترت صلاب او اعقاب غرض جو جو الفاظ جناب رسالتمآب کے بعد انکی اولاد پر صادق آتے ہیں جائز اور لازم ہیں اگر تمام ثبوت سے چشم پوشی فرمائی جائے تو ایک آیہ مباہلہ کا انکے شان نزول میں کافی ہے اور جناب رسول اللہ کی محفل ایسی نہ تھی جس میں آپ کے آغوش مبارک حضرات حسنین سے خالی رہتے ہوں ایک لمحہ بھی آپ کی نظروں سے جو دور ہوں کمال درجہ کی محبت تھی علامہ ابن سعد تحریر کرتے ہیں کہ عبد اللہ ابن زبیر کہتے ہیں کہ امام حسن اپنے گھر والوں سے زیادہ جناب رسالتؐ کی شباہت تھے اور سب سے زیادہ پیارے تھے اور علامہ سانی اور علامہ ابن ابی الفراتی فرماتے ہیں ترجمہ کہ انس ابن مالک سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک شخص کیواسطے خط لکھا جب وہ شخص حاضر ہوا آپ اوسوقت نماز میں مشغول تھے اوسنے دیکھا کہ جناب حسنینؑ کبھی آپکی گردن مبارک پر اور کبھی پشت مقدس پر سوار ہوتے ہیں اور آگے پیچھے سے گذر جاتے ہیں جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو اوسنے کہا ان لڑکوں نے آپ کی نماز کو کیسا خراب کیا ہے آنحضرت نے طیش میں آکر اسکو کہا خط اپنا ہمیں دے اسنے دیا اور آپ نے لیکر خط کو پھاڑ دیا اور ارشاد فرمایا جو ہمارے چھوٹوں خوردوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا نہ وہ ہمارا ہے نہ ہم اسکے ہیں اور امام طبرانی معجم الکبیر میں لکھتے ہیں ترجمہ انس ابن مالک سے منقول کہ یکمرتبہ جناب رسول خداؐ اپنے گھر خواب میں تھے ناگاہ امام حسنؑ آئے اور آپکے سینہ مطہر پر بیٹھ گئے میں نے روکا تو آنحضرت نے فرمایا افسوس ہے تجھپر میرے بیٹے اور میرے دل کے پھل چھوڑ دے جسنے اسکو ایذا دے میری ایذا دی میری ایذا خدا کی ایذا ہے انس معتبر اصحابی ہے اوسنے نہ مارا نہ ڈرایا خفیف تہدید بھی انکے آنحضرت کے بڑے عتاب کا باعث ہوئے آنحضرت کو الفت ان پارہ جگر کے اسدرجہ تھے اور امام ترمذی اور امام نسائی اپنی صحاح اور امام طبرانی معجم میں لکھتے ہیں ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ میں ایک شب خدمت جناب رسالت میں گیا آنحضرت برآمد ہوئے جب میں عرض ضرورت کر چکا تو میں نے عرض کیا یا حضرت آپکی آغوش میں کیا چیز ہے آنحضرت نے ردا کو اوٹھایا تو میں نے دیکھا جناب حسنین ہیں آپکی گود میں اور فرمایا یہ میرے

بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں میں انکو پیار کرتا ہوں اے خدا تو بھی انکو پیار کر اور علامہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ ابی سلمہ ابن عبد الرحمان سے مروی ہے کہ آں حضرت امام حسن کو گود میں لئے تھے اور زبان مبارک دہن سے نکالتے تھے جب وہ معصوم سرخی زبان دیکھتا تھا تو اوسکی جانب جھک جاتا تھا اور امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحاح میں امام احمد حنبل نے مناقب میں اور ابن ماجہ نے اپنی صحیح میں اور ابو یعلی نے اپنی مسند میں ذیل کا واقعہ لکھا ہے کہ ابو ہریرہ معہ ایک جماعت آنحضرت کے ساتھ باہر نکلی بازار سے ہو کر دروازہ جناب سیدہ دوجہان کے گھر اندر رونق افروز ہوئے جناب امام حسن ع آپکے سینہ مبارک سے لپٹ گئے اور فرمایا حضرت نے اے خدا میں ۱۲ امام طبرانی معجم میں اور امام بغوی اور علامہ بیہقی اپنی اپنی تصنیفات میں لکھتے ہیں ترجمہ عبد اللہ بن شداد بن ہاد اپنے والد سے ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسالت مآب نماز عشا کیلئے بر آمد ہوئے اور امام حسن کو اٹھائے ہوئے تھے انکو زمین پر بیٹھا کر آپ نے تکبیر کہی اور نماز شروع کردی جب سجدہ میں گئے تو اسکو طول دیا جب سر اوٹھایا تو دیکھا امام حسن ع پشت مبارک پر سوار ہیں اور آپ سجدہ میں مصروف ہیں جب آپ نماز ادا کر چکے تو غرضکہ عرض کی یا رسول اللہ آپ نے دوسرے سجدہ کو طول دیا آپ نے فرمایا یہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تھا میں نے اسے جلدی سے اوتارنا ناگوار سمجھا اور امام احمد حنبل کتاب مناقب میں لکھتے ہیں کہ ابو ہریرہ کا بیان ہے ایک شب نماز عشا ہم ہمراہ رسالت مآب پڑھتے تھے جب آنحضرت نے سجدہ کیا تو حسنین ع حضور کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے جب سر اوٹھایا تو دونوں سوار ونکو آہستہ نیچے اوتار جب دوسرے سجدہ میں گئے تو پھر صاحبزادے سوار ہو گئے جب نماز ادا ہو گئی تو پارہ ہائے جگر کو اپنے زانو پر بیٹھا لیا امام بخاری اور امام مسلم اور امام ترمذی نے اپنی اپنی صحاح میں لکھا ہے اور امام حاکم نے مستدرک میں عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسالت مآب امام حسن کو کاندھے پر لئے ہوئے تھے کہ اس اثنا میں ایک شخص نے کہا کہ اے صاحبزادے تمہارا مرکب کیسا اچھا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا یہ سوار بھی تو عمدہ ہے امام احمد حنبل کتاب مناقب میں اور امام نسائی اپنی صحاح میں اور ابن ماجہ ابی داؤد اپنی سنن میں امام مالک مستدرک میں اور ابن حبان تحریر فرماتے ہیں ترجمہ کہ بریدہ سے مروی ہے کہ ایکبار جناب رسولخدا خطبہ فرما رہے تھے کہ جناب حسنین سرخ کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور آنحضرت دیکھکر کھڑے ہو گئے اور منبر سے نیچے اوتر آئے اور انکو اوٹھا لیا ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک دن ہم خدمت رسول خدا میں حاضر تھے اتنے میں جناب سیدہ دوجہان تشریف لائے اور عرض کی کہ حسنین گھر سے باہر گئے ہیں نہ معلوم کہ کہاں گئے ہیں پس حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور کہا یا محمد آپ غمگین نہوں دونوں حضرات حظیرہ بنی بخار میں ہو گئے ہیں اور خاص فرشتہ انکا موکل ہے آنحضرت معہ اصحاب رض وہاں تشریف لیگئے اور انکو جگایا اور چوما اور دونوں کو شانوں پر سوار کر لیا اور مسجد میں تشریف لائے اور صاحبزادے کاندھوں پر سوار تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مسلمانان میں تمکو اگاکرتا ہوں انسے جو سب آدمیوں سے بہتر ہیں اصحاب نے عرض کی یا حضرت آپ بیان فرمائیں آں حضرت نے فرمایا امام حسن اور حسین نانا جنکا خاتم المرسلین ہے اور والدہ جنکی خیر النساء العالمین اور باپ انکا حضرت علی ابن ابیطالب ہیں جو شخص انسے محبت کرے گا جنت میں جائیگا جو بغض کریگا دوزخ میں گریگا اور امام علی ابن ابراہیم ابن احمد ابن علی ابن نورالدین حلبی کی کتاب کا

۱۲ اسے پیار کرتا ہوں تو بھی اسے پیار کر امام نسائی اپنے صحیح میں امام احمد اپنے مناقب میں امام حاکم اپنے مستدرک میں

ترجمہ یعنی سیرۃ الحلبیہ کا ابن عباس سے روایت ہے کہ نجران کا ایک گروہ خدمت رسولخدا میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت عیسیٰ مسیح خدا کے بیٹے ہیں انکا کوئی باپ نہیں اسکی ہم ہی نے کہا بلکہ خدا تھے کیونکہ وہ مردونکو زندہ کرتے تھے اور غیب کی سب خبریں دیتے تھے اور اندھونکو اور کوڑہیونکو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے تھے آپ انکو بندہ خدا کا خیال کرتے ہیں آنحضرت نے فرمایا وہ خدا کے پاک بندے تھے اور اسکا پاک کلمہ تھے جو جناب مریمؑ کیطرف القا ہوا تھا یہ سنکر وہ غصہ ہوئے اور کہنے لگے راضی نہونگے اگر آپ صادق ہیں تو دوسرا شخص بتلا دو جیسے عیسیٰؑ تھے جناب خاموش ہوئے فوراً وحی نازل ہوئی فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ لوگ کافر ہوئے جو کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ خدا کا بیٹا ہے یا کہتے ہیں خدا ہے پس کہدے انسے آؤ ہاں ہم اپنے بیٹے اور تم بلاؤ اپنے بیٹے ہم بلائیں اپنی عورتونکو اور تم بلاؤ اپنی عورتوں کو اور ہم بلائیں اپنی جان کو اور تم بلاؤ اپنی جانوں کو پھر دعا کریں کہ اللہ لعنت کرے جھوٹھوں پر خدا نے مجھے حکم دیا ہے میں تم سے مباہلہ کروں انہوں نے وعدہ کیا دوسرے دن کا جب صبح کو جناب رسولخدا امام اور امام حسنین اور جناب فاطمہؑ اور حضرت علی کو ساتھ لیکر تشریف لائے تو اسقف نے کہا میں انکے چہروں کو دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ دعا کریں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاوے تو ضرور ٹل جاویگا تم لوگ انسے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہوجاؤگے اور روے زمین پر کوئی نصرانی نرہے گا پس اسقف انکا افسر عالم نے عرض کی کہ آپسے مباہلہ نہیں کرتے آپ برحق نبی ہیں ہم جزیہ دینگے رسولخدا کو دعا مباہلہ کرنے سے پہلے ہی روک دیا اور جزیہ اسلام قبول کیا اور اپنے گھروں کو واپس گئے اور امام حاکم نے مستدرک میں جابر ابن عبداللہ انصاری کی اسناد سے لکھا ہے کہ انفسنا سے مراد جناب رسولخدا کی حضرت علی مرتضیٰ ہیں اور ابنانا سے مراد حسنینؑ ہیں اور نساءنا سے جناب سیدہ مراد ہیں انکے سواء اور تمامی آئمہ حدیث نے اس واقعہ کو اپنی اپنی معتبر تالیفات میں درج کیا ہے صاحب جامع الاصول نے اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں امام سیوطی نے اپنی تفسیر میں امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں سید علی ہمدانی نے المودۃ فی القربےٰ میں علامہ شیخ حسین دیار بکری نے تاریخ الخمیس میں صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ مصر میں اور علامہ ابن اثیر نے اپنی کامل جلد دوئم صفحہ ۱۲۴ میں اور علامہ جریر طبری نے اپنی تاریخ جلد چہارم میں اس واقعہ کو پوری تصریح کے ساتھ مندرج کیا ہے ۔

# تعلیم کا زمانہ

جناب امام حسنؑ اسی گھر کے چشم چراغ اور گلشن اقبال کی نونہال تھے جنکا نانا حضرت محمدؐ اور باپ علی مرتضیٰؑ اور ماں سیدۃ النساء العالمین ہو اور ان دونو صاحبزادوں کی متعلق گفتگو ہو ہی ہوا اور تحصیل کا شرف حاصل ہوا انکے جوہر ذاتی اور قابلیت کا کیا پوچھنا ہی ایسے کبیر القدر اور عظیم الشان والدین کے دامن میں رہکر جن خوش قسمت اور ذی سعادت بچوں نے تعلیم پائی ہو خدا کے فضل سے وہ خوش قسمت بچے بھی کیسے ہی جنکی عادت اور اطوار کو دنیا کی معمولی طبع کو ہوا نہیں اور دنیا کے عام بچوں کے خلاف انکے قلوب روشن انکے دل نورانی انکے نفوس پاکیزہ انکی زبان صادق انکے ذہن سلیم انکے عقول کامل انکی شعور درست انکی طبیعتیں حاضر ناظر انکے اطوار آراستہ انکی عادت شائستہ اور انکی اخلاق وسیع تھی اور

یہ تمام یکتا اور بے نظیر صفات مخصوص اہلبیت کی مقدس سیرت اور مبارک فطرت تک محدود سوائے انبیاء کے بوقت وفات جناب رسالت مآب سن امام حسن ع کا آٹھ برس کا تھا بعد وفات امام حسن ع سے پیغمبر آخر الزمان کے حلیہ کی نسبت سوال کیا گیا آپ نے سر مبارک سے پائے اقدس تک سچی تصویر فرماوے جو آجتک اسلامی کتابوں میں مندرج ہے دیکھو ینابیع المودۃ شیخ الاسلام السلیمان الحنفی القندوری آنحضرت صلعم کے بعد انکے حضرات کی تعلیم اوس عالم علم الاولین اور آخرین کی وابستہ ہوتی ہے جو تمام امت اسلامیہ میں جو انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کا مفہوم سمجھا جاتا ہے اور ان خاصان خدا نے اپنی عین سعادت مندی اور خوش قسمتی سے علم لدنی میں مخصوص حصہ لیا ہے اسلئے دونوں کی تعلیم تدریس کی معمولی حالات پر بالکل پردہ ہی اسلام کی تمام کتابوں میں ان واقعات کا نشان نہیں ملتا کہ حسنین کی تعلیم تدریس پر کون شخص مامور تھا دنی تعلیم کی انکو ضرورت نہ تھی اور مخصوص تعلیم کی ضرورت تھی وہ انسانی فہم و ادراک سے باہر تھے اور وہ بالکل تائید ایزدی اور مشیت سبحانی کے متعلق تھے اور تعلیم اور تلقین علم لدنی کے وہ جزو عظیم اور اسرار محکم ہیں جو خاصان خدا اور مقربان رب الاعلی کی مقدس طبقہ میں سینہ بسینہ چلی آتے ہیں جو انکو کوئی اور نہیں سیکھ سکتا مگر جو خدا کا مقرب اور خاصہ ہو وہی سیکھا اور جسکو نہیں بتلا سکتا مگر وہی جو برگزیدہ خدا یا اسکی بارگاہ عالی کا مقرب ہو اور حضرات حسنین کی تعلیم تدریس کی تمام تعلقات مخصوص خدا اور رسول ص سے تعلق رکھتے ہیں یہ واقعہ تمام اسلامی کتابوں میں مندرج ہے اور مستند بین الفریقین ہے چنانچہ علامہ سعد اور سید علی ہمدانی شافعی رح کی عبارت عربی کا ترجمہ یہ ہے عبداللہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایکمرتبہ جناب حسنین نے بطور رشق کی کچھ لکھا تھا امام حسین ع نے امام حسن ع سے فرمایا کہ میرا خط تم سے اچھا ہے اور امام حسن فرماتے تھے کہ میرا خط تم سے اچھا ہے آخر اپنی مادر گرامی جناب سیدہ سے عرض کی کہ تم ہمارا فیصلہ کردو کہ ہم میں سے کس کا خط اچھا ہے جناب فاطمہ ع نے اس خیال سے فرمایا کہ اگر میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتی ہوں تو ایک کو ضرور ایذا ہوگی آپنے فیصلہ پسند نہ فرمایا اور کہا اپنے والد بزرگوار سے دریافت کرو تب حسنین نے اپنے باپ سے دریافت کیا آں حضرت نے فرمایا میں حکم نہیں کرسکتا اے فرزندو تم اپنے نانا رسول اللہ صلعم سے پوچھو تب صاحبزادوں نے جناب پیغمبر آخر الزمان سے دریافت کیا کہ خط کسکا اچھا ہے آں حضرت ص نے بھی حسنین کے دل شکنی کرنی نہ چاہی اور فرمایا جبتک جبرائیل ع سے نہ پوچھ لوں جب جبرائیل ع حاضر ہوئے تو عرض کی جبرائیل نے کہا میں آپکے درمیان میں حکم نہیں دیتا جبتک میکائیل ع آپکے درمیان حکم نکرینگے جب میکائیل ع حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا میں بچے درمیان حکم نہیں کرسکتا جبتک اسرافیل ع نہ حکم کریں پھر اسرافیل ع نے حاضر ہوکر عرض کی کہ میں انکے درمیان حکم نہیں کرسکتا بلکہ حق سبحانہ تعالے سے درخواست کرونگا کہ وہ اس امر کا فیصلہ فرماوے آخرکار اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ میں انکے درمیان حکم نہیں کرسکتا انکی ماں فاطمہ علیہا السلام انکے درمیان حکم فرمائیگی الغرض جناب سیدہ دوجہان نے فرمایا کہ انکے درمیان اچھا میں فیصلہ کرتی ہوں معصومہ کے پاس موتیوں کا ایک ہار تھا دونوں فرزندوں سے فرمایا میں ہار کو توڑ کر زمین پر پھینکدیتی ہوں جو زیادہ موتی چنیگا اسکا خط اچھا سمجھا جائیگا۔ یہ فرماکر موتی پھینکدئے اوسوقت حضرت جبرائیل ع کو جناب باری تعالے نے حکم دیا کہ تم جاکر موتی نصف نصف تقسیم کردو تاکہ انمیں سے کوئی رنجیدہ خاطر نہ ہو جبرائیل ع

نے ان دونوں حضرات کی عظمت حرمت کے سبب موتیوں کو نصف نصف کر دیا یہ عبارت علامہ سید علی ہمدانی کی کتاب المودت فی القربیٰ کی مودت چہار دہم اربعہ عشر سے نقل کی ہے اور علامہ عبدالرحمان جامی نے اپنی کتاب نفحات الانس میں انکے فضائل اور انکے علوم ظاہری اور باطنی کی جامعیت کی تفصیل اور تصریح کو خصوصیت کے ساتھ لکھا ہے - حضرات حسنین عہ کے خط کا فیصلہ لکھا گیا +

## حضرات حسنینؑ کی ہدایت ایک عرابی کو بابت وضو کے

جناب حسنین علیہ السلام اپنے ذاتی منصب کے اعتبار سے اسوقت سے بندگان خدا کی ہدایت کیطرف مامور تھے چنانچہ ذیل کا واقعہ بفقیر محمد باقر مجلسی کی دو کتابوں حیات القلوب اور جلاء العیون کے ترجمہ سے لکھتا ہے ایک دن حضرات حسنینؑ زمانہ طفولیت میں مدینہ کی آبادی کے باہر تشریف لیگئے تو ایک مرد عرابی کو وضو کرتے دیکھا جسکے ارکان وضو صحیح نہ تھے اور وضو باطل تھا صاحبزادوں نے خیال فرمایا کہ اسکو ہدایت بھی ہو جاوے اور دل شکنی بھی نہ ہو وہ تدبیر کرنی چاہیئے اس مرد عرابی سے فرمایا اے بابا پہلے ہمارا تصفیہ کر دو پھر نماز پڑھو وضو کے مسئلہ میں ہمارا باہم تنازع ہے ہم دونوں نے اس امر پر قرار پایا ہے کہ کبیر السن ہو اور ترکیب وضو سے اچھے جانتا ہو ہم وضو کرتے ہیں تم اسکو بتلا دو کہ کسکا صحیح ہوں یہ فرما کر چشمہ کے کنارے شاہزادوں نے وضو کرنا شروع کیا اور وہ عرابی دیکھتا رہا جب حضرات حسنینؑ وضو کر چکے تو اس اعرابی سے فیصلہ کے خواہاں ہوئے تو اس نے یہ جواب دیا کہ آپ دونوں صاحبوں کی ترکیب وضو میری دانست میں میرے ارکان وضو سے بدرجہا بہتر ہے میں خود غلط وضو کیا کرتا تھا اب آپ کے وضو کرنے کے طریقہ سے مجکو ہدایت ہوئی میں پہلے اس طریقہ سے غافل تھا جناب حسنینؑ نے بھی فرمایا ہماری غرض بھی یہی تیری ہدایت کی تھی جب اس عرابی نے صغیر سن صاحبزادوں میں ایسی صلاحیت اور محاسن اخلاق دیکھا تو عرض کی آپ حضرات اپنی حسب نسب اور نام نشان سے مطلع فرمائیں یہ سنکر شاہزادوں نے فرمایا معرفت کیلئے اتنی واقفیت کافی ہے کہ دونوں جناب سید المرسلین کے نور سے ہیں اور انکی اہلبیت میں داخل ہیں ان حضرات کو اپنی ذاتی منصب کے لحاظ سے بچپن میں امور ہدایت اور تعلیم شریعت کیطرف کس درجہ توجہ اور رغبت تھی اور وفات حضرت رسول اللہ کے وقت سے تیسری خلافت تک امام حسنین کی مشاغل وہی تھے جو جناب علی کی جنکی تفصیل درج، تحصیل علمی جمع قرآن اور ترتیب حدیث اور دیگر روحانی تعلقات کی تحصیل پر ختم ہوتی ہے +

## احوال خطبہ امام حسن علیہ السلام جو بعد پدر پڑھا

وفات سرور کائنات سے جناب امیرؑ کی ظاہری خلافت تک انکا زمانہ سکوت و خاموشی میں گذرا ہے جن میں سوائے ان مشاغل کی اور کسی امور کا مشکل سے سراغ لگ سکتا ہے جناب علیؑ کی تخت نشینی کی وقت امام حسن کا سن مبارک تیئیس ۲۳ برس کا تھا جناب امیر کی وفات کے بعد اکیسویں رمضان المبارک سنہ ہجری کو اپنے پدر عالیمقام کے سریر سلطنت

نے ان دونوں حضرات کی عظمت حرمت کے سبب موتیوں کو نصف نصف کر دیا یہ عبادت علامہ سید علی ہمدانی کی کتاب المودت فی القربیٰ کی مودت چہار دہم اربعہ عشر سے نقل کی ہے اور علامہ عبدالرحمان جامی نے اپنی کتاب نفحات الانس میں انکے فضائل اور انکے علوم ظاہری اور باطنی کی جامعیت کی تفصیل اور تصریح کو خصوصیت کے ساتھ لکھا ہے۔ حضرات حسنینؑ کے خط کا فیصلہ لکھا گیا +

## حضرات حسنینؑ کی ہدایت ایک عرابی کو بابت وضو کے

جناب حسنین علیہ السلام اپنے ذاتی منصب کے اعتبار سے اسوقت سے بندگان خدا کی ہدایت کیطرف مامور تھے چنانچہ ذیل کا واقعہ بفخر محمد باقر مجلسی کی دو کتابوں حیات القلوب اور جلاء العیون کے ترجمہ سے لکھتا ہے ایک دن حضرات حسنین زمانہ طفولیت میں مدینہ کی آبادی کے باہر تشریف لیگئے تو ایک مرد عرابی کو وضو کرتے دیکھا جسکے ارکان وضو صحیح نہ تھے اور وضو باطل تھا صاحبزادوں نے خیال فرمایا کہ اسکو ہدایت بھی ہو جاوے اور دل شکنی بھی نہ ہو وہ تدبیر کرنی چاہیئے اس مرد عرابی سے فرمایا اے بابا پہلے ہمارا تصفیہ کر دو پھر نماز پڑھو وضو کے مسئلہ میں ہمارا باہم تنازع ہے ہم دونوں نے اس امر پہ قرار پایا ہے کہ کبیر السن ہو اور ترکیب وضو سے اچھے جانتا ہو ہم وضو کرتے ہیں تم اسکو بتلا دو کہ کسکا صحیح ہوں یہ فرما کر چشمہ کے کنارے شاہزادوں نے وضو کرنا شروع کیا اور وہ عرابی دیکھتا رہا جب حضرات حسنینؑ وضو کر چکے تو اس اعرابی سے فیصلہ کے خواہاں ہوئے تو اس نے یہ جواب دیا کہ آپ دونوں صاحبوں کی ترکیب وضو میری دانست میں میرے ارکان وضو سے بدرجہا بہتر ہے میں خود غلط وضو کیا کرتا تھا اب آپ کے وضو کرنیکے طریقہ سے مجکو ہدایت ہوئی میں پہلے اس طریقہ سے غافل تھا جناب حسنینؑ نے بھی فرمایا ہماری غرض بھی یہی تھی تیری ہدایت کی جب اس عرابی نے صغیر سن صاحبزادوں میں ایسی صلاحیت اور محاسن اخلاق دیکھا تو عرض کی آپ حضرات اپنی حسب نسب اور نام نشان سے مطلع فرمائیں یہ سنکر شاہزادوں نے فرمایا معرفت کیلئے اتنی واقفیت کافی ہے کہ دونوں جناب سید المرسلین کے نور سے ہیں اور انکی اہلبیت میں داخل ہیں ان حضرات کو اپنی ذاتی منصب کے لحاظ سے بچپن میں امور ہدایت اور تعلیم شریعت کیطرف کس درجہ توجہ اور رغبت تھی اور وفات حضرت رسول اللہ کے وقت سے ظاہری خلافت تک امام حسنین کی مشاغل وہی تھے جو جناب علی کی جنکی تفصیل صرف تحصیل علمی جمع قرآن اور ترتیب حدیث اور دیگر روحانی تعلقات کی تحصیل پر ختم ہوتی ہے +

## احوال خطبہ امام حسن علیہ السلام جو بعد پدر پڑھا

وفات سرور کائنات سے جناب امیرؑ کی ظاہری خلافت تک انکا زمانہ سکوت و خاموشی میں گذرا ہے جن میں سوائے ان مشاغل کی اور کسی امور کا مشکل سے سراغ لگ سکتا ہے جناب علیؑ کی تخت نشینی کی وقت امام حسن کا سن مبارک تئیس ۲۳ برس کا تھا جناب امیر کی وفات کے بعد اکیسویں رمضان المبارک سنہ ۴۰ ہجری کو اپنے پدر عالیمقام کے سریر سلطنت

پر متمکن ہوئے اہل اسلام کی موجود مجمع میں جنکی تعداد کتابوں میں چالیس ہزار بتائی ہے جناب امام حسنؑ نے ذیل کا خطبہ مفصل اور مشرح نہایت فصاحت اور بلاغت سے ادا فرمایا جسکا ترجمہ جلاء العیون سے لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے جناب امام حسنؑ نے معارف ربانی اور محامد سبحانی ادا فرما کر ارشاد کیا کہ ہم ہے حزب اللہ میں کہ سب پر غالب ہیں اور ہم ہے عترت رسول اللہ صلعم ہیں کہ آں حضرت سے نزدیک تر ہیں اور ہم اہل بیت طاہرین ہیں کہ بدی اور گناہ سے معصوم اور مطہر ہیں اور ہم اُن دو بزرگ چیزوں سے کہ آنحضرت ہمکو اپنی جگہ چھوڑ گئے اور تاکید فرما گئے حدیث انی تارک وہ ہم ہی ہیں کہ آنحضرت نے ہمکو کتاب خدا قرآن شریف کے ردیف قرار دیا ہے اور ہمکو تاویل و تنزیل قرآن کا پورا علم دیا ہے ہم قرآن میں بیقین سخن کرتے ہیں اور بظن اور گمان تاویل آیات نہیں کرتے پس ہماری اطاعت کرو کہ ہماری اطاعت تم پر خدا کیطرف سے واجب ہوئی ہے اور خدا نے ہماری اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت سے مقرون کیا ہے اور فرمایا ہے اَطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم پس حضرت نے فرمایا اس شب کو وہ دنیا سے گیا ہے پس فرمایا حضرت امام حسن نے کہ اس شب وہ شخص دنیا سے گیا ہے کہ عمل خیر میں سابقین نے جسپر سبقت نہیں کی اور نہ اُون تک آئندہ کوئی سعید پونچ سکیگا تحقیق انہوں نے حضرت رسول کے ساتھ ہو کر کفار سے جہاد کیا اور اپنی جان رسول اللہ پر قربان فرمائے آنحضرت اپنا علم دیکر جس طرف بھیجتے تھے جبرائیل اسکی داہنی طرف اور میکائیلؑ بائیں طرف رہتے تھے اور پھر کر نہ آتے تھے جب تک اونکے ہاتھ سے خدا فتح نہ کرتا تھا اس رات کو انہوں نے عالم البقا کی طرف رحلت فرمائی ہے یہ فرما کر امام حسنؑ پر رقت طاری ہوئی پھر تھوڑی دیر خاموش رہکر ارشاد فرمایا کہ فرزند بشیر نذیر کا میں ہوں اور فرزند دعوت کنندہ بجانب خدا میں ہوں اور فرزند سراج منیر میں ہوں میں اوس خانوادہ سے ہوں جسکو خدا نے رجس اور عیب سے دور کیا ہے اور معصوم اور مطہر کیا ہے میں بھی انہیں کے اہلبیت سے ہوں کہ خدا نے جنکی محبت کو امت پر واجب کیا ہے اور فرمایا ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی مراد اس سے ہماری محبت ہے از ترجمہ کتاب جلاء العیون صفحہ ۲۲۶

اس خطبہ کو شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے ازالۃ الخفا میں تحریر کیا ہے انکی عبارت کا ترجمہ یہ ہے جو اوپر نقل ہوا جلاء العیون سے مطابق ہے اسی خطبہ کو شیخ الاسلام قندوزی بھی اپنی کتاب ینابیع المودۃ فی القربیٰ مطبوعہ بمبئی میں لکھا ہے

امام حسنؑ اپنے خطبہ کو یہاں تک پونچا چکے تو حاضرین مجلس ہے جنکی تعداد چالیس ہزار تھے ان میں سے پہلے عبداللہ بن عباس اوٹھکر کھڑے ہو گئے اور عامۃ المسلمین کو مخاطب کر کے فرمایا اے گروہ مردمان یہ تمہارے پیغمبر کا فرزند ہے اور تمام امام کا وصی ہے اسکی بیعت اختیار کرو تمام لوگوں نے قبول کیا اور برضا و رغبت آپ سے بیعت کی مگر امام حسنؑ نے اپنی موجودہ ضرورت اور حاضرین کی طبیعتوں کو دیکھکر اپنی عاقبت بینی کی نگاہ سے بیعت لینے کے وقت یہ شرط لے لی کہ جس سے میں جنگ کروں تم بھی جنگ کرو اور جس سے میں صلح کروں تم بھی صلح کرو ترجمہ جلاء العیون صفحہ ۲۶۶

یہ خطبہ فصول المہمہ اور نزہۃ المجالس میں منقول ہے جناب امام حسن نے اپنی خلافت کا مطیع مسلمانوں کو معمولی طور سے بنایا ایسی شرائط قائم کی تھی جس سے وہ تا وقتیکہ دین سے علیحدہ نہو جائیں یہ تجویز ایسی تھی جیسے آپ کے والد بزرگ کے رائے اپنی خلافت کیوقت اس سے قبل ہو چکی تھی علامہ طبری کا بیان ہے کہ جس شخص نے امام حسنؑ سے پہلے بیعت کی تھی وہ سعد

بن عبادہ انصاری تھے طبری جلد چہارم صفحہ ۶۰۱ سر بر خلافت پر متمکن ہو کر امام حسنؑ نے ضرورت کے مطابق اور نیز اغرض سے کہ آپ کی خلافت اور حکومت کا تمام میں اعلان ہو جائے عاملان اور قاضیان کو مقرر فرمایا اور عبداللہ ابن عباسؓ کو بصرہ کی ولایت پر مامور فرما کر رخصت کیا اور معاویہ ابن ابو سفیان نے یہ تدبیر مخالفانہ کی کہ دو شخص اپنے معتمد کو عراق کی طرف روانہ کیا اور انکو یہ ہدایت کر دے کہ تم اہل عراق سے بظاہر ملکر اخبارات روزانہ سے لکھا کرو معاویہ کا یہ راز پوشیدہ طشت از بام ہو گیا وہ دونوں جاسوس دار الخلافہ میں پکڑے گئے اور امام حسن کے حکم سے قتل کئے گئے
جلا العیون صفحہ ۲۰۱۶ *

اور امام حسنؑ نے معاویہ کو خط لکھا کہ اے معاویہ تجھکو لازم ہے میری بیعت کر لی تو نے جاسوس بھیجکر یہ حیلہ سازی کی مجھکو معلوم ہے تیرا ارادہ جنگ کا ہے اگر تیرا ارادہ ہے تو ہم بھی موجود ہیں یہ ترجمہ جلا العیون سے منقول ہے *

اب جو موانع اسکی بعد پیش آتی گئی صرف قلت اعوان انصار کی بدولت اسوقت امام حسنؑ کی پیچیدگی کی وہی صورت تھی جو حضرت علیؑ کو جنگ صفین کے اخیر میں مشکلین ظاہر ہوئیں تھیں امت کی بیوفائی جان نثار انصار نہ تھے اور معاویہ نے خط کا جواب ثقیل الفاظ میں لکھا اور آپ خود لشکر لیکر ہمراہ شام سے کوفہ کیطرف متوجہ ہوا اور اپنے حصول مطلب کے لئے پھر جاسوس کو کوفہ روانہ کیا اور عمر ابن حریث اور اشعث بن قیس اور شعیث ابن ربعی وغیرہ کو جو اپنے خود غرضی اور طمع دنیاوی کیوجہ سے امام حسنؑ سے بظاہر بیعت کر چکے تھے معاویہ نے انکو اپنے وعدیکا منتظر بنایا اور یہ بھی لکھدیا کہ تم میں سے جو بدبخت حضرت امام حسنؑ کو قتل کریگا اسکو ہم دو لاکھ دینار اور دختر اور افسری شام کی فوج کی دینگے تاریخ جلا العیون صفحہ ۲۶۶ *

# معاویہ کی کامیابی کا بیان

معاویہ کو حصول خلافت کی کوشش میں جو کامیابی ہوئی چالاکی کی بدولت جنگ صفین میں عمرو عاص کو ایسے عمدہ طول مسافت سے فلسطین سے بلا لینا اور سرخیل اپنا بنانا اور مالک اشتر کو دہقان سے قتل کرانا اور مصر میں سعد ابن عبادہ کی شکایتوں میں اہل مصر کیطرف سے جعلی خط لکھا کر منگوانا اور اہل عراق میں اسکا خط کا اعلان کرنا اور یہ تلبیس کتاب اللہ ایکطو نکو جزدانوں میں بھر کر نیزوں پر اوٹھوانا اسکی فتنہ پردازی کی کئی واقعات ہیں جو دنیا کی پیش نظر ہیں امام حسنؑ معاویہ کو آمادہ پیکار پایا کر اوسکی طرف متوجہ ہوئے امام حسنؑ کی تخت نشینی کے تھوڑے دنوں کے بعد عراق میں معاویہ کے لشکر کی خبر ہوئی حضرت امام حسن نے اُن لوگوں کو جو ظاہر موافق اور باطن مخالف تھے اکٹھا جمع کر کے فرمایا میں تمکو معاویہ سے جہاد کا حکم دیتا ہوں آپ سے یہ سنکر سب مجمع چپ چاپ بیٹھا رہا حقیقت میں وہ معاویہ کے دام میں تھے مگر دو چار خالص الایمان یہ حال دیکھکر عدی ابن حاتم طائی اٹھ کھڑے ہوئے اور تمام لوگوں سے کہا کہ تم کیسے نالائق ہو فرزند رسول حکم جہاد کرے اور تم قبول نہیں کرتے خدا سے ڈرو یہ سنکر ایک گروہ عدی کا ساتھ دیا امام حسنؑ نے اوس گروہ سے فرمایا کہ اگر تم سچ کہتے ہو تو میرے لشکر گاہ میں جمع ہو حالانکہ مجھے معلوم ہے تم نفا

نہ کرو گے کیونکہ میں نے خود دیکھا ہے جو تمنے میرے والد بزرگ سے سلوک کیا تھا یہ کہکر آپ منبر سے اوترے اور اپنے لشکر میں آ گئے مگر جن لوگوں نے اظہار اطاعت کیا تھا ان میں سے اکثر موقع پر حاضر نہ تھے جلا العیون صفحہ ۲۶۴

ایسی وفادار فوج جس فرمانروا کے ماتحت میں ہو گئی تو اوسکی کامیابی کی کیا ہو سکتی ہے امام حسنؑ نے اتمام حجت کے لحاظ سے فوج کشی کا سامان کیا اور اپنی طرف سے معاویہ کے مقابل پوری مستعدی ظاہر فرمائی امام حسنؑ کی لشکر کی تعداد اوسوقت بارہ ہزار تھی جنکے نام فرزند رسول اللہ کے لشکر میں درج تھے اور قلوب معاویہ کی خوان نعمت پر ہر دم لگے ہوئے تھے ان ظاہر نما انصار سے ایک شخص کو قبیلہ کندہ سے معاویہ کے مقابلہ کو چار ہزار آدمی دیکر روانہ کیا اور حکم دیا کہ مقام انبار پہ جاکر میرے حکم کی انتظار کرنا جب اہل عراق سے یہ جماعت کثیر انبار میں پونچے اور معاویہ کو خبر ملی اسنے پانچسو درہم دیکر ایک قاصد اس فوج کے افسر کے پاس بھیجا اور خط میں لکھا اگر تم ہم سے ملجاؤ گے تو شہر شام سے کسی شہر کی حکومت ہم تیرے نام لکھدینگے۔ وسنے معاویہ کی درخواست کو قبول کرلیا اور دوسو عزیز اقارب فوج امیر شام سے جاملا جب اسکی انحراف کی خبر امام حسنؑ کو پونچی تو آپ نے صاف فرمایا میں چند مرتبہ تم سے کہہ چکا ہوں کہ وعدونکے وفا کی ضرورت نہیں تم محض دنیا کے بندے ہو اب ہم دوسرے کو روانہ کرتے ہیں مگر یہ بھی ویسا ہی کرے گا جیسا اسکے بھائی کندی نے کیا ہے اہل عراق کلام صداقت سنتے تھے مگر چپ چاپ رہے امام حسن نے پھر ایک شخص کو جو قبیلہ مرادی سے تھا اور جسپر اہل عراق کو اعتبار تھا چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ شہر انبار کو روانہ کیا جب انبار پونچے تو معاویہ نے وہی چال چلی اور انپر کیا موقوف تھا اہل عراق کو قدرت نے ایک ہی سانچہ میں ڈھالا تھا پانچ ہزار کے توڑا اور نصف امارت کے آیندہ امید پر معاویہ کی خدمت میں جا پونچے انکی خبر بھی لشکر عراق میں مشہور ہوئے حضرت امام حسن نے اہل عراق کو جمع کرکے فرمایا میں نے چند بار تم سے کہدیا کہ تم میں وفاداری مطلق نہیں امام پاک اہل عراق سے روز بروز یاس ہوتے تھے اور لشکر میں بے وفا اور پیمان شکن بھرے تھے اور امام برأی العین مشاہدہ فرماتے تھے مگر تاہم اپنی بردباری کیوجہ سے انکے معاملات میں ابتک خاموشی سے کام لیتے تھے اور اہل عراق کے عقیدت کا امتحان فرماتے تھے اوس مرادیکا حال سنکر امام نے ویسی ہی تقریر فرمائی اب کئی بار بھی جو بارہ ہزار آدمی تھے قیس بن سعد بن عبادہ اور عبد اللہ ابن عباس کے ماتحتی میں دیکر معاویہ کے مقابلہ کو روانہ کیا ان دونوں معتمد پر خاص لوگوں کا یقین تھا اسلئے امام نے اپنی اخیر کوشش میں اپنے سارے مقاصد کو انکے سپرد فرمایا ان ہر دو افسروں کو خیر خواہ جانتے تھے عبد اللہ ابن عباسؓ عبد اللہ ابن عباسؓ کو روانہ فرماکر آپ حضرت باقیماندہ جمعیت کی ہمراہ مدائن کیطرف روانہ ہوئے اور ہمراہی وہی سپاہی جو حرص خود غرضی کی ناپیدا کنار دریا میں غوطہ کھا رہے تھے اور پہلے جو عبد اللہ ابن عباس اور قیس ابن سعد کے ساتھ روانہ کیا تھا وہ جب اہل شام کے قریب پونچا تو امیر شام نے عبد اللہ ابن عباس کے پاس ایک قاصد دو ہزار دینار کے ہمراہ روانہ کیا کہ نصف رقم قیمت حاضر ہے اور نصف جب آپ آئینگے پیش کیجائیگی یہ صاحب قاصد پونچتے ہی اسی رات کو روپوش ہوکر معاویہ کے پاس قیس ابن سعد کو جب یہ خبر ملی تو اسنے لشکر کو کہا کہ اگر عبد اللہ ابن عباسؓ چلے گئے تو فکر نہیں تم خدا سے ڈرو اور دشمنان خدا سے لڑو اسوقت تو ظاہر سب نے ہاں میں ہاں ملادی مگر روز بروز چھپ کر اہل شام کے لشکر میں جا ملے تاریخ

جلاالعیون صفحہ ۲۶۸ +

تاریخ طبری میں ہے عبداللہ ابن عباس کی اختلاف کی کیفیت لکھی مگر ایک دوسری طریق پر انکی عبارت یہ ہے عبداللہ ابن عباس نامہ کرد نزد معاویہ تا آنکہ دور ترنزد او بہ شود ہراں شرط کہ شمار بیت المال بصرہ از وے نخواہید معاویہ اجابت کرد عبداللہ شام رفت ماں خواستہ کہ داشت واز آں جا ئیکہ رفت تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۲۰۲ +

عبداللہ ابن عباس کی نسبت سوائے اس واقعہ کے کہ دوست پھر جائیں تو دشمن کی شکایت کیا ہے عبداللہ ابن عباس کا ماجرا سنکر حضرت امام حسنؑ کو اپنی جان کو بھی حفاظت منظور تھی چونکہ سفر درپیش تھا اسوجہ سے شہر مدائن تک اس امر کو پوشیدہ رکھا ایسے صبر پر بھی اہل عراق کی سرکشی اور مخالفت میں ذرا فرق نہ آیا جب شہر مدائن میں پہونچے تو انکی مخالفانہ حرکات میں اور ترقی ہوگئی آخر امام حسنؑ کے معاملات کو بالکلیہ ہاتھ سے جاتا دیکھکر پھر ایک مجمع کیا بعد حمد اور نعت کے ارشاد فرمایا ایہا الناس میں امید رکھتا ہوں کہ خلق خدا میں خواہ نہوں اور کسی مرد مسلمان کیطرف سے میرے دل میں کینہ نہیں ہے اور جو صلاح تم اپنے حق میں بہتر جانتے ہو اوس سے میں زیادہ بہتر جانتا ہوں تمکو لازم ہے میرے حکم کی مخالفت نہ کرو اور میری رائے اپنے حق میں رد نہ کرو امید ہے خدا مجھے اور تمہیں بخشدے تاریخ جلاالعیون صفحہ ۲۶۸ +

اس کلام صداقت کے سنتے ہی انکی باغیانہ خیالوں کو تازیانہ لگا وہ سب ایک دوسرے کیطرف دیکھنے لگے وہ بزدل منافق اسی تاک میں لگے تھے کہ کوئی جھوٹا سچا الزام لگا کر امام پر اور شام کی راہ لیں ہر شخص کہنے لگا آپ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو معاویہ سے صلح ہی منظور ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ منصب خلافت معاویہ کو دیدیں یہ خیال کر کے ہر ایک شخص اوٹھا اور کہنے لگا کفر الحسن کما کفر ابیہ وہ دائرہ اسلام سے خارج اور ایمان سے باہر ہوکر مفسدان نہروان کیطرح کھلے کھلے خارجی ہوگئے تمام لشکرگاہ میں ایک بلوہ عظیم پیدا ہوگیا انکے پوشیدہ فتنہ فساد اور بغض کھلے کہ گمراہوں نے آپ کی ذاتی اسباب کو غارت کر دیا اور ردا دوش مبارک سے اوتار لی اور وہ مصلی جسپر آپ نماز پڑھتے تھے کھینچ لیا انکی ایسی گستاخی اور ایسی ایذا رسانیوں کی اظہار پر امام حسنؑ بی محاسن اخلاق اور صبر تحمل سوائے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کی کچھ نہ کہا جلاالعیون صفحہ ۲۶۸ +

روضۃ الصفا تاریخ جلد چہارم صفحہ ۵ اہل عراق کی بغاوت انکے دلوں میں جو پوشیدہ تھے ظاہر ہو کر خلائق کے پیش نظر ہوگئی امام حسنؑ نے اپنے خاص اصحاب کی ہمراہ جنکی تعداد تاریخوں میں نو سو ۹۰۰ آدمی کی تھی زیادہ قبیلہ ربیع اور قبیلہ ہمدان کے لوگ تھے کوشک سفید کیطرف مراجعت فرمائی وہ کوشک نوشیرواں کے رہنے کا محل تھا خارجیوں کی شورش اسدرجہ تھی صرف لشکرگاہ سے کوشک سفید تک جاتی ہوئی ایک خارجی نے جسکا نام جراح ابن قبیصہ اسدی تھا راہ پر سواری میں امام حسنؑ کی ران مبارک پر تلوار کا زخم مارا جلاالعیون صفحہ ۲۶۸ +

طبری جلد چہارم صفحہ ۵ جناب امام حسن کے موالیان نے اس موذی کو پکڑ کر قتل کر ڈالا زخم امام کو سخت لگا گھوڑے سے اتار کر عماری میں بیٹھایا اور وہاں لاکر سعد ابن ابی عبیدہ ثقفی کے گھر اوتار دیا سعد نے اپنے امام کے زخموں

کا کامل معالجہ شروع کیا امام حسن سعد کے گھر مقیم رہے یہ سعد جناب حضرت علی کیطرف سے مدائن کا حاکم تھا اہل عراق کی جمعیت جو علانیہ خارجی ہو کر ادہر اودہر منتشر ہو گئے دوسرے وہ لوگ جو لشکر عراق سے علیحدہ ہو کر معاویہ سے ملگئے اسے تفریق کی باعث عبداللہ ابن عباس کی معاویہ سے موافقت تھی امام نے زخمی ہو کر خانہ نشینی اختیار فرمائی اور دیہات کے لوگوں نے معاویہ کو خط لکھے امام حسنؑ کی ان کارروائیوں کی اہل عراق سے معاویہ کو اطلاع ہو گی ان واقعات کو معاویہ نے معلوم کر کے ایک نامہ امام حسنؑ کو لکھا اور جن لوگوں نے خط لکھے تھے انکے نام کی فہرست بھی لکھدی اور یہ بھی لکھا آپ کے اصحاب نے تمہارے باپ کے ساتھ موافقت نہیں کی پر تم سے موافقت کیا کرینگے جلا العیون صفحہ ۲۶۹۔

معاویہ نے شہر انبار سے عبداللہ ابن عامر کو خاص مدائن کیطرف روانہ کیا عبداللہ ابن عامر نے مدائن پونچکر شہر کا محاصرہ کیا اور اعلان کیا کہ میں معاویہ کے لشکر کا مقدمہ ہوں اور معاویہ ایک لشکر گرنبار کے ساتھ عقب سے آرہا ہے آرہا ہی تم لوگ امام کو میرا پیغام دو اور اپنی جان عزیز اور اصحاب کی جان کو ضائع نفرمائیں روضۃ الصفا جلد چہارم صفحہ ۱۰

عبداللہ ابن عامر کی اس تقریر نے اہل عراق کی باقیماندہ ہمت کو پست کر دیا خوارج تو الگ عقل کے تھے اور جو باقی تھے وہ بھی اپنا اپنا ٹھکانا کرتے جاتے تھے بعض معاویہ کی معذرت اور منت کے خطوط لیکر اہل شام میں ملتے جاتے تھے حضرت امام حسنؑ نے مخالفین کی فہرست ملاحظہ فرما کر فوراً جواب لکھا اور ہمراہیوں کو جمع کر کے فرمایا ایہا الناس مجھے اس گروہ پر تعجب ہے کہ جو نہ حیا رکھتے ہیں نہ ایمان تم پر وائے ہو خدا کی قسم خدا کی معاویہ جس بات کا میری قتل پر تمہارا ضامن ہوا ہے ہرگز وفا نہ کریگا میں چاہتا تھا تمہیں دین حق پر قائم رکھوں مگر تم نے میری مدد نہ کی اگر امر خلافت معاویہ کو سپرد کر دوں تو تم لوگ دولت بنی امیہ میں خوشحال نہ رہو گے قسم کھا کر میں تمہیں رکھتا ہوں میں ہرگز یہ حکومت معاویہ کیلئے نہ چھوڑتا کیونکہ خلافت بنی امیہ کیلئے حرام ہے پس اے بندگان تم پر نفریں ہو بہت جلد تم اپنے اعمال کے وبال میں گرفتار ہو گے اہل عراق کی حجت اتمام فرمانیکے بعد امام حسنؑ نے معاویہ کو خط لکھا کہ اے معاویہ میں چاہتا ہوں کہ کتاب اور سنت رسول خدا کو جاری رکھوں لوگوں نے مجھ سے موافقت نہ کی اب مجھ کو منظور ہے کہ میں چند شرطوں پر تجھ سے صلح کر لوں ہر چند کہ مجھکو یہ معلوم ہے کہ تو شرطوں پر بھی اکتفا نکریگا اس بادشاہی پر تو خوش نہو بہت جلد پشیمان ہوگا جس طرح اوروں نے پشیمانی اوٹھائی انکو کوئی نفع نہ پونچا سکے جلا العیون صفحہ ۲۶۹ +

معاویہ نے نہایت نرمی سے منظور کیا جواب لکھا جو اسکا جواب پاکر امام حسنؑ نے عبداللہ بن الحارث ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب کو معاویہ کے پاس بھیجا علامہ طبری نے اس واقعہ کی صورت لکھی ہے مگر کسی شخص کا نام نہیں لکھا طبری جلد چہارم صفحہ ۶۰۳

روضۃ الصفا اور دیگر مورخین نے عبداللہ ابن عامر کو جانبین میں پیغام دیتے ہوئے بتایا ہے ان تاریخوں اور جلا العیون کے بیان میں سے یہ ثابت ہے کہ شرائط صلح کے معاملات میں عبداللہ بن عامر کیطرف سے اور عبداللہ ابن الحارث امام حسنؑ کیطرف سے مقرر ہوئے عبداللہ ابن الحارث نے امام کی فرمان کے مطابق ذیل کے شرائط پہ معاویہ سے صلح کر لی کہ درمیان مردم بکتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل کرے ۲ دو اپنے بعد کسیکو اس کام پر

معین نہ کرے تین شام اور عراق اور حجاز اور یمن ہر جگہ کے لوگ اسکے شر اور عذر سے امن میں رہیں چار اور اصحاب جناب حضرت علی کی تمام شیعہ اپنی جان اور مال اور زن فرزند کے ساتھ بے خوف رہیں پانچ اور جناب حسنین اور جمیع اہلبیت اور خویشان رسول اللہ سے معاویہ کوئی مکر اور کوئی عذر نہ کرے اور نہ پنہاں نہ آشکارہ کسیکو ضرر پہنچائے اور ہر ذی حق کا حق پہنچائے اور ہر سال خراج ملک سے پچاس ہزار درہم حضرت امام حسنؑ کو پہنچتا رہے اور چھ جناب علیؑ کو برا نہ کہے یہ صلحنامہ لکھکر تیار ہوگیا اور عبداللہ ابن الحارث اور عمر ابن ابی سلمہ اور عبداللہ ابن ابی ثمرہ وغیرہم نے صلحنامہ پر اپنے دستخط کر دیئے جلاالعیون جلد دوم صفحہ ۲۶۹ +

اور تاریخ طبری نے صلحنامہ کا مضمون یہ لکھا ہے کہ امام حسنؑ خواست کہ با او معاویہ صلح کند بآں شرطہا کہ او گوید علیؑ را لعنت نکند ۲ امام حسنؑ را باز مدینہ فرستد ۳ بر خواستہ کہ در بیت المال است بعراق و کوفہ بہ حسن رہا کند تا میان او و میان برادرانش و خواہرانش باشد و آں خواستہ پنج ہزار درہم بود ۴ و ہم خراج داراب ہر سال بحسنؑ دہد و آن شہریست شہر ہائے فارس نزدیک بصرہ حسن این را برائے آں مے خواست کہ از علی چیزے نماندہ بود و فرزندان بسیار بود حق خواست تا درویش نباشند زیرا کہ چوں علی بمرد ششصد درہم بماند پس معاویہ عبدالرحمان بن عمرو و عبد الرحمان بن سمرہ بن جندب را فرستادہ و بایں شرطہا وفا کرد مگر بیحرمتی کردن علیؑ کہ این نپذیرم ولیکن چوں تو حاضر باشی بفرمایم تا بے حرمتی او نکنند تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۶۰۲ چھ سو دو +

تاریخ روضۃ الصفا میں صلح کی عبارت یہ ہے وچوں امام حسن جبین و ضعف اصحاب خود مشاہدہ فرمود بعبداللہ ابن عامر پیغام فرستاد کہ من ترک خلافت گفتہ زمام اختیار را در کف معاویہ مے نہم اما آں شروط بچند شرط است ابو حنیفہ دینوری مے گوید کہ شروط این بود کہ معاویہ اگر کینہ از اہل عراق و شامیان و شیعیان امیرالمؤمنین داشتہ باشد انتقام نکنند ۲ وہر اسود و احمر از وے در امان بود ہیچکس را مواخذہ نکند ۳ خراج اہواز را ہر سال بامام مسلم دارد ہم مبلغ دو ہزار درہم سال بسال بمدینہ بفرستد تا حسنؑ در مہمات خود صرف نمایدہ دیگر امیرالمومنین را سب نکنند گویند کہ معاویہ مجموعہ شروط را قبول کرد الا سب امیرالمؤمنین را اما گفت کہ در مجلس امام حسنؑ باشد امیرالمؤمنین را سب نکنند روضۃ الصفا جلد سوئم صفحہ ۶ +

تاریخ ابو الفدا اپنی معتبر تاریخ المختصر میں لکھتے ہیں (۱) کہ جو مال اسوقت بیت المال کوفہ میں موجود ہے وہ میرے اور میرے ہمراہیوں کیلئے چھوڑ دیا جائے (۲) دار الجرد متعلقہ ملک فارس کا محاصل ہمیشہ کیلئے اہلبیت طاہرین کے مصارف اور گذران کے لئے چھوڑ دیا جائے (۳) اسوقت تک جو سب امیرالمؤمنین پر کیجاتی ہے وہ سب موقوف کر دیجائے محقق ابو الفدا کا مثل تاریخ طبری اور اعثم کوفی روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب وغیرہ کے بیان ہے کہ معاویہ نے امام حسن کیطرف سے ان شرائط کو قبول کرلیا مگر سب علیؑ کی نسبت کہا کہ اسے ضرور کہینگے آخر کار بعد اصرار یہ تجویز ہوئی کہ جس مجلس میں امام حسن موجود ہوں جناب امیرؑ پر یہ زبان طعن تشنیع دراز نہ کیجائے لیکن اس شرط کو بھی پورا نہیں کیا بیت المال کوفہ کی درہم تو امام کے ہاتھ لگے باقی داراب جرد کا خراج امام یا اہلبیت کو کبھی نہیں دیا دیکھو ترجمہ تاریخ

ابو الفدا صفحہ ۳۴۴ ◆

مطبوعہ انصاری دہلی اور انگریزی تاریخوں میں سب سے پہلے انگریزی تاریخ جو اسلام کے حالات کی تفصیل میں لکھی گئی ہے وہ مسٹر سائمن ڈی اگلی کی ہسٹری آف سارا سنز ہے جسکو ذیقدر مصنف نے ۱۷۱۸ عیسوی میں عربی کی اصلی ماخذوں سے جمع کرکے تالیف کیا ہے مسٹر اگلی نے تاریخ ابن اثیر اور المکین وغیرہ کے اسناد سے لکھا ہے کہ جناب امام حسنؑ نے معاویہ کے مقابلہ میں ذیل کی شرائط پر صلح فرمائی (۱) جسقدر بیت المال کوفہ میں موجود ہے وہ امام حسن کیلئے چھوڑ دیا جائے (۲) خراج ملک فارس کا آپکے مصارف کیلئے اور آپکے اہلبیت کیلئے فروگذاشت کیا جائے (۳) معاویہ جناب امیر المؤمنین کی نسبت برے کلمات استعمال نہ کرے معاویہ اس آخر والی شرط پر راضی نہ ہوا تب آخر کار امام حسنؑ نے فرمایا کہ جس مجلس میں ہم موجود ہوں وہ کلمات نہ استعمال کیے جاویں معاویہ نے اسوقت اقرار کر لیا لیکن اپنے اقرار کو پورا نہ کیا ہسٹری آف سارا سینس لندن صفحہ ۳۲۷ ◆

ہم تاریخ طبری تاریخ ابو الفدا تاریخ روضۃ الاحباب تاریخ روضۃ الصفا تاریخ اعثم کوفی وغیرہ کے اسناد سے حضرت علی کی شرط کو اس صلحنامہ میں مندرج ہونا کافی ہے معاویہ کو کسی شرط کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوا مگر اس شرط پر کسی طرح راضی نہ ہوا آخر بابرار بسیار یہ قبول کیا جس مجلس میں امام حسنؑ تشریف لائینگے اسمیں احتیاط کی جائیگی جلا العیون صفحہ ۱۱۸ ◆ طبری جلد چہارم صفحہ ۶۰۱ ابو الفدا صفحہ ۳۴۴ روضۃ الصفا مطبوعہ بمبئی صفحہ ۶ جلد سوئم صفحہ ۶ مورخ ابو الفدا اس شرط کی کہ جس مجلس میں امام حسنؑ ہونگے وہاں نہ کہینگے اس شرط پر بھی وفا نہیں کی دیکھو تاریخ ابو الفدا صفحہ ۳۴۴ جب یہ صلحنامہ تیار ہوا اور فریقین نے اپنے اپنے مقابلہ مقاتلہ سے دست کشی اختیار کی اور جناب امام حسن نے مدینہ منورہ کی مراجعت کا ارادہ کیا اور معاویہ ابن ابو سفیان اپنی جمعیت اور رفقا کو معہ ولید ابن عقبہ اور مروان ابن الحکم اور عمرو ابن عاصی وغیرہ کوفہ میں داخل ہوئے انہوں نے آتے ہی یہ خطبہ اہل عراق میں پڑھا جلا العیون سے اسکی نقل ہے وہ یہ ہے ایہا الناس میں نے تم سے اسوجہ سے قتال نہیں کی کہ تم نماز پڑھو اور روزہ رکھو یا زکوٰۃ دو ولیکن اس سبب سے قتال کرتا تھا کہ میں تم پر امیر ہو جاؤں خدا نے مجھے امارت دی ہے ہرچند تم نے نہ چاہا میں نے جناب امام حسنؑ سے چند شرائط کئے ہیں وہ سب میرے زیر قدم میں انمیں سے ایک پر بھی میں وفا نہ کرونگا یہ خطبہ سنکر تمام مجمع کا مجمع متفرق ہوا معاویہ نے دار الامارت کوفہ میں استراحت کی معاویہ ابھی کوفہ میں تھا کہ امام حسنؑ مدائن سے کوفہ میں تشریف لائے معاویہ نے امام کو اپنی مجلس میں تشریف لانیکو تکلیف دی آپ نے اسکی استدعا کو قبول کیا اور وعدہ کیا آپکی تشریف آوری کی تحریک سے دربار شام میں یہ تجویز قرار پائی کہ امام حسنؑ کی صلح خلافت کا اقرار اہل اسلام کے مجمع عام میں کرا لیا جائے اس اقرار سے معاویہ کو اور بھی ترجیح اور قوت حاصل ہوگی بلکہ استحکام سلطنت کیلئے مفید ہوگا امام حسنؑ جمعہ کے دن مسجد جامع میں بلائے گئے تاریخ اعثم کوفی اور روضۃ الصفا سے منقول ہے چون امام حل و عقد مہام ارباب اسلام در قبضہ حاکم شام آمد عمر ابن عاص معاویہ گفت کہ امام حسن را بگو کہ بمنبر رود وخلائق را از عزل خویش و خلافت بیاگاہاند و چنان شود کہ امام حسن از ادائے خطبہ عاجز خواہد شد و مردم نامعلوم خواہد گشت کہ اورا صلاحیت ایں امر خطیر نہ بود معاویہ گفت این امر خطیر

صلح الیہ من نیست عمرو گفت بالضرورت او را تکلیف باید کرد در روضۃ الصفا صفحہ جلد سوم مطبوعہ بمبئی تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۲۰۰ ترجمہ چوں امام حسنؑ بر منبر شد با معاویہ گفت یا ابو محمد فرود آئی امام فرود آمد معاویہ از عمرو عاص گفت یاری است امام حسن بکنہ بیان بند او و صاحب روضۃ الصفا اپنی فارسی عبارت میں اسی خطبہ کا بجنسہ ترجمہ کر دیا ہے جسکو طبری اور اعثم کوفی نے درج کیا ہے آنجناب بر بالائی منبر بر آمد و بعد حمد و شکر باری ایہا الناس بدرستیکہ بجد من ہدایت کرد شما را و بسبب ہم خدائے عزوجل اول شمارا ہدایت داد و آخر ما را از ریختن خون نگاہ داشت و شمارا بر آئینہ مرا امامت و بر آں نقش نکنید کراہۃ الغیر اہل آن ولوم بدر حق را در غیر موضعش نہادیم اما قصد من در ایں قضیہ صلاح حال امت بود و چوں سخن بدیں جا رسید معاویہ بے طاقت شدہ گفت اے ابا محمد فرود آئی و چوں از خلافت لسان و فصاحت بیان امام ست تلون یافتہ عمرو عجلت شد و مقالہ از آن التماس پشیمان شدہ بکلمہ عمرو عاص خشمگیں پدید آمد +

ملا محمد باقر مجلسیؒ جلاء العیون میں تھوڑا اختلاف سے اس خطبہ کو نقل کرتے ہیں اور علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں بجنسہ ملا کی عبارت نقل کر دی ہے ہم دونوں کتابوں کی عبارت کا ترجمہ لکھتے ہیں ایہا الناس خداوند عالم نے تمکو ہمارے جد بزرگوار سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلعم کی ذریعہ سے ہدایت فرمائی آنحضرت نے تمکو ضلالت اور جہالت سے نکالا اور ذلیل ہونیکے بعد تمکو معزز فرمایا ہے تحقیق اس امر میں جو مجھ سے مخصوص تھا معاویہ نے مجھ سے تنازعہ کیا جب میں نے یار کوئی نہ پایا بخیال اصلاح و حفظ خونہائی امت خود دست بردار ہوا تم نے مجھ سے بیعت اس امر پر کی تھی کہ جس میں صلح کروں تم بھی صلح کرنا اور جس سے میں جنگ کروں تم بھی جنگ کرو اور میں نے مصلحت منفعت امت سمجھکے کہ معاویہ سے صلح کر لی اور میں حفظ خونہائی مردم کو اس خونریزی سے بہتر سمجھا اور میری غرض تمہاری صلاح تھی اور جو کچھ میں نے کیا وہ تم پر حجت ہے جلاء العیون صفحہ ۔۷۱۴ +

اس خطبہ کو شیخ السلام ملا سلیمان قندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۹۲ میں لکھا ہے اور علامہ حافظ جمال الدین الزرندی المدنی کی تاریخ نظم درر السمطین کا ترجمہ نقل کرتے ہیں +

جناب امام حسنؑ نے بعد حمد و نعت جناب شافع روز جزا محمد مصطفےٰ کے ارشاد فرمایا کہ خدا تبارک و تعالیٰ نے ہم اہلبیت کو کرامت عنایت فرمائی اور ہمکو اپنی تمام مخلوقات میں چیدہ اور برگزیدہ فرمایا اور تمام آلائشوں سے پاک و پاکیزہ فرمایا خدا نے آدمیوں کو فرقوں میں تقسیم فرمایا اور فرقہ انبیاء میں خدا نے جناب آدم صفی اللہ سے لیکر ہماری جد بزرگوار محمد تک اور خود انکو اختیار فرمایا اور انکے قبضہ اقتدار میں احکام نبوت اور ارشاد رسالت عطا فرمایا ہے اور اپنی حق اُن پر نازل فرمائے جبکہ ہمارے والد بزرگوار اول تھا سب سے پہلے ایمان لائے اور جناب باری تعالیٰ اسکے رسول کی تصدیق فرمائی اور علی بکتبہ مراد ہمارے جد بزرگوار اور یتلوہ شاہد منہ سے مراد ہمارے والد ماجد ہیں اور جناب جد معظم رسول خدا ہمارے والد کے شان میں فرمایا اسوقت جسوقت انکو امام حج میں تبلیغ احکام عشرہ کیلئے مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا میں روانہ فرمایا کہ یا علی تم اللہ نے مجھکو امر فرمایا ہے کہ ان احکام کو خود میں پہنچاؤں یا میرا عزیز اور تم میرے مخصوص ہو پس میرے بابا میرے نانا سے اور نانا خدا سے قریب تر ہیں اور پھر ہمارے باپ کی شان میں ہماری جد بزرگوار نے اسوقت ارشاد فرمایا جسوقت قصد خیبر کا [illegible]

سے شہیدا کی نسبت ہمارے والد اور جناب جعفر اور زید ابن حارث میں بحث ہوئی کہ یا علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور تم میرے بعد تمام مومن اور مومنہ کے ولی ہو اور تمام معرکہ کارزار جنگ پیکار میں ہمارے والد بھیجے جاتے تھے آنحضرت کو اعتبار تھا کہ سوائے فتح کے واپس نہ آئیگا اور جناب باری نے فرمایا اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُقَرَّبُوْنَ ہمارے والد ماجد سابق سابقین اور درگاہ رب العزت میں تقرب المقربین ہیں اور کسی فرد واحد کو آپ کے مقابل سبقت اسلام میں سوائے جناب خدیجۃ الکبریٰ کی سبقت حاصل نہیں اور جناب حمزہ اور جناب جعفر طیار اکثر صحابہ کے مقابلہ میں شہید ہوئے ہیں لیکن بمقابلہ ان شہدا کی جناب اقدس الٰہی نے جناب حمزہ کو سید الشہدا کا خطاب دیا اور ہمارے عم نامدار جعفر طیار کو انہیں عنایت سے دو پر کرامت فرمائی کہ وہ انکے ذریعہ سے بہشت میں بہمراہی ملائکہ جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں اور یہ تمام شرف ان صاحبوں کو ہماری جد بزرگوار کی قرابت کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اور ہماری جد بزرگوار کی مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب برابر ہے ان ہزار رکعتوں سے سوائے مسجد الحرام کی اور مسجد میں پڑھے جائیں اور جب یہ آیۃ نازل ہوا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْنَ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ تو لوگوں نے آنحضرت سے پوچھا کہ ہم آپ پر کیسی صلوات بھیجیں تو آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اور تمام مسلمین پر واجب اور فرض ہے ہماری جد بزرگوار پر درود بھیجنے کے وقت ہم پر بھی درود بھیجے اور صدقہ زکوات حرام اور خمس حلال فرمایا اور ویسی ہی ہمارے اوپر بھی حرام ہے پس شکر ہے اس خدا نے ہمیں پاک پاکیزہ فرمایا جیسا کہ انکو پاکیزہ فرمایا ویسا ہمکو طاہر فرمایا اور یہ ایک ایسا شرف مخصوصہ ہے اور کرامت طاہرہ ہے اور ایسی فضیلت وافرہ ہے کہ جس سے ہم کو تمام بندگان خدا پر فضیلت حاصل ہے اور خدا تعالےٰ نے میری جد بزرگوار رسول مختار سے خطاب اسوقت کیا جسوقت نصاریٰ نجران کے لوگ آپ سے مناظرہ کیلئے آئے کہ تم ان سے کہدو کہ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ پس ہماری جد بزرگوار اپنے ساتھ ہمکو اور ہمارے والد نامدار اور مادر عالیمقدار اور برادر گرامی آثار کو ساتھ لیکر بیت الشرف سے تشریف لیگئے اور ہمیں لوگ انکے اہلبیت انکے گوشت پوست انکے خون انکے نفس تھے اور ہمیں لوگ انسے تھے اور ہمیں لوگ سے وہ تھے اور خدا نے فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ جسوقت آیۃ نازل ہوئی ہماری جد بزرگوار نے ہمکو ہمارے بھائی کو ہماری مادر کو اور ہمارے باپ کو ایک کمل کے نیچے ام المومنین ام سلمہ کے حجرہ میں جمع فرمایا اے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں تو انسے ہر قسم کی آلائشوں کو دور کرنا اور ایسا پاک پاکیزہ فرمانا جو حق پاک فرمانیکا ہی معاملہ سد الباب میں سب لوگوں کے دروازے جانب مسجد رسول نے بند کر دئے اور ہمارا دروازہ کھلا رکھا اسپر بعض کو کلام ہوا آنحضرت نے فرمایا میں نے اپنی خواہش سے علیؑ کا در نہیں کھولا خدا کے حکم کی تعمیل کی ہے امت کے تمام لوگوں نے رسول خدا سے سنا کہ علی تمہارے قریب ایسے قدر منزلت کے ہیں جیسے حضرت موسیٰ کے قریب حضرت ہارونؑ تھے اور خم غدیر کے مقام پر کہتے ہوئے سنا لوگوں نے کہ جسکا میں مولا ہوں اسکے علیؑ مولا ہیں پروردگارا تو اسکو دوست رکھ جو اسکو دوست رکھے اور تو اسکو دشمن رکھ جو اسکو دشمن رکھے پس آنحضرت نے تاکید فرمایا اس واقعہ کی شہادت کو حاضرین غائبین تک پہونچائیں پس ان امور کے بعد امام حسن نے اس مجمع کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس اگر تم ایسے شخص کے تلاش میں ہو جسکا نانا محمدؐ نبی اور باپ وصی رسول اللہ ہو تمام دنیا میں جابرسا جابلقا یہ دو شہر منتہائے غرب اور شرق بتلائے جاتے ہیں وہاں تک گھوم آؤ تو سوائے میرے اور بھائی حسینؑ کے کسی دوسرے کو نہ پاؤگے پس تم لوگ خدا سے ڈرو اور تقوا پرہیزگاری اختیار کرو اَیُّهَا النَّاسُ اگر ہم اپنے فضائل جو کتاب

خدا اور زبان رسول خدا سے ثابت ہیں اگر اپنے وہ خصائص جو مخصوص ہماری ذات کے لئے خالق عالم کیطرف سے ودیعت فرمائی گئی ہیں جن کی وجہ سے ہمکو تمام دنیا کے لوگوں پر فضیلت حاصل ہے بیان کریں تو بھی انکا شمار نہیں ہو سکتا ہم ابن بشیر نذیر ایں ہم اس برگزیدہ کے صاحبزادے ہیں جسکو درگاہ رب العزت سے رحمۃ اللعالمین کا خطاب ہوا ہے اگر دونوں جہان کے لوگ ہماری ولایت اور محبت کے ساتھ متمسک نہ ہوتے تو کبھی آسمان وزمین قطرہ پانی عطا نہ کرتا اور نہ زمین اپنی عنایت کرتی ایہا الناس ہم تمام لوگوں سے از روئے کتاب خدا وحدیث رسول مقبول اولی اور بہتر ہیں اے معشر الناس ہمارے احکام کو سنو اور ہماری اعانت کرو اور خدا سے ڈرو اور اس طرف رجوع کرو ینابیع المودت علامہ سلیمان قندوزی مطبع بمبئی صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۰ سو صفحہ ✦

ملا محمد باقر مجلسی نے ترجمہ جلاء العیون میں صفحہ ۲۸۱ سے لیکر ۲۷۵ تک بھی خطبہ درج ہے اگر پہلے خطبہ کی عبارت ملا دیں تو قریب قریب دونوں کے مضامین ایکدوسرے سے ملتے ہوئے پائے جائینگے جناب امام حسن ؑ کی اس طولانی خطبہ سے تمام اہل اسلام کے ہدایت عام کی مصلحت پر خاص طور سے مبنی تھی واقعی اگر اس تفصیل وتشریح کے ساتھ خاندان نبوت کے فضائل اس مجلس میں بیان کئے جاتے جو خاصکر عمرو ابن عاص ولید ابن عقبہ وغیرہ خیر خواہان بنی امیہ کے اہتمام سے منعقد ہوئے تھے تو اس واقعہ صلح کے بعد ضرور تھا کہ اہل اسلام میں ہاشم اور بنی امیہ کے ترجیح کا مسئلہ غیر مفصل و مشتبہ رہجاتا اسلئے امام حسنؑ اپنی اس منصب کی رو سے جو درگاہ رب العزت سے آپ کو حاصل تھا اپنی لئے فرض سمجھتے تھے کہ امور صلح کے طے ہوجانے کے بعد امور سلطنت کے منتزع ہونیکے بعد بھی اتمام حجت کے طور پر تمام اہل اسلام کو دکھلا دیا جائے اور انہیں مستحکم اور مضبوط دلیلوں سے ثابت کر دیا جاوے کہ ان ظاہری غلبہ واقتدار حاصل ہوجانے پر بھی مخالف کو ہم پر ترجیح اور فضیلت نہیں ہو سکتی ہے اور نہ وہ ہمارے کسی ذاتی مدارج میں ہمارے مقابل ہو سکتا ہے ہم اور ہمارے تمام ذاتی اوصاف ویسے ہی تنہا بے نظیر عدیم المثال اور لاجواب ہیں تمام ساری مخلوقات میں ہماری ذات منتخب ہے حضرت امام حسنؑ نے تمام اہل اسلام کے سامنے خاصکر اس موقعہ پر جب مقابل کا حریف بھی موجود تھا اور اسکے تمام اعوان انصار بھی حاضر تھے اہلبیت کرام کی فضائل مناقب نہایت شرح اور بسط سے بیان کی نصوص قرآنی اور احادیث نبوی سے اپنے مدارج عالیہ کو ثابت کر دیا اور جنکی بنا پر مصالحت کے معاملات قائم کئے گئے تھے اور تمام شرائط جو اس صلحنامہ میں تحریر تھے بیان فرما دیئے گئے کسیکو بھی شکایت کی گنجائش باقی نہ رہی امام کا خطبہ آپکی حکومت کا اور کار روائیوں کا مکمل روزنامچہ تھا بعد ادائے خطبہ امام اپنے مقام پر تشریف لیگئے اور کوفہ میں چند یوم قیام فرما کر اپنے اہلبیت کے ہمراہ مدینہ منورہ کیطرف تشریف لے گئے اور خلافت وامارت کی ظاہر کاروبار سے قطعی دست بردار ہوکر خانہ عزلت گزینی کی اور اپنی حیات ستودہ صفات کے باقیماندہ ایام صرف فرمانے لگے جسطرح جناب حضرت علیؑ کے مقدس حیات کے واقعات اور حالات جناب سرور کائنات کے وفات سے لیکر خلافت ثلاثہ کے آخر زمانہ تک پردہ میں ہے اسیطرح امام حسنؑ کے اس دہ سالہ کے حالات ہیں جن مشاغل میں جناب علیؑ نے اپنی خانہ نشینی کی پچیس برس کی مدت صرف فرمائی انہیں مشاغل میں امام حسن نے اپنی حیات دہ سالہ صرف فرمائی اور احکام فرائض وسنن تمامی امور دینیات جو منجانب اللہ آپ کی ذات سے متعلق تھے تمام اصول جاری رکھے

اور اس صلحنامہ کے مرتب ہو چکنے کے بعد معاویہ نے اپنے ان پوشیدہ رازوں کو ظاہر کر دیا جنکو وہ سالہا سال سے اپنے سینہ میں چھپائے ہوئے تھے اب انہوں نے اُن سابق عداوتوں کے دروازے کھول دیئے جب سمجھ لیا زمانہ مقابل سے خالی ہے جن بزرگوں کو تاریخ اسلام کی ملاحظہ کا شوق ہے وہ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ معاویہ کی منافقتیں اور انکا اظہار بھی صلحنامہ کے بعد شروع نہیں ہوا ہے بلکہ انکے ظاہری ابتدا تو حکمین کے غیر معتبر فیصلہ سے ہوتی ہے باالاتفاق تمام محققین تاریخ اس بیان کے مشاہد صادق ہیں چنانچہ علامہ طبری نے واقعہ تحکیم کے بعد جہان سے ان مفسدوں کا سلسلہ شروع کیا ہے فساد کے دروازے تو یہیں سے کھل گئے دومۃ الجندل میں ابوموسی اشعری کی سفاہت اور عمرو عاص کی دیانت کسیکو معلوم نہیں ابھی دنیا کی نگاہوں میں یہ معاملہ فیصل ہی نہ ہونے پایا تھا کہ معاویہ نے تمام ممالک اسلامیہ میں فتنہ فساد کی تارپیڈو چھوڑ دے اور عام طور سے چاروں طرف ملک میں اپنی شورش کے طوفان اوٹھائے بغیر اس خیال کے کہ امت اسلام پر کیا گذری گی اور انکی بربادی کی کیا حالت ہوگی ایک حضرت علی کی تنہا مخالفت اور حصول دولت کی وجہ سے فوج پر فوجیں بھیجیں اور ایسی مقرر کی جو لوگ عداوت علی میں زیادہ سخت تھے اور مملکت اسلام میں سرحد شام سے لیکر حجاز عراق اور یمن اور حضرموت الجزائر تک خونریزیاں اور مار مچائی وہ تمام اسلامی تاریخوں میں تفصیل کے ساتھ صریح ہیں اور متواتر حملوں نے جیسا کچھ ملک اور رعایا کی مال و جان کو نقصان پہنچایا وہ نہایت شرمناک اور افسوس کے قابل ہے جو خاص کر اسکی ہم قوم ہم وطن ہم ہونیکا دعوی رکھتے تھے ان حملات کا بیان تو یہ فقیر نہیں لکھتا مگر بطور نمونہ کے مختصر لکھتا ہے خلاصہ پہلے معاویہ نے ضحاک ابن القیس الفہری کو عراق کیطرف روانہ کیا ضحاک جب شام سے روانہ ہوا تو راستہ میں جو صحرائیں قبیلے تھے لوٹتا ہوا ثعلبیہ تک پہونچا وہاں اوسنے قافلہ حجاج پر چھاپا مارا اور انکے مال متاع کو غارت کیا اور عمر ابن عمیس ابن مسعود نے عبداللہ ابن مسعود اصحابی رسول خدا کے برادر زادی کو عمر کی افواج نے ناحق قتل کر ڈالا اور اسکے تمام سرمایہ کو غارت کیا +

تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۵۶۹ ضحاک کے بعد نعمان ابن بشیر کے مفسدی کے بارے آئی یہ دو ہزار فوج کی جمعیت لیکر شام سے عین التمر تک پہونچے اور راستہ میں فساد مچائی مالک ابن کعب نے سر راہ مقابلہ کیا نعمان تاب مقاومت نہ لائی ادہر سے آئے ادہر چلے گئے طبری صفحہ ۵۶۹ روضۃ الصفا صفحہ ۲۴۰ تہذیب المتین صفحہ ۲۶۶ عبداللہ ابن عامر نے بصرہ پر حملہ کیا اور وہاں لوگوں سے محاصرہ کیا مگر جارث حضرت علی کی موجودہ عامل نے اسکا بہت جلد تدارک کیا اور عبداللہ عامر کی آئندہ مفسدات سے محفوظ رکھا تاریخ تہذیب المتین صفحہ ۲۶۹ سنہ ۳۹ ہجری کے اخیر میں معاویہ نے یزید ابن ثمرہ کو چھ ہزار آدمی سے حرمین مکہ پر روانہ کیا یزید کی آمد سے تمام حجاز میں ایک زلزلہ پڑ گیا قثم بن عباس جو مدینہ کے جناب امیر کیطرف سے عامل تھے انکو خوف پیدا ہوا مگر انکو کمک پہونچ گئی اسوجہ سے مدینہ کے لوگوں کا کچھ نہ کر سکتا تھا شام کو واپس گیا تہذیب المتین صفحہ ۲۴۷ یزید ابن شجرہ کے واپس آنے پر معاویہ نے بسر ابن ارطات کو حرمین کیطرف روانہ کیا تین ہزار فوج اسکے ہمراہ تھی اسکو یہ تاکید تھی کہ شیعان علی کا نشان جہاں ملے میری بیعت لی اگر انکار کریں تو قتل کرے بعد وہ قتل ہو چکیں تو انکا مال اسباب لوٹ لی ایسا ہی مدینہ جا کر کیا ابوایوب

انصاری جناب امیرؑ کی جانب سے عامل تھے بسر نے پہلے مدینہ کا رخ کیا اور بسر کی آتی ہے ابو ایوب روپوش ہو گیا بسر نے لوگوں کو بیعت معاویہ کی دعوت کے بعض نے بخوف جان قبول کی اور بعض نے انکار کیا بسر نے انکو قتل کیا اور گھر لوٹ کر آگ لگا دی تاریخ طبری صفحہ ۵۹۷ آگ لگانے کے بعد بسر ابن ارطات نے ایکدن مسجد رسول خدا کے دروازے پر پہرے بٹھائے کہ حاضرین مسجد سے کوئی شخص معاویہ کی بیعت بغیر باہر نہ جاوے اور تمام اہل اسلام کو جمع کر کے کہا کہ تم لوگ نے مظلوم عثمان کو قتل کیا قسم خدا کی میں حاضرین میں سے کسیکو بھی زندہ نہ چھوڑونگا تاوقتیکہ تم معاویہ کی بیعت نہ کر لوگے طبری جلد چہارم صفحہ ۵۹۷ ◆

بسر ابن ارطات چھ ماہ مدینہ رسول اللہ صلعم کے نواح میں مقیم رہا اور ابو ہریرہ کو مدینہ کا عامل مقرر کر کے خود بیت اللہ کیطرف روانہ ہوا تاریخ تہذیب صفحہ ۲۷۶ مدینہ سے اوٹھکر بسر ابن ارطات اپنے تمام مظالم کے ساتھ طائف تک پہونچا اور یہاں سے شیعان علیؑ کا سراغ لگاتا ہوا اور جو شیعہ علی ملتا گیا وہ قتل ہوتا گیا طائف کے قریب ایک بستی تھی جس میں تھوڑے شیعہ تھے بسر کو خبر لگ گئی فوج لیکر اوسپر گرا اور انکا محاصرہ کیا ان لوگوں نے درخواست معافی کی مگر چند اشخاص قتل ہو گئے تھے بسر جب مکہ پہونچا تمام لوگ اوسکی خبریں وحشتناک سنکر بھاگ گئے حضرت عبد اللہ ابن عباس کی دو صاحبزادی جنکا نام سلیمان اور داؤد تھا ایک غلام کے ہمراہ بھاگ کر یمن کو چلتے تھے وہ اپنے باپ کے پاس جاتے تھے بسر نے ان معصوم بچوں کو بھی قتل کر ڈالا پھر مکہ معظمہ میں قتل عام کر کے نجران کیطرف روانہ ہوا نجران پہونچکر عبد اللہ ابن عبد المدانی جو عبد اللہ ابن عباس کے خسر تھے انکو بھی قتل کر ڈالا نجران سے ارجب میں پہونچا وہاں ابو بکر کو جو قبیلہ بنی ہمدان کا رئیس تھا مار ڈالا تاریخ طبری صفحہ ۵۹۷ تاریخ تہذیب صفحہ ۲۷۶ ◆

ہم نے معاویہ کے اپنے مفسدی اور عام خونریزی سے جو انکے فرمانروا تسلیم ہونے سے پہلے انکے حکم وقوع میں لائے گئے شیعان حضرت علی کے مال جان پر جو گذری ان واقعات کو دیکھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہے جس فرمانروائی اپنی بے اختیاری کے زمانہ میں اس فرقہ کے ساتھ سلوک قائم کیا اور انکے مال متاع کو غارت کیا اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا وہ اپنی پوری حکومت اور اختیار کے زمانہ میں اونکے قتل اور غارت اور نام نشان مٹانے میں کس حد تک کوشش کریگا معاویہ نے سریر سلطنت پر پہونچتے ہی اس فرقہ کا تجسس اور سراغ لگانا دربار عام میں حکم جاری کر دیا جو ملک کے ہر گوشہ میں سختی سے پہونچا دیا گیا ہر عامل نے اور ماتحت افسر نے نہایت سختی سے اس فرمان کو اپنی قلمرو میں جاری کیا انکے زمانہ میں جو کچھ قصور تھا شیعان علیؑ کا قصور تھا وہ کسی بیہودگانہ تصور کا جو بر لے اور خرابی تھی محبت علیؑ اور اطاعت اہلبیت میں تھی اتباع دوستان امیر المؤمنین علیہ السلام را بقتل رسانید و در ہر کجا کہ یکی از انجماعت یافتہ می گشت و دست پائے ایشان را می برید و چشم ہائے را بر می کند و معاویہ ابن ابو سفیان ہمیشہ بر مصلحت دیو او نے رفت ◆

تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۲۱۱ ان واقعات کو دیکھکر ہر ذی فہم خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ معاویہ نے شعیان علیؑ کے معاملات میں اگر اس صلحنامہ کے بعد مسجد جامع کوفہ میں اپنے خطبہ کے درمیان کہا تھا جسکو ہم اعثم کوفی وغیرہ کی اسناد سے مذکورہ بالا ہے وہ یہ تھا کہ ہم نے امام حسن کے ساتھ چند شرائط کی ہیں اب وہ تمام شرائط میرے قدموں کے نیچے ہیں چاہیے

میں پورا کروں یا نہ پورا کروں یہ صلحنامہ تو ایک حیلہ الوقتی تھا شرائط کو پورا نہیں کیا اپنے اُس قول کو البتہ سچا کر دکھلایا جسکو انہوں نے مسجد کوفہ میں کہا تھا یہ صلحنامہ انکے حصول مقاصد کیلئے ایک آڑ تھا جو انکے دلمیں تھا ظاہر کر دیا اور عداوت حضرت علیؑ کے انکے دل میں تھا یہی اسکی تعمیل میں ہزار ہا حیلہ سازیاں وہ کرتے گئے جو تاریخوں میں درج ہے +

اب یہ فقیر حقیر علامہ ابن اثیر کی تاریخ کامل سے ایک اور واقعہ نقل کرتا ہے ترجمہ مغیرہ ابن شعبہ نے صعصعہ ابن سوحان کو لکھا کہ خبردار جو تو فضائل علیؑ کا ذکر کرے ضرور میں تجھ سے زیادہ انکی فضائل جانتا ہوں +

مگر سلطان وقت کی مصلحت کے خلاف ہے کیونکہ ہم لوگ مجبور کئے گئے ہیں کہ علیؑ کی بُرائیوں کو ظاہر کریں لوگوں میں اور انکے فضائل کو چھپائیں چند امور سے ترک کرتے ہیں اور جس میں مجبور ہو جاتے ہیں اسکو دفع شر کی غرض سے بیان کرتے ہیں تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد سوئم صفحہ ۱۷۱

اور محبت اہل بیت کو تو صریح خطا اور معصیت مقرر کیا ہے اب انکا صرف ذکر کرنیوالا بھی سلطنت کا مجرم قرار پایا اب ایسی سلطنت اور ایسے سلطان کی ماتحتی میں شیعوں کا آباد رہنا قطعی محال ہے حتی المقدور معاویہ نے شیعوں کو تمام ملک میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر پھانسی دلوایا سولی چڑھایا اور قتل کرایا جو غریب بچ گئے وہ ایسی بیکسی میں اور بے بسی کی حالت میں گرفتار تھے کہ اپنا راز دل زبان پر نہ لاسکتے تھے اور معاویہ نے کسی وقت یا ساعت اپنے اقرار پر وفا کی ہو جسکو وہ اپنی مُہر و دستخط کے تمام اہل اسلام کے سامنے مرتب اور مکمل کر چکے تھے ہرگز نہیں +

حضرت امام حسنؑ کے قتل اور مسموم کرنے کی عجلت اور کوشش کا انتظام کیا گیا کہ یزید کے ولیعہدی کا مسئلہ حسب دلخواہ فیصل نہیں ہوتا اور امام حسن کی وجود سے دنیا جب تک خالی نہو گی امام حسن کا موجود رہنا انکے حصول مقاصد اور کامیابی کیلئے غیر مفید تھا خواجہ عبید اللہ صاحب امرتسری اپنی کتاب ارجح المطالب فی عد مناقب علی ابن ابیطالبؑ صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ لاہور انارکلی میں اس عہدنامہ کو تحریر فرماتے ہیں ہم انکے لفظ بلفظ عبارت ذیل میں قلمبند کرتے ہیں معاویہ حسب دلخواہ عہدنامہ یزید کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کی مجاز نہیں تھے کیونکہ عہدنامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ امیر معاویہ کے بعد خلافت پھر خاندان نبوت کیطرف عود کریگی چنانچہ علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ نے اس عہدنامہ کے خوف سے جناب امام حسنؑ کو زہر دلوایا تھا کہ اگر امام حسن میرے بعد زندہ رہے تو حسب عہدنامہ خلیفہ بنائے جائینگے اور میرا بیٹا خلافت سے محروم رہجائیگا دیکھو ارجح المطالب صفحہ ۱۷۱ اور روضۃ الصفا میں بستر مرگ پر انکی تقریر تحریر ہے میگفت کہ ایں ہمہ را بسبب دوستی یزید مے بینم واگر محبت او نبودی بسلوک طریق موافق مے گشتمی و رشد خویش مے شناختمے و علاقہ ابوت او مرا باعث برایں حرکات و محاربات گشت اکنوں کار بجائے رسیدہ کہ دشمن برمن خندید و دوست بگریست روضۃ الصفا مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۹ +

یزید کی شدت محبت تو معاویہ کے اس قرار سے ظاہر ہے کہ ان خیالوں میں مجبور ہو گئے تھے کہ جبتک امام حسنؑ کے حیات والاصفات کا خاتمہ نہ کیا جائیگا خلافت کے واپس دینے کا اقرار مٹ نہیں سکتا جبتک کے خاندان نبوت کی اس چشم چراغ گل نہ کر لیا معاویہ کو نہ اطمینان دل حاصل ہوا +

کتاب حیوۃ الحیوان دمیری کا ترجمہ جب امام حسنؑ کی مرض کی کیفیت مروان نے معاویہ کو لکھی تو معاویہ نے جواب میں مروان کو لکھا کہ جب وہ تمام ہوجائیں تو تم فوراً خبر دینا جب معاویہ کو امام کی وفات کی خبر لگی تو با آواز بلند تکبیر کہی ظہور اسلام کے زمانہ میں سے عرب میں یہ دستور جاری تھا کہ جب حریف اپنے مقابل حریف پر غالب آتا تھا تو وہ اپنی فتحیابی کی مسرت میں تکبیر کی نعرے بلند کرتا تھا اس سے سمجھ لینا چاہیے امام حسنؑ کی خبر وفات سنکر معاویہ کو اپنی حریف مقابل کی اوپر غالب اور فتحیابی کی مسرت ہوئی علامہ ابو الفدا کی تو یہاں تک تحقیق ہے کہ امام حسنؑ کی خبر وفات سنکر معاویہ ابن ابو سفیان نے شکر کے سجدے ادا کیئے تاریخ ابو الفدا المطبوعہ انصاری دہلی صفحہ ۴۴ +

دیکھنا چاہیئے معاویہ نے اس شرط پر کہاں وفا کی جناب امام حسنؑ نے سنہ ۴۹ ہجری میں وفات فرمائی اور انکی وفات کے بعد سے انہوں نے اپنے خلف الرشید یزید کی ولیعہدی اور جانشینی کی سلسلہ جنبانی شروع کر دیے اور اسکی تعمیل میں جیسے جیسے حرق ریزیوں سے کام لیا وہ علی العموم تمام تاریخوں میں درج ہیں +

علامہ طبری نے بیعت یزید کو سنہ ۵۶ ہجری میں کی واقعات سے لکھا ہے چنانچہ انکی عبارت یہ ہے فی سنۃ ۵۶ من الہجرت واخذ الالبیعۃ لابیہ یزید ابن معاویہ طبری جلد چہارم صفحہ ۱۶۱ اور معاویہ یہ تدبیر بھی کرتے تھے کہ امام حسن ہلاک بھی ہوجائے اور ہمارے پر بیت بھی رہے کسی حیلہ سے آپ کی شہادت ہوجائے طبری نے یہ مضمون صاف لکھدیا ہے چوں امام حسن رفت معاویہ در تدبیر ہلاک او ایستادہ تا او را بچہ او ہلاک کند تا مردمان ندانند کہ او را ہلاک کردہ است تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۲۰۶ معاویہ کی جو تجویز تھی دنیا سے نرالی تھی کہیں آجتک خون ناحق بھی چھپا ہے پھر کسکا خون جو فرزند سید المرسلین اور رحمۃ اللعالمین ہو امام کی شہادت کی ترکیب جعدہ بنت الاشعث ابن قیس حضرت ابو بکرؓ کی سالی تھی اشعث جناب امیر کے خون ناحق میں شامل تھا اور شہادت جناب رسول اللہ صلعم میں یہ شقی داخل تھا اشعث کے پسر محمد نے جناب امام حسینؑ پر بھی تیغ کی صفائی کی تھی جلاء العیون صفحہ ۲۸۷ اور معرکہ کربلا کے قبل بھی محمد ابن اشعث تھے جو حضرت مسلم ابن عقیل کا اپنے غلام سیاہ کی رو سے سراغ طوعہ کے گھر لگایا اور شہید کرایا زخمی کرکے باندکر ابن زیاد کی پاس لیگیا تھا جعدہ ایسے باپ کے بیٹے اور ایسے بھائی کی بہن تھی پر انکے دلمیں امام حسنؑ یا اہلبیت کی محبت کیا ہوگی معاویہ نے مروان ابن الحکم کے ذریعہ جو عامل مدینہ تھا جعدہ بنت اشعث کی سازش کی فکر لگائی اس بدبخت کو یہ وعدہ دیا کہ جب امام حسن کی شہادت کی ترکیب عمل میں لائینگے تو تیرا عقد یزید سے کرا دینگے وہ بے حیا انکے فریب میں آگئے اور فرزند رسول اللہ کی باعث ہلاکت ہوئی تین بار مختلف طریقوں سے امام حسن کو زہر دیا مگر سم کا اثر نہایت کم ہوا جعدہ کا ناکام رہنا معلوم کرکے ایکبارہ وہ سریع التاثیر سم قاتل جو روم سے منگوایا تھا مروان کی ذریعہ سے جعدہ کے پاس بھجوادیا اور جعدہ سے سابق واعدہ تھے دو ہزار دینار دس پارچہ زرین اور سواد کوفہ کا خوشبودار روغن جعدہ نے ان سب چیزوں کو لیکر پاس رکھ لیا اپنے کام میں مصروف ہوگئے اور موقع پاکر وہ شربت سم انکو حضرت امام حسنؑ کے پانی پینے والے برتن میں سبکا سب ملادیا رات کا وقت تھا امام حسن کو پیاس معلوم ہوئے اور وہ زہر آلودہ پانی آپ پی گئے جسکی ایک گھونٹ نے گلو مبارک سے اوترتے فرزند رسول جگر بتول کی جگر کہ ایک ملکرشدہ کے سو ٹکڑے کردیئے تاریخ ابو الفدا صفحہ ۴۴ تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۲۰۶ جب جعدہ نے حسب الوعدہ شام میں

پوچھے معاویہ نے خیال نہ کیا جب امر آیا تو کہا عجب تو نے ایسے مقدس شوہر فرزند رسول مقبول کو نہ سمجھا انکی ہلاکت کی باعث ہوئے پھر میرا بیٹا یزید کیا امید رکھتا ہے اور معاویہ نے اسکے قتل کا حکم دیا وہ شہر دمشق میں قتل کی گئی تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۶۰۷ +

اور کتاب کفایۃ الطالب کے مولف لکھتے ہیں کہ قتادہ ابن اثیر امام حسنؑ کی علالت سنکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اوسکا بیان ہے کہ میں نے آپ کو اس حالت میں پایا کہ آپ کے سامنے ایک طشت رکھا تھا اور آپ جگر مبارک کے ٹکڑے اسمیں اوگل رہے تھے +

# جناب امام حسنؑ کی آخری وصیت

کہ میں نے جناب رسالت مآب سے سنا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے اور یہ سب تیغ یا زہر سے شہید ہونگے پس طشت سامنے سے اوٹھایا گیا اور حضرت گریاں ہوئے اور ارشاد فرمایا اصحاب مخلصین سے کہ سفر آخرت پر ہشیار ہو اور توشہ سفر اجل سے قبل تحصیل کرلو اور ایسے شخص سے مصاحبت کرو کہ اسکی مصاحبت تمہاری زینت ہو اگر اوسکی خدمت کرو وہ تمہاری حفاظت کرے اگر اسکی یاوری چاہو وہ یاوری کرے +

پھر جناب امام حسینؑ نے یہ حالت مشاہدہ فرماکر آپ کے سر مبارک کو اپنے آغوش میں لیلیا اور اپنے برادر بزرگوار کی آنکھوں کی درمیان محبت سے بوسہ لیا جناب امام حسنؑ نے اپنے بھائی کو ایسے جوش محبت میں بے اختیار پاکر آنکھیں کھولدیا اور وہ تمام و کمال راز جو خدا کی جانب سے آپ کی ذات سے مخصوص ودیعت تھی جناب امام حسینؑ کے سپرد فرمائے ابوالاسود کا بیان ہے کہ رازوں کے بتانے کے بعد آپ کے جسم مطہر سے آثار مرگ طاری ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد روح مقدس نے عالم قدس کیطرف انتقال فرمایا تاریخ ہلال العیون صفحہ ۲۹۳ +

جناب امام حسنؑ کی آنکھ بند ہوتی ہی اہلبیت کے گھر میں کہرام مچگیا جناب امام حسینؑ نے اس بیقراری اور گریہ زاری کیحالت میں اپنے مظلوم مسموم بھائی کی جد مبارک کی آخیر خدمتوں سے فراغت پاکر جنازہ تیار کردیا جناب امام حسنؑ نے روضہ رسول اللہ میں دفن ہونے کی وصیت بھی فرمائی تھی علامہ ابن اثیر اسد الغابہ میں تحریر فرماتے ہیں ترجمہ کہ جب امام حسنؑ کو مرض کی شدت ہوئی تو امام حسین سے فرمایا کہ اے بھائی مجھکو تین دفعہ زہر دیا گیا لیکن ایسا زہر کبھی نہیں دیا گیا میرا جگر کٹ کر گر گیا ہے جناب حسینؑ نے عرض کی کہ آپ کو کس نے زہر دیا آنحضرت نے فرمایا آپ کیوں پوچھتے ہو کیا تمہارا ارادہ اُن سے لڑنیکا ہے میں اسکو خدا کی سپرد کرتا ہوں جب وفات کا وقت قریب آیا تو بی بی عائشہ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ مجھکو آنحضرتؐ کے پاس دفن کی اجازت دیں ام المومنین عائشہ نے منظور کیا اور امام حسنؑ نے اپنی برادر سے فرمایا کہ جب میرا انتقال ہوجائے تو بی بی عائشہ سے کہنا کہ جگہ روضہ منورہ میں دیوے اگر اجازت دیں تو دفن کرنا ورنہ مجھکو جنت البقیع میں دفن کرنا بنی امیہ کی قوم دفن کرنے سے مانع ہوگی پس آپ اُن سے نہ جھگڑیں حضرت امام حسین نے حسب وصیت اپنے بھائی کے جنازہ کو اوٹھاکر آنحضرت صلعم کے روضہ منورہ کیطرف لے چلے کہ جو کثرت الناس کی جنازہ کے ساتھ تھی ویسی عرب میں نہ

ل بعد آجتک ہوئے جن لوگوں نے عرب کی تاریخیں پڑی ہیں وہ جانتے ہیں جتنے لوگ شریک ہوئے اور آنحضرت صلعم کی لاش
ارک پر جتنے لوگوں نے نماز پڑھی اسکے بعد جناب سیدہ دوجہان کی تجہیز تکفین سے لیکر آپکے مدفن تک سارے سامان آپکے
میت مطابق رات کیوقت تنہائی میں انجام دئے گئے اور جناب حضرت علی ؑ کے جنازہ کو کوفہ میں اٹھایا گیا فرقہ خوارج اور
بنی امیہ کی بے ادبیوں کے خیال سے آپ کا مدفن مبارک بھی عام طور سے پوشیدہ رکھا گیا حقیقت شائعت تو بعض سے
سوم ہوگی یہانتک تو جنازہ امام حسن کی وفات کے واقعے تھے اب انکے بعد جنازوں کے حالات لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے
عب راچہ بیان امام حسن ؑ کے جنازہ کی جیسی شائعت ہوئی وہ ظاہر ہے پھر انکے بعد تو ائمہ طاہرین کی زندگی میں زمانہ کیا در
کربلا جو مرنیکے بعد کرتا ہوگا ان مظلوموں کے جنازہ میں کون ایسا ہمدرد اور موافق موجود ثابت ہوتا ہے جو اپنے طرف سے اہتمام کرتا
جناب امام حسن ؑ ابھی روضہ رسول خدا تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ ام المومنین عائشہ بہمراہی بنی امیہ سر راہ ہو کر دفن سے مانع
ہوں اس مخالفت کی ظاہر ہوتی ہی بنی ہاشم کے رگ ہا میں جوش پیدا ہوگیا عمر ابن حنیفہ اور عبداللہ ابن عباس اور ام
المومنین سے لفظی نزاع ہوگئے غرض جانبین سے بات دست بڑھ چلے تھے اور ہمراہیاں ام المومنین کیطرف سے تیر باراں
بھی شروع ہوگئی بلکہ امام مظلوم کے جنازہ میں [illegible] پیوست ہوگئے ام المومنین کا یہ دوسرا حملہ تھا اول زندوں
کے مقابل میں اور یہ مردوں کے ساتھ امام حسین ؑ نے غضب بنی ہاشم کو سنبھال لیا اور خونریزی سے باز رکھا اور
جنت البقیع میں اپنی مادر گرامی کے پہلو میں دفن فرمایا۔

# ذکر اولاد اعقاب جناب امام حسن علیہ السلام

جناب امام حسن ؑ کے اکیس فرزند تھے اسما مبارک انکے یہ فقیر اوپر شروع باب میں لکھ چکا ہے اب انکی اولاد کا بیان
عرض کرتا ہے ان تمام صاحبزادیوں سے جو دو باقی بچگئے تھے ایک سید زید ابن امام حسن ؑ یہ کثیر الاولاد ہیں انکی اولاد حکام میں بھی
رہے ہیں اور دوسرے سید حسن مثنی ابن امام حسن ؑ تھے انکے ہاں کتاب گلزار جنت تصویر کربلا مولفہ سید آل محمد صاحب امروہی نے
صفحہ ۸۳ فہرست شہدائے کربلا میں لکھا ہے کہ حسن مثنی ابن امام حسن ؑ بحوالہ کتاب عمدۃ المطالب در بحوالہ قمقام اور ناسخ التواریخ
اور کشف الغمہ ارشاد اور ریاض الشہادتین کی حوالہ لکھا ہے کہ جب یہ زخمی ہو کر گرے اور جسوقت سر شہدا کے جسم سے جدا
کئے جاتے تھے اسماء بن خارجہ ابوحسان انکا ماموں کہ [illegible] حیات باقی تھے شفاعت کرکے بچا لیگیا اور کوفہ میں انکے
زخموں کی دوا کی جب صحت ہوئی تو انکو طرف مدینہ کے روانہ کر دیا اور انکا عقد جناب امام حسین ؑ نے قبل از معرکہ کربلا اپنی دختر فاطمہ
سے کر دیا تھا جب فاطمہ قید سے چھوٹ کر مدینہ میں آئیں تب انکی اولاد ہوئی اور پینتیس ۳۵ سال کی عمر میں وفات پائی جیساکہ
قمقام زخار میں وارد ہوا ہے سید حسن مثنی کے پانچ پسر تھے فرزند بزرگ سید عبداللہ محض اور سید ابراہیم اور سید حسن
مثلث اور سید جعفر اور سید داؤد تاریخ نبر الجمان مولفہ سید محبوب شاہ گیلانی میں لکھا ہے کہ سید ابراہیم بن سید حسن مثنی
کے پسر سید اسماعیل انکے پسر سید ابراہیم طباطبا انکی اولاد عرصہ دراز تک سنہ ۱۹۹ ہجری ملک یمن پر جا کر قابض ہوگئے اور داد حکومت
یمن میں کرتے رہے اور سید عبداللہ محض بن حسن مثنی انکے چھ فرزند تھے سید سلیمان اور سید موسیٰ الجون اور سید محمد نفس زکیہ اور ابراہیم اور سید

یحییٰ اور سید ادریس تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام صفحہ ۱۷۳ میں بھی لکھا ہے کہ دولت طبرستانیہ علویہ حسینیہ ملک دیلم میں ۲۵۰ ہجری سے لیکر ۳۰۲ ہجری تک ختم ہوگئی انکا شجرہ نسب یہ ہے سید محمد مہدی بن سید حسن بن سید زید بن سید محمد بن سید اسماعیل اور سید قایم بالحق محمد بن سید زید بن سید اسماعیل بن سید حسن بن سید زید الجواد بن سید حسین بن سید علی بن زین بن علی علیہ السلام شجرہ نسب سے تو یہ سادات امام زین العابدین کی اولاد ثابت ہوئی ہیں تاریخ اسلام میں جسنے لکھا ہے امام حسین کو ملایا ہے واللہ علم تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام صفحہ ۵۷۰ دولت طباطبا بصرہ میں ۱۹۹ ہجری سے [illegible] ہجری تک حکومت بصرہ پر فائز رہے انکا سلسلہ نسب اسطرح سے لکھا ہے سید محمد بن سید ابراہیم سید مرتضیٰ محمد بن سید ابراہیم سید ناصر احمد بن سید ابراہیم سید منتخب حسین بن سید ناصر احمد سید ہادی محمد بن سید ناصر احمد سید محمد بن سید ناصر محمد سید رشید بن سید عباس بن سید ناصر احمد بن سید ابراہیم بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ ابن امام حسن ؑ بن حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ۔

تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے السلام صفحہ ۳۸۱ میں لکھا ہے کہ سید علی بن سید حمود تا سید یحییٰ سادات حسنی ادریسی تھے کہ قرطبہ پر حاکم رہے مورخین نے لکھا ہے کہ ادریس نامی ایک سید زادی سید عبداللہ بن سید حسن مثنیٰ بن امام حسن ؑ نے ۱۶۹ ہجری میں خلفائے عباسیہ کے خوف سے بھاگ کر ملک مغرب کیطرف چلا گیا ۱۷۲ ہجری میں وہ کسی قدر ممالک پر جاکر قابض ہوگیا انکی وفات کے بعد اُنکے اولاد پھر ملک پر قابض رہے ترتیب انکے وقت کی یوں ہے ادریس کے بعد انکے بیٹے عمرو بن ادریس پھر عبداللہ بن عمرو سید علی بن سید عبداللہ پھر سید احمد بن علی پھر یعقوب بن احمد پھر علی بن حمود اگرچہ ادریسیوں کی مملکت ایک بڑا حصہ خلفائے قرطبہ نے دبا لیا تھا لیکن انہوں نے پھر واپس لیا یہانتک کہ خود خلفائے قرطبہ سے ہوئی کتاب مصنفہ مسٹر سٹینلی لین پول عربی زبان کی تاریخ کی بے نظیر عالم ہیں اُس کتاب شجرات فرمانروایان عرب اسلام کے صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں کہ ۱۶۸ ہجری میں علویوں نے علم مدینہ میں استقلال بلند کیا اوس ہنگامہ میں ادریس بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن علیہ السلام تھا جو ہنگامہ فرو ہو جانے پر ملک مصر کیجانب بھاگ گیا تھا وہاں سے مقام مراکو پہنچکر متصل سبوتہ کے خود مختار ہوگیا تھا اسکے سلسلہ پر شہر طنجہ اور رہا مرقوم تھے ۸۶۰ عیسوی کے قریب ادریسی سلطنت منتہائی کمال تک پہنچگئی پھر رفتہ رفتہ اوسمیں زوال آ گیا یہاں تک کہ ۳۶۳ ہجری میں اس سلطنت کا خاتمہ ہوگیا تیرہ نفر بادشاہت ملک مغرب میں کرچکے ہارون رشید نے ۱۸۴ ہجری میں ابراہیم ابن اغلب کو گورنر مقرر کر کے بھیجا مگر ابراہیم نے ادریسیہ کی خود مختاری میں مداخلت نہ کی اور خاندان اغلب خود مختار ہوگیا انکی سلطنت بڑی عروج پر رہی ملک مراکو میں گیارہ بادشاہ رہے انکا شجرہ نسب اوپر بھی مذکور ہوچکا ہے مگر دوسری تاریخ میں اسطرح لکھا ہے کہ یحییٰ رابع بن سید ادریس بن سید حسن بن سید ادریس بن عمر علی ثانی بن عمرو بن ادریس ثانی بن یحییٰ ثالث بن قاسم بن ادریس ثانی اور یحییٰ ثانی بن حسن یحییٰ بن احمد علی بن احمد بن ادریس ثانی بن ادریس بن سید عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن امام حسن ؑ اور تاریخ شجرات فرمانروایان عرب اسلام میں لکھا ہے کہ امامان رشیدیہ ۲۸۰ ہجری سے لیکر تا [illegible] ہجری فرقہ زیدیہ کی مورث علی سید ہادی یحییٰ الامام بادشاہ ہوا یحییٰ قاسم الرسی کا پوتا تھا جسنے مامون رشید خلیفہ عباسی کے زمانہ میں علم استقلال بلند کیا تھا اسکی خاندان میں ملک یمن کی

امامت ابتک چلی جاتی تھی پیشتر اماموں کا صدر مقام سعدا تھا لیکن وہ اکثر مقام صنا پر بھی متصرف ہو جاتی تھی یمن کی امامت جسکا دار الخلافہ صنا تھا ایک شاخ سعدا رشیدیہ کی کیونکہ بانی صنا قاسم منصور اور یوسف صنا اور ھادی یحیی بانی امامت تھے اور سعدا کی نبیرہ کی اولاد سے ابتک اسی خاندان کی حکومت ہے سنہ ۱ ہجری میں قاسم منصور بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۲۹ ہجری میں موید احمد ہوا انکے سنہ ۱۰۵۴ ہجری میں شاہ اسماعیل ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۸۷ ہجری میں مجید محمد مہدی احمد بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۹۳ ہجری میں ہادی محمد بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۹۹ ہجری میں محمد قائم مقام ہوا انکے بعد اسکا بیٹا سنہ ۱۱۲۶ ہجری میں ناصر محمد جانشین ہوا اسکے بعد انکا پسر سنہ ۱۱۲۸ ہجری میں قاسم مہدی محمد قاسم بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۱۳۹ ہجری میں منصور حسین بادشاہ ہوا انکے بعد سنہ ۱۱۶۰ ہجری میں ہادی مجید محمد قائم ہوا انکے بعد سنہ ۱۱۶۱ ہجری میں منصور مکرم بادشاہ انکے بعد انکا پسر سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں مہدی عباس بادشاہ ہوا یہ منصور سادات عظام ہیں +

# اماماں سادات سعدا رشیدیہ کا شجرہ نسب یہ ہے

تاریخ شجرات فرمانروایان اسلام قاسم رشید ترجمان الدین انکے چار پسر تھے محمد اور عبداللہ اور ہادی یحیی اور حسین محمد انکے تین پسر ابراہیم اور عبداللہ اور قاسم انکے پسر احمد انکے پسر اسماعیل انکے پسر احمد انکے پسر قاسم انکے پسر عبداللہ سید محمد ابن رشید دوسری پسر عبداللہ کی فرزند علی انکے پسر قاسم منصور انکے پسر عبداللہ انکے دو پسر مہدی حسین اور جعفر بالا عبداللہ ابن قاسم رشید انکے پسر یحیی انکے عبدالرحمان انکے پسر ابوہاشم حسین انکے پسر حمزہ انکے پسر سلیمان انکے پسر حمزہ انکے پسر دو عماد الدین یحیی و عبداللہ منصور انکے دو پسر معین الدین احمد اور عز الدین ناصر اب تیسرے ہادی یحیی بن قاسم رشید مذکورہ بالا انکے دو پسر ناصر احمد و عبدالقاسم محمد مرتضی انکے پسر عبدالحسین و ہادی یحیی ہر دو لاولد اور ناصر احمد انکے تین پسر قاسم مختار و علی و یحیی انکے پسر یوسف منادی لاولد اور انکے پسر محمد انکے پسر سلیمان انکے پسر احمد متوکل احمد قاسم مختار بن ناصر احمد انکے پسر محمد انکے پسر عبداللہ انکے دو پسر محسن محمد اور احمد انکے پسر دو بدر الدین محمد اور شرف الدین یحیی محسن محمد انکے دو پسر نجم الدین اور یحیی منادی قاسم رشید کا چوتھا پسر حسین لاولد سعدا اسنا کے ہر دو گروہ کا شجرہ نسب ابتدا سے ایک ہے +

تاریخ شجرات فرمانروایان اسلام میں لکھا ہے کہ شرفائے انکو ابتک حکمران ہیں سنہ ۹۵۱ ہجری سے تا سنہ ۱۳۳۱ ہجری تک مراکو کی موجودہ فرمانروا خاندان کا خطاب شریف ہے -- یہ اپنے آپکو حضرت فاطمہؑ کے بڑے بیٹے امام حسن کی اولاد بتلا کر خاندان حضرت محمدؐ سے ہونیکا دعوا کرتے ہیں شرفا سادات نے سنہ ۱۵۱۵ء میں تارودنٹ فتح کیا بعدہ مراکو اور فیض پر قبضہ کیا ہے لیکن دراصل انکی باقاعدہ سلطنت کا زمانہ سنہ ۹۵۱ ہجری سے شروع ہوتا ہے جسکے اندر ملک شرفا سادات میں تقسیم ہو گیا چنانچہ چھ سال تک ان دونوں میں ہنگامہ اور فساد کا بازار گرم رہا انکو حسد و رقابت میں زیادہ تر وہی تھے جو اب ہیں لیکن بسا اوقات شریف مراکو کی خلاف مقام فیض میں بھی ایک شریف نمودار ہوتا ہے شرفا مراکو آپ اپنے آپ کو خطاب خلیفہ کا وارث قرار دیتے ہیں جسنے شرفا ول

سنہ ۹۵۱ ہجری میں محمد اول بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۹۶۵ ہجری میں عبداللہ بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۹۸۱ ہجری میں محمد ثانی بادشاہ اور سنہ ۹۸۳ ہجری میں عبدالملک اول بادشاہ ہوا اور اسکے بعد سنہ ۹۸۲ ہجری میں ابوالعباسی احمد اول منصور شیخ بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۱۲ ہجری میں بادشاہ ہوا ابوالفارس اسکے بعد سنہ ۱۰۱۶ ہجری میں زیدان بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۳۱ ہجری میں عبدالملک ثانی بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۴۰ ہجری میں والید بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۴۵ ہجری میں محمد ثانی بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۶۹ ہجری میں احمد ثانی بادشاہ ہوا دیگر سلسلہ سادات حسینی شرفا فلالی سنہ ۱۰۸۵ ہجری سے لیکر تا سنہ ۱۲۹۰ ہجری تک رشید بن شریف بن علی اسکے بعد اسکا پسر سنہ ۱۰۸۳ ہجری میں اسماعیل بادشاہ رہا اسکے بعد سنہ ۱۱۳۹ ہجری احمد بادشاہ رہا اسکے بعد سنہ ۱۱۴۱ ہجری میں عبداللہ حاکم ہوا اور اسکے بعد سنہ ۱۱۷۱ ہجری تک محمد اول بادشاہ رہا اسکے بعد سنہ ۱۲۰۴ ہجری تک یزید بارسا حاکم رہا اسکے بعد سنہ ۱۲۰۶ ہجری تک ہشام بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۲۰۹ ہجری تک سبحان بادشاہ رہا اسکے بعد سنہ ۱۲۳۸ ہجری تک عبدالرحمان حاکم رہا اسکے بعد سنہ ۱۲۷۶ ہجری تک محمد ثانی بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۲۹۰ ہجری تک سید حسن بادشاہ رہا گیارہ بادشاہ ہوئے ۔

تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام میں لکھا ہے کہ اب تک وہاں سادات حکمراں ہیں اور وہاں کے موجودہ بادشاہ کا نام عبداللہ شاہ ہے اس ملک کے آدمی نہایت قوی اور سرخ سفید ہوتی ہیں اور قدیم اسلام کی خلافت کی یہ سلطنت نشانی ہے اسلئے یہاں کی بادشاہ کو اہل یورپ شہنشاہ کہتے ہیں اس ملک کی وسعت پارس کے برابر ہے جغرافیہ کل زمین دنیا کی پیمائش کی رو سے چار کھرب چھیانوے لاکھ ساٹھ ہزار مربع میل ہے مگر پانچ حصوں پر تقسیم ہے یورپ ایشیا افریقہ - امریکہ - اوستیتیا اور زمین مقبوضہ اہل اسلام ایک کروڑ باون لاکھ نوی ہزار ہے اور باقی سب عیسائی ہیں جملہ سادات ابتدا میں حسنی حسینی بالاتفاق تھے جو جو ملک انہوں نے مسخر کیا تھا ائمہ طاہرین کی مصلحت سے علیحدہ ہو کر فتح کیا تھا خواہ زید بن امام حسنؑ کی اولاد سے ہوں خواہ ادریس بن عبداللہ محض بن حسن مثنی بن امام حسنؑ سے ہوں خواہ امام حسینؑ کی اولاد سے ہوں سید عبداللہ محض کے دو فرزند تھے محمد نفس زکیہ اور ابراہیم نے منصور دوانقی کیوقت خروج کیا تھا اور ادریس بھاگ کر ملک مغرب میں تشریف لیگئے انکی اولاد سے ہادی یحییٰ جو فرقہ زیدیہ کے امام پیشوا بنے تھے اور مذہب شیعہ کو ترقی دی تھی اور تیسرے پسر سید موسی الجون تھے انکے عبداللہ ثانی تھے انکے پسر موسیٰ ثانی تھے انکے پسر ابوبکر داؤد تھے انکے پسر شرف الدین محمد تھے انکے پسر یحییٰ زاہد تھے انکے پسر عبدالکریم تھے انکے پسر موسی دوست خدا مشہور تھے انکے پسر ابو محمد صافور تھے انکے دو پسر تھے سید عبداللہ و سید عبدالقادر تذکرۃ السادات میں سید عبدالقادر بن ابو محمد صافور بن موسی لکھا ہے اور تذکرہ اولیاء ہند میں عبدالقادر بن ابی صالح بن موسی لکھا ہے اور صاحب تاریخ یافعی تحریر کرتے ہیں کہ نام اس قصبہ کا جیل تھا نہایت پر فزا اور آب و ہوا اسکے معتدل تھی ملک گیلان میں کوہ جودی کے قریب تھا اور بغداد سے سات یوم کا راستہ لکھا ہے اور ولادت عبدالقادر کی بمقام قصبہ جیلان شب اول ماہ رمضان سنہ ۴۷۱ ہجری میں ہوئی اور ربیع الآخر سنہ ۵۶۱ ہجری میں اور مزار آپ کی اجون سادات کہتے ہیں قصبہ جیلان میں ہے اور فرقہ اہل سنت کے تمام لوگ اور جو سادات عظام جو آنحضرت کی اولاد کہلاتے ہیں اور اہل شیعہ لوگ بھی یہ سب بالاتفاق ہیں کہ مزار سید عبدالقادر علی اعلی مقامہ کی شہر بغداد در مدرسہ شیخ ابوسعید میں ہے سید عبدالقادر اور شیخ عبدالقادر

میں البتہ اختلاف پایا جاتا ہے سید عبد القادر صحیح النسب سادات حسنی سے ہیں قصیدہ غوثیہ میں آنحضرت نے اپنا نسب ظاہر کر دیا ہے اور شجرہ نسب جیسا آپکا سادات حسنی میں درج ہے تذکرہ اولیاء اللہ جلد سویم میں اُنکا سلسلہ نسب اسطرح درج ہے سید عبد القادر خلف سید ابی صالح بن سید عبد اللہ جیلی بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسی ثانی بن عبد اللہ ثانی بن سید موسی الجون بن عبد اللہ محض بن سید حسن مثنی بن حضرت امام حسنؑ اور سید عبد القادر کی دس فرزند بھی تذکرہ اولیاء ہند میں لکھے ہیں انکے اسما یہ ہیں سید عبد الوہاب و سید شرف الدین و سید عبد العزیز و سید عبد الجبار و سید عبد الرزاق و سید ابراہیم و سید محمد و سید یحییٰ و سید موسیٰ ابو النصر ٭

حضرت امام حسنؑ کی اولاد سے بجز دو فرزند کے دوسروں کی نسل نہیں ہوئی سید زید اور سید حسن مثنی یہ ہر دو برادر صاحب اولاد ہوئے ہیں اور انہیں کی اولاد سے سادات حسنی ہیں صرف سید حسن مثنی کی نسل ہندوستان میں پائی جاتی ہے سید ابراہیم بن حسن مثنی کی اولاد ہندوستان میں کم ہے اور سید موسی بن عبد اللہ محض بن حسن مثنی انکی اولاد ہندوستان میں بسیار ہے سادات قطبیہ جالیسر اور نصیر آباد وغیرہ اور سادات سکنہ دہلی اور بدایوں اور کڑا وغیرہ اولاد سید قطب الدین سے ہیں اور سادات جونپور سید علاؤ الدین محمد سے ہیں اور سادات رودلی اولاد سید حیدر سے ہیں تمام ہندوستان اور پنجاب میں کشمیر پشاور تک اولاد سید عبد القادر سے ہیں اور اہل شیعہ شیخ عبد القادر کی سیادت کے قائل نہیں ہیں کتاب زبدۃ قنوجی میں لکھا ہے کہ یہ عجمی تھے اونہوں نے دعوائے سیادت نہیں کیا پوتا ابو صالح النساب نے دعوی سیادت کا کیا الا اسوقت کی نسابوں نے شہادت نہیں دی ہے اور بحوالہ غیاث اللغات بیان کیا ہے کہ یہ صاحب ماہر علم موسیقی تھے اور بحوالہ کتاب عمدۃ الطالبین قادری لکھا ہے الاکثر بسبب نسب ہیں آپ کا سلسلہ سادات حسنیہ میں مرقوم ہے واللہ اعلم اور سادات اورہار فرزندان سید فضل اللہ معروف بہ سید گوسائیں سے ہیں اور سادات کورہ فرزندان سید جلال الدین سے ہیں اور سادات دہلی اور بندلی بیانہ اولاد سید عماد الدین سے ہیں اور سادات نصیر آباد اور رودلی اور چندہار اور اچھوہ اور کوڑیا اور ستی اور منعم آباد اور راجپور اور رسولپور اور کراولی اور کرلی اور پٹنہ ماچھرا اور گوالیار اور دہلی اور ہسوہ اور سادات بیجاپور فرزندان سید محمود سے ہیں اور رودلی چندہار اولاد سید علیم اللہ و سید احمد سے ہیں اور سادات ملتانپوری اولاد سید احمد سے ہیں اور سادات فتحپور اولاد سید صالح سے ہیں ٭

اور سید عنایت علی بخاری نقوی اپنی کتاب ذوالفقار صفدری فی جواب ذوالفقار حیدری ملاں نبی بخش رسولنگری صفحہ ۸۲ ذوالفقار صفدری میں دربارہ شیخ عبد القادر بغدادی پنجابی اشعاروں میں وہ اسطرح لکھتے ہیں ٭

شیخ جیلانی عبد القادر جسنوں پیر بتاوے    اسدا شجرہ وچہ کتاباں ویکھو تسیں پھراوے
عالم فاضل وچہ تساڈے ابن الجوزی بھالا    عبد الحق محدث کردا وچہ اسماء نتارا
ابن الجوزی کہنے کرامت ہور پیر دی ہیری    لیسنے اک کتاب بنائی بڑی ضخیم بھلیری
اپنے کل زمانے سندی زاہد درج کراوے    ایہہ جیلانیدا اسوچ نام نشان نہ پاوے
نالے اک رسالہ لکھیا وچ تردید جیلانی    اسنوں سول نہ سید جاتی کھولے راز نہانی۔

کیوں جو اسنوں کل حقیقت اسدی معلم آہی    ایتھے پیش نہ جاوے کائی تیری مول دانائی
ابن الجوزی شیخ جیلانی ہمسر وچہ زمانے    سارا عالم حال تمامی شیخ صاحب دا جانی
پھر کتاب زہر الانسابی دسویں فصل ع بچھانوں    ویکھو لکھیا نسب عجائب سنیوں مسلمانوں
یعنے عبدالقادر سندا شجرہ نسب نہ ملدا    سیدانی نا سید ہونا حال سناوے دلدا
اسدیوچہ خلاف زیادہ اطمینان نہ پایا    سچا شجرہ جیلانی دا لکھیا نظر نہ آیا
دعوٰی شیخ صاحب نہ کیتا سید ہوون والا    نہ اُسدی اولادوں بنیاں سید کرمانوالا
ابوبکر بن عبدالقادر دعوی مول نہ کیتا    جام سیادت حسنے والا ہرگز مول نہ پیتا
ابوصالح نصیر جو بیٹا ہو یا ابو بکردا    پوتا عبدالقادر سندا بیشک دعوٰی کردا
پھر اہل الانساب ناں اُوس دے ہرگز قائل ہوئے    اس شجرے تے حسب نسب تھوں کر انکار کھلوئے
ایہ سب قصہ مذہب تردیداں وچہ کتاباں آیا    ویکھیں وچہ عمدۃ المطالب میں نہیں ولوں بنایا
سنیاندا ماہوار رسالہ صوفی نام کہاوے    نمبر دوتی جلد تریجی چھیواں صفحہ لکھاوے
پنڈی خاص بہاء الدینوں اتے ضلع گجراتوں    اُسنوں پڑھکے ویکھ بھراوا پاویں سکھ آفاتوں
لکھے ایڈیٹر سنی صوفی شجرہ شیخ جیلانی    خلاص اولاد عمر فاروقوں کر دا گل سیانی
جدوں سیادت پیر تیرے دی ناہیں وچہ کتاباں    سید مول نہ منن عالم سنی باہجھ حساباں
پھر کیوں کرکے دھکا مکا سید اوس بناؤ    غیراں تائیں سید آکھو خوف نہ ہرگز کھاؤ
ملاں مذہب تیرو چہ بعضے شعر بنا دنوالے    جاہل علم قرآن حدیثوں سنی اُتنا دنوالے
شیخ صاحب دیاں کرن مدحیں کرن غلو زیادہ    اسنوں کچھ کھڑن آسمانی بھلا خوف خدا دا

سید منلیٔت علی نے بہت طول طویل لکھا ہے یہ فقیر حقیر اسے پر اکتفا کرتا ہے سادات عظام حسنی حسینی تو نور الٰہی سے ہیں جو اہل بیت کرام اولاد رسول اللہ سے حسد رکھتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جو لوگ اہلبیت علیہ السلام کے دشمن بھی ہیں انسے نفرت ضروری ہے اس فقیر کو بہ اثبات ہوتا ہے تذکرہ اولیاء ہند میں مذکورہ بالا باب سوئم میں ایک تو بابا فرید کے ایکسو ایک نام لکھے ہیں ان ناموں میں سے اس عاجز نے گیارہ نام انتخاب کئے ہیں وہ یہ ہیں امام اور ہادی اور مہدی اور اول اور آخر اور ظاہر اور باطن اور مشکلکشا اور قاضی الحاجات اور خلیل فرید اور بقل فرید لکھا ہے دانشمندان روشن ضمیر ذرا غور سے خیال فرمائیں بدیں وجہ تو بابا فرید صاحب کو ہمرتبہ خداوند عالم کے بنا دیا ہے اسقدر انکی فضیلت کیوں کی گئی ہے وجہ یہ ہے اس حقیر نے تذکرہ اولیاء ہند سے بابا صاحب کا شجرہ نسب بالا لکھا ہے عبداللہ ابن حضرت عمر ابن الخطاب سے جا کر ملتا ہے اسلئے انکی فضیلت خداوند تعالیٰ سے اور رسول خدا سے اور حضرت علی اور انکی اولاد سے زیادہ تر ہے انکے مقلدوں نے اہلبیت کی ضد کا باعث یہ مرتبہ دیا ہو گا جو شخص انکے پیشواؤں کی اولاد سے انکو ثابت ہوا اسکو فضیلت دینے جائز اور مناسب ہے اور سید عبدالقادر علی اللہ مقامہ کا رتبہ و فضیلت اسقدر امت کہاں کرنے والے ہوئے تھے جیسے قدر انکی جدا بی

حضرت علی اور امام حسنین ؑ کی امت نے کی کہ ایکسیکو زہر سے اوکسیکو تیغ سے شہید بیگناہ کر ڈالا ویسی قدر منزلت انکی ولاد امجاد کی امت کرتی ہے جیسے امت بعد پیغمبر آخر الزمان حضرت علی اور انکی اولاد امت منحرف ہوئی تا حال سادات عظام سے منحرف ہے جسجگہ سید کا نام لیا جاوے امت کے لوگ فوراً کہہ دیتے ہیں سادات سے تو کوئی نہیں بچا تھا یہ سید کہاں سے آگیا اگر حضرات صوفیہ کرام اور اہل شیعہ نہوتے تو امت سادات کو زیر قدم و بکرار دیتے تاریخہائے قدیم اسلام سے ظاہر ہوتا ہے جو جو واقعہ بعد رسول اللہ صلعم گذرا ہے اظہر من الشمس ہے امام حسن ؑ کی لاش مطہر پر تیر باران ہوئی اور انکی اولاد سے سید پیر عبد القادر کی اسقدر فضیلت امید نہیں ہوتی اور نہ وہ حضرت سید عبد القادر اپنی جد بزرگوار سے اپنے کو زیادہ خیال فرماتے ہونگے جو شخص سادات عظام سے یا امت سے ولی اللہ ہوا ہے وہ توبوسیلہ حضرت علی ؑ سے ہوا ہے نہ کہ گستاخی سے کوئی مرتبہ ولایت کو پہنچا ہرگز نہیں اگرچہ فرقہ اہل سنت کے لوگ کسی سادات کی قدر منزلت بھی کریں تو البتہ مان لیا جاوے عشرہ محرم کو سال بسال امت کو جو محبت آں سے ہے ظاہر ہے سات تاریخ محرم کو اہلبیت پر یزید نے آب دانہ بند کرایا اور سات محرم کو بابا فرید کی جنت کا دروازہ کشادہ ہوتا ہے اور تمام پنجاب کی لوگ بہشت میں داخل ہوتے ہیں اور جہان کا عیش عشرت پاک پٹن میں عشرہ محرم تک اوٹھایا جاتا ہے جسکا بیان قلمبند نہیں ہوسکتا

## تمام شُد باب چہارم

۷۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب پنجم سید الشہداء

## در تذکرہ حضرت امام حسین علیہ السلام اسماء و کنیت و القاب و اعقاب و انساب و تاریخ ولادت و تاریخ وفات

اے مومنین فضائل اور بزرگی اور قدر و منزلت جناب امام حسینؑ کی انسان سے کب ادا ہو سکتی ہے اور صبر و رضا آپ کا مشہور ترین ہے کہ ابتدائے خلقت آدمؑ تا این دم کسی نبی اور پیغمبر یا مرسل سے ہوا ہے نہ کسی شخص سے تا قیامت ہو سکیگا چنانچہ راوی نے لکھا ہے کہ جب خدا کو خلقت آدمؑ کی منظور ہوئی تب ارواح تمام انبیاء اور اولیاء کو جو علم الٰہی میں تھے جمع فرمایا اور معرکہ کربلا کہ جسکا کل حال اظہر من الشمس ہے دکھلا کر فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی روح اس بار کا اوٹھانا منظور کرے تو میں خلقت آدم کو پیدا کروں کیونکہ بعد پیدائش بنی آدم سے گناہ کبیرہ و صغیرہ سرزد ہونگے تو حامل ان مصائب کا شفیع گنہگاران بنی آدم ہوگا اور نہ سب دوزخ میں جائینگے پس بسماعت ان کلمات کے جو پردہ قدرت سے ظاہر ہوئے تھے جب خطاب عالم بالا سنکر جو تفصیل وار ہر ایک دیکھ چکا تھا تاب نہ رہی سب خاموش اور سر جھکائے رہے پس جس وقت کہ نور کرامت جناب سید الشہداء فی حال انبیاءؑ کا معائنہ فرمایا کہ بجز سکوت کوئی جواب نہیں دیتا تو تصور فرمایا ایسا نہو کہ بوجہ توقف جواب سکوت کی خلقت آدم ملتوی رہی یہ سوچکر آپ کے نور مبارک نے جماعت انبیاء اولیاء سے باہر قدم رکھا اور ہمراہ آپ کے نور اُن اصحاب کا جو کربلا معلیٰ میں موجود تھے برآمد ہوا۔ تاریخ الائمہ ص ۵

پرتو فگن جو عارض پر نور ہو گیا          سارا وہ نور دشت سے معمور ہو گیا

جسوقت کہ تمام انوار قدسیہ نے روشنی آپ کے نور کے ملاحظہ فرمائی تو ہر ایک متحیر و ششدر رہ گیا اور کہنے لگا کہ یہ نور عجب جوانمرد صاحب حوصلہ ہے کہ مع قبائل اور بچوں کے مقابلہ لشکر کثیر اصحاب قلیل کو لیکر یہ صدمہ اوٹھانے آیا ہے اور خریدار بلا کو راضی ہے۔ الغرض جناب شہید کربلا نے بمقابلہ اس لشکر کے اگر اول نصیحت اور ہدایت فرمائی وہ گمراہ راہ پر نہ آئے تب لڑائی شروع فرمائی آخرش تا ظہر اس سبکا خون بہہ گیا تنہا غریب قتل کے میدان میں رہ گیا یہ حالت دیکھکر یہ ایک انگشت بدندان تھا اور آپ کی جوانمردی اور صبر شکر دیکھکر تعجب کرتا تھا جبکہ وہ امام کون مکان تنہا رہ گیا تو پھر خیمہ اطہر میں گیا اور مخدرات عصمت سے رخصت آخر چاہی احوال اسوقت کا تمام اہل حرم آپ کے قدموں سے لپٹے ہوئے تھے اور باآواز بلند کہتے تھے کہ یا مولا ہمکو اس دیار نا مہتی میں تنہا چھوڑ کر نہ جائیے بعد آپ کے ہم پر ظالمان ہر قسم کے ستم اور جفا کرینگے۔ تو ہمارا فریاد رس کون ہوگا۔ بجواب اہلحرم کے آپ ہر ایک کو تشفی دیکر فرماتے تھے کہ مقام صبر شکر ہے۔ کہ آج مجھکو خدا نے وہ صبر عطا فرمایا ہے کہ میں نے وہ گراں بار اوٹھایا ہے جو کسی پیغمبر اور نبی کے نور نے نہ اوٹھایا نہ اوٹھا سکا یہ فرما کر آپ رخصت ہوئے پیدائش آدمؑ بوجہ اوٹھانے بار شہادت امام حسین کے ہوئی اور

ایک لاکھ اسّی ہزار پیغمبر اولاد حضرت آدم ابوالبشر اول میں پیدا ہوئے بعد ان سبکے ہمارے سوہنی محمد صلعم کا نور کرامت ظہور عالم شہود میں آیا اور صلب نبی آخر الزمان سے جناب فاطمہؑ پیدا ایش ہوکر قدوم میمنت لزوم سے زمین تک گلزار ہوئی اور خداوند نے اس معصومہ کا عقد ساتھ اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کے نکاح کر دیا آسمان پر معہ جماعت فرشتوں کے پڑھایا اور آپ کے بطن مطاہر سے امام حسنؑ و امام حسینؑ پیدا ہوئے کہ جب وقت تولد اس امام کون و مکان کا پونچا تو بحکم رب الجلیل ایک حور سردار حوران بہشت لعبا نام معہ ستر ہزار حوران جنت دولت سرائے بنت محمد صلعم میں آئے بحکم رب الجلیل جبرائیل نے آکر فرش استبرق کا بچھایا اور باجازت جناب فاطمہ لعبا معہ حوران مثل خادمہ کے آکر کھڑی ہوئیں اور آب آفتابوں میں تسنیم سلسبیل کا ہاتھوں میں موجود تھا غسل کیلئے بعد غسل تولد لعبا نے مولا کو کنار اقدس جناب فاطمہؑ میں دیا اسوقتؑ اور اسماء طیب جو کتب مبسوط سے پائے جاتے ہیں یہ فقیر تحریر کرتا ہے وہ یہ ہیں +

حسین عرب میں قتل زاد توریت میں شبیر عبرانی میں جوسن انجیل فرنگیاں میں اعظم تارا کتاب ہندو میں اند کش دید براہمہ کہتے ہیں نیک بخت جوب سعید قتیل غریب فصیح بلیغ زکی سخی حبیب سید طاہر امام تقی نقی زاہد مجاہد بشیر نذیر قدیر طیب حامد منذر مبارک معصوم قریشی عربی ہاشمی مکی مدنی بطحی مرتضیٰ مصطفےٰ مجتبیٰ محمود ودود ابن الفاطمہؑ ابن ابوتراب غازی حاجی قاسم علوی سالمی محب محبوب حب الور اے مجیب مرغوب مرابط مقبول سبط مطہر مسعود شہود مقصود بصیر مبصر شریف امیر صاحب ناطق نور الحق سراج متین شجاع منیب عالی والی قیب عابد واحد نقی عادل باذل سخی باقی حارث فاضل اکرم حریص کامل ملیح رفیع رؤف نبیل خالص مخلص جلیل جمال مذکور ذاکر مکمل مصلح امیر عرب مصالح میمون مامون معروف اور اکثر آپ کے جھولا جھولانیکو جبرائیلؑ آتے تھے اسم مبارک حسین کنیت ابو عبد اللہ لقب سید الشہداء والد بزرگوار حضرت علی ابن ابیطالبؑ اور والدہ ماجدہ فاطمۃ الزہرا بنت حضرت محمد مصطفےٰؐ اور تاریخ ولادت پنجشنبہ پنجم ماہ شعبان ۴ ہجری المقدس مقام ولادت مدینہ منورہ بادشاہ وقت ہرمز [illegible] عدد ازواج پنج سوائے کنیزان عدد اولاد ہشت ذکور اور اناث مدت عمر پنجاہ ہفت سال مدت امامت دہ سال روز وفات عبادت مہر نگین ان اللہ بالغ امرہ شہادت جمعہ تاریخ دہم ماہ محرم الحرام سال وفات ۶۱ ہجری مکان قتل دشت ماریہ کربلا معلی بامر یزید پلید شمر شریر شہید کردہ بادشاہ وقت یزید ابن معاویہ بروزن معاویہ اسماء فرزندان امام علی زین العابدینؑ دو شاہزادہ علی اکبر شہید اور علی اصغر شہید و عبد اللہ و جعفر و محمد صغیر فوت شد کتاب لواعج الاحزان میں شش فرزند لکھے ہیں اور کتاب گلزار جنت میں چار دختران لکھے ہیں حضرت امیر المومنین حسینؑ کے فضائل اور مناقب ہر دو برادران کے اوپر درج ہوچکے ہیں جسقدر محبت الفت جناب رسول خدا امام حسنؑ سے تھے ویسے امام حسین سے تھے +

مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۶ میں حدیث ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے کہ جو لڑے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسینؑ سے اس سے لڑنیوالا ہوں اور جو صلح کرے انسے اس سے میں صلح کرنیوالا ہوں یہ حدیث ترمذی سے نقل ہوئی ہے جو لوگ لڑے حضرت علی سے وہ لوگ رسول خدا سے لڑنیوالے ضرور قرار پائینگے اور جو لڑے امام حسن حسینؑ سے وہ بھی مطابق الحدیث صحیح کے رسول خدا سے لڑنیوالے قرار پائینگے رسول خدا سے لڑنیوالا مسلمان نہیں ہوسکتا انتالی کتاب قول نفیس

حو تمام ملائکہ آسمان سے زیارت کے لئے آئے بلکہ سیر آسمان کو لیگئے سبحان اللہ کیا قدر و منزلت ہے آپکی

سورہ احزاب ان الذین یؤذون اللہ ورسولہٗ لعنہم اللہ فی الدنیا والاٰخرت واعد لہم عذابا مبینا تحقیق جو لوگ کہ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو لعنت کی ہے اللہ نے اُنکو دنیا اور آخرت میں اور تیار کیا ہے واسطے اُنکے عذاب خوار کرنیوالہ بعد شہادت امام حسنؑ معاویہ نے یزید کو ولیعہد کیا اور امت نے اجماع کرکے خلیفہ مقرر کیا تو اوسنے شراب خواری اور زناہ اور لواطت اور حقیقی بھائی بہین کا عقد جاری کیا اور خلاف شریعت خود بھی عمل کیا کرتا تھا اور امت سے بھی عمل کراتا تھا میں نے بنظر اختصار اُن واقعات کا لکھنا قصداً ترک کردیا کہ جو کچھ خلاف شریعت وفات رسول خدا کے بعد عملدرآمد ہوا اس فقیر حقیر کو نجات امت کا ذریعہ بتلانا منظور ہے خلافت یزید کے مختصر بیان کرکے ذریعہ نجات ظاہر کرونگا

قول نصیں صفحہ ۳۱۲۔ اگر واقعہ شہادت امام حسینؑ نہوتا تو زمانہ خلافت یزید میں احکام شریعت تمام نیست نابود ہوجاتی جناب بعد محمدؐ کے کوئی نبی پیدا ہونیوالا نہیں تھا کہ بنی آدم کی رہنمائی کرتا بدینوجہہ شہادت امام حسینؑ کی مخالفت اور دین اسلام کے استحکام اور بندگان خدا کی رہنمائی کا ایک مستحکم ذریعہ قرار پایا جو تا قیامت قایم رہیگا امام حسینؑ نے حفاظت شریعت اور استحکام دین اور رہنمائی خلائق کیواسطے اون مصائب کو اپنے اوپر گوارہ کیا جو ابتدا پیدائش دنیا سے اجتک بجز امام حسینؑ اور رفقا حسین اور عزیزان حسینؑ اور اہلبیت حسینؑ کسی فرد بشر پر نہیں گذری لہذا پروردگار عالم نے اُن مصائب کا عوضہ یہ عطا فرمایا کہ جو لوگ شہادت امام حسینؑ کو نجات عقبا سمجھکر ذکر مصائب کرتے ہیں اور ذکر مصائب سنکر گریہ اور بکا باین خیال کرتے ہیں کہ افسوس عاشور محرم کو زمین کربلا پر موجود نہ ہوئے کہ فرزند رسول کی اعانت کرتے اس خیال کے سبب تمام گناہ اُنکے عفو ہوتے ہیں اور رحمت الٰہی اوپر نازل ہوتی ہے اور وہ نجات پاتے ہیں اور فشار قبر اور عذاب دوزخ اور منزل پل صراط کے مشکلات اور قیامت کی مواخذے سے وہ محفوظ ہوکر داخل جنت ہوتے ہیں اسوجہ سے کہ جس دین اور جس شریعت کے استحکام کیلئے امام حسینؑ نے مصائب عظیم گوارہ کرکے درجہ شہادت قبول کیا اور یہ شہادت باعث شفاعت امت ہوئی اور امام حسینؑ کے عدم اعانت کے سبب جو لوگ نالہ و فریاد کرتے ہیں اور افسوس ناک ہوتے ہیں وہ باغ اسلام کے تر و تازہ رکھنے والے ہیں اور وہی لوگ اصلی مسلمان امام حسینؑ کے محب اور جناب رسول خدا کی امت ہیں اور انہیں کی شفاعت کیلئے امام حسین نے شہادت قبول فرمائے بدینوجہ محبان بعوض خون حسینؑ صرف محبت حسین کی سبب ہر مواخذہ سے پاک صاف ہوکر بوجہہ نزول رحمت الٰہی نجات پاوینگے پس رحمت الٰہی کیواسطے سبب کی ضرورت ہے اور نزول رحمت کا سبب ظاہر یہ ہے کہ امام حسینؑ بعد امام حسنؑ اس دنیا میں محافظ شریعت اور دین اسلام تھے اس حفاظت میں اپنی جان اور مال عزیز اور رفیق یہانتک کہ اپنا شش ماہہ بچہ راہ خدا میں نذر کردیا اور انواع اقسام کے مصائب برداشت کئے تین روز کی بھوکھ پیاس میں اپنا گلا کٹایا اور مطلق اضطراب نہوا ایسی فرمانبرداری اپنے معبود کی ابتدا پیدائش دنیا سے اجتک کسی بندہ خدا نے نہیں کی اور معاوضہ اس فرمانبرداری کا یہ ہوا کہ جو شخص دل سے امام حسینؑ کی محبت کریگا اوپر رحمت الٰہی نازل ہوگی او بوجہ رحمت الٰہی کل گناہ صغیرہ کبیرہ معاف ہونگے اور وہ نجات پاکر داخل جنت ہوگا اور امام حسینؑ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ انکی محبت باعث نزول رحمت قرار پائی کہ جس سے تمام گناہ معتقدین کے عفو ہوجاتے ہیں پس نزول رحمت کیواسطے ایسے معقول سبب کی ضرورت ہے کہ جس سے عدالت الٰہی میں نقص بھی واقع نہو اور گنہگار سبب رحمت الٰہی مستحق نجات بھی ہوجاوے

اور پیدائش بہشت کا فعل عبث پڑے بسبب نزول رحمت کا مخالف عدول نہیں مخالفان اہلبیت جو دعوی نجات کا رحمت الٰہی پر دار مدار کرتے ہیں اسکے واسطے کوئی سبب معقول بیان نہیں کرتے اگر کہتے ہیں تو اسقدر کہ بوجہ اقرار توحید اور نبوت اور ہونے مسلمان اور پڑھنے کلمہ کے خدا اپنے حبیب کی تصدیق میں بخشدیگا کیونکہ کلمہ گو کی نجات کا وعدہ ہے اگر یہ عذر انکا قابل قبول سمجھا جاوے تو قاتلان امام حسین اور دشمنان آل بھی قابل نجات قرار پائینگے اور خارجی و ناصبی اور رافضی کل فرقہ ہائے اسلام قابل نجات ہو جاوینگے کیونکہ مسلمانوں کے کل فرقہ کلمہ گو ہیں تو اس حالت میں رسولخدا کی وہ حدیث جو متفق علیہ ہے کہ میری امت کے تہتر فرقہ ہونگے انمیں سے ایک ناجی ہوگا باقی بہتر فرقہ دوزخ میں جاینگے اور دشمنان آل رسول کے دوزخی ہونے کی اور منافقین کی دوزخ جانیکی جو قرآن اور حدیث میں خبر ہے انکی تکذیب لازم آویگی اصلی حقیقت اس دھوکھانے کی یہ ہے کہ بعد وفات رسولخدا لوگوں نے علی ع سے انحراف کیا تو بعض لوگوں کے دلوں میں محرومی نجات کی خدشات پیدا ہونے لگی لہذا تالیف قلوب کیلئے بے سر و پا قصہ بنائے گئے اور لغو حدیثیں تصنیف ہوئیں خیریت ہوئی احادیث کے تصنیف کرنیوالے جاہل تھے انجام پر غور نہ کرتے تھے دفع الوقتی کیواسطے جو دل میں آتا تھا رسول کی جانب منسوب کر کے لکھدیا کرتے تھے تاریخ ابن خلکان ترجمہ ابو عبد الرحمان نسائی امام نسائی کو شامیوں نے بوجہ اظہار فضائل حضرت علی مار ڈالا تھا جب امام نسائی کو قتل کر ڈالا جسکے خوف سے سب لوگ ساکت تھے محبوں کو تقیہ کرنا پڑا جو لوگ تقیہ کو برا کہتے ہیں وہ شامیوں کے شریک ہو گئے تھے حضرت علی و اولاد علی پر تبرا کرتے تھے اس رسم نے یہاں تک استحکام پایا کہ جب مومن مجالس میں فضائل حضرت علی بیان کرتے ہیں اور مقابلہ فضائل حضرت علی ع کی وہ فضائل شیخ عبد القادر کے بیان کرتے ہیں اور مصائب آل رسول جو محب بیان کر کے گریہ و زاری کرتے ہیں عدو اسکے جواب میں مجالس رقص و سرود برپا کر کے حال قال میں مصروف ہوتے ہیں محبان خاندان نبوت مجالس عزا کو عبادت بتلاتے ہیں اور دشمنان مجلس حال و قال کو جسمیں رقص سرود ہوتا ہے داخل عبادت بتلاتے ہیں تاریخ الخلفا صفحہ ۹۱ سے ثابت ہے کہ حضرت علی ع کے دشمن بکثرت تھے اور متلاشی کہ اونپر کوئی عیب لگایا جاوے جب کچھ نہ پایا تو خوش طبعی کا عیب لگایا اگر حضرت علی ع کو بوجہ دشمنی خلافت سے بھی محروم نہ کرتے تو نوبت جنگ صفین اور معرکہ کربلا کے نہ پہنچتے نہ ایک مذہب اسلام کے مذہب مختلف قائم ہوتے اسلئے بار بار رسول مختار نے فرمایا کہ علی کا دشمن میرا دشمن ہے میرا دشمن دشمن خدا ہے بار بار اس تاکید سے آنحضر کی غرض یہ ہے کہ دین اسلام میں اختلاف نہ پڑنے پاوے اگر خاندان نبوت میں خلافت رہیگی تو دین میں اختلاف نہ پڑیگا افسوس کہ امت نے حکم خدا رسول کی نافرمانی کی اور اسلام کی قوت شوکت کو طمع دنیا میں پڑ کر برباد کر دیا جسکے سبب سے ایک مذہب مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گیا یہ فقیر حقیر سخت متعجب ہے کہ معتبرین علماء لکھ رہے ہیں کہ وفات رسولخدا کے بعد اہلبیت رسولخدا کی مخالف اصحاب نے اتفاق کر لیا تھا کہ حکومت خاندان رسالت سے علیحدہ کر لی جاوے اور حضرت علی ع تک خلافت نہ پہنچنے پاوے اور خاندان رسالت سے حکومت کو نکالنے اور حضرت علی کو خلافت سے محروم رکھنے کی غرض سے اہلبیت رسول کو سخت ایذا پہنچائے گئے اسپر بھی مخالف اہلبیت کی ایذا رسانوں کو مومن اور پیشوا سمجھتے ہیں اور اسپر آمادہ جنگ و جدال ہوتے ہیں اور اپنے

کو مسلمان کہتے ہیں اور خوف قیامت سے بالکل نہیں ڈرتے اور اسباب کا خیال نہیں کرتے کہ خاندان رسالت سے جو براہ دشمنی حکومت نکالی گئی اُسیکا انجام اختلاف مذہبی ہے مگر اسپر خیال نہیں کرتے اس بیان کی تاکید میں مسعودی کی مروج الذہب میں روایت ہے صفحہ مسعودی ۱۶۶ اور کامل ابن اثیر کی تاریخ کی جلد پنجم میں کہ کھڑے ہو گئے حضرت مقداد فرمانے لگے کہ وفات رسولخدا کی بعد جیسے ایذا ملکے اہلبیت کو دیگئے اونکی مانند کوئی بشر مبتلا نہیں ہوا ہیں کہا عبدالرحمان بن عوف نے کہ تمکو اس امور میں کیا دخل ہے جواب دیا مقداد نے کہ قسم خدا کی ہم اہلبیت رسولخدا کا دوست ہیں یہ لوگ حق کے ساتھ ہیں اور حق بیچ انکے ہے اے عبدالرحمان تعجب ہے تو قریش کو غلبہ دے رہا ہے اور غیروںکو خاندان رسالت پر فضیلت دیتا ہے اور افسوس تمکو اللہ کا ڈر نہیں ہے تم لوگوں نے اتفاق کر لیا ہے اس بات پر کہ وفات رسولخدا کے بعد سلطنت خاندان نبوت سے نکال لو اس مقام پر حجت اسلام امام غزالی کی روایت بھی قابل غور ہے جسکو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ البالغہ میں نقل کیا ہے ترجمہ حجت السلام امام غزالی سے حجۃ البالغہ میں روایت ہے کہ زمانہ خلفائے راشدین کا ختم ہو گیا اور خلافت آگئی اوس قوم میں کہ جنکو کچھ استحقاق نہ تھا اور علم و اقتدار کا انکو حاصل نہ تھا پس وہ خلفائے مضطر ہو کر طالب اعانت فقہا کی ہوئے اور باقی رہا علم علما بین مثل طور اور طریق صحابہ کے عمل حدیث پر بدوں قیاس کے اور اس زمانہ کے علمانے دیکھا کہ عزت دولت خلفا کی رضامندی ہے بہ تو واسطے خوشنودی خلفائے غیر مستحقین کے مسائل میں قیاس داخل کر دیا تا کہ بحث اور تغیر کو گنجائش ملے امام غزالی کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ علمانے واسطے حصول دولت خلفا وقت کی رضامند کرنیکو مسائل میں قیاس داخل کر کے تقریریں شروع کیں اور غیر مستحقین کو واسطے خوشنودی خلفا وقت کے مستحق ثابت کرنا شروع کر دیا انہیں عالموں نے بذریعہ قیاسات فرقہ ناصبی اور معتزلہ اور خارجی اور ماتریدی اور اشعری کو مجموعہ کہکے تبدیل نام کر لیا اور ذریعہ قیاسات اسقدر اسلام میں تغیر تبدل پیدا کر دیا ہے کہ عوام الناس حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتے گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں انہیں قیاسات نے اختلاف مذہبی کو ترقی دی اور جب لوگوں کو اپنے عالموں سے تقریروں میں ذریعہ قیاس بحث کی گنجایش ملی تب ہر شخص کو حوصلہ ہو گیا کہ جو دل میں آتا ہے قرآن اور حدیث کے معنے پیدا کرکے جاہلوں کو گمراہ کرتا ہے انہیں خوشامد کرنیوالے عالموں کی قیاسات نے دروازہ امام علیہم السلام کو معطل کر دیا تھا اور خلق کو انکی جانب رجوع نہ ہونے دیا تھا اور خود امام بنے اور امام بنکر عزت اور دولت حاصل کی اور اس عزت اور دولت نے ہر ایک شخص کو دعویدار امامت اور ولائیت بنا دیا جو ہر قوم کے لوگ بکثرت امام بنگئے ہیں اور مذہب حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی جاری ہو گئے ہیں اور پیری مریدی کے چرچے گھر گھر پھیل گئے ہیں رقص سرود کی محفلیں بے تکلیف جاری ہو گئیں یہ سارا نتیجہ انہیں قیاسات کا ہے جو حضرت علی ع اور اولاد علی کے حقوق کو ثابت نہیں ہونے دیتا +

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۰ ترجمہ حدیث فرمایا جناب رسولخدا نے جو شخص تبرا اور دشنام کرے علی پر اسنے مجھکو کیا ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۳۶ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ یا علی دوست تمہارا مومن ہے اور دشمن تمہارا منافق ہے تاریخ الخلفا صفحہ ۱۷۱ فرمایا جناب سرورکائنات نے کہ جسنے ایذا دی علی کو اسنے ایذا دی مجھکو اور جسنے محبت کی علی سے اسنے محبت کی مجھسے ملل ونحل شہرستانی صفحہ ۹۰ امام ابوالفتح عبدالکریم شہرستانی کتاب ملل ونحل میں لکھتے ہیں کہ امام مقرر ہوتا ہے اتفاق اور اختیار سے

اور ہر شخص کی امامت قبول کی گئی ہے اجماع امت کے سبب سے اسلیئے امامت معاویہ اور یزید ابن معاویہ اور انکے بعد امامت مروان و اولاد مروان بھی واجب التسلیم ہے دیوان حضرت علی صفحہ ۱۴۴ ان اشعار میں حضرت علی نے معاویہ کو ناری و سگ کہا ہے شرح ابن ابی الحدید معتزلی جلد دوم صفحہ ۴۳۲ ترجمہ حدیث فرمایا جناب رسول خدا نے کہ معاویہ کی موت غیر شریعت پر ہوگی اور فرمایا معاویہ ایک صندوق آتشی میں طبقہ جہنم میں ہوگا سیف المحمدیہ صفحہ ۷۰ ۵۱ سنہ ہجری میں جو ابن عدی اور پانچ کس اصحاب رسول اللہ بجرم رفاقت علی بحکم معاویہ قتل ہوئے معاویہ کو حضرت علی سے اسدرجہ عداوت تھی اور شہادت امام حسین سنکر معاویہ و اہل شام کو از حد خوشی ہوئی اور تکبیریں کہیں اور شہادت امام حسنؑ سے یزید پسر معاویہ کو بدرجہ ہا خوشی ہوئی اور مقلدان معاویہ یزید ابتک ان دونوں اماموں کی شہادت کو باعث خوشی قرار دیتے ہیں اور یوم شہادت کو عمدہ عمدہ پارچات زینت بدن کرتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں اور ناچ تماشہ بغرض ادائے سنت یزید معاویہ دیکھتے ہیں اس خوشی کا سبب بھی ہے کہ یزید نے خوشی کی تھی اور خلافت یزید کو تسلیم کر چکے تھے اسلیئے اپنے خلیفہ یزید معاویہ کی سنت کو ادا کرتے ہیں اس عداوت کے نتیجہ میں براہ مکر و دغا بازی جنگ صفین واقعہ ہوئی اور اس دشمنی کے سبب چند کس نے حضرت علی کی خلافت کو قبول نہ کیا پس امت نے امام وقت اور خلیفہ مطلق حضرت علی سے روگردانی کر کے اپنی مرضی سے خلیفہ بنایا جن مسلمانوں کو ابتک مسلمان ہونیکا دعوا ہے گویا دار و مدار مذہب کا عداوت حضرت علی پر رکھا گیا ہے اور پیشوایان اہل سنت نے آل رسولؐ کی ضد میں اپنے کو اصلی مسلمان اور افضل الامت اور فخر السلام قرار دیا ہے ✦

## از قول فیصل

شہادت حضرت امام حسین کے بعد لوگوں میں اضطراب پیدا ہو گیا تھا اور چار جانب سے لوگ خون حسینؑ کے انتقام کیلیئے مستعد بجنگ ہو گئے چنانچہ مختار ثقفی کا خروج مشہور ہے جسکی اعانت میں شیعان علی شریک ہوتے جاتے تھے مختار ثقفی کے خروج نے حکومت یزید کا رنگ بدل دیا چونکہ بعوضہ خون عثمان امام شہید کیے گئے تھے اور دوستان حضرت عثمان اور رؤسا مکہ مدینہ نے اسوجہ سے امامؑ کی اعانت نہ کی تھی کیونکہ خون عثمان کا بدلہ لیا جاتا تھا اگر لوگ امام حق کی اعانت کرتے تو عثمان کی خلافت کی مخالف قرار پاتے اور عثمان کے ساتھ ہر دو خلافت سے بھی منکر ہونا پڑتا تھا جنکے اجماع سے یہ ہر سہ اشخاص خلیفہ نبی تھے بدینوجہ لوگوں نے سکوت کیا تھا اور واقعہ شہادت کربلا کا ہو گیا لیکن بعد شہادت سب لوگ انتقام خون حسین پر آمادہ ہو گئے تو تمامی اصحاب انصار میں اضطراب پیدا ہو گیا کہ اس شہادت سے خلفائے ثلثہ کی خلافت کا غصب بھی ثابت ہوا جاتا ہے اور کل اصحاب اور انصار اور تابعین اور مسلمین کے ذمہ الزام قتل امام حسین عاید ہوتا ہے جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا اور جنہوں نے خدا رسول کے احکام کی مخالفت کر کے تعین خلافت کے واسطے اجماع امت کی رسم نکالی پس شہادت امام حسینؑ کی تشویش میں سب پریشان تھے اور اس اضطراب اور پریشانی کے سبب ہر شخص اہل شام یزید کو الزام دیتا تھا کہ تونے برا کیا ان الزامات کے سبب انجام میں یزید پشیمان ہوا اور اہل حرم کو قید سے رہا کر کے مدینہ بھیجا امام زین العابدینؑ بھی اسی سبب قتل سے محفوظ رہے پس واقعات شہادت امام حسین کی بیان سے آن اصحاب انصار پر کہ جنہوں نے خلافت ثلثہ اور معاویہ اور یزید پر اجماع کیا تھا

قتل حسینؑ انصار حسین اور اقربا حسینؑ کا الزام عائد ہوتا ہے اور انجام میں سلسلہ بسلسلہ یہ الزام قتل کا خلیفہ دوم پر عائد ہو جاتا ہے جیسا کہ تحریر باہمی یزید اور عبد اللہ ابن خلیفہ ثانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یزید نے عبد اللہ کو صفا لکھا کہ اس قتل کا بانی تیرا باپ ہے اور لوگوں نے کہا امام حسین قتل ہوئے بروز شورہ سقیفہ بنی ساعدہ اور بسبب اصحاب انصار اور خلفاء اور معاویہ یزید یکساں ہیں چونکہ مواخذہ خون امام حسینؑ کا اسکی ذمہ عائد ہوتا تھا اسکا مواخذہ خون کے سبب خلفاء بنی امیہ اور بنی عباسیہ کو اسبات کا ہمیشہ خوف رہا کہ جسطرح مختار ثقفی نے انتقام خون حسینؑ کیواسطے خروج کیا اور قاتلان امام حسین کو جا بجا ڈھونڈکر قتل کیا اور طوائف الملوکی ہوگئی مبادا اس ذکر شہادت شہدائے کربلا سے مسلمانوں کو دفعتاً جوش نہ پیدا ہو جاوے اور طوائف الملوکی پھر نہ ہو جائے اور اس جوش میں مثل خروج مختار کی پھر جنگ نہ شروع ہو جائے اور اسی طوائف الملوکی میں اولاد امام حسینؑ سے جو مسند امامت پر یکے بعد دیگرے جلوہ افروز ہوتے چلے گئے ہیں خلافت اسلام پر قابض نہ ہو جاویں اور اسوجہ سے حکومت بنی امیہ اور بنی عباسیہ سے جاتی نہ رہے لہذا بہ نظر تالیف قلوب دانشمندی کی ساتھ وقتاً فوقتاً اول مختار پر الزام لگایا گیا کہ عام مسلمان اوس سے کنارہ کش رہیں اور اسکے شریک نہ ہو جاویں اور یہ مکر تقلید تھی اس مکر کے جو جنگ صفین میں کلام مجید نیزوں پر بلند کئے گئے تھے جسکے سبب سے لشکر حضرت علی کی لوگ جنگ سے دست کش ہوکر حکم حضرت علی کے بجاآوری سے قاصر رہے اور ایک گروہ خارجی ہوگیا یہ ساری تدبیریں خلفائے بنی امیہ کے استحکام کیلئے تھیں مختار پر بھی علمانے فتویٰ دیا اماموں کو بھی وقتاً فوقتاً زہر سے شہید کیا +

اور ذکر شہادت کا قطعی ممانعت تھی اوسے ممانعت کے سبب کہ مدینہ منورہ بروز عاشورہ آجتک کوئی ذکر نہیں کرتا اور اسی بنا پر ابن حجر مکی اور حجت الاسلام امام غزالی نے ذکر شہادت شہدائے کربلا کو منع کیا اور صفا لکھدیا اس ذکر سے خلفا کی جانب سے بدظنی اور کینہ دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور اکثر علماء اسیطور پر لکھتے چلے آتے ہیں اور بہت کوشش کرتے تھے کہ نشان ہائے قبر شہدائے کربلا نیست نابود کئے جائیں تاکہ یہ ذکر شہادت فراموش ہو جائے اور اصحاب اور انصار اور خلفا اور معاویہ یزید الزام قتل آل رسول سے بدنام نہوں مگر یہ کوشش بھی ضائع ہوئی اس بدنامی سے بچانے کیلئے ابن حجر اور امام غزالی اور ملا علی قاری صاحب شرح فقہ اکبر لکھ رہے ہیں کہ قتل امام حسینؑ میں یزید کا کوئی قصور نہیں تھا یزید مومن تھا خلافت یزید کی حق تھی اور مشیت الٰہی باعث قتل امام حسینؑ تھی زمانہ شہادت امام سے تا ایندم علماء اہل سنت کی کوشش کرتے رہے ہے کہ ذکر شہادت مسدود ہو جائے کیونکہ اس ذکر سے سامعین کے دلوں میں جوش پیدا ہوتا ہے اور اصحاب انصار کی جانب سے بدظنی پیدا ہوتی ہے جنہوں نے خلافت یزید پر اجماع کیا اور امام حسینؑ کی نصرت نہ کی اور انجام میں خلفا کا کینہ سامعین کے دلوں میں مستحکم ہوتا ہے چونکہ زمانہ حکومت بنی امیہ و بنی عباسیہ کا تھا علما مطیع حکام وقت کے تھے اور علما بغرض حصول دولت خلفا وقت کی خوشامد کو دین ایمان سمجھتے تھے علما ہر زمانہ میں مسلمانوں کو ذکر شہادت شہدا کربلا سے منع کرتے چلے آئے ہیں رفتہ رفتہ اس رسم کی ممانعت کو استحکام ہو گیا اوسے رسم مغنیہ کے مطابق اپنے باپ دادونکی تقلید میں اب بھی علما ذکر شہادت شہدا کربلا سے ممانعت

کرتے ہیں اور مجالس شہدا کو بدعت سیئہ بتلاتے ہیں اور قریب بکفر کہتے ہیں حالانکہ اب اس ذکر سے کوئی نقصان اُن کا نہیں ہوتا کیونکہ نہ اب خلافت بنی امیہ کی باقی ہے نہ بنی عباس کی کہ جسکو ذکر شہدا کربلا سے ضرر پہونچتا ہو صرف رسم معینہ کی تقلید میں بلا ضرورت اور بلا سبب ممانعت کرتے ہیں اور انجام پر غور نہیں کرتے کہ اس ممانعت کی سبب دشمنان آل رسول میں انکا شمار ہوا جاتا ہے اور ممانعت سے نہ کوئی نفع ہے نہ اب اسکی ضرورت ہے پس یہ ممانعت انکی نافہمی کے سبب تقلیدی ہے نہ ضرورتاً نہ شرعاً اصلی حقیقت اسکی یہ ہے کہ +

جب روز عاشورہ محرم کو امام حسینؑ شہید ہوئے آسمان سے خون برسا جنات کی نالہ شیون کی صدا سنی ہر کلوخ کی نیچے سے خون تازہ نکلتا تھا اور صدائے قتل الحسینؑ ہر چہار جانب سے بلند تھے جسکا اقرار شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی کتاب سرالشہادتین میں کیا ہے کہ اہل حرم میں نالہ شیون بپا تھا بی بیوں نے سر کے بال کھول دیے تھے سروں پر خاک پڑی تھی اپنے وارثوں کے غم میں بی بیاں منہ پر طمانچے مارتی تھیں اور سینہ کوٹتی تھیں سر پیٹتی تھیں اسطرف تو حرم امام میں ماتم امام کا ہوتا تھا اور اہلحرم روتی جاتی تھی اور اسیر کی جاتی تھی اور مصائب شدید میں مبتلا تھے اسطرف فوج یزید میں قتل امام کی عید تھی عبداللہ ابن زیاد کا دربار اور شہر کوفہ مثل یوم عید آراستہ کیا گیا تھا اور دربار یزید شہر شام میں جشن تھا اور آپسمیں ملتے تھے خوشی کرتے تھے اور وہ لوگ کہ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا تھا یزید کے ساتھ شریک تھے جشن میں بس جو لوگ کہ خلافت یزید کے مطیع تھے اور خلافت یزید کو حق جانتے تھے وہ لوگ یزید کی پیروی میں یوم عاشورہ محرم کو یوم عید و یوم جشن قرار دیتے ہیں اور جو لوگ معتقد اور پیرو حضرت علیؑ و انکی اولاد کے ہیں اور امام حسینؑ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں[4] اور نالہ و شیون کرتے ہیں اور قاتلان حسینؑ سے اپنی نفرت ظاہر کرتے ہیں چنانچہ اس غم میں جناب سید الساجدین یعنی زین العابدین چالیس سال کامل روتے رہے اور آنکھوں میں حلقے پڑگئے تھے خلافت یزید کے بعد چند سو برس تک خلافت بنی امیہ و بنی عباس میں رہی اور ہر زمانہ میں یہ تقلید یزید یوم عاشور محرم یوم سعد و یوم عید قرار پاتا رہا اور خلفائے وقت کی خوشامد کے سبب عالموں نے بھی یوم عاشور محرم کے فضائل بیان کرکے اس دن کو باعث سرور اور باعث خوشی قرار دیا تھا چنانچہ شیخ عبدالقادر نے بھی اپنی غنیۃ الطالبین میں یوم عاشور محرم کو فرحت و سرور لکھا ہے اوسی تقلید یزید میں مولوی محمد جہانگیر خاں نے بھی اپنی کتاب اظہار الہدا کے صفحہ ۸۲ میں اس یوم عاشور کو یوم عید باعث خوشی قرار دیا ہے اصل عبارت کتاب اظہار الہدا کہ جب مسلمان محرم کا چاند دیکھیں اس ماہ کو متبرک سمجھیں قول فیصل صفحہ ۲۳۲ توضیح یعنی مقصد دلی مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا کہ ماہ محرم میں یزید نے خون حضرت عثمانؓ کا بدلہ لیا حضرت امام حسینؑ سے لیا اور یزید کو اس مہینہ میں فتح نصیب ہوئی اسلئے اس ماہ کو متبرک سمجھنا چاہئے اور اس ماہ میں پنجتن کا خاتمہ ہوا جسکے سبب یزید اور راحت قلبی حاصل ہوئی اور دشمنان یزید یعنی آل رسول اللہ کی بیبیاں اور ماں بہنوں کو اس مہینہ میں ذلت اور رسوائی نصیب ہوئی بہتر اس سے زیادہ اور کونسا ماہ مبارک ہوگا کہ دشمنان یزید تہ تیغ ہوئے اور انکے حرم رسوا کئے گئے اصل عبارت کتاب اظہار الہدا یہ کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھیں نوافل پڑھیں غسل کریں علما سے ملیں محتاجوں کو فی سبیل اللہ صدقہ دیں اور باہم مسلمانوں سے ملیں توضیح بروز عشورہ غسل کرنیکی ہدایت اسلئے ہے کہ اوس روز شہدائے کربلا کو پانی میسر نہ تھا لہذا فتح یزید کی خوشی

---

[4] وہ لوگ عشرہ محرم کو مصائب شہدا و اہلحرم کو یاد کرکے ماتم کرتے ہیں اور سر و سینہ پر خاک اڑاتے ہیں اور سر و

میں بلا ضرورت بھی غسل کرنا چاہیئے جیسا کہ بروز عید غسل کرتے ہیں تاکہ یوم عاشورہ کا روز یوم سرور ہونا ظاہر ہو اور محبان امام حسین کو معلوم ہو جاوے کہ انکے امام کو بروز عاشورہ ایک حمام آب میسر تھا کہ حلق اپنا تر کرتے مگر معتقدان یزید کو جسطرح بروز قتل امام حسینؑ بکثرت پانی میسر تھا اسیطرح انکی تقلید میں انکے مقلدوں کو ابتک اسقدر پانی میسر ہے کہ یوم عاشورہ ایک مشک پانی سے بلا ضرورت بھی غسل کرتے ہیں اور روزہ رکھنے کی ہدایت اسلئے ہے کہ امام حسینؑ کو یوم عاشورہ بھی روزہ میسر نہ ہوا کیونکہ بعد ظہر و قبل از عصر آپ شہید ہو چکے تھے اور روزہ ختم ہوتا ہے شام کو نہ آپ نے روزہ کی نیت کی تھی اور روزہ ہوتا بھی چار پہر کا نہ چوبیس پہر کا آپ پر تو تین یوم سے آب و دانہ بند تھا مگر معتقدان یزید کو اسیطرح بروز قتل امام حسینؑ اطمینان حاصل تھا اور فتح یزید کی نیت سے روزہ رکھا تھا اسکی تقلید میں روزہ رکھنا امر ضروری قرار دیا جاتا ہے تاکہ سنت یزید پوری طور سے ادا ہو جائے اور علماء سے ملنے اور آپس میں مسلمانوں سے ملنے کی ہدایت سے مطلب یہ ہے کہ جبتک لوگ عالموں سے ملتے باہم معانقہ نہیں کرتے یوم عید کی فضیلت ظاہر نہیں ہوتی چنانچہ بروز عید جو مسلمان معانقہ باہم کرتے ہیں اس معانقہ سے غرض یہ ہے کہ خدا نے ہمکو روز عید دنیا میں نصیب کیا کیونکہ یوم عید یوم سعد برکت و یوم خوشی قرار پایا ہے لہذا اس خوشی کی اظہار میں باہم ملا کرتے ہیں اور عاشورہ محرم کی برکت اور یوم عید اور خوشی کی اظہار کی نیت معانقہ باہمی مولوی صاحب بدایت فرماتے ہیں ٭

اور صدقہ دینے کی ہدایت بھی اس غرض سے ہے کہ بروز عید صدقہ دینا لوازمات عید سے ہے اور اس صدقہ دینے سے اہلبیت رسول اللہ کی محتاجی اور مقلدان یزید کی دولتمندی اور سیر چشمی اور سخاوت اور فتح یزید کی خوشی کا اظہار ہوتا ہے اصل عبارت کتاب اظہار الحق مولوی محمد جہانگیر خاں شکوہ آبادی کی یہ بھی ہے کہ ان اعمال بد سے یعنی مثل مرثیہ سننے سینہ کوٹنے سر پیٹنے سر کھولنے میں دھول ڈالنے ماتم کرنے نذر حسینؑ سبیل رکھنے اور فاقہ سے مرنے پا برہنہ پھرنے زمین پر لیٹنے وغیرہ سے توضیح چونکہ عاشورہ محرم کو فتح یزید کا دن ہونیکے سبب یوم خوشی و یوم فرحت ہے دوستان یزید کیلئے مولوی صاحب ممانعت فرماتے ہیں کہ اس خوشی کیدن مرثیہ سننا بیجا ہے مرثیوں میں اوصاف شہدائے کربلا کے پڑھے جاتے ہیں کہ جنکی سماعت سے دلوں میں درد پیدا ہوتا ہے چونکہ شہدائے کربلا بوجہ انکار بیعت یزید شہید ہوئے انکے اوصاف بیان کرکے لوگوں کے دلوں میں درد پیدا کرنا مخالفت یزید کی ظاہر ہے کہ جسکی امامت اور خلافت پر اصحاب اور تابعین نے اجماع کرکے قبول کیا تھا بدینوجہ مولوی صاحب مرثیہ کی سماعت سے ممانعت فرماتے ہیں تاکہ سامعین کا شمار مخالفان یزید اور صحابہ اور تابعین میں نہ ہو جاوے جبکہ یوم عاشورہ مولوی صاحب کے نزدیک یوم فرحت و سرور ہے تو بروز عید بیانات مصیبت اور رنج غم کی سماعت سے خوشی مبدل بغم ہو جاتی ہے اور یہ عمل امر داخل بدشگونی ہے اور سینہ کوٹنے اور سر کوٹنے اور سر کھولنے اور ماتم کرنے اور پا برہنہ پھرنے اور زمین پر لیٹنے سے مولوی صاحب اسلئے ممانعت فرماتے ہیں کہ ان افعال سے دشمنان یزید کی تقلید ثابت ہوتی ہے کیونکہ اہل حرم نے سر کھول دیتے تھے اور سروں پر خاک اڑاتے تھے اور غم امام حسینؑ میں سینہ کوٹا تھا سر پیٹا تھا ماتم کیا تھا زمین پر سوئے تھے اور امام ساجد کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک پا برہنہ گئے تھے اور یہ لوگ خلیفہ یزید کے دشمن تھے پس دشمنان خلیفہ کی تقلید کرکے سنت یزید کا ترک کرنا داخل عمل بد ہے، اور نذر حسین سبیل رکھنے سے

اسواسطے مولویصاحب نے ممانعت فرمائی ہے کہ حسینؑ دشمن یزید کی تھی اور یزید نے اونپر پانی بند کیا تھا پس محبت حسین میں حسین کی تشنگی یاد رکھنا اور پانی پلانا خلیفہ یزید کی تکذیب کا باعث ہے اسلئے یہ عمل بد ہے اور فاقہ کشی سے اسلئے ممانعت فرماتے ہیں کہ امام حسین بوجہ دشمنی یزید کے فاقہ میں فوج یزید کے ہاتھ سے ذبح ہوئے ہیں اور اہل بیت امام حسینؑ دشمنی یزید کے سبب معہ وضعہ مصائب حضرت عثمان نوبت فاقہ کی پہونچی پس بروز عاشورہ فاقہ کرنا امام حسین کی تقلید ہے اور خلیفہ یزید کے دشمن کی تقلید کرنا سنت خلیفہ کے خلاف ہے اسلئے یہ فعل داخل عمل بد ہے +

اور اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ مولویصاحب محمد جہانگیر خان نے لکھا کہ دن عاشورہ محرم قدیم سے برکت والا ہے اور اکثر انبیاء اولیاء کے رنج و غم اسی دن دور ہوئے ہیں اور فضل خدا سے انکو بڑے درجہ ملتے ہیں چنانچہ آدم کی دعا اسیدن قبول ہوئی اور موسیٰ نے اسیدن فرعون کے ظلم سے نجات پائی تھی اور نوح کی کشتی بھی اسیدن جودی پہاڑ پر ٹھیری تھی توضیح اس عبارت سے میرے نزدیک صاف صاف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جناب مولویصاحب محمد جہانگیر کا اصل مطلب یہ ہے کہ جسطرح یوم عاشورہ کو انبیاء اولیا کے رنج و غم دور ہوئے اسیطرح یوم عاشورہ محرم کو یزید کے بھی رنج غم دور ہوئے اور خاتمہ پنجتن سے اسکو استحکام حکومت کا اطمینان ہوا اور جسطرح انبیاء اولیاء کو بروز عاشورہ محرم بڑے بڑے درجے فضل خدا سے ملے اسیطرح یزید کو بھی حضرت امام حسینؑ کے مقابلہ میں درجہ فضیلت بوجہ فتح حاصل ہوا اور جسطرح آدم کی دعاء قبول ہوئی اور اسیطرح یزید کی دعاء قبول ہوئی اور یزید نے فتح پائی بدینوجہ یہ دن بڑی برکت والا ہے لہذا اسدن خوشی کرنا چاہیئے نہ رنج تاکہ خلیفہ یزید کی پیروی میں فرق نہ آوے اور جسطرح بروز عاشورہ محرم یزید نے خوشی کی اوسیطرح اوسکے مقلد بھی جشن اور خوشی میں مصروف رہیں +

اور عبارت کتاب اظہار الہدیٰ محمد جہانگیر خانصاحب نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسین نے بھی طریق قدیم اسیدن درجہ مظلومیت اور شہادت کا حاصل کیا اوسکا سبب یہ تھا کہ اللہ صاحب نے اپنے فضل سے تمام مراتب اپنے محبوب پاک محمد صلعم کو عطا کئے تھے صرف مرتبہ شہادت کی کمی تھی وہ بھی حسین کی شہادت کے سبب پوری کر دی توضیح شہادت کا بڑا درجہ ہے لہذا اس درجہ شہادت کو مولوی صاحب ممدوح نے امام حسین کی ذات سے علیحدہ کرکے اس رتبہ عظیم کو حضرت رسول اللہ کی ذات میں شامل کر دیا کہ رسول اللہ کی عظمت قایم رہی اور امام حسینؑ اس عظمت سے علیحدہ کر دئے جائیں اگر رسول اللہ کی عظمت سے انکار کیا جاتا مقلدان یزید کو نہ مسلمان بننے کا حق باقی رہتا کہ نہ یزید خلیفہ رسول قرار پاتے اسواسطے درجہ شہادت کا درجہ تو ذات رسولخدا میں شامل کر دیا گیا اور رہ گئے امام حسین اونکے خون کا جرم قیامت کو یزید پر عائد کرکے فتویٰ دیا گیا قتل الحسین الالسیف جدہ اگر یہ رتبہ شہادت کا امام حسینؑ کی ذات میں قایم رکھا جاتا تو یزید معہ ان اصحاب اور مسلمانوں کی کہ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا تھا بزمرہ قاتلان امام حسینؑ میں شمار کئے جاتے اسلئے امام حسین کی ذات سے درجہ شہادت علیحدہ کر لیا گیا پس جو لوگ خلافت یزید کو حق جانتے ہیں اور یزید کے مقلد اور پیرو ہیں وہ تو یوم عاشورہ محرم کو یوم عید اور یوم فرحت و خوشی جانتے ہیں اور جو لوگ مقلد امام حسین کے ہیں اور انکی اولاد اہلبیت کے ہیں وہ لوگ یوم عاشورہ محرم کو یوم رنج و غم و یوم مصیبت کی جانتے ہیں پس باہم سنی و شیعہ کے دربارہ یوم عاشورہ محرم اختلاف باہمی

کا یہ سبب ہے جو پوشیدہ راز تھا وہ ظاہر کیا گیا ہے +

پوشیدہ نہ رہے کہ یوم عاشورہ محرم یوم عید کلاں تھا لیکن یہ یوم عید بوجہ شہادت فرزند رسول یوم رنج و غم ہو گیا اور بجائے عید عاشورہ کی پروردگار عالم نے عشرہ ذالحجہ کو یوم عید مقرر فرمایا پس عشرہ ذالحجہ معاوضہ ہے عید عشر محرم کا۔

اور نہم محرم کو جو امام عالی مقام نے ایک شب مہلت لی تھی اسکا سبب یہ تھا کہ ہدایت اور رہنمائی تا قیامت امت محمدی کے استحکام ایمان کے لئے ایک بڑا ذریعہ ہے اور اس مہلت کے چند سبب تھے جنکی تصریح ذیل میں کیجاتی ہے۔ اول یہ کہ امام حسین نے عمر ابن سعد کو طلب کیا اور فرمایا کہ بدبخت تو مجھسے مقابلہ کرتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ میں کس کا پسر ہوں آیا خدا سے نہیں ڈرتا اور اعتقاد قیامت پر نہیں رکھتا میری طرف چلا آ کہ سعادت ابدی تجھکو حاصل ہو اور عذاب آخرت سے تجھکو نجات ہو عمر سعد نے امام کی اس ہدایت کو قبول نہ کیا اور کہا کہ مجھکو خوف ہے کہ ابن زیاد میرا گھر لوٹ لے اور میری مزروعات کو چھین لے اور میرے عیال و اطفال کو برباد کرے اس ہدایت سے امام کی یہ غرض تھی کہ امت خبردار رہے کہ طمع دنیا کے سبب انسان اپنی عاقبت کو خراب کرتا ہے مگر ترک دنیا نہیں کرتا پس ایمانداروں کے لئے یہ ایک عمدہ ہدایت ہے کہ جسکے یاد رکھنے سے ایماندار شخص دنیا سے نفرت کرتا ہے اور کسی کے بہکانے سے راہ راست کو نہیں چھوڑتا ؎

ترک دنیا کن کہ تا دینت بود
آں بدہ از دست تا اینت بود

حضرت امام حسین نے دیکھا کہ میری نصیحت کا کوئی اثر عمر سعد پر نہیں ہوتا تب آپ نے فرمایا کہ اے عمر سعد اگر تو اس اسباب پر رضامند نہیں ہوتا کہ میری اطاعت کرے تو تو مجھسے مزاحمت نہ کر کہ میں اپنے وطن کو چلا جاؤں اور گوشہ نشینی اختیار کر کے عام مسلمانوں کیطرح اپنی زندگی بسر کروں اور اگر ابن زیاد کو میرے وطن کی سکونت ناگوار ہو تو میں یزید کی ممالک مقبوضہ کی سکونت ترک کر کے کسی دوسری حکومت میں چلا جاؤں اگر یہ بھی منظور نہو تو مجکو یزید کے پاس جانے دیں یزید سے خود فیصلہ کرونگا چنانچہ عمر سعد نے ابن زیاد کو لکھا کہ اے ابن زیاد امام کی یہ استدعا ہے یقیناً تیری خوشی کا باعث ہوگا اور تو اگر امام کی اس استدعا کو قبول کریگا تو امت محمدی کو نفع حاصل ہوگا مگر ابن زیاد نے اس تحریر کے جواب میں لکھا ہے کہ میں نے تجھکو واسطے صلح کے نہیں بھیجا بلکہ واسطے اس امر کے کہ امام سے یزید کی بیعت لی اگر بیعت سے انکار کرے تو معہ انکے ہمراہیوں انہیں قتل کر اگر تو اس کام میں عذر کرتا ہے تو فوج کی سرداری شمر کی سپرد کر دی یہ خط نہم محرم کو بعد ظہر عمر سعد کے پاس شمر لیکر آیا امام حسین ع کی یہ استدعا اس غرض سے تھی تاکہ خلق اللہ پر روشن ہو جائے کہ امام دعویدار سلطنت کی نہیں تھے بلکہ گوشہ نشینی کی مستدعی تھے لیکن یزید اور ابن زیاد نے امام حسین کو بوجہ دعوی دولت اور سلطنت شہید نہیں کیا بلکہ بوجہ عداوت قتل عثمان شہید کیا ہے اگر بوجہ دعوی سلطنت قتل کرتے تو آب دانہ بند نہ کرتے آب دانہ بند کرنیکی کیا ضرورت تھی بلکہ آب دانہ کا بند کرنا تھا اسکا جو خلیفہ عثمان پر مصریوں نے پانی بند کیا تھا دوسرے اسباب کا ظاہر کرنا منظور تھا کہ عمر سعد کی خواہش تو ضرور تھی کہ باہم امام حسین میں اور یزید میں صلح ہو جاوے اور خون حسین ع کا مواخذہ میری گردن پر نہ آوے مگر حکومت رے کی طمع اسکے ارادہ کو پورا ہونے نہ دیتے تھے اور اس حال سے واقف ہو کر کوئی عبرت پکڑیں اور چند روزہ طمع دنیا کی امید پر دین کو برباد نہ کریں پس شمر نے ابن زیاد کا نامہ نہم محرم کو عمر سعد کو دیا اور کہا کہ تو اگر ان

زیاد کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا تو حکومت فوج کی میرے حوالہ کر یہ سنکر عمر سعد نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ قتل کی تیاری کرو پس اشقیاء کوفہ و شام بعزم جدال جانب خیمہ امام ؑ روانہ ہوئے اسوقت امام مظلوم پیش خیمہ سر بزانو بیٹھے تھے اور غنودگی طاری تھی شمر لعین نے قریب لشکر امام ؑ پہونچکر آواز دی کہ جعفرؑ اور عباسؑ اور عثمانؑ فرزند حضرت علی کہاں ہیں پس حضرت عباسؑ بمعہ برادران خود قریب شمر کے آئے اور فرمایا کہ ہمسے کیا چاہتا ہے شمر نے کہا تمہاری والدہ میرے قبیلہ سے ہیں تمکو امان دیتا ہوں یہ سنکر حضرت عباسؑ اور برادران عباسؑ نے فرمایا خدا تجھپر اور تیری امان پر لعنت کرے تو ہمکو امان دیتا ہے اور فرزند رسولخدا کو امان نہیں دیتا جب لشکر کا خروش زیادہ ہوا تو جناب زینب خاتونؑ امام کو بیدار کیا اور امام نے عباسؑ سے فرمایا کہ برادر جاؤ اور لشکر مخالف سے دریافت کرو کہ اس یورش سے تمہارا کیا مطلب کیا ہے حضرت عباس نے مخالفین سے استفسار کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے امیر ابن زیاد کا حکم ہے کہ تمسے بیعت لیں اگر بیعت سے انکار کریں تو تمکو ابن زیاد کے پاس لیچلیں اگر جانے سے انکار کریں تو تمسے جنگ کریں جناب عباسؑ نے فرمایا کہ صبر کرو کہ تمہارا پیغام امامؑ سے کہتا ہوں جناب عباس نے آکر لشکر یزید کا پیغام امامؑ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ لشکر یزید سے ایک شب کی مہلت طلب کرو اور لڑائی کل پر موقوف رکھو جب حضرت عباس علمدار نے لشکر یزید سے ایک شب کی مہلت طلب کی تو سرداران لشکر یزید نے مہلت دینے سے انکار کیا اسوقت لشکر یزید میں خروش بلند ہوا کہ اگر تم سے کوئی کافر مہلت مانگتا تو تم اسکو مہلت ضرور دیتے اور جگر گوشہ رسولخدا تم سے ایک شب کی مہلت مانگتا ہے اور تم انکار کرتے ہو اسوقت عمر سعد نے اپنے لشکر میں باواز بلند کہا کہ ہم نے ایک شب کی مہلت امام حسینؑ کو اور انکے تمام اصحاب کو دے پس اس طلب مہلت کا سبب اول یہ تھا کہ خلق اللہ پر روشن ہو جائے کہ یزید اور قبیلہ بنی امیہ اور طرفداران یزید کو امام حسین اور آل رسول اور اولاد علیؑ کے ساتھ اسقدر عداوت تھی کہ قتل امام میں عجلت کرتے تھے اور عذر بیعت ایک بہانہ تھا قتل امام حسین کا اور جناب عباس اور انکے بھائیوں کی امان دینے میں اشقیا رضامند تھے مگر حسینؑ کی قتل میں جلدی کرتے تھے دوسرا سبب اس مہلت کا یہ تھا کہ آپ کی شہادت کے واسطے یوم عاشور محرم مخصوص تھا اگر آپ مہلت بھی نہ طلب فرماتے تو بھی اسروز جدال و قتال نہوتا مہلت طلب کرنا ایک اسباب ظاہری میں تھا اور یہ غرض تھی کہ ارادہ اشقیاء اور شقاوت امت کی ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی آئندہ نسلوں میں یہ واقعہ یادگار رہے کہ جسطرح اشقیاء امت قتل امام حسین پر آمادہ اور مستعد تھے اوسیطرح ان اشقیا کی اولاد اور انکے مقلد ذکر امام حسین اور مجالس عزا حسینؑ کی مسدودی میں تا قیامت آمادہ اور مستعد رہینگے اور جسطرح نصیحت امامؑ کا اثر عمر سعد اور لشکر یزید پر نہوا اوسیطرح محبان حسینؑ کے نصیحت کا اثر بھی اولاد بنی امیہ اور مقلدان بنی امیہ پر کہ جو نسلاً بعد نسلاً دشمن امام حسین ہیں نہو گا اور تیسرا سبب اس طلب مہلت کا یہ تھا اسوقت تک امام حسنؑ کی وصیت کی تعمیل یا تکمیل نہیں ہوئی تھی اسکی بجا آوری باقی تھی اور چوتھا سبب یہ تھا کہ آپ کو اپنے فرزندوں اور عزیزوں اور رفیقوں کو وداع کرنا تھا اسلئے کہ فوج مخالف میں بائیس ۲۲ ہزار آدمی آمادہ قتل تھے یہ لوگ آپکے ساتھ قلیل فوج تھے جنمیں چند آدمی جوان تھے باقی کم سن اور ضعیف العمر لوگ تھے یہ لوگ فوج مخالف کے مقابلہ میں کسطرح فتحیاب نہو سکتے تھے اور فوج مخالف کے لوگ صرف قتل امام حسینؑ کے خواہاں تھے نہ کسی عزیز یا انصار کی

پس ایک اپنی جان کی حفاظت کیلئے اسقدر بیگناہوں کا خون کرانا خلاف عدالت تھا اور عدالت کا قائم رکھنا امام وقت کیلئے ایک امر لازمی ہے لہٰذا واسطے تکمیل عدالت اور اظہار استقلال اور اظہار صبر اور اظہار رضامندی از شہادت خود امام حسین نے شب عاشور محرم کو اپنے فرزندان اور عزیزاں اور رفیقوں کو ایک جا جمع کیا اور فرمایا کہ میں بہتر حمد و ثنا اپنے خدا کی جانتا ہوں اور اسکی حمد ہر سختی اور نرمی اور بلا پر کرتا ہوں یہ انتہائے فرزندی دلداری تھی اور اسی فرمانبرداری کا عوض درگاہ باری سے آپکو عطا ہوا کہ جو شخص محبت اور اطاعت اور فرمانبرداری کرے امام حسین کی اگر وقت گذر گیا ہو تو اظہار اطاعت بجا لائے [illegible] اطاعت پر اور منتظر رہے وقت ظہور قائم آل محمد کا وہ شخص بخاطر امام حسین یقیناً نجات پائیگا وہ کیسا ہی گناہ صغیرہ کبیرہ میں مبتلا ہو مگر بوجہ خون حسین پروردگار عالم اپنی رحمت سے تمامی گناہان کو عفو فرما کر بخش دیگا پس خون امام حسین کا یہ عوض محبان امام حسین کو ملیگا اور نزول رحمت الٰہی کا امت محمدی پر یہ سبب ہوگا اسواسطے شہادت امام حسین کی ہوئی اگر یہ سبب نہوتا تو شہادت کا ایک فعل عبث تھا اور جو لوگ شہادت امام حسین کو ذریعہ نجات نہیں سمجھتے انکی نزدیک واقعہ شہادت ایک امر معمولی ہے اسی سبب سے کہ وہ لوگ یزید کے مومن ہونے کے قائل ہیں اور یزید کی خلافت کو حق سمجھتے ہیں پس رحمت الٰہی سے بلا کسی سبب خاص کے کسیکا نجات پانا خلاف عدالت ہے اور جب ایک واسطہ شہادت امام حسین کا قائم ہوگیا تو نزول رحمت کا سبب ظاہر ہوگیا جسکے سبب سے عدالت میں بھی کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا اور رحمت الٰہی باعث نجات امت عاصی بھی یقینی ہوگئے قابل اعتراض نہ رہے اور امام حسین اپنے انصار کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں اپنے اصحاب سے وفادار اور نیکوکار کیسیکے اصحاب کو نہیں پاتا اور اپنے اہلبیت سے پاکیزہ اور شائستہ تر اور حق شناس اور کیسیکے اصحاب کو نہیں جانتا خدا تمکو جزائے خیر میری جانب سے عطا فرمائے مجھپر بالفعل جو مصیبت نازل ہے اسکو تم مشاہدہ کر رہے ہو اب میں تمکو رخصت کرتا ہوں اور اپنی بیعت تمہارے گردنوں سے نکالی لیتا ہوں اللہ تمہاری نصرت بھی نہیں چاہتا ہوں اسلئے کہ تم اس گروہ بے شمار کی تاب مقاومت نہیں لا سکتے اسوقت اندھیری رات ہے جسطرف چاہو چلے جاؤ کہ ان اشقیاء کو مجھ سے کام ہے اور کسی سے نہیں نہ کسیکو طلب کرینگے ایسا صابر شاکر اور ایسا مظلوم اور ایسا امام مستقل مزاج جیسا کہ امام حسین تھے ابتدا پیدائش دنیا سے آجتک کوئی بشر پیدا نہیں ہوا کہ اپنی مرگ پر رضامند اور خوش ہو اور اپنے اصحاب کو رخصت کرتے تھے اور اپنی تنہائی اور مرگ کی مطلق پرواہ نہ تھی نہ ایسے اصحاب وفادار پیدا ہوتے ہیں کہ جیسے اصحاب جناب امام حسین کے تھے یہ سنکر حضرت عباس معہ برادران حق شناس اوٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ قسم ہے خدائے پاک کی ہم آپ سے ہرگز جدا نہونگے خداوند وہ دن ہمیں نہ دکھلائے کہ بعد آپ کے ہم زندہ رہیں ہم اپنی جان آپ پر قربان کرینگے پس امام حسین اولاد حضرت مسلم بن عقیل کیجانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ شہادت بھائی مسلم کی تمہارے واسطے کافی ہے میں تمکو رخصت کرتا ہوں جسطرف چاہو چلے جاؤ اُن سعادتمندوں نے جواب دیا کہ فرزند رسول اللہ لوگ ہمیں کیا کہینگے کہ فرزند پیغمبر کی نصرت نہ کی بخدا ہم کبھی جدا نہ ہونگے اور اپنی جان آپ حضور پر فدا کر کے اپنا حق ادا کرینگے اس زندگی پر خدا لعنت کرے جو بعد آپکے باقی رہے اسکے بعد مسلم بن عوسجہ اوٹھے اور عرض کی کہ اگر ہم آپکی نصرت سے دست بردار ہوں تو اپنے پروردگار سے کیا عذر کریں بخدا ہم آپ سے جدا نہونگے جب تک قبضہ شمشیر ہمارے ہاتھ میں ہے آپ کی نصرت سے دست بردار ہرگز نہونگے

بخدا اگر ہمیں معلوم ہو کہ ستر مرتبہ قتل ہونگے اور ہر مرتبہ راکھ ہمارے جلا کی اڑا دیجاویگی تب بھی ہم آپ سے جدا نہ ہونگے اسکے بعد زہیر بن قیس اٹھے اور عرض کی کہ سوگند بخدا میں راضی ہوں کہ ہزار مرتبہ قتل ہوں اور ہر بار زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل ہوں تو بھی ہزار جان سے آپ اور آپکے اہلبیت پر قربان ہو جانے سے انکار نہ کروں پس اگر امام عالیمقام ایک شب کی مہلت نہ لیتے تو انکے اصحاب کیہ آرادے خلق اللہ پر کیونکر ظاہر ہوتی جو قیامت تک کیواسطے عزت اور وفاداری اور فرمانبرداری کا نمونہ ہے اور فرمانبرداری اسکو کہتے ہیں کہ باوجود یقین ہو جانے کہ کل صبح ہم سب تہ تیغ ہو جائینگے مگر رفاقت امام حسینؑ سے مونہہ نہ موڑتے تھے اور باوجود امام انکو انکی موت کی خبر دیتے تھے اور رخصت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ساتھ اپنی ہلاکت گوارہ نہ کرو خدا انکو جزا خیر دے میں تم سے راضی ہوں مگر اصحاب امام حسینؑ کی غیرت اور وفاداری اس امر کو گوارہ نہ کرتے تھے کہ مظلوم امام حسینؑ تنہا نرغہ اشقیاء چھوڑ کر کنارہ کش ہو جاویں رضی رہے خدا اصحاب امام حسین سے کہ جنہوں نے تین یوم کی بھوک اور پیاس کے مصائب برداشت کئے اور شدت گرما اور حرارت آفتاب میں بحالت تشنگی و گرسنگی دشمنان امام حسینؑ سے لڑے اور جام شہادت نوش کیا مگر جام آب سے اس دنیا میں محروم رہے ان اصحاب امام حسین کا واقعہ البتہ قابل ثنا و صفت ہے اور مسلمانوں کیواسطے تاقیامت باعث رہنمائی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو مسلمان راہ خدا پر اسقدر فرمانبرداری کرے وہی خاصان خدا اور برگزیدوں میں شمار کئے جاتے ہیں مگر افسوس ہے اُن دشمنان آل رسول پر کہ جو شہادت امام حسینؑ کو ایک معمولی جنگ خیال کرتے ہیں اور اُن اصحاب کو خاصان خدا میں داخل کرتے ہیں جو بحالت اطمینان میں تو وقت جنگ احد رسول اللہ کو دشمنوں میں تنہا چھوڑ کر فرار ہو گئے حالانکہ اُن فراریوں میں نہ کوئی بھوکا تھا نہ پیاسا تھا اور غزوہ خندق میں عمرو بن عبدود کے مقابلہ کی کسیکو جرأت نہوئی اور رسول خدا صلعم کی نافرمانی کی حالانکہ آب و دانہ سے سب سیراب تھے پس وہ اصحاب رسولخدا جو ہر جنگ میں رسولخدا کو تنہا چھوڑ کر فرار ہوتے تھے اور بیعت رضوان کی معاہدہ کی بھی انکو غیرت نہ تھی ایسے اصحاب فخر اُمت اور پیشوائے امت قرار دئے جاتے ہیں اور اصحاب امام حسینؑ جو افتخار اور لایق ثنا و صفت ہیں اُن کے ذکر سے ممانعت کیجاتی ہے

## نظم

تعالے اللہ کیا کیا یار تھے سبط پیغمبر کے — وہ عارف تھے وہ کامل تھے وہ مومن اور مسلم تھے
بری تھے حب دنیا سے — محمد کے علی کے مجتبےٰ کے تھے نہ یار ایسے
ہر اک کے یار یاور میں موافق اور منافق تھے — مگر سبط نبیؐ کے ساتھ کیا کیا یار صادق تھے

جناب امام حسینؑ کے تمام عزیز و انصار نے اسطرح کلام کیا اور حضرت نے انکو دعا خیر دی اور فرمایا در آنحالیکہ تمنے اپنے اوپر وہ قرار دیا ہے جو میں نے اپنے اوپر قرار دیا ہے +

پس واضح ہو کہ خداوند عالم منازل شریفہ اور درجات رفیعہ اس شخص کو بخشتا ہے جو اسکی راہ میں متحمل مکروہات اور شدائد عظیم ہو اور تلخ شیریں دنیا فانی بمقابلہ جہان باقی مثل خواب خیال کرے اور رستگار وہ ہے جو آخرت میں فائز اور رستگار ہے اور بدبخت وہ ہے جو نعیم آخرت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔ پانچواں سبب اس مہلت کا یہ تھا کہ آپ کی شہادت سے خاتمہ پنجتن پاک کا ہونا تھا لہذا امت کی رہنمائی اور ہدایت کیواسطے آپکو اپنے اصحاب کی غیرت اور رفاقت اور

صبر اور شجاعت اور فرمانبرداری کا ظاہر کرنا منظور تھا تاکہ مومنین واقعات اصحاب امام حسین علیہ السلام کو سنکر عبرت پکڑیں اور مثل اصحاب امام حسینؑ رفاقت اور فرمانبرداری اور صبر و شکر اختیار کریں اور دنیا فانی کیجانب رجوع نہ ہوں اور سب پر ظاہر ہوجائے کہ اسلام کسکو کہتے ہیں اور مسلمان ہونیکا مطلب یہی جو رفقا امام حسینؑ نے کرکے دکھلایا جو لوگ مثل رفقا امام حسینؑ فرمانبرداری اور اطاعت امیر لشکر کو اختیار کرتے ہیں اور طمع دنیا کی طرف راغب نہیں ہوتے وہی اصلی مسلمان ہیں چنانچہ اصحاب امام حسینؑ کی وفاداری کی ثبوت میں جناب زینب خاتونؑ فرماتی ہیں کہ شب عاشورہ نصف شب کے بعد میں خیمہ بھائی عباس میں گئی کہ دیکھوں اسوقت حضرت کس کام میں مشغول ہیں جب میں نے دیکھا کہ عباس دوزانو حلقہ برادراں میں بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے برادران وفادار اگر اجازت دو تو میں تم سے کچھ کہوں سب نے باتفاق عرض کیا کہ جو ارشاد ہوگا بدل و جان قبول کرینگے پس جناب عباس نے فرمایا کہ اے بھائیو تم دیکھتے ہو کہ فرزند رسول خدا کس مصیبت میں گرفتار ہے صبح کو آتش جنگ افروختہ ہوگی سب سے اول جنگ میں جو قدم بڑھاوے بجز تم بنی ہاشم کے کوئی دوسرا نہو تا خلق خدا کو ایسا نہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ بنی ہاشم نے اپنی زندگی میں اپنے رفقا کو اول میدان جنگ میں بھیجا کہ اس مصیبت جنگ۔ جدال کو بنی ہاشم سے دور کریں اور خود بیٹھے رہے رفقائے امام حسینؑ نہایت مظلوم اور بیکس ہیں انصار حسینؑ میں سے اول تم بنی ہاشم سے اپنے اپنے جان فرزند رسول اللہ پر قربان کرنا پس تمامی بنی ہاشم نے اقرار کیا کہ ہم ایسا ہی کرینگے راوی کہتا ہے کہ تین شخصوں نے باہم مشورہ کیا تھا کہ جب تک ہم زندہ ہیں امام حسینؑ کو میدان جنگ میں واسطے لڑائی کے نجانے دینگے ان تین صاحبوں میں ایک حضرت عباس تھے اور دوسرے حضرت علی اکبر ہم شکل نبی تھے اور تیسرے قاسم ابن امام حسن تھے چنانچہ روز عاشورہ یہ تینوں صاحب ایک دوسرے پر اپنی مرگ میں سبقت کرتے تھے اور ایک خیمہ میں انصار امام حسینؑ جمع تھے انکے درمیان حبیب ابن مظاہر نے خطبہ پڑھا اور درود بھیجا جناب رسولخدا اور انکی آل اطہار پر اسکے بعد فرمایا اے گروہ انصار ہم اور تم اس دنیا کو طلاق دیکر کسواسطے اس صحراء کربلا میں آئے ہیں خدا تم سب پر اپنی رحمت نازل کرے اے رفقائے امام دین ہم تم سب یہاں اسلیئے آئے ہیں کہ فرزند فاطمہؑ کی اعانت کریں اے عزیزو تمہارا امام زرغہ اشقیا میں گھرا ہوا ہے اور ابھی ایک دم سحر نہیں، پہر میں سے باقی ہے کل صبح میدان جنگ گرم ہوگا سب سے اول جو قدم میدان جنگ میں بڑھاوے وہ بجز تمہارے اور ہمارے کوئی دوسرا نہو اے عزیزو خیال رکھنا کہ تم سے پہلے میدان جنگ میں بنی ہاشم کا قدم نہ جاوے اور شربت شہادت نوش کرنے پاوے کوئی بنی ہاشم تم پر سبقت نہ لیجاوے اور کسیکو ایسا نہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ اپنی زندگی میں انصار امام حسینؑ نے سادات کو جو بزرگان دین میں سے تھے اپنی زندگی کی امید پر میدان جنگ میں بھیجکر شہید کرایا جبتک ہم اور تم زندہ ہیں بنی فاطمہؓ کی حفاظت میں دریغ نکریں ہماری شہادت کے بعد خاندان نبوت کا خدا حافظ ناصر ہے پس تمامی انصار نے اقرار کیا کہ ہم ایسا ہی کرینگے ہم سب فرزند فاطمہ کی نصرت کو تیار ہیں پس اصحاب امام حسینؑ تو فرزند فاطمہؑ کی نصرت پر اسقدر جمع آمادہ تھے ایکدوسرے پر مرگ میں سبقت کرتا تھا اور اصحاب رسول اللہ صلعم میں ایسے اصحاب بھی تھے کہ خود فاطمہ کو رنجیدہ کرتے تھے کہ تادم مرگ جناب انسے ہمکلام نہوئیں اور وہی اصحاب ہادیان دین مانے جاتے ہیں اصحاب امام حسینؑ تو حفاظت آنحضرت میں ارادہ کرتے تھے کہ جب تک ہم زندہ ہیں امام حسینؑ کو میدان جنگ میں نجانے دینگے حالانکہ سبکو اپنی اور اپنے امام کی شہادت کا یقین تھا اور روز عاشورہ محرم جبتک کل اصحاب امام

شہید نہوئے جبتک امام کو بذات خود نوبت جنگ نہ آئے اور ایک رفیق دوسرے کو قتل ہوتے دیکھتا تھا مگر بالکل مضطر نہ ہوتا تھا اور اپنا قدم آگے بڑھاتا تھا اور شہید ہوتا تھا لیکن رسولخدا کے مقابلہ میں کفار جنگ کرتے تھے تو باوجودیکہ اس کے اصحاب رسولخدا کو نہ تو بھوکھ پیاس کا ہوتا تھا نہ اپنے قتل کا مثل اصحاب حسینؑ یقین ہوتا تھا پھر بھی باوجود بیعت رضوان حفاظت رسولخدا سے منحرف ہوکر رسول کو درمیان کفار چھوڑ کر فرار ہوجاتے تھے پس جو لوگ اپنے رسول کی حفاظت سے منحرف ہوکر راہ فرار اختیار کریں اور رسول کو نرغہ کفار میں چھوڑ دیں اور اپنی جان کا احذا میں لالچ کریں وہ کیونکر پیشوا دین قرار پا سکتے ہیں

پس ان فراریوں کی پیرو اور معتقد اپنے پیشوایاں کے عیب فرار نافرمانی کے پوشیدہ کرنیکو مجلس عزا حسینؑ کے کرنیکو اسواسطے بدعت سیئہ کہتے ہیں اور منع کرتے ہیں تاکہ مجلس عزا میں اصحاب امام حسین کی رفاقت اور فرمانبرداری اور نصرت اور شجاعت ظاہر ہونے سے انکے پیشوا وں کی فراری اور نافرمانی باعث ثبوت منافقت قرار نہ پاوے حالانکہ مجالس عزا سے امت محمدی کو یہ نفع پونچتا ہے کہ جب واقعات رفاقت اور فرمانبرداری اصحاب امام حسینؑ کو مسلمان سنتے ہیں تو شرمندہ ہوتے ہیں اور اپنی بے عزتی پر افسوس کرتے ہیں جبکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی نرغہ میں پھنسا ہوا اور کسی بلا میں مبتلا دیکھتا ہے اور اسکی اعانت سے گریز کرتا ہے تو واقعات اصحاب حسین مسلمان کو غیرت دلاتے ہیں کہ باہم مسلمانوں کو یکے بعد دیگرے اعانت کرنا چاہیئے جیسا کہ اصحاب امام حسینؑ نے یکے بعد دیگرے اعانت کی اور ایکدوسرے پر اپنے مرنے میں سبقت کرتا تھا اسیکا نام اسلام ہے اور اسیکا نام اسلام کی فرمانبرداری ہے نہ یہ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ذلیل اور خوار ہوتے ہوئے دیکھے اور خندہ زنی کرے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی ذلت اور رسوائے کا خواہاں ہو اور اسکو باعث فخر سمجھے پس مجالس عزا کی مسدودی کے سارے نتیجہ ہیں کہ مسلمان اسوقت تک بے غیرتی اختیار کرتے چلے جاتے ہیں اور ایک دوسرے مسلمان کا عروج دیکھکر کینہ و حسد کرتا ہے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی مصیبت کے وقت اعانت نہیں کرتا بلکہ فخریہ خندہ زنی کرتا ہے +

چھٹا سبب یہ تھا کہ امام حسینؑ کو قاصد صغراء کا انتظار تھا اور امام وقت کا انتظار عبث نہیں ہوتا اور قاصد جناب صغراء کا عاشورہ محرم الحرام کو داخل کربلا ہوا پس ایک شب کی مہلت امام حسینؑ نے وجوہات مذکورہ بالا کا نتیجہ ظاہر ہونیکی غرض سے لی تھی نہ کسی دوسرے سبب سے جو عقد وصیت امام حسنؑ کی ادا کی سبب کیا تھا یعنی ایک دنیا کی بے ثباتی اور راہ خدا میں فرمانبرداری کے ظاہر ہونیکی غرض سے کیا تھا تاکہ امت محمدی پر ظاہر ہوجاوے کہ جسطرح انسان حیات صدسالہ میں بحالت اطمینان واسطے رضاء الٰہی کے کار دینوی کرتا ہے اسیطرح ایک شب کی حیات میں انسان کو دینوی کاموں کو کرلینا چاہیئے جو ضروری ہیں کیونکہ مومن کیواسطے مدت صدسالہ و یک شب بدرجہ مساوی ہے اگر انسان کو معلوم ہو کہ کل مجھکو سفر آخرت کرنا ہے تو اسپر واجب ہے کہ اپنی موت سے مضطر نہو بلکہ کمال شکرگذاری کے ساتھ امور ضروری کو انجام دے اور سفر آخرت کی تیاری کرے جیسا کہ امام حسینؑ اور اصحاب امام نے کیا *

پس عقد قاسم کا سبب اول تو وصیت امام حسنؑ کی بجا آوری تھی دوسرے امام حسینؑ کا استقلال اور اطمینان اس عقد سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو کسی قسم کا اضطراب نہ تھا بلکہ جو کام کرتے تھے اور جنکا کرنا آپکے اختیار میں تھا ان کاموں کو

کمال اطمینان کے ساتھ انجام فرماتے تھے اور اپنے مرنے سے خوش تھے جسکا نام ثابت قدمی ہے اور رضائے الٰہی کی فرمانبرداری جو تا قیامت امت محمدی کے لئے ایک ہدایت ہی اور رہنمائی ہے بروز شہادت امام نے صدائے استغاثہ کیوں بلند کی اسکے چند سبب ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں امام وقت کا یہ خاص کام ہے کہ وہ باآواز بلند سبکو مطلع کر دے کہ میں کون ہوں تاکہ آئندہ کسی شخص کو اس عذر کا موقع باقی نہ رہے کہ ہم نے فرزند رسول اللہ کو پہچانا نہ تھا اور دھوکے میں قتل کیا اور کسیکو اس عذر کی گنجایش نہو کہ ہم سے فرزند رسول اللہ نے اعانت نہ چاہی اگر طالب امداد ہوتے تو ہم ضرور اعانت کرتے اس استغاثہ سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ لشکر یزید میں بجز حضرت حرؑ اور فرزند حرؑ اور برادر حرؑ اور غلام حرؑ کوئی پانچواں شخص ایماندار مومن تھا کہ لشکر یزید سے علیحدہ ہو کر فرزند رسول خدا کی نصرت کرتا سب دنیا طلب ظاہری مسلمان تھے اور قرآن مجید کے حافظ تھے وہ لوگ حافظ قرآن تو تھے مگر عامل نہ تھے قاتلان شہدائے کربلا میں اکثر حافظ قرآن تھے پس حر و فرزند و برادر حر و غلام حر صدائے استغاثہ امام سنکر کانپ گئے اور اس دنیائے بے وفا پر لعنت کر کے قوم یزید سے علیحدہ ہوئے اور نصرت امام پر تیار ہو کر فوج حسینی میں شریک ہوئے اور شربت شہادت نوش فرما کر بہشت بریں کو اپنا مسکن بنایا اور دنیا میں اپنی ایمانداری اور جوانمردی اور رفاقت اور وفاداری کا جھنڈا گاڑ گئے جو تا قیامت قائم رہیگا اور ایمانداروں کو ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ رہیگا خدا ان سے ہمیشہ راضی رہے اور امام مظلوم کو اس استغاثہ سے ساری دنیا کو ظاہر کر دینا منظور تھا ۔

# احوال شہادت حُرّ علیہ الرحمۃ

شب دہم ماہ محرم کو حضرت حرؑ کو جناب رسالت مآب محمد مصطفےٰ زینت ارض و سماء نے خواب کے تشریف آور ہوئے اور فرمایا اے غمخوار میری فرزند دلبند خواب سے بیدار ہو اور جلدی امام حسین کو تیری انتظار ہے لذت دنیا کو ترک کر اے قتیل بے وطن اور شیدا ہو کل عنا پر کن فیکون کا جو تو نے وعدہ کیا تھا اسکو فراموش مت کرو صبح قریب ہے شاہزادہ علی اکبر اذان کہتا ہے اور جماعت عاشقان حسین تیار ہے جب یہ حکم جناب رسولخدا کا حرؑ کو ہوا تو جلد اٹھا اور کہا اللہ اکبر میں واسطے جنگ حسین کے آمادہ ہوں اور نانا امام حسین کا مجھکو خوشخبری جنت کی دیتا ہے یہ عجیب ہے اور محبت حسینؑ میرے لوں لوں میں خود بخود ترقی پا رہی ہے اور صبح کا یہ راز الٰہی ظاہر ہوا ہے ہر جانب سے دل ارادی قبول کرتا جاتا ہے آب طعام اچھا نہیں لگتا اور دو سہ دم آواز ہاتف کی حر کے گوش میں پڑی کہ تمھی انجام کو نزدیک تیار ہے حور العین نظارہ کنان ہیں حرؑ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اپنے بھائی سے بھی صلاح کروں جب حر نے اپنے برادر سے بیان پیاس ترحہ شقیا کا ذکر کیا تو وہ بولا میں رات سویا تو حضرت امیرؑ نے مجھکو خواب میں فرمایا ہے کہ عجیب مدہ ہے آج ابن کربلا بن امام حسینؑ فرزند میرا پیاسا ہے اور تمام روم شام عراق کے مخلوق یکطرف ہے جلد اٹھ اور امام حسینؑ سے جا کر لو سعادت دارین حاصل کر لیں حر نے کہا یہ تو تمام حسینہ یار سے متنفر ہے فرزند سے بھی صلاح کریں اسکا کیا حال ہے جب فرزند کے پاس گیا تو کمر باندھے ہوئے وہ گھوڑے پر سوار ہو رہا ہے حر نے پسر کو فرمایا کہاں کا ارادہ ہے پسر پست بستہ ہو کر رو دیا اور عرض کی اے والد بزرگوار اپنی حقوق مجھکو بخشدیے میں جانب امام حسین کی جاتا ہوں حر نے فرمایا کیوں جاتے ہو فرزند نے عرض کی زندگی کی خواہش نہیں نوکری کی غرض نہیں حضرت امام حسینؑ بلاتے ہیں اور جنت دکھا رہے ہیں حر نے کہا امام حسینؑ کی طرف کے نام ازل سے لکھے ہوئے ہیں حر بہت خوش ہوا اور فرمایا نوکر جو آتا تھا آج ایا ہے اسکی خبر بھی لینی لازم ہے تب جا کر دیکھا تو وہ غلام بھی

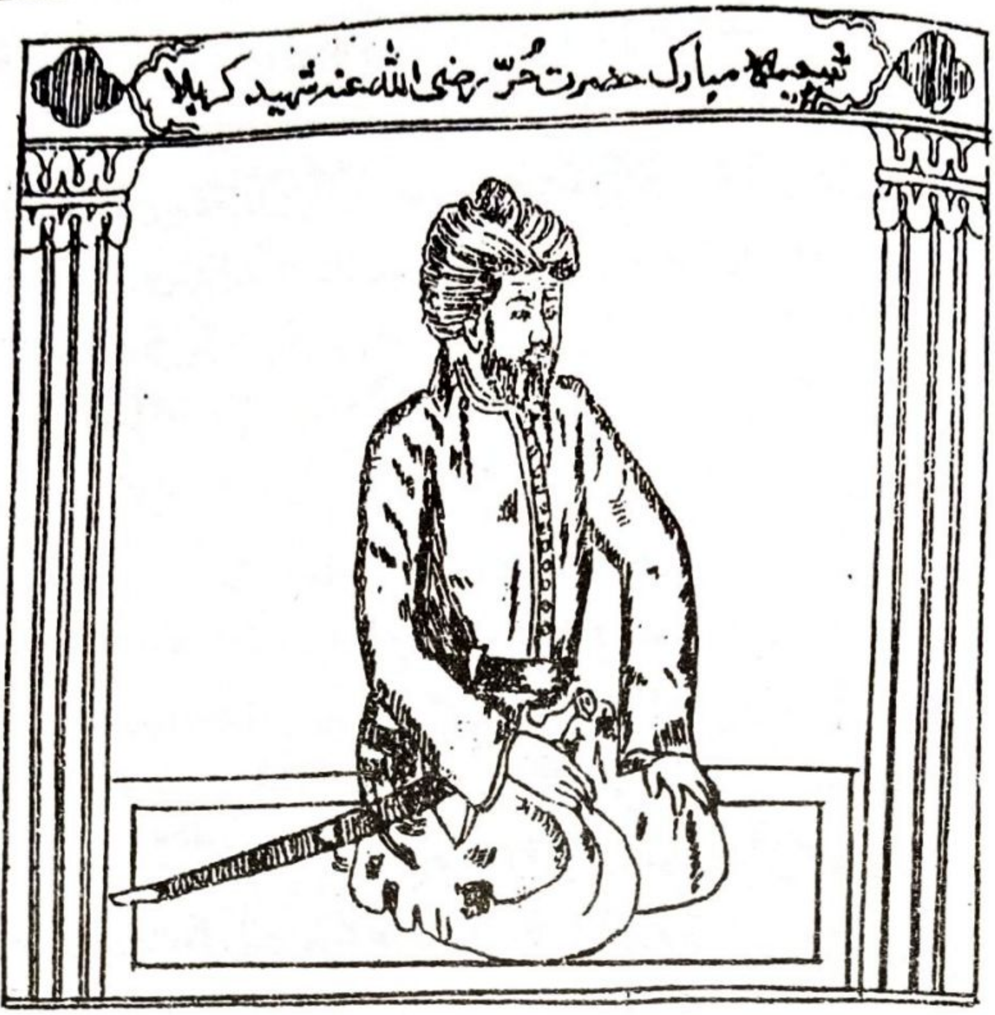
شبیہ مبارک حضرت حُرؑ رضی اللہ عنہ شہید کربلا

کمر سے باندھے ہوئے تیار کھڑا تھا اور زار زار روتا تھا حضرت حُرؑ نے کہا تم کدھر کو تیار ہو اور کس واسطے روتے ہو غلام نے دست بستہ رو کر عرض کی مجھکو آپ اپنی ملازمت سے رخصت بخشیں مجھکو خواب میں آج شب جناب رسول خدا روتے ہوئے نظر آئے اور جناب بتولؑ کو میں نے سر کھلے روتے دیکھا اور ایک جوان مثل قمر جسکو قید کیئے ہوئے دکھاتے اور کہتے ہیں یہ جوان فرزند امام حسین کا ہے حضرت حر تو کلام اسکے دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنے خیموں میں گیا اور اپنی عورت سے کہنے لگا اپنے پسر کو کہیں منع کر وہ امام حسینؑ کیطرف تیار ہے عورت نے رو کر حُر کو کہا نام امام حسینؑ پر اگر لاکھ فرزند ہوں تو بھی قربان کر ڈالوں میں اے خدا سے کیا مانگتی ہوں آج رات خواب میں عجب ایک حال مشاہدہ ہوا ہے کہ امام حسین کا سرخ لباس ہے اور ہزار ہا تیر تلوار انکے جسم اطہر پہ لوگ فوج یزید کی مارتے ہیں اور انکے خورد بچے اور جوان قتل کر دیئے ہیں اور انکی ہمشیرہ در خیمہ پر روتی ہے میرا دل چاہتا ہے میں جاکر اہلحرم سے شامل ہوں پھر حضرت حُرؑ نے دختر کو اپنے گلے لگایا اور فرمایا کہ اے نور چشم تو اپنی والدہ کے ہمراہ جائیگی یا ہمارے پاس رہیگی حُرؑ نے فرمایا تو روتی کیوں ہے دختر نے کہا اے والد پردیسیوں کے خیمہ کے دروازہ پر ایک معصوم روتی ہے جب میں اسکو دیکھتی ہوں تو میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں حُرؑ نے فرمایا سبحان اللہ یہ سارا گھر محبت امام حسینؑ میں محو ہے جس وقت کمر توکل کی باندھکر چلے تو عمر ابن سعد نے منع کیا کہ یہ کیا حال ہے سرداری فوج کی چھوڑ کر شاید تو امام کیطرف چلا ہے حُرؑ نے فرمایا خواب غفلت سے حضرت امام حسینؑ نے مجھکو بیدار فرمایا مجھکو سلطنت دنیا کی بالکل لذت نہیں رہی مجھکو کچھ پیاس اس امام عالیمقام کے مجھکو عیش تخت شاہی سے زیادہ تر ہے پس عمر سعد کو جواب دیکر کیخدمت اقدس میں چلے آتے تھے اور جناب پاک نے جب دیکھا کہ چار اسوار لشکر یزید سے ہماری جانب آتے ہیں تو حضرت عباسؑ

اور حضرت علی اکبرؑ سے فرمایا حر ابن ریاحی ہماری جانب آتا ہے تم آگے جاکر اسکو ہمراہ لیتے آؤ حضرت عباس اور شاہزادہ علی اکبر خیمہ گاہ سے باہر گئے تو حرؔ معہ ہمراہیاں انکے اقدام پر آگر کر میں تقصیر وار ہوں آپ اپنے قبلہ گاہ سے میرے گناہ معاف کرادیں سب آکر حضور انور امام حسین کے قدموں پر آگر گرے اور بعد عفو تقصیر کے بڑے عجز نیاز سے اجازت جنگ طلب کی حضرت نے فرمایا اے حرؔ تو ہمارا مہمان ہے تیری کیا خاطر کریں اور اجازت جنگ کی کسطرح دیں آخر رخصت لیکر میدان میں آیا اور ایسے لڑے کہ کثرت خون سے زمین رنگین ہوگئی روح رسولخدا اور علی مرتضیٰ جنت اور مرحبا اور شاباس کی آواز دیتے تھے جب زخمی ہوکر زمین پر گرا انجناب امام حسین نے حر کو اپنی گود میں لیلیا اور روتے تھے حر نے آنکھیں کھولدیں اور اپنے مرشد کا دیدار کیا اور طوطی روح پاک نے گلزار جنت کیطرف پرواز کیا اسیطرح تمام عزیز اقربا اور اصحابؓ شہید ہوتے گئے +

اور کتاب ریاض الشہادتین میں لکھا ہے کہ فرستادہ ابن زیاد کا آیا اور حضرت حر کو اوسکا خط دیا اسمیں لکھا تھا کہ امام حسینؑ کو اوس جگہ اوتارنا جسجگہ آب اور گھاس نہو اور کتاب تمقام میں لکھا ہے کہ یزید بن زیاد بن کندی مہاجر نے مار بر ملعون کو شناخت کرلیا وہ مالک بن نسر کندی تھا اس ملعون نے فرق مبارک امام پر تلوار ماری تھی مختار نے اس ملعون کے دست پاؤں کٹوا کر مارا تھا پس حرؔ نے چاہا کہ امام حسین کو صحرائے بے آب گیاہ میں اتارے آنحضرت امام حسین نے فرمایا اے حرؔ یہ قریہ غاضریہ اور نینوا اور شفیہ ہے حرؔ نے کہا آپ یہیں اوتریے زہیر قین کو غصہ آیا اور اجازت جنگ کی چاہے حضرت امام حسین نے فرمایا ابھی صبر کریں بروایت وہاں ہے اوترے اور خیمہ بپا کیا واہل حرم کو اوتارا تو ایک آندھی زرد آئی اور گرد آلودہ ہوگئی اور

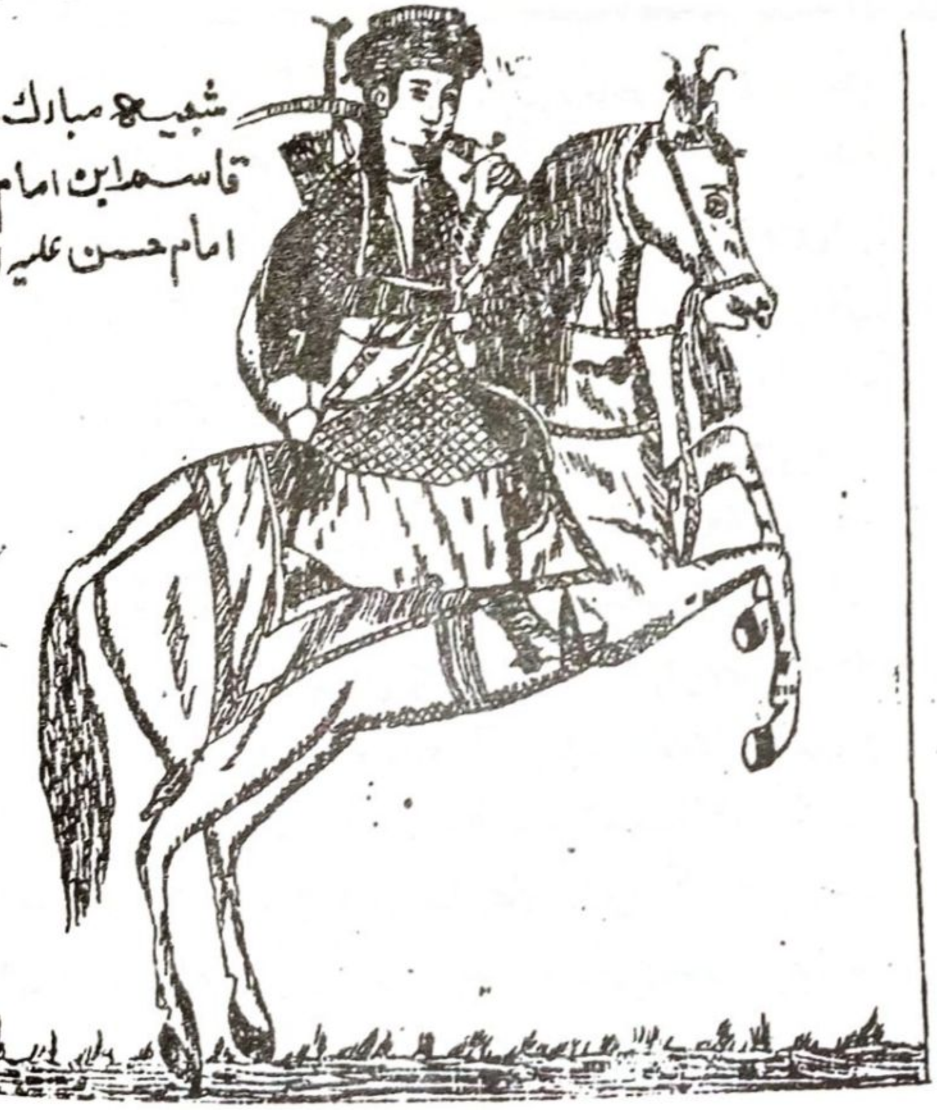

شبیہ مبارک حضرت
قاسم ابن امام حضرت
امام حسن علیہ السلام

اصحاب انصار دوسری تاریخ محرم کی اوتری قمقام زخار میں یہ واقعہ ہے کہ ۶۱ سنہ ہجریہ میں لکھا ہے اور علی بن عیسیٰ اربیلی نے اور ریاض الشہادتین میں اور جلاء العیون میں دوسری محرم ۶۱ سنہ ہجری جمعرات کا دن لکھا ہے اور ملا اسحاق نے کتاب نور العین میں لکھا ہے کہ جب امام اوتر چکے حر نے فرات پر قبضہ کر لیا درمیان حر اور امام عالی مقام کے خیمہ گاہ کا فاصلہ ایک فرسخ کا تھا اور نزل الابرار میں مرزا محمد معتمد خاں بدخشاں نے لکھا ہے کہ حر مقابل امام کے اوترا اور کشف الغمہ میں اور قمقام میں لکھا ہے کہ حر مقابل اوترا اور کتاب مائتین میں لکھا ہے کہ ایک درخت بیر کا تھا ہمراہی امام نے برائے مسواک شاخ کاٹی تو خون جاری ہو گیا جب امام سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ہم معہ ہمراہیاں یہاں قتل ہونگے اور مخزن البکا میں لکھا ہے کہ آپ کی ہمشیرہ نے کہا اے برادر عزیز یہ کیا جنگل ہولناک ہے آپ نے فرمایا یہ جگہ ہماری اور ہمارے اقربا کی ہے بعد قیام اہل قادسیہ و سائر عراقی کہ در حوالے بودند و مالک زمین کربلا بودند امام آنرا طلبید ظاہر ہے کہ اہل قادسیہ اور غاضریہ اور نینوا اور ماریہ اور شفیہ اور عقر جو قریات گرد کربلا تھے وہ لوگ عرب اوس زمین پر قابض تھے انکو حضرت امام حسینؑ نے طلب فرمایا اشخاص مطلوبہ سے جناب امام نے فرمایا کہ ہم اور ہمارے رفیق اسجگہ شہید ہونگے اور دوست ہمارے دور دور سے زیارت کو آوینگے اسلئے میں چاہتا ہوں کہ تم اس زمین کو ہم فروخت کردو اور بعد خرید کی ہم اسکو وقف کرینگے اور تم اسکے متولی ہوگے سبنے قبول کیا اور کتاب مائتین میں بحوالہ کتاب بحر المصائب لکھا ہے کہ امام نے ساٹھ ہزار درہم کو وہ زمین خرید کرلے پیمائش اسکی چار میل مربع ہے سولہ میل مربع ہوئے

حرنے خبر امام کی عبید اللہ ابن زیاد کو بھیجے اوسنے امام کو خط لکھا امام کو پونچا آنحضرت نے جواب نہ دیا روایت ریاض الشہادتین ابن زیاد کے خط کا مضمون یہ تھا کہ یزید نے مجھکو لکھا ہے کہ امام سے میری بیعت لی اگر انکار کریں تو شہید کردے جب خط ابن زیاد کا امام کو پونچا تو امام نے جواب نہ لکھا بہ روایت ریاض الشہادتین میں او قمقام زخار میں اور مظہر الادیان میں ہے ابن زیاد نے عمر سعد وقاص کو پانچہزار سوار دیکر روانہ بہ کربلا کیا تیسری محرم کو یہ واقعہ قمقام زخار میں لکھا ہے *

اور ملا محمد باقر جلاء العیون میں فرماتے ہیں کہ چہار ہزار منافقین لیکر آیا اور مقابل امام سعید کے اوترا اور مقتل ابو مخنف میں لکھا ہے کہ عمر سعد امام کی خدمت میں آتا تھا اور باتیں کرتا تھا صاحب کتاب مائتین نے لکھا ہے کہ خولی نے ابن زیاد کو خبر دی کہ عمر ابن سعد پار دریا فرات سے اوتر کر امام ہمام کی خدمت میں جاتا ہے ملا محمد باقر ثانی فرماتے ہیں کہ عمر نے عروہ بن قیس کو پاس امام کی روانہ کرنا چاہا وہ نہ گیا اور کثیر ابن عبد اللہ شریر بدذات کو روانہ کیا اور قمقام میں لکھا ہے کہ ابو ثمامہ صائدی نے اس شقی سے کہا بغیر ہتھیار کے نہ جا وہ بھی نہ گیا عمر نے پھر قرہ بن قیس حنظلی کو روانہ کیا قرہ نے سبب تشریف آوری دریافت کیا امامؑ نے فرمایا مجھکو کوفیوں نے بلایا ہے اگر تمہارے خلاف ہے تو ہم واپس چلے جائینگے ابن زیاد کو جب یہ خبر ہوئی اور کہا اب ہمارے جنگل میں آگئے ہیں واپس جانا کہاں فوراً عمر کو لکھا کہ امام سے بیعت لی ورنہ قتل کرو اور اول آب بند کردے عمر نے چوتھی محرم کو فوج پر فوج روانہ کرنی شروع کردی اور آپ بمقام نخیلہ میں آگیا کتاب امالی شیخ صدوق میں یہ لکھا ہے کہ عمر حجاج کو ابن زیاد نے پانصد سوار اور محمد ابن اشعث کو ایکہزار سوار اور یزید ابن رکاب اور نصر بن خرشہ اور عروہ بن قیس کو دو دو ہزار سوار اور خولی بن یزید اور قسیم اور مسائر بن ربیعہ مازنی اور بکر بن کعب بن خرشہ کو تین تین ہزار سوار اور ابن انس نخعی اور شبث ابن ربعی کو چار چار ہزار سوار اور عامر ابن خزیمہ کو چھ ہزار سوار حصین بن بکر کو آٹھ ہزار سوار اور

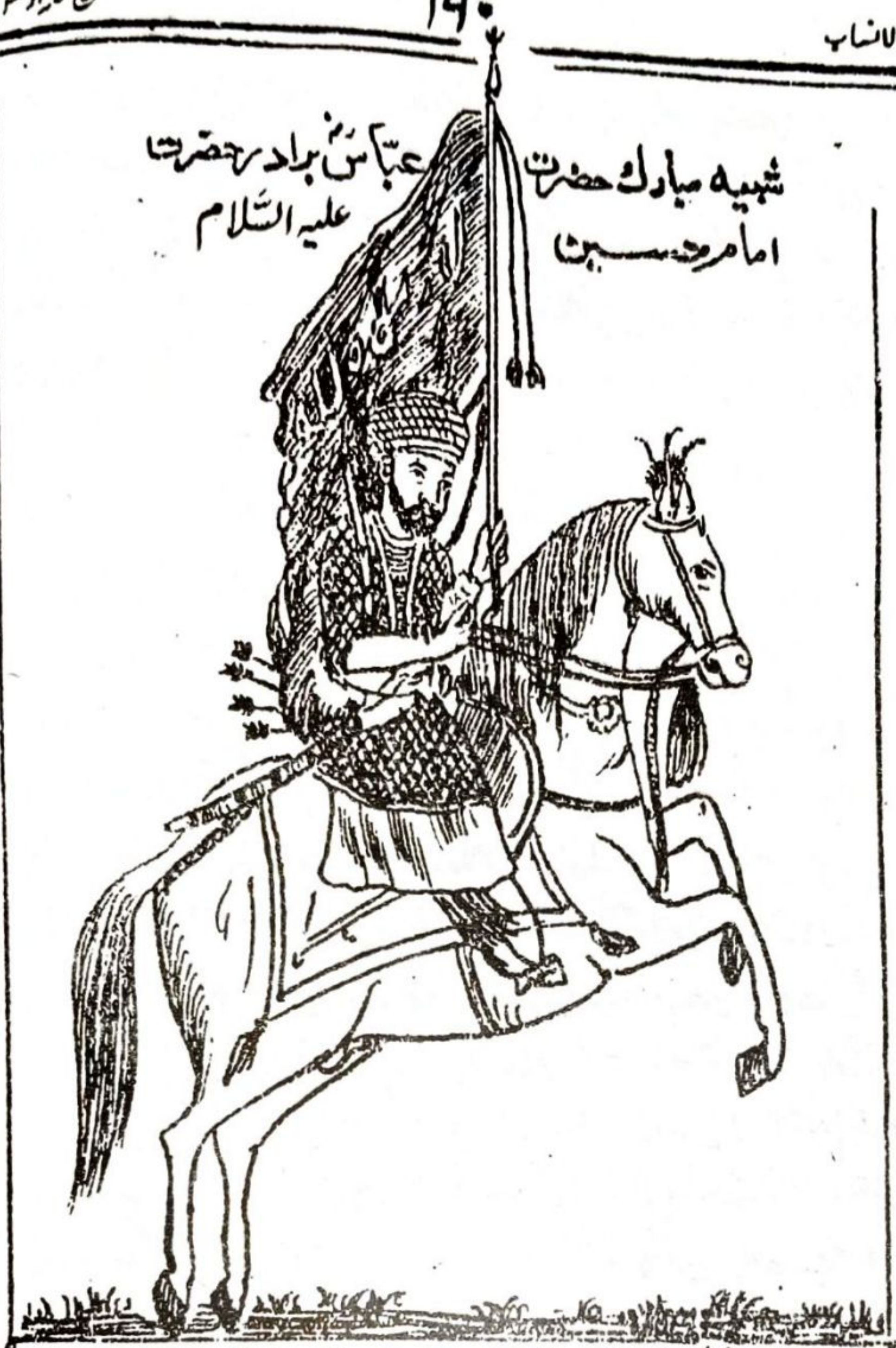

شبیہ مبارک حضرت عباسؑ برادر حضرت
امام حسینؑ علیہ السلام

ابو قدار باہلی کو نو ہزار سوار پر افسر کر کے کربلا کو روانہ کر دیا اہل سیر تاریخ اخبار کی تعداد لشکر ابن زیاد کی ستر ہزار کی ہے اور تاریخ ابو مخنف کے مقتل میں لکھا ہے کہ ابن لوط بن یحیی ازدی سے روایت ہے کہ عمر سعد کے پاس اسی ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے قتل فرزند رسول مختار پر جمع تھے اور ابن زیاد نے کوفہ میں حکم دیا کہ جو قتل امام کیلئے نہ جائیگا اوسکو قتل کرونگا اور گھر اسکا لوٹ لونگا تاریخ روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ کوفہ کے لوگ امام سے لڑنا پسند نہ کرتے تھے جب چند لوگوں کو قتل کیا تو پھر کسی نے عذر نہ کیا بحر المصائب میں لکھا ہے کہ کوفہ سے اس کثرت سے فوج آئی تھی کہ تمام صحرا پر ہو گیا بحر العجائب میں بھی لکھا ہے کہ چھ لاکھ سوار اور پچیس ہزار پیادے کربلا میں جمع ہو گئے تھے اللہ اللہ اسقدر ہجوم قلیل فوج پر لیکن شجاعان رسالت کا دبدبہ یہ تھا اور چھٹی تاریخ محرم کا یہ واقعہ ہے حبیب ابن مظاہر نے یہ کثرت فوج دیکھکر عرض کی کہ یا امام بندہ حاضر ہو جائے بحوالہ جلاء العیون حبیب وہاں سے بنی اسد کے نوے آدمی لیکر چلے تو عمر کو یہ خبر ملی اوسنے ازرق کو راہ روکنے کو روانہ

کیا حبیب ابن مظاہر نے منع کیا مگر نہیں تھوڑے لڑے ہوئے بنی اسد مجروح ہو کر واپس گئے تاریخ جلا العیون اور تاریخ مائتین اور تاریخ قمقام اور ریاض الشہادتین ان چار کتابوں میں لکھا ہے کہ بنی اسد سے کوئی شہید نہیں ہوا حبیب ابن مظاہر تنہا واپس آگئے سات تاریخ محرم کا یہ واقعہ ہے اور مائتین میں لکھا ہے کہ سات تاریخ محرم کو پانی بند ہو گیا صاحب مائتین فرماتے ہیں کہ ایک ہزار نو سو آدمی پانی روکنے والوں کی تعداد ہے اور اسرار الشہادت میں عبداللہ انبار سے روایت ہے کہ اسحاق بن صود کو پانی روکنے میں بڑی شقاوت تھی +

بحار الانوار اور جلا العیون اور مائتین اور ریاض الشہادتین وغیرہم کتب میں لکھا ہے کہ جس وقت امام حسین علیہ السلام پر پانی بند ہوا اور شدت پیاس کی رفقا کو سخت تکلیف ہوئی تو آپ نے پشت خیمہ سے نو قدم ہٹ کر خود چاہ کھودا فوراً آب شیریں نکلا اور رفقا نے پیا اور پھر وہ چشمہ غائب ہو گیا یہ آپ کا کرامت تھا ابو مخنف نے مقتل میں لکھا ہے کہ تمام عراق اور کربلا میں جا بجا ہیں سب کھارے ہیں اور بہت دور پانی ہے یہ علم امامت آپ کو معلوم تھا کہ اسجگہ آب شیریں ہے تو آپ امام نے کھودا اگر اور

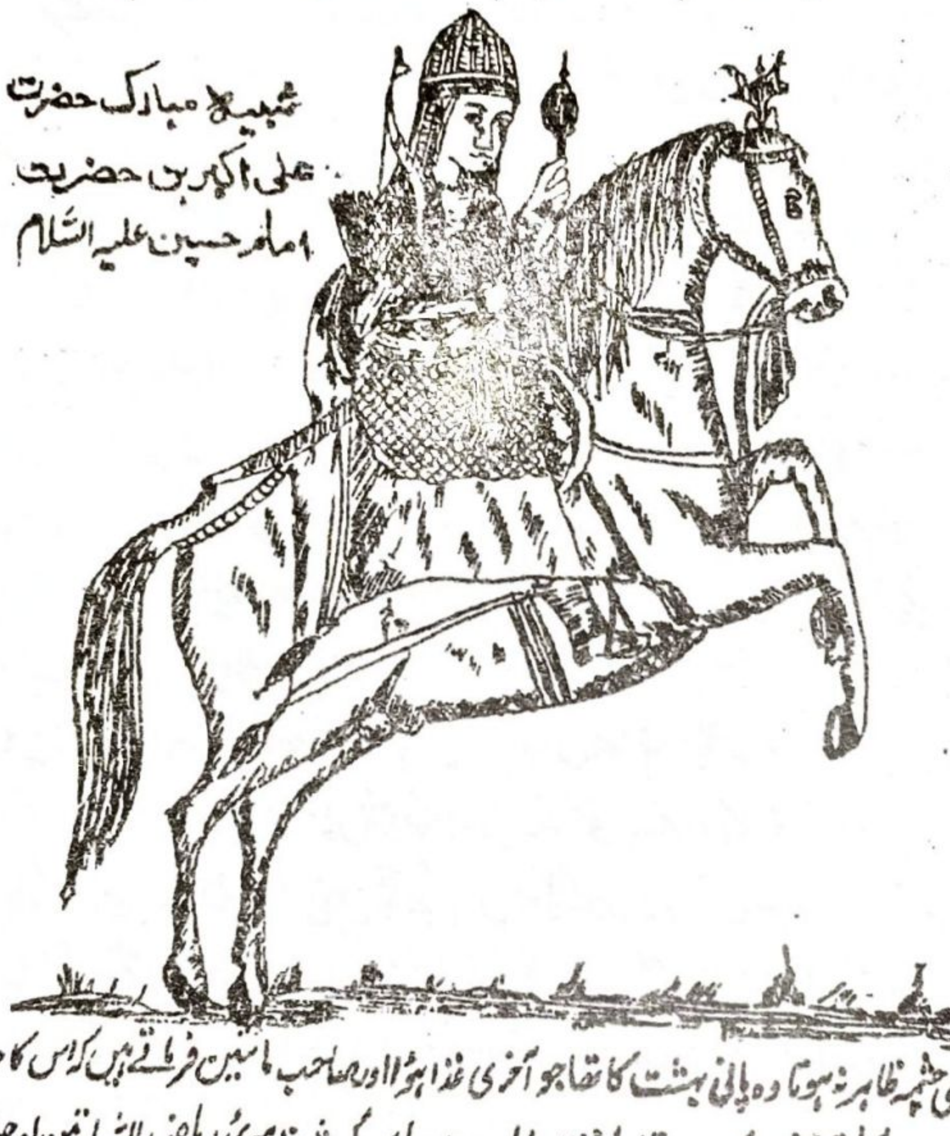

شبیہ مبارک حضرت
علی اکبر بن حضرت
امام حسین علیہ السّلام

شخص کھودتا کبھی چشمہ ظاہر نہ ہوتا وہ پانی بہشت کا تھا جو آخری غذا ہوا اور صاحب مائتین فرماتے ہیں کہ اس کا حال شاید آنحضرت کے معجزہ میں ہوا آٹھ تاریخ محرم کو جب تمام اصحاب اور اہلبیت پر پیاس کی شدت ہوئی ریاض الشہادتین اور جلا العیون اور مائتین میں لکھا ہے کہ حضرت عباس علمدار باجازت امام نہر فرات کو روانہ ہوئے بیس سوار اور بیس پیادے آپکے ہمراہ تھے نصف شب کو نہر فرات پہنچے عمر بن حجاج نے کہا تم کون ہو ہلال ابن نافع نے کہا تیرا چچا زاد بھائی ہوں پانی پینے آیا ہوں

کہا پانی لو خدا نصیب کرے ہلال نے کہا وائے ہو تجھ پر مجھکو پانی پینے کی اجازت دیتا ہے اور امام حسین فرزند رسول ثقلین کو اجازت نہیں دیتا ہے اور امام پر آب تو نے بند کیا ہے عمر نے کہا یہ سچ ہے مگر ہم کو حکم حاکم کا بھی ہے ہلال نے کہا آؤ پانی بھر لو یہ سنکر انصار حضرت داخل آب فرات ہوئے اور عمر حجاج نے لشکر کو پکارا وہ آگئے کفار فرات پر جنگ ہوا کچھ لڑتے تھے اور کچھ پانی بھرتے تھے بیس مشکیں پر کر لیں بڑی شجاعت سے حضرت عباسؑ معہ ہمراہیان اپنے مقام پر پونچگئے اس لڑائی میں کوئی شہید نہیں ہوا اسو جہہ سے حضرت عباس کا سقائی اہلبیت لقب ہے ÷

اور نویں تاریخ محرم کا واقع جلا العیون بحوالہ ارشاد شیخ مفید مرقوم ہے کہ عمر سعد نے زیاد کو خبر دے کہ امام واپس جانیکو چاہتے ہیں ابن زیاد نے پسند کیا شمر نے کہا امام تمہارے جنگل میں آگیا ہے اوس سے بیعت یزید لی یا در صورت انکار قتل کر اوسنے شمر لعین کو روانہ کر دیا اور خط دیا کہ اگر تجھسے اے عمر یہ کار نہیں ہوتا تو تو افسری سے علیحدہ ہو جا عمر نے شمر سے کہا تجھکو امام سے اور مجھ سے کیسے عداوت ہے میرا ارادہ تھا کہ صلح نہ ہو جائے دی شمر نے کہا تقریر بیہودہ وفضول ہے کہ افسری فوج کی تو مجھے دے اوسنے پیادوں کی افسری شمر کو دیدی تتقام میں لکھا ہے کہ عمر سعد خود جنگ پر آمادہ ہو گیا اسکو طلب ملک ری کی لو لگی تھی یوم پنجشنبہ کو شمر آگیا تھا اور عمر سعد سے وہ گفتگو ہوئی عمر سوار ہو کر قلیل فوج امام پر چڑھ گیا ریاض الشہادتین بحوالہ ارشاد شیخ مفید لکھا ہے کہ ماہ بنی ہاشم یہ شور بے ادبی دیکھکر بخدمت امام میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ لشکر عمر سعد کا لڑنیکو آیا ہے امامؑ نے فرمایا دریافت کریں اول اسکا ارادہ کیا ہے ماہ بنی ہاشم حضرت عباسؑ معہ بیس سوار عمر سعد کے پاس پیغام امام لیجایا عمر نے کہا ابن زیاد کا حکم ہے کہ آپ طاعت یزید کی کریں ورنہ ہم لڑینگے حضرت عباسؑ نے واپس آکر جواب عرض کیا امام عالیمقام نے ایک شب کی مہلت طلب کی حضرت عباس نے عمر کو جا کر کہا شمر نے انکار کیا ابو سفیان کندی اور عمر حجاج نے کہا اے قوم بے حیا اگر کافر مہلت طلب ہوتا تو تم دیتے یہ مسلمان اور فرزند رسول اور نواسہ رسول انکو مہلت نہیں دیتے فوج میں شور غل پڑ گیا عمر شمر نے ڈر کر ایک شب کی مہلت دی عمر پلٹ کر واپس گیا اور ماہ بنی ہاشم بھی واپس آگئے اصحاب امام خیموں میں داخل ہوئے کتاب تبر المذاب میں لکھا ہے کہ شمر نے عمر سے حضرت عباس اور برادران حضرت عباس کی امان لیلی تھی اور کتاب مناقب میں لکھا ہے کہ والدہ انکی کلابیہ یعنی ام البنین حزام کلابی کی دختر تھی اور شمر بھی کلابی تھا اور کتاب لہوف میں لکھا ہے کہ شمر نے پکار کر کہا میرے بھانجے کہاں ہیں یعنے عباس اور انکے برادران انُ سب نے کہا تو کیا کہتا ہے شمر نے کہا تم میرے بھانجے ہو تمکو امان ہے ہماری طرف چلے آؤ حضرت عباسؑ کو سنکر غصہ آیا اور کہا اے لعین تو چاہتا ہے ہم اپنے آقا نور چشم رسول اللہ کو چھوڑ دیویں اور یزید لعین شقی ازلی نابکار شرابخوار کی تابع ہو جاویں ہرگز نہیں شمر شرمندہ ہو کر چلا گیا ÷

کتاب مروج الذہب مسعودی میں لکھا ہے کہ حضرت امام عالیمقام کے **ہمراہ** پانچسو سوار اور سو پیادے تھے اور ابوالقاسم زیدی نے لکھا ہے کہ ہزار سوار اور سو پیادے تھے اور پچاس **دو مادرا** تھے حضرت نے سبکو جمع کرکے فرمایا کہ تاریکی شب کا پردہ ہے تم سب چلے جاؤ اور آپ کو موت کے حوالہ نہ **کرو جو** میرے ساتھ اسجگہ رہیگا زندہ

نہ بچیگا جو جانیوالے تھے چلے گئے جو رہنے والے تھے وہ رہگئے دوکانداروں سے فرمایا تم اہل بازار ہو تمہارے چلے جانے میں عیب نہیں چالیس دوکاندار لشکر عمر سعد میں چلے گئے اور دس نیک بخت رہ پڑے حضرت نے انکے حق دعا خیر فرمائی جلاء العیون میں اور قمقام میں لکھا ہے کہ بتیس ۳۲ نفر شب دہم کو لشکر عمر سے جانب امام کے آگئے تھے +

ریاض الشہادتین اور قمقام میں لکھا ہے کہ بریر بن خضیر ہمدانی نے خدمت حضرت میں عرض کی جناب عالی اگر ارشاد ہو تو میں جا کر عمر سعد کو سمجھاؤں فرمایا اچھا بریر عمر کے جلسہ میں جا بیٹھے عمر کو غصہ آیا اور کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں تم نے سلام نکیا بریر نے کہا مسلمان وہ ہے جسکے شر سے مسلمان محفوظ رہیں تو نے اولاد پیغمبر پر لشکر کشی کی ہے اور ارادہ قتل کا رکھتا ہے وہ مسلمان نہیں ہیں تمکو خدا رسول سے شرم نہیں آتی عمر دیر تک فکر میں رہکر بولا مجھکو معلوم ہے کہ جو امام سے لڑیگا جہنم میں جائیگا مگر مجھکو طلب ملک رے اور خوشی حاکم کی ہے آخر بریر اوٹھ کر چلے آئے +

بحر المصائب اور مقتل ابو مخنف میں لکھا ہے کہ ملاقات عمر سعد کی شب دہم کا یہ نتیجہ ہوا لڑنے سے باز نہ آیا امام نے فرمایا گندم ملک رے کی تیری نصیب نہو گی ولعین تمسخر سے بولا مجھکو جو ہے کافی ہیں وقت ملاقات ہمراہ عمر سعد ایک حفص اسکا پسر دوسرا غلام درید تھا اور امام کے ہمراہ حضرت عباس اور شاہزادہ علی اکبر تھے اصحاب امام نے یہ مشورت کی صبح لڑائی ہوگی تم سب اول بنی ہاشم سے اپنے جانیں امام پر قربان کردو اور امام کے خاندان کا ایک شخص بھی پہلے شہید ہو تو قیامت کو کیسے منہ جناب علی و نبی کو دکھلائینگے بخوشی سب نے کہا ہم پہلے جان دینگے اور حضرت عباس علمدار اہل خاندان سے کہہ رہے ہیں کہ سنا گیا ہے کہ انصار کہتے ہیں کہ ہم پہلے امام کے عزیزوں سے اونپر نثار ہونگے تمکو چاہئے تم پہلے اپنی جانیں دو اگر وہ شہید ہو گئے اور صلح ہو گئی تو غیر چرچا کرینگے کہ امام نے عزیزوں کو بچا لیا اور انصار کو قتل کرا دیا سب نے کہا اب ہمکو زندہ رہنا ایک دم ناگوار ہے یہ رات بڑی سخت تھی امام کبھی اہلبیت میں مصروف ہوتے تھے اور کبھی عبادت میں بعد صبح باغ نبوی تیغ تیر سے قلم ہوگا اور خاندان رسالت کی جوانمرد شہید ہوکر پیوند خاک ہو چکے ساتویں سے آب بند تھا لشکر امام میں اذان ہوئی سبنے تیمم کرکے نماز ادا کی اور لشکر عمر میں باجے جنگ شروع ہو گئے عمر نے ترتیب لشکر شروع کی جلاء العیون اور ریاض الشہادتین میں لکھا ہے کہ جانب راست عمرو بن حجاج کو مقرر کیا اور چپ شمر بن ہنا کو اور علم درید کو دیا سوار وزیر عزرہ بن قیس اور پیادہ وزیر شبث + بن ربعی کو مقرر کیا مقتل ابو مخنف اور قمقام میں ایسا لکھا ہے + قبیلہ کندہ اور ربیعہ پر قیس بن اشعث کو اور اہل مدینہ وغیرہ پر عبد اللہ ابن زہیر کو اور قبیلہ مذحج اور اسد پر عبد الرحمان بن سبرہ جعفی کو اور قبیلہ تمیم اور ہمدان پر حر بن یزید ریاحی کو مقرر کردیا ابن اثیر نے کامل التواریخ میں لکھا ہے کہ حر امام کے لشکر میں آگئے حضرت نے جب اوس فوج کو اپنے قتل پر آمادہ پایا تو اپنے لشکر قلیل کی ترتیب شروع کی محمد ابن ابیطالب مورخ نے عدد رفقا امام کے بیاسی پیادے اور بتیس ۳۲ سوار لکھا ہے اور کتاب لہوف علی ابن طاوس میں لکھا ہے کہ پینتالیس ۴۵ سوار اور سو ۱۰۰ پیادے تھے یہ روایت کتاب بحر المصائب اور قمقام زخار اور جلاء العیون اور ریاض الشہادتین وغیرہ کتب معتبر علمائے مورخین میں حسب ارشاد امام محمد باقر منقول ہے جملہ اسماء مبارک ایکسو پینتالیس کے اس کتاب میں مذکور ہیں کتاب ہذا سے وہ سب نام ظاہر ہوتے ہیں جناب امام حسین نے لشکر قلیل کی ترتیب اسطرح شروع کی جانب راست زہیر قین کو دے اور جانب چپ حبیب مظاہر کو سپرد کی اور قلب لشکر میں اولاد جناب امیر اور فرزند اور جعفر طیار اور عقیل کی اولاد کو سپرد کیا اور علم جلالت شیم اپنا حضرت عباس کو مرحمت فرمایا اور خیمہ جانب پشت پر رکھا اور لشکر عمر کنارہ

فرات پورب اور شمال کیطرف تھا اور لشکر امام جانب جنوب تھا اور قبیلہ بکر بھی جنوب کیطرف کربلا سے ہے اور تل ٹیلہ گوشہ غرب کیطرف تھا جسپر حضرت زینب وقت ذبح امامؑ اوس ٹیلہ پر آکر دیکھتے تھیں بعد ترتیب لشکر صفوف امام حسینؑ نے ایک ایک شتر پر چڑھکر خطبہ پڑھا مگر ان لعینوں کو اثر نہ ہوا تب حرؑ نے عمر سے کہا تیرا ارادہ ضرور لڑنیکا ہے عمر نے کہا ہاں اوسوقت مصعب برادر حر اور حر اور بکیر پسر حر اور قرہ غلام حر اسپ اوڑا کر امام کی لشکر میں آملی اور عفو تقصیر چاہی حضرت نے معاف کیا تمام کتابیں واقعہ ایسا ہے ✦

عمر نے پہلے تیر جانب امام روانہ کیا اور کہا سب گواہ رہیں میں پہلے تیر مارتا ہوں تب تمام تیراندازوں نے تیر برسائے جلا العیون اور سیر الائمہ اور کشف الغمہ میں لکھا ہے کہ بتالیس انصار تیروں سے شہید ہو گئے اور لڑائی شروع ہو گئی بارے بارے ہر ناصر شجاع شہید ہو گیا اور خاندان رسالت کی جوان بھی ہم صحبت حور جنان ہوئے علی اصغر معصوم تک نہر لبن پر پہونچے حرملہ کے تیر سے ✦

# واقعہ جانگزا قتل فرزند رسول خدا صلعم

اسوقت آفتاب کو گہن لگا ایسا سیاہ ہوا کہ اندھیرا ہو گیا دریا موجزن ہو گئے مچھلیاں دریا سے باہر گریں وحشی چرنا چھوڑ بیٹھے اور پرند گر گئے اور جنوں کی آواز رونیکی آتی تھی اور زمانہ خون آسمان سے برسا و آندھی آگئی شاہ سلامت اللہ اپنی کتاب تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین شاہ عبدالعزیز دہلوی میں تحریر کرتے ہیں کہ اگر دن قیامت خاص مقرر نہوتا تو اسدن ضرور قیامت آجاتی اور امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ زخم امام کی بدن مبارک پر تین سو بتیس ۳۳۲ سے زیادہ تھے ایک روایت میں ایکہزار نوسو زخم تھے ارباب سیر کا درباب قاتل کی اختلاف ہے صاحب تقام فرماتے ہیں سید ابن طاؤس نے لہوف میں اور مسعودی نے مزاج الذہب میں اور شیخ صدوق نے امالی میں اور ابن اثیر کامل التواریخ میں اور ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں لکھا ہے کہ سنان ابن انس نے سر جدا کیا اور شمر لعین بھی سنان کا شریک تھا ارشاد شیخ مفید کی نقل ہے کہ شمر نے سر کاٹ کر خولی ابن یزید کو دیا اور علی بن عیسی اربلی نے کشف الغمہ میں فرمایا ہے کہ حافظ عبدالعزیز جنابذی نے کہا ہے کہ شمر نے سر کاٹا ہے اور نزہۃ الابرار بدخشانی میں لکھا ہے کہ شمر نے سر جدا کیا اور ملا محمد باقر مجلسی نے جلا العیون میں قاتل شمر لکھا ہے اسکو برص کی مرض تھی کبرای کہتا تھا حضور نے شناخت کر لیا تھا بفرمان رسول معلوم تھا یہ واقعہ جانسوز جمعہ کے دن دسویں تاریخ محرم کی ۶۱ ہجری میں واقع ہوا سن شریف حضرت کا اٹھاون سال تھا ✦

اور دامادی حضرت قاسم ابن امام حسینؑ کی روایت کتب جدید کی ہے کتب قدیمہ مثل ابن مولویہ کی کامل زیادہ ارشاد شیخ مفید اور کتاب المزار سید مرتضی علم الہدے اور مثیر الاحزان ابن نما اور لہوف سید علی ابن طاؤس اور خرائج الجرائح قطب راوندی اور مناقب ابن شہر آشوب اور کشف الغمہ علی ابن عیسی اربیلی اور علامہ طبرسی کی علام الورے اور امالی شیخ صدوق اور امالی شیخ طوسی اور در النعیم فی مناقب الائمہ جمال الدین بن یوسف بن حاتم شافعی اور مقتل عوالم اور فواتح حسنیہ اور

بحار الانوار مجلسی اور انوار نعمانیہ سید نعمۃ اللہ اور تظلم الزہرا اور علامہ نوری کی لولو مرجان اور ہزار جلد مناقب ان چار کتب میں روایت نہیں لکھی +

کتب قدیمہ میں اس روایت کا بالکل وجود ہے نہیں ہے ہاں کتاب منتخب فخر الدین اور روضۃ الشہدا جو اباطیل اور اکاذیب کا خزانہ ہے تاریخ حسین کاشفی سے یہ روایت نقل ہوکر غیر معتبر کتابوں میں مندرج ہونی شروع ہوگئی علما نے خیال کیا اور جو علما ایسے ہیں جنہوں نے تحقیق کی وہ قدح کرتے ہیں اور قادحین کی جماعت کثیر ہے اور روایت جناب شہربانو کا طوس طیران اسپ پر جانا محض غلط ہے بی بی لیلیٰ حادثہ کربلا سے پہلے وفات پا گئیں تھیں ہر چند بہت علماء نے اس روایت کاذبہ کا قدح کیا ہے درحیات امام حسینؑ کی کوئی دختر امام حسینؑ کی نہیں تھی جو وصیت میں نامزد ہوتے ام اسحاق زوجہ حسن بعد عقد امام حسین میں آئیں اونسے دختر فاطمہ متولد ہوئے اور مدینہ میں حسن مثنی سے انکا عقد ہوا تھا مقام میں تفصیل سکا ذکر ہے اور جناب سکینہ فاطمہ سے خورد تھیں تاریخ طبری اور نوالانصار اور فصول مہمہ میں لکھا ہے کہ فاطمہ کا عقد ہوا حسن مثنی سے ناسخ التواریخ اور محسن الابرار در ارشاد شیخ مفید اور کشف الغمہ اور عمدۃ الطالب اور سیر الائمہ میں لکھا ہے حضرت قاسم وقت وفات امام حسن شیرخوار تھے کہیں وصیت عقد کا ذکر نہیں ہوا حضرت امام حسین کی دو دختر تھیں جو بعد امام حسین پیدا ہوئیں ایک فاطمہ زوجہ حسن مثنی بن امام حسن اور دوسری سکینہ زوجہ عبداللہ بن امام حسن ارشاد شیخ مفید اور کشف الغمہ اور علام الوریٰ اور مقام میں واقعہ لکھا ہے +

کتاب گلزار جنت تصویر کربلا صفحہ ام دسویں محرم کی واقعہ میں غیر معتبر کتابوں میں روایت دامادی جناب قاسم بن حسن علیہ السلام لکھی ہے کہ امام حسینؑ نے اپنی دختر کا عقد بعد شہادت انصار و عزیزان جسوقت حضرت عباس اور عون آپ بھائی اور امام حسین اور حضرت قاسم باقی تھے پڑھا دیا یہ روایت کتب جدیدہ و قدیمہ میں مثل ابن قولویہ کی کامل الزیارہ اور ارشاد شیخ مفید و کتاب المزار سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اور مثیر الاحزان ابن نما الہوف ابن طاؤس اور خرائج الجرائح قطب راوندی اور مناقب ابن شہر آشوب اور علی ابن عیسیٰ اربلی کے کشف الغمہ اور علامہ طبرسی کی علام الوریٰ اور امالی شیخ صدوق اور امالی شیخ طوسی اور درالنظیم مناقب الائمہ اللہامیم جمال الدین بن یوسف بن حاتم شافعی اور مقتل عوالم اور فوادح حسینیہ میں نہیں اور ملا مجلسی نے بحار الانوار میں اور سید نعمۃ اللہ جزایری نے انوار النعمانیہ میں اور مولانا رضی قزوینی نے تظلم الزہرا میں اس روایت مقطوع الکذب کو نہیں لکھا اور علامہ نوری نور اللہ مضجعہ نے جن کی مدح جناب محمد سلمان تنکابنی نے قصص العلماء میں کی ہے اور آقا صدر حائری سے جو انکا حال دریافت کیا تو ان جناب نے انکے محامد علیہ بیان فرمائے اور شیخ حسین حائری اور ملا محمد کاظم نجفی اور شیخ عبداللہ مازندرانی نجفی مجتہدین عراق نے ان علامہ نوری کی مدح کرکے انکے لولو مرجان کی طرف رجوع کرنیکو حکم دیا ہے اپنی لولو مرجان میں فرماتے ہیں چگونہ مے شود قضیہ باین عظمت قصہ چنیں آشکار المحقق و مضبوط باشد و بنظر تمام این جماعت نرسیدہ باشد حتی مثل ابن شہر آشوب کہ بتصریح کردہ اند کہ ہزار جلد کتاب مناقب نزد او بود +

کاتب الحروف کہتا ہے کہ ان ہزار جلد مناقب میں بھی یہ روایت کاذبہ نہیں تھی اور سید العلما سید حسین عرف جناب میرن صاحب نے مجالس مضجعہ میں لکھا ہے کہ روایت تزویج جناب قاسم کی اکثر کتب میں مذکور نہیں ہوئی اور اسی سبب سے

مولنا مجلسی نے اپنی کتاب میں نہیں لکھا یامر لائق غور ہے کہ کتب قدیمہ میں و یہ روایت مذکور نہیں ہوئی تو ملا مجلسی نے اسکو سبب ترک کا قرار دیا غرضکہ قدیمی کتابوں میں تو اس روایت کا بالکل وجود ہی نہیں آخر زمانہ میں کتاب روضۃ الشہداء ایسے جو اباطیل اور اکاذیب کا خزانہ ہے یہ بلالکلی ہیں ماخذ اسکا حسب ارشاد جناب سید العلماء یہ ہے روضہ کاشفی ہے۔

تاریخ حسین کاشفی سے یہ روایت نکل کر غیر معتبر کتابوں میں مندرج ہونی شروع ہو گئی جو عالم شیعہ اکی تحقیق میں غفلت کر گئے ما اپنی کتاب میں مثل اور بے اصل روایتوں کے وارد کردی اور فتویٰ اسکی صحت کا نہیں دیا جو علما ایسے ہیں انہوں نے کامل صورت سے اوسکی تحقیق کی وہ اسکا قدح کرتے ہیں اور قادحین کی ایک جماعت کثیر ہے اول تو ملا مجلسی ہیں یہ جناب جلاء العیون میں فرماتے ہیں۔ اور روایت دامادی قاسم در کتب معتبرہ بنظر حقیر رسیدہ اس سے ظاہر ہے کہ یہ جناب اس روایت سے مطلع ہوتے ہیں مگر جس کتاب سے انکو یہ روایت ملی اس کتاب کو یہ جناب معتبر نہیں جانتے اسی وجہ سے اپنی کتاب میں اسکو نہ لکھا اور غیر معتبر کتاب میں مذکور ہونیکو اس روایت کے ظاہر کر دیا غالباً وہ منتخب فخر الدین طریح کی اور سب کا ماخذ روضۃ الشہداء ہو گی اسلئے کہ قبل کسی کتاب میں یہ روایت نہیں پائی جاتی علامہ نوری فرماتے ہیں قصہ عروسی قاسم قبل از روضۃ الشہداء در ہیچ کتاب دیدہ نشدہ اور جناب رضی قزوینی بعد ذکر شہادت بعض شہداء تظلم الزہرا میں فرماتے ہیں کہ کتب میں حضرت قاسم کی مبارزت اور شہادت کا ذکر ہوا ہے اور ان کتب قدیمہ میں ذکر شادی قاسم نہیں ہے مگر کتاب منتخب میں قصہ دامادی مذکور ہے لیکن فاضل معتبر ملا مجلسی نے ذکر کیا ہے کہ روایت معتمدہ اور کتب معتبرہ میں یہ روایت نہیں ہے ظاہر ہے کہ مولانا مجلسی نے گویا منتخب کی روایت پر وثوق نہ کیا اور اسکو صحیح نہ جانا پس روضۃ الشہداء اور منتخب دونوں ملا مجلسی کے نزدیک غیر معتبر ہیں اور جناب رضی قزوینی یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں بھی اسی سبب سے اس روایت کو ترک کرتا ہوں اسلئے کہ ناقل نے کسی راوی کیطرف اسکو منسوب نہیں کیا بلکہ بصیغہ مجہول نقل کر کے لکھا ہے۔ گلزار مذہب صفحہ ۳۰

پس قادحین میں سے دوسری رضی قزوینی ہیں اور تیسری صاحب خیرات حسان ہیں چنانچہ لکھتے ہیں واز قبیل ہمین خرافاتست آنچہ مابین عوام الناس اشتہار گرفتہ کہ حضرت فاطمہ بنت الحسین را در کربلا با حضرت قاسم ابن حسین عقد بستہ بودند چوتھے محمد بن سلیمان تنکابنی ہیں انکی عبارت بعد ذکر جانے بی بی شہربانو کے بطرف ملک ری اکلیل المصائب میں یہ ہے واضعف ازین قول اینکہ فاطمہ عروس قاسم نیز ہمراہ او بود واز قاسم حمل داشت وپسرے متولد شد مسمی بقاسم ثانی کہ در جبال شمران طہران مزار معروفی دارد این نیز سابق واضعف ازانست زیراکہ اولاً عروسی در روایت قاسم شیعہ ندارد اور پانچویں علامہ نوری ہیں جنکی عبارت نقل ہو چکی چھٹی صاحب تذکرۃ الائمہ ہیں وہ اول نکاح ہونا جناب فاطمہ بنت الحسین کا حسن مثنی کے ساتھ لکھتے ہیں بعدہ موجود ہونا حسن مثنی کا کربلا میں اور زندہ رہنا بیان کرتے ہیں پھر کہتے ہیں واین حدیث مکشوف افتاد کہ روایت دامادی حضرت قاسم در کربلا از اکاذیب روات است آٹھویں جناب شیخ عبداللہ مازندرانی یہ جناب در جواب ایک استفتی کی تحریر فرماتے ہیں الی الآن مستندیکہ بتوان اعتماد نمود در این باب و وقوع این قضیہ بدست نیامدہ نویں شیخ حسین مازندرانی ہیں یہ بھی اسی استفتی کے جواب میں فرماتے ہیں اما وقوع این قضیہ پس ہنوز بدرجہ تحقیق وثبوت ویقین نرسیدہ بلکہ عدمش محقق و بنحو استعمال جزم و قطع خواندنش مشکل بلکہ حرام است اور دسویں آقا غلام حسین اصفہانی حائری ہیں وہ بھی

اسی استفتی کے جواب میں فرماتے ہیں خواندن آن مقدار بکہ در منتخب مذکور است بانسبت بہاں کتاب ہم غیر جائز است زاید براں کہ بہتان و افترا بر اہلبیت عصمت و طہارت می باشد و ہر کس کہ زیادہ ہم براں مقدار بخواند یا آنکہ قدح در علمائے اعلام کہ منکر وقوع این قضیہ باشند کند و آثم و گنہگار است اور گیارہویں سلطان العلماء محمد طاہا ہیں انکے استفتی موجود ہیں بارہویں سید طباطبائے نجفی محمد کاظم صاحب ہیں یہ بھی فرماتے ہیں وقوع این قضیہ ثابت نیست ہر چند در بعض کتب بدون سند مذکور باشد و خواندن اس باظہار جزم و عدم جزم بوقوع مشکل است در علمائے اعلام کہ این مطلب را انکار کردہ اند بدلخواہ جائز نیست ہر چند بہت سے علما نے اس روایت کاذبہ کا قدح کیا ہے مگر بسبب طوالت انکے اسما اور اقوال نہیں لکھے پس جس وقت سے یہ روایت نکلی اسیوقت سے اسکا قدح شروع ہو گیا اور کوئی دختر امام حسینؑ کیوقت حیات امام حسنؑ موجود نہ تھے جو وصیت میں نام زد ہوتے جو بڑی دختر امام حسینؑ کی تھی وہ بطن سے ام اسحاق کے پیدا ہوئے تھے اور ام اسحاق اول زوجہ امام حسنؑ کے تھے جب وقت وفات امام حسنؑ کا قریب آیا تو اپنے برادر امام حسین کو وصیت کی کہ تم ام اسحاق کی حفاظت کیجو اور بعد عدۃ عقد کر لیجو پس امام حسین نے اس وصیت پر بسرعت عمل کیا چنانچہ محمد بن جریر طبری کی ذیل المذیل اور قمقام وغیرہ کتب میں تفصیل اسکا ذکر ہے الحاصل امام حسین کے عقد میں بعد عدۃ ام اسحاق آئیں اسوقت بعد سوا برس کے فاطمہ پیدا ہوئی اگر درباب عقد قاسم فاطمہ سے وصیت ہوتی تو آنجناب فاطمہ کا عقد حسن مثنیٰ سے برخلاف وصیت نہ کر دیتے جسکا ہونا ناسخ التواریخ اور محسن الابرار ارشاد شیخ مفید اور کشف الغمہ اور عمدۃ المطالب اور سیر الائمہ میں لکھا ہے ٭

اور روایت دامادی قاسم کی ماخذ یعنی روضۃ الشہداء اور علام الوریٰ وغیرہم میں مصرح ہے اور کسی طرح لایق انکار نہیں اور جناب سکینہ جنکی واسطے حضرت فاطمہؑ سے چھوٹا ہونا تاریخ طبری اور نور الابصار اور فصول مہمہ میں بھی ہے یہ بھی امام حسنؑ کے بعد پیدا ہوئیں بر وقت وصیت یہ بھی موجود نہ تھیں اور تیسری دختران کا نام زینب معلوم ہوتا ہے جو فاطمہ صغریٰ مشہور ہو گئیں وہ حسب تصریح صاحب روضۃ الشہداء کہ جو ماخذ روایت دامادی ہے ہفت سالہ مدینہ میں رہ گئی تھیں وہ حضرت امام حسنؑ کی وفات کے بعد چار یا تین برس بعد پیدا ہوئے تھیں وہ بھی بر وقت وصیت موجود نہ تھیں اور چوتھے بر روایت منتخب سہ سالہ اور بر روایت روضۃ الشہداء چار سالہ قید خانہ میں مر گئیں یہ دختر سات سال بعد امام حسنؑ کے وفات کے پیدا ہوئی تھیں یہ بھی بر وقت وصیت موجود نہ تھے اور چار دختر سے زیادہ کسی نے امام حسینؑ کی نہیں لکھیں۔ اصل میں دو دختر تھیں ایک فاطمہ زوجہ حسن مثنیٰ اور دوسری سکینہ زوجہ عبداللہ ابن امام حسنؑ کی تھے آنجناب نے اپنی دونو دختران کا عقد دونوں بہتر بچوں سے مدینہ میں کر دیا تھا جیسا کہ ارشاد شیخ مفید اور کشف الغمہ اور علام الوریٰ اور قمقام وغیرہ میں لکھا ہے حضرت حسن مثنیٰ اور عبداللہ کی تو جناب امام حسینؑ سے وصیت نہیں کی اور حضرت قاسم جو وقت وفات اپنے والد بزرگوار کے شیر خوار تھے انکے واسطے وصیت عقد کی اور عجیب بر عجیب ہے یہ کہ امام حسینؑ نے وہ عقد جنکی واسطے کہیں وصیت نکاح کا پتہ نہیں مدینہ میں کر دی اور وہ نکاح جسکی وصیت تھی اسکو دس سال روکے رہے وصیت کے مضامین تو جلدی چاہیئے دس سال کے دیر جس سے وصیت مرکے ابطال لازم آتا ہے اور بر وقت نکاح واقعہ ہونے میں فعل عبث امام کیطرف منسوب ہوتا ہے اور موافق ارشاد جناب آقا غلام حسین حائری اس نکاح کے بیان کرنے میں معصوم اہلبیت پر تہمت

کاخوف ہے اور یہ واقعہ طرائف سے بھرا ہوا ہے ازانجملہ کچھ معرض بیان میں آئے ازانجملہ یہ ہے کہ ماخذ اس روایت کا روضۃ الشہدا ہے اور بعد اسکے منتخب ہے اور دونو کتابوں میں منکوحہ کا نام نہیں پھر فاطمہ کہاں سے منکوحہ تجویز ہوگئیں باوجودیکہ زوجہ حسن مثنیٰ کی جیسی ظاہر ہے کہ اگر وصیت عقد بابت فاطمہ کی ہوتی تو امام حسینؑ انکا عقد حسن مثنیٰ سے مدینہ میں کر دیتے روضۃ الشہدا جو ماخذ عقد ہے اسمیں ہے عقد جناب حسن مثنیٰ کا فاطمہ کیساتھ امام حسینؑ کا کر دینا بمقام مدینہ لکھا ہے علاوہ بریں کاتب الحروف نے بیس کتابوں سے دیکھا ہے پھر بیاہی بیاہی شوہر کے جناب امام دوسرا عقد فاطمہ کا جناب قاسم سے کربلا میں کسطرح کر دیتے اسکے بیان میں تو امام معصوم پر تہمت کا خوف ہے +

ناظرین بامکین پر مخفی نرہے یہ ہیچمیدان فقیر حقیر کاتب الحروف کہ روایات کتب جدید میں جو علمائے متاخرین تمام مرثیوں میں داماد حضرت قاسم ابن امام حسنؑ اور شہربانو کا طوس میں آنا مندرج کیا ہے اور ہند اور سندھ اور پنجاب میں بڑے زور شور سے یہ مذکور ہوتا ہے اور بیان تمام کتب جدید اور مرثیوں میں واقعہ ہے اور یہ واقعہ عوام الناس مومنین میں مشہور معروف ہے اور یہ فسانہ دردناک باعث رقت ضرور ہے اور یہ فقیر بھی اوپر اس باب پنجم میں تحریر کر آیا ہے لیکن علمائے متقدمین جو صاحب کتب معتبر ہیں وہ کتب قدیمہ میں اس روایات کا قدح کرتے ہیں اور جائز نہیں فرماتے ہیں اس فقیر ناچیز کا اسمیں کیا قصور ہو سکتا ہے کہ ہر دو روایت قدیم جدید کا حوالہ کتاب ہذا میں مندرج کر دیا ہے اگر اس امر میں غور فرمائینگے کہ علماء متقدمین تو اسکا ذکر کرنا جائز نہیں جانتے اور تمام مرثیہ خواں سوائے ان اذکار دردناک کے اور ذکر کم بیان فرماتے ہیں یہ روایت تمام ملک انڈیا میں مشہور معروف ہیں اور روز بروز ترقی پر ہے +

شہادت امام حسین علیہ السلام

گلزار جنت صفحہ ۱۶۴

## بعد شہادت جناب سید الشہداء

قل قتل الحسین ابن علیؑ ذبح الحسین بکربلا اس صحرا میں بلند ہوا تو عمر سعد نے حکم دیا کہ لشکر کے سوار سبط رسول مختار کی لاش مطہر پر گھوڑے دوڑائیں سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے اپنے مقتل میں اور شیخ مفید اور ابن شہر آشوب نے تحریر فرمایا ہے کہ عمر سعد کا یہ حکم سنکر دس اشخاص گھوڑے اڑا کر لشکر سے جدا ہوئے اون ملاعنہ کی نام یہ ہیں ایک اخنس بن مرثد دوسرا عمر بن صبیح تیسرا حکیم بن طفیل چوتھا رجاء بن منقذ پانچواں سالم بن خیثمہ چھٹا صالح بن وہب ساتواں ہانی بن ثبیت آٹھواں اسید بن مالک نواں اسحاق بن حویرہ دسواں واخط بن ناعم ان ملاعنہ سے یہ امر شنیع صادر ہوا کہ لاش مطہر جگر بند رسولؐ اور نور چشم بتولؑ کی لاش پامال سم اسپاں سے ہوئے ریاض الشہادت میں لکھا ہے کہ ابو عمر زاہدی سے نقل ہے کہ جب ان ملاعنہ کی حال کا تفحص کیا تو معلوم ہوا کہ سب ولد الزنا حرام زادے تھے مختار نے ان سبکو پکڑ کر زمین پر لٹایا اور انکے جسم میں اور زمین میں لوہے کی میخیں ٹھوکدیں اور اوپر گھوڑے دوڑائے بدن نجس انکے پاش پاش ہوگئے اور قمقام میں یوں ہے نام ان ملاعنہ کے لکھے ہیں اور اسی کتاب میں یہ ہے لکھا ہے کہ فرشتوں نے خدا سے امام حسینؑ کی مدد کرنیکی اجازت لی تھی مگر اسوقت کربلا میں پہنچے کہ امام شہید ہو چکے

تھے ہیو ذات سب پیغمبر گا حضرا میں عرض کی کہ ہم مدد کو آئے تھے محروم رہے وحی ہوئی کہ تم مجاور قبر امام حسینؑ کے رہو تاآخر او نیز جلاء العیون میں ہے کہ قولویہ نے بسند معتبر امام صادق سے روایت کی ہے کہ چار ہزار فرشتوں نے خدا سے رخصت لی تھی کہ کربلا میں امام کی مدد کریں خدا نے انکو رخصت کر دیا وہ پھر آسمان سے کربلا میں آئے امام کو شہید پایا وہ سب کربلا میں رہے بال بکھرے اور گرد آلودہ مظلوم کربلا پر روتے ہیں اور سردار انکا ایک فرشتہ ہے جسکا نام منصور ہے جو کوئی شخص امام حسینؑ کی زیارت کو آتا ہے اسکا استقبال کرتے ہیں جب واپس ہوتا ہے تو اسکی مشایعت کرتے ہیں اگر زائر بیمار ہوتا ہے تو اسکی عیادت کرتے ہیں اگر مرتا ہے تو اسکی جنازہ پر نماز پڑھتے ہیں اور اسکے لیئے طلب مغفرت کرتے ہیں اور قریب اسکے تحفۃ الزائر میں ہے پس پیراہن امام حسین کا لیگیا اور پاجامہ بحر بن کعب نے لے لیا اور عمامہ اخنس بن مرثد کی پاس گیا اور زرہ مالک بن بشیر نے لی اور انگشتری بجدل بن سلیم لیگیا اور تلوار جو غیر ذوالفقار تھے اسکو جمیع ازدی نے لیلیا یہ خلاصہ ہے عبارت ریاض الشہادتین کا اور اسکی کتابت میں لکھا ہے کہ ذوالجناح نے سر و یال اپنے خون امام حسینؑ میں رنگین کیے اور اہل حرم کے خیمے کیطرف گیا اور اپنی سردار کی خبر دی اور عمر سعد نے مع اہل حرم کے خیموں میں آگ لگانیکا حکم دیا بعضے نے منع کیا پس آگ سے منع کر کے انکی لوٹنے کا حکم دیا روسیاہ فوج یزید اس امر شنیع کی ارتکاب کیلیئے طرف خیام کے روانہ ہوئی پس ان ملاعنہ نے خیمے لوٹے جلاء العیون اور ریاض الشہادتین اور قمقام میں لکھا ہے کہ لشکر یزید میں ایک عورت تھی بکر بن وائل کے قبیلہ کی تھی اوس نے جو یہ ظلم ستم دیکھا تو تلوار اوٹھا کے آئی اور کہا کہ اے روسیاہ اور بے دینوں تم رسول خدا صلعم کی اہلبیت کو لوٹتے ہو اسکا شوہر لعین آیا اور واپس لیگیا اور شمر لعنۃ اللہ جناب امام زین العابدین کے قتل کو آیا حمید بن مسلم کے منع کرنے سے باز رہا قمقام میں لکھا ہے کہ عمر سعد ور خیمہ پر آیا اور کہا کہ اہلبیت کو آزار نہ دو اہل حرم نے اپنی چادریں واپس مانگیں عمر نے واپس کا حکم دیا مگر کسی شخص نے واپس نہ دیں عمر کچھ لوگ اپنے لشکر کے وہاں پہرہ دار مقرر کر دیے کہ وہ انکی فرار کی محافظت کریں اور ایسا ہی ریاض الشہادتین میں مذکور ہے اور قمقام میں لکھا ہے کہ سر مطہر امام حسینؑ کا عمر سعد نے خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم کیساتھ ابن زیاد کے پاس کوفہ کو روانہ کر دیا وقت روانگی سر اطہر فرزند رسول خیر البشر وقت نماز عصر روز عاشورہ ہے پس عمر باطمینان اپنے خیمہ میں آ گیا +

سہو اسحاق بن حیوہ

## ملا محمد باقر مجلسی جلاء العیون میں فرماتے ہیں

شیخ مفید و دیگران روایت کردہ اند کہ چوں حضرت سید الشہداء العالم رحلت نمود عمر سعد لعنہ سرہائے شہدائے ابرار بر قبائل لعنہ قسمت کردیا و با خواتین حرم اہلبیت رسالت در ہمان روز متوجہ گردانید و خود روز دیگر ماند مگر قمقام اور ریاض الشہادتین میں گیارہویں تاریخ عمر سعد کیساتھ اہل حرم کا جانا لکھا ہے +

بعد شہادت گیارہ محرم سنہ ۶۱ ہجری کی آخر تک جو کربلا میں واقع ہوئی ہیں قمقام اور مقتل سید مرتضی اور ریاض الشہادتین وغیرہ میں مرقوم ہے کہ جب محرم کی گیارہویں تاریخ کی صبح نمایاں ہوئی تو عمر سعد نے اپنے طرف فکے

مقتولین کی دفن کا انتظام شروع کیا اور اُنکی جیفہ ہائے خبیث و نجس کو کفن دیکر اور نماز پڑھ کر دفن کرا دیا اور بیکس و مظلوم فرزند دلبند رسول خدا صلعم قیوم کی نعش مبارک کو معہ اونکے عزیز و رفقا کی بے غسل و کفن ریگ گرم اور زمین تفتیدہ کربلا پر چھوڑا اور بعد ظہر اہلبیت اور بچوں اور امام حسین کے فرزند امام زین العابدین بیمار کربلا کو اسیر و دستگیر کرکے اور اہلحرم کو بے مقنع و چادر رسن بستہ بے فرش شتروں پر سوار کرکے کوفہ کو روانہ کردیا اور تمقام اور ریاض الشہادتین اور بحر المصائب میں لکھا ہے کہ بشدت عداوت عمر سعد نے حکم دیا کہ اسیروں کو قتلگاہ کی راہ سے لیجائیں تاکہ ان سب کے دل دردمند ہوں عبارت ریاض الشہادت کی یہ ہے وایشاں را عمداً از قتلگاہ بردند کہ بدنہائے پارہ پارہ را کہ بر روئے خاک انداختہ بودند ببینند و دل ایشاں پر غم شود و آید جسوقت اسیران کربلا قتلگاہ میں پہونچی اسوقت کا حال پر ملال مصائب کی کتابوں میں مرقوم ہے +

# فہرست شہدائے کربلا معلّی جو لوگ ہمراہ امام تھے

| نمبر شمار | اسماء مبارک معہ کیفیت | نمبر شمار | اسماء مبارک معہ کیفیت |
|---|---|---|---|
| ۱ | ابراہیم بن حصین اسدی تمقام میں انکا نام ہے کربلا میں روز عاشورہ شہید ہوئے + | | عمر میں شہید ہوئے ۔ |
| ۲ | ابو ثمامہ عمر بن عبد اللہ صائدی کتاب زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے | ۹ | اسد ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ارزق کے ہاتھ سے |
| ۳ | ابو عمر نہشلی کتاب تمقام میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۱۰ | اسلم بن کثیر اعرج اسدی زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے اشعث ابن سعد ریاض الشہادت میں انکا نام ہے ۔ |
| ۴ | ابو حیان ریاض الشہادتین انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۱۱ | انس بن حارث صحابی رسول خدا کوفہ سے مدد کو گئے تھے شہید ہوئے + |
| ۵ | ابوبکر بن امام حسن تمقام میں انکا نام ہے عبد اللہ بن عقبہ غنوی کے ہاتھ سے شہید ہوئے | ۱۲ | انس بن کاہل اسدی زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ ہوئے ۔ |
| ۶ | ابوبکر بن علی ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے + | ۱۳ | انس بن معقل اصبحی ریاض الشہادت میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ایضاً | ابو عمارہ سیر الائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۱۴ | بشیر بن عمر حضرمی زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے + |
| ۷ | احمد بن محمد بن عقیل سیر الائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۱۵ | بدر بن معقل جعفی کتاب جلا العیون میں انکا نام ہے بروز عشرہ شہید ہوئے + |
| ۸ | احمد بن امام حسن سیر الائمہ میں انکا نام ہے ۱۶ سالکی | ۱۶ | بریر بن خضیر ہمدانی جلا العیون میں انکا نام ہے بروز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |

| نمبر شمار | اسماء مبارک معہ کیفیت |
|---|---|
| ۱۷ | پسر مسلم بن عوسجہ ریاض الشہادت میں ان کا نام ہے روز عشرہ محرم شہید ہوئے بیس نفر مار کر ۔ |
| ۱۸ | پسر مسعود بن حجاج زیارت ناحیہ میں ان کا نام<br>جبلہ بن علی شیبانی سیر الائمہ میں ان کا نام بروز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۹ | جُویر بن ابی حمیرہ فہمی زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عشرہ شہید ہوئے ۔ |
| ۲۰ | جعفر بن علی سیر الائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۲۱ | جعفر اکبر بن علی زیارت ناحیہ میں انکا نام روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۲۲ | جعفر بن عقیل زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۲۳ | جناب بن عمر خولانی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے بروز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۲۴ | جنادہ بن حارث قمقام میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۲۵ | جون ریاض الشہادت میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۲۶ | جوین بن مالک ضبعی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۲۷ | حبیب ابن مظاہر کتاب مصائب میں انکا نام ہے بروز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۲۸ | حجاج بن زید سعدی ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۲۹ | حجاج بن مسروق جعفی ریاض الشہادت میں ان کا نام روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۳۰ | حر ابن یزید ریاحی سب کتاب مصائب میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۳۱ | حسن مثنیٰ ابن امام حسن عمدۃ المطالب اور قمقام اور ناسخ التواریخ اور کشف الغمہ اور ارشاد شیخ مفید اور ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے وقت سر جدائی شہدا انکا ماموں حسان انکو بچا لیگیا حیات باقی تھی بعد صحت کے مدینہ روانہ کیا اور جب فاطمہ دختر امام عالیمقام قید سے رہا ہو کر مدینہ آئیں انکی اولاد ہوئی ۳۵ سال کے سن میں وفات پائی جیسا کہ قمقام زخارہ میں وارد ہوا ہے ۔ |
| ۳۲ | حطیمہ بن وداد ریاض الشہادت میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۳۳ | حلاس سیر الائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۳۴ | حماد بن انس ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۳۵ | حنظلہ بن اسعد شامی تیروں سے امام کی حفاظت کرتے تھے قمقام میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۳۶ | حبان بن حارث ازدی زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۳۷ | خالد بن عمر بن خالد قمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۳۸ | زاہر غلام عمرو بن الحق زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۳۹ | زہیر بن بشر خثعمی سیر الائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |

| نمبر شمار | اسماء مبارک مع کیفیت | نمبر شمار | اسماء مبارک مع کیفیت |
|---|---|---|---|
| ۴۰ | زهیر بن قین ہر کتاب میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۵۳ | سیف بن ابی حرث تمقام میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید کربلا ہوئے ۔ |
| ۴۱ | زیاد بن مہاجر کندی جلا العیون میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۵۴ | سیف بن مالک نمیری زیارت ناحیہ اور اکسیر التواریخ میں انکا نام موجود ہے روز عاشورہ شہید کربلا ہوئے |
| ۴۲ | زیاد بن شعبان جلا العیون میں ان کا نام ہے روز عشرہ شہید ہوئے ۔ | ۵۵ | شبیب بن حارث بن سریع زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۴۳ | زهیر بن سلیم ازدی سیر الائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۵۶ | شاکر بن عبداللہ نمیمی ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۴۴ | زید بن ثبیت قیسی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے بروز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۵۷ | شوذب غلام عابس شاکری زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید کربلا ہوئے ۔ |
| ۴۵ | سالم غلام عامر بن مسلم زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۵۸ | شبیب بن عبداللہ نہشلی زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے شہید کربلا روز عشرہ محرم کو ہوئے ۔ |
| ۴۶ | سالم بن مدینہ کلبی زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۵۹ | ضحاک بن عبداللہ مشرقی انہوں نے دو منافق مار کر امام عالیمقام سے اجازت لیلی اور سوار ہو کر میدان سے باہر چلے گئے پندرہ سواروں نے انکا تعاقب کیا مگر کسی کے ہاتھ نہ آئے تمقام میں لکھا ہے |
| ۴۷ | سعد بن حنظلہ تمقام وجلا العیون میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | | |
| ۴۸ | سعد غلام جناب امیر ریاض الشہادتین میں انکا نام روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۶۰ | ضرغامہ بن مالک ریاض الشہادت میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۴۹ | سعید بن عبداللہ حنفی جلا العیون میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۶۱ | ظہیر بن حسان اسدی ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۵۰ | سوار بن ابی عمیر ہمدانی سیر الائمہ میں انکا نام ہے بروز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۶۲ | عابس بن شبیب شاکری جلا العیون میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۵۱ | سوید بن عمر بن مطاع خثعمی ریاض الشہادت میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۶۳ | عامر بن مسلم سیر الائمہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۵۲ | سلیمان غلام امام حسین ع زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ | ۶۴ | عبدالرحمان بن عروہ غفاری جلا العیون میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |

| نمبر شمار | اسماء مبارک مع کیفیت |
|---|---|
| ۶۵ | عبدالرحمان بن عبداللہ رسلی مقام میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۶۶ | عبدالرحمن ارحجی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۶۷ | عبداللہ اکبر بن عقیل سیر الائمہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۶۸ | عبداللہ اصغر بن عقیل اکسیر التواریخ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۶۹ | عبداللہ یزید بن ثبت قیسی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۷۰ | عبداللہ بن مسلم بن عقیل جلاالعیون میں انکا نام موجود ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۷۱ | عبداللہ اکبر بن حسنؑ مقام اور سیر الائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۷۲ | عبداللہ اکبر بن علیؑ سیر الائمہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۷۳ | عبداللہ ثانی بن علی سیر الائمہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید کربلا ہوئے |
| ۷۴ | عبداللہ صغیر مشہور بعلی اصغر ہر کتاب میں انکا نام ہے شیرخوارگی میں روز عاشورہ شہید ہوئے |
| ۷۵ | عبداللہ بن عمیر کلبی اکسیر التواریخ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ کربلا معلے میں شہید ہوئے ۔ |
| ۷۶ | عبیداللہ بن عبداللہ بن جعفر طیار مقام میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۷۷ | عباس علمدار بن علی ہر کتاب میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۷۸ | عثمان بن علیؑ مقام میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۷۹ | عقبہ بن سمعان غلام رباب مقام میں انکا نام ہے قتل ہونے سے بچ رہے عمر نے انکو رہا کر دیا |
| ۸۰ | علی بن عقیل مقام میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۸۱ | علی ابن الحسین مشہور بعلی اکبر ہر کتاب مصائب میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۸۲ | علی بن حر بن یزید ریاحی ریاض الشہادت میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۸۳ | عمر بن خالد صیداوی ریاض الشہادت میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۸۴ | عمر بن احادث حضرمی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۸۵ | عمر بن جنادہ مقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۸۶ | عمر بن شبیعہ ضبعی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۸۷ | عمر بن عبداللہ جندعی مقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۸۸ | عمر بن علیؑ مقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۸۹ | عمرو بن قرط انصاری ریاض الشہادت میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۹۰ | عمرو بن مطل جعفی ریاض الشہادت میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |

| نمبر شمار | اسمائے مبارک مع کیفیت |
|---|---|
| ۹۱ | عمرو بن شبیعہ تمقام میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۹۲ | عمایز بن عبداللہ مدحجی ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے |
| ۹۳ | عمران بن کعب بن حارث اشجعی مناقب شہر آشوب میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۹۴ | عمار بن ابی سلامہ ہمدانی زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۹۵ | عمار بن سلامہ دالانی مناقب شہر آشوب میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۹۶ | عمار بن حسان بن شریح طائی سیر الائمہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۹۷ | عون بن علی ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۹۸ | عون بن عبداللہ بن جعفر طیار تمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۹۹ | فضل بن علی ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۰۰ | فیروزان غلام امام حسنؑ ریاض الشہادتین میں انکا نام روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۰۱ | فاسط بن زہیر ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۰۲ | قاسم بن حبیب ازدی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۰۳ | قاسم بن حسنؑ پر کتاب مصائب ہیں، ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۰۴ | قارب غلام امام حسین تمقام و زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۰۵ | قرہ غلام حر ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۰۶ | قرہ بن ابی قرہ غفاری جلاء العیون میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۰۷ | قعنب بن عمر نمیری زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۰۸ | قیس بن منبہ ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۰۹ | قیس بن ربیعہ ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے |
| ۱۱۰ | قیس بن مسہر صیداوی زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۱۱ | ہرفع بن خراسانی تمقام میں ان کا نام ہے ابن زیاد نے اسکو مار دیا یا یدی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۱۲ | محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار تمقام میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۱۳ | کرش بن ظہیر سیر الائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۱۴ | کنانہ بن عتیق زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے |
| ۱۵ | مالک بن انس ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |
| ۱۱۶ | مالک بن عبداللہ بن سریع زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔ |

صحیح بن کعب الکشی م

| نمبر | اسمائے مبارک معہ کیفیت |
|---|---|
| ۱۱۷ | محمدؑ بن ابوسعید بن عقیل قمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۱۸ | محمد بن انس بن ابو دجانہ ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۱۹ | محمد بن مسلم بن عقیل ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۲۰ | محمد بن علی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۲۱ | محمد بن بشیر حضرمی مقاتل الطالبین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۲۲ | محمد بن مقداد ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۲۳ | ھرنش زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۲۴ | مسلم ابن کثیر مناقب ابن شہر آشوب میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۲۵ | مسلم ابن عوسجہ ہر کتاب میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۲۶ | مسعود بن حجاج مناقب ابن شہر آشوب میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۲۷ | مصعب برادر حُرّ ریاحی ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۲۸ | منجح غلام امام حسین زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۲۹ | نافع بن ہلال بجلی قمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۳۰ | نعمان بن عمرو راسبی سیر الائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۳۱ | نعیم بن عجلان انصاری سیر الائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۳۲ | وناص بن مالک ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۳۳ | وھب بن عبداللہ کلبی قمقام میں ان کا نام روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۳۴ | ھاشم بن عتبہ ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۳۵ | ھلال بن نافع بجلی ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۳۶ | ہلال بن حجاج جلاء العیون میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۳۷ | یحییٰ ابن سلیم مازنی قمقام میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۳۸ | یزید بن حصین ہمدانی جلاء العیون میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۳۹ | یزید بن زیاد بن مظاہر کندی زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔ |
| ۱۴۰ | علاوہ بریں ایک جناب بیمار کربلا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور زید فرزند امام حسین اور جناب محمد باقرؑ اور عبیداللہ بن حضرت ابوالفضل عباس تھے اور بروایت ۲ دو فرزند جناب مسلم جو کوفہ میں قتل ہوئے تھے بقولے یہی امام حسینؑ کے ہمراہ تھے یہ فہرست حضرت امام محمد باقرؑ کی حدیث کے مطابق ہے جیسا کہ ملا جلاء العیون میں اور محمد حسن قزوینی ریاض الشہادتین میں اور صاحب ناسخ التواریخ نے لکھا ہے کہ لشکر امام حسین مجموعاً ۴۵ پینتالیس سوار |

اور سو پیادے تھے نقل از گلزار جنت صفحہ ۱ تا بیان استغاثہ امام علیہ السلام تا صفحہ ۸۹

امام مظلوم کو اس استغاثہ سے ساری دنیا کو ظاہر کر دینا منظور تھا کہ جسطرح لشکر یزید نے طمع دنیا میں فرزند پیغمبر کی اعانت سے کنارہ کشی کی اور دعوائے اسلام کرتے جاتے ہیں اسیطرح تا قیامت مسلمانوں میں ایسے بیرحم سنگدل ظاہر ہوتے رہنگے جو مثل فوج یزید مسلمان ہونیکا دعوے تو کرینگے کہ اصل مسلمان ہم ہیں کہ جسطرح شرکا یزید نے مسجدیں بنائیں اور ملک فتح کیے اور اسلام کو شائع کیا اسیطرح ہم بھی کرتے ہیں مگر اولاد حسین اور محبان حسین کی بربادی کو باعث فخر سمجھینگے اور مجالس عزا کو بدعت سیاہ اور خریت زنا یہ کفر بتلائینگے اور منع کرینگے جیسا یزید اور مقلدان یزید نے خاندان رسالت کی ہتک حرمت کے اور قتل ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا اور تباہ برباد کر کے اپنے کو مسلمان ہونیکا اور حافظ قرآن ہوئے اور عالم شریعت ہونی اور پابند صوم صلوات ہونیکا دعوی کیا اسطرح یزید کی مقلد محبان خاندان رسالت کو ایذا پونچائینگے اور آپکو اصلی مسلمان پابند صوم صلوات اور قرآن کے حافظ کا دعوی بتلائینگے اور خدا رسول سے شرم نکرینگے اور غیرت اسلام کو فراموش کر دینگے پس محبت حسین کا دعوی کرنیوالا ہے جو بسبب امام حسین اس دنیا کے مصائب برداشت کرے اور صابر شاکر رہے اور صدائے استغاثہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جن لوگوں نے صدا سنی اور اپنے امام کی مدد نہ کی انکی توبہ بھی قابل قبول نہیں امام کی یہی تھا غرضیکہ اختتام محبت تھی تاکہ دشمنان آل کی کی محبت میں خلق اللہ گمراہ نہو جاوے مقلدان یزید کہتے ہیں کہ اگر مضطرب نہ تھے تو طفل شش ماہہ کو لشکر مخالف کی روبرو کس غرض سے لائے تھے توضیح یہ فعل امام کا مضطربانہ اور خوف جان کے سبب نہ تھا بلکہ دشمنان آل رسول کی شقاوت قلبی کی ظاہر کرنے کا تھا کیونکہ اوس زمانے علما فقہا اصحاب تابعین مسلمین انکار بیعت یزید کا گناہ کا ذمہ امام حسین عاید کرتے تھے جسکی ثبوت تاریخ ابو شکور سلمی اور حجۃ الاسلام امام غزالی اور ابن حجر کی اور صاحب فقہ اکبر کے اقوال سے بحوالہ کتاب قول فعل اوپر لکھا گیا ہے امام نے اپنے طفل شش ماہہ کو دکھلا کر فرمایا اے قوم اگر تمہارے زعم میں میں گنہگار ہوں تو اس طفل صغیر نے تو تمہارا گناہ نہیں کیا اسکو تو پانی پلادو مگر ان ظالموں نے اس صغیر پر بھی رحم نکیا اور نشانہ ستم کر دیا اس فعل سے امام کی یہ بات ظاہر ہوئی کہ امام حسین کے ساتھ کسی گناہ کے سبب یزید یا مقلدان یزید سے آمادہ جنگ نہیں ہوئے تھے بلکہ ان لوگوں کو خاندان رسالت سے دلی بغض تھا چنانچہ راوی کہتا ہے بروز عاشورہ محرم میں نے دیکھا کہ جسوقت امام کو دشمنوں نے خانہ زین سے زمین پر گرایا تھا سارا بدن امام کا زخموں سے چور چور تھا اور صحرا کربلا کی ریگ گرم پر زخموں سے آپ لوٹتے تھے اور شقیا اس حالت میں بھی نیزہ شمشیر کے وار لگاتے تھے کہ دفعتاً خیمہ امام کا پردہ اوٹھا اور جناب زینبؑ باہر تشریف لائیں اور پاس پردہ کے پھر اندر ہوگئیں امام نے ظلم و جور اشقیا کے ظاہر کرنے کو طفل صغیر پیش خدا لائے تھے تاکہ آیندہ زمانہ میں قاتلان امام اور دشمنان آل رسول کی اولاد مقابلہ محبان آل رسول ثبوت کے واسطے اس واقعہ کو ذکر کرینگے جسکو سنکر ایمان داروں کو دشمنان آل کے ساتھ نفرت ہوگی اور مخالفان آل رسول کے کہنے سے انکے ایمان میں خلل نہ واقع ہوگا امام کو نہ اضطراب تھا نہ خوف جان تھا جو کچھ آپ نے کیا امت کی ہدایت اور رہنمائی کے واسطے کیا تاکہ مومنین ثابت قدم اس دنیا سے فوت ہوں چنانچہ اسکی شہادت مخالفان اسلام کے قول سے بھی ہوتی ہے ۔

ایک عیسائی مورخ مسٹر کاکرن نامی یورپ نے تاریخ چین میں لکھا ہے کہ رستم اور اسفندیار وغیرہ پہلوان کا شجاع بے مثال تسلیم کرنا تاریخ عالم سے ناواقفیت کا باعث ہے جو لوگ علم تاریخ سے ناواقف ہیں وہ ان لوگوں کی شجاعت کا اقرار کرتے

ہیں اگر بنی آدم میں مرد شجاع بہادر پیدا ہوا ہے تو وہ امام حسین ابن علی ہے جسکا مثل شجاعت اور جوانمردی اور بہادری میں کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا یہ قول بہت مشہور ہے کہ ایک کے مقابلہ میں دو بھاری ہوتے ہیں مگر امام حسین کو کئی قسم کے دشمنوں کا مقابلہ تھا اول تین روز کی تشنگی اور گرسنگی سے دشمن کا مقابلہ جو انسان کیواسطے سخت ترین دشمن ہے دوسرا مئی وجون کا مہینہ آفتاب کی حرارت شدید باد سموم کی شدت جن سے شرارے نکلتے تھے عرب کی گرم ریت ایکجان کے مقابلہ میں دشمنوں کی فوج کثیر اور آپ بھوکھے اور پیاسے پس ایسے دشمنوں کے مقابلہ میں جو شخص مستقل ہے ثابت قدم ہے اور ذات باری تعالی پر توکل کرکے اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرے وہی شجاع ترین عالم ہے اور ایسا شخص بجز حسین ابن علی کے دوسرا پیدا نہیں ہوا افسوس یہ ہے کہ جس امام حسین کی شجاعت اور صبر اور استقلال کا عیسائی بھی اقرار کریں اور اوسکے صبر قناعت اور شجاعت کے تذکروں کو وہ ایک بدعت بتلادیں کہ جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں ❖

اس فقیر حقیر نے یہ مضمون کتاب قول فیصل مرقع اسلام مولفہ جناب آغا محمد عسکری قزلباش سکنہ اکبرآبادی سے نقل کیا ہے صرف ترجمہ اردو لیا ہے اگر کسی عزیز نے خلاصہ دیکھنا ہو تو کتاب قول فیصل مطبوعہ اگرہ سے ملاحظہ کرے ❖

## تمت تمام شد باب پنجم

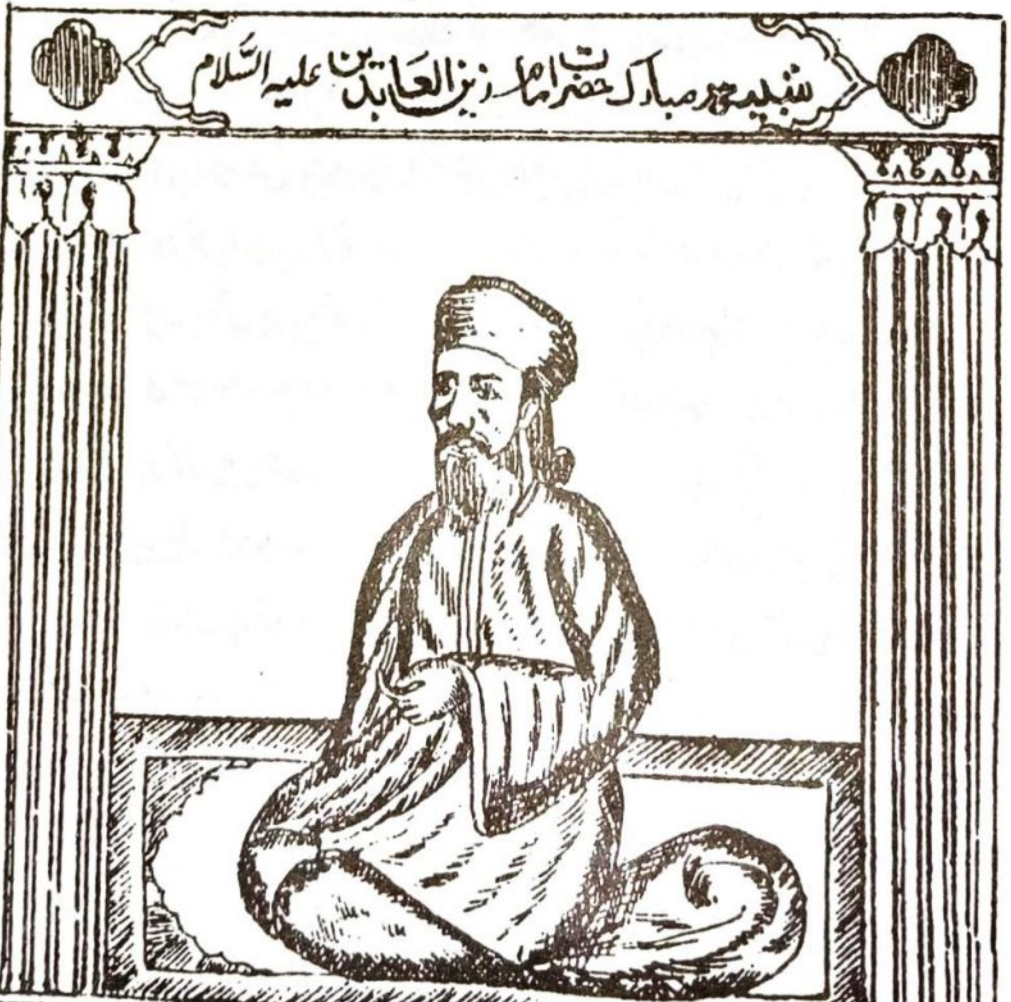
شبیہ چہرہ مبارک حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب ششم ولادت علی عابدؑ

## تذکرہ امام زین العابدین علیہ السلام اسماء و کنیت و لقب و تاریخ ولادت و شہادت عفاآنجناب

اسم مبارک علی کنیت ابومحمد ابوالحسن ابوالقاسم لقب زین العابدین سید الساجدین امین زکی طاہر ذوی الثفنات والد بزرگوار امام حسین ابن علی ابن ابیطالب اور آپ کی والدہ معظمہ کا اسم ام ولد اور غزالہ کہتے ہیں بعضوں نے ام سلمہ شاہ زنان بھی لکھا ہے علامہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الائمہ میں لکھتے ہیں تاریخ ابن خلکان میں یہ عبارت درج ہے آپ کا نام علی ابن الحسین ابن علی ابیطالب ہے زین العابدین زیادہ مشہور ہے اور آپ کا ابو الائمہ اور آدم آل محمد صلعم بھی لقب ہے ابن خلکان نے لقب خیر تابعین بھی لکھا ہے ◆

شاہ زنان بنت یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ ہیں ہرمز بن نوشیروان شاہان فارس کا سلسلہ نسب یزدجرد پر ختم ہو گیا ہے اور فرمایا جناب سرور کائنات نے کہ خدا نے اپنے بندوں سے دو گروہ کو بہتر چنا ہے عرب میں قریش کو اور عجم میں شاہان فارس کو منتخب کیا ہے امام زین العابدین کی ولادت باسعادت بمقام مدینہ منورہ میں ہوئی یوم ولادت جمعہ تاریخ پانچ ماہ شعبان ۳۸ سنہ ہجری کو عہد خلافت جناب امیرؑ میں واقع ہوئی علامہ سبط جوزی تحریر فرماتے ہیں اور صاحب روضۃ الصفا علامہ زمخشری کی اسناد فرماتے ہیں کہ در ربیع الابرار مسطور است کہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب حریث ابن جابر حنفی را بحکومت بعضی از بلاد شرقیہ فرستاد حریث دو دختران یزدجرد را بدست آوردہ بخدمت آنحضرت فرستاد حضرت علی شہربانو را بقرۃ العین امام حسینؑ را داد و دیگرے را کہ مسماۃ گیہان بانو بود او را بمحمد بن ابوبکر داد اکثر ایک خواہر امام زین العابدین متولد شد و از آن قاسم بن محمد متولد شد روضۃ الصفا جلد سوم صفحہ ۴ مطبوعہ بمبئی نسبت مادر جناب شہربانو میں علما نے اختلاف کیا ہے بعض نے خلافت ثانیہ اور بعض نے خلافت ثالثہ میں لکھا ہے خلافت ثانیہ کی یوں کیفیت درج ہے کہ جب یزدجرد ابن شہریار آخر بادشاہ عجم کی دختروں کو مدینہ میں لائے تو خلیفہ ثانی نے انکے مونہہ دیکھنے کا قصد کیا تو وہ مانع ہوئیں اور کہا کہ ہرمز کا روسیاہ ہو ایع تو اوسکی اولاد کا نقد او ٹھاتا ہے خلیفہ صاحب نے جانا مجھکو دشنام دیتی ہے جناب امیر نے فرمایا انکی کلام تم نہیں سمجھ سکتے تمکو دشنام کا کسطرح معلوم ہوا پھر خلیفہ نے حکم دیا کہ انکی فروخت کی منادی کیجاوے جناب امیر نے فرمایا دختران سلاطین کا بیع کرنا ہرچند کہ وہ کافر ہوں جائز نہیں ہے لیکن اس سے کہدو کہ ان مسلمانوں سے ایک کو قبول کرے یہ تجویز ہے خلیفہ نے بھی قبول کیا اور اس سعادتمند نے مجلس میں امام حسینؑ کے دوش مبارک پر ہاتھ رکھدیا جناب علی نے زبان فارسی میں پوچھا تمہارا کیا نام ہے اوسنے کہا جہاں شاہ آپنے حضرت علی نے فرمایا تم سچ کہتے ہو پس امام حسینؑ سے فرمایا اسی سے نیکی کرنا اے فرزند ارجمند اس سے فرزند ہوگا جو بعد تمہارے بہتر اہل دنیا سے ہوگا جلا العیون صفحہ ۴۰۲ ◆

علمائے اہلبیت نے اپنی معتبر تالیفات میں شہزادی شہر بانو کا ایک خواب بھی درج کیا ہے کہ جناب شہر بانو فرماتے ہیں کہ ایک شب خواب میں مجھکو حضرت رسول اللہ صلعم معہ امام حسینؑ ہمارے گھر تشریف لائے اور مجھکو امام حسینؑ سے تجویز کیا اس خورشید امامت کی محبت میرے دل میں مستحکم ہوئے ہمیشہ خیال آنحضرت کا رہتا تھا ایک شب حضرت فاطمۃ الزہراؑ خواب میں تشریف لائیں اور مجھکو اسلام کی ہدایت فرمائی میں نے خواب میں اسلام قبول کیا اور بعد اسکے فرمایا تم جلدی میرے فرزند امام حسینؑ کے پاس پونچو گے علمائے فریقین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ خلافت ثانیہ میں آمعلی بی بی شہر بانو کا لکھا ہے چنانچہ خواجہ محمد پارسا اپنی کتاب فصل الخطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شہر بانو بنت یزدجرد بن شہریار بن پرویز کسریٰ بن ہرمز بن نوشیروان العادل تھیں اور اپنی بہن گیہان بانو کے ہاتھ حدود فارس سے مقید ہو کر خلافت عثمان بن عفان میں لائی گئیں مدینہ منورہ میں خلیفہ ثالث نے انکی فروخت کا حکم دیا حضرت علیؑ نے فرمایا اولاد سلاطین کے معاملہ میں ایسا نہو نا چاہیئے پس آپنے حضرت شہر بانو کا عقد امام حسینؑ کیساتھ کرادیا اور گیہان بانو کا عقد محمد ابن ابو بکر سے کرادیا اور علامہ ابن بابویہ اور ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ روایت اشہر و قوی جلاء العیون صفحہ ۲۴۰ اور علامہ ابن حجر اور خواجہ محمد پارسا اور امام سلیمان قندوزی بھی اسکی تصدیق فرماتے ہیں اور ینابیع المودت شمس العلما شبلی نعمانی بھی ایسا ہی روایت کرتے ہیں جناب امام زین العابدینؑ عہد خلافت حضرت علیؑ میں دو برس کے تھے اور دس سال امام حسنؑ کی آغوش شفقت میں بسر کرتے رہے اور دس سال اپنے والد بزرگوار کیساتھ رہے واقعہ کربلا تک آپ کا سن بائیس ۲۲ برس کا ثابت ہوتا ہے اور آئمہ معصومین علیہم السلام کو ظاہری تعلیم تدریس کی حاجت نہیں ہوئی کیونکہ مبدء فیض آنحضرت کو علوم لدنیہ میں سے کافی حصہ عنایت ہو چکا ہے اور خلعت گرانمایہ الراسخون فی العلم انکے مقدس قامت کیلئے قطع ہو چکا ہے جو از آدمؑ تا بہ خاتم الانبیاء مرسلین کی دائرہ میں مخصوص اور محفوظ پائے جاتی ہے جسطرح حضرت رسولخدا سے حضرت علیؑ نے تعلیم پائی اور حسنینؑ نے اپنے والد بزرگوار سے اور امام زین العابدینؑ نے اپنے عم پاک اور والد شریف سے تکمیل تحقیق فرمائی اسیطرح روحانی تعلیم کا سلسلہ ایک امام سے دوسرے امام تک قائم رہا تا قائم آل محمد صلعم معرکہ کربلا میں امام محمد باقرؑ چار سالہ تھے جلاء العیون صفحہ ۱۲۲ +

وقت شہادت امام زین العابدینؑ بیمار تھے انکی زندگی سے سب گھر والے مایوس تھے اسی وجہ سے وہ وصیتیں جو منصب امامت کے متعلق تھیں جناب سید الشہدا نے ایک کاغذ پر رقم فرما کر اپنی دختر فاطمہ کبریٰ کے سپرد فرمایا تھا کہ جب تمہارے برادر عزیز کو ہوش ہو تو دینا بموجب ارشاد تعمیل کی گئی اسوقت سن مبارک آپکا تیئس برس کا تھا اور امام حسنؑ کی دختر فاطمہ کنیت ام عبداللہ سے منسوب تھی جلاء العیون صفحہ ۲۴۸ +

تذکرہ خواص الائمہ اور فصل الخطاب اور فصول المہمہ میں بھی ایسا ہی کہ امام محمد باقرؑ معرکہ کربلا میں چار سالہ تھے +

حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ شمر خیمہ امام میں آیا اور ارادہ قتل کا کیا ہم نے کہا تم نے سب کو قتل کر دیا اب اس بیمار کو بھی نہیں چھوڑتے مقتل ابن اسحاق اسفرائنی میں لکھا ہے کہ بستر امامؑ کا ایک چمڑا اشتر کا تھا وہ بھی کھینچ کر لیگئے اور ملا محمد باقر مجلسی فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ کبراؑ سے منقول ہے کہ جب ہم اندر خیمہ برادر بیمار کے آئے تو سب اسباب لوٹ کر لیگئے تھے اور امام عابد بیٹھے روتے تھے ان واقعات درد کو مقتل ابو مخنف اور ینابیع المودت اور روضۃ الصفا اور تاریخ اعثم کوفی میں لکھا ہے اور تمام کتب

مصائب میں درج ہے +

# اور خیام امام کو آتش لگانا

بحوالہ ناسخ التواریخ کا بیان ہے کہ عمر نے گیارہ محرم کو خیام کو جلا دیا مگر اتفاق جمہور کا ہے کہ دسویں تاریخ شام کو خیام میں آتش لگا دی وہ ستم دیدہ بی بیاں اور بچے بھڑکتی آگ سے باہر نکلے اُن ستم رسیدوں کو کون پوچھتا تھا مالک و وارث شہید ہو چکے تھے بہر حال خیمہ مقدس جلکر خاک ہو گیا اسوقت ان ملاعین نے تمام اہلبیت کو گرفتار کر لیا سر برہنہ شتر سوار کیا اور امام زین العابدینؑ کو طوق زنجیر میں مقید کیا اور کوفہ کو روانہ ہوئے یہ قافلہ اول عمر کی جائزہ کو چلا جب شہدا کی لاش پر سے گذرے ہر ایک کی اپنے عزیزوں پر نظر پڑی اور ہر ایک مصیبت زدہ بی بی نے شتروں سے گر گر کر اپنے جگر گوشہ کی لاش گلے سے لگائی اور بیہوش ہو گئیں وا مصیبتا جب جناب زینب سلام اللہ علیہا کی نظر لاش مطہر امام حسینؑ پر پڑی تو صدائے بلند نالہ و فریاد فرمائے اے محمد صلعم یہ آپ کی بیٹیاں قید کی گئیں اور اولاد آپ کی سب قتل کی گئی یہ آپ کا پیارا حسینؑ جسکا سر علیحدہ کیا گیا اور سارا لباس اوتار لیا گیا میری جان فدا جسکے سر کا خون اوسکے مُنہ پر اور تمام بدن پر جاری ہے میری جان اوس پر فدا ہونے کے لئے پیدا ہوئے جو ہمیشہ رنج و غم میں زندگی بسر کرتا رہا ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۱۴۳ جسکا نانا محمدؐ اور باپ علیؑ مرتضیٰ اور فاطمہ مہمان ہے۔ یہ جناب زینب سلام اللہ علیہا کے نالہ پر درد سنکر سب لوگ روتے تھے عمر سعد لعین اپنے مُردے دفن کر کے چلتا ہوا اور امام و انصار امام کو بے گور و کفن چھوڑ دیا اور سرہائے شہدا نیزوں پر نصب کر لئے انکے پیچھے اہلبیت کے اونٹوں کی قطاریں انکے پیچھے رسالہ سوار انکے پیچھے پیادے اور سر مبارک امامؑ کا خولے بن یزید اصبحی کو دیا گیا وہ شہر کوفہ میں داخل ہوا اوسکی دو عورتیں تھیں ایک عورت نوار نام تھی اوسکے گھر آیا اور کہنے لگا یہ از سر خ لی یا امام حسینؑ کا سر مبارک ہے اوسنے کہا افسوس تجھ پر لوگ اپنے گھر سونا چاندی لاتے ہیں اور تو فرزند رسول کا سر لایا ہے قسم خدا کی میں اور تو ایک بستر پر آج سے نہ ہونگے ابو مخنف ابی اسحاق نے لکھا ہے کہ سرہائے شہدا تمام افسران کو تقسیم تھے ۔ اور مجاہدان فی سبیل اللہ پر کیا گذری

# فی احوال لاشہائے شہداء کربلا

اہل غاضریہ جو قبیلہ بنی اسد سے تھے کربلا ملک عراق عرب میں ہے جو سواد عراق سے جدا ہے اور درمیان غاضریہ اور نینوا اور عقر اور شفیعہ کی ہے غاضریہ قریہ ہے نواح کوفہ میں قریب کربلا کے اور نینوا اسلئے لکھا ہے یہ جگہ قریہ ہے حضرت یونس بن متی کا موصل میں اور سواد ناحیہ کوفہ میں اسکو نینوا کہتے ہیں اور عقر یہ مقام قریب کربلا اور کوفہ کے ہے منجملہ اسکے کربلا ہے یہ مقام وہ ہے جسجگہ امام حسینؑ ابن علیؑ شہید ہوئے ہیں نزدیک کوفہ کے واقع ہے اور کربلا محلے بغداد سے اوسٹھ میل ہے اور کوفہ سے تینتیس ۳۳ میل ہے درمیان بغداد اور کوفہ کے واقع ہے اور نخیلہ کربلا سے تین فرسخ ہے اور کوفہ نخیلہ سے چار میل ہے نخیلہ وہ ہے جسجگہ ابن زیاد کوفہ سے نخیلہ آگیا تھا وقت جنگ عراق کنارہ دریا و دجلہ اور فرات کو کہتے

میں کہتے ہیں اور عراق عجم کنارہ دریا آموں خراسان تک ہے اور زمین کربلا کو طف بھی کہتے ہیں +

اور کتاب مقام زخار میں لکھا ہے کہ طف ایک حصہ ہے عرب کی زمین کا عراق کی زمین سے طف فرات کی ترائی ہے اور طف منجملہ ناحیہ کوفہ کی زمین کی ہے اسمیں مقتل ہے امام حسینؑ کا یہ جنگل تھا قریب چراگاہ کے جو زمین کہ فی الحال کربلا سے زمین آباد ہے یہ بڑا شہر ہے مردم شماری قریب لاکھ آدمی کے ہے اور محلوں پر منقسم ہے باب الحرا باب السدر اور محلہ حر کہتے ہیں اور باب الخان بغداد اور باب النجف ان محلہ کے حصے ہیں اور فرات کربلا میں نہیں ہے فرات دریا سیب میں ہی جسجگہ روضہ نوادسپران حضرت مسلم ابن عقیل ہے کربلا میں ایک شاخ دریا فرات کی یعنی نہر خورد جس سے باغات اور کھیتی کی آبپاشی ہوتی ہے +

صفوان سے روایت ہے کہ امام جعفر الصادقؑ نے مجھسے فرمایا کہ میری آبائے کرام سے میرے باپ نے خبر دی کہ جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ فرزند میرا امام حسینؑ تشنہ لب فرات کی کنارہ پر بعد میرے شہید ہوگا جو کوئی شخص فرات میں غسل کرکے اوسکی زیارت کریگا گناہ گذشتہ اسکی دور ہونگے اور امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ اللہ پاک نے چوبیس ۲۴ ہزار سال پہلے اس سے کہ کعبہ حرم گرامی زمین کربلا کو حرم صاحب امنیت اور برکت گردانا ہے جسوقت ابتدا قیامت کو زمین میں زلزلہ پیدا کریگا تو زمین کربلا کو اول اٹھا لیگا اسوقت وہ صاف نورانی ہوگی اور اس زمین کربلا کو باغ بہشت قرار دیگا اور تمام انبیاء اولیا کو اسمیں رکھے گا اور زمین کربلا ایسے روشن ہوگی مثال نیر اعظم کی اور نور کربلا کا لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کردیوے گا + +

اور امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ غاضریہ کربلا کا ایسا ٹکڑا ہے کہ اسمیں اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ سے کلام کیا اور حضرت نوحؑ نے مناجات کی۔ اور فرمایا جناب رسول اللہ کی امام حسین مظلوم مع اپنے نیکان امت کے کنارہ نہر فرات پر شہید ہوگا یہ زمین زیادہ پاکیزہ ہے اور حرمت والی ہے اور بہشت کی زمینوں سے ہے اور امام صادقؑ سے مروی ہے کہ زمین کے حصوں نے ایک دوسرے پر فخر کیا تھا اور کعبہ کی زمین نے فخر کیا زمین کربلا پر خداوند عالم نے وحی کی کہ خاموش ہو جا فخر نہ کر زمین کربلا پر زمین کربلا مبارک حصہ ہے جس نے وہاں موسیٰ سے کلام کی اور درخت سے آواز پیدا کیا زمین کربلا ربوہ ہے کہ مریم عیسیٰ کو میں نے جگہ دی بہت سے حدیثیں اسکی فضیلت میں ملا مجلسی ثانی کے تحفۃ الزائر میں منقول ہیں اور امام صادقؑ سے مروی ہے کہ فضیلت آب فرات میں فرمایا ہے کہ اگر میری اور فرات کے درمیان فاصلہ ہوتا تو میں ہر صبح شام فرات پر جاتا۔ اور امام زین العابدینؑ سے مروی ہے کہ ہر شب ایک فرشتہ بہشت سے تین مثقال مشک لیکر نہر فرات میں ڈالتا ہے روئے زمین پر کوئی نہر برکت والی اور بہتر نہیں ہے اور جناب امیرؑ سے مروی ہے کہ نہر فرات کا پانی جملہ آب سے بہتر ہے اور امام جعفر صادق سے یحییٰ ابن عبداللہ نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ سوار تھے اور میں ہمراہ تھا کہ ایک قریہ کے پاس پہونچے وہ قریہ غاضریہ کی قریب ہے جب کنارہ آب فرات کے آئے آنحضرتؐ نے اتر کر دو رکعت نماز ادا کی اور مجھسے فرمایا کہ یحییٰ تو جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کسجگہ پیدا ہوئے ہیں میں نے عرض کی کہ نہیں پھر آپ نے فرمایا اسمقام پر پیدا ہوئے ہیں

اور پھر خرما کی درخت کا ذکر کیا زیارت امام حسین واجب ہے ہر ایک مومن کو اور ہزار ہا حدیث سے ثابت ہے بوجہ طول مختصر لکھا گیا +

# فَضِیلت زَمِین کَربَلا مُعَلّٰی کے

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرشتگان خدا ہزار برس اول میں کربلا کی زیارت کیا کرتے تھے اور حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل ہر شب ہمیشہ کیلئے زیارت کو تا قیام آتے رہینگے اور غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ ستر ہزار فرشتہ قیامت تک امام حسینؑ کی قبر مطہر پر روتے رہینگے ملا محمد باقر مجلسی ثانی نے جلا العیون میں اور حاجی محمد حسین قزوینی نے ریاض الشہادتین میں تحریر فرمایا ہے کہ جب حضرت آدم جنت سے نکالدی تو دو صد سال تک حضرت حوا کی تلاش میں روتے پھرے اور جناب الٰہی کی قدرت سے بمقام کربلا پہنچے وہاں انکو ایک سنگ کی ٹھوکر لگی تو گر پڑے اور زخم عظیم لگا آپ زیادہ ترغمناک ہوئے اور خون زخم سے جاری تھا حضرت آدمؑ نے اپنے معبود سے عرض کی کہ اے خالق یہ مجھ سے کیا خطا صادر ہوئی جو مجھکو اسقدر ایذا ملی خداوند تعالےٰ نے آدمؑ کو وحی کی کہ تمہارے اولاد سے امام حسینؑ اسجگہ ناحق شہید ہوگا اسلئے ہمکو منظور ہوا کہ اسکی مصیبت میں تم بھی شریک ہو اور ثواب عظیم میں تمہارا بھی حصہ ہوجائے اسلئے تمہارے خون نے خون سے موافقت کی حضرت آدم نے عرض کی کہ حسین پیغمبر ہوگا حکم ہوا بلکہ نواسہ آخرالزمان پیغمبر کا ہوگا اور اوسپر تمام اہل آسمان اور اہل زمین روئینگے اور لعنت کرینگے اوسکے قاتلوں پر حضرت آدم نے حضرت جبرائیل سے عرض کی کہ میں کیا کروں جبرائیل نے فرمایا آپ بھی قاتلان فرزند رسول پر لعنت کریں جو اجر عظیم ملے حضرت آدم نے چار مرتبہ یزید پر لعنت کی جب کوہ عرفات پر آئے تو آدمؑ نے حوا کو دیکھا اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جب اس مقام پر آکر غرق ہونے لگے نوحؑ نے رو کر درگاہ میں عرض کی کہ اسجگہ مجھکو پریشانی زیادہ پیش آئی حضرت جبرائیل جانب رب الجلیل گئے اور آکر فرمایا کہ یہ جگہ امام حسینؑ کی شہادت کی ہے نوح نے دریافت کیا تو فرمایا وہ فرزند خاتم الانبیاء اور خاتم الاوصیا کا ہے نوح نے کہا کہ قاتل آنحضرت کا کون ہوگا جبرائیل نے کہا کہ یزید اور سات آسمان زمین کے باشندہ اوس لعین پر لعنت کرینگے تم بھی اوسپر لعنت کرو جو غرق ہونے سے نجات ملجاوے حضرت نوح نے اوس لعین پر چوداں مرتبہ لعنت کی اور کشتی بخیر جودی پہاڑ پر پہنچی اور جب حضرت ابراہیم کربلا میں سوار ہو کر تشریف لائے اور گر پڑے سر سے خون جاری ہوگیا آپ نے عرض درگاہ میں کی کہ بارالٰہا یہ ایسی سخت خوفناک جگہ ہے جبرائیل نے خبر دی کہ خاتم الانبیاء کا نواسہ اور خاتم الاوصیا کا فرزند اسجگہ شہید ہوگا بحکم یزید لعین اور تمام زمین آسمان کے ساکن اوسپر لعنت کرینگے تم بھی اوسپر لعن کرو حضرت ابراہیم نے یزید پر دس دفعہ لعنت کی اور انکا اسپنے آمین کہا حضرت نے اپنے گھوڑے سے کہا کیوں لعن کرتے ہو جواب دیا کہ میں روئے زمین کی اسپوں پر فخر کرتا ہوں کہ آپ جیسا بزرگوار سوار ہوا اور گر پڑا بوجہ نحوست یزید لعین اسپر میری بھی لعنت ہو اور حضرت اسماعیل کی بکریاں کنارہ فرات پر چرتی تھیں عیال نے آکر عرض کی کہ بکریاں اب گھاس نہیں کھاتی پیتی ہیں حضرت اسماعیلؑ

نے اپنے معبود سے عرض کی تو جبرائیل نے آکر خبر دی کہ یہ سبب بکریوں سے دریافت کرو جب ان حیوانوں سے دریافت کیا تو فصیح زبان سے انہوں نے بیان کیا کہ ہمکو اللہ تعالے نے وحی کی ہے کہ اس جنگل میں پیغمبر آخرالزمان کا نواسہ شہید ہوگا۔ اور بہت مصیبتیں اوسکے ہمراہیوں پر ہونگی اسلئے اوسکے ماتم میں مشغول ہیں اور آب گھاس نہیں کھاتی ہیں۔ یہ باتیں سنکر دریافت کیا کہ اوس کا قاتل کون ہوگا حیوانوں نے کہا یزید پلید آسمان زمین کے باشندے اوسپر لعنت کرینگے یہ سنکر حضرت اسماعیلؑ نے بھی اوسپر لعن کی اور حضرت موسیٰؑ اور یوشع بن نون کیساتھ ایکدن کربلا میں چلے جاتے تھے انکی جوتی کا بند ٹوٹ گیا اور کانٹے لگے خون جاری ہوگیا آپ نے عرض درگاہ میں کی کہ بار الہا مجھ سے کیا قصور ہوا تو وحی ہوئی کہ اسجگہ امام حسینؑ پیغمبر آخرالزمان کا فرزند شہید ہوگا تمہارے خون نے بھی موافقت اسکے خون کے کی پھر عرض کیا کہ قاتل اوس سرور کا کون ہوگا حکم ہوا یزید جسپر تمام مخلوقات زمین آسمان کی لعنت کریگی حضرت موسیٰؑ و یوشعؑ نے بھی لعنت اوسپر کی ایکدن حضرت سلیمانؑ اپنے بساط پر سوار ہوا پر جاتے تھے جب زمین کربلا پر سے گذرے ناگاہ بساط کو ہوا نے لپیٹا حضرت سلیمان کو گرپڑنے کا خوف ہوا بساط چلنے سے بند ہوگئی اور اوتر آئی حضرت سلیمان نے ہوا کو خطاب کیا کہ کیوں ٹھہر گئے اوسنے جواب دیا کہ امام حسین اس زمین پر ناحق قتل ہوگا پھر پوچھا حسینؑ کون ہوگا تو کہا جناب محمد مصطفےٰ آخرالزمان پیغمبر کا نواسہ اور خاتم الانبیاء حضرت علی المرتضیٰ کا فرزند ہوگا پھر پوچھا قاتل کون ہوگا کہا یزید لعین اہل آسمان اور زمین اوسپر لعنت کرینگے یہ سنکر حضرت سلیمانؑ روئے اور یزید پر لعنت کی معہ ہمراہیوں کے لد چلے گئے اور ایکدن حضرت عیسےٰ معہ حواریوں کے زمین کربلا پر پہونچے تو شیر نے راستہ روک لیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے شیر سے فرمایا ہمارا راہ تو نے کیوں روک لیا ہے شیر نے کہا اسجگہ حضرت امام حسینؑ نواسہ محمد مختار آخرالزمان پیغمبر ناحق شہید ہوگا تمام مخلوق زمین آسمان اون کو روتی ہے اور اوسکے قاتل پر لعن کرتے ہیں تم بھی یزید پر لعن کرو حضرت عیسےٰ علیہ السلام یہ سنکر بہت روئے اور معہ حواریوں کے یزید پر لعنت کرکے چلے گئے یہ مضمون فقیر نے کتاب گلزار جنت و تصویر کربلا سے منقول کیا ہے ۔

بحوالہ ریاض الشہادتین ملا محمد حسین قزوینی اور بحوالہ جلاء العیون ملا محمد باقر مجلسی اور صاحب ناسخین نے بسند معتبر ابن بابویہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں جن دنوں حضرت علی بجانب صفین متوجہ ہوئے تو کنار آب فرات نینوا میں پونچے تو مجھ سے فرمایا اے پسر عباس تم اسجگہ کو جانتے ہو میں نے عرض کیا جناب نہیں آنحضرت بہت روئے اور کہا مجھکو آل سفیان اور حرب سے کیا کام ہے وہ شیطان کا لشکر ہے پھر امام حسین کیجانب اشارہ کیا کہ تم بھی یہی پیش آئیگا جو مجھکو پیش آیا ہے اور مجھکو کہا اے ابن عباس اسجگہ دریا خون کا بہیگا جو مجھکو جناب سرور کائنات نے فرمایا تھا اگر تم اوس دن کو دیکھو گے جب اہل یمن کی جنگ کو جاؤ گے یہ زمین کربلا ہے ستر نفر اولاد فاطمہؑ اور میری اولاد سے اسجگہ قتل ہو کر دفن ہونگے ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ بہت روئے اور میں بھی بہت رویا پھر جناب امیر المومنین نے فرمایا اسجگہ دو سو پیغمبر دو سو وصی اور دو سو عدد اولاد پیغمبر شہید ہوگئے ہیں آپ ہمراہی اصحاب صحرا کربلا میں پھرتے تھے اسجگہ اونکے شتر بیٹھینگے اسجگہ اسباب رکھا جاویگا یہ جگہ شہادت چند لوگوں کی ہے ان سے بہتر اول آخر کوئی نہ ہوگا تمہارے ملائی موصوف نے

ہرثمہ سے روایت کی ہے ٭

# جناب امیرؑ کا زمین کربلا پر جانا

کہ ہرثمہ نے کہا بعد جنگ صفین میں ہمراہ تھا جناب امیرؑ کی جب آپ کربلا میں تھے آپ نے ایک مشت خاک اٹھا کر فرمایا خوشا حال تیرا اے خاک کربلا حشر کو ایک گروہ تجھ سے اوٹھیگا اور بے حساب داخل جنت ہوگا کتاب استیعاب فی معرفتہ الاصحاب اہلسنت میں مسطور ہے کہ غرفہ بنی حارث ازدی نے کہا کہ میں ہمراہ حضرت علیؑ کے تھا جب کنارہ دریا فرات پر تشریف لائے اور فرمایا یہ جگہ انکے قتل کی ہے اور یہ جگہ انکے بار اوترنے کی ہے اور یہ جگہ خون بہنے کی ہے تمقام میں لکھا ہے کہ جویریہ بن مسہر عبدی کہتا ہے کہ میں ہمراہ جناب امیرؑ صفین میں تھا جب کربلا پونچے آپ بہت روئے اصحاب نے عرض کی تو آپ نے فرمایا یہ جگہ کربلا ہے اسجگہ ایک نیک گروہ شہید ہوگا ایک اصحابی نے قتلگاہ میں نشان ایک ہڈیکا لگا دیا ہر موقعہ ہڈی کی تلاش کر نکالی وہ گنج شہیدان ہے کتاب امالی شیخ صدوقؒ اور تمقام میں لکھا ہے کہ جلاء العیون میں لکھا ہے کہ شیخ مفید اور دیگر لوگوں نے روایت کی ہے کہ جب لشکر ملاعنہ چلا گیا اہل غاضریہ آئے اور شہیدوں کی لاشوں پر نماز پڑھکر دفن کر دیا اور لاش امام حسینؑ کو اسجگہ دفن کیا کہ جس مقام پر اب قبر منورہ ہے اور حضرت علی اکبر کا مزار فیض الانوار امام کے پائیں قرار دیا اس سے شرق کیطرف تمام شہیدوں کو دفن کر کے گنج شہیداں کر دیا بحوالہ کتاب گلزار جنت اور حضرت عباس کو کنارہ نہر فرات پر دفن کیا بعد اسکے ملائے مجلسی فرماتے ہیں کہ امام کو امام کے سوائے کوئی دفن نہیں کرتا امام زین العابدین باعجاز امامت تشریف لا کر دفن کر گئے اور اسے کتاب میں لکھا ہے کہ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جس وقت اہل غاضریہ دفن کو گئے وہ کہتے ہیں کہ ہم سب شہیدوں کی قبریں تیار پائیں اور ہم نے سفید مانور دیکھے کہ وہ نزد نعش مبارک اوترتے تھے اور ملا محمد باقر مجلسی امام رضاؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امام زین العابدینؑ مخفی تشریف لائے اور اپنے پدر بزرگوار پر نماز پڑھی اور لاش اقدس دفن کر کے چلے گئے ریاض الشہادت میں بھی اسی طرح دفن ہونا لکھا ہے اور حضرت عون کا دو فرسخ جانب شمال اور حضرت حرؓ کا ایک فرسخ جانب غرب اور حبیب ابن مظاہر کا رواق میں مدفون ہونا لکھا ہے اور مسعودی نے لکھا ہے کہ قبیلہ عامرہ از جملہ بنی اسد ہے امام حسینؑ کو اور انکے اصحاب کو قتل ہونے سے ایک دن کے بعد دفن کر دیا اور موافق روایت جلاء العیون اور ریاض الشہادت بعد دس دن کے روز قتل سے دفن ہونا ظاہر فرمایا ہے چنانچہ حضرت جونؓ ناصر امام حسینؑ کے ذکر میں لکھا ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ بعد دس روز کے اس قبیلہ نے کہ جو دفن شہدا کا متکفل ہوا تھا دیکھا کہ امام حسینؑ کی دعا سے انسے مشک کی خوشبو آتی تھی اور ریاض الشہادت کی عبارت یہ ہے از امام محمد باقرؑ از پدرش امام زین العابدین روایت نمود کہ بعد دہ روز بنی اسد آمدند و بدنہائے پارہ پارہ کشتگان را دفن نمودند بدن آں سیاہ سعادت اندرا دیدند کہ مثل برف سفید شدہ و بوئے مشک از بدن او میشنود اور کافی میں مروی ہے کہ کسی نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ آپ مقرر فرما چکے ہیں کہ امام کو امام دفن کرتا ہے اور امام حسینؑ کو بنی اسد نے دفن کیا اور امام زین العابدینؑ کو اشقیا مقید کر کے لیگئے تھے حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اعجاز امامت امام زین العابدینؑ قید سے باہر تشریف لائے تھے اور جملہ ارواح انبیاء ہمراہ جناب محمد صلعم اور علیؑ بھی تشریف لائے تھے اور تمام

ملائکہ بھی حاضر ہوئے تھے اور جنازہ نماز پڑھکر دفن کیا ہر ایک پارہ کی شناخت سے اور واپس گئے کاشف الحروف لکھتا ہے کہ شہدا کے سر جسموں سے جدا تھے تو ایسی صورت میں لاشوں کی شناخت مشکل تھی اور حبیب ابن مظاہر اور حُر ریاحی اور حضرت عون اور حضرت علی اکبر اور حضرت عباس کی لاشیں جدا جدا دفن ہوئیں بجز اسکے کہ امام زین العابدینؑ وقت دفن وہاں موجود ہوں کسی طرح شناخت نہیں ہوتی تھی پس ضرور ہے کہ وہ حضرت بمعجزہ تشریف لائے ہوں کہ بحوالہ کتاب گلزار جنت +

عمر سعد یاران محرم کو کوفہ پونچا اور بعد اسکے ابن زیاد لعین نے یزید لعین کو واقعہ کربلا کی خبر لکھی اور اہلبیت کی روانگی کے باب میں حکم چاہا کوفہ سے دمشق ایک سو پچتر فرسخ کی راہ ہے چھ سو پچیس کوس ہوتے ہیں بروایت چھ مہینے اہلبیت قید دمشق میں رہے اور سات روز یزید لعین کے گھر رہے اور سات یوم باجازت یزید مجلس عزا برپا کی تھی جب قاصد حکم یزید چھ سو پچیس کوس طے کر گیا اور اجازت لایا اسوقت اہلحرم کو ابن زیاد نے دمشق روانہ کیا ماہ صفر کی چالیسویں تک کسطرح اہلحرم کربلا پونچے ضرور ہے کہ دوسرے سال ۶۲ھ ہجری کا چہلم تھا کہ امام زین العابدینؑ اور اہلحرم کو کربلا میں آئے ہونگے خلاصہ جسوقت یزید بن معاویہ کو ابن زیاد کا خط مشتمل بر تمامی واقعہ پونچا اور اس حال سے اسکو اطلاع ہوئی یزید نے جواب میں لکھا کہ سر امام حسین اور انکی ہمراہی شہیدوں کے سر اور تمام اسباب لوٹ کا اور اہل عیال انکے میرے پاس بھیجدے اور صاحب قمقام فرماتے ہیں کہ از راہ مسافت و عداوت تشریف آوری اسیران کربلا کے بعد رہائی روز الاربعین ۶۱ھ ہجری میں بمقام کربلا مشکل ہے بلکہ محال ہے ۶۱ھ کو روز عاشورہ محرم امام شہید ہوئے عمر سعد ایکدن توقف کر کے گیارہ کو کربلا سے چلا اور بارہویں کو کوفہ میں پونچا اور بعد انکے یزید لعین کو اطلاع دیکر اہلحرم کے روانگی کے باب میں حکم چاہا اور بعد لینے حکم کے حُران اور جزیرہ او حلب جسکی بڑی مسافت ہے روانہ کر دیا اور کوفہ سے تا دمشق بخط مستقیم تقریباً ایک سو پچتر ۱۷۵ فرسخ کی راہ ہے کہ جسکے چھ سو پچیس کوس ہوتے ہیں اور روایت میں ہے کہ چھ مہینے اہل حرم قید رہے بعد کو رہا ہوئے پس یہ سارے امور چالیس روز میں کسطرح ممکن ہوئے پس یہ ضرور ہے کہ دوسرے سال کا یعنی ۶۲ھ ہجری کا اربعین تھا جو شخص نظر تدبر ملاحظہ کریگا وہ ضرور نامہ نگار کی تصدیق کریگا کہ مسافت ارضی کوفہ کی حسب تحقیق محققین اناسی درجہ طول اور اکتیس درجہ عرض میں اور دمشق کا طول ستر درجہ ہے اور عرض انتالیس ۳۹ درجہ ہے اور دمشق اور کوفہ میں نو درجہ کا طول میں فرق ہے اور واحد ساڑھے باسٹھ میل ہوتا ہے جسکے چھ سو ستائیس ۶۲۷ میل ہوتے ہیں پس محال کے قریب ہے کہ گیارہویں کو اہلحرم کربلا سے چلے اور بارہویں کو کوفہ میں پونچے اور ابن زیاد نے کوفہ سے ایک خط لکھا یزید لعین کو اور چھ سو ستائیس میل نامہ بر گیا اور پھر وہاں سے اجازت لایا اسوقت اہلحرم کو ابن زیاد دمشق کو براہ حصاصہ و تکریت و صلب و وادی نخلہ و کحیل و جہینہ و موصل و تل اعفر و سنجار و نصیبین و عین الوردہ و رقہ و جوسق و بسر و لبر و حلب و سرمین و قنسرین و معرۃ النعمان و شیرز و عقرہ حماۃ و حمص و بعلبک و بر و یار روانہ کیا بروایت چھ ماہ اہلحرم قید رہے بعد رہائی یزید کے گھر میں سات یوم رہے اور سات روز ایک جدا مکان میں اہلحرم نے باجازت یزید مجلس ماتم برپا رکھے اور پھر چھ سو ستائیس میل چلکر کربلا میں پونچے چہلم کو یہ سب امور اہل عقل کے نزدیک چالیس روز میں نہیں ہو سکتے ہیں ضرور ہے دوسرے کہ ۶۲ھ ہجری کا چہلم تھا کہ حضرت امام زین العابدینؑ معہ اہلحرم کربلا میں آئے ہوں لکھا ہے کہ جب یزید لعین سبب قتل امام عالیمقام بیحد طعنہ زنی ہونے لگی تو یزید نے اہلحرم کو رہا کیا اور طرف مدینہ روانہ کی رخصت کیا بروایت

نعمان بن بشیر کو ہمراہ اہلبیت کر دیا اور تاکید کر دے کہ راہ میں جو کچھ یہ کہیں اسپر عمل کرنا جب یہ قافلہ عراق میں پونچا تو سبنے چاہا کہ ہم زیارت قبر منور امام کی کریں بشیر قافلہ کو کربلا میں لیگیا جملہ کتب مقتل و تواریخ میں ہے کہ جسوقت یہ قافلہ اسیران دشت کربلا کا قید سے چھوٹ کر بیسویں تاریخ صفر کی کربلا میں پونچا تو اسطرح سے رویا کہ کسیکو ہوش نہیں تھا گویا اسوقت تازہ مصیبت تھی اسکی تفصیل مصائب کی کتابوں میں ہے تحفۃ الزائر اور قمقام وغیرہ ہمہ کتب میں ہے اور جلاء العیون میں ہے کہ نواح کربلا کے اہل قریہ بھی اسوقت رونے میں شریک تھے ریاض الشہادت میں ایسا ہی لکھا ہے سیر الائمہ میں لکھا ہے کہ چند روز کربلا میں رہے اور ایسا ہی در قمقام ہے اور بحر المصائب میں ہے کہ سات روز اہلبیت کربلا میں مقیم رہکر زنان عامرہ و دیگر قرابات جو قریب کربلا تھے نوحہ وزاری کرتے رہے بشیر نے کہا شر اعداء سے خوف ہے اب مدینہ کو جانا مناسب ہے یہ سنکر امام زین العابدین ع نے قبول کیا اور قبر مطہر امام مظلوم سے رخصت لی اور مدینہ کو روانہ ہوئے بعض روایات میں ہے امام زین العابدین ع سر مبارک امام حسین ع کا کربلا میں لائے تھے یزید نے انکو دیدیا تھا اور بیسویں صفر کو بعد چالیس روز کے حضرت نے ہمراہ لاش مطہر دفن کیا اس میں بہت گفتگو ہے اول یہ کہ لاش مطہر امام کی پہلے ہے بنی اسد دفن کر چکے تھے اس روز اس کا دفن ہونا کیا معنے رکھتا ہے دوسری یہ کہ اگرچہ سات مقام پر قبر کا کھولنا جائز ہے از انجملہ وہ مقام ہے کہ اگر کوئی ٹکڑا لاش کا ایسا کہ جس میں ہڈی ہو اور باہر رہجائے تو قبر کھولی جاتی ہے تو جا سکتا ہے کہ قبر کھولکر تن کیساتھ دفن کیا ہو اس میں یہ ایراد وارد ہے کہ بروایتے سر اطہر امام حسین ع کا مدینہ میں ہے بروایتے مصر میں ہے بروایتے دمشق میں ہے بروایتے جناب رسول خدا صلعم لیگئے اور بروایتے عسقلان میں مدفون ہے بروایتے نجف اشرف میں دفن ہوا ہے چنانچہ کافی میں یہاں کے دفن ہونیکی روایت ہے تفصیل اسکے چند اوراق میں درمیان قمقام مندرج ہے بلکہ کافی میں چند روایات میں اور علی ابن ابی طاؤس اور ملا مجلسی نے لہوف اور تحفۃ الزائر میں لکھا ہے اور تہذیب میں روایت ہے کہ سر مبارک امام حسین ع کا نجف اشرف میں دفن ہے اور احادیث درمیان و تہذیب اور تحفۃ الزائر جناب امام جعفر الصادق کا نجف اشرف میں زیارت امام حسین ع بسبب انجناب کے سر مدفون ہونیکے پڑھنا اور اسکے دفن کی جگہ کا نشان بتلانا مذکور ہے تفصیل قمقام و تحفۃ الزائر اور کافی اور تہذیب میں دیکھنی چاہیے یہاں بسبب طوالت تفصیل نہیں لکھی گئی اور محققین معتمدین یہ فرماتے ہیں کہ بیسویں صفر ۶۱ھ ہجری کو امام زین العابدین وارد زمین کربلا ہوئے تھے بیسویں صفر ۶۱ھ ہجری کو آپ کا ورود مشکل جانتے ہیں بحوالہ کتاب گلزار جنت +

* * *

مجمع سے خلافت جو ایجاد ہوا      محبوب خدا کا باغ برباد ہوا
شورہ کو کربلا میں گھر زہرا کا      ایسا اجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

تاریخ امام زین العابدین میں لکھا ہے کہ یزید جو خلیفہ ہوا وہ بھی تقلید خلفا ثلثہ کی تھی اور حضرت ثلثہ کی ان تقلیدوں نے مذہب اسلام میں اختلاف کی بنیاد قائم کر کے خاندان نبوت کا چراغ گل کر دیا اور اسلام کو ایسا خراب کیا کہ جسکی اصلاح تا قیامت محال ہو گئی عالموں اور فاضلوں نے بنظر حصول عزت و دولت کی دشمنان آل رسول کی عیب پوشی کے لئے شریعت میں قیاس کو دخل کر کے اصول اسلام کو ایسا خراب کیا کہ عوام الناس کو حق ناحق کی تمیز مشکل ہو گئی

بلا محبت آل رسول نجات محال ہے تکلیف روزہ نماز بلا محبت آل رسول بے سود ہے اور صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ پہلے خولی ابن یزید اصبحی امام حسینؑ کا سر مبارک لیکر ابن زیاد کے آگے آیا اور کہا اے امیر میری کٹھری اشرفیوں سے بھر دے میں نے ایسے بادشاہ غیور اور بہترین مردم کو قتل کیا ہے جو اپنے والدین کیجانب سے بہترین عالم شریف ترین فاضل جہان تھا یہ سنکر ابن زیاد غصہ میں آیا اور کہا جب تو انکو جانتا ہے کہ فاضل ترین تمام جہان سے بہتر تو نے کیوں قتل کیا پس تیرا انعام تیرا قتل ہے بحکم زیاد بشیر ابن مالک نے اسکا سر کاٹ دیا وہ شقی داخل دوزخ ہوا ۔

اور سر مبارک امام حسینؑ ایک طشت میں رکھا تھا اور ابن زیاد ایک چھڑی دندان مبارک پر لگا رہا تھا ابن ارقم صحابی رسول اللہ حاضر تھے دیکھکر بیتاب ہو کر کہنے لگے اپنی چھڑیکو اوٹھالے جناب رسالت مآب اسمقام پر بوسے لیتے تھے ابن زیاد کو غصہ آیا اور کہنے لگا بباعث پیری کے تیری عقل زائل ہے ورنہ تیری گردن مارتا یہ واقعہ روضۃ الصفاء اور روضۃ الاحباب اور تاریخ اعثم کوفی اور کامل ابن اثیر اور تاریخ طبری وغیرہ میں درج ہے اور شرح صحیح بخاری میں محمد بن سیرین کی اسناد سے لکھا ہے کہ انس بن مالک صحابی رسول اللہ بھی وہاں حاضر تھے یہ حرکت دیکھکر رونے لگے کہ جناب امام جناب رسولؐ سے اشبہ ترین مردم تھے اسکے بعد ابن زیاد نے امام زین العابدینؑ کیجانب مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ یہ جوان کون ہے لوگوں نے کہا علی ابن الحسینؑ ہے کہنے لگا انکو خدا نے قتل نہیں کیا آپ نے اسکے جواب میں فرمایا میرا بھائی علی ابن الحسینؑ تھا اسکو لوگوں نے قتل کر ڈالا ہے امام زین العابدینؑ کے قتل کا حکم ابن زیاد نے دیدیا یہ سنکر جناب زینبؑ کو سخت اضطراب ہوا اور امام کی گردن میں ہاتھ ڈالکر فرمایا اے ابن زیاد پہلے مجھکو قتل کر اس بے رحم کو کچھ رحم آیا کہ قرابت کا سلسلہ ہے کہا امام کو چھوڑ دو جب چھوڑ دیا تو امامؑ نے ابن زیاد سے کہا کیا تو مجھکو قتل سے ڈراتا ہے قتل ہونا تو ہماری عادت ہے اور شہادت ہماری کرامت ہے اسکے بعد ابن زیاد نے اس خرابہ میں بھیجا نیکا حکم دیا جو مسجد جامع کے قریب تھا ایک دن ابن زیاد منبر پر گیا اور یہ خطبہ کہا کہ اس خدا کا شکر ہے جسنے کلمہ حق کو ظاہر کیا اور امیر المومنین یزید کی نصرت کی اور دروغگو ابن دروغگو کو قتل کیا مجمع عام میں عبداللہ ابن عفیف نے اسکی بات کاٹ دی اور ابن زیاد کے سخت کلموں کی تاب نہ لا سکا اور کہنے لگے اے مرجانہ تو اور تیرا باپ دونو دروغگو ہو اور یزید معاویہ بھی جھوٹے ہیں ابن زیاد نے پوچھا یہ نابینا کون ہے عبداللہ نے کھڑے ہو کر کہا میں ہوں ابن زیاد کو آگ لگ گئی اور حکم گرفتاری کا دیا ابن عفیف کے قبیلہ کے لوگ مقابل ہوئے اُن میں لڑائی ہوئی اور عبداللہ بھی لڑتے رہے ؎

کوروں کو دو دکھتا ہے عارف کی شان سے　　نور نظر تو بول رہا ہے زبان سے

آخر بحکم ابن زیاد عبداللہ ابن عفیف شہید کئے گئے اہلبیتؑ عظام کو ابن زیاد نے اسوقت تک اسیر رکھا جبتک اطلاع کا جواب یزید سے نہ آیا یزید نے لکھا اسیران اہلبیت مع سرہائے شہیدان روانہ کر دے ابن زیاد نے خط پاتے ہی شام کیطرف روانہ کر دیا کوفہ سے یہ قافلہ شمر لعین اور عمر سعد زفر قیس کے ہمراہ روانہ ہوا اور بیسویں ماہ صفر کو زمین کربلا میں داخل ہوا کوفہ سے پہلی منزل سفر شام کربلا معلی ہے اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے قافلہ سادات کوفے سے چلکر کربلا پہونچا ایک دن قیام کر کے دوسرے دن قادسیہ میں داخل ہوا چنانچہ صاحب ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۴۳ میں اس امر کو خوب وضاحت سے لکھتے ہیں دوسری منزل قادسیہ ہے تیسری منزل شہر موصل حافظ جمال الدین روضۃ الاحباب

میں تحریر فرماتے ہیں جب یہ لوگ قریب موصل پونچے شمرؔ نے حاکم موصل کو لکھا کہ شہر آراستہ کردہم فتح وظفر کرتے ہیں حاکم نے لوگ جمع کئے اور دریافت کیا لوگ رضامند نہوئے آخر فاصلہ پر اوسنے رسد رسانی حاکم نے کردی موصل کے قریب شمرؔ نے فرق مبارک امام کو ایک پتھر پر رکھا اوس پتھر سے ہر سال یوم عشرہ خون تازہ نکلتا تھا اور دوستان امام حسینؑ اُس حجر کی زیارت کو جاتے تھے مروان نے اپنی سلطنت کی زمانہ میں اسکو ضایع کردیا وہ پتھر مشہور نقطہ کے نام سے مشہور تھا ناسخ التواریخ صفحہ ۲۴۴ منزل چہارم شہر تکریت بغداد سے ۱۴۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس شہر کے حاکم نے شہر آراستہ کیا اور استقبال کرکے لایا شمرؔ نے ہمراہیوں کو حکم دیا تھا کہ اگر کوئی پوچھے تو کہنا کہ یہ ایک خارجی نے یزید پر خروج کیا تھا اسکا سر ہے اور قبائل میں ایک نصرانی کوفے سے آیا اوسنے کہا یہ سر امام حسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب کا ہے یہ سنکر لوگ مزاحم ہوئے شمرؔ نے عروہ میں آکر ڈیرا کیا جو فاصلہ بر قریب تکریت ہے منزل پانچویں وادی نخلہ عروہ سے شب روز مقیم رہکر شہر لیا منزل ششم ہے اس شہر کے لوگ واقع کربلا سنکر شمرؔ کے مقابل ہوئے شمرؔ کو آبادی قتل خراب کرکے روانہ ہوا اور دیر کہیل منزل ہفتم میں پونچا منزل آٹھ شہر نصیبین منزل نو شہر عوات منزل دس شہر قنسرین منزل گیارہ معرۃ النعمان منزل بارہ شہر شیزر منزل تیرہ ارض سیبور منزل چوداں شہر داں شہر حمات منزل پندرہ شہر حمص منزل سولہ شہر بعلبک منزل ستارہ دیر راہب منزل اٹھارہ شہر حران منزل اونیس شہر دمشق شام یہ قافلہ شام میں اہلبیت کا دروازہ ساعات سے جامع مسجد تک پونچا مشائخ شام سے ایکنے دیکھکر کہا شکر خدا کا تم کو ہلاک کیا اور فتنہ فساد کو رفع کیا اور فحش کلام کی جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا اے شیخ قرآن تونے پڑھا ہے اوسنے کہا ہاں ہر روز تلاوت کرتا ہوں حضرت نے فرمایا یہ آیۃ قل لا اسئلکم تونے پڑھی ہے اور آیۃ وآت ذی القربی بھی پڑھا ہے اوسنے کہا ہاں پھر فرمایا انما یرید اللہ پڑھا اوسنے کہا ہاں پڑھا ہے امام نے فرمایا اے بھائی یہ آیتیں ہماری شان میں نازل ہوئی ہیں ہم ذی القربی اور اہلبیت رسول ہیں جنکو اللہ نے ہر آلائش سے پاک پاکیزہ کیا ہے اوسنے کہا کہ جناب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے امام نے فرمایا اللہ تیری توبہ قبول کریگا اور محشور ہمارے ساتھ ہوگا یہ خبر یزید کو پونچی وہ شیخ قتل کیا گیا صواعق محرقہ امام طبرانی امام قندوزی ینابیع المودۃ میں نقل فرماتے ہیں صفحہ ۲۵۲ میں اور ابو اسحاق اسفرائینی اور ناسخ التواریخ جلد ششم کا ترجمہ سہل ساعدی صحابی کا واقع ہے بیت المقدس کی زیارت کو گئے تھے واپسی شام میں آگئے اور آرائش میں شہر گوناگوں تھا اور دار الامارت کی سجاوٹ دربار خاص سے عام تک کرسی ہائے جو زنگار رنگ لگی تھیں محفل عیش عشرت برپا تھے اور گانیوالی عورت اور مرد کی ہجوم تھے سہل ساعدی کو دیکھکر تعجب ہوا اور ایک شامی سے دریافت کیا اوسنے کہا آج ملک عراق سے امام حسینؑ کا سر مطہر مع یہ دربار یزید میں لایا جائیگا یہ خوشی ہے اتنے میں شور باجوں اور نقاروں کا ہوا سہل نے کیا دیکھا کہ سرہائے شہدا نیزوں پر اور بے محمل اور بے کجاوہ شتراں پر سر عریاں بی بیاں نظر پڑیں ہجوم کے لحاظ سے اپنے بالوں سے چہروں کو چھپائے ہوئے تھیں انہیں ایک لڑکی صغیر السن دکھائی دی سہل نے پوچھا آپ کون ہیں جواب کہ میں دختر امام حسینؑ سکینہؑ ہوں سہل نے کہا کوئی خدمت آپ فرمائیں فرمایا اگر تجھسے ہو سکے تو ان سرہائے بریدہ کو ہمارے اونٹوں سے علیحدہ کرادے سہل نے کچھ دیکر ایسا کیا سہل کا بیان ہے ایک محل پر تماشے کیلئے

چند عورتیں تھیں جب سر مبارک انکے قریب آیا تو ایک ملعونہ نے پتھر مارا سہل نے دعا مانگی کہ اللہ انکو ہلاک کرا دیوے وقت محل انکے اوپر گرا اور وہ دیگر جہنم واصل ہوئیں جب دربار یزید لعین میں یہ قافلہ پہنچا تو یزید شراب پیتا تھا اور شطرنج کھیلتا تھا اور سر مبارک نیچے تخت کے ایک طشت میں رکھا تھا اور اہلبیت مہر بلب کھڑے تھے دوپہر تک آخر امام زین العابدین ع نے فرمایا میں دست بستہ کھڑا ہوں اور تو ادھر متوجہ نہیں ہوتا اجازت دی جو کچھ کلام کر اب یزید عنید نے کہا اچھا آنحضرت نے فرمایا اے یزید لعین کیا ہے اگر ہمکو جناب سرور کائنات اسطرح دیکھتے تو کیا فرماتے یزید نے کہا اے فرزند حسین ع آپ کے والد نے میری صلہ رحم کو قطع کیا میری سلطنت میں تنازع واقع کی پس خدا نے جو کچھ انسے کیا وہ ظاہر ہے امام نے فرمایا اے یزید خدا لعنت کرے اوس شخص پر جسنے میرے پدر کو قتل کیا یزید یہ بات چاہتا تھا فوراً حکم امام کے قتل کا دیدیا پھر امام نے فرمایا مجھ حرم رسول انکے گھر کون پہنچائیگا یزید عنید نے کہا آپ پہونچائینگے بعد اسکے چوب خیزران سے یزید نے امام حسین کے دندان مبارک کی بے ادبی کی وہاں ابو برزۃ الاسلمی حاضر تھے وہ دیکھکر کہنے لگے وائی ہو تجھپر جناب رسولخدا بوسے لیتے تھے اور تو چھڑی لگاتا ہے اور فرماتے تھے تم دونو سردار جوانان بہشت ہو تمہارے قاتلین کو خدا لعنت کرے اور آتش جہنم تیار فرمائے اے یزید لعین تیرے ہاتھ خدا قطع فرمائے یزید نے غصہ ہوکر برزۃ الاسلمی کو نکالدیا ایسی حالت ثمرہ ابن خبادہ ابن جندب کی ہوئی وہاں دربار یزید میں ہر ممالک کے سفیر موجود تھے سفیر روم نے یزید سے دریافت کیا یہ سر طشت میں کسکا ہے یزید نے کہا یہ سر امام حسین ابن علی کا ہے سفیر نے پھر پوچھا انکی والدہ کا کیا نام تھا یزید نے کہا فاطمہ تھا سفیر نے کہا جو بیٹے رسول محمد صلعم کے تھے یزید نے کہا ہاں سفیر نے کہا وائے ہو تجھپر میرا نسب بہت پشت شمار ہوکر حضرت داؤد ع سے ملتا ہے تاہم یہود و نصاریٰ آجتک میرے قدم کی خاک آنکھوں میں لگاتے ہیں تم ایسے مسلمان ہو جو ایک پشت سے رسول اللہ کو ملتا ہے تم اوسے قتل کرتے ہو وائے ہو تجھپر اور دیکھ میں ممالک چین کے ایک شہر میں گیا جہانسے کافور و عنبر و یاقوت احمر و عود اسی سر زمین سے لاتے ہیں اوس شہر میں ایک عبادت خانہ ہے جس میں ایکطرف یاقوت سرخ لٹکا ہوا ہے اور دوسری طرف ایک سم حضرت عیسیٰ ع کے گدھے کا رکھا ہے تمام عیسائی اسکی زیارت کو آتی ہیں اور اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں اور تم ایسے ہو بحوالہ تاریخ امام زین العابدین اور ابن جالوت نے سنکر کہا میری نسل پشت داؤد نبی سے ملتی ہیں اور تمام یہود میری تعظیم کرتے ہیں تم پر افسوس ہے آج تم اس بزرگ کا سر کاٹ لائے ہو جو پیغمبر آخرالزمان کا فرزند ہے تمہارے ایسے دین اور ملت کو خدا نیست نابود فرمائے وہ مسلمان ہوگیا اور بحکم یزید سے قتل کیا گیا اس واقعہ کو ابو اسحاق اسفرائنی نے اپنی کتاب نور العین فی مقتل حسین میں لکھا ہے صفحہ ۱۷۳ جلد اول مطبع بنارس اور بحوالہ کتاب بحوالم صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ جاثلیق سفیر دربار یزید میں حاضر تھا یہ واقع دیکھکر بہت رویا اور کہنے لگا اے یزید میں ایکمرتبہ بذریعہ تجارت مدینہ منورہ میں گیا اور مجھکو جناب محمد ص کی دیدار کا شوق ہوا دو نافہ اور چند عنبر اشہب لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرت نے قبول فرماکر مجھکو دعوت اسلام فرمائی میں حضرت عیسیٰ ع کے قول کو صحیح جانکر فوراً مسلمان ہوگیا اور ہر روز خدمت بابرکت میں جاتا تھا ایکدن آپ ام سلمہ کے گھر تھے اوس روز دونو حضرات حسنین ع تشریف لائے آنحضرت نے گود میں لیلیا اور فرمایا تمہارے قاتلین پر خدا لعنت کرے اور رحمت دور فرمائے حضرات حسنین اپنا اپنا خط لکھکر نانا کی خدمت میں لائے تھے آپنے فرمایا اے بچو میں لکھنا نہیں جانتا تم اپنے والد کے پاس خطوط لیجاؤ دونوں صاحب جب جناب امیر کے پاس آئے آنحضرت نے فرمایا اپنی والدہ کے پاس جاؤ جب اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپنے خیال دلشکنی کی باعث

اپنے گلے کا عقد مروارید توڑ ڈالا اور موتی بکھیر دیئے اور بچوں سے کہا جسکے دانے زیادہ ہونگے اسکا خط اچھا سمجھا جائیگا سات موتی تھے حسنین تین تین اٹھا لئے ایک رہا جسکو ہر ایک لینے لگے حضرت جبرائیل بحکم نازل ہوئے اور اس موتی کو دو کر دیا نصف نصف اوٹھا لیا حق نے انکے مراتب ہیں سادات کا درجہ رکھا اور جنکی دل شکنی خدا کو نہ منظور تھی تو نے انکو قتل کیا افسوس صد افسوس تجھ پر لعنت ہو اتنے میں دربار یزید نے برخواست کیا اور اہلبیت قید خانہ میں روانہ کیے گئے اور سر اطہر زندان پر لٹکایا گیا دوسرے دن یزید نے پھر امام کو طلب کر کے کہا کہ اے علی ابن الحسینؑ آپکے باپ دادا نے چاہا تھا کہ تمام خلافت اور حکومت ہمارے ہاتھ میں ہو لیکن خدا نے انکو قتل کرایا پھر امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اے پسر معاویہ و ہند و صخرہ درجہ نبوت و امامت خاصکر ہمارے لئے اوترا ہے قبل اسکے کہ اسکے تو پیدا نہ ہوا تھا کہ جنگ بدر اور جنگ خندق اور جنگ احد میں رسول خدا صلعم کا علم ہمارے دادا کے ہاتھ میں تھا اور جمعیت کفار کی نشان تیرے دادا کے ہاتھ تھی یزید سنکر جل گیا اور حکم امام کے قتل کا دیدیا جب جلاد آپکو قتل کرنے لئے گیا تو جلاد کے پیچھے سے ایک دست نکلا اور گردن جلاد کی پکڑ لی وہ خوف کر کے یزید کے پاس آیا وہ بھی ہراساں ہوا پھر ایذا رسانی سے آئندہ باز رہا بحوالہ ناسخ التواریخ اہلبیت عظام عرصہ چھ ماہ تک قید رہے اور علامہ امام اسفرائنی ابوہانی سہل سہروردی کی اسناد سے بیان کرتے ہیں کہ یزید کے دربار میں موجود تھے کہ ایک عورت حسین آئے اور یزید کے پاس آکر کہنے لگے جو سر ملک عراق سے لایا گیا ہے کسکا ہے یزید نے کہا امام حسینؑ کا ہے اسنے کہا میں نے آج رات کو ایک خواب دیکھا ہے کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور پانچ بادشاہ ایک تخت وفد پر سوار ہیں اور زمین پر اترے آرہے ہیں انکے ہاتھوں میں پانچ شمع ہیں اور کہتے ہیں کہ اس گھر کو خدا نے فرمایا کہ جلا دیں یزید نے سنکر کہا تو میرے ملک میں رہتی ہے اور ایسی بات کہتی ہے میں تجھکو قتل کر دونگا عورت نے پناہ طلب کی یزید نے کہا بشرطیکہ تو منبر پر چڑھکر حضرت علی و اولاد علی کو سب و شتم سے یاد کر اوس عورت نے منظور کیا اور منبر پر گئی اور اوسنے کہا ایہا الناس یزید نے مجھکو حکم دیا کہ میں حضرت علیؑ و انکی اہلبیت کو برا کہوں کہ وہ حالانکہ وہ ساقی کوثر اور قیامت کو لوائے حمد اسکے ہاتھ میں ہوگا اور فرزند اوسکے سردار جوانان بہشت ہیں اور آگاہ ہو سردار جوانان جنت ہیں اور تم آگاہ ہو لعنت ہے خدا کی اور لعنت ہے لعنت کرنیوالوں کی یزید پر اور جنہوں نے اوسکی بیعت کی اور صلوات سلام ہو علی پر اور اسکی اولاد پر تا قیامت یہ سنکر یزید کو غصہ آیا وہ بیچاری قتل کی گئی پھر ایکروز یزید نے اپنے خطیب کو حکم دیا کہ تو منبر پر علیؑ و فاطمہؑ کی معائب بیان کر اور ہماری حمد کر پس خطیب نے فورًا تعمیل شروع کی امام زین العابدینؑ نے سنکر فرمایا افسوس ہے تجھپر ایک بندہ کی خوشنودی کیلئے جہنم خرید کر لیا امامؑ نے فرمایا یزید سے کہ اگر اجازت ہو تو منبر پر ہم بھی خطبہ پڑھیں تمام حاضرین کی اصرار سے یزید نے کہا اچھا آپ منبر پر تشریف لیجا دیں . . . . امام نے بعد حمد خدا و نعت رسول اللہ کی ارشاد فرمایا کہ اَیُّہَا النَّاسُ خداوند نے ہم لوگوں کو علم و حلم و سماحت و فصاحت و شجاعت کیلئے خاص طور پر ممتاز فرمایا ہے اور ہم بہ نسبت جناب احمد مختار و حیدر کرار و جعفر طیار و حمزہ و فرزندان ابو محمد و ابو عبداللہ تمام لوگوں پر خدا نے فضیلت بخشی ہے میں اپنی شرافت اور حسب نسب سے اطلاع دیتا ہوں میں پسر مکہ و زمزم و صفا اور میں اوسکا پسر ہوں جسنے حجر الاسود کو اپنے دامن میں اوٹھایا اور جو سدرۃ المنتہیٰ تک پونچا اور اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنی وحی کا خزانہ بنایا جو مقام قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ تک پونچا میں اسکا پسر ہوں جسکی وجہ سے کفار نے طریقہ حق اختیار کیا اور جسنے ہمراہ پیغمبر ہجرت کی اور جبرائیل کا جو مولا تھا اور میکائیل جسکا ناصر تھا اور جسنے خوارج کو جڑ

سے اوکھاڑا ہے اور لشکر طلحہ زبیر کو برباد کیا اور شام کی فوجین کاٹ ڈالیں ہیں اوسکا پسر ہوں جسکا رشتہ حیات ظلم سے پارہ پارہ کیا اور تشنہ لب سر تن سے جدا کیا گیا اور جسم اطہر اسکا زمین کربلا ریگ گرم پر برہنہ چھوڑ دیا گیا اور پوشاک ہتھیار لوٹ کر لیگئے جسکا ماتم آسمان پر ملائکہ نے قائم کیا اور جن انس و حشرات طیور نے زمین پر قائم کیا اور فرق جسکا نیزہ پر نصب کیا گیا اور اہلبیت اوسکی عراق سے شام تک رسوا کیئے گئے یہ ترجمہ عبارت ناسخ التواریخ سے نقل کیا گیا ہے اور دوسرا خطبہ کتاب ضیاء العین امام اسفرائینے کی کتاب میں درج ہے اسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے حاضرین دنیا دار فنا ہے دنیا کی چند گردش جو عمر و دولت میں زیادہ تھے خدا نے فنا کر دیے اونکا نام نشان نہ رہا تم بھی ہمیشہ زندہ نہ رہو گے اعمال اپنے کرو موت جلدی آ پکڑے گی اور حساب افعال کا لیا جاویگا میں علی ابن الحسینؑ ابن علیؑ ہوں جو صاحب مکہ و منیٰ اور مروہ صفا ہے جسکی ہمراہ ملائکہ نے نماز پڑھی ہے جو صاحب حوض و لوا ہے جو صاحب دلائل اعجازات اور قرآن کرامات ہے جو صاحب براق تاج نورانی ہے جو معانی تاویل قرآنی ہے جو زاہد عابد ہے جسنے عہد وفا کیا جو سردار نیکوکاران ہے جسپر سورۃ البقر نازل ہوگا جسکے لئے جنت کے در کشادہ ہوئے جسپر خشنودی خداوند عالم کی ہے جو قتیل ظلم و ستم ہے جسکے تشنہ لب کاٹا گیا اور جسکے گوہر گوش زمین کربلا میں پڑا رہا جسکی ماتم میں جن سما کی باشندے روئے تا قیامت روتے رہینگے یہ خداوند عالم نے ہمارا امتحان بلائے شدید میں لیا ہے اور ہم میں روایت ہدایت مقرر کی ہے اور ہمکو تمام عالم پر فضیلت دی ہے ہمکو وہ مدارج عطا فرمائے ہیں جو تمام خلق میں کسیکو نہیں ہیں محفل تمام رونے لگے یزید کو خطرہ منحرف ہونیکا ہوا اور موذن کو ارشاد اذان ہوئے جب وہ اسم مبارک محمدؐ پر پونچا تو امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ ذرا خاموش ہو وہ چپ ہوا امامؑ نے یزید کو کہا یہ میرے جد امجد کا نام ہے یا تیری کا یزید نے کہا آپ کی جد عالی تھے آپ نے فرمایا پھر کیوں تونے انکی ذریت کو قتل کیا اور حرم کو قید کیا یزید تو خاموش ہوا اور حاضرین رونے لگے اور سب نے کہا یہ مصیبت اسلام میں عجب واقع ہوئی مقتل ابو مخنف اسحاق اسفرائینے صفحہ ۱۸۸ ایسا ہی ناسخ التواریخ کا بیان ہے اوسی روز جناب سکینہ کی وفات واقع ہوئی اور ہند بنت عبد اللہ عامر جو یزید کی بی بی تھی یزید اوس سے محبت رکھتا تھا ہند کی اصرار سے یزید نے کہہ دیا یہ سر امام حسینؑ اور انکے عزیزوں کے ہیں جو مقام کربلا شہید کئے گئے اور لڑکے اہلبیت قید ہیں ہند بیتاب ہو کر قیدخانہ میں گئی اور حال دریافت کیا تو معلوم ہوا آل رسول اللہ ہے بہت روئی اور کیا تعظیم خدمات میں حاضری ہوئی اور پھر رہائی کا حکم دلوایا اور پھر اہلبیت عظام یزید کی روبرو لائے گئے اور اہلبیت نے فرمایا کے یزید ابن زیاد نے ہمکو رونے نہیں دیا ہمکو اجازت ہو اسوقت علیحدہ جگہ ملگئی اور رات دن نوحہ وزاری کرتے تھے دمشق کے قریشی ہاشمی اگر ہر ایک پرسا دیتا تھا اوس سے قبل جو دمشق میں امامؑ کے قتل کے جشن کے سامان اور بڑی خوشی سے عید تھی پھر اوس شہر دمشق میں امام مظلوم کا ماتم بپا تھا ایکروز یزید خدمت امام زین العابدینؑ میں آیا اور عرض کی کہ آپ اسجگہ رہنا چاہتے ہیں یا مدینہ میں امامؑ نے ارشاد فرمایا ہمارا مدینہ جانا بہتر ہے ابو اسحاق اسفرائینے نے لکھا ہے کہ فرق مبارک امام عالیمقام کا طشت میں رکھا تھا اور یزید اپنے منہ پر طمانچے مارتا تھا مقتل امام اسفرائینے صفحہ ۱۸۹

## واپسی آمد اہلبیت کی کربلا معلی میں

ہفت روز اور قیام دمشق میں کیا پھر یزید نے مدینہ کیطرف روانہ کیا اور نعمان ابن بشیر کو ہمراہ راہداری کی پانچسو سوار دیا

دمشق سے چلکر کربلا داخل ہوئے صاحب کتاب مفتاح البکاء خلفہ اہلبیت کا لکھتے ہیں کہ ۶۱ سنہ ہجری کی اربعین کو پہنچے ہیں کربلا میں قیام امام کا چند یوم پیار رہا بعدہ کربلائے معلی سے مدینہ منورہ پہنچے کتب مصائب سے مفصل حال معلوم ہوتا ہے یہ مختصر حال لکھا گیا ہے جب محمد حنفیہ کو آمد اہلبیت کا حال معلوم ہوتا تو شہر مدینہ سے بیرون تشریف لیگئے لباس اور علم سیاہ دیکھ کر آپ بیہوش ہو کر گر پڑے جب حال دریافت ہوا تو بہت روئے اور تمام لوگ روتے تھے الغرض تمام اہلبیت روضہ مقدسہ میں ایکبارگی گر پڑے اور رو کر عرض کرنے لگے اے خدا پاک ہم پر بڑا ظلم کیا گیا اور امام حسینؑ اور انکے جملہ ہمراہیوں کو پیاسا قتل کیا گیا اور کل اسباب لوٹ لیا گیا اور بے پالان شتروں پر سوار کیا اور شہر بشہر پھرایا اور بڑی ذلت سے دمشق میں لیگئے اور قید رکھا اور مجھکو قتل کرنا چاہا تو میری پھوپھی رونے پیٹنے لگی پھر چھوڑ دیا اے جبار پاک قیامت کو انتقام لینا جب مقدمات تصفیہ ہوگا ہمارے مصائب کا ثواب خدا رسول کے پاس ہے کہ وہ بزرگ صاحب انتقام ہے مقتل امام اسفرائینی صفحہ ۲۰۳ *

الغرض زین العابدین علیہ السلام ان مصائب کو برداشت کر کے خانہ نشین ہو گئے صائم الدہر اور قائم اللیل رہے جب وقت افطار آتا اور آب طعام لایا جاتا تو آپ فرماتے تھے میرے پدر بزرگوار بھوکے پیاسے قتل کئے گئے تاحیات روتے رہے آپکے گریہ کے دفتر کتب مصائب اور تمام تاریخوں میں واقعہ کربلا درج ہے بعد شہادت امام مظلوم تمام ملک میں بدنظمی پھیل گئی اور آثار شکایت قائم ہوگئے کہ ایک سال کے اندر ہی بیعت یزید کی پھندی نکال دیگئی اور یزید کو لوگ فاسق فاجر کہنے لگے اور بیعت اسکی حرام اور جہاد اسکی ساتھ اصلی سمجھا گیا اور خبر شہادت امام جب مکہ معظمہ میں پہنچی تو عبد اللہ ابن زبیر نے لوگ جمع کئے اور افسوس امام کا ظاہر کیا اور یزید کو فاسق فاجرہ کہا اور اپنی بیعت کا ارادہ کیا مکہ میں عبد اللہ ابن زبیر کی بیعت ہو گئے تو مدینہ والے بھی تیار ہو گئے تب یزید نے نعمان ابن بشیر اور مسلم بن عقبہ کو مکہ معظمہ میں عبد اللہ ابن زبیر کے پاس بھیجا کہ میری بیعت پر رضامند کر دیں آخر سنہ ہجری میں یہ پہنچے اور کوشش بلیغ کی لیکن عبد اللہ ابن زبیر راضی نہ ہوا یہ واپس ہو گئے جب ۶۲ سنہ ہجری کا آغاز ہوا تو رعایا یزید سے ناراض تھی اسلئے عبد اللہ ابن زبیر کی بیعت مدینہ میں بھی ہونے لگی اور مدینہ میں یزید کا خیر خواہ عبد اللہ ابن عمر موجود تھا عبد اللہ ابن زبیر کو کامیاب ہونے دیا لوگوں کو واعظ سناتے تھے کہ بیعت یزید خدا اور رسول کی بیعت ہے جس سے بیعت کیجائے پھر اس سے جنگ مناسب نہیں آخر اہل مدینہ نے عبد اللہ ابن زبیر کی بیعت کر لی صحیح بخاری صحیح مسلم جامع الاصول علامہ جزری میں لکھا ہے اور روضۃ الصفاء صفحہ ۸۰۷ مطبوعہ بمبئی ۔

یزید اور عبد اللہ ابن زبیر کی کشمکش میں ۶۲ سنہ ہجری تمام ہوا اور ۶۳ سنہ ہجری کا آغاز ہوا عبد اللہ ابن زبیر کی حکومت مکہ مدینہ میں قائم ہو گئی عبد اللہ ابن زبیر نے عمال بنی امیہ کو مکہ سے نکال دیا یہ سنکر یزید کو غصہ آیا اور مکہ پر لشکر کشی کر دی دس ہزار فوج جرار مسلم بن عقبہ کی ماتحت روانہ کیا اور کہا اگر ہماری بیعت سے انکار کریں تو مدینہ سے لوٹ کر پھر مکہ میں جا حسب الحکم یزید لشکر شام مدینہ میں داخل ہوا یزید نے مسلم ابن عقبہ کو وقت روانگی کہا تھا کہ امام زین العابدینؑ کی تعظیم کرنا انکو اس معاملہ میں شرکت نہیں ہے *

## واقعہ حُرا

اور غارت مدینہ مسلم نے اہل مدینہ سے جنگ شروع کر دی یہ جنگ حُرہ کے نام سے معروف ہے ۲۸ ذالحجہ ۶۳ سنہ ہجری کو

جنگ کا آغاز ہوا عبداللہ ابن مطیع اور عبداللہ ابن حنظلہ اور فضل ابن عباس ابن ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب مدینہ کے علمدار تھے جانبین سے بازار حرب گرم ہوا مسلم نے فضل کو مارا اور عبدالرحمان بن عوف بھی مارا گیا اہل مدینہ کا ارادہ پست ہو گیا اور تمام مدینہ والے بھاگ گئے مسلم بن عقبہ فتح پا کر داخل مدینہ ہوا اور شہر مدینہ میں قتل عام شروع کر دیا آخر اصحاب بھاگ کر پہاڑوں اور غاروں میں پوشیدہ ہوئے اور عورات مدینہ سے زنا کیا گیا سات اکابر قریش قاری قران قتل کئے گئے اُن عورات سے جنسے زنا کیا گیا نو سو زنا زادی پیدا ہوئی اور دس ہزار غلام قتل کئے گئے باقیماندہ سے مسلم نے بیعت یزید کی لی بحوالہ تاریخ ابو الفدا صفحہ ۴۶۵ اور روضۃ الصفا جلد سوئم صفحہ ۱۵۰ اور تاریخ طبری میں بیدیع حال ابو سعید حذری کا جلد چہارم صفحہ ۶۴۰ اور تاریخ کبیر طبری سپہ سالار یزید مسلم بن عقبہ نے اہلبیت کے سوا بشرط غلامی یزید کی بیعت میں لیا تھا جو انکار کرتا وہ قتل کیا جاتا تھا جب امام زین العابدینؑ اُسکے سامنے پیش ہوئے تو پوچھا یہ جوان کون ہے لوگوں نے کہا یہ حضرت علی ابن الحسینؑ ہے مسلم نے کہا مرحبا اور اپنے قریب مسند پر بیٹھا لیا اور بیعت کی تکلیف بھی نہ دی اور تعظیم کرکے اپنے گھوڑے پر رخصت کیا روضۃ الصفا اور مروج الذہب مسعودی میں لکھا ہے کہ مسلم بیمار ہوا اور حصین بن نمیر کو مکہ پر روانہ کیا عبداللہ ابن زبیر کے مقابلہ کو اور مسلم بن عقبہ مر گیا اور غارت خانہ کعبہ کا بازار جنگ گرم ہوا سپاہ شام نے اہل مکہ کو شکست دی اور کعبہ کے پردہ میں آگ لگا دی اور دو شاخیں دنبہ حضرت اسماعیل کے اندر کعبہ آویزاں تھیں وہ جل گئیں اور چیزیں بھی ضائع ہو گئیں ادھر یزید مر گیا نمیر شام کو روانہ ہوا اور عبداللہ ابن زبیر اپنی فوج ہزیمت خوردہ کو جمع کرکے پھر مکہ پر مسلط ہو گیا اور مدینہ والیوں نے مسلم بن عقبہ کے عامل کو نکال دیا اور جتنے بنی امیہ تھے انکو قتل کیا روضۃ الصفا میں لکھا ہے چوں یزید بن معاویہ در ربیع الاول سنہ ۶۴ ہجری جان بمالک دوزخ سپرد مردم شام پسر او معاویہ را بر تخت حکومت نشاندند واو بعد از دو چہل روز زندہ بود صواعق محرقہ میں یہ لکھا ہے ترجمہ عبارت عربی کہ سلطنت یزید کی ابتدا سنہ ۶۱ ہجری کو ہوے اور موت یزید کی سنہ ۶۴ ہجری میں واقع ہوئی بعدہ پسر اسکا معویہ ابن یزید ولیعہد ہوا اور منبر پر گیا اور بیان کیا کہ خلافت حبل اللہ ہے میرے دادا نے اصلی حقدار حضرت علیؑ سے نزاع کی اور اُسکے بعد میرے باپ نے فرزند رسول اللہ صلعم سے نزاع کی اور خاندان رسالت کو تباہ برباد کیا اور خانہ خدا کو خراب کیا اوس میں سے حصہ نہ لینگے یہ کہکر محل میں گیا اور فوت ہوا مدت خلافت اسکی چالیس روز ہے اور ذکر یزید کے فوت کے بعد جو ہوتا ہے مولویصاحب حامد اپنی کتاب جنگ نامہ میں لکھتے ہیں

## پنجابی زبان کے اشعاروں میں وہ یہہ ہے

شاہ مخدوم جہانیاں دین دنیدا پیر لنگدے چڑھدے روہنی جو ہے بدر منیر کہندا ٹھاچ میں چڑھیا وچہ جہاز
سمندر حکم اللہ تھیں آیا وچہ اواز تختہ تختہ ہو گیا پاٹ جہاز تمام غرق ہوئے کل آدمی خواہش رب علام
تختے اوتے رہگیا بیٹھا میں حیران تختہ ٹھاٹھاں مونہہ چڑھیا اگاں روان وچہ اس دریا دے اک بریتا آء
نے لگا تختیوں میں بھی نال رضا لگی ڈاہڈی دہپ جیاں نیوں اوس مکان کھڈ گھوڑا ابن بیت وچہ ہویا سان سہان

ہاتھی اوس برتیوں پیدا ہویا آن بیٹھوں دور اکا نیر بھر لدکر بیندا آن ہاتھی اوتھوں جانوندا اگے پانی پین
لدوں پیدا ہویا آدم اوس زمین مونہہ سر چھاڑے اپنا بہت بھکے رو پھر کے ہاتھی اوسدے پچھے آن کھلو
ہاتھی اوسنوں چھک کے جاندا رہا پھیر چالی دن ہیں دیکھیا انویں ہر ہر ویر ہیں بھی دن چالیسویں کیتا اوس سوال
کون کوئی توں کون ہیں آکھ تمامی حال کہندا ہیں بدبخت ہاں طالع بخت پلید ہیکا بھیڑا چندرا میرا نام یزید
روز قیامت تیک ہے ویکھو میرا حال برا کیتا ہیں بچکے نال نبیؐ دی آل؛
مخدوم کہے میں اوسنوں لعنت کہنی چاہئے جد آساڈی نال توں ہویوں بے ایمان

امیر معاویہ نیک بخت جو پسر یزید کا تھا اسکے بعد ممالک شام میں بدامنی پھیل گئی اور بصرہ میں ابن زیاد نے اپنی بیعت لینی شروع کردی اور کوفہ میں قاصد روانہ کیا کہ یزید مرگیا اور میری بیعت اہل بصرہ نے کی ہے تم بھی میری بیعت قبول کرو حارث بن یزید جو مغز کوفہ تھا اوسنے قاصد کو مار کر نکالدیا آخر ابن زیاد شب کو شام کیطرف فرار ہوا تو بصرہ کے رعایا نے عبداللہ ابن حارث کو اپنا امیر مقرر کرلیا اور اہل کوفہ نے عامر ابن مسعود کو امیر مقرر کرلیا اور عبداللہ ابن زبیر کی بیعت میں چند شخص آگئے جب ابن زیاد بصرہ سے فرار ہوکر شام پہنچا اوسنے مروان کو حاکم قائم کردیا اور مروان کی بیعت شام میں ہوگئی اور ابن زیاد اسکا مدار المہام بنگیا ابن زبیر کی اہل شام میں تھے انکو قتل کرڈالا مروان سلطان شام کے بنگئے اور ام خالد بن یزید سے عقد بھی کرلیا ضعیفی میں بادشاہی ملے وقت عثمان سے انکو سلطنت کی ہوس تھی مراد پوری ہوگئی اور امام حسین کی شہادت کے بعد تمام ملک عرب و عراق کے لوگوں کے دلوں میں خون ناحق کا اثر پیدا ہوگیا اور اپنے خلیفہ برحق اور امام زمانہ یعنی یزید لعین سے ناراضگی اظہار کرنے لگے اور شہر کوفہ سے آپ کا انتقام لینے والیوں کو خدا نے پیدا کردیا اور محبان اہلبیت کے دل میں سے یہ خیال پیدا ہوگیا چنانچہ طبری اور صواعق محرقہ اور روضۃ الصفاء بالاتفاق بیان کرتے ہیں کہ دوستان جناب امیرؑ سنہ ۶۴ ہجری سے خیال رکھتے تھے لیکن علانیہ جرأت نہ تھی اہل کوفہ جو امیر مسلم ابن عقیل سے منحرف ہوئے تھے انہوں نے سوچ لیا کہ ان تمام واقعات کی باعث ہمیں ہیں ہمارا بھی حال ویسا ہی ہونا چاہئے جو امام مظلوم کا ہوا ہے اس گروہ کے پانچ اشخاص بزرگ تھے ایک سلیمان ابن صرد خزاعی اور عبداللہ ابن اسود اور مسیب بن نخبہ اور رفاعہ ابن شداد اور عبداللہ ابن وال یہ لوگ رؤسائے کوفہ تھے اور اصحاب جناب علیؑ تھے سلیمان ابن صرد خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے اور مشورت یہ کی کہ دشمنان آل محمدؐ سے ہمکو مناسب ہے کہ لڑکر مریں شاید ہمارے گناہ خداوند عالم بخشدے اور سلیمان نے شعبان عامل مدائن کو خط لکھا اسکا مضمون یہ تھا کہ امام مظلوم کے خون ناحق کے عوض لینے کیلئے آمادہ ہو عبداللہ ابن مالک طائیؑ اور سعید ابن حذیفہ یمانی اور مثنی ابن مخرمہ عبدی انہوں نے جواب لکھا کہ ہم تیار ہیں اور مختار مکہ کو روانہ ہوئے اور پھر کوفہ پہنچے عبداللہ ابن عمر اور اسماعیل ابن کثیر نے مختار سے بیعت کرلی سلیمان نے کہا ہم محمد حنفیہ سے دریافت کرکے پھر تمہاری بیعت کرینگے پھر مختار نے بنی امیہ پر حملات کرنیکے لئے فرمائش کی سلیمان نے کہا صف آرائی کا موقع نہیں عمر ابن سعید اور شیث ابن ربعی کو یہ خبر لگی انہوں نے حاکم کوفہ سے کہکر مختار کو قید کرادیا سنہ ۶۴ ہجری میں عمر ابن حریث ابن زیاد کا عامل امارت کوفہ پر مقرر تھا اور عبداللہ ابن زبیر نے مکہ سے عبداللہ ابن زید اور ابراہیم ابن محمد ابن طلحہ کو امیر کرکے کوفہ میں بھیجا تھا انہوں نے عمر ابن حریث کو علیحدہ کیا اور امارت کوفہ اپنی

جب سلیمان کے مقابلہ گئے تو اوس نے عبد اللہ ابن زبیر کو جواب دیا کہ جناب امام مظلوم کو جن لوگوں نے قتل کیا انسے قصاص لینا چاہیئے ہم تو عبد اللہ ابن زبیر کے فرستادہ ہیں وہ خود تمہارا ہم خیال ہے ۶۵ھ ہجری کو سلیمان ابن صرد خزاعی نے حکم دیا کہ تمام لوگ جو قصاص طلبی کا ارادہ رکھتے ہیں وہ مجھ سے بیعت کر لیں سب لوگ نخیلہ میں جمع ہوئے سلیمان نے جب شمار کیا تو یکصد بیس ہزار آدمی تھے سلیمان کو تعجب ہوا سوا سو ہزار سے دس ہزار رہگیا سلیمان نے کہا ہمارا بھی یہی حال کروگے جو امیر مسلم ابن عقیل کا کر چکے ہو تم میں حیا و وفا نہیں ہے ہمارا خیال منتقم حقیقی پر ہے ہم اوسکی نصرت پر توکل کرتے ہیں جب مشورت لی تو سب نے کہا قاتلان امام مظلوم تو کوفہ میں موجود ہیں انسے ابتدا کرنی چاہیئے بعض نے کہا قاتل تو ابن زیاد ہے وہ شام میں ہی شام پر چڑھائی ہوگئی کوفہ سے چلکر قلعہ قرقیسا میں پہونچے عامل قلعہ زفر ابن الحارث تھا رسد رسانی شہر عین الوردہ میں پہونچے ایک منزل پر اہل شام اوترے جنگ شدید ہوا اہل شام بھاگ گئے حصین ابن نمیر نے سلیمان کو بھی بلا کر کہا مروان مرگیا عبد الملک اسکا جانشین ہوا اور مکہ میں ابن زبیر کی بیعت ہو چکی ہے اور تم بغیر امام ہو واپس کوفہ چلے جاؤ سلیمان نے جواب دیا اگر تم چاہتے ہو کہ فساد رفع ہو تو ابن زیاد کو ہمارے حوالے کرو اور امر خلافت اولاد پیغمبر کو سپرد کرو حصین ابن نمیر نے نہ مانا اور لڑائی شروع کر دی بہت لوگ قتل ہوگئے اور سلیمان ابن صرد بھی آخر شہید ہوگئے انکے بعد مسیب مومنین کا سردار ہوگیا یہ بھی لڑکر شہید ہوا عبد اللہ ابن وال اور رفاعہ ابن شداد کی ہمراہ ستر آدمی باقی تھے ہو واپس کوفہ چلے آئے انتقام امام میں شیعوں کے یہ پہلے جان نثاری تھی اگر یہ ستر آدمی بھی قتل ہو جاتے تو مذہب اہلبیت کا نام جہاں سے اوٹھ جاتا مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی ابن مسعود ابن عمیر کیسان کی بابت جناب امیر المومنین ؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ ہمارے فرزند امام حسین علیہ کو گروہ منافقین شہید کرینگے اور مختار ان ملاعنہ کو قتل عام کریگا مختار بلند ہمت ہوگا اسکے بعد ابو الحکم ابن مختار حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میرے والد مختار کو لوگ کافر کہتے ہیں امام محمد باقرؑ نے فرمایا مختار نے ہمارے گھر بنوائے اور ہمارے قاتلوں کو قتل کیا خدا اوسپر رحمت نازل کرے مختار نے حدیث اہلبیت کی تعلیم محمد حنفیہ سے حاصل کی تھی اور کوفہ میں چلے گئے تھے اور امیر مسلم ابن عقیل سے بیعت کی تھی عبید اللہ ابن زیاد نے اسلئے اسکو قید کیا تھا اور مدائن میں سعد چچا مختار کا حاکم تھا جب امام حسن نے معاویہ سے شرائط صلح کی اور داو بیہ کے حاکم سے [illegible] اہلبیت کی جسطرح جانیں لیں گئیں اور انکے خاندان برباد کئے گئے اور سولی دئیے گئے اور آنکھیں نکلوائی گئیں اور درختوں سے لٹکائے گئے یہ واقعات مختار کو سب معلوم تھے وہ تمام بنی امیہ کو جابر جانتا تھا اور مستحق خلافت کا جناب اہلبیت کو جانتا تھا بذریعہ عمیرہ بن عامر معلم قید سے رہائی پائی کتاب تاریخ جلا العیون اور قرۃ العین فی اخذ ثارات الحسین امام اسفرائینی اور شہید اسلام میں لکھا ہے عمیر معلم بھی محب تھا جو قید میں مختار کا دوست بنگیا تھا اوسنے مختار کو قلم دوات کاغذ لا کر دیا تھا اور مختار نے خط لکھا عبد اللہ ابن عمر ابن الخطاب کو جو مجھکو قید سے رہا کرا دی عبد اللہ ابن عمر حاکم مدینہ کا تھا اور مختار کی ہمشیرہ عبد اللہ کی زوجہ تھی وہ معلم عمیرہ مدینہ میں عبد اللہ ابن عمر کی پاس گیا اور عبد اللہ ابن عمر کا خط عمیرہ معلم شام یزید کی پاس لیگیا تھا بخواہش عبد اللہ ابن عمر یزید نے خط رہائی مختار کا ابن زیاد کو لکھا اور عمیرہ کو دیا کہ ابن زیاد کے پاس کوفہ میں بیجا عمیرہ معلم خط لیکر یزید کا ابن زیاد کے پاس پونچا اوسنے فوراً مختار کو رہا کیا مختار رہا ہو کر مدینہ میں

پونچا اپنے ہمشیرہ سے ملکر پھر مکہ پہنچے وہاں سے کوفہ کو روانہ ہوئے اول کربلا معلی میں جاکر شرف زیارت حاصل کیا بحوالہ تاریخ روضۃ الصفا مختار نے قسم کھاکر عرض کی جبتک جناب کے قاتلوں سے انتقام نہ لونگا آرام نہ کرونگا پھر کربلا سے کوفہ میں پونچا اسوقت سلیمان ابن صرد خزاعی کی خبر شہادت کوفہ میں پونچے اہل کوفہ نہایت پریشان ہوئے پھر ہر ایک شخص قصاص فرزند رسولخدا میں شامل ہوگیا مختار کی کامیابی کے سامان ہونے لگے اس اثنا میں نو ماہ حکومت کرکے مروان مرگیا عبد الملک اسکا جانشین ہوا اور عبد اللہ ابن زبیر نے عبد اللہ ابن مطیع کو حاکم کوفہ کردیا اور ماضی عامل معزول کردیے بعدہ چند اشخاص بخدمت محمد حنفیہ میں گئے اور عرض کی کہ ہمنے انتظام امام پر مختار کی متابعت کی ہے اگر آپ کی اجازت ہے تو بسر و چشم خدمت بجالائیں حضرت محمد حنفیہ نے فرمایا ہماری خواہش تو یہی ہے خدا اس امر کی توفیق دے جزاک اللہ فی الدارین خیرًا + لوہا کی ایک زنجیری پہننی امام زین العابدین کی سنت ہے یعنی ہر ایک شیعہ کو چاہیے زنجیری پہنے امام کی یادگار

اور ابراہیم ابن مالک اشتر نے بھی مختار کی بیعت کرلی ابراہیم کو دیکھکر تمام محبان اہلبیت مختار کے پاس جمع ہونے لگے بارہ ہزار مردم کی جمعیت ہوگئی یا ثارات الحسین اور یا ثارات الحسین کے نعرے کہنے لگے اہل کوفہ کو خبر ہوئی جو عبد اللہ ابن مطیع تھا اسکا کوتوال ایاس ابن مضارب قتل ہوگیا مختار نے رفاعہ ابن شداد بجلی ور قدیمہ ابن مالک و سعید ابن منقذ کو حکمدیا اور آپ بھی سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر مخالف کی جمعیت کو متفرق کردیا اتنے میں سوید ابن عبد الرحمان کثیر فوج سے انکا سد راہ ہوا بڑا جنگ ہوا آخر سوید ابن عبد الرحمان کے ہمراہی بھاگ گئے اور شبث ابن ربعی اور حجاج ابن الحجر نے آکر مقابلہ کیا ان ملاعین کو بھی شکست ہوئی مقتل ابو مخنف میں حمید ابن مسلم ابن النعمان ابن جعدہ کی اسناد سے لکھا ہے کہ مختار نے بعد نماز صبح کو فوج کا جائزہ لیا تو بارہ ہزار سے باقی تین ہزار شمار ہوئے مختار کا دل تھوڑا ہوگیا مختار اس فکر میں تھا کہ عبد اللہ ابن مطیع نے فوج جرار سے حملہ کردیا ہے اوسکے افسروں کی تفصیل یہ ہے شبث ابن ربعی کی زیر تین ہزار راشد ابن ایاس کی زیر تین حجاز ابن الحجر کی زیر تین ہزار عصاب ابن قشعری کے زیر تین ہزار شمر کے تین ہزار عکرمہ ابن ربعی کے زیر تین ہزار عبد الرحمان بن سوید کی زیر تین ہزار شداد ابن منذر کے زیر تین ہزار سوار تھے الغرض چوبیس ہزار فوج کی ہمراہ عبد اللہ ابن مطیع نے مختار سے مقابلہ کیا مختار کو تائید ربانی شامل تھے تین ہزار سپاہ سے جو مقابل ہوا اور اوس بڑی جمعیت کو بفضل خدا منتشر کردیا عبد اللہ بھاگ کر شہر میں چلے گئے مختار نے دلیری سے ان کا تعاقب کرکے شہر میں داخل ہوا اور قتل عام مچادیا اور ابراہیم ابن مالک اشتر کے خوف سے عمائد رؤسائی روپوش ہوگئے مختار نے دار الامارت کا رت محاصرہ کردیا یوم تین محاصرہ رہا تو عبد اللہ ابن مطیع نے امان چاہیئے مختار نے کہا شہر خالی کردو وہ شب کو کوفہ سے بصرہ گیا اور وہاں سے مدینہ واپس گیا عبد اللہ ابن زبیر نے پھر بصرہ میں روانہ کردیا میدان سے ہمیشہ یہ صاحب فرار ہوتے تھے جنگ جمل کی بنیاد عبد اللہ ابن زبیر نے ڈالی تھی اور اپنی عایشہ ام المومنین کو ابھارا تھا اور طلحہ اور زبیر قتل ہوگئے تھے ہزاروں مسلمانوں کا ناحق خون کرایا اور کوفہ پر کیا امیر مختار کا تمام ملک عراق پر تسلط ہوگیا اور اپنی طرف سے تمام ملک میں عامل مقرر کرنے عبد الرحمان ابن قیس کو حاکم موصل کیا اور عبد الرحمان بن حارث کو ارمنیہ کا عامل مقرر کیا اور محمد ابن عمیرہ کو آذربائجان کا حاکم مقرر کیا اور سعید ابن حذیفہ کو حلوان کا حاکم مقرر کیا +

# مختار کی مقابلہ پر ابن زیاد کا شام سے آنا

عبدالملک بن مروان کے حکم سے عبداللہ ابن زیاد اسّی ہزار فوج جرار لیکر شام سے کوفہ پر مختار علیہ الرحمتہ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور یزید ابن انس تجھی سے لڑائی مقام تکریت میں ہوئی اہل شام نے حرب و ضرب شروع کردی آخر شکست کھا کر اہل شام ابن زیاد کے قریب پونچے اور ایکصد عزیزین انکے گرفتار ہوئے مختار کی لشکر کی فتح ہوئی اور اسیران شام قتل کیے گئے یزید ابن انس بھی فوت ہوگئے اور فوج مختار کی واپس کوفہ میں آگئے پھر مختار ابراہیم مالک اشتر کو تین ہزار فوج سے ابن زیاد پر روانہ کیا شبیث ابن ربعی کو موقعہ ملا اوسنے تمام لوگوں کو جو قاتلان امام مظلوم سے تھے بگاڑ دیا مختار کو خبر ہوئی تو ابراہیم ابن مالک اشتر کو واپسی کا خط لکھا ادھر شبیث کے پاس عمر سعد اور شمر لعین اور محمد ابن اشعث فراہم تھے مختار کی جمعیت کو مٹانے کا مشورہ کر رہے تھے ابراہیم مالک اشتر واپس آگئے مختار میں جان آگئی فوراً منافقین سے مقابلہ کیا مورخین کا بیان ہے کہ آٹھ سو آدمی گرفتار کیے اور پچاس افسر قتل کیے مخالفین نے راہ فرار لی مختار کو جب فراغت کوفہ سے ہوگئی پھر ابراہیم مالک اشتر کو ابن زیاد پر روانہ کیا علامہ ابی اسحاق اسفرائینی کی کتاب ضیا العین کا یہ ترجمہ ہے کہ ابراہیم راستہ غاضریہ سے شہر انبار پونچے اور وہاں سے نخل اسود میں اور وہاں سے شہر حصات میں اور وہاں سے حلجاتم میں میں اس راستہ سے شہر تکریت میں پونچے تو تکریت کی لوگوں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ خون امام حسین کی قصاص کے طالب ہیں وہاں سے موصل میں گئے پھر عنین میں گئے وہاں کا حنظلہ عامل نادہ بھی ابراہیم کا نائب ہوگیا عنین میں ابن زیاد کی عیال اطفال موجود تھے بذریعہ حاکم شہر عنین حنظلہ چار پسر ابن زیاد کے مع کنیز لونڈیاں اور چالیس خچر مال پر قبضہ کر لیا اور اصحاب سے اشارہ کیا کہ تم جانتے ہو علی ابن الحسین پندرہ سال کا اور عون ابن علی ۱۶ سولہ سال کے اور محمد ابن علی ۱۴ چودہ سال کے اور شاہزادے خاندان رسالت کے قتل کیے گئے اور حرم کو بغیر کجاوہ شہر بشہر پھرایا ابن زیاد کی ذریت کو زندہ نہ رکھنا چاہیئے اصحاب نے سبکو پارہ پارہ کردیا اور ابن زیاد یہ سنکر قلعہ کے پل پر سے اترتا تھا جب ابراہیم کے قریب آیا ایک ضرب شمشیر سے گرایا اور کہا یا آل ثارات الحسین اور ہمراہیوں سے لشکر پر حملہ کرایا اور ابن زیاد کی مشکیں باندھ لیں اور ہر ایک لعنت کرتا تھا پھر اوسما ابن خارجہ فزاری قاتل امیر مسلم بن عقیل اور قیس ابن اشعث کندی صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ ابو عمرو اصحاب مختار نے انکو قتل کیا عمر بن سعد لعین اور اسکا پسر حفص ان دونوں کے سر محمد حنفیہ کی خدمت میں مختار نے روانہ کیئے آپ دیکھکر بہت مسرور ہوئے اور مختار نے کہا اگر تمام قریش قتل کیے جاویں تب بھی امام مظلوم کی ایک انگل کا عوض بھی نہیں پورا ہوسکتا امیر مختار نے اس خون ناحق کا معاوضہ جبتک نہ لیلیا تب تک چین سے نہ سوئے جو وعدہ کیا تھا پورا ادا کیا تاریخوں سے عموماً ظاہر ہے

## احوال کارنامہ ابراہیم ابن مالک اشتر

ابراہیم نے ابن زیاد کی گلے میں طوق اور پاؤں میں زنجیر ڈالکر قتل کیا اور آگ میں جلوا دیا سر رکھ لیا اول اسکا

لحم کاٹ کر اسکو کھلوایا تھا اوسکا مردہ سم اسپاں سے کچلوایا گیا تھا اسکے بعد کسیکے دست بریدہ گئے اور کسیکو سولی دیا اور کسیکو جلایا شیث ابن ربعی سنان ابن انس عمر ابن حجاج شمر سبکو بڑی حالت سے قتل کیا گیا ابراہیم علیہ الرحمۃ ہر ایکسے پوچھتے جاتے تھے اور انکے ساتھ وہی کام کے جو انہوں نے کئے تھے الغرض سبکو قتل کردیا اور سر انکے مختار کے پاس کوفہ میں روانہ کردیے ہزار شتر کپڑوں کے اور ہزار شتر سونے چاندی کے ہمراہ روانہ کئے گئے اہل شام پر فتح کامل ہوئی یہ حال کتاب اخذ الثار اور قرۃ العین امام اشفر اپنے کے ترجمہ سے لکھا ہے اور کیفیت تاریخ روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب اور جلاء العیون سے اور رسالہ شیخ نما میں یہ نذر ابھاری جنگ لکھا ہے واقعہ سنہ ۶۷ ہجری کا ہے ابو الطفیل عامر ابن واثلہ سے منقول ہے کہ تمام سرہائے منافقین دروازہ کوفہ پر لٹکائے گئے اور اوپر کپڑا پڑا تھا عبداللہ ابن زیاد کے سر کی سوراخوں سے ایک مار آتا جاتا ہے بچشم دید عامر مذکور کا بیان ہے مختار نے سجدہ شکر ادا کیا محمد ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ مختار نے حکم دیا قاتلاں امام مظلوم کی کل تلاش کرو جبتک انکو قتل نکروں مجھکو آرام نہیں ہے اول وہ ملعون پکڑے آئے جنہوں نے بذریعہ اسپاں امام پر بے ادبی کی تھی مختار نے زمین پر لٹا کر ہاتھ پاؤں میں لوہے کے کیلیں جڑا دیں اور کہا انپر بھی گھوڑی دوڑائے جاویں پس گھوڑیوں سے کچل ڈالے پھر آگ میں انکو جلا دیا گیا صاحب ناسخ التواریخ کی تحقیق میں لاش امام پر گھوڑے دوڑانیوالے یہ تھے اسحاق ابن جویہ اخنس ابن مرثد عمر ابن صبیح رجاع ابن منقذ سالم ابن حنفتہ الجعفی صالح ابن وہب جعفی واعظ ابن ناعم ہانی ابن شبیب الحضرمی اسید ابن مالک اور مالک ابن بشر خولی ابن یزید اصبحی انکے سر کاٹ کر آگ میں جلوا دیے حکیم ابن طفیل پر تیر اندازی کرکے مار ڈالا یہ حضرت عباس کا قاتل تھا شاہزادہ علی اکبر کا قاتل قرہ ابن منقذ عبدی ابن زبیر سے بھاگ کر جا ملا اور زید ابن رقاد کو قتل کیا جلایا سنان ابن انس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر دیگ میں جیتا ڈالا عبداللہ ابن عقبہ غنوی اور حرملہ ابن کاہل اسدی کو مختار نے پکڑ کر ہاتھ پاؤں کاٹے اور آگ میں جلا دیا اور عبداللہ ابن عروہ ابن زبیر سے جا ملا عمر ابن صبیح صیداوی کو پکڑ کر تبروں سے مارا محمد ابن اشعث لعین مصعب ابن زبیر سے جا ملا اور قادسیہ سے عبداللہ ابن اسید جہنی مالک ابن خشم بدی حمل ابن مالک محاربی انکو گرفتار کر لائے انکا بھی وہی حال ہوا جو حرملہ کا ہوا اور بجدل ابن سلیم کلبی رقاد ابن مالک عمر ابن خالد عبدالرحمان ابن قیس خولانی ان سبکے ہاتھ پاؤں کاٹ کر جہنم واصل کیا +

ابراہیم ابن مالک اشتر اور مختار علیہ الرحمۃ کو خدا جزائے خیر دیوے اور اپنی رحمت ابدی میں ہمیشہ نازل فرماوے محمد حنفیہ اور امام زین العابدین ع نے سجدہ شکر ادا فرمایا جب یہ حالات مخالفین کی دیکھے عبداللہ ابن زبیر نے محمد حنفیہ کو دو ماہ کامل قید رکھا کہ میری بیعت کرو ورنہ قتل کئے جاؤ گے حضرت محمد حنفیہ نے مختار کو کوفہ میں لکھا اوسکی فوج نے آکر قید سے چھوڑا دیا عبداللہ ابن زبیر کو خاندان ہاشمیہ سے خود غرض ابتدا سے چلے آتے تھے محبت اہلبیت کی انکے محمد حنفیہ کی قید سے ظاہر ہے یہ بھی پیشوائے امت ہیں روضۃ الصفا جلد سوم صفحہ ۹۱

امام شعبی مختار کی بابت بچشم دید اپنی زبانی بیان کرتے ہیں وہ کون ہے جو اونکی اسناد پر اعتقاد نکریگا اور مختار کے امور کو تائید ربانی پر مشتمل نہ سمجھیگا اب رہا اعتراض کہ امام حسین ع کا انتقام انکے حصول دولت کا ذریعہ تھا قرین قیاس معلوم

نہیں ہوتا اسوجہ کہ حکومت کے پاجانے پر بھی آپکے خلوص اعتقاد میں فرق نہ آیا بخلاف اونکے اور لوگوں نے بھی اگرچہ اونہیں روش کو اپنا شعار بنایا اور محبت اہلبیت کی آڑ لیکر حصول سلطنت کی پھر وہ اپنے وعدہ کو بھول گئے اور لٹے اہلبیت پر ہاتھ صاف کیا بنی عباسیوں کی حصول دولت کا ذریعہ بھی محبت اہلبیت کی تھی اونہیں کے انتقام کا سبز باغ دکھلا کر بلاد اسلامیہ کو اپنا مطیع بنایا اور تخت پر قدم دھرتے ہی اہلبیت کی استیصال کے فکر پڑے اور ظلم کے ہاتھ صاف کئے گئے اہلبیت عظام کا جزیرہ نمائے عرب میں رہنا دشوار ہوا لاکھوں سادات کی جانیں ضائع کی گئیں وہ تمام تاریخوں میں کلوح ہیں اور مختار علیہ الرحمۃ کی خدمات پر تمام اہلبیت شکریہ اظہار فرماتے ہیں عمر ابن علی روایت کرتے ہیں کہ مختار نے بیس ہزار اشرفیاں امام زین العابدینؑ کی خدمت میں بھیجی تھیں اور اولاد عقیل کے مکانات تعمیر کرائے تھے ۔

صاحب جلاء العیون فرماتے ہیں آپ نے فرمایا امیر مختار پر خدا رحمت نازل کرے زید ابن علی ابن الحسینؑ کی والدہ صبا کو بھی مختار نے چھ سو اشرفی سے خرید کر بخدمت امام زین العابدینؑ میں بھیجا تھا کتاب شہید اسلام صفحہ ۳۸۱ ۔

مختار علیہ رحمۃ بڑی مدح کے مستحق ہیں اور قابل تعریف ہیں شہید اسلام صفحہ ۳۴۶ صاحب جلاء العیون کا بیان ہے کہ ایکدن امام زین العابدینؑ مختار کے خروج کا حال اصحاب سے فرمارہے تھے اصحاب نے عرض کی خروج انکا کب ہوگا آپ نے فرمایا دوسرے سال شمر لعین اور ابن زیاد اور عمر سعد کا سر ہمارے پاس وہ بھیجے گا جب ہم چاشت تناول کرتے ہونگے وہ دن آیا وقت طعام کھانیکا تھا سر ملعینوں کی سر امامؑ کے قریب لائے گئے اور آپ نے خدا کا شکر کیا کہ الحمد اللہ اکثر لوگوں کو امیر مختار کی نسبت لا معلوم ہے اور اقوال آئمہ طاہرینؑ میں مدح مختار کی وارد ہے شہید اسلام جلاء عاشر اور بحار الانوار ملا محمد باقر مجلسی اور علامہ سبط ابن جوزی اور روضۃ الصفا اور امام شعبی انکو ناصر اہلبیت کا لکھتے ہیں آخر حال مختار کا بعد دو سال کے عروج کو تنزل ہوا اہل کوفہ سازش محمد ابن اشعث سے مختار کے دشمن ہوگئے اور عبداللہ ابن زبیر کے طرفدار بن گئے اور لشکر چڑھایا اور جنگ شدید ہوئی لیکن مختار علیہ الرحمۃ درجہ شہادت پر فائز ہوگئے مصعب ابن زبیر نے انکا سر مبارک عبداللہ ابن زبیر کے پاس روانہ کیا مختار کے بعد مصعب ابن زبیر کا ملک عراق پر قبضہ ہوگیا تو عبدالملک بن مروان نے عراق پر فوج جرار روانہ کی مصعب کے مقابلہ پر دو میں جنگ شدید واقع ہوئی لیکن مصعب ابن زبیر کو شکست فاش ہوئی عراق فتح کر کے یہ فوج حجاز پر چڑھ گئے افسر انکا حجاج ابن یوسف تھا یہ حجاج جسکی ظلم کے بیان میں کارنامے سیاہ ہو رہے ہیں حجاج جب حجاز میں پونچا عبداللہ ابن زبیر نے اسکا مقابلہ کیا مگر کامیاب نہیں ہوئے آخر عبداللہ ابن زبیر قتل ہوگئے اور سر انکا شام عبدالملک کو روانہ کیا گیا اور جسم دار پر لٹکایا گیا عبدالملک نے اس صلہ میں حجاج کو عراق کا حاکم مقرر کیا اسنے امارت کوفہ پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ حضرت علیؑ کے فتوی کے مطابق کوئی شرعی تصفیہ نہ کرے مروج الذہب مسعودی میں درج ہے سعید ابن جبیر اصحاب رسولؐ اور حضرت قنبر غلام حضرت علی جیلن نے انکو بھی قتل کیا قنبر رضی اللہ کو جناب امیرؑ نے فرمایا ہوا تھا کہ حجاج تمکو مثل گوسفندان قتل کریگا تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کو ناحق قتل کیا اور پچاس ہزار مرد و عورت کو دوام الحیات قید رکھا یہ سب وہ تھے جو محبت اہلبیت رکھتے تھے چنانچہ اونکے قتل کا اقرار خود حجاج نے کیا ہے تاریخ روضۃ الصفا کی اصلی عبارت سے ظاہر ہے روزی حجاج بر خالد ابن یزید ابن معویہ برگذشت مردی کہ حجاج را نمے شناخت

از خالد پرسید کہ این کیست خالد گفت نج نج این مرعمر خاص است حجاج این سخن شنیدہ پیش خالد آمدہ گفت بخدا اضی نیستم کہ پسر خاص ہاشم من پسر مشایخ ثقیف و فضا و ید قریشم و من کسم کہ صد ہزار کس را بجہت این معنے کہ پدر یزید را بشرب خمر و اتفاق نسبت امے کردند کشتہ ام روضۃ الصفا جلد سوئم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۲۸ آخر حجاج بھی مرگیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز نے کہا ہے کہ اگر حشر کو امت محمدی سے ظالم ترین لیا جائیگا تو وہ حجاج ابن یوسف ہوگا سنہ ۹۵ ہجریہ میں حجاج مرا ہے پندرہ برس عبد الملک کا مرید رہا اور پانچ برس ولید ابن عبد الملک کا ✦

حضرت امام زین العابدین ؑ کی خانہ نشینی انکے آبائے طاہرین کی مقدس سیرت کا نمونہ تھے اور دوستان اہلبیت سے اگر کوئی شبہہ کیے یا محبت اہلبیت کا ذکر کرے فوراً قتل کیا جاتا تھا مذہب پوشیدہ رکھا گیا جب حضرت امام حسین ؑ کی شہادت ہوئی تقیہ کیا گیا اور عبد الملک کا زمانہ ایسا سخت آیا تھا کہ حکم تھا کہ لوگ بغض جناب اہلبیت کو اپنا تقویٰ اختیار کریں بغیر اسکے انکا تقویٰ اور عبادت نہوگی کتاب غارات میں ابو الحسن نے صحیح مسلم کتاب الفتن سے نقل کیا ہے ✦

جناب امام زین العابدین ؑ واپسی مدینہ کے سنہ ۶۲ ہجری سے تینتیس ۳۳ برس کامل خانہ نشین رہے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو کر دن کاٹتے اور واقعات کربلا معلےٰ یاد کرتے اور روتے تھے ایک مرتبہ خادموں نے پوچھا کبھی رونا آپ کا بند بھی ہوگا آپ نے فرمایا حضرت یعقوب ؑ کا ایک پسر زندہ غائب ہوا تھا ایسے روئے نابینا ہوگئے اور میں تو اپنے سب عزیزوں سے جدا ہو گیا ہوں اور میرے سامنے انکے سر کاٹ لئے گئے پس رونا کیونکر کم ہو سکتا ہے ترجمہ صواعق محرقہ امام زہیری کہتے ہیں ایک دفعہ حکم عبد الملک سے عاملوں نے دیگر بار امام زین العابدین کو طوق زنجیر ڈالکر قید کیا ✦

امام زہری کہتے ہیں جب عبد الملک کے حکم سے امام زین العابدین ؑ دوبارہ طوق زنجیر میں گرفتار کیے گئے اور میں عاملوں سے اجازت لیکر امام کے ملنے کو گیا حال دیکھکر میں رونے لگا اور عرض کی میں آپکو اس حال سے نہ دیکھتا امام نے فرمایا اے زہری میں چاہوں تو قید سے چھوٹ جاؤں بندگان خدا کو کوئی قید کر نہیں سکتا ہے یہ فرماکر پاؤں اپنے بیڑیوں سے نکال لئے اور فرمایا ہم دو منزل انکے ساتھ ہیں میں نے عبد الملک سے جاکر یہ قصہ بیان کیا بعد چار دن کے نوکر حاکم عبد الملک کے مدینہ واپس آئے مجھکو حیرت ہوئی عبد الملک نے کہا آپ میرے پاس تشریف لائے تھے اور فرمایا تھا کہ تو ہمکو کیوں یہ تکلیف دیتا ہے میں نے عرض کی اسجگہ آپ اقامت فرمائیں انکار کیا اور چلے گئے ہیں بہت ہراساں ہوا ✦

صواعق محرقہ میں امام زہری راوی حدیث کہتے ہیں اسکے بعد عبد الملک نے حجاج کو لکھا کہ بنی عبد المطلب کے خون سے درگذر اور یہ امر کرامت کی کسی سے ذکر نہ کر امام زین العابدین ؑ نے عبد الملک کو لکھا کہ حجاج کو ایسا خفیہ لکھا پس جب ہمنے خط کو پڑھا اور عبد الملک کے خط سے ملایا تو موافق پایا اوسوقت آپ کی کرامات کا مجھکو اعتقاد ہو گیا یہ واقعہ عام مشہور ہے روضۃ الاحباب روضۃ الصفا کامل ابن اثیر مورخین کے علاوہ محدثین کی جماعت کثیر نے بھی لکھا ہے ✦

تذکرہ خواص الائمہ صواعق محرقہ منزہۃ المجالس فصل الخطاب شواہد النبوت بحار الانوار ینابیع المودت لسان الواعظین جلا العیون میں درج ہے آئمہ طاہرین کے لاکھ معجزات ہیں اگر بیان ہوں تو لوگ اعتراض کرتے ہیں اور جو لوگ اپنی طرف سے ولی بنائے گئے ہیں اونکی کرامت کا کبھی کوئی شخص اعتراض نہیں کرتا ✦

امام جلال الدین سیوطی رہ اپنے اوس رسالہ میں جو ہر صدی کی مجدد کی تحقیق میں تحریر کرتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ والہ و اصحابہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو امام غزالی ہوتا اسیطرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی تفہیمات اللہ میں اپنے والد کی منبوت اور اسکی فضیلت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ خواب میں ایک کاغذ ایک طائر لایا جس پر سنہری حروف لکھے تھے کہ اگر نبی کے بعد نبوت ہوتی تو تمکو ہوتی یہانتک منصب نبوت کی ارزانی کر دی گئی افسوس صد افسوس علمائے اہلبیت کے دائرہ میں کوئی فرد واحد ان لغویات کا قائل نہیں نظر آیا سوائے اوس مقدس طبقہ عالم علم ربانی واقف رموز سبحانی کے ایک دن محمد حنفیہ نے امام زین العابدین ع سے کہا امامت ہمارا حق ہے امام نے فرمایا اسکا تصفیہ ضروری ہے منصف حجر الاسود سے کرلیں جاکر حجر الاسود سے فرمایا اس امر کا فیصلہ تیرے ہاتھ ہے بحکم رب العزت بزبان فصیح گویا ہوا اے محمد حنفیہ امامت حق امام زین العابدین کا ہے آپ کو انکا اتباع جائز ہے ترجمہ شواہد النبوت اور عمدۃ الطالب صفحہ ۸۴

وفات امام زین العابدین کی ۱۸ تاریخ ماہ محرم سنہ ۹۵ ہجری ) ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دلوایا تھا چنانچہ علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الائمہ میں لکھتے ہیں اور سن شریف آپ کا ستاون سال کا تھا اور فصول المہمہ ابن صباغ مالکی صواعق محرقہ میں امام زہری سبکا بیان ہے کہ ولید ابن عبد الملک نے زہر دلوایا ہے اور مدفون جنت البقیع ہوئے جس گروہ مقدس کو جناب باری تعالیٰ نے تمام معائب سے پاک پاکیزہ فرما کر خلعت عصمت وطہارت پہنایا وہ یہی تھا امام کا صحیفہ کاملہ زبور اہلبیت بھی اسکو کہتے ہیں علمائے فریقین نے زبور آل محمدؐ سے مخاطب کیا ہے آپ کی جمعیت اور استعداد کی علاوہ ایکے علوم معرفت اور ترک خلائق تزکیہ نفس انجلائے قلب اور خضوع اور خشوع اور زہد و ورع غرض تمام محاسن کا پورا پتہ ملتا ہے چنانچہ حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیا میں لکھتے ہیں کہ ہشام بن عبد الملک حج کو آیا بوجہ کثرت مردم اسکو رستہ نہ ملا اتنے میں امام زین العابدین تشریف لائے راستہ کشادہ ہو گیا آپ نے حجر کا بوسہ لیا ہشام نے لوگوں سے پوچھا یہ کون بزرگ ہے میں نہیں جانتا ابو الفراس فرزدق شاعر موجود تھا کہنے لگا میں انکو جانتا ہوں یہ وہ ہے جس کے قدم کی جگہ کو کعبہ پہچانتا ہے اور خانہ کعبہ اور حل و حرم جانتے ہیں یہ خدا کے تمام بندوں سے افضل کا بیٹا ہے یہ پاک پاکیزہ پرہیزگار سردار ہے جب قریش انکو دیکھتے ہیں انکا دیکھنے والا کہتا ہے اسکی جوانمردی پر کرم کا خاتمہ ہے شرف کی بلندی پر اسیطرح چڑھا ہے کہ قاصر ہو گئے ہیں اوسکے حاصل کرنے والے عرب و عجم کے مسلمان نزدیک ہے کہ اسکے ہاتھ کو پہچان کر پکڑ لے کعبہ کی دیوار کا رکن یعنے حجر الاسود جب وہ چومنے کو آئے اسکے ہاتھ میں بید مشک ہے جسکی بو نہایت شوخ ہے اس خوبجمال کے ہاتھ میں ہے جسکی ناک میں بلندی ہے وہ حیا سے نگاہ نیچے رکھتا ہے اور اسکے سامنے خوف سے آدمی نیچے رکھتا ہے اسکے سامنے بات نہیں کیجاتی مگر جبکہ وہ خود ہنستا ہے اسکی پیشانی کے نور سے ہدایت کا نور ٹپکتا ہے مثل آفتاب کی اسکے نور سے تاریکی پھٹ جاتی ہے اسکی جد کے سامنے انبیاء کی عقل فرمانبرداری کرتی ہے اور اسکی امت کے سامنے تمام امتیں پانی بھرتی ہیں اسکے وجود کی کوپل جناب رسول اسکی شجر وجود سے

ہے اسکی قامت جسمیہ اور خوخصلت سب پاکیزہ پیدا ہوئے ہیں اگر تو اس سے واقف نہیں ہے تو یہ حضرت بی بی فاطمہ کا فرزند ہے اسکا جد امجد حضرت خاتم الانبیاء ہے خدا نے ازل سے اسکا شرف بزرگی عطا کی ہے اسکی شرف بزرگی کیلئے قلم کو لوح پر چلایا ہے جب اوسکو غصہ میں لائے تو اس سے شیر کا سامنا آسان ہے اسکی خفگی کے وقت موت آجانی بہتر ہے تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے تمام عرب عجم پہچانتا ہے فرق کس شخص کا انکار کیا اسکے دونو ہاتھ فریادرس خلق ہیں ایسے خلقت فیض کے طالب ہے افلاس انپر وارد نہیں ہے وہ نہایت نرم مزاج ہے اسکے خشم سے ڈر آتا ہے اسکی ذات حسن خلق خوشنودی سے آراستہ ہے مومنوں کی بوجہ کا وہ اوٹھانیوالا ہے درآں حالیکہ قریش سے وہ زیر بار ہو جاتے وہ نہایت شیریں شمائیل ہے پاس سب نعمتیں ہیں نہیں کبھی اوسنے بجز وقت تشہد کی لا نہیں کہا اگر تشہد نہ ہوگا تو اسکا لا ہے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا یہ مبارک نفس والا ہے مہمانوں کے لئے اسکا گھر کا صحن وسیع ہو جاتا ہے اسنے احسان کے ساتھ خلق کو گھیر لیا ہے پس دور ہو گیا خلق سے رنج اور گدائی افلاس یہ اوس گروہ سے ہے کہ محبت دین ہے اور بغض کفر اور قرب نجات اور پرہیزگاروں کا امام ہے جہاں پہ پہنچے ہیں وہاں کوئی نہیں پہنچا اگر سخاوت کرنیوالے ہوں جنکی تو یہ برسنے ابر ہیں انکا ذکر خدا کا ذکر ہے سخاوت انکی عادت ہے انکے ہاتھ بخشش میں فراخ ہیں وہ کون لوگ ہیں جو انکے نعمتوں میں شمار ہیں جو شخص خدا کو پہچانتا ہے وہ انکو پیشوا جانتا ہے اور دین انکے گھر سے امتوں نے پایا ہے ہشام کو سنکر غصہ آیا اور اور کینے انکا تو ہمارے دشمنوں کی فتح کریگا ہے یہ قصیدہ فرزدق شاعر کا مختصر لکھا گیا ہے ہشام نے اسکو گرفتار کرا دیا امام نے بارہ ہزار درہم دیکر قید سے رہا کرایا بحوالہ تاریخ امام زین العابدین مولفہ سید اولاد حیدر بلگرامی سے لکھا ہے بحوالہ کتاب لواعج الاحزان میں لکھا ہے ٭

کہ امام زین العابدین کے والد بزرگوار حضرت امام حسین ابن علی ابن ابیطالب تھے اور والدہ ماجدہ بی بی شہر بانو بنت یزدجرد بن شہریار تھیں اور ولادت آنجناب کا روز پنجشنبہ ہے پانزدہم ماہ شعبان ۳۸ھ ہجری در مدینہ بادشاہ وقت حضرت علی عدد ازواج ۲۲ غیر از کنیزاں عدد اولاد پانزدہ مدت عمر پنجاہ و ہفت سال مدت امامت سی و سہ سال روز وفات دوشنبہ تاریخ بست پنج ماہ محرم الحرام ۹۵ھ ہجری سبب وفات زہر داد ولید ابن عبد الملک در مدینہ بادشاہ وقت، ولید بن عبد الملک بن مروان موقع قبر جنت البقیع نزد امام حسن عم آنجناب آپ کے گیارہ پسر اس کتاب میں لکھے ہیں اسماء فرزندان یہ ہیں امام محمد باقر و سلیمان و ابراہیم و عبد الرحمان و عمر و علی النطش و زید شہید و عبد اللہ طاہر و حسن و حسین اکبر و حسین اصغر اور تحفۃ الانساب صفحہ ۱۱۴ میں لکھا ہے کہ آپ کے چھ فرزند تھے امام محمد باقر پانچویں امام ہیں اور انکی نسل سے سات امام ہمام ہوئے محمد مہدی تک ہوئی لکھا ہے کہ امام محمد باقر اور عبد اللہ باہر یا طاہر انکی ماں فاطمہ کنیت ام عبد اللہ بیٹی ہیں حضرت امام حسن سبط رسول اللہ کی اور زید شہید اور عمر اشرف انکی ماں دختر امیر مختار بن عبید اللہ ثقفی تھیں اور حسین اصغر اور علی اصغر ان دونوں کی ماں ام ولد تھیں عقب اول امام محمد باقر عقب دوم عبد اللہ طاہر کی اولاد ہند میں خواجہ امین الدین دکھنی از نسل امام مہدی و داماد نظام الملک گذرے ہیں عقب سوم زید شہید کے بہت شاگرد خلیفہ تھے اور کمالات نفسانی اور مجاہدات روحانی سے مستغنی اور فضل و شجاعت اوس بزرگوار کا مشہور اور کتابوں میں مرقوم ہیں دربارہ آپکے رسول خدا نے

فرمایا کہ ایک فرزند میری ذریت سے قائم بحق ہوگا شہید ہوگا اور سولی پر کھینچا جاویگا وہ امام مجاہدین ہے روز قیامت کو وہ اور اسکے اصحاب اسی حال سے بارگاہ منتقم حقیقی میں آوینگے اور فرشتے اسکو بشارت بہشت دینگے ہشام بن عبدالملک کی ظلم سے کوفیاں پر دعاۃ [illegible] نے جو اپنے کو شیعہ کہتے تھے اور دشمن اہل بیت تھے اور حضرت علی اور حسنین ؑ کے ساتھ جو معاملہ کیا اظہر من الشمس و کتب تواریخ میں مذکور ہے پس انہوں نے خروج کرنا چاہا کہ کینہ رکھتے تھے اور یہ فکر کیا کہ امر معروف واجب ہے اور ظلم بنی امیہ خلق سے اوٹھانا فرض ہے اگر ہم خروج سے سکوت کریں تو کافر ہو جاویں اور غرض یہ تھی کہ بقیہ اہلبیت رسولخدا کا خاتمہ کرادیں اور اکثر شیعوں کو لیکر زید کے پاس آئے اور اسقدر الحاح کیا کہ زید آمادہ ہوگئے اور تاریخ امام زین العابدین میں لکھا ہے کہ زید ابن علی ابن الحسین کو کوفہ کے لوگوں نے لکھا کہ آپ خروج بنی امیہ پر کریں زید وہ نوشتہ خط لیکر اپنے بھائی امام محمد باقر ؑ کے پاس لیگئے وہ خط امام محمد باقر نے دیکھکر فرمایا کہ حسین کے بعد امام حسن عسکری تک صبر و تقیہ پر مامور ہیں اے بھائی زید یہ تمہیں بیوقوف بناتے ہیں یہ اپنی خودرائے طلب دنیا کی غرض سے کرتے ہیں حکم خدا کا نہیں تم حکم خدا پر سبقت کرتے ہو مگر زید کو طیش آیا انکا ایما یہ تھا کہ تم امام نہیں ہو بلکہ ہم امام ہیں امام نے فرمایا بھائی ان صفات کو اپنے میں پاتے ہو جو خواص امام میں داخل ہیں امام نور روئے زمین کا ہوتا ہے آخر جاکر کوفہ میں شہید ہوگئے بحوالہ تاریخ امام زین العابدین ؑ مولفہ سید اولاد حیدر بلگرامی فوق ❖

اور حضرت زید نے خروج کیا بیس ہزار پیادوں نے آپ سے بیعت کی پھر اکثروں نے بیعت شکنی کی حتے کہ سرسٹھ نفر صرف باقی رہے کوفیوں کی بیوفائی سے آپ کو بہت حسرت ہوئی چونکہ مخالفان کثیر تھے اور موافقان قلیل آخر کار بعد شہادت مذکورہ کی حضرت زید نے خود بنفس نفیس مقاتلہ عظیم کیا ایک تیر پیشانی پر لگا زمین پر گرے ایک خادم آپ کو اوٹھا لے گیا پس روح مطہر ریاض خلد کو پرواز کر گئی ملازمین نے پوشیدہ قبر کھودی اور دفن کردیا بخوف نشان قبر نہ بنایا اور پانی ادھر جاری کردیا یوسف ثقفی نے بہت تلاش کی جو حاکم کوفہ تھا سراغ نہ پایا آخر غلامان زید کو زدوکوب کیا بخوف جان ایک نے پتہ بتلا دیا اوسنے قبر کھدوا کر شہید کیا اور سر مبارک ہشام کے پاس روانہ کیا اور جسم پاک کو دروازہ پر لٹکایا برہنہ حکم الٰہی سے مکڑی نے اوسکی عورتین پر جالا تانا اور آدمیوں کی نظروں سے پوشیدہ کیا بعدہ یوسف نے بدن کو سولی دیا پھر جلایا اور خاک کو فرات میں ڈالا تب سے وہی لوگ اہل کوفہ انکو امام کہنے لگے اور وہ گروہ اور انکی اولاد زیدیہ کہلائی آپ کے چار بیٹے تھے یحیی حسین ذوالدمعہ عیسے موتم الاشبال محمد بخیر یحیی الشہید کی اولاد منقطع ہوئی حسین ذوالدمعہ کی ماں محسنہ دختر ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابیطالب انکے تین بیٹے متولد ہوئے محدث حسین ابا عبداللہ علی شبیہ رسول اللہ حسین ذوالدمعہ اپنے باپ کی شہادت کیوقت ہفت سالہ تھے انکو امام جعفر صادق ؑ نے پرورش کیا اور علوم ظاہری باطنی سکھلایا انکی تالیفات و تصنیفات بہت ہیں اور شاگرد و اصحاب بہت تھے یحیی محدث بن حسین ذوالدمعہ کی ماں ملیکہ دختر داؤد بن حسن مثنی ابن امام حسن ؑ ہیں انکے سات فرزند ہوئے ان میں سے ایک حسین فقیہ ہیں جنکی اولاد سے سید کمال الدین ترمذی وارد ہند قصبہ کیتھل میں سکونت پذیر ہوئے انکی اولاد کا ذکر عقب میں ہوگا حسین فقیہ کے دوسرے بھائیوں کی اولاد میں وارد ہند سید محمد سہروردی سکنہ رہوی علاقہ بہار و سید محمد گیسو دراز گلبرگہ دکھن و سید محمد پیر دمڑیا عظیم آبادی و سید حمزہ صاحب حبس دم سکنہ سنگلدیپ اولاد ابوالفرج عریضی بحوالہ تحفۃ الانساب

سید ابوالفرح عریضی انکی اور اولاد سید حمزہ انکی اولاد سے سید حامد مورث سادات بہیڑا ہیں اور انکی نسل سے دہرداو فتح پوری اور بھٹے پرگنہ سہوہ ضلع فتح پور اور اکادسی اور سمولی اور کالنجر اور برور کوٹ اور کوتلہ اور دلمؤمن مصاف اللہ آباد میں اور سادات بریلی قسمت اودہ بلکنڈ اور سادات داؤد نگر ضلع گیا احاطہ بنگال اسی خاندان سے ہیں اور سید نور الدین مبارک و سید فخر الدین یہ اولاد سید تاج الدین محمد سے ہیں اور نسل سید ابوالفرح واسطی سے انکی اولاد ملقب بہ سادات بارہا ہے انہیں سادات کنڈوی جانسٹھی و میاں پور دکلا شہٹھے و جہارسے وکیسہ پرگنہ سکندرہ ضلع الہ آباد ◆

بروالی جھجری۔ چھابری۔ بنتھن پوری۔ گن پوری۔ بڈہی۔ گلاوٹی ضلع میرٹھ اور مظفر آباد متصل جونپور و بلگرام و مرادان و سادات رسول دار عقب چہارم عمر اشرف آپ کی اولاد شاہجہان پور کی قریب قصبہ پاگاؤں میں پائی جاتی ہے ◆ اور اس خاندان میں عقد بیوہ گان جاری ہے عقب پنجم حسین اصغر کی اولاد ہیں سید احمد تختہ کی نسل سے سید احمد زاہد مدفون سوانہ متصل لاہور وارد ہند ہیں آپ کی اولاد امجاد میں سادات داعی پورہ بعض شاخ بلگرام اور سادات سانڈی و پالی وغیرہ سادات گڈھی علی پور چوڑہ و بعض شاخ کالپی اور سادات شاہ پور دہورہ اور سنایا اور غازی پور اور سادات سہ اسے میر اور سادات قصبہ بوندری ضلع کرنال ہیں اور اولاد سید حسین اصغر سے سادات چلکانہ ضلع سہارنپور اور سادات پٹڈوری ضلع بجنور اور سادات ملقب بہ عرشیہ سید قوام الدین خان پدر امیر صف شکن خان وارد دہلی ہیں و قاضی نور اللہ شستری شہید ثالث مدفون آگرہ ہیں ◆

## ذکرِ سیّد کمال کھتیلی ترمذی علیہ الرحمۃ

بدانکہ سید السادات عالیدرجات میر سید کمال الدین ترمذی بن سید عثمان بن سید ابوبکر بن سید عبداللہ بن سید محمد ماہ بن سید ابو طاہر بن سید عبداللہ ثانی بن سید علی زید بن سید حسن ظفری بن سید احمد محدث بن سید عمر الاعلیٰ بن سید یحییٰ محدث بن سید حسین ذوالدمعہ بن سید ابوالحسن زید شہید بن حضرت امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام واضح ہو کہ سید کمال الدین ترمذی نے دعوت اسلام کی آغاز ۵۸۵ھ ہجری میں متوجہ خطہ ہندوستان ہوئے اور قصبہ کیتھل میں پونچکر مقام سیلہ گڈھ استقامت کیا اور ہزار آدمیوں کو مشرف بہ اسلام فرمایا اور انکے سرداروں کے نام ہنوز حصار سیلہ گڈھ زبان زد خلق اور دیوار حصار پر مرقوم ہیں ایک دن سید صاحب تالاب آنیکا پر تماشا قدرت صانع حقیقی کے محو تھے ناگاہ دختر راجہ پہتورہ مسماۃ انبکا دیوی معہ کنیزگان برائے غسل تالاب پر پونچے دیکھا تو ایک شخص قیام پذیر ہے آپکے اوٹھا دینے کی خواہش کی قدرت ایزدی اسکی زبان گونگی ہوگئی اور اسبات کا شہرہ ہوا پس ملازموں نے یہ ماجرا قلمبند کرکے حضور راجہ التماس کیا وہاں سے فرمان نافذ ہوا آنجناب دربار دہلی میں طلب کئے گئے جب رونق افروز ہوئے اور آپ کی سیادت اور وطن سے راجہ آگاہ ہوا تو کہا ہمارے شاستروں میں مرقوم ہے کہ وجود سید پر آتش حرام ہے اگر آپ کا اذن ہو امتحان کیا جائے سید صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحیم کریم ہے راجہ نے انبار آتش روشن کرکے حضرت کو اسمیں بیٹھایا بحکم قادر و قدیر بطفیل پنجتن پاک برکت آئمہ اثنا عشرہ نار گلنار ہوگئی آپکے جسم پر اثر نہ ہوا ارکان دولت نے جناب کو مطمئن بیٹھا دیکھا راجہ کو خبر دی وہ اس مشاہدہ سے منفعل ہوکر

عفو جرائم میں معذرت کی اور کہا آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں سید نے فرمایا فقیر کو سایہ اوس درخت کا پسند ہے پس اجیے فی معانی موضع بہانہ کا کہ کیتھل سے جانب دکن فاصلہ تین فرسخ پر واقع ہے منزہ بیں کرکے خود باعزاز اکرام جانب کیتھل روانہ کیا [illegible] اپنی دختر کو لکھا کہ یہ بزرگ جناب الٰہی سے قربت رکھتا ہے بدل وجان خدمت میں مصروف رہیں بہ تعمیل حکم پدر وہ دختر ہر یوم خدمت سید ابراہیم میں حاضر ہوکر فیضوں سے مالا مال ہوتے تھے اور باطناً اسلام قبول کر لیا تھا اوس دختر نیک اختر کا مزار آبادی دہلی دیرینہ میں متصل خانقاہ خواجہ بختیار کاکی روشن ہے بحوالہ تحفۃ الانساب صفحہ ۱۱۹ +

میر سید کمال الدین بشوق ملاقات اپنے والد بزرگوار وطن مالوفہ کو تشریف لیگئے دوسری مرتبہ بغرض دعوات اسلام خلیفہ الرشید سید ملک ابراہیم قصد دیار ہند کا فرمایا آپکے رفاقت میں چند لوگوں نے ترک وطن کیا اوسی ایام میں سلطان شہاب الدین غوری بمعہ لشکر جرار آپسے راہ میں آکر ملاقی ہوا اور فرمایا کہ بے سامان ہند پر جانا ملال سے خالی نہیں ہے آپ نے فرمایا تائید ایزدی کافی ہے آخر سلطان موصوف عازم جہاد ہند ہوگیا بضرورت آپ کو وطن قیام کرنا پڑا اور اپنے فرزند سید ابراہیم کو ہمراہ کیا اور فتحیابی کی دعا مانگی سلطان نے نشان سید ابراہیم کو تفویض کیا اور قلعہ ہانسی کیطرف متوجہ ہوئے اور مثل شیر گرسنہ نعرہ حیدری کرکے حملہ کیا جنگ شدید واقع ہوئی تھوڑے دنوں کے محاصرہ میں مشرکین عاجز ہوکر خدمت بادشاہ میں حاضر ہوئے مگر سید ابراہیم اس مقابلہ میں شہادت پاگئے مزار سید نامدار اندر قلعہ پورب دکھن کے گوشہ پر مثل آفتاب کے روشن ہے آپکی خانقاہ ملقب بہ نشانچی مشہور ہے اس واقعہ کی چند یوم بعد طلب سلطان شہاب الدین غوری شہر ترمذی سے بغرض استقامت معہ قبائل منازل طے کرکے قصبہ کیتھل ضلع کرنال میں متوطن فرمایا بادشاہ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر نہایت مسرور ہوا اور تمام قصبہ مذکور میں آباد ہوئے مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کی توجہ سے ایک ہزار آدمی مشرف بہ اسلام ہوا ہے +

اور فرزندان اس جناب کے قلعہ کے اندرون حصار منور وآباد ہیں بالبتی اللہ فرزندوں کو اپنی حین حیات میں رخصت کیا اور خود جہاد میں ۱۴ رجب سنہ ۶۱۹ ہجری کو شربت شہادت نوش فرمایا اور ملک بقا کو راہی ہوئے ✦ **تاریخ وفات** +

وفات یافتہ سید کمال روز جہاد
بباغ جنت داخل شدہ بسال خطے ۶۱۹

اسمائے فرزندان سید کمال الدین سید حسام الدین و سید سعید الدین و سید علیم الدین خان بہادر و سید رکن الدین خان و سید عزیز الدین و سید ابراہیم شہید و سید نظام الدین متوطن حوالی دہلی و سید جلال الدین غازی و سید نصیر الدین فخر زماں و سید نعمت الدین مرحوم خورد مدفون کیتھل و سید قطب الدین معزز درگاہ سلطانی اقامت فرزندان سید کمال الدین ترمذی سید حسام الدین مدفون کیتھل انکی اولاد قصبہ کیتھل و احمد آباد و فیض آباد میں آباد ہے اور سید سعید الدین پٹن کو تشریف لیگئے تھے صوبہ مدارس میں ان کی اولاد آباد ہے سید رکن الدین نے احمد آباد گجرات ملک دکھن میں اپنا مسکن بنایا انکی اولاد وہاں آباد باقتدار موجود ہے سید عزیز الدین ارمگاہ سنبھل میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے انکی مزار قصبہ ٹھٹھور زیارت گاہ ہے سید جلال الدین غازی ملک روہیلکھنڈ میں گئے انکی اولاد شرقی ٹھٹھور قصبہ میں کثرت آباد ہے سید قطب الدین مدفون کیتھل انکی اولاد قصبہ کیتھل و فیض آباد میں آباد ہے و سید نصیر الدین نے ترہٹے

متصل سلہٹ واقع بنگال قریب آسام انکی اولاد وہاں پر موجود ہے آپ کی شاخ بنگال وگستانک، بوکھی قصبہ کہنگا ضلع پرنیاں میں سکونت گزیں ہوئے سید جعفر خاں عرف قاسم علی خاں بہادر جو صوبہ بنگال و بہار و اڑیسہ پر حکمران تھے نے سید کمال الدین کی نسل دختری سے علاقہ رکھتے تھے اور سادات سردار ان سادات سامانہ جو متصل سنیپت پانی پت ہے نسل سید کمال الدین ترمذی سے ہیں اور سید علیم الدین قنوج میں تشریف لیگئے اور عہدہ جلیلہ پر ممتاز تھے سید شہاب الدین قنوجی انہیں بزرگوار کی نسل سے گذری ہیں آپکے فرزند سید تاج الدین انکے پسر سید سراج انکے دو پسر تھے سید شریف الدین و سید سید محمد سید شریف الدین کے پوتے سید العارفین سید علیم الدین بلانوی بن سید ابو القاسم مورث سادات بلانواں پرگنہ سدہور ضلع بارہ بنکی میں کثیر الاولاد ہیں آپ سرکار جونپور میں منصب پنجہزاری پر سرفراز تھے آپ کی اولاد دیہوہ ضلع رائے بریلی وکٹواڑہ ضلع کہری لکھیم پور و نرولی پرگنہ رودولی ضلع بارہ بنکی مذکور وغیرہ میں تعلقداران سند یافتہ ہیں اور خاص قصبہ بلانوں مع کور الصدور اور اسکے حوالے بہت موضعوں میں آباد ہیں سلطان نے سید علیم الدین کو ایک لاکھ بیگہ زمین پٹہ مہر کرکے انعام دیا جاگیر عطیہ شاہی دریا گومتی کے کنارے اپنی تصرف میں لائے انکی اولاد بسیار ہے قادر پور و سرائے سالم و سرائے میر و قصبہ بلانوں دساندی و قرچیاں وکھر کا پھول و پورہ میں انکی اولاد امجاد آباد ہے بحوالہ کتاب تحفۃ الانساب +

سید نظام بن سید عبد المقتدر بن سید عبد الغفار بن سید شاہ بن سید احمد منجھلی بن سید عبد اللہ بن سید سید محمد بن سید سراج الدین بن سید تاج الدین بن سید علیم الدین بن سید کمال الدین ترمذی شہید نواح کھیل +

سید کمال الدین ثانی و سید علیم الدین ثانی بلانوی سید ابو القاسم بن سید شریف الدین بن سید سراج الدین بن سید تاجدین بن سید علیم الدین بن کمال الدین ترمذی سید علیم الدین بلانوی ثانی کے پانچ پسر تھے سید طیب سید حسن و فضل شاہ و سید قبول و سید ملوک کی تین پسر تھے سید سراجی و سید پیر و سید غلام مصطفے انکی اولاد بسیار ہے سرائے میر مصطفی آباد قادر پور وغیرہ سید علیم الدین ثانی بلانوی سے اولاد آباد ہے +

## نسب سادات اکبر آبادی زیدی واسطے عظیم آبادی

سید نظام الدین بندگی ابن سید ممتاز پیر و مڑیا ابن سید حمزہ دمڑیہ ابن سید رکن الدین دمڑیہ ابن سید زین العابدین عرف محمد پیر دمڑیہ واسطے ابن سید احمد دہلوی واسطے ابن سید حسن دہلوی ابن سید قاسم واسطے مزار عظیم آباد ابن سید حامد واسطے ابن سید محمد جعفر زیدی ابن سید مختار ابن سید احمد طاہر ابن سید ابوبکر ابن سید احمد ابن سید حسن زاہد ابن سید اسماعیل ابن سید علی ابن سید حسن فارس مدنی ابن سید یحییٰ ثانی ابن سید حسین ابن سید احمد ابن سید یحییٰ محدث زمانہ ابن سید حسین ابن سید زید شہید ابن امام زین العابدین علیہ السلام +

سید محمد سہروردی موضع رہوسے علاقہ بہار سید محمد ابن سید احمد دہلوی ابن سید مجتبیٰ دہلوی ابن سید مصطفی پشاوری ابن سید حسن ابن سید یوسف ابن سید حسین طوسی ابن سید عمران سید عبد اللہ طوسی ابن سید اسد اللہ ابن سید علی ابن سید محسن ابن سید رحمۃ اللہ ابن سید حسین زاہد ابن سید اسماعیل ابن سید حسین فارس ابن سید یحییٰ ثانی ابن سید حسین ابن سید احمد ابن

سید یحیٰی محدث ابن حسین زیدی ابن سید زید شہید ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام +

## سلسلہ نسب سید ابو العلا نقشبندی اکبرآبادی

سید ابو العلا ابن سید ابو الوفا ابن سید عبد السلام ابن سید عبد الملک ابن سید ابو الوسط ابن سید تقی الدین کرمانی ابن سید شہاب الدین محمود ابن سید عماد الدین ابن سید علی ابن سید نظام الدین ابن سید شرف الدین ابن سید عز الدین ابن سید شرف الدین ابن سید عتبی ابن سید غلام جیلانی ابن سید یحیٰی ابن سید بادشاہ ابن سید حسن ابن سید محمد ابن سید علی ابن سید عبد اللہ ابن سید حسین ابن سید اسماعیل ابن سید محمود ابن سید عبد اللہ طاہر ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام +

## سلسلہ نسب حضرت شاہ یحیٰی رحمۃ اللہ زیدی

سید یحیٰی ابن سید مظفر ابن سید حسن ابن سید وجیہہ الدین یونس ابن سید حسن زاہدی ابن سید قطب الدین تاربیگہ مصطفیٰ آبادی ابن سید قاسم ابن سید عالم ابن سید مسعود ابن سید علاء الدین ابن سید محمد ناہر پانوی ابن سید فیض اللہ ابن سید معز الدین ابن سید علی شیر جاجنیری ابن سید ابو الفتح ابراہیم ابن سید محمد فراس ابن سید ابو القرح واسطی ابن سید محمد داؤد ابن سید محمد ابن سید عیسٰی ابن سید ابو الحسن جنید ابن سید محمد کبر زید ابن سید محمد منصور ابن سید عمر علی ابن سید یحیٰی محدث ابن حسین زیدی ابن سید زید شہید ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام +

## سلسلہ نسب سید محمد گیسو دراز بندہ نواز زیدی واسطی

سید محمد گیسو دراز ابن سید علی شیر جاجنیری ابن سید احمد جاجنری ابن سید بدر الدین امیر حجاج مدنی ابن سید علی مسعود مدنی ابن سید ابو الفتح ابراہیم ابن سید ابو الفرح ابن سید ابو الفراس محمد فراس ابن سید ابو الفرح واسطے ابن سید داؤد ابن سید محمد جاجنری ابن سید عیسٰی ابن سید داد بزرگ والی کوفہ ابن سید حسین ابن سید محمد اکبر ابن سید محمد منصور ابن سید عمر علی ابن سید شرف الدین ابن سید یحیٰی محدث ابن سید حسین زیدی ابن ابو الحسین زید شہید ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام سلسلہ نسب سید مخدوم شاہ شمس الدین بلخی ابن سید شاہ علی ابن سید شاہ سراج الدین ابن سید محمود ابن سید ابراہیم ابن سید محمد ابن سید یعقوب ابن سید احمد ابن سید محمد اسحاق ابن سید عمر زید محمد ابن سید قاسم ابن سید علی اصغر ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام +

## سلسلہ نسب سید مخدوم آدم صوفی

سید آدم صوفی ابن سید شاہ ابراہیم ابن سید جلال الدین ابن شاہ حسین ابن سید محمود ابن سید ابراہیم ابن سید محمد ابن سید محمود ثانی ابن سید یعقوب ابن سید احمد ابن محمد اسحاق ابن سید عمر زید ابن محمد ابن سید قاسم ابن علی اصغر ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام +

## سلسلہ نسب سید امین الدین رحمۃ اللہ

سید امین الدین ابن سید محمد یٰسین ابن سید محمود ابن سید داؤد ابن سید جعفر ابن سید اکبر علی ابن سید اجمل محمد ابن سید افضل علی ابن سید محمد طاہر ابن سید علی مظاہر ابن سید رحمت اللہ ابن سید نعمت اللہ شاہ ابن سید عبید اللہ ابن سید عبد اللہ ابن

سید لطف اللہ ابن سید وجہ اللہ ابن سید فضل اللہ ابن سید ادریس ابن سید ابراہیم ابن سید عمر امیر ابن سید جعفر ابن سید محمد ابن سید محمود ابن سید یعقوب ابن سید احمد ابن سید محمد اسحاق ابن سید عمر زید ابن سید محمد ابن سید قاسم ابن سید علی اصغر ابن امام علیؑ زین العابدین علیہ الصلوٰۃ +

## سلسلہ نسب سید محمد یوسف علیہ رحمۃ

سید محمد یوسف ابن سید محمد یعقوب ابن سید محمد ناصر ابن سید نصیری ابن سید مخدوم حسین ابن سید ادریس ابن سید ابراہیم ابن سید اسحاق ابن سید محمد معین ابن سید زین الدین ابن سید فخر الدین ابن سید محمد زاہد ابن سید علی عابد ابن سید مجاہد ابن سید یونس ابن سید اسماعیل ابن سید یحییٰ ابن سید ذکریا ابن سید حیدر ابن سید صفدر ابن سید محی الدین ابن سید یٰسین ابن سید یعقوب ابن سید احمد ابن اسحاق ابن سید عمر زید ابن سید محمد ابن سید قاسم ابن سید علی اصغر ابن زین العابدین علیہ السلام +

## سلسلہ نسب سید جلال اولاد سید حسین اصغر ابن امام زین العابدین

### مزار بھونگر منگ ضلع ہزارہ میں موجود ہے

سید جلال ابن سید قاسم علی ابن سید مصطفےٰ ابن سید علی خواص ترمذی ابن سید قمر علی ابن سید احمد یوسف ابن سید احمد نور بخشی ابن سید احمد معظم ابن سید شاہ مذاق ابن سید حامد ابن سید عابد ابن سید محمد ابن سید احمد حسام ابن سید ناصر خسرو ابن سید جلال گنج علی ابن سید امیر علی ابن سید ابوالحسن علی ابن سید عبداللہ ابن سید حسین اصغر ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام +

## سلسلہ نسب سادات بھیرہ

سید حمزہ بن حامد ابن سید جعفر ابن سید زید ابن سید آباد ابن سید ابو الفرج عریضے ابن سید حسن زاہد ابن سید یحییٰ ابن سید حسین ذوالدمعہ ابن سید زید شہید ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام +

سید حمزہ صاحب الجیش الروم سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں وارد ہند ہوئے اور سنگلدیپ میں شہید ہو کر مدفون ہوئے اور وہاں آپ کی اولاد صاحب عروج ہوئے سید صاحب موصوف بروقت روانگی سنگلدیپ اونکی اولاد بوجہ سفر بیمار ہو گئے تھے زمین سلطان پور میں چھوڑ دیا تھا بعد چندی انکی اولاد کے اکتالیس اشخاص تھے دیلنداراں امیٹھا ساکنان کوڑہ کٹرا معتوب شاہی کو پناہ دیا بدین وجہ سلطان علاؤ الدین شرقی غضبناک ہوا اور سلطان پور پر چڑھائی کے اس معرکہ میں شاہزادہ سلطان شرقی کام آگیا اور جملہ سادات مقتول ہوئے اور سلطان پور قتل و غارت کیا گیا باقی ماندہ نسل بھاگ کر جا بجا منتشر ہوئی چنانچہ سید نور الدین و سید بڑا و سید مسعود عرف شاہ دیوانہ و سید بدر الدین عرف سید بدھن مورث سادات بھیرہ ہیں +

## سلسلہ نسب سادات بارہا

میر سید نور الدین مبارک و سید فخر الدین وارد ہند دھلی پیران سید تاج الدین محمد کنیت ابو عبداللہ آپ کا نسب محمد اصغر ابن سید یحییٰ بن سید حسین ذوالدمعہ بن سید زید شہید بن سید امام علی زین العابدینؑ سے منتہی ہوتا ہے اور یہ خاندان

۱۲امام علی زین العابدین

عالیجناب جس آفتاب کی روشن ۔ ، اور شاہان دھلی کے زمانہ میں بہت باقتدار ہوئے ہیں اور نسب سادات داعی پور سید احمد ترمذی عہد سلطان محمود غزنوی میں ہندوستان میں رونق افروز ہوئے اور سیانہ میں سکونت پذیر ہوئے اور نسب انکا حسین اصغر سے بدیں طور ہے ؛

سید احمد زاہد بن سید سید حمزہ بن سید ابو بکر علی ابن سید عمر علی ابن سید احمد تختہ مشال رسول بن علی ککھی ابن سید حسین مکی بن سید حسن ابن سید محمد عرف شاہ ناصر ترمذی بن سید حسین محض ابن سید موسیٰ ابن سید لعمص ابن علی دستگیر ابن سید حسین اصغر ابن امام علی زین العابدین ابن حضرت امام حسین سید الشہداء ابن حضرت علی ع ابن عمران کنیت ابو طالب ؛

سید احمد زاہد کے تین پسر تھے سید حسین و سید حامد و سید زید انکی نسل میں سادات شاہ دہورہ اور سیانہ اور غازی پور میں اور سید چاند سادات سند گھڑی تحصیل نا چھور علاقہ پٹیالہ میں علی پور چورہ وکا لپشی آباد ہیں بحوالہ کتاب تحفۃ الانساب وکتاب تذکرۃ السادات وکنز الانساب وکتاب لوائح الاحزان وتاریخ امام زین العابدین سے منقول کیا ہے ؛

# باب ششم تمام شد

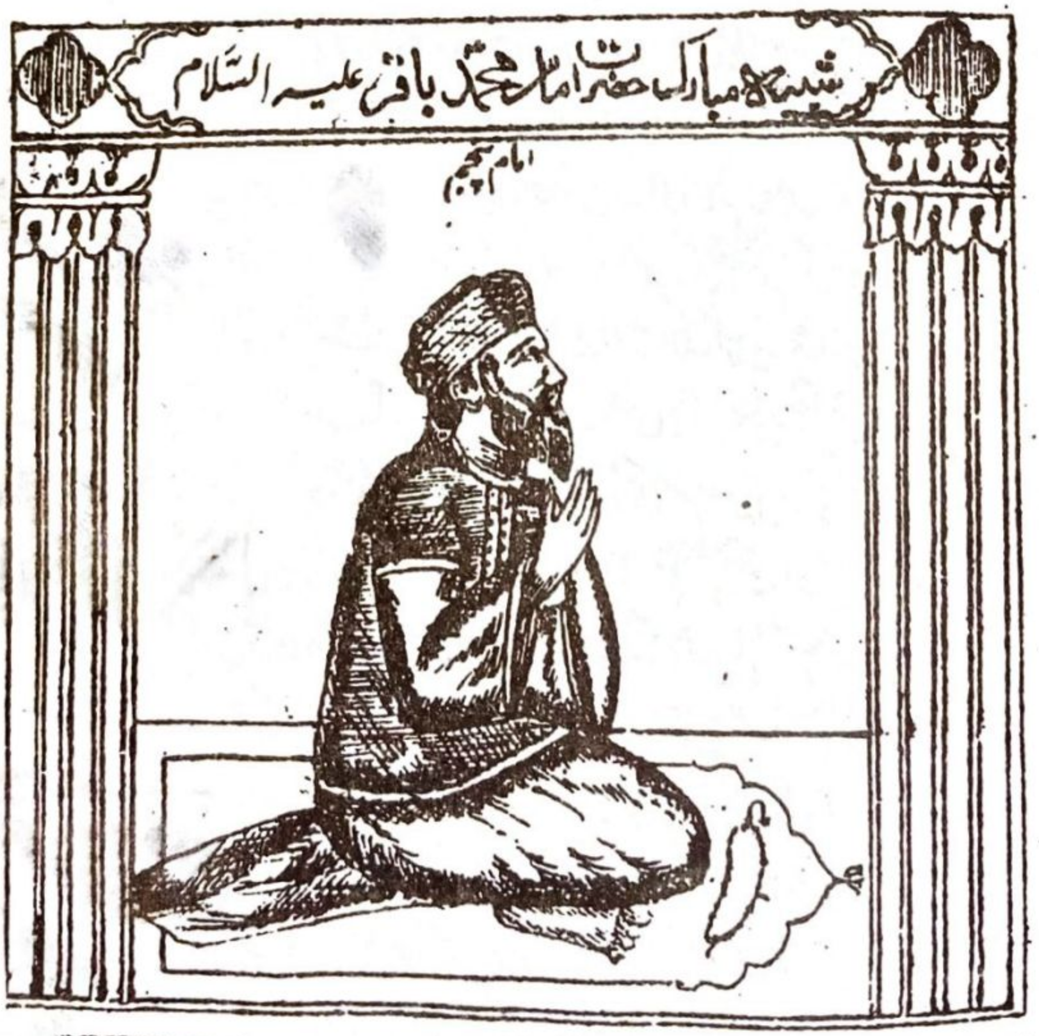
شبیہ مبارک حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
امام پنجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# (۷)
# باب ہفتم

## در تذکرہ ایام ولادت و وفات انساب القاب اسماء کنیت و عقاب امام محمدؐ باقر علیہ السلام

اسم مبارک آپ کا محمدؑ و کنیت ابو جعفر اور لقب باقرؑ آپ کی والدہ گرامی کا نام فاطمہ بنت الحسن ابن علی المرتضیٰؑ ہے آپ کی والدہ کی کنیت ام عبد اللہ تھی آپ دو علویوں سے پیدا ہوئے تذکرہ خواص الائمہ اور فصل الخطاب اور جلاء العیون صفحہ ۲۲۱ اور امام جوہری کتاب صحاح میں لکھتے ہیں اور علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں لقب باقر کی تصریح یہ ہے زیر کو پھاڑنے والا اور اسکی مخفیات ظاہر کرنیوالا اور سربستہ خزانے ظاہر کرنیوالا اور علم کی باقر اور جامع مشہور اور بلند کرنیوالے تھے انکا سینہ صاف اور نفس پاک اور علم حکمت روشن اور خلقت شریف اوقات اور خدا کی عبادت سے معمور تھے اور امام عبد الرؤف مناوی اپنی کتاب طبقات میں لکھتے ہیں کہ آپ کا لقب باقر اس وجہ سے ہوا آپ نے علم کو شگافتہ کیا اور باقر مشتق ہے بقر سے جسکے معنے پھاڑنے کے ہیں آپ ولادت بمقام مدینہ منورہ تاریخ ۳ ماہ صفر ۵۷ سنہ ہجریہ میں ہوئی ہے ہمیشہ اپنے والد بزرگوار کی ہمراہ رہے پینتیس سال میں جملہ علوم کی تکمیل پائی اس طبقہ مقدسہ کو علوم ظاہری کی ضرورت نہ تھی مگر امام کو اپنے نائب کی تعلیم ضرور تھی جو اسرار ربانی اور رموز یزدانی کے متعلق تھے کیونکہ وہ امور منصب امامت اور درجہ نبوت سے تعلق تھے یہ قاعدہ خاصان خدا کی تمام دائرہ میں ہمیشہ سے جاری ہے انبیاء مرسلین سے کوئی ایسا نہیں گذرا ہے جسنے اپنے نائب کو ان امور کی تعلیم نہ کی ہو خدا کا ہر نبی مرسل اپنے نائب کی تعلیم فرض جانتا تھا اور کل اشیاء اور علوم کا اپنے بعد مالک کر دیتا تھا اور بلکہ ان امور میں منجانب اللہ مامور کیا جاتا تھا جناب رسالتمآب نے اپنے نائب وصی جناب علی مرتضیٰ امیر المومنینؑ کو کس احتیاط سے تعلیم دی ہے اس ثبوت میں امام اخطب خوارزمی ام سلمہ کی زبانی انکی گھر کا واقعہ تحریر فرماتے کہ جناب رسولخدا اور حضرت علیؑ میرے گھر تشریف لائے اور اندر ہو بیٹھے اور مجھکو حکم دیا کہ باہر صحن خانہ میں جا بیٹھو اندر نہ آنا کچھ وقت ہو گیا میں نے اجازت طلب کی تو فرمایا آپنے کہا اچھا جب حضرت علیؑ تشریف لیگئے تو رسول اللہ صلعم نے مجھکو فرمایا کہ حضرت جبرائیل حکم رب الجلیل لائے تھے کہ میں اپنے بعد کے علیؑ کو وصیت کرتا تھا ناراض نہونا جو امور روز قیامت تک ہونیوالے ہیں انکا ذکر رہا تھا کہ علیؑ میرے وصی ہیں اور عام کو ان امور کی خدا نے قوت نہیں بخشی ہے ہر ایک نبی نے اپنی وصی کو بفرمان الٰہی وصیت اپنے بعد کرتا رہا ہے اور اس احتیاط کے ساتھ تعمیل فرمائی کہ گھر کے لوگوں تک قریب نہ آنے دیا مگر بڑا ہو حاسدین کا وحی کی نص صریح کو بھی رسولخدا کی خود غرض خیال کرتے تھے علامہ ابن مردویہ لکھتے ہیں کہ انس کہتے ہیں

کہ طائف میں حضرت رسولخدا نے حضرت علی کو بلا کر دیر تک سرگوشی کی تو لوگ کہنے لگے آپ کے تو ابن عم سے بڑی سرگوشی ہو رہی ہے سرور عالم نے سنکر فرمایا جسنے علی ع سے حسد کیا اوسنے مجھ سے کیا وہ کافر ہوا شاہ عبدالحق دہلوی اس واقعہ کی پوری کیفیت لکھتے ہیں مگر افسوس ہے مسلمانوں کی شامت نفسانیت پر حاسد علی کو کافر بھی کیا لیکن مخالفت علی ع کی لوگوں کے دلوں سے دور نہ ہوئی سلاطین بنی امیہ کے وقت یہ نوبت پونہچی کہ طرح طرح کے الزامات حضرت علی ؑ پر لگائی جاتے تھے جنکے فضائل اور مناقب ہزارہا جناب رسولخدا مخبر صادق کی زبانی سن چکے تھے اور تمام صحابہ کبار سے بھی سنتے آتے تھے مگر برا ہو اس فراموشی کا حصول دنیا کی لالچ پر مکر فریب جعل سازی نے مخالفت حضرت علی ؑ کو استقرار سلطنت کا بڑا آلہ قرار دیلیا تھا جپر سو برس تک عمل درآمد ہوتا رہا ۔

# حدیث در بارہ امامت آئمہ طاہرین رض

اور آئمہ اثنا عشر کی امامت کے بارہ میں جناب رسالت مآب نے حدیث فرمائی تھی بعدی اثنا عشرہ خلیفتے بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے یہ ایسے معتبر حدیث ہے جسکو بخاری نے اور مسلم نے اور ترمذی نے اور نسائی نے اور ابوداؤد نے غرض ہر طبقہ کے محدثین نے مختلف طریقوں میں لکھا ہے بارہ کی تعداد میں تو کسیکو کلام نہیں مگر اُن بارہ کے نام کے بتلانے میں جو طومار باندھے گئے ہیں علم انصاف والیوں کو معلوم ہیں کوئی کسیکو بتلاتا ہے اور کوئی کسیکو بتلاتا ہے ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ اور شرح فقہ اکبر میں اپنے بارہ امام کے نام یہ بتلاتے ہیں حضرت ابوبکر اول حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی امیر معاویہ یزید مروان عبدالملک سلیمان ہشام یزید عمر بن عبدالعزیز اور حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اور جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا میں یوں گنتے ہیں حافظ ابن حجر شرح بخاری میں قاضی عیاض سے نقل کرتے ہیں کہ پہلے اجماع حضرت ابوبکر پر ہوا پھر حضرت عمر پر ہوا پھر اجماع حضرت عثمان پر ہوا پھر حضرت علی ابن ابیطالب پر ہوا اسوقت تک جب تک واقعہ حکمین ہیں نہ ہوا پھر واقعہ تحکیم کے وقت سے معاویہ خلافت کیلئے منصوب ہو گیا مگر اسپر اجماع حضرت حسن کی صلح کیوقت ہوا پھر یزید پر اجماع ہوا اور انتظام امام حسین کیلئے نفس ہوا جب یزید مرگیا پھر عبدالملک پر اوسکے چار پسروں پر اجماع ہوا امت کا شرح فقہ اکبر میں انکے نام مذکورہ بالا ہو چکے ہیں اور بعض حضرات منصب امامت کو خلفائے راشدہ و ملوک بنی امیہ تک اور کھینچ کر خلفائے عباسیہ تک ملا دیتے ہیں افسوس اہل دنیا نے حصول دولت کے لالچ میں اور بادشاہ دنیا کی خوشامد میں حدیث اثنا عشر کے معنیوں میں کیسے کیسے رنگ آمیزیوں سے کام لیا ہے علمائے کرام نے اس مقدس گروہ کو اس حدیث کا اصلی سچا مفہوم ثابت کردیا ہے جنکو خداوند عالم نے اس منصب جلیلہ پر سرفراز فرمایا تھا چنانچہ امام سلیمان قندوزی کتاب ینابیع المودت مطبوعہ بمبئی صفحہ ۴۷۳ میں تحریر فرماتے ہیں ترجمہ حدیث آنحضرت کے بعد آپ کے بارہ خلیفہ ہونگے مراد خلیفہ اثنا عشرہ سے آپ کی اہلبیت ہیں اور خلفائے اربعہ بوجہ قلت اعداد اس حدیث پر اطلاق نہیں ہوتا اور ملوک بنی امیہ سوائے عبدالعزیز کے بسبب کثرت اعداد و افعال قبیح کے اعتبار نہیں کیا جاتا اور خلفائے بنی عباس کیلئے بھی تسلیم نہیں کیا جاتا جو انکی تعداد بارہ سے زیادہ ہے پس یہ حدیث آئمہ اثنا عشر کی مقدس طبقہ کی دلیل ہے کیونکہ یہ حضرات اپنے زمانہ کے بڑے عالم اور فاضل زین خلائق تھے خدا کے قریب انکا مرتبہ بلند تھا اور علم لدنیہ کے

ذریعہ سے انکو سلسلہ بسلسلہ حضرت رسول اللہ صلعم حاصل ہوا تھا بڑا ہو نفسانیت کا جسنے حق بینی کو زائل کردیا جناب رسالت مآب ہر ایک بزرگوار کا نام بتلا گئے ہیں اور وصیت فرما گئے ہیں علامہ سید علی ہمدانی کتاب مودت القربیٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب علی سے مروی ہے کہ فرمایا جناب سرور کائنات نے کہ میں جملہ انبیاء کا سردار ہوں اور علی جملہ اولیاء کا سردار ہے میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے اول انکا علیؑ ہوگا اور آخر مہدی ہوگا ✦

# ثبوت امامت آئمہ اثنا عشر

علامہ موافق ابن احمد خوارزمی اور امام حموینی لکھتے ہیں کہ عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ سنا میں نے جناب سرور کائنات سے کہ میں اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کی نو اولادیں معصوم و طاہر ہیں اور سلیم ابن قیس ہلالی سلمان فارسی کی زبانی بیان کرتا ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا حضرت امام حسین کو گود میں لیکر دہن مبارک کے بوسے لیکر فرماتے تھے کہ تو سید ہے اور سید کا پسر ہے اور سید کا برادر ہے اور تو امام ہے اور امام کا فرزند ہے اور امام کا برادر ہے تو حجت خدا ہی اور تو حجت ہائے خدا کا باپ ہے جناب رسالت مآب نے تو اپنے نائبوں کے نام نشان بتلانے میں کوئی بات اوٹھا نہیں رکھی اور یہ بھی بتلا دیا کہ جس خانوادہ مقدس سے پیدا ہونیوالے تھے اور خلفائے راشدہ لوگ امویہ یا سلاطین عباسیہ کو خلیفے بعد عی اثنا عشرہ کی تعداد میں ملانا کیسے صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے اور صریح اس لغویات کی کیا قدر کی جاسکتی ہے جب جناب مخبر صادق نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ پیشوائے امت اور حجتہائے خدا امام حسینؑ ہی کی اولاد سے ہونگی مگر مسلمانوں نے حسد اور نفسانیت کی نگاہ سے قول رسول کو پیچھے رکھکر بنی امیہ اور بنی عباس کو آگے رکھ دیتے ہیں انہیں کو خلیفہ رسول اور امام امت اور حجت خدا تسلیم کرنے پڑ جاتے ہیں ✦

امام حموینی کتاب فرائد السمطین میں تحریر فرماتے ہیں ترجمہ وہ عبداللہ ابن عباس کی اسناد سے لکھتے ہیں کہ یہودی نعثل نام نے رسولخدا سے چند سوال کئے کہ اگر آپ جواب دیں تو میں اسلام قبول کرتا ہوں آپنے فرمایا سوال کر نعثل نے عرض کی آپ خدا کی تعریف کریں حضرت نے فرمایا تمکو اسقدر اسنے خود بیان فرمایا ہے کہ وہ تمام تعریف کرنیوالیوں کی تعریف سے بالاتر اور بہت بزرگ ہے نعثل نے عرض کی آپ اپنے قائم مقاموں کا پتہ بتلائیں اور نیز کہ اول کون نبی ہوگا آپ نے فرمایا میرے بعد میرے وصی علی ہیں اور انکے بعد حسن اور انکے بعد حسین ہیں انکے بعد علی ہیں انکے بعد انکے فرزند محمد وصی ہونگے انکے بعد انکے پسر جعفر وصی ہونگے تا قائم آل عبا تبلائے وہ یہودی مسلمان ہوگیا اور قسم کھا کر کہنے لگا انبیائے سابقین کی کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے اور موسیٰ ابن عمران نے ہم سے ایسے طریقے پر عہد میثاق لیا ہے کہ آخر الزمان نبی جب مبعوث ہوگا نام اسکا احمد محمد ہوگا اور بارہ اسکے وصی ہونگے حضرت سے تا محمد مہدی تک ✦

کتاب مناقب میں واثلہ ابن الاصقع ابن قرخاب جابر ابن عبداللہ انصاری سے ناقل ہیں کہ جندل میں جنادہ یہودی بخدمت جناب رسالت مآب میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھ کو جناب موسیٰ نے خواب میں فرمایا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان کی دست پر اسلام لا اور انکی اوصیا کی متابعت کر آپ کی اوصیا کون ہیں آپ اپنے اوصیا کے نام کیا ہیں مجھ سے بتلائیں آپنے

عبارت مہر نگین رضی یا اللہ حسن بالنبی المومن بالوصی ذو المنن و بالحسن و الحسین

فرمایا میرے بارہ اصیا ہیں جندل نے کہا میں نے توریت میں بھی بارہ پائے ہیں آپ انکے نام مبارک سے آگاہ فرمادیں آنحضرت نے فرمایا اول علی مرتضیٰ بعد انکے امام حسن المجتبیٰ انکے بعد امام حسین سید شہداء ہیں انکے بعد انکے فرزند علی امام حسین کی اولاد تا مھدی محمد قائم حجتہ اللہ سبکے نام بتلائے جندل نے کلمہ شہادت پڑھا جمال الدین محدث کے روضۃ الاحباب میں تحریر ہے کہ جابر ابن عبداللہ انصاری نے بخدمت جناب رسالت مآب میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم اصحاب امر کون ہیں آپ نے فرمایا ہمارے بعد ہمارے خلفا ہیں کہ حضرت علیؑ تا محمد مہدی علیہ السلام انکے ہاتھ پر تمام دنیا کو فتح فرمائیگا یہ نقدر سلسلہ منصب امامت کا عہد انہیں حضرات کو تفویض فرمایا اور حدیث خلیفتی بعدی اثنا عشری کا اصلی مقصود یہ آئمہ اثنا عشر ہیں حدیث العلمائی وارث الانبیاء امتی کانبیاء بنی اسرائیل العلماء امتی افضل القوم بنی اسرائیل اور اثنا عشرہ نقبیا یہ دوازدہ امام علیہم السلام ہی ہیں یہ بارہ علما دین محمدی کے ہیں لا یزال امر الدین قائماً حتی یکون اثنا عشر خلیفہ کلہم من قریش اول علی و آخر مہدیؑ ◆

روضۃ الصفا اور جلاء العیون اور مناقب شہر آشوب میں جابر انصاری کی ملاقات کا حال لکھا ہے کہ سرور کا سلام کہنا حضرت امام محمد باقرؑ کو جابر کبیر السن تھا اسکی ملاقات کا واقعہ ہر طبقہ کے محدثین اور مورخین نے لکھا ہے اپنی اپنی کتاب میں قلمبند کیا ہے صواعق محرقہ میں گیارہ پسر اور چار دختر ہیں امام زین العابدین کی تحریر میں اون میں سے امام محمد باقرؑ اصلی وارث ہیں علوم دین اور احکام شرع کی تعلیم تدریس فرماتے تھے اور طبقہ کے علما آپ کے چشمہ علوم سے فیضیاب ہوا کرتے تھے چنانچہ عطا ابن جریج ابو حنیفہ امام زہری امام اوزاعی لکھتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ کو سلطنت سے تعلق ہرگز نہ تھا یہ صاحب علم الدنیہ کی اصلی وارث اور احکام شرعی کہ حقیقی عالم تھے جو مشکل اہل دنیا کو پیش آتے تھے انہیں محتاج ہوتے تھے رسول و امام کی تفریق یہ ہے کہ نبی خواب میں فرشتہ کو دیکھتا ہے اور بیداری میں آواز صرف سنتا ہے اور رسول ظاہر باطن میں دیکھتا اور سنتا ہے اور امام صرف آواز سنتا ہے اور ملائکہ سے کلام کرتا وہ آئمہ طاہرین محدثین ہیں اور خلیفۃ اللہ ہیں زمین پر آدمؑ سے لیکر تا قیامت اور زمین حجت اللہ سے خالی نہیں رہتے ◆

اور محمد ابن مسلم کا بیان ہے کہ فرمایا امام محمد باقرؑ نے جو شخص عبادت میں ہزار سال کوشش کرے اور اپنے امام کو نہ پہچانے جسقدر اعمال زیادہ کریگا اتنا ہی عذاب آخرت کا مستحق ہوگا ◆

مقبول درگاہ الٰہی نہیں ہو سکتا اسلئے راہنما یا امام اختیار کرنا فرض ہے ورنہ شبہات کے پردوں میں پوشیدہ رہتا ہے اور جو خدا کی ربوبیت پر دلیل ہے وہی وجود امامت پر دلیل ہے مشرق مغرب خدا ہی کا عالم ہے تم جسطرف منہ کرو وہ خدا کی راہ کی طرف دلیل ہے اسی طرح تمام روئے زمین امام کے زیر حکم ہے راوی کا بیان ہے کہ میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا آپنے فرمایا ہم اہلبیتؑ طاہرین حجت خدا ہیں ہم دروازہ راہ خدا ہیں ہم زبان خدا ہیں ہم چشم خدا ہیں ہم خلائق کے لئے متولیان حکم خدا ہیں یعنے امر احکام قرآن مجید میں خدا نے اپنے نفس کی مراد ہم لوگوں کو لیا ہے اور اگر ہم میں سے روئے زمین پر نہ ہے تو تمام اہل زمین فنا ہو جائیں اور فرمایا امام محمد باقرؑ نے کہ جسنے اللہ تعالیٰ کو اسما اور صفات کے اعتبار سے پہچان کر عبادت کی حقیقت وہی پہچانتا ہے شناخت امامت اور شناخت ربوبیت رب العالمین کی لازم ملزوم ہے ◆

# تفریق نبی و امام

ابو خالد کابلی نے امام محمد باقرؑ سے دربارہ آیۃ نور کے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بخدا نور سے مراد ہم آئمہ معصومینؑ ہیں وہی نور خدا ہیں زمین آسمان میں جب آیہ یوم ندعوا نازل ہوا تو لوگوں نے جناب رسالت مآب سے دریافت کیا تو آپ نے ائمہ طاہرین کا ذکر کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ امام نہیں آنحضرت نے فرمایا میں تو رسول ہوں میرے بعد میری اولاد میں سے بارہ امام ہونگے لیکن تمام لوگ انکو دروغگو کہینگے اوپر اور اُنکے پیرو پر ظلم کرینگے ∴

# امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کا حج کو جانا

سید ابن طاؤس علیہ رحمۃ سے مروی ہے کہ ایکمرتبہ امام جعفر صادقؑ و امام محمد باقرؑ بیت اللہ کے حج کو تشریف لیگئے ہشام بن عبدالملک بھی حج کو آیا ہوا تھا امام جعفر صادقؑ نے خطبہ پڑھا کہ میں خدا کا شکر کرتا ہوں جسنے جناب محمد صلعم کو برسالت مبعوث فرمایا اور ہمکو بیت آں حضرت گرامی بنایا ہم برگزیدہ خلق اور پسندیدہ خدا ہیں اور روئے زمین پر خلیفۃ اللہ ہیں جو ہماری متابعت کرے وہ سعادت مند ہے اور جو ہم سے دشمنی کرے وہ بدبخت ہے یہ خبر ہشام کو اسکے برادر نے پونچائی ہشام خاموش رہا اور شام پونچکر ہر دو اماموں کو بذریعہ عامل مدینہ طلب کیا جب امام شام پونچے تو تین روز دربار کے ہشام نے اجازت نہ دی یوم چہارم دربار میں تشریف لائے تو آگے تیر اندازی ہو رہی تھی ہشام نے امام کو کہا آپ بھی تیر لگائیں حضرت نے فرمایا میں ضعیف ہوں ہشام نے قسم کھا کر کہا آپ ضرور تیر لگائیں ہشام نے اشارہ کیا تو تیر کمان ملازم لائے حضرت امام باقرؑ نے نو تیر نشانہ پر لگائے ہشام بڑے شرمسار ہوئے امام دیر تک کھڑے رہے آپ امام غضب میں آگئے تو ہشام نے آپ کو تخت پر بٹھلالیا اور مدینہ کو رخصت کردیا امام نے ہشام سے فرمایا ہم اہلبیت رسالت کو علم کمال اور تمام دین کا آیہ الیوم اکملت سے اکمل مکمل فرمایا ہے اور ہم ہیں سے ایکدوسرے سے میراث پاتا ہے اور دنیا ہرگز ہم سے خالی نہیں رہتی ہر امر میں سب لوگ ہیچ قاصر رہتے ہیں ہشام غصہ ہوا اور کہنے لگا ہم تم ایک جد میں میراث آنحضرتؐ کیلئے مخصوص کہاں سے ہوگی کہ محمد کے بعد تو کوئی نبی نہیں فرمایا امامؑ نے فرمایا کہ حضرت پیغمبر آخر الزمان نے اپنے بھائی حضرت علی کو اپنے ان اسرار سے مخصوص کیا کہ تمام صحابہ سے وہ اسرار پوشیدہ رکھا حضرت علی نے فرمایا کہ ہزار باب علم حضرت محمدؐ نے مجھے سکھلائے ہیں جنکی ہر باب سے ہزار باب اور کھلے دوسرے شخص کو مناسب نہ سمجھا پھر حضرت علی نے اپنے خاص کو محرم راز فرمایا آپ سے میراث ہمکو پونچی ہے ہشام نے پھر کہا علی کیا دعوی علم غیب کا رکھتے تھے امام محمد باقرؑ نے فرمایا نہیں قرآن مجید میں جو گذر چکا تا قیامت تک جو گذریگا اوس میں درج ہے ∴ بحوالہ تاریخ کتاب جلاالعیون صفحہ ۵۰ تا ۱۵۱

# حضرت امام محمدؐ باقرؑ کا دمشق سے واپس آنا

ہشام نے ان حضرات کی چند کمال مشاہدہ کرکے انکو جانب مدینہ منورہ رخصت کردیا اور آپ انکی ہلاکت کے درپے

ہوگیا اور اپنے تمام قلمرو میں حکام کو اعلان جاری کیا کہ دو شخص اولاد ابو تراب سے مشہور ساحر ہیں انکو کوئی شخص اپنے گھر میں مہمان نہ رکھی اور نہ کوئی اونکے ساتھ پر سودا بیچے تاریخ طبری جلد سویم

حضرت امام جعفر الصادق ۲ کا بیان ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم دمشق سے روانہ ہوکر شہر مدائن میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں کو ہم سے نفرت ظاہر ہوئے ہم جس دروازہ پر جاتے وہ دروازہ بند کر لیتا تھا مہمان نوازی تو کیسی بقیمت بھی کوئی اشیاء نہ دیتا تھا ہم تمام شہر میں پھر مگر کسی نے سلوک نہ کیا ہمارے خادموں نے منت بھی کی کہ رات ہمکو جگہ دو کسی نے نہ سنا اور برُا کہنے لگے امام محمد باقر ۲ نے فرمایا تمکو جو ہشام نے بتلایا ہے ہمارا تو کچھ حرج نہیں تمہارے اسلام میں اہل ذمہ اور اہل جزیہ سے لین دین جائز ہے ان لوگوں نے کہا تم اہل ذمہ سے زیادہ بڑے ہو وہ جزیہ دیتے ہیں اور تم کچھ نہیں دیتے امام نے جواب ندیا اور آگے گئے اوس شہر کے قریب ایک کوہ واقع تھا امام اوس پر چڑھ گئے اور آیہ جو حضرت شعیب پر نازل تھا باآواز بلند تلاوت فرمایا اور کہا ہم لوگ وہی بقیہ خدا ہیں زمین پر آپ کی آواز سنکر لوگ اپنے اپنے گھر کے چھت پر چڑھ گئے ان حضرات کا جمال مبارک دیکھکر خوف کا عالم طاری ہوگیا ان لوگوں میں سے ایک ضعیف نے پوکار کر کہا کہ اے لوگو خدا سے ڈرو یہ شخص اوس جگہ کھڑا ہے جس جگہ شعیب نبی ۲ کھڑے ہو چکے ہیں اور اہل شہر کو نفرین کے تھے وہ سب عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے تھے اگر دروازے اپنے نہ کھولوگے تو عذاب الٰہی میں ضرور گرفتار ہوگے اہل شہر نے ڈر کر دروازے گھروں کے کھولدیے امام صادق ۲ کا بیان ہے کہ جب دروازے کھلے ہم شہر میں داخل ہوئے اور وہاں سے مدینہ میں لوٹ آئے امام محمد باقر کو تو لقہ سید اولاد حیدر بلگرامی +

## زید ابن امام حسن علیہ السّلام کی مخالفت

ہشام تو غیر تھا امام محمد باقر ۲ کے فضائل دیکھ نہ سکا اور طمع دنیاوی نے گھر والیونکے دلوں میں بھی ان حضرات کی مخالفت پیدا کردے سلاطین بنی امیہ تو قدیمی دشمن تھے اور ان حضرات کے نام مٹانے کے فکر میں لگے رہتے تھے اور خواہ مخواہ ہر شخص اہلبیت نبوی کیساتھ امامت کا دعویدار ہوتا تھا یہ خود غرضی تھے صلاحیت ان میں امام ہونے کے ہو نہو +

کتاب کافی شرح صافی میں لکھا ہے حضرت علی کے موقوفات کا عمر ابن عبد العزیز نے ۱۰۰ ہجری میں عامل مدینہ ابی حزم کو موقوفات حضرت علی کی فہرست بنا کر روانہ کرا ابی حزم نے زید بن امام حسنؑ فہرست طلب کی زید کبیر السن بزرگ تھے اونہوں نے کہا میرے پاس کیا ہے وہ حضرت علی ۲ کے بعد امام حسنؑ کو ملا انکے بعد امام حسینؑ کو ملا انکے بعد علی کو ملا انکے امام محمد باقر ۲ کو ملا ہے ابی حزم نے پھر امام محمد باقر ۲ سے فہرست موقوفات طلب کی آپ نے دیدی راوی حدیث کا بیان ہے کہ بعض اصحاب نے امام جعفر صادق سے پوچھا جب اولاد امام حسن ۲ اس ترتیب کو جانتے تھے تو پھر دعویٰ کیسا آپ نے فرمایا حسد نے اونکو اوبھارا تھا وہ حق کے ذریعہ سے طلب دنیا کریں زید نے ہشام کے وقت قاضی مدینہ کے پاس اوقات خانہ نہ دینے کا دعویٰ پیش کر دیا علامہ قطب راوندی امام جعفر صادق سے زید بن امام حسن ۲ امام محمد باقر ۲ کے پاس آکر کہنے لگے آپ قاضی شہر کے پاس چلیں آپ نے فرمایا خاصان خدا سے ناحق دعویٰ نہ کر تمہارے ہاتھ میں ایک چھری پوشیدہ ہے وہ میری استحقاق پر گواہی دیگی چھرے نے گواہی دی اور جس پتھر پر کھڑے تھے

۲ بحوالہ تاریخ

۲ کی زبانی تحریر کرتے ہو۔ زید بن امام حسنؑ بھی کہتے تھے کہ امام حسنؑ اولاد اکبر ہیں انکا فرزند اولیٰ تر ہے ورثہ امام حسینؑ سے۔

اوسے بھی گواہی دی اور درخت نے بھی گواہی دی زید بیہوش ہوگئے یہ اعجاز دیکھکر بھی اعتبار نہ آیا موذی نفس نے زید کو اقرار نہونے دیا پھر زید نے ہشام کے پاس جاکر کہا میں ایسے جادوگر کے پاس سے آتا ہوں جسکا زندہ رکھنا تمکو حلال نہیں طمع دنیا جو انسان سے کرائے تھوڑا ہے غرضیکہ زید نے ہشام کی خوب کان بھرے تیسری پشت کیا حق باقی تھا ہشام نے زید کی مشورہ سے عامل مدینہ کو لکھا کہ امام محمد باقرؑ کو گرفتار کرکے روانہ کردے لیکن ہشام نے زید سے کہا میں نے امام کو بلایا تم اسکو قتل کروگے کہا ہاں کرونگا اور عامل مدینہ ہشام کا فرمان پڑھکر متعجب ہوا اور جواب لکھا کہ ایسے بزرگ جلیل القدر عظیم المرتبہ کی ایذا رسانی کیجائے مجھے خوف ہے کہ دولت خلیفہ اور عمر کو مبادا کہ گزند پونچے مناسب نہیں عامل مدینہ کا خط ہشام کو پونچا اسکو خوف پیدا ہوا اعلانیہ قتل امام سے باز رہا جب زید کو خط دیکھایا تو وہ کہنے لگے امام محمد باقرؑ نے عامل مدینہ کو روپیہ دیکر راضی کرلیا ہے اب اس سے زید کی نفسانیت کیا ہوگی عامل مدینہ تو انکے فضائل بیان کرے اور یہ ہیں قرابت والے جو ساحر او شعبدہ باز رکھتے ہیں پھر ہشام نے زید سے کہا کوئی دوسرا بہانہ اور بتلائیں قتل امامین زید نے کہا وہ یہ ہے انکے پاس شمشیر اور جملہ اسلحہ اور زرہ رسول اللہ اور انگشتری اور عصا رسول اللہ موجود ہے وہ طلب کریں اگر نہ دیویں پھر قتل کی راہ مل سکتی ہشام نے پھر عامل مدینہ کو لکھا کہ لاکھ دینار امام کو دیدو اور اسلحہ رسالت پناہ لیکر روانہ کردو عامل نے ایسا ہی کیا جب جملہ ہتھیار ہشام کو پونچے پھر زید کو دیکھلائے زید نے کہا کوئی متاع اشیاء رسول اللہ سے نہیں ہے ہشام نے پھر امام کو لکھا جو میں نے طلب کیا آپ نے وہ نہ دیا حضرت نے جواب لکھا میرے پاس جو کچھ تھا وہ بھیجدیا اسپر اعتبار کرو یا نہ کرو جب ہشام کی یہ تدبیر بھی نہ کارگر ہوئی پھر ایک میں زہر قاتل تعبیہ کرکے زید سے کہا تم یہ زین میری طرف سے امام کے پیش جاکر کرو انکی ہلاکت کا باعث ہوگا ملا محمد باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ ہشام نے ایک خط امام کو لکھا کہ میں ایک زین گھوڑے کا دیکر آپ کے عم زید کو بطور تحفہ روانہ کیا ہے امر حقیقت حضرت کی کمال ذاتی کی نہ ہشام کو خبر تھی نہ زید کو جب زید مدینہ میں زین لیکر پونچے تو وہ خط اور زین حاضر کردیا امام محمد باقرؑ نے خط پڑھکر کہا افسوس ہے تم پر جس امر کا تو نے ارادہ کیا کسقدر عظیم ہے میں جانتا ہوں میری شہادت اسے ترکیب سے واقع ہوگی مقدر میں ایسا ہی ہے ایک دن آپ اوس زین پر سوار ہوئے زہر تمام بدن میں سرایت کرگیا .. سارا جسم ورم کرگیا آپ کی شہید کرنیکی واسطے کن کن ترکیب سے کام لیا ہے کتاب کافی میں آپ کی متعلق وصیتیں درج ہیں جو جو حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام کو فرمائیں تمام علوم الٰہی سپرد کردے امام محمد باقرؑ نے ستاون برس کے سن میں ماہ ذوالحجہ ۱۱۴ ہجری میں اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف رحلت فرمائی حدیث شیعہ او تاریخوں کے علاوہ اہل سنت کی حدیثوں اور تاریخوں سے آپ کی شہادت زہر دانی کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے بحوالہ تاریخ امام محمد باقر علیہ واقعہ لکھا گیا ہے اسم محمد کنیت ابوجعفر لقب باقر شاکر ہادی والد بزرگوار علی ابن الحسینؑ والدہ ماجدہ فاطمہ بنت امام حسنؑ اور ولادت جمعہ تاریخ سیوم ماہ رجب ۵۷ ہجری در مدینہ بادشاہ وقت معاویہ در زوال دوسوے کنیزان عدد اولاد ہفت ذکور و چہار اناث مدت عمر پنجاہ و ہفت سال مدت امامت بست سال روز وفات دوشنبہ ہفتم ماہ ذوالحجہ ۱۱۴ ہجری در مدینہ سبب وفات زہر داد بن ہشام بن عبدالملک بادشاہ وقت ہشام قبر جنت البقیع پہلوی جناب امام زین العابدین سلسلہ نسب اعقاب امام محمد باقرؑ شش فرزند اند اول حضرت امام جعفر صادقؑ و سید علی و سید قاسم و سید عبید اللہ و سید ابراہیم و سید عبداللہ - بحوالہ کتاب الوایج الاعزان یہ لکھا گیا -

# ذکر سادات باقری

سید شاہ نعمت اللہ ولی ابن سید عبداللہ ابن سید محمد ابن سید عبداللہ ابن سید کمال الدین ابن سید یحییٰ ابن سید ہاشم ابن سید موسیٰ ابن سید جعفر ابن سید صالح ابن سید حاتم ابن سید علی ابن سید ابراہیم ابن سید علی کاشانی ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن سید عبداللہ ابن امام ابن امام محمد باقر علیہ السلام انکی تشریف آوری ہند میں ہمراہی میر شاہ شمس الدین سبزواری مدفون ملتانی کی ۶۶۲ھ سنہ ہجری میں ہوئی آپ کی ارادت صادق بھی حضرت شمس تبریز سے تھے باجازت حضرت شمس الدین سبزواری ملتان سے دہلی تشریف لگئے اس جناب کی اولاد امجاد دہلی میں باعتبار ہوئی ہے آپ کے جنازہ پر مریدوں میں دفن کا تکرار ہوا قریب تھا کہ تلوار چلے آپ نے جلدی اٹھکر فرمایا کہ تم مت لڑو ہم یہاں نہیں مرتے اور کہیں جاکر مرینگے آپ باقری سادات سے ہیں اور حضرت شمس تبریز کی مرید ہیں مزار آپ کی کشمیر میں ہے اور پشین گویاں آپ کے بہت ہیں اور وفات ایکی ۷۶۲ھ ہجری میں ہوئی آنحضرت سید نعمت اللہ کے بن سید عبد القادر کی اولاد سے ہیں انکے وفات [illegible] ہجری میں ہوئی ہے ✦

# دیگر سلسلہ نسب شمس الدین باقرین

سید شمس الدین ابن سید ابراہیم ابن سید عماد الدین ابن سید علی ابن سید نظام الدین ابن سید شرف الدین ابن سید عزیز الدین ابن سید اشرف الدین کنانی ابن سید مجتبیٰ ابن سید بادشاہ ابن سید حسن ابن حسین ابن سید ابن سید محمد ابن سید عبداللہ ابن سید محمد ابن سید علی ابن سید اسماعیل ابن سید عبداللہ ابن امام محمد باقر علیہ السلام ✦

# باقری سلسلہ نسب مولوی سید نور الحسین قریہ بہار ضلع سرنواں پرگنہ رودلی فریدپور

موجود سید نور الحسین ابن سید تبارک حسین ابن صابر علی ابن سید فیض علی ابن سید کرم علی ابن سید محمد اسحاق ابن سید محمد یوسف ابن سید محمد محسن ابن سید عبد القدوس ابن سید عبد الکریم ابن سید محمد علی ابن سید نجم الدین ابن سید محمد یحییٰ ابن سید محمد داؤد ابن سید محمد ابراہیم ابن سید محمد فرید بنیاد پور والا ابن سید عاشق علی ابن سید عبد الرحمان ابن سید عبد الرحیم مفتی ابن سید ابن سید محمد سید یوسف برقہ پوش ابن سید عثمان شیر سوار ابن سید عبد الوہاب ابن سید عثمان ابن سید جنید ابن سید محمد معروف ابن سید احمد آلکی ابن سید شہاب الدین لالی ابن سید محمد صادق ابن سید نجم الدین ابن سید شہاب الدین نور الانوار ابن سید برکت اللہ ابن سید حبیب اللہ ابن سید عبداللہ ابن امام محمد باقر علیہ السلام ✦

# سلسلہ نسب سید عطا حسین باقری

سید عطا حسین عبد الرزاق سید مشتاق احمد ابن سید غلام حسین باقری ابن شاہ ولی اللہ ابن سید محمد یسین ابن سید محمد ناصر ابن سید ناصر ابن سید حسین ابن سید اولیا علی ابن صدر جہاں ابن سید قطب الدین ابن سید تقی الدین عرف بڈھی حاجے بود کالپی سکونت

گرو ابن سید جلال ابن سید جمال الدین کالپی ابن سید علاالدین کالپی ابن سید تاج الدین دہلوی ابن سید اسماعیل دہلوی ابن محمد اسحاق لاہوری ابن سید محمد یعقوب لاہوری ابن سید یوسف طوسی ابن سید اللہ طوسی ابن سید حسن طوسی ابن سید ابوالقاسم طوسی ابن سید ابراہیم مدنی ابن سید اسمٰعیل مدنی ابن سید حسین مدنی ابن سید علی رضا مدنی ابن سید جعفر مدنی ابن محمدؑ مدنی ابن سید اسم مدنی ابن عبداللہ مدنی ابن امام محمد باقرؑ در عہد بادشاہ عالمگیر سید شاہ ابوالعلا در شہر کالپی محلہ رامچورہ کا نام علی پور چورہ رکھا نقشبندی ابوالعلائے +

# باب ہفتم تمام شد

ستمبر ۱۹۲۱ء

صفر ۱۳۴۰ھ

ہدیہ تشبیہ مبارک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام امام ششم ۶

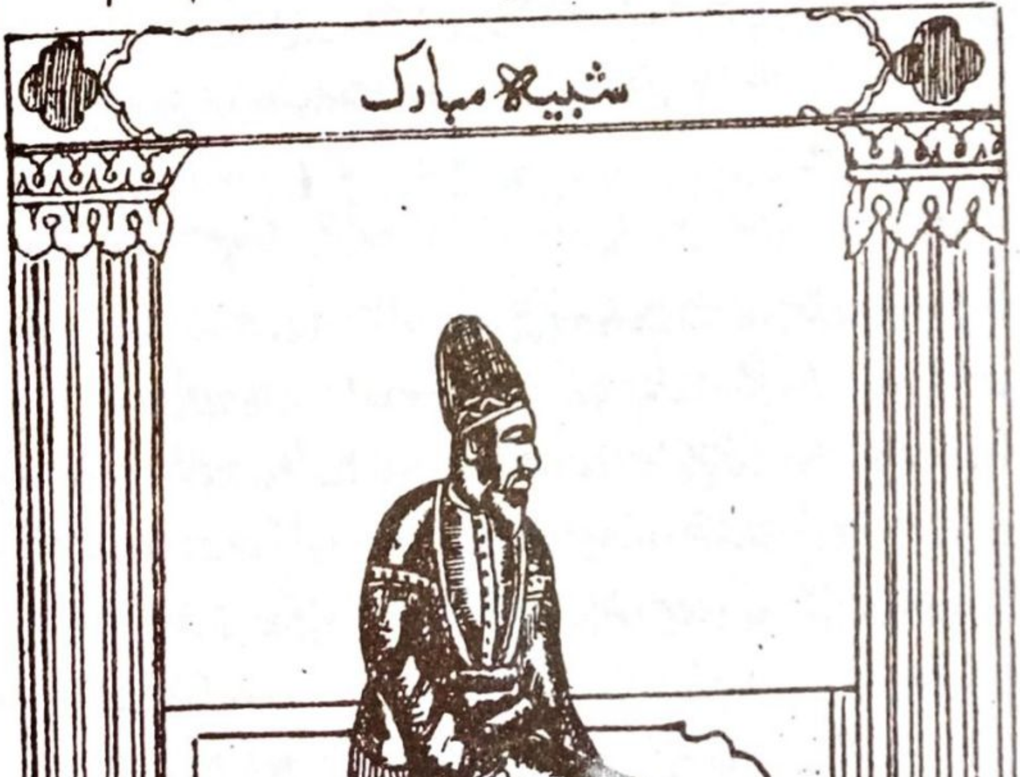

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب ہشتم

## تذکرہ باب ہشتم اسماء و کنیت و القاب و انساب و اعقاب و تاریخ ولادت و شہادت امام جعفر الصادق علیہ السلام

اسم مبارک آپ کا جعفر تھا اور کنیت ابو عبد اللہ لقب صادق تھا آپ کی والدہ معظمہ کا اسم ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر عبد اللہ بن قحافہ تھا یہ قاسم فقہائے شیعہ ہیں اور اسی قاسم سے فقرا میں گروہ نقشبندیہ جاری ہوا ہے یہ صاحب امام علی زین العابدین کے خالہ زاد بھائی تھے خواجہ محمد پارسا اپنی کتاب فصل الخطاب میں اور ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ جناب ام فروہ خاتون معظمہ بڑی پاک سیرت اور نیک نفس بی بی تھے اور نور ایمان سے آراستہ پیراستہ تھی اور نور معرفت سے مزین اور انوار حقیقت سے پر نور روشن ضمیر تھیں جناب امام جعفر الصادقؑ سترھواں ربیع الاول ۸۳ھ ہجری روز دوشنبہ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے آپ کا جلوہ ظہور ہوا عہد عبد الملک بن مروان کا تھا یہ زمانہ مروانیوں کے بڑے عروج کا تھا اس زمانہ میں خدا پرستی اور سلامتی معدوم تھی اور فتنہ فساد اور شریعت کا جھوٹا دعویٰ کیا جاتا تھا یزید بن معاویہ تا قتل امام حسین کی بعد عنان حکومت مروان بن حکم کے ہاتھ لگی پھر اسکا پسر عبد الملک خلیفہ ہوا تو عبد اللہ ابن زبیر کو خانہ کعبہ میں قتل کر کے برحق اور یکے ائمہ اثنا عشر بھی ہوگی ۶۵ھ ہجری میں عبد الملک خلیفہ ہوا اسکے حکم سے حجاج نے کعبہ کی اینٹ سے اینٹ اکھاڑ دی اور بی بی عائشہ کی بھانجی اور خلیفہ ابو بکر کے پیارے نواسے کو قتل کیا اور اسکے مردے کو سولی دیا یہ تمام تاریخوں میں بالتفصیل درج ہے جب عبد الملک کا لشکر مکہ سے ابن زبیر کا خاتمہ کر کے مدینہ میں پہونچا تو تمام اصحاب اور مہاجر انصار ایک ہی طرح کے شکنجے مظالم میں دبائے گئے اکثر قتل کئے گئے اور اکثر دائم الحیات حبس کئے گئے انس بن مالک کے ہمراہیوں کی گردن پر داغ غلامی دیکر چھوڑ دیا گیا یہ ظالم خلیفہ برحق امام مطلق امیر المومنین اور

حبس کئے گئے انس بن مالک کے ہمراہیوں کی گردن پر داغ غلامی دیکر چھوڑ دیا گیا یہ ظالم خلیفہ برحق اور امام مطلق امیر المومنین

اور رسول خدا کا جانشین سمجھا جاتا ہے جو یزید اور مسلم بن عقبہ سے زیادہ ظالم ترین تھا اسکے ذاتی احوال اسلامی تاریخوں میں درج ہیں تاریخ روضۃ الصفا صفحہ ۱۲۵ جلد سوئم اور کاشف الحقائق صفحہ ۱۴۳ و الصفا صفحہ ۱۲۵ میں لکھا ہے کہ عبد الملک مرد صالح دیندار پابند شریعت تھا اور بڑا عالم فقیہہ تمام ممالک محروسہ میں یہ اعلان اشتہار دیدیا ہوا تھا اور جب دوسرے واقعات پر نظر پڑتی ہے تو تمام باتیں ہوا خواہاں دولت کی مصنوعی جوڑ بندیوں کے سوا کچھ ثابت نہیں ہوتا اوسکی تابعین نے عوام الناس کی تالیف قلوب کیلئے زیبا کر دکھلایا ہے ۷۳ھ ہجری میں عبد اللہ ابن زبیر کے قتل کے بعد عبد الملک حجاز میں اپنی حکومت کی اعلان کیلئے آئے اور مسجد میں یہ خطبہ پڑھا ایہا الناس میں خلیفہ مستضعف عثمان نہیں ہوں اور نہ خلیفہ نحیف یزید ہوں ہمارے پاس ہر بات کا علاج تلوار ہے آجکے بعد جو تقویٰ پرہیزگاری کا نام لیگا قتل کیا جاویگا عبد الملک کے دل پر خوف خدا کا جو اثر تھا اوسکے ملک گیری سے ظاہر ہو گیا سلطنت کا غرور اور دولت کا نشہ ایسا ہی ہوتا ہے

یہ طریقہ امم سابقہ کی سلاطین کا معلوم ہوتا ہے جو نہ خدا کے قائل تھے اور نہ مرسلین کے اور حکم دیا تھا کہ جو خدا کا نام لیگا وہ قتل کیا جائیگا سیرت خلفا ثلثہ کی تقلید کا جیسا سلیقہ تھا وہ بھی معلوم ہوگیا عمر ابن سعید کی قتل مخفی کے واقعہ سے عبدالملک کے اخلاق اور وعدہ وفائی کا اعلیٰ نمونہ ہے بعض مورخین نے صاف لفظوں میں لکھدیا کہ خلفا میں جس نے غدر اختیار کیا وہ عبدالملک تھا ابو الفدا مورخ عبدالملک کے حالات لکھتے ہیں کہ اسکے منہ سے بو آتی تھیعہ اور اسکی بخل کی باعث راشح الحجار کہتے تھے یہ شخص عاقل عالم دیندار تھا جب خلیفہ ہوا دنیا و دولت کی سبب سب کچھ بھلادیا اور ظالم اجل ہوگیا اسکے عہد میں احکام الٰہی اور شرعی پابندی کا نشان معدوم ہوگیا ◆

ولید ابن عبد الملک ۶ ربیع الاول ۸۶ھ ہجری میں تخت نشین اور جمادی الاول ۹۶ھ ہجری میں فوت ہوا نو برس سلطنت کی اسکی بابت امام ذہبی نے صاف لکھدیا کہ ظالم جابر مردم آزار ستم شعار تھا ◆

صاحب روضۃ الصفا کا بیان ہے کہ کسی بچہ کا ولید نام رکھتے تھے تو جناب رسالت مآب فرماتے تھے کہ ولید فرعون کا نام تھا تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ ولید علم نجوم سے بالکل کورا تھا باپ کی تجویز سے نجومیوں کو جمع کرکے پڑھنے لگا چھ مہینہ تک پڑھتا رہا مگر پہلے سے بھی زیادہ جاہل تھا مورخ ابو الفدا نے ولید کی عربی غلط بولنے کے متعلق عجیب حکایت لکھی ہے ایسے بہت واقعات اسلامی تاریخوں میں پائے جاتے ہیں افسوس ہے ایسے جاہل شریعت کی محافظ اور خلیفہ امام پیشوا امت کی تسلیم کئے جاتے ہیں اور احکام الٰہی اور شرع رسالت پناہی کے حامی اور ناصر بنائے جاتے ہیں افسوس صد افسوس ظالم حجاج نے سعید ابن جبیر بزرگ صحابی کو اصفہان سے بلا کر محبت اہلبیت کے قصور پر قتل کیا اور ولید کے زمانہ تک بنی امیہ ملکی کاروبار اور خانہ جنگی میں پھنسے رہے اسلئے انہوں نے مخالفت اہلبیت میں کوئی نئی ایجاد نہیں کی اور جناب امام جعفر صادق اید ہر شباب کو پہنچے اور اپنی والد بزرگوار کی خدمت میں رہکر طالبان حق کو راہ ہدایت اور سالکان راہ ایمان کو احکام شرعی بتلانے کے مدارج پورے طور سے فائز ہوچکے تھے ◆

## سلیمان بن عبدالملک ۹۶ ہجری میں تخت نشین ہوا

اور ۹۹ ہجری میں مرگیا یہ شخص بیحد پیٹو تھا ستر انار چھ برہ بچہ گوسفند چھ مرغیاں ڈیڑھ صاع طائف کی کشمش جھٹ کی کھاتا اسکی مثال عمر معدی کرب کی تھی مورخ ابو الفدا اور ابن ابی الحدید کا قول ہے کہ سلیمان کی موت بھی ایسی زیادہ خوری سے ہوئی ہے اور صاحب روضۃ الصفا بھی اسکی زیادہ خوری تحریر فرماتے ہیں کہ مرغ سالم گرم کا ایک لقمہ کرتا تھا اور شب کو خوان سرہانی رکھ لیتا تھا اسکی روزانہ کھانے کا وزن سو رطل عراق بتلایا گیا ہے مورخ ابو الفدا انکے تمام واقعات کی تصدیق اپنی تاریخ میں کرتے ہیں ابو ہاشم نبیرہ محمد حنفیہؒ کو بھی اسی نے زہر سے شہید کیا ہے ◆

## عمر بن عبدالعزیز ۹۹ ہجری میں سلیمان کے بعد تخت نشین ہوا

اور ۱۰۱ ہجری میں فوت ہوا دو برس پانچ ماہ بادشاہ رہا اوس قادر مطلق نے بنی امیہ کے بدنام سلسلہ میں اس نیک نام خلیفہ کو مخلوق فرمایا صاحب کاشف الحقائق عمر ابن عبدالعزیز کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ اندھوں میں کانا راجہ کہا جاتا ہے مگر نظر باوصاف حمیدہ جو عمر ابن عبدالعزیز تھے وہ اس سے زیادہ طرح کا مستحق ہے اسنے وہ کیا جو بنی امیہ نے

عہ بدبو کے سبب اسکو ابو الذبان کہتے تھے ۱۲ منہ

چار جانب عالم میں شب شتم جناب حضرت علی پر پھیلا رکھا تھا موقوف کرا دیا تھا اور تمام محبان اہلبیت کو اپنا زیر بار احسان قیامت تک کیا اور اپنے لئے توشۂ معقول عاقبت تیار کیا صاحب کاشف الحقائق روضۃ الصفا کی اسناد سے لکھتے ہیں کہ اسکے علاوہ عمر نے ایک اور کام یہ کیا کہ علاقہ فدک خلافت اول میں جناب سیدہ جہاں کے خالصہ سے نکال کر خلافت کی مقبوضات میں ملا لیا گیا تھا عمر ابن عبد العزیز نے اولاد فاطمہؑ کو واپس دیا یعنے امام محمد باقرؑ کو سپرد کیا بنی امیہ نے سنکر شور مچایا اور ناخوش ہو کر عمر کو زہر دیدیا تاریخ ابو الفدا میں بھی انکی وفات کا حال ایسا ہے لکھا ہے شربت سم آلودہ پلا کر مار ڈالا انکے بعد یزید ابن ولید خلیفہ ہوا صاحب کاشف الحقائق امام سیوطی کی اسناد سے لکھتے ہیں کہ یزید ابن ولید نے عمر ابن عبد العزیز کے بعد اسکے تمام قانون بدل ڈالے چالیس سفید ریش دراز منصف نے حلف اوٹھا کر گواہیاں دیں کہ اسکے سامنے کہ خلفا کو نہ حساب کتاب ہے نہ عذاب عقاب ہے پس پھر کیا تھا یزید کثرت عصیاں کی دریا میں کود پڑا ایک زن سلامتہ اور دوسری حبانہ منظور نظر تھیں انسے ناچ رنگ کی صحبتیں گرم ہوئی ابو حمزہ خارجی کہتا ہے کہ دہنے ہاتھ پر حبانہ اور بائیں ہاتھ سلامتہ طوائف کو بٹھلایا اور کہا میں پرواز کرتا ہوں اور واقعی وہ اڑ بھی گیا لعنت خدا اور عذاب کیطرف ایکدن حبانہ مر گئی یہ لعین اوس سے جماع کو شروع تھا آخر خواصوں نے لعنت ملامت کی تب اوس لاش کا پیچھا چھوڑا چند روز کے بعد مر گیا یہ ناپاک سے گئے گذری عوام الناس سے بھی چہ جائیکہ سلاطین کبار ان فواحش کے مرتکب تھے جو پیشوا اور جانشین پیغمبر آخر الزمان کے دعویدار تھے استغفر اللہ ربی پھر ہشام بن عبد الملک ۱۰۵ ہجری میں تخت نشین ہوا چالیس برس کا تھا صاحب کاشف الحقائق مروج الذہب مسعودی کی اسناد سے لکھتے ہیں کہ ہشام احول چشم تند مزاج درشت خو اور حریص اسقدر کنجوس تھا کہ کوڑی بھی نہ کسیکو دیتا تھا اسکے عہد میں ابواب خیرات بند ہو گئے تھے اوسکا زمانہ سخت ترین تھا ایکدن باغ میں ہمراہیوں نے میوہ کھایا اور کہا خدا برکت دے ہشام نے کہا برکت کسطرح رہیگی پھل تمام تو کھا گئے باغبان کو کہا میوہ دار درخت سب کاٹ کر پھینک دے نہ ہوگا نہ لوگ کھائینگے ہشام کی خلافت کا قصہ تمام اسلامی مورخین نے لکھا ہے کہ حقیقت میں یہ قوم بنی امیہ کی عادت اور اطوار اور کردار اور رفتار کا کامل نمونہ بھی ہے ابو سفیان سے لیکر ہشام تک سبکے حالات مختلف الانواع دکھائی دیتی ہیں ترجمہ عبارت تاریخ ابو الفدا مطبوعہ مصری صفحہ ۹۱ھ—۱۲۰ *

مروج الذہب مسعودی ترجمہ روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ ہشام برائے سیر جنگل کو ایک دن گیا اور گرد غبار دیکھا تو اس میں ایک قافلہ تجار دو نکا ظاہر ہوا انسے دریافت کیا کہ تم کون ہو انکے سردار نے کہا میں تاجر ہوں اوس مرد نے کہا آپ کون ہیں ہشام نے کہا میں قبیلۂ قریش سے ہوں مرد تاجر نے کہا قبیلہ قریش میں آپکا سلسلہ النسب کس بطن سے ملتا ہے ہشام نے کہا میں اشراف بنی امیہ سے ہوں بنی امیہ وہ ہیں جنکی شرف بزرگی کو عرب کا کوئی شخص برابر نہیں ہو سکتا مرد تاجر ہنسکر کہنے لگا آپکا نسب نیک اور قبیلہ بڑا پاک معروف ہے افسوس آپ کی موجودہ حسب نسب سے شرم کرنی چاہیئے کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ بنی امیہ ایام جہالت میں سود خوار تھے جب مسلمان ہوئے تو خاندان نبوت کے حقوق پر دست دراز کرنے لگے اور آپ کی راس الرئیس زمانہ سابقہ میں شراب فروش اور زنجوار تھے صاحب روضۃ الصفا کا بیان ہے کہ اس پیر مرد نے حرب اور ابو سفیان ...... اور ہندہ تمام بنی امیہ کے عیوب ظاہر کردئے تو ہشام شرمندہ ہو کر چلتا ہوا اور اپنے خادم سے دریافت کیا کہ اوس

پیر مرد کی تقریر تو نے سنی اس نے لاعلمی بیان کی ہشام نے خادم سے کہا اگر تو نے سنا تو میں تیری گردن اوتار لیتا اگر اسکی تقریر کچھ یاد ہے تو بھول جانے سے اسکا اظہار نہ کرنا ہشام نے تاجر کی گرفتاری کا حکم دیا تاجر وہاں سے روانہ ہو گئے تھے مردم ہشام نے ..... کوشش کی مگر کچھ پتہ نہ ملا واپس آئے غلام نے بعد مرگ ہشام کی وہ تقریر ظاہر کر دے ہشام کی ان حضرات سے سوائے مخالفت کے کچھ معلوم نہیں ہوتا

اوس زمانہ میں شریعت اہلبیت کو زور تھا اور تعلیم تدریس جاری تھی تمام اہل اسلام مدینہ میں آتے تھے اور ان حضرات سے تعلیم حاصل کرتے تھے امام ابوحنیفہ قاضی ابویعلی سعید ابن مسیب اور سفیان ثوری اور ابراہیم ادہم اور شفیق بلخی وغیرہا ہزاروں کے نام کتابوں میں صریح ہیں جو آستانہ ہدایت سے علوم ظاہر کی تعلیم پاکر تمام دیار میں مشہور ہو رہے تھے ہشام کو یہ امر خلاف گذرا آخر پوشیدہ امام محمد باقرؑ کو زہر دلوا کر شہید کرا دیا سنہ ۱۱۴ ہجری میں شروع ماہ محرم امام جعفر صادقؑ کا زمانہ شروع ہوا اپنے والد کی بعد سریر امامت پر رونق افروز ہوئے ۔

## تذکرہ سید زید شہید

سید شہید زید کا ماجرا یہ ہے ہشام کے مظالم کا سخت تریں واقعہ کا یہ نمونہ ہے جو سنہ ۱۲ ہجری میں واقع ہوا حضرت زید جو واقعات کربلا معلے سنکر زیادہ متاثر ہو رہے تھے جناب زید امام زین العابدینؑ کے فرزند مسماۃ حوریہ کے بطن سے تھے مختار نے آپ کی خدمت بطور ہدیہ بھیجا تھا زید کی ولادت سنہ ۶۹ ہجری میں ہوئی ہے اپنے والد ہو کے وفات کیوقت ۲۷ سال کے تھے امام صباغ مالکی کتاب فصول المہمہ میں ذکر زید کا لکھتے ہیں کہ زید ابن علی مرد شجاع تھے جسطرح بنی امیہ کو سادات سے متنفر تھا تمام دنیا پر ظاہر ہے سادات غریب اپنی کمزوری کیوجہ سے انکی مظالم کا جواب نہ دے سکتے تھے اسیوجہ سے حضرات آئمہ معصومین نے علیحدگی پسند فرمائی تھی اور اپنے مقدس جانوں کو بچ رہے جانا غنیمت سمجھ لیا تھا جو آنحضرت رسول خدا کے بعد جناب علیؑ نے خدا کی مصلحت اور وصیت رسول اللہؐ کے مطابق چوبیس برس تک سکوت اختیار کیا تھا انکی پابندی ہر ایک امام زمانہ کی مگر زید اپنے والد کے بعد تحمل نہ کر سکے امام محمد باقرؑ نے ہر چند سمجھایا باز نہ آئے اہل عراق کی ظاہر اطاعت نے زید کو پورا یقین دلایا تھا ابوحنیفہ کی بیعت ہونے میں سہاگہ کا کام دیدیا امام ابوحنیفہ کو زید کی بیعت کر لینے سے عراق میں زید کی امامت کا رنگ جمنے لگا جناب مدینہ سے کوفہ چلے گئے ہشام کو خبر ملی اسنے اہل عراق کو خط لکھا کہ زید کے فریب میں نہ آنا اور شدید احکام جاری کئے کوفہ میں چالیس ہزار اہل عراق نے بیعت زید کی کر لی اس مرجع عام کی وجہ امام ابوحنیفہ تھے شاہ عبدالعزیز دہلوی تحفہ اثنا عشری میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ کو تنزیہ صحت امامت زید ابن علی قائل بود وادرا درین امر تقویت می نمود اور امام محمد ابن طلحہ الشافعی اپنی کتاب عمدۃ المطالب میں لکھتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے بھی زید سے بیعت کر لی تھی اور لوگوں کو انکے ساتھ ہو کر خروج کا فتوی دیتے تھے اور حضرت زید کو خط لکھا کہ چار ہزار روپیہ بھی روانہ کرتے ہیں اور ہمارا آنا نہیں ہوتا پس علیحدہ ہو گئے انکو دیکھ کر اہل عراق بھی رفتہ رفتہ جدا ہونے لگے اور امام صاحب ابوحنیفہ کو ہشام نے طلب اپنے دربار میں کیا اور مکارم شاہانہ سے سرفراز فرمایا اور تمام اُمت

پر امام اعظم بنایا تاریخ فضل الخطاب خواجہ محمد پارسا کا فارسی ترجمہ کہ ہشام او را طلب نمود و یک دستار بر سر او بست و امام در لشکر ۂ دگردانید و امام اعظم لقبش ساخت و فتوئی موقوف بر امر وے شد و اول ہشام بہ قتل زید فتوئی طلبید ابوحنیفہ کوفی بشرم دستار امامت بر طغیان زید امر فرمود کہ زید طاغی است صورت کشمکش چنین بودہ پس از حکم ابوحنیفہ کوفی و قتال ہشام زید بہ قتل رسید یہ واقعہ ۲۰ بیس ماہ صفر ۱۲۰ھ ہجری میں درپیش ہوا اور انکی لاش مبارک کے بہت بے حرمتی کی سولی دیا اور دروازہ پر لٹکایا لاش بھی کوفہ کے دروازہ پر لٹکی رہی اور آپ کے ہفت پسر بھی شہید آپکے ساتھ ہوئے ہیں تمام تاریخوں میں یہ کیفیت درج ہے بحوالہ تاریخ امام جعفر صادق مولفہ سید اولاد حیدر بلگرامی فوق جناب زید کا احوال مختصر مذکورہ بالا بحوالہ تحفۃ الانساب لکھا گیا امام جعفر صادق اور امام محمد باقر نے جب سنا تو بہت روئے آخر ہشام پچپن برس ظلم جور کرکے مرگیا کیا لیکیا اسکے بعد ولید بن عبدالملک تخت نشین ہوا ۱۲۵ھ ہجری میں اور ۱۲۶ھ ہجری میں قتل کیا گیا امام جلال الدین سیوطی اپنی تاریخ الخلفا میں لکھتے ہیں کہ ولید وہ فاسق بدکار تھا اور شراب خوار تھا اسنے خانہ کعبہ کی چھت پر بیٹھکر شراب نوشی کی اور فسق فجور کی باعث لوگوں نے اسپر خروج کیا اور اسکو قتل کرڈالا صاحب کاشف الحقائق لکھتے ہیں کہ ولید نے شراب اور غنا ممنوع شرع کی علاوہ اپنے والد کی ازواج سے کیا اور لواطہ اپنے بھائی سلیمان سے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم میں مرقوم ہے ٭

نشہ شراب میں نعوذ باللہ یہ اسلام کا خلیفہ اور مسلمانوں کا پیشوا تھا اور کتاب حیوٰۃ الحیوان میں مرقوم ہے کہ ولید نے ایک کنیز سے بحالت مستی ہم بستری کی اتنے میں موذن نے اذان دی اور خلیفہ عصر کو اطلاع دی کہ امامت کیلئے آپ کا انتظار ہے ولید نے کہا یہ کنیز مسلمانوں کی امامت کریگی چنانچہ کنیز مردانہ لباس بدل کر مسجد میں گئی اور اسی حالت نشہ میں اور جنابت میں نماز پڑھا دے کسی نے نام تک نہ لیا تاریخ ابوالفدا اور مسعود ذاہبی میں مرقوم ہے کہ ایکبار ولید نے قرآن مجید کو کھولا ناگاہ آیہ کل جبار عنید نکلی ولید نے قرآن مجید کو زمین پر دے مارا بلکہ اوٹھکر ایک دیوار سے لٹکایا اور تیر مارے اور کہا کہ تو ہر ایک جبار عنید کو ڈراتا ہے میں جبار عنید ہوں روز قیامت کو خدا کے سامنے کہدیجو کہ مجھے ولید نے پارہ پارہ کردیا ہے یہ عقیدت کتاب اللہ سے اسکے تھے اور جناب رسالتمآب کے ساتھ بھی تو تھے ملاحظہ ہو یہ ولید کہتا تھا کہ جناب محمد نے خلافت اور بادشاہی سے کھیل کیا نہ کوئی وحی اوتری نہ کوئی کتاب آئی پس خدا سے کہدو اگر اس میں کچھ قدرت ہی تو میرا کھانا پینا تو بند کردے جب خدا سے اختلاف اور رسول خدا سے انحراف پھر زنا لواطہ وغیرہ کا کیا اعتراض جب دین ہے ثابت نہیں تو پھر عمل کیا ولید کے قتل ہونے پر یزید خلیفہ ہوگیا عرب کی ملکی تاریخوں میں اسے ناقص کا خطاب دیا ہے نہایت بخیل تنگدل تھا سپاہ کی تنخواہ یکقلم کم کردی تھی اسلئے مروان ابن محمد ابن مروان نے اول اسے ناقص کا لقب دیا ہے بنی امیہ کی بد اقبالی کا زمانہ بھی شروع ہوگیا اور خانہ جنگیاں ہونے لگیں یزید کی ششماہی حکومت کا زمانہ بھی خالی نرہا اسکو خلیفہ ہوتی ہے سلیمان قید سے نکلا اور فوج جمع کرکے یزید پر چڑھ آیا اہل حمص نے سخت غدر مچایا اور فارس میں عموماً خراسان کے علاقہ سے لیکر مرو تک وہ انقلاب پیدا ہوا جسنے بنی امیہ کا خاتمہ کردیا یزید اسی کشمکش میں بیمار ہوکر مرگیا اور بھائی ابراہیم ابن ولید اور اسکے بعد عبدالعزیز ابن حجاج ابن الملک کو خلیفہ بنایا گیا یزید کے بعد ابراہیم خلیفہ تو ہوئے مگر تاریخ ابوالفدا اور تاریخ کامل ابن اثیر اور تاریخ روضۃ الصفا میں لکھا ہے

انکی خلافت کامل تسلیم نہیں کی گئی ابو الفدا لکھتے ہیں کہ تھوڑے دنوں میں مروان ابن محمد ابن مروان نے اسی ہزار لشکر سے .... چڑھائی کردی ابراہیم نے اوسکے مقابلہ میں لاکھ فوج سے جدال کیا مگر شکست کھاکر دمشق میں جا چھپا اور حکم اور عثمان اور پسران ولید کو قتل کرڈالا سلیمان ابن ہشام نے خزانہ پر ہاتھ صاف کیا اور ابراہیم تخت چھوڑ کر روپوش ہوگیا مروان جسکی اسلامی دنیا الحمار کہتی ہے سنہ ۱۲۷ ہجری میں تخت نشین ہوا مروان نے ابراہیم اور عبدالعزیز ابن حجاج کو قتل کرڈالا بعض مورخین کا قول ہے کہ مروان کی سلطنت پانچسال تک رہی مگر ان پانچ برس میں ایک دن بھی چین نصیب نہوا تخت پر بیٹھتے ہی سلیمان ابن ہشام نے اوسپر چڑھائی کردی اس سے فرصت نہوئی تھی اور عبداللہ ابن معاویہ ابن عبداللہ ابن جعفر سے مقابلہ ہوا عبداللہ ابن معاویہ نے فارس میں عجم تک تمام صوبوں پر اپنی اپنی حکومت قائم کرلی سنہ ۱۲۹ ہجری میں سلیمان کی تحریک سے ضحاک خارجی نے چڑھائی کردی اس سے فراغت نہوئی تھی کہ ابی حمزہ یمنی نے مضافات میں سخت بغاوت پیدا کردی ان متواتر دشواریوں کے علاوہ دعوت بنی عباس کی مصیبت عظیم تھی سنہ ۱۳۲ ہجری میں دعویدار سلطنت ہوکر مروان الحمار سے مقابلہ کیلئے کھڑے ہوگئے واضح ہو کہ جناب حضرت علی کی شہادت کے بعد عبداللہ ابن عباس بذریعہ کاشت مدینہ سے طائف میں قیام پذیر ہوگئے تھے انکے پسر علی ابن عبداللہ ابن عباس کا زمانہ بھی خاموشی کا گذرا محمد ابن علی ابن عبداللہ ابن عباس نے سنہ ۱۰۰ ہجری میں ملوک بنی امیہ سے سلطنت کا خیال کیا کتاب مقاتل الطالبین میں ابو الفرج اصفہانی تحریر فرماتے ہیں کہ عمر ابن علی کے پوتے ابن عبداللہ ناقل ہیں کہ مرتبہ مقام ابوا میں جو قریب مدینہ کے واقع ہے اکابر اور عمائد بنی ہاشم مثل عبداللہ ابن حسن مثنی اور انکے دو فرزند محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم اور محمد ابن عبداللہ ابن عباس ابو جعفر منصور ابن محمد اور انکا چچا صالح ابن علی اور محمد ابن عبداللہ ابن عمر ابن عثمان وغیرہ سب لوگ جمع ہوئے یہ زمانہ عمر ابن عبدالعزیز کی خلافت کا تھا صالح نے اس مجمع میں اوٹھکر تقریر کی کہ ایسی حالت میں ہمکو مناسب ہے کہ ہم ایک شخص کو منتخب کریں جو اس منصب کے لائق ہو۔ پھر اوسکی سب بیعت کریں اور عہد پختہ کرلیں کہ پھر اوسکی بیعت سے انحراف نکریں صالح کی تقریر سنکر عبداللہ المحض اوٹھکر کہنے لگے کہ ایہا الناس تم جانتے ہو میرا فرزند محمد اس امت کا مہدی ہے اور منصب امامت کیلئے شایاں ہے یہ سنکر اول ابو جعفر منصور کہنے لگے میں جانتا ہوں امت اسلامیہ کے لوگ سوائے محمد نفس زکیہ اور کی امامت پہ خشنود نہونگے منصور کی اس تقریر پر تمام لوگوں نے اتفاق کیا اور محمد ابن عبداللہ المحض سے بیعت ہوگئی عیسٰی ابن عبداللہ ناقل ہیں کہ عبداللہ محض نے امام جعفر صادق سے جاکر کہا آپ کی مشورت اس امر خاص میں ضروری ہے امام جعفر صادق نے فرمایا اے عبداللہ تمہارا پسر مہدی نہیں ہے ابھی مہدی آل محمد کا زمانہ دور ہے تم رئیس قوم ہو عبداللہ المحض نے سنکر ترشرو ہوکر کہا آپ اپنے ابن عم سے حسد کرتے ہیں امام نے جواب دیا نہیں محض محبت سے پھر آپ نے ارشاد فرمایا یہ محمد ابن علی ابن عبداللہ ابن عباس خلیفہ ہوگا اسکے بعد اسکی اولاد میں خلافت پہونچیگی تیرے ان دونوں فرزندوں کو یہ قتل کریگا عبدالعزیز کا بیان ہے کہ جبتک میں نے محمد اور ابراہیم کو قتل ہوتے نہ دیکھا تب تک کلام امام کی تصدیق نہوئی ورنہ حسد سے جانا کیا وہ مجلس برخواست ہوئی امام صادق اپنے مقام پر تشریف لیگئے مگر ابو جعفر منصور ہمراہ آئے اور عرض کی کہ آپنے آل عباس کی خلافت کیلئے جو ارشاد فرمایا ہے یہ صحیح ہے آپ نے فرمایا بالکل صحیح ہے ایسا ہی ظہور

ہیں آئیگا علامہ ابو الفرج اصفہانی ابو جعفر منصور کی زبانی نقل کرتے ہیں کہ منصور کا قول ہے کہ میں یہ خوش خبری سنکر اپنے گھر آیا اور اسیوقت اپنے معاملات میں دیکھ بھال شروع کردی قول امام پر آپ کو خلیفہ سمجھ لیا سنہ ہجری میں محمد ابن علی مدینے سے خفیہ شام میں پونچا اور بلاد شام میں علاقہ بلقاء موضع سراۃ میں قیام پذیر ہوا اس غرض سے کہ ابو ہاشم نبیرہ حضرت محمد حنفیہ کہ ان دنوں سلیمان بن عبدالملک کا عامل بڑے عروج میں تھا محمد ابن علی یہ سوچا تھا کہ ابو ہاشم کے ذریعہ سے مدد ملیگی لیکن ابو ہاشم کو عاملان سلیمان نے شیر میں زہر دلوادیا وہ محمد ابن علی کے پاس موضع سراۃ میں شام سے چلے آئے آتے ہی انکی رحلت ہوگئی ابو ہاشم کے مرتے ہی اسکے ہمراہیوں نے محمد ابن علی سے بیعت کرلی بنی عباس کے عروج کی ابتدا یہی ہے محمد نے اپنی تدبیر شروع کردی پہلے ابو عکرمہ سراج کے ہمراہ دو آدمی خراسان کو روانہ کردیے اور خراسان میں عباس کی دعوت خفیہ شروع ہوگئی پھر انکے بارہ شخص مقرر ہوئے وہ نقیبیار کے لقب سے معروف تھے پھر ان بارہ کی نہایت کثیر التعداد مقرر ہوئے اور خراسان سے مرو تک تمام پھیل گئے ہشام کے زمانہ سنہ ہجری سے لیکر سنہ ۱۲۰ ہجری ولید کیوقت تک خفیہ دعوت جاری رہی محمد ابن علی نے سلیمان ابن کثیر اور قحطبہ ابن شبیب کو ایران کیطرف روانہ کیا ستر آدمی دستور العمل کے بعد دیگرے روانہ کردیے دعوت کیلئے اور محمد ابن علی موضع سراۃ میں مرگیا انکے بعد انکا پسر ابراہیم قائم مقام ہوا سنہ ۱۲۰ ہجری زید شہید ہشام کے ظلم کے نشانہ ہوچکے انکے پسر یحییٰ ابن سید زید کو بحکم ولید علاقہ جرجان میں شہید کیا انکے مارے جانے سے رعایا کوفہ نے ابو سلمہ خلال کی بیعت کرلی اور علاقہ جرجان میں بنی عباس کی دعوت تسلیم ہوچکی بنی امیہ کے سامنے بنی عباس نے خاموشی سے کام لیا عباسیوں نے حصول دولت کا یہ نسخہ تجویز کیا کہ رضائی آل محمد اور حقوق کی نصرت یہ تسخیر قلوب عوام کیلئے آل محمد کو اپنا ذریعہ مقاصد بنایا تھا یہ زبانی لوگوں کی تالیف قلوب تھی آخر کار بزرگان سلف کی تقلید اختیار کی ورنہ آئمہ طاہرین سے کوئی ہمدرد کار نہ تھا جو مصائب گذر چکے یا گذرتے تھے کبھی کسی نے کوئی امداد نہ کی صرف زبانی رضامندی عام کیلئے رضائے آل محمد کا بیان ہوتا تھا تمام بلاد اسلامیہ میں ان لفظوں میں جلوہ آرا کیا اور رضائے آل محمدؐ کی آڑ میں جب عباسی نقیبوں سے وجہ دعوت دریافت ہوتی تھی تو وہ کہتے تھے کہ رضائے آل محمد یہ واقعات اہلبیت تمام لوگ سنکر فوراً انکی دعوت قبول کرلیتے تھے محمد ابن علی نے ابو عکرمہ سراج جو آگے خراسان میں بھیجا تھا اور خراسان اور فارس اور عراق عجم میں ع عبداللہ نے انکو اپنے لشکر عہدہ عطا کیے یہ سبب رضائے آل محمد کی سنہ ۱۱۹ ہجری میں بادشاہ بنی امیہ کو حسد پیدا ہوا کہ آل جعفر کا ستارہ عروج ہورہا ہے انہوں نے عامر ابن ضبارہ اور معین ابن زائدہ کو آل جعفر پر روانہ کیا ان دونوں نے آل جعفر پر حملہ کردیا عبداللہ کی فوج پسپا ہوگئی اور میدان جنگ میں عبداللہ کو چھوڑ کر منتشر ہوگئے یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلم خراسان میں دعوت کررہا تھا عبداللہ ابن معویہ اور حسن انکے برادر نے کہ مسلم رضائے آل محمد کی دعوت کررہا ہے اس خیال سے کہ ہماری مدد کریگا اسکی طرف چلے ابو مسلم ان دنوں مرو میں تھا آل جعفر جب ہرات پونچے تو مالک ابن ہیثم خزاعی نے روکا اور ابو مسلم کو اطلاع دی جب مالک کا خط ابو مسلم کو پونچا اوس نے لکھا کہ عبداللہ ابن معویہ کو معہ ہمراہیوں کے قتل کردے مالک نے ان حضرات کو قتل کر ڈالا ان حضرات کی مزارین ہرات شہر میں مقابر سادات کے نام سے مشہور ہیں ابو مسلم جوان سادات کا قاتل تھا اور دولت بنی عباس کا مدعی ان سادات کی رعایت ذکر سکا طمع دنیا خود غرض کا مرض ایسا لا علاج ہی ہوتا ہے جو نیک بدکی

ع عبداللہ بن معویہ ابن جعفر طیار کی حکومت کا رنگ جم گیا تھا اور تمام بنی عباس ابن معویہ کے پاس جا پونچے عبداللہ نے سـ

تیز کو انسان کے قلب سے صلب کر لیتا ہے بہر حال علاقہ عراق فارس قومس تک آل جعفر کی زیر اثر تھا سادات کے قتل کے بعد ابو مسلم کے قبضہ میں آگیا بنی امیہ کا عامل خراسان پھر ابو مسلم سے شکست کھا گیا تھا وہ علاقہ بھی ابو مسلم کے زیر حکم ہو گیا اور ایران میں آل جعفر کی بربادی کا ابو مسلم کی کامیابی کا موقع مل گیا اور ابراہیم بن محمد کو بنی امیہ کے خانہ جنگی سے بہت فائدہ ہوا بنی عباس اپنی کامیابی پر پورے فائز ہو گئے اور ۱۲۹ ہجری میں عراق عجم خراسان قومس تمام ملکوں میں سلاطین بنی امیہ کے نام خطبہ سے خارج ہو کر ابراہیم ابن محمد کا نام داخل کر دیا گیا اور نصیر ابن سیارہ جو بنی امیہ کا عامل ایران کا تھا مرو میں ابو مسلم سے شکست کھا کر بھاگا اور ملک رے میں پہنچا اور مروان الحمار کو لکھا کہ فتنہ حسد و دشام تک تباہی کا باعث ہو گا مروان الحمار نے ابو مسلم کا مبارکنامہ جو ابراہیم ابن محمد کو لکھا تھا وہ قاصد پکڑ لیا اس خط میں لکھا تھا کہ نصیر ابن سیارہ نے شکست کھا کر ملک خراسان سے فرار ہو گیا اور ملک میرے قبضہ میں آگیا ہے مروان حمار نے اوسے قاصد کو کہا یہ خط ابراہیم کے پاس لیجا جو وہ جواب لکھے وہ مجھکو آکر دکھا تا زر کثیر دونگا قاصد ابراہیم ابن محمد کے پاس گیا ابراہیم نے ابو مسلم کا خط پڑھا اور جواب لکھا کہ ہمارے حصول دولت میں کوشش بلیغ کرو اور ہمارے مخالفین کے استیصال پوری کرو ابراہیم نے خط اوسے قاصد کو دیا اوس نے مروان الحمار کو بموجب وعدہ لا دیا اور انعام لیا مروان نے خط پڑھا اور عامل جابلقا کو یہ لکھا کہ ابراہیم کو مع انصار جابلقا سے گرفتار بھیجدے عامل نے فوراً اونکو گرفتار کر کے روانہ کیا جب ابراہیم مروان الحمار کی روبرو لائے گئے مروان نے اسکو ناملائم کہا ابراہیم نے جواب دیا میں ابو مسلم کے خفیہ سے واقف نہیں ہوں مروان حمار نے وہ خط اور قاصد سامنے کر دئے ابراہیم نادم ہو کر خاموش ہو گئے ابراہیم کو مروان نے قید کر دیا ابو عبد اللہ ثعلبی کا بیان ہے کہ عبد اللہ عباس ابراہیم قتل کئے گئے انکے قتل کے بعد سفاح و منصور و اسمٰعیل و ابو داؤد و صالح و عبد الصمد یہ تمام فرار ہو کر ابو سلمہ کے پاس کوفہ میں چلے گئے ابو سلمہ خلال جو عراق میں وزیر آل محمد معروف تھا اوسنے عراق سے بنی اُمیّہ کا اقتدار اوکھاڑا تھا اور بنی عباس جو شام سے آئے تھے اپنے گھر میں پوشیدہ رکھا اور مسلم کو اطلاع دی ابو مسلم نے فوج خراسان کے کوفہ پر روانہ کی خراسان کا لشکر بنی امیہ سے مقابل ہوا بڑی خونریزی واقع ہوئی بنی امیہ میدان سے بھاگ گئے اور ابو سلمہ کا کوفہ پر قبضہ ہو گیا ابو سلمہ نے خیال کیا کہ اہلبیت طاہرین سے خلیفہ مقرر ہو اور دار الخلافت شام پر حملہ کیا جائے اس خیال سے ابو سلمہ نے تین خط استدعا قبول خلافت کے لئے تحریر کئے ایک پہلا خط جناب امام جعفر الصادق کے نام دوسرا عبد اللہ المحض کے نام تیسرا عمر اشرف ابن امام زین العابدین کے نام اور قاصد کو بہ تاکید کی کہ اول امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں جانا اگر آپ انکار کریں تو پھر عمر بن علی کے پاس جانا اگر وہ بھی انکار کریں تو پھر عبد اللہ محض بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ کے پاس جانا بہر حال قاصد ابو سلمہ کا کوفہ سے مدینہ میں پہنچا اور پہلے خدمت امام میں گیا اور حاضر ہوا آپ نماز مغرب سے فارغ ہوئے تھے فتیلہ روشن تھا آپنے خط بغیر کھولے جلا دیا اور کہا جواب یہی ہے قاصد پھر عبد اللہ کے محض کے پاس گیا عبد اللہ محض وہ خط لیکر بغرض مشورہ امام کی خدمت میں گئے آپنے ارشاد فرمایا اہل خراسان ہمارے شیعہ نہیں ابو سلمہ کے قول پر اعتبار نہیں اور خلافت اب ہمارے قابل نہیں وہ قاصد پھر عمر اشرف کے پاس گیا عمر اشرف نے کہا ہم واقف نہیں اسلئے جواب نہیں دیتے روضۃ الصفا جلد سوئم اس واقعہ کو امام یافعی نے بھی اپنی تاریخ میں ایسا ہی لکھا ہے ۔

چنانچہ امام یافعی تحریر کرتے ہیں کہ ابومسلم مروزی نے ایک خاص آدمی کو امام کی خدمت روانہ کیا اور یہ پیغام دیا کہ اگر آپ قبول خلافت کریں تو بندہ آپ پر رضامندی ہے آپ نے جواب دیا کہ زمانہ ہماری خلافت کا نہیں ہے پس ابومسلم کوفہ میں گیا اور منصب خلافت کو السفاح کی سپرد کیا اور بیعت اوس سے کر لی امام جعفر صادقؑ نے امر خلافت کو قبول نہ کیا خدا کی جانب سے مقرر کئے ہوئے امام کی یہ شان اور توکل کی صورت ہوتی ہے اہل دنیا کو ایسا موقع نصیب سے آتا ہے ابوسلمہ اور ابومسلم کی ہزار استدعا قبول خلافت کیلئے اور امام بحق صادقؑ نے قطعی انکار کیا سلطنت دنیا کو آپ نے کئی بار ٹھوکر ماری ہے یہ سوائے خاصان خدا اور مقربان بارگاہ رب العلا کی دوسرے سے ممکن نہیں ایسی قناعت اور توکل پر قادر ہونا یا وقت اور مجاہد امام منصوص ہیں البتہ ہی ہوتے ہیں عبداللہ محض بھی اسی خانوادہ سے تھے مگر مؤید من اللہ نہ تھے یہ فرق تھا اور امام جعفر صادقؑ اپنی جلیلہ مراتب کے آگے دنیاوی اقتدار کو محض بے بنیاد جانتے تھے آپ نے فرمایا یہ امر بنی عباس کا حصہ ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ محمد نفس زکیہ بن عبداللہ المحض نے سلطنت بنی امیہ کے اخیر ایام میں یہ ارادہ کیا تمام بنی ہاشم ہماری بیعت کریں امام جعفر صادق نے منع فرمایا آپ کو سب کچھ معلوم تھا مگر نہ مانی اور کہا بوجہ حسد ہماری بیعت نہیں کرتے آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ظہور میں آیا عبداللہ ابن محمد السفاح کی سلطنت کا بیان صاحب روضۃ الصفا فرماتے ہیں کہ ابوسلمہ خط مدینہ والے کا انتظار کرتا تھا اور ہر ۱۴ ربیع الاول ۱۳۲ھ ہجری کو ابراہیم کو وفات ظاہر ہوئی ہمراہیاں ابومسلم نے بلا اجازت ابوسلمہ جلد سوئم ◆

بنی عباس کی طرح بنی حسن بھی دعویدار خلافت تھے اولاد عباس کی دعوت پوشیدہ ملک خراسان ہو رہی تھی اور آل امام حسن کی خفیہ بیعت مدینہ میں ہو رہی تھی جانبین سے حصول مقاصد کیلئے برابر دعویدار تھے ساری دنیا نے اولاد عباس کی بیعت کر لی بنی حسن چوں نہ کر سکے جب عباسیوں کو معلوم ہوا کہ ابوسلمہ نے بنی فاطمہ کو طلب کیا ہے انکو فکر پیدا ہوا عبداللہ السفاح نہایت ہوشیار تھا سوچا کہ بغیر بنی فاطمہ کے متفق ہونے کے کام نہ چلیگا امام حق تو اس امر کے خواہاں نہیں ہیں عبداللہ محض اور انکے صاحبزادیوں کا اندیشہ ہے انکا ملا لینا ضرور ہے عبداللہ السفاح نے اپنے برادر کی صلاح سے پاس طلب کیا جب وہ تشریف لائے وعدہ وعید پر راضی کر لیا گیا تمام اہل نے بنی حسن کی سکوت کو عین رضامندی جانکر عباسیوں کی بیعت کر لی اور لب نہ ہلایا حکام عراق و فارس نے بھی بیعت قبول کر لی عبداللہ السفاح تخت نشین ہوا ابوسلمہ حلال بھی خلیفہ کی خدمت میں گیا اور مبارک خلافت دی ابوحمید جو اہل خراسان کا سردار تھا اسنے اعتراض کیا اور کہا تمہارے ناک کاٹی جاویگی ابوحمید کا اشارہ ابوسلمہ سے تھا بوجہ خلافت بنی عباس بنی فاطمہؑ کو خط لکھے تھے عبداللہ السفاح نے ابوحمید سے کہا ابوسلمہ کے بہت حقوق ہمارے ذمہ ہیں اسکی تعریض مناسب نہیں ہے السفاح نے ابوسلمہ سے کہا اب آپ تشریف لیجائیں اور علی الصباح مسجد جامع میں تشریف لائیں دوسرے دن السفاح شان تجمل سے مسجد میں داخل ہوا اور بر خلافت بنی امیہ منبر پر خطبہ پڑھا اول حمد خدا اور نعت رسالت پناہ کے بعد نیچے اوترا کچھ علیل تھا اسکے برادر داؤد بن محمد السفاح کہا ایہا الناس آپ تمام حضرات کو معلوم ہے کہ اس منبر پر بعد رسالت پناہ صلعم کے کسی خلیفہ نے پاؤں نہیں رکھا سوائے جناب علیؑ یا موجودہ امام جو اسوقت تمہارے پیش نظر ہے اور امر خلافت ہمارے خانوادہ میں تا قیامت رہیگا اسکی غرض اور مقصود سے روشن ہے کہ وہ اپنی امارت روحانی اور ولایت اور امامت سے بغیر بیان کرے، بنی عباس نے آل محمد کی امامت سے

اپنی امامت مراد لیکر دنیا کو ائمہ طاہرین کی اطاعت کی آڑ میں اپنا بنانا چاہتا تھا اور رضائی آل محمدؐ کی مجمل کلمہ سے بھی عالم یہی مراد لیتے بنی عباس اگرچہ زیادہ ہوں مگر آل محمدؐ کی طبقہ مقدس میں تو داخل نہیں ہو سکتی تمام لوگوں نے آل محمد کی حمایت کا اعتبار کرکے انکا ساتھ دیا اسے طریقہ سے بیس برس تک کام لیا گیا اور راز افشانہ کیا کہ ہم آل محمد ایک ہیں داؤد کا مطلب یہ تھا کہ اپنی امارت کو امامت حقہ سے ملاتا تھا اور عوام الناس کو شبہہ میں ڈالنیکے لئے محض لفظ رضائی آل محمد کا زبان زد تھا اور حصول دولت کا ذریعہ سمجھ لیا تھا اور جو صاحب بصیرت تھی وہ آل محمد کے عقیدہ میں سرجھکائے رہے جو حجت اللہ علی اہل الدنیا و عروۃ الوثقی کی اصل مفہوم تھے اور آل محمد کے ساتھ بنی عباس کا یہ تمسک انکے حصول مدعا تک منحصر تھا جبتک وہ اپنی مدعا پر فائز نہیں ہوئے تھے جب وہ اپنی تمنا سے ہمکنار ہوئے پھر نام نہ لیا اور انکے مظالم سے اہلبیت کو وہ مصیبت پیش آئی جو بیان سے باہر ہے تمام تاریخوں میں درج ہے انکی ظالمانہ حرکات انکو سلاطین بنی امیہ کا پورا پورا قائم مقام ثابت کرتے ہیں بنی عباس نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنی حفظ خلافت کیلئے وہی اصول قائم کئے جو بنی امیہ نے تجویز کئے تھے جو محبان آل محمدؐ سے تھے انکو قتل کرنا شروع کردیا یہ بنی امیہ کے پورے مقلد نکلے عبد اللہ ابن محمد السفاح نے بعد انتظام عراق مروان حمار پر لشکر کشی کی صاحب روضۃ الصفا کا بیان ہے کہ جانبین سے مقابلہ ہوا اور مروان کی شکست نمایاں ہوئے وہ استنجہ کیلئے ایک گوشہ میں گیا اور گھوڑا اسکا بھاگ گیا فوج نے سمجھا کہ سوار مارا گیا عرب میں یہ مثل مشہور ہے کہ اوسکی دولت پیشاب کے ساتھ نکل گئی مروان حمار اور ابراہیم بن ولید بن عبد الملک بن مروان بن حکم جو ششماہ کیلئے بادشاہ بنا تھا مع فوج فرار ہوا آگے دریا فرات انکا سد راہ ہوا اور عبد اللہ ابن علی انکے تعاقب میں تھا دریا میں ہزاروں آدمی غرق ہوگئے وَاَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ عبد اللہ ابن علی نے کہا مروان کی ایک لاکھ فوج میں چند آدمی جانبر ہوئے عباسیوں کو بنی امیہ پر فتح کامل ہوئی اور کثرت سے مال غنیمت ہاتھ لگا اب مروان کی اخیر داستان یہ ہے کہ مقام زب سے بھاگ کر شہر موصل میں آیا عبد اللہ ابن محمد السفاح نے ابو عون کو مروان کے پیچھے روانہ کیا وہ نشانہ قدم پر سراغ لگاتا گیا جب جیرہ عرب پر پونچا تو کشتی پر سوار ہوکر ممالک افریقہ کو جاتا تھا عامر ابن اسماعیل اور ابو عون پیادے اوسکی کشتی پر سوار ہوا مروان ایک جگہ پر سو گیا عامر ابن اسماعیل نے اسکا سر کاٹ لیا سلاطین بنی امیہ کے آخری بادشاہ کا خاتمہ کردیا عباسیوں کو سلطنت کے ساتھ بنی امیہ کی تمام دولت بھی ملی پھر بنی امیہ کا قتل عام شروع کردیا بڑے عذاب سے قتل کئے گئے اور سلاطین بنی امیہ اور مروان کے مقبرے بھی کھودوا ڈالے معاویہ ابن سفیان اور یزید ابن معاویہ انکی قبروں میں سوائے خاک کے کچھ نہ پایا عبد اللہ ابن علی نے جب ہشام بن عبد الملک کی لاش ثابت پائی اسکو روغن زیت مل کر دفن کیا ہوا تھا ہشام کی لاش منظر عام میں لٹکائے گئے اور کثرت سے دُرّے لگائے اور جلایا گیا صرف عمر ابن عبد العزیز کی لاش کو چھوڑا مورخ ابو الفدا لکھتا ہے انکی اور لاشیں گلی کوچہ میں اور بیرون شہر پڑی ہوئی تھیں اور کتے اور دیگر مردم خوار جانور نوچتے گھسیٹتے پھرتے تھے شیر خوار بچہ کوئی بچا ہو گا سلیمان بن عبد اللہ ابن عباس نے سفارش سے بنی امیہ کا قتل منسوخ کرادیا ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ بنی عباس نے اپنے حصول مقاصد کیلئے اولاد حضرت سے اپنا پورا خلوص اور اتحاد ظاہر کیا عوام کو رضائی آل محمد بتلا کر تسخیر کرلیا کہ موجودہ سلاطین جابر بنی امیہ امر خلافت کو اصل حقداروں کیطرف منتقل کردینگے جو

منجانب اللہ اسکیلئے منصوب ہوچکے ہیں عبداللہ ابن محمد السفاح نے خارجیوں سے ابوسلمہ خلال کا خاتمہ کرایا انکے ذریعہ سے انکو خلافت ملی تھی اور ابومسلم کا قتل زیر تجویز تھا کہ ابو عبداللہ محمد السفاح نے بمقام [illegible] ۱۳۶ھ ہجری میں انتقال کیا اور اسکے بعد منصور تھا ابومسلم کو دکن سے کیطرف روانہ کیا غرضکے لئے اپنا بنالیا اور دل میں اسکی قتل کی تجویز تھی یہ شخص ابراہیم ابومسلم ابن سلیط ابن عبداللہ ابن عباس ابن عبدالمطلب تھا اسنے تمام ممالک خراسان اور فارس اور مرو اور عجم عراق اور عرب شام مسخر کیا اور اپنی ہم جد بنی عباس منصور کی سپرد کر دیا اور منصور ایسا بدعہد اور بے وفا تھا کہ ابومسلم کو اپنے گھر میں مہمان بنایا اور قتل کر ڈالا کیسا مظالم تھا یہ اور کیسی مہمان نوازی تھی اگر یہ انکے ہمراہ نہ ہوتا تو انکی خلافت محال تھی اب کام نکل گیا یہ صرف بنی عباس کا ہمدردی تھا ابومسلم کے مظالم سے تاریخوں کے ہزارہا صفحے رنگے پڑے ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ بنی عباس کی حصول دولت کی غرض سے اوسنے لاکھ ہا خون ناحق کئے غریب سادات اولاد حضرت جعفر طیار شہر ہرات میں اسکے حکم سے مارے گئے اور جو ابومسلم نے امام جعفر صادقؑ کو قبول خلافت کیلئے لکھا تھا وہ بھی اسکے مدبرانہ چالیں تھیں جب امام صادقؑ نے اسکو اپنے تابعین میں شمار نہیں فرمایا تو ہماری کیا مجال ہے جو ابومسلم کو دائرہ اسلام میں داخل زین ÷

## منصور کے مظالم جو سادات سے کئے

منصور ابن محمد السفاح کی مظالم کے حالات اور ابنائے حضرت امام حسن کی دردانگیز مصیبت کی داستان یہ ہے منصور ابومسلم کے واقعہ سے فارغ ہوا تو اسنے اولاد امام حسنؑ پر نظر ڈالی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ بنی عباسیے اپنی دعوت کا سلسلہ بنی حسن کی اتفاق سے شروع کیا تھا پہلے منصور نے محمد ابن عبداللہ محض سے مقام ابوا میں بیعت کر لی تھی اسکو دیکھکر تمام حاضرین نے بیعت محمد سے کر لی جب امام جعفر صادقؑ سے اسکو معلوم ہوا کہ امر خلافت بنی عباس کو پہنچیگا تو منصور کو محمد نفس زکیہ کی بیعت سے ندامت آئی بڑا فکر ہوا دوبارہ خدمت امام میں گیا آپ نے اسکی تسلی کر دی اور قلب اسکا فیض یزدانی نور ایمان سے محروم تھا اسوقت تک تصدیق نہ کر سکا جب تک آپ امام کے پاس جا کر دریافت نہ کر لیا منصور تک رضائی آل محمد کی فقرے سے کام چلاتا رہا شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی سیرۃ النعمان میں لکھتے ہیں منصور نے سادات کی بیخ کنی اور خانہ بربادی شروع کر دی سادات بنی حسنؑ سے بھی خلافت کا خیال بکار رہے تھے صرف بدگمانی پر منصور نے بنی فاطمہ کی بیخ کنی شروع کر دی محمد اور ابراہیم کہ حسن جمال میں یگانہ تھے اسوجہ سے دیباج کہلاتے تھے زندہ دیواروں میں چنا دئے گئے آخر ان ظلموں سے تنگ آکر ۱۴۵ھ ہجری میں انہیں مظلوم سادات سے محمد نفس زکیہ نے کم آدمیوں سے مدینہ میں خروج کیا سیرۃ النعمان سے ثابت ہوا یہ منصور کے بے رحمیاں جو محمد نے خروج کیا حال یہ ہے کہ منصور نے اور اوسکی قائم مقام سلاطین عباسیہ نے ابتدا سے سادات کشی کو اپنا ذریعہ بقائے حکومت سمجھ رکھا تھا جیسا سلاطین بنی امیہ نے سمجھا تھا تدبیر میں دونوں قوموں کی سلاطین ہمقدم اور ہمخیال تھے منصور کہ محمد نفس زکیہ سے بیعت کر کے سخت حیران ہوا تھا اور امام صادق کا ارشاد سونے میں سہاگہ کام دے گیا منصور سمجھا اپنے آپ پاؤں میں کلہاڑی ماری کہ محمد کو حاکم اور شریک بنالیا منصور ۱۴۲ھ ہجری میں کوفہ سے مکہ میں پہنچا اور

واپس آ کر اس پاس کو جو زیادہ زید شہید کی اولاد تھی جو مدینہ سے ترک کرکے ہشام کیوقت شہر واسط میں آباد تھے انکو قتل کیا جب منصور کی مظالم کی خبریں سادات بنی حسن کو پہنچیں تو انکو سخت ہراس ہؤا اور انکو یقین ہوگیا کہ منصور ہمکو ضرور قتل اور غارت کریگا وہ اپنے مال اور جان کی حفاظت میں شروع ہوگئے اور سیرۃ المامون میں لکھا ہے کہ عباسیوں پر قتل سادات کا الزام لگایا جاتا ہے المامون کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سادات قصوروار تھے انہوں نے بادشاہ وقت سے بغاوت کی تھی اسلئے قتل کیئے گئے اور سیرۃ النعمان سے ثابت ہوتا ہے کہ جب سادات منصور کے ظلم کی برداشت نہ کر سکے تو محمد نفس زکیہ نے خروج کیا اس قول سے محمد بے قصور ثابت ہوئے ایک کتاب میں غریب سادات مجرم قرار دیئے گئے اور دوسری کتاب تمام الزامات سے بری کر دیئے گئے یہ دونوں کتابیں سیرۃ النعمان اور سیر المامون ایک فاضل شبلی نعمانی کی تصنیف ہیں جو شمس العلماء ہیں بنی عباسیہ بنی امیہ کے پورے مقلد تھے لیکن بنی امیہ کا سادات سے بیعت کرنا کہیں ثابت نہیں ہوتا اور منصور تو انسے بیعت کر چکا تھا اور وعدہ وعید مستحکم حلف لے چکا تھا ہر طرح سے مجمع عام میں انکے فضل شرافت کو تسلیم کر چکا تھا یہ منصور کے بدعہدی اور خودغرضی تھی صداقت دیانت کا نام نہ تھا منصور سنہ ۱۴۴ ہجری میں شہر بغداد کی تعمیر چھوڑ کر کوفہ سے ہوتا بہانہ حج مکہ میں پہنچا اور وہاں سے مدینہ میں گیا اور عامل مدینہ کو حکم دیا کہ سب سادات بنی حسنؑ کو گرفتار کرکے کوفہ کو روانہ کردے عامل نے سادات کو پابجولان کرکے روانہ کر دیا اور منصور بغداد کو چلا گیا محمد اور ابراہیم نے اپنے قبیلہ کی گرفتاری دیکھکر جنگل اور کوہ کی راہ لی پورے چار برس خوف منصور سے پوشیدہ رہے خلاصہ یہ دونوں برادر اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ مدینہ سے حجاز کے پہاڑوں اور خوفناک جنگلوں میں ٹھوکریں کھاتے رہے حجاز سے یہ قافلہ شہر عدن میں پہنچا وہاں بھی صورت امن نہ پائی آخر یہ مظلوم قافلہ بحر عرب سے ہوکر ہندوستان کی مغربی ساحل پر اترا اور ملک سندھ میں مقیم ہؤا دو سال جب گذر گئے تو سندھ میں بھی کوئی آرام کی صورت نہ نظر آئی یہ چھپتے چھپاتے پھر مدینہ میں پہنچے اور انکی سراغ میں منصور نے جاسوس لگا رکھے تھے اور انکی گرفتاری کی فکر میں تھا جب اسکو انکے مدینہ آنے کی خبر ملی تو عامل مدینہ کو لکھا تو تمام سادات بنی حسن کو گرفتار کرکے بغداد روانہ کر دیئے اوس ملعون نے فوراً یہ قافلہ بغداد کو روانہ کر دیا جب یہ قافلہ فوراً یہ قافلہ ظلم رسیدہ مدینہ سے جب چلا انکی غربت اور مجبوری پر خیال کرکے ہر ایک شخص روتا تھا وہ شرافت نجابت کی مجسم صورتیں بولتیں اور فضیلت کمال کی تصویریں جنکے حسن کی مثال دنیا میں مشکل پائی جاتی تھی انکا ہر ایک جوان رعنا دلیر شجاع تھا انکے گلے میں طوق ہاتھ میں دوہری زنجیر ڈالی شرم حجاب سے گردن جھکائی تھی اور لاغر پشت شتروں پر بٹھائے ہوئے تھے اور شہر کے کوچوں میں کشاں کشاں پھیرائے جاتے تھے کامل ابن اثیر کا بیان ہے کہ جب امام جعفر صادقؑ کو انکا حال معلوم ہؤا تو آپ وہاں سے اوٹھکر باہر آکر کھڑے ہوگئے کہ اتنے میں مظلوم سادات کا قافلہ گذرا اصلہ رحم کی لحاظ سے آپنے دیکھا کوئی پابہ زنجیر کوئی طوق گلوگیر کسی کی مشکیں کسیں ہیں اور کسی کے پاؤں اونٹ کے پیٹ سے بندھے ہیں بیساختہ رونے لگے کامل ابن اثیر کا بیان ہے کہ آپ روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ مدینہ اب دارالامان نہیں رہا ابو الفرج اصفہانی کی اسناد سے ملا محمد باقر مجلسی تحریر کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا یا خدایا انصار اولاد سے تو سخت عوض لینا کتاب کافی میں منقول ہے کہ جب

قافلہ مسجد رسول اللہ صلعم کے آگے سے گذرا آپ دیکھکر بہت روئے اور گر پڑی اور چند یوم بیمار رہے علامہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ محمد نفس زکیہ اور ابراہیم یہ دونوں مدینہ میں نہ تھے بخوف پوشیدہ ہو گئے تھے لباس تبدیل کر کے شب کو اس قافلہ مقیدین بطلب ملاقات پدر بزرگوار جاتے تھے اور تسلی کرتے تھے عبداللہ محض نے ایک روز فرزندوں سے فرمایا کہ مجھ اسیر کا خدا جانے کیا نتیجہ ہوگا تم بادشاہ وقت سے طاقت مقابلہ نہیں رکھتے منصور تمکو عزت سے رہنے نہ دیگا مگر عزت سے مرنیکو تو نہیں روک سکتا ان کلمات حسرت آمیز سے انکو غیرت کا جوش پیدا ہوا سادات کسی میں کیا تمام بنی عباس بنی امیہ کے پورے قائم مقام تھے سادات کو حبس دوام رکھنا یہ واقعہ پورے طور سے کافی ہے کیا ان واقعات کو پڑھکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ بنی عباس نے بنی امیہ سے سادات پر کم ظلم کیا ہے بنی امیہ تو قدیم کی دشمن تھے اور یہ قرابت قریبہ رکھتے تھے اور ساری دنیا میں برملا آل محمد اور اولاد اہلبیت کے دعوے کرتے تھے علامہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ سادات قید خانہ میں تلاوت قرآن مجید کا ذکر کرتے تھے انکا اشعار تھا پانچ حصہ پر تقسیم تلاوت تھی اور جلخانہ تاریک تر میں بسر ہوتی تھی اور آب دانہ بند تھا یہ مصیبت زدہ جماعت اسی خانہ میں فنا ہو گئی اسطرح مری جو اس قید خانہ میں مرتا تھا اسکا مردہ وہاں سے نکلا نہیں جاتا تھا اور میت وہیں پڑی سڑا کی اور اسکی بودو سرونکو بیمار کر دیتی تھی محمد نفس زکیہ کو یہ خبر ہوئی کہ سادات قید خانہ میں بڑی ایذیت سے مارے جاتے ہیں تب محمد کے دل میں قوت باقی نہ رہی اور اپنی جان بھی بچنے کی صورت نہ دیکھی تب مدینہ کے لوگوں سے محمد نے اپنی اس امر کی استدعا کی انکی تھوڑی تحریک پر تمام لوگ محمد کے ہمراہ ہو گئے رفتہ رفتہ اطراف میں انکی حکومت کا رنگ جمایا گیا بلکہ مکہ اور یمن تک انکی امارت کا اثر ہو گیا اور عامل مقرر کر دئے گئے محمد کے سب کام چند دنوں میں بخوبی انتظام پا گئے اور ابراہیم بصرہ میں چلے گئے اونہوں نے اپنی حکومت کا رنگ جمالیا کوفہ بصرہ کے لوگوں نے ابراہیم کی بیعت کر لی اور محمد سے اسکی جمعیت زیادہ ہو گئی ان دونوں بھائیوں نے اتفاق کیا کہ متفق ہو کر منصور پر خروج کیا جاوے مگر مشیت ایزدی عباسیوں کے ہاتھ (زمام سلطنت دیکر انکے نفس کا امتحان کرنیوالے تھے سادات کو فروغ کیسے ہوتا سید ابراہیم علیل ہو گئے اور سید محمد کے سر پر فوج منصور کے آگئی انکو ضرور مقابلہ حریف سے کرنا پڑا ۱۴۵ھ ہجری مقام قید جو مدینہ سے قریب واقع ہے مقابلہ ہوا عیسیٰ بن موسیٰ منصور کی فوج کا افسر تھا تاریخوں میں درج ہے کہ عیسیٰ نے جو لوگ سید محمد کے مطیع تھے انکو خط لکھے یہ کہ سید محمد کی ترک بیعت پر بہت انعام و جاگیر کا وعدہ کیا ان مراسلات کا نتیجہ یہ ہوا کہ سید محمد کی فوج نصف بھاگ گئے کچھ فوج عیسیٰ سے ملگئی کچھ فیصلہ کا انتظار کرنے لگے ۱۴ رمضان ۱۴۵ھ ہجری کو عیسیٰ نے مدینہ پر چڑھائی کر دی سید محمد نے قلیل جمعیت سے مقابلہ کیا مقام احجار الزیت پر لڑائی ہوئی سید محمد نے شجاعت آبائی کی جوہر دیکھلائے اور پسپا کر دیا آخر حمید ابن محطبہ نے نوک نیزہ سے سید محمد کا کام تمام کر دیا اور عیسیٰ بذات خود مدینہ میں منصور ہو کر اموال سادات کی ضبطی کرنے لگا باغات اور اراضیات امام جعفر صادق ع کی ضبط ہو گئی اس لحاظ سے امام صادق ترک مدینہ کر کے علاقہ فرع میں تشریف لیگئے عیسیٰ نے سر مبارک سید محمد نفس زکیہ کا فتح نامہ کے ساتھ منصور کے پاس روانہ کیا عیسیٰ کا قاصد سر محمد کا لیکر دربار میں حاضر ہوا ظالم منصور نے سر محمد کا قید خانہ میں

انکے باپ عبداللہ محض کے پاس بھیجا وہ اسوقت نماز پڑھ رہے تھے انکے بھائی مثلث حسن نے کہا نماز کو طول نہ دو یہ تحفہ بادشاہ نے آپکو بھیجا ہے جب عبداللہ محض نے سر فرزند کا دیکھا اور بہت روئے اور اوٹھا کر سینہ سے لگایا اور فرمایا۔ میرے پارہ جگر ہائے افسوس آخر پسر کے لبہائے مبارک پر اپنا منہ رکھدیا اور روح انکی پرواز کر گئی اور ایک آہ کے ساتھ دم نکل گیا ہیہات ہیہات یہ منصور کے مظالم تھے اُدھر ابراہیم نے بصرہ کی بیت المال پر قبضہ کر لیا تھا اور اہواز اور واسط فارس میں اپنے عامل بھیجدئے تھے ان لوگوں نے تمام رعایا کو بنی حسن کا مطیع بنا دیا تھا سید ابراہیم کی امور روز بروز ترقی پر تھی اور منصور کی کوئی تدبیر چلتی تھی اور خواب نہ آتی تھی آخر مدینہ سے اپنے چچا عیسیٰ کو طلب کیا اور سید ابراہیم اپنی جمعیت لیکر کوفہ پر پونچا منصور کے حواس باختہ ہو گئے سید ابراہیم مقام الحمرا میں خیمہ زن تھا اوسے عیسیٰ کا لشکر وہیں ملا اور مقابلہ ہوا موت کا بازار گرم ہوا سید ابراہیم بن عبداللہ محض غالب رہا منصور کو خبر پونچتے رہتے تھے وہ کہنے لگا کہاں ہیں اونکی صادق جو کہتے تھے خلافت عباسیوں کی ہو گئی بدظن ہو گیا پہلے آپ کا قول صدق جانتا تھا پھر یقین پر قائم نہ رہا سید ابراہیم کی فوج نے عیسیٰ کی فوج پسپا کر دی عیسیٰ کو شکست فاش ہوئی سید ابراہیم نے تعاقب بند کر لیا عیسیٰ پر ٹوٹ پڑا پھر سید ابراہیم کی جمعیت تمام منتشر ہو گئی اور سید ابراہیم نے خود تلوار لیکر مقابلہ کیا آخر عباسی کی ضرب شمشیر سے انکا کام تمام ہو گیا ۲۵ ذالحجہ ۱۴۵ھ ہجری میں یہ واقعہ ہوا جب سید محمد و سید ابراہیم فرزند سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ ختم ہو چکے مگر منصور کی سادات کشی کا سلسلہ تمام ہوا بقیہ سادات کے خون ناحق کرنے شروع کر دئے جہاں کہیں سادات کا وجود اسکو ثابت ہوا انکے قتل کا سلسلہ جاری کر دیا +

## منصور کی عام سادات کُشی

آخر مار کر چھوڑا تمام تاریخوں کا بالاتفاق بیان ہے کہ خضر الحمرا مذبح میں سرخ لباس کر کے قتل کا حکم دیا کرتا تھا فوراً قتل کیا گیا مہلت کی مجال نہ تھی بیرحم مقاصد مظالم شقاوت شعار خونخوار تھا خداوند عالم اوس سے عوض آخرت کو لیگا سید علی ابن سید محمد ابن سید حسن دیباج مدینہ سے منصور کے سامنے لائے گئے پہلے انکے ساتھ سخت کلامی کی پھر چار سو تازیانہ انکے بدن پر لگائے گئے امام ابوالفرج اصفہانی لکھتے ہیں کہ ضرب تازیانہ سے جب غریب کا کرتا اوتار گیا تو کرتے کے ساتھ جلد بدن بھی اوتر آئی ان سفاکیوں پر بھی منصور نے بس نہیں کی اور قصر کی دیوار میں کھڑا چنوا دیا جو اوسوقت زیر تعمیر تھا سید عباس ابن حسن مثنیٰ اور سید عمر ابن حسن مثنیٰ انکو بھی منصور نے قتل کیا اور سید علی ابن سید محمد ابن سید عبداللہ محض اور عبداللہ ابن سید محمد بن عبداللہ محض انکو بھی منصور نے قتل کیا اور علی ابن محمد مصر میں منصور کے حکم سے قتل کئے گئے اور عبداللہ ابن محمد کشمیر کی لڑائی میں مارے اور سید موسیٰ ابن عبداللہ محض کا سندھ میں خاتمہ کر دیا اور عیسیٰ ابن عبداللہ محض مدت تک ہندوستان میں پوشیدہ رہا اور مہدی بن منصور کی زمانہ میں واپس مدینہ میں گیا اور حسن ابن عبداللہ محض جیلخانہ میں مری اور علی اور عبداللہ اور حسن اور زید ابن محمد نفس زکیہ اور محمد کے برادر یحییٰ ابن عبداللہ محض ادریس ابن عبداللہ محض ان سادات کو منصور نے چن چن کر مار ڈالا تمام عمر سادات کی تلاش میں بسر کر ڈالی اسکو کوئی سید ہاتھ لگ گیا قتل یا دیوار میں چنوا دیا

صاحب لسان الواعظین کی عبارت شاہد ہے کہ منصور مسجدی در بغداد ساخت آہ اسا بش از اجساد جسم سادات بنی فاطمہ ساخت واز قلعہ شہر رے نیز بسیاری را در بنیاد نہاد سادات کشی منصور کی عادت ہوگئی تھی خون سادات اسکے مونہہ لگ گیا تھا اسکی مثال وحشی بہائم جو مردم خوار ہو جاتے ہیں پائے جاتے ہیں +

چنانچہ ملا محمد باقر جلا العیون میں لکھتے ہیں کہ منصور جب بغداد کی عمارت بنواتا تھا جتنے سادات پکڑے آتے تھے دیوار میں چنوا دیتا تھا بغداد کی مسجد بنیاد سادات کی لاشوں سے پاٹ دیگئے اور اوپر عمارت قائم کی گئی +

# شہر رے کے قلعہ کا احوال

شہر رے کے قلعہ میں بھی سادات چنے ہوئے ہیں ایک دن اولاد امام حسن میں سے ایک لڑکا سید پکڑا آیا وہ کم سن تھا منصور نے حسب دستور معمار کی سپرد کیا سید قبول صورت تھا اور معمار کو اسکی نگرانی کیلئے مقرر کیا معمار صاحب اولاد تھا اسکو رحم آیا اوسنے چن تو دیوار میں دیا مگر ایک سوراخ رکھدیا جو ہوا جاری رہے اور سید کے کان میں کہا نصف شب کو نکال لوں گا گھبرانا نہ جب لوگ سو گئے تب معمار نے ستون سے سید کو نکالا اور ہاتھ جوڑ چھوڑ کر کہا کہ لباس بدل کر کہیں دور نکل جاویں منصور کو خبر نہ ملے وس سید نے کہا اچھا تیرا بڑا احسان ہوا مگر میری والدہ کو تسلی دینا کہ وہ زندہ ہے اپنے گیسو سید نے کاٹ دئے کہ یہ میری ماں کو دینا کہ تسلی رہے معمار نے اوسکی والدہ کو خبر زندگی اور وہ گیسو جاکر دے سیدانی نے ہزار دعائیں معمار کو کہیں سید داؤد ابن حسن مثنی امام جعفر صادق کی رضاعی بھائی تھے ام داؤد نے پسر کا حال کہا آپ سنکر مغموم ہوئے اور دعائے استفتاح تعلیم فرمائی ام داؤد کی پڑھنے سے تھوڑے دنوں کے بعد رہا ہو کر مدینہ میں اپنی والدہ کے پاس آگئے منصور کی سادات کشی کی یہ حال مختصر لکھے ہیں یہ خود غرضی کے سوا کسیکا دوست نہ تھا منصور ایسا سفاک بیرحم تھا اپنے چچا عیسٰی کو اور اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ ابن علی کو بھی قتل کیا اور جو اس مظالم ضحاک عرب نے ستم کئے ہیں بیان سے باہر ہیں بہرحال منصور کا تسلط ملک پر پوری طور ہو گیا اور اسنے سادات بنی حسنؑ کو قتل کر ڈالا اور قرابت عالیوں کو بھی نہ چھوڑا جو بنی عباس سے تھے اور وہ لعین بنی فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا لکھا ہے ان حضرات کی وجود کو بھی اپنے خلاف سمجھا اس سلسلہ کی بیخ کنی کرنے میں اسکو خیال ہوا پھر عرصہ بائیس برس بعد منصور کی خونی نگاہیں امام صادق آل محمد کیطرف گئیں آپنے پیشین گوئی جو سادات کے مقابل میں بنی عباس کی حصول سلطنت میں ارشاد فرمایا تھا منصور نے اپنی تسلی کر لی تھی اس بزرگوار کی ہتیصال کی فکریں کرنے لگا اس انوار ہدایت کی گل کرنیکو طیار تھا اور اس نے بنی ہاشم کے عقائد میں پورا اختلاف ظاہر کیا حالانکہ عباس و بنی حسن و بنی فاطمہ عقائد میں متفق سمجھے جاتے تھے منصور ننگ خاندان نے حصول دنیا کے لئے تمام محاسن کو کھو دیا اسکی وقت سے بنی عباس میں تفریق ہوئی اور بنی فاطمہ اپنی آباء طاہرین کی سلک پر قائم رہے منصور نے اپنی حفظ سلطنت کو مد نظر رکھ کر عقائد خلفاء سابقین بنی امیہ کی پیروی اختیار کی امام جعفر صادق کے مقابلہ پر ابو حنیفہ میں نعمان بن ثابت کو بلاد اسلامیہ کا قاضی مقرر کیا اور امام صادق کو بعد تابعین تکلیفیں پونچائیں منصور نے یہ گمان کیا کہ میری خلافت کو امامؑ امامت حقہ ضرور تسلیم کرینگے کیونکہ پہلے

آپ نے امر امارت ہمارا حصہ بتلایا ہے ہماری خلافت کو بھی کیا معمولی سلطنت سمجھینگے بنی عباس اپنی سلطنت کو باعث شامل ہونی بنی ہاشم کی امامت حقہ سے تعبیر کرتے تھے بنی عباس ہونے کی رعایت سے رسولخدا کی ان اولیاء برحق ہر ایکو داخل کرنا چاہتے تھے جو حجۃ اللہ منجانب اللہ بتلائے گئے تھے یہ تدبیر ہرگز نہ چلے ز انکو کسی نے امام برحق تسلیم کیا اہل دنیا نے کیا ہوگا جو امام زمانہ کی صفات سے ناواقف تھے تاریخ روضۃ الصفا اور تاریخ امام جعفر الصادقؑ مولفہ سید اولاد حیدر اور منصور نے قریب دور تمام جاسوس لگا رکھے تھے جو محبت اہلبیت کی بو بھی سنیں یا امام جعفر صادق کا کسی سے نام تک بھی سنیں تو فوراً گرفتار کر لیں وہ ایسا ہی کرتے تھے اور سخت ایذا سے محبان خاندان نبوت کو قتل کیا جاتا تھا داؤد ابن علی عبداللہ ابن عباس منصور کا مدینہ میں حاکم تھا اسنے شعبان علیؑ کو چن چن قتل کرنا شروع کر دیا +

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ منصور کو اسکی مخصوصین نے پوچھا کہ آپنے تمام لذات دنیا حاصل کہیں ہیں منصور نے کہا ایک لذت باقی ہے کہ میں طفل درس میں بیٹھا ہوں اور طالبان حدیث میرے گرد جمع ہوں یہ تمنا بھی اسکے دل میں تھی امام حدیث بھی بننا چاہتا تھا ہوا خواہوں نے اخذ حدیث کیلئے اپنے بچوں کو بھیجا منصور دیکھکر بولا تم لوگ وہ نہیں وہ اور ہیں انکے کپڑے میلے اور پاؤں سفر سے پھٹے اور سر کے بال بڑھے ہوتے ہیں وہ حدیثوں کی طلب کرنیوالے ہوتے ہیں ابراہیم کا بیان ہے کہ مجھکو منصور نے حکم دیا کہ تم مدینہ جاؤ اور امام صادق کی چادر گلے میں ڈالکر لاؤ ابراہیم کہتا ہے کہ میں مدینہ میں گیا امام برحق اسوقت نماز میں مشغول تھے جب فارغ ہوئے تو میں نے آپ کی آستین پکڑکر عرض کی کہ آپ کو منصور نے بلایا ہے آپ نے فرمایا مجھکو جیسا حکم ہے اوسیطرح مجھکو لیچل ابراہیم نے کہا میں ایسی گستاخی نہیں کرتا آخر جب منصور کے پاس پہنچے وہ کہنے لگا آپ کو آج ضرور قتل کرونگا آپنے آہستگی سے جواب دیا کہ میری تیری مفارقت قریب ہونے والی ہے وہ خاموش ہوگیا اور آپ کو رخصت کیا او عیسی بن عبداللہ کو بھیجکر دریافت کیا کہ پہلے کون قضا کریگا آپ نے فرمایا وہ میرے بعد زندہ رہیگا عیسیٰ نے جاکر مژدہ دیا منصور مطمئن ہوگیا زندگی دنیا پر یہ بہت حریص تھا مسرور ہوا پر منصور نے آپ کے متعلق یہ تدبیر سوچی عراق میں بلایا یہ وہی سفر ہے جسمیں اپنی جدامجد نجف اشرف اور کربلا معلی میں زیارت فرمائی اور نشان قبر جناب علیؑ کا دوستوں کو بتلایا جو بخوف بنی امیہ کیسیکو معلوم نہ تھا اس سفر کے طول حالات ہیں آپ جہاں تشریف لیگئے اہل اسلام کا رجوع عام ہوگیا اور خدمت ہمایون میں حاضر ہو کر شرف زیارت حاصل کیا تفسیر حدیث فقہ اصول کلام تمام احکام شرعیہ سنتے تھے بغداد میں کثیر التعداد جمعیت آپ کی طاعت میں پائے جاتے تھے منصور آپ کیطرف رجوع عام دیکھکر چاہتا تھا کہ قتل کر ڈالے مگر بحکم خدا نہ تھا قادر نہ ہو سکا فریقین کے یقین کے علماء سیر اور تاریخ نے چودہ مرتبہ آپ کی طلبی کا ذکر کیا ہے مگر انمیں سے کسی ایکبار بھی اپنے ارادے کی تعمیل نہ کر سکا آپ کی اعجاز اور کرامات اور جلالت کی روشنی دلیل ہے منصور نے ہزار ہا مکر و حیلہ سازیاں اور تدبیریں کیں کہ امام کو قتل کرے مگر کچھ نہ ہو سکا +

## امام صادق کی ہلاکت کے متعلق

ہزار تجویزیں منصور نے کیں ثابت ہوتا ہے ایکبار نہیں کئی بار امام کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا تھا مگر خدا کی قدرت آپ

بچے ہی رہتے تھے ملا عبدالرحمان جامی شواہد النبوت میں لکھتے ہیں کہ ربیع حاجب منصور کا بیان ہے کہ منصور نے مجھکو حکم دیا کہ جب امام جعفر صادقؑ تشریف لائیں تو تلوار لیکر آمادہ رہنا کہ جسوقت میرا ہاتھ انکے ہاتھ پر پڑے تو تو انکو قتل کر ڈالنا ربیع نیک تھا اوسنے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ جب قتل امام کا حکم مجھکو دیگا تو اوسے لعین کو قتل کرونگا منصور نے ربیع کو کہا امام کو بلا لا ربیع گئے اور بلا لائے جب منصور کی نظر آپ کے جمال مبارک پر پڑی تو فوراً تعظیم سے استقبال کیا اور کہا اعانت کرنا اہلبیت کی واجب ہے آپ نے سکوت فرمایا اوسنے امامؑ کو رخصت کیا ربیع ساتھ قیام گاہ امام تک گیا اور عرض کی کہ آج آپ کے قتل کا ارادہ تھا اللہ کا حکم نہ ہوا جب منصور سے ربیع نے دریافت کیا کہ اے امیر تمہارا ارادہ مصمم تھا کیوں درگذرے منصور نے جواب دیا اے ربیع امام صادق کی قدر و منزلت خدا کے نزدیک بلند ہے بلا شبہہ یہہ اہلبیت سزاوار امامت اور خلافت ہیں جب وہ میرے سامنے تشریف لائے تو ایک اژدہا انکے ہمراہ تھا اور وہ کہتا تھا کہ امام کو اگر کچھ ایذا دے تو تیرا گوشت پوست اوتار لونگا محمد ابن عبداللہ اسکندری غلام منصور کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے منصور کو ملول پایا اور وجہ ملال دریافت کیا اوسنے کہا میں نے اولاد حضرت علیؑ سے کثیر التعداد جماعت کو قتل کیا مگر ایک امام جعفر صادق باقی ہیں آج غروب آفتاب تک انکا خاتمہ بہتر ہے پھر جلاد کو بلا کر کہا میں امام کو بلاتا ہوں تو متوجہ رکھنا جب میں ہاتھ سر پر اپنے لیجاؤں تو تو انکو قتل کر ڈالنا بہرحال امام جعفر صادقؑ بلائے اور آپ تشریف لائے محمد بن عبداللہ اسکندری کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ تمام قصر میں زلزلہ پیدا ہوا جیسے طوفان تلاطم میں مبتلا ہو جاتے ہیں منصور دور سے دیکھکر دوڑا سر برہنہ امام کی استقبال کو اور اسکا بند بند خوف سے کانپ رہا تھا امام کا ہاتھ تھام کر تخت پر بیٹھا لیا تو امام نے فرمایا کیوں بلایا ہے منصور نے شرما کر عرض کے جو آپ کی غرض ہو بخوبی رفع کرو آپ نے فرمایا تو مجھے بار بار نہ بلایا کر ہمارا جب دل چاہے آکر ملجائیں منصور نے کہا پھر فوراً آپکو رخصت کیا محمد بن عبداللہ اسکندری کا بیان ہے کہ منصور نے مجھے کہا کہ جب امام میرے پاس تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ انکے ساتھ ایک اژدہا ہے اور فصیح زبان سے مجھے کہتا ہے کہ تو اگر امام کو ذرا اگزند پونچائیگا تو میں تجھے قصر سمیت کھا ڈالونگا میرا قلب ملگیا اور حواس باختہ ہو گئے محمد اسکندری نے یہ سنکر کہا کہ یہ سحر ہے منصور خفا ہو کر کہنے لگا انکے پاس اسم اعظم ہے جو جناب رسالت مآب کے پاس تھا یہ جو چاہیں وہ ہو جاتا ہے یہ امور جادو سے تعلق نہیں رکھتے اس واقعہ کو ملا عبدالرحمان جامی نے شواہد النبوۃ میں اور شیخ عطار نے حلۃ الاولیاء میں نہایت شروع سے لکھا ہے اور ربیع کا بیان ہے کہ ایک دن منصور نے امام جعفر صادقؑ کو بلا کر کہا کہ اے جعفر تم میری خلافت میں عیب جو ہو اور مجھے قتل کرانا چاہتے ہو آپ حضرت نے فرمایا کسی نے افترا کیا ہے ہرگز نہیں ہم نے ایسی بات نہیں کی منصور نے کہا مجھے فلاں شخص نے کہا ہے جناب امام صادق آل محمد نے کہا ہمارے روبرو کہے وہ شخص بلایا آیا منصور نے کہا تو تجھ سے امام نے کہا ہے انکے مقابل بیان کر اوسنے کہا ہاں ایسا ایسا کہا ہے منصور نے کہا قسم کرا اوس نے قسم کھا کہ کھائی تو تب وہ زمین پر گر کر مر گیا منصور نے کہا اسکو باہر کھسیٹ لیجاؤ ربیع کا بیان ہے کہ امام صادقؑ واپس آئے صاحب روضۃ الصفا اور شواہد النبوت میں اور شبلنجی مصری نے نور الابصار میں اور علامہ ابن حجر نے

صواعق محرقہ میں اس کو تحریر کیا ہے اور خود جناب امام صادق آل محمد سے منقول ہے کہ منصور نے مجھکو طلب کیا اور برافروختہ ہوکر کہنے لگا اے جعفر تمنے محمد نفس زکیہ کا حال دیکھا سا ہوگا کہ میں نے سارا قبیلہ انکا قتل کر ڈالا اگر بنی حسین بھی ذرا سے حرکت کرینگے تو فوراً قتل کرونگا امام صادق نے فرمایا اے امیر مجھے اپنی جد امجد سے حدیث پہونچی ہے کہ کسی آدمی کی عمر سے تین سال باقی رہتے ہوں تو وہ صلہ رحم ادا کرے تو تیس سال اضافہ ہوکر تینتیس ۳۳ سال ہو جاتے ہیں اگر قطع رحم کا مرتکب ہوتا ہے تو تیس سے تین باقی رہجاتے ہیں یہ سنکر منصور کی ہوس باختہ ہوئی اور بار بار امام سے تصدیق کی آخر رخصت کیا نور الابصار شیخ شبلی مصری اور صاحب کاشف الحقائق کا بیان ہے کہ یہ حدیث بحار الانوار میں ہے اسیطرح ہے اور سید ابن طاؤس نقل کرتے ہیں کہ اکثر دشمنان دین نے حضرت کیطرف سے چند خطوط اہل خراسان کے نام جن میں منصور کی مذمت اور اپنی طاعت کی نسبت لکھا تھا یہ ظاہر کیا کہ یہ خطوط چند قاصدوں سے خراسان کے راستہ سے پکڑے ہیں بحوالہ کاشف الحقائق صفحہ ۲۰۸ اور ان خطوط کو دیکھکر منصور کو غصہ آیا اور ارادہ قتل امام کا مصمم کرلیا ربیع کو بلاکر کہا امام صادق کو بلا لاؤ اور قصر احمر میں جلوس کیا تھا اسکا معمول تھا کہ جب کسیکو قتل کرتا اوس عمارت میں بیٹھتا تھا ربیع نے اپنا پسر محمد امام کے بلانیکو بھیجا اوس نے جاکر کہا جلدی چلیئے غلبہ غضب عصر کے پاس حضرت ضعیف تھے محمد نے بغلی لیجا جب قریب آیا تو ربیع دیکھکر سراپا برہنہ امام کو پریشان ہوا جب اوس مقام میں پہونچے تو منصور نے خطوط مصنوعی آپ کے آگے رکھدیئے اور کہنے لگا تم براہ حسد بنی عباس کی خرابی کے خواہاں ہو آپ نے فرمایا جو تم کہتے ہو درست نہیں ہے اور ہمکو جاہ جلال کی خواہش نہیں ہے توکل برخدا ہمارا اشعار ہے جب جوانی میں ظالمین بنی اُمیہ کا دقیقہ نہیں پایا تو پیری میں بنی عباس کا کیا خلل انداز ہوسکتا ہوں اسوقت منصور کو جناب سرور کائنات تیغ بکف نظر آئے اور کہتے تھے ابھی تجکو قتل کرونگا اگر میرے فرزند کو کچھ کہا آخر آپ کو منصو نے مدینہ جانے کی اجازت دیدی اگر بصیرت کی چشم کھلی ہوتی تو بنی عباس کے مقلد دیکھ لینے کہ منصور کی چالیں امام برحق کی مقابلہ میں فقط آپ کی ارشاد ہدایت کو بھی بند کردیا جب سلسلہ ارشاد منقطع ہو جائے تو اجماع اور کثرت مومنین کہاں باقی رہیگی تو تھوڑے دنوں میں آپ کا فرقہ شیعہ نابود ہو جائیگا تو منصور نے نئی چال سوچی داؤد ابن عیسی جو اسکا عم زاد بھائی تھا اسکو عمارت مدینہ سے معزول کرکے اسکی جگہ سید حسین ابن زید ابن حسن مثنی ابن امام حسن کو عامل مدینہ کردیا انکے والد زید نے ہشام کیوقت امام محمد باقرؑ کو قتل کرایا تھا یہ وہ حسین بن زید ہیں جنکو منصور نے مدینہ کا سبز باغ دیکھلا کر قتل امام جعفر صادقؑ پر راضی کرلیا اوسنے منصور کے حکم کے مطابق شہر مدینہ کے اوس حصہ میں آگ لگادی جس میں امام اونکے اصحاب بیٹھے تھے جب شعلہ ہائے بلند ہوئے تو آپ آخر اوٹھے اور

## حسین بن زید عامل مدینہ کا بحکم منصور شہر کو آگ لگانا

اور آپ عبا کے دامن کو حرکت دیتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے میں فرزند اسماعیل بن ابراہیم ہوں وہ نار منصوری آپکی اس کلمہ سے سرد ہوگئی کچھ نقصان نہ پونچا کتاب کافی میں یہ واقع لکھا ہے اگر واقعات تاریخی میں ان امور کا معائنہ

کیا جاوے تو معلوم ہو جائیگا کہ عفو عنو منصور کا حرکت اور فریب کے ایک مشین تھا جس سے رنگ رنگ کی ترکیبیں ظاہر ہوتی تھیں وہ امام کی قتل کے متعلق کسقدر حیلے تیار کرتا تھا کسیطرح بغاوت برکشی یا طمع خلافت الزام لگا کر آپکو واجب القتل ٹھیرایا جاوے ایک دفعہ منصور نے جعفر ابن محمد ابن اشعث کو بلا کر کہا یہ تھیلیاں زر لیلو اور مدینہ میں جاکر محمد اور عبد اللہ اور امام صادق سے ملاقات کرو اور کہو یہ مال شیعیان خراسان نے آپ کو دیا ہے اور کہا ہے کہ بادشاہ وقت پر خروج کرو جعفر بن محمد کا بیان ہے کہ میں وہ مال لیکر بغداد سے مدینہ میں گیا محمد اور عبد اللہ نے اپنے نام کے مال لے لئے اور رسید لکھدے جب میں خدمت اقدس امام صادق میں گیا تو آپ نے فرمایا اے محمد کے پسر خدا سے ڈرو اور ہمارے ستانے سے باز آؤ اور جاکر منصور سے کہدے کہ ہم نے تیرا کیا بگاڑا ہے تو ناحق ہمارے دکھ دینے کو آمادہ ہے جعفر بن محمد بن اشعث کا بیان ہے کہ آپ نے وہ تقریر جو منصور نے مجھسے کہی تھی دوہرادی القصہ منصور کے پاس جاکر میں نے تمام روئداد بیان کی تو منصور نے کہا ہم اہلبیت میں ایک محدث علوم الٰہی کا ضرور ہوتا ہے اور اسپر واقعات اسرار روشن رہتے ہیں کسی سے اسکا ذکر نہ کیجیو اگر منصور کو دیدہ بینا ہوتے تو اسکو خلافت کی تقریر کافی تھی صاحب روضۃ الصفا جلد سوم میں بیان کرتے ہیں کہ بارہا قبول خلافت کیلئے انکار آپ نے کیا اگر امام کو خواہش دولت ہوتی تو موقعہ طائف الملوکی تھا کچھ خیال فرماتے امام جعفر صادق کی ذات مستغنی الصفات کے متعلق یہ تمام الزام سراسر لغو ہیں جن حضرات کو علم تاریخ کا مذاق سلیم حاصل ہے وہ اولیا اور اوصیاء اور اتقیاء اللہ کے مطابق طبقہ میں ایسے ہزاروں مثالیں بتلا سکتے ہیں جسطرح سابق سلاطین جابرہ نے اپنے خاصہ حجۃ اللہ کے مقابلہ میں کیا تھا ویسی منصور نے بھی کیا یہ بھی بسیرت شیخین کے مقلد تھے اور بلاد اسلامیہ کے اسلام میں یہ حکم دیا تھا کہ جو شخص ابو حنیفہ سے مسئلہ پوچھے ایک اشرفی اسکو انعام دیا جائیگا اور جو شخص امام صادق سے مسئلہ پوچھیگا اوس سے ایک اشرفی جرمانہ لیا جائیگا امام نے منصور کے جور سے تنگ آکر فرمایا اگر حکام جور مجھے منع نہ کریں تو میں کسی ملک کی گوشہ میں اور شب و روز درس قرآن اور حدیث میں مصروف ہوں اور ابو حنیفہ کے امام بنانے سے منصور کی یہ غرض تھی کہ کسی مسئلہ میں تنازعہ پیش کرینگے تو ہمکو موقعہ قتل امام صادق کا ملجاویگا امام صادق نے اسکی مخالفانہ کارروائیوں کے مقابل سکوت کا کام لیا ہم نے یہانتک کتب سیر اور تاریخ میں ان امور کی تلاش کی ہے تو تمام کتابوں میں منصور کی مکاری اور عیاری ہے ثابت ہوئی ہے اور آپ کی نسبت اسکے خلاف ہے الغرض سلامت نفسی اور علیحدگی پوری ثابت ہوئی ✦

کتاب بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ شیعان کوفہ نے امام جعفر صادق کی خدمت میں لکھا کہ کوفہ خالی ہے آپ نے قطعی انکار فرمایا جب سید ابراہیم بن عبد اللہ محض نے بصرہ میں خروج کیا تھا اور اتنے میں سہل ابن حسن افسر خراسانیوں کا تھا خدمت امام صادق میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا ایک لاکھ شیعہ آپ کے ہمراہ جان دینے کو تیار ہے آپ کیوں خاموش بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا ذرا صبر کرو اتنے میں ایک خادمہ دولتسرا سے آئی آپ نے پوچھا تنور روشن ہے خادمہ نے کہا ہاں حضور روشن ہے آپ سہل بن حسن کو تنور پر لیگئے اور کہا اس تنور میں جا داخل ہو سہل نے عرض کی مجھے آگ میں نہ جلائیں آپ نے فرمایا تجھے معاف کیا اتنے میں ہارون مکی [illegible] ارشاد فرمایا وہ تنور میں فوراً داخل ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد

سہل سے فرمایا ہارون کو دیکھو اوسنے دیکھا تو ہارون محفوظ تنور میں بیٹھے تھے سالم باہر نکل آئے آپنے سہل سے فرمایا خراسان میں ایسے شیعہ کسقدر ہونگے اوسنے عرض کی ایسے تو ایک بھی نہیں آپ نے فرمایا پھر ہم کیا اعتبار کریں ہم ہر وقت کے موقعہ کو بخوبی جانتے ہیں امام صادق ابتدا سے اس خیال کیطرف سے علیحدہ اور بے پرواہ تھے امام کی خاموشی کی عدم المثال رفتار آپ کی جد بزرگوار کے مقابل پائینگے جو سقیفہ کی پرآشوبی اور عام فساد کے زمانہ میں سکوت فرمائی تھی بہرحال امام نے بھی ایسے سکوت کو اسلئے اختیار کیا تھا کہ الٰہی احکام انسے تعلق رکھتے تھے کہ کوئی خلل واقع نہو سلاطین جور پر خروج بالسّیف کا ارادہ مطلقاً نہ رکھتے تھے مگر منصور کو اعتبار نہ آیا آخر خفیہ کارروائے اختیار کی جو ہمیشہ اوس گروہ مقدس کے خون ناحق کرنیکے لئے بانیان ظلم وجور کرتے آئے ہیں اپنے حکومت کے دسویں برس سنہ ۱۴۸ ہجری میں محمد بن سلیمان عامل مدینہ کے پاس انگور زہر آلودہ بھیجا کہ امام جعفر صادقؑ کو یہ انگور کھلائے جاویں محمد بن سلیمان نے وہ انگور اپنے معتمد کے ہاتھ امام صادق کو بھیجے آپ نے چند دانہ اس انگور میں سے نوش فرمائے تو زہر جسم مبارک میں سرایت کر گئی ۱۵ ماہ رجب ۱۴۸ ہجری میں عنقائے روح مبارک نے اعلیٰ علیین کو روح قدس نے پرواز فرمایا وقت وفات تمام اقربا جمع کر کے انکو پند نصائح ہر قسم کی سخت تاکید فرمائی اور بابت نماز فرمایا جو نماز کو خفیف جانیگا ہماری شفاعت سے محروم رہیگا اور نیز صلۂ رحم اور دیگر فضائل حسنہ کی تاکید فرمائی ٭

امام محمد موسی کاظمؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار کو پانچ پارچوں میں کفن دیا چار مصری تھیں یہ چادریں کوہ ابو قبیس پر حضرت کے لئے بہشت سے آئی تھیں جسکا ذکر ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے اور عمامہ باندھا جو جناب رسالت مآب سے میراث میں پہنچا تھا سلسلہ بسلسلہ امام علی زین العابدینؑ تک جسکا ذکر محدث شیرازی نے کتاب لسان الواعظین میں فرمایا ہے الغرض امام محمد موسی کاظم نے تجہیز و تکفین کر کے بعد جنت البقیع میں مدفون فرمایا اس مقام مقدس پر ایک ضریح کلان ہے اسکے اندر عباس عم رسولخدا اور امام حسن اور امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ امام جعفر صادق یہ چار معصوم اسجگہ دفن ہیں اور آپ کے ازواج محترم فاطمہ بنت سید حسین اثرم ابن امام حسنؑ تھیں اور حمیدہ خاتون والدہ امام محمد موسیٰ کاظم تھیں امام جعفر صادق کے سات فرزند تھے اول سید اسماعیل اعرج اکبر و عبداللہ مامون انکی والدہ فاطمہ بنت حسین اصغر بن امام زین العابدین تھیں امام محمد موسیٰ کاظم اور اسحاق و محمد و عباس و علی ٭

## امام صادق کی محاسن اخلاق

آپکے محاسن اخلاق اور مکارم عادات کا انسان سے بیان نہیں ہو سکتا مہمان نوازی یہ کبھی آپ کا خوان مکرم سائلین سے خالی نہ رہتا تھا آپ بغیر مہمان کے خاصہ نوش نہ فرماتے تھے آپکا دسترخوان وسیع تھا طرح طرح کے الوان نعمت سے برابر آراستہ رہتا تھا اور اس خوان کے دوست دشمن مختلف قوم قبیلہ کے لوگ آپکے فیض عام سے فیضیاب ہوتے تھے آپ کے مہمان نوازی میں ایسی خاطر اور مدارات کئے جاتے تھے کہ مہمان حیرت سے نقش بدیوار ہو جاتے تھے اور آپ ارشاد فرماتے تھے کہ ایک لقمہ جو برادر مومن میرے ساتھ کھائی وہ میرے قریب ایک غلام کی آزاد کرنے سے افضل ہے علاوہ اسکے

آپ کا ہمیشہ شب تار میں تو روٹیاں خشک کا بورہ بھر کر تنہا دولتسرا سے جا کر فقرا مساکین پر تقسیم فرما دیتے تھے اور انکو یہ خبر نہ ہوتی تھی کہ کون ہیں جب آپ کا انتظام ہوا تو ان غریبوں نے تب جانا کہ امام صادق آل محمد تھے جو قوت لا یموت ﷺ نے ہمکو دیا کرتے تھے اور تمام روز زر کثیر مساکین فقرا کو تقسیم کرتے تھے جو سائل شکر خدا کرتا تھا اسکو غنی کر دیتے تھے کہ پھر دوسرے دروازے پر نجائے ۔

اور علم جفر کی کیفیت چنانچہ صواعق محرقہ محی الدین عربی کی کتاب در مکنون کی اسناد سے لکھا ہے کہ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ہمارے علوم غابر ہیں اور مزبور ہیں اور خاص کتاب میں مسطور ہیں وہ فرشتوں کے ذریعہ سے ہمارے قلب میں اوترتے ہیں اور کانوں میں سنائی دیتے ہیں اور ہمارے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اور ہمارے پاس علم جفر ابیض اور جفیر احمر اکبر اور جفر اصغر ہیں اور ہمیں لوگوں میں فرس غواص اور فارس قناص ہیں جو ان لسان غیب اور عجیب کے سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ابن قتیبہ اپنی کتاب ادب الکاتب میں اور امام سلجنی مصری نور الابصار میں ایسی ہی لکھتے ہیں اور ملا عبد الرحمان جامی شواہد النبوت میں لکھتے ہیں کہ کتاب جفر مشہور ہے اوسمیں جناب رسولخدا کے تمام علوم اسرار درج ہیں علامہ شریف جرجانی شرح مواقف میں لکھتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا کہ یہ دونوں کتابیں جناب علی امیر المومنین سے ہیں اور ان میں تمام دنیا کے واقعات روز قیامت تک استخراج کر سکتے ہیں امام یافعی امام مدینی عبد الرحمان بسطامی و خواجہ محمد پارسا امام قندوزی نے بھی لکھا ہے اور علماء اہلبیت یہ لکھتے ہیں کہ علم جفر اسرار امامت میں داخل ہے جسکا علم سوائے امام منصوب من اللہ اور کسیکو نہیں ہو سکتا مگر بڑا ہو نفسانیت کا کہ مخصوص کو بھی عام کر دیا جسکو چاہا لکھ دیا کہ وہ علم جفر میں کامل دستگاہ رکھتا تھا چنانچہ تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ کتاب علم جفر حضرت علی نے جمع کی ہے اور وہ اولاد سید عبد المومنین بن علی کو جو اسماعیل ابن امام جعفر صادقؑ کی اولاد میں ہے اسکو وراثت میں پونچی تھی چنانچہ ابو محمد سید عبد المومنین علی اللقبی الکوفی محمد ابن تومرت معروف بمہدی کے مرنے پر اوسکی افواج اور سامان کی بدولت بلاد مغرب کی فرمانبرداری پائے محمد تومرت جب فوت ہو گیا اسکے بعد سید عبد المومنین نے ممالک مغرب کی بلاد فتح کئے حتی کہ ۵۴۲ھ ہجری میں اسکی حدود سلطنت ممالک افریقہ اور اسپین اور اندلس تک پونچ گئے تھے اسوقت اسنے اپنا نام امیر المومنین مقرر کیا حقیقت امر تو یہ ہے کہ یہ تبرکات خاص کسیکو مل نہیں سکتے وہ ایک امام سے دوسرے امام کو ملتے ہیں جو سب صاحب الامر کے پاس موجود ہیں سید عبد المومن کی سلطنت والی روایت کا جفر سے استخراج ہونا تسلیم کیا جاتا ہے اور تمام کتاب کا اسکی پاس ہونا امکان سے باہر ہے شاید یہ کہ صحیفہ انکو اپنی جد امجد سے ملا ہو ۔

کاشف الحقائق علما اہل سنت کا بھی اس علم کی نسبت یہی عقیدہ ہے چنانچہ محی الدین عربی لکھتے ہیں کہ علم جفر آخر زمانہ دنیا میں امام مہدی آخر الزمان کے ساتھ ظاہر ہو گا اور علمائے اہلبیت نے تحقیق کیا ہے اور کتاب کافی میں لکھا کہ جفر ابیض ایک ظرف کا نام ہے جس میں کتب سابقہ جملہ انبیاء کے محفوظ ہیں اور جفر احمر ایک ظرف چرمی ہے جس میں سلاح انبیاء اور جناب رسالت پناہ کے رکھے ہوئے ہیں اس ظرف کو امام مہدی صاحب العصر کھولینگے اور

اپنے جسد مبارک پر پہنینگے اور جہاد کرینگے یہ وہی سلاح ہیں جنکو ہشام بن عبدالملک نے طلب کیا تھا امام محمد باقر سے مگر آپنے نے نہ دی تھی ۔

اور صحیفہ جامع ایک مکتوب کا نام ہے جو پوست گاؤ اوپر لکھا ہے اس مکتوب کا عرض و طول ستر ہاتھ ہے یہ علوم اسرار کا ذخیرہ ہے جناب رسالت مآبؐ نے بتلایا اور حضرت علیؑ نے اسکو لکھا اس میں حلال حرام کی احکام تمام درج ہیں جسکی ضرورت تمام خلق کو ہوتی ہے اور اعقاب و ثواب اور شیعوں کے اسماء معہ والدین اسمیں درج ہیں ابو البصیر نقل کرتے ہیں کہ ایک اور کتاب ہے جسکو صحیفہ فاطمہؑ کہتے ہیں اسکی ماہیت یہ ہے کہ جناب سیدۃ النساء العالمین بعد وفات پیغمبر آخر الزمان رحمۃ العالمین حضرت محمد مصطفے صلعم بسبب مفارقت پدر عالی قدر حیات ہمیشہ ملول و محزون رہتی تھیں انکی تسلی کیلئے حضرت جبرئیل جانب رب الجلیل احوال سرور کائنات کے تمام مقام کا بیان فرماتے تھے اور حالت آئندہ آپ کی اور ذریت طاہرہ آپ کی کا حال آئندہ اور دیگر واقعات اور حادثات دنیاوی تا یوم القیامت بیان فرماتے تھے اور جناب امیر المومنینؑ ان کو الف کو اون وقائع کو قلمبند فرماتے تھے یہ کتاب قرآن مجید سے زیادہ ضخیم ہے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اس میں صرف واقعات آئندہ تحریر ہیں روز قیامت تک جسقدر بادشاہ روئے زمین پر ہونیوالے ہیں سبکے نام اوس میں درج ہیں ابو بصیر نے کہا کہ بیشک جسے علم کہتے ہیں وہ یہی ہے اور امام نے فرمایا اسکے سوائے بھی ہمکو رات دن ہر ساعت تازہ علوم اور جدید واقعات حاصل ہوتے رہتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو ہمارے علوم تمام ہو جائیں امام کو جس امر کی ضرورت ہوتی ہے تو خدا تعالی اسکو بتلا دیتا ہے ہم وارث ہیں جملہ انبیاء کی انکی سلاح اور صحیفی اور شمشیر اور علم رسول مقبول الواح موسے اور عصا موسی اور خاتم سلیمان اور طشت موسی یہ سب چیزیں ہمارے پاس ہیں اور وہ اسم اعظم ہمارے پاس ہے جسکو رسول مقبول مسلمین اور مشرکین کی درمیان رکھدیتے تھے ایک تیر تک بھی مسلمانوں پر کارگر نہ ہوتا تھا ہماری مثال تابوت سکینہ کی ہے جس گھر میں تابوت سکینہ ہوتا تھا وہاں نبوت ہوتی تھی ایسا ہی یہاں ہماری جہاں سلاح رسول مقبول ہے وہیں امامت ہے ۔

## ذکر حضرت امام صادقؑ کی اعقاب اولاد کا سلسلہ انساب سادات جعفری

صاحب کتاب لوایج الاحزان نے امام جعفر صادقؑ کے آٹھ بیٹے لکھے ہیں اور کتب انساب سادات میں ہفت پسر ہیں فرزند بزرگ سید اسماعیل اعراج اکبر و امام محمد موسی کاظمؑ و سید یحیی و سید عباس و سید اسحاق و سید علی و سید محمد دیباج لوایج الاحزان میں عبداللہ ملقب مامون آٹھواں لکھا ہے آنحضرت کے چھ فرزند صاحب اولاد ہیں جو صاحب اولاد ہیں انکی اولاد سے ایک ایک سلک بطور نمونہ یہ فقیر عرض کرتا ہے ۔

سلسلہ نسب سید علی احمد صابر کلیری ابن سید علی کلان ابن سید احمد حقانی ابن سید سمیع الدین ابن سید محمد رفیع الدین ابن سید محمود مقبول ربانی ابن سید مرتضی ثانی ابن سید محمد کلانی ابن سید حسین بیابانی ابن سید احمد ابن سید حسن ابن سید عمر امیر ابن عز الدین ابن سید علی ثانی ابن سید محمد دیباج ابن امام جعفر صادق علیہ السلام ۔

سید داؤد شاہ شیرازی قندہاری حال وارد کوئٹہ بابو محلہ ملک بلوچستان انکا شجرہ نسب امام جعفر صادق سے اس طرح منتہی ہوتا ہے ✦

سید داؤد شاہ ابن سید محمود شاہ ابن سید عبد الخالق شاہ سید شیر جنگ ابن سید حسین شاہ ابن عبد الخالق شاہ ابن سید اسمعیل شاہ ابن سید الحسین معصوم شاہ ابن سید محمد قاسم شاہ ابن سید احمد حسین ابن سید ابو طالب شاہ ابن سید علی اکبر شاہ آتش نفس ابن سید شرف علی شاہ آتش نفس ابن سید محمد باقی شاہ آتش نفس ابن سید ملنگ شاہ دیوار سوار ابن سید محمد شاہ زنجیر پا مکان درمغارہ کوہسار ابن سید علی عباس علی یادگار آفتاب نشین ابن سید فتح اللہ شاہ دریا نوش ابن سید خلیل اللہ شاہ شیرازی ابن سید مست بہاؤ الدین ابن سید رکن عالم آتش خوار ابن سید عبد المجید شاہ بیابانی زنجیر پا ابن سید علی والدین شاہ تاجدار ابن سید جلال منصور شاہ برہانی ابن سید نظام حبیب شاہ آتش نفس ابن سید خلیل شاہ ابن سید شاہ شمس ابن سید عبد اللہ شاہ بیابانی ابن سید لوف اللہ شاہ ابن سید شاہ کمال ابن سعید اللہ الحسینی دریا نوس ابن خسرو الحسینی ابن سید حافظ ابراہیم شاہ ابن سید احمد حسینی شاہ قدس سرہ سید شاہ طاہر دریا نوش ابن سید علی عبد المتقی ابن سید محمد دیباج قطب ابن امام جعفر صادق علیہ السلام

تذکرہ اولیاء ہند میں لکھا ہے سید علی احمد مادرزاد ولی تھے مادر ولی کو حاجت کسی پیر کی نہیں ہوتی اور سادات عظام سے جو ولی ہوتا ہے اسکو جناب رسالت مآب اپنی گود میں پرورش فرماتے ہیں چنانچہ ملا عبد الرحمان جامی اپنی کتاب نفحات الانس میں بحوالہ کتاب کشف المحجوب مرقوم فرماتے ہیں کہ اولیا اللہ کا ایک گروہ ہے کہ جنکو مشائخ طریقت اور کبرے حقیقت کہتے ہیں انکو ظاہر میں کسی پیر کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عنایت کی گود میں بغیر کسی غیر کے ذریعہ کی پرورش کرتے ہیں جیسے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ یہ بڑا عالی مقام ہے یہاں ہر ایک شخص کو نہیں پونچا یہ دولت ہر شخص کے نصیب نہیں ہوتی اور انکا شجرہ نسب و فخر بھی حضرت عمر خطاب کی اولاد میں داخل فرمایا ہے تذکرہ اولیاء ہند والے صاحب نے بلا تصدیق لکھدیا ہے موجود ✦

سلسلہ نسب سید ولایت علی ابن سید کریم شاہ ابن سید پیر علی ابن سید امیر علی ابن سید شاہ حسن ابن سید محمد فضل ابن سید رفیع محمد ابن سید شاہ ولی ابن سید محمد اعظم ابن سید نصیر الدین ابن رافع محمد ابن سید عبد اللہ ابن سید اشرف ابن سید اسحاق ابن سید صدر الدین ابن سید بدر الدین ابن سید شمس الدین سیاہ پوش ابن سید علاء الدین ہمدانی ابن سید امیر کبیر علی ہمدانی ابن سید محمود ہمدانی ابن سید انی ابن سید امام الدین ہمدانی ابن سید نور الدین ہمدانی ابن سید نصیر الدین ہمدانی ابن سید ظہیر الدین ہمدانی ابن سید طاہر ہمدانی ابن جلال الدین ہمدانی ابن سید جمال الدین ہمدانی ابن سید ابو یوسف قاضی القضات ہمدانی ابن سید یعقوب ہمدانی ابن سید یحیٰی ہمدانی ابن سید قیام الدین ہمدانی ابن برہان الدین ابن سید قاسم ابن سید محمد دیباج ابن امام جعفر صادق ع ✦

## سلسلہ نسب سید علی رضا

سید علی ابن سید احمد ابن سید عبد الرحیم ابن سید کمال الدین ابن جمال الدین ابن سید نور الدین ابن سید عمر امیر ابن سید

مجد الدین ابن سید عباس ابن سید امام جعفر صادق علیہ السلام ٭

سلسلہ نسب سید عبد اللہ صوفی ابن سید ابو الجمال ابن سید ابو محمد ابن سید احمد طاہر ابن سید کمال الدین ابن سید مفتی ابن سید علاؤالدین ابن سید علی ابن امام جعفر صادق علیہ السلام ٭

## تذکرہ اولاد سید اسحاق بن امام جعفر صادق ؑ

انکے تین پسر ہیں سید محمد و سید حسن و سید حسین بنی الوارث مدرسے از نسل حسن است اور حمزہ تجار از نسل بنی الوارث بودہ اور اولاد حسن در مصر بفضیں است و حسین بن اسحاق م بحیران افتادہ اند و اولاد او در رقعہ و حلب بسیار اند محمد حیرانی بن احمد حجازی نقیبائے حلب از ایں عقب اند و محمد دیباج بیلح عقب او سہ پسر بودہ یکے حسین اولاد او متفرق اند دوم نام بنی الشبیہ اولاد او سد و بنو طیارہ در مصر و بنو الحواز زبیر ہم از اولاد قاسم اند سوئم علی عقب او دو پسر حسن و حسین عقب بسیار است ابو الجارین ابو الخیرات محمد سہ ابو طاہر کا اولاد او در شیراز اند از اولاد حسین بن محمد دیباج اند حید شیلاز بان است ٭

## سلسلہ نسب سید نجم الدین

سید نجم الدین ابن سید عبد الاحد ابن سید رشید الدین ابن سید فضل اللہ ابن عبد اللہ ابن سید اسد اللہ ابن سید محمد ابن سید احمد ابن سید حیدر ابن سید محمد رفیع الدین سید ابن سید مطہر ابن سید مظفر علی ابن سید محمد ابن سید اسحاق ابن امام جعفر صادق ٭

## سلسلہ نسب مخدوم شہاب الدین جعفری علیہ السلام

سید شہاب الدین بن سید سلطان شاہ محمد تاج الدین کاشغری ابن سید سلطان ناصر الدین ابن سید سلطان یوسف ابن سید سلطان حمزہ ابن سید سلطان حسین ابن سید سلطان قاسم ابن سید سلطان موسیٰ ابن سید سلطان حمزہ ابن سید سلطان رکن الدین ابن سید قطب الدین ابن سید محمد ابن سید اسحاق ابن امام جعفر صادق ؑ ٭

## سلسلہ نسب مخدوم بدرالدین

سید مخدوم بدر الدین بدر عالم ابن سید ظہیر الدین صدر عالم ابن سید فخر الدین فخر عالم ابن سید یونس ابن سید ادریس ابن سید زید ابن سید حیدر اظہر ابن سید محمد مظفر ابن سید شہاب الدین ابن سید نور الدین ابن سید زکی الدین ابن سید خواجہ الیفا اللہ ابن سید خواجہ عطاء اللہ ابن سید عبد الجبار ابن سید ثناء اللہ ابن سید محمد شریف ابن سید عبد اللطیف ابن سید حسن اطہر ابن سید محمد ابن سید اسحاق ابن امام جعفر صادق علیہ السلام ٭

## سلسلہ نسب سید امین الدین بیجاپوری

سید امین الدین بن سید بدر الدین ابن سید شفیع الدین ابن سید عبید اللہ ابن سید عبد الفتاح ابن سید رفیع الدین محدث ابن سید ذکریا بیابانی ابن سید احمد کاشانی ابن سید حسن ابن سید حسین ابن سید محسن ابن سید سلیمان ابن سید داؤد ابن سید یحییٰ ابن سید یوسف ابن سید ارشد باخدا ابن سید احمد ہمدانی ابن سید محمد ابن سید اسحاق ابن امام جعفر صادق علیہ السلام ٭

سے ابو طالب بن حمزہ خیرات از نسل حسن بن علی بن محمد دیباج است و اولاد محمد بن حسین بسیار از نسل، روئید و ابو طاہر سہ

# سلسلہ نسب سادات ضلع بہار پرگنہ ایکل

سید جعفر حسین و سید ابو الحسن ابن سید حکیم عابد حسین ابن سید لطف حسین +

و سید محمد باقر و سید عباس ........ ابن سید اکبر حسین ابن سید لطف حسین +

سید سلطان ابن سید اوسط حسین ابن سید لطف حسین +

سید محمد نقی ابن سید عسکر حسین ابن سید لطف حسین +

سید عطا حسین و سید مطہر حسین ابن سید زکی حسین ابن سید لطف حسین ابن سید میر نصر اللہ ابن سید میر وارث علی ابن سید میر حسین ابن سید لطف اللہ ابن سید احمد چولہائے ابن سید غلام عطا ابن سید کمال الدین ابن سید جمال الدین ابن سید غلام اشرف ابن سید دعاء اللہ ابن سید عطاء اللہ ابن سید وجیہ اسد ابن سید ہدایت اللہ ابن سید شاہ نظام الدین ابن سید محمد یاسین ابن سید شاہ رحیم داد ابن سید کریم داد ابن سید محمد فرید ابن سید محمد ابن سید اسمٰعیل ابن سید احمد ہمدانی ابن سید محمد ابن سید اسحاق ابن امام جعفر صادق علیہ السلام +

امام محمد موسی کاظم ع کی اولاد کا ذکر موضع پر اظہار ہوگا اب یہ فقیر اولاد سید اسماعیل عرج اکبر بن امام جعفر صادق ع کی اولاد کا بیان عرض کرتا ہے سید اسماعیل کے دو فرزند تھے فرزند بزرگ سید محمد عریضی اور خورد سید علی عریضی کیوں کہلاتے ہیں وہ یہ ہے منصور دوانقی عباسی نے اپنے چچازاد بھائی داؤد ابن علی کو امارت مدینہ سے معزول کرکے انکی جگہ سید حسین بن زید بن حسن مثنی کو عامل مدینہ کا مقرر کیا اور امارت کا سبز باغ دکھلا کر امام جعفر صادق ع کے قتل پر راضی کر لیا اور یہ ہدایت کی کہ جسوقت اپنے اصحاب سے اپنے مکان میں بیٹھے ہوں دفعتاً آگ لگا دیجاوے اور اسیطرح اس شمع ہدایت کو گل کر دیا جائے جسمیں ابن زید نے منصور کے حکم کے مطابق ایک رات کو آگ لگادی اور آگ کے شعلے بلند ہوئے سخت اضطراب کی حالت ہوگی مگر آپ کے اصحاب جملہ بچگئے ان ایذا رسانی کی وجہ سے آنحضرت ترک کرکے موضع عریضہ میں تشریف لیگئے وہاں بھی آپ کے والد بزرگ نے مکان بنائے ہوئے تھے جب انکو مدینہ میں لوگوں نے ہشام کی تکلیف دی تھی تو آپ امام محمد باقر ع سے مدینہ سے منتقل ہو کر قریہ عریضہ میں جا بسے تھے امام جعفر صادق بھی وہاں رہتے تھے مدینہ میں تشریف لاتے تھے سید اسماعیل کی وفات بھی عریضہ میں ہوئی ہے انکی لاش مطہر عریضہ سے لا کر مدینہ میں دفن کی تھی اور یہ دونو صاحبزادے آپکے موضع عریضہ میں متولد ہوئے ہیں اسلئے عریضی کہلاتے ہیں سید اسماعیل امام جعفر صادق کی موجودگی میں فوت ہوگیا تھا اسلئے انکے برادر خورد سید محمد موسی کاظم کو اپنا جانشین بنایا تھا اور سید محمد عریضی بن ابن اسماعیل بھی جد کی موجودگی میں طبرستان رے کو چلے گئے تھے +

سید علی عریضی انکے چار پسر تھے سید محمد و سید احمد شعرانی و سید حسن و سید جعفر اصغر انکے دو پسر تھے سید ابو القاسم سید عبد المجید اور سید عبد المجید کے دو پسر تھے ایک سید یوسف اور سید میمون قداح میمون قداح کے پسر عبد اللہ صوفی تھے انکی اولاد عرب عراق اور یمن میں بسا رہے اور سید حسن ابن سید علی عریضی انکے چار فرزند تھے سید احمد و سید اسحاق و سید حمزہ و سید عبد اللہ سید حمزہ کی نسل دمشق اور عرب عراق میں بسا ہے اور سید احمد شعرانی انکے پسر حمزہ الداعی انکے پسر عبد اللہ انکے موسی اور عیسی انکے پسر بہاالدین انکے پسر ابو الحسن محدث انکے پسر سید علی نقیب قم انکے پسر عیسی انکے پسر علی انکے پسر حمزہ انکے پسر محمد انکے

پسر نصیر الدین اور سید محمد بن سید علی عریفی انکے پسر سید علی انکے پسر سید محمد انکے دو پسر سید عباس و سید محمد رودباری انکے پسر سید علی انکے پسر سید محمد تقی انکے پسر سید عیسیٰ رودباری انکے پسر سید عبداللہ انکے پسر سید محمد طوسی انکے پسر سید علی عجم انکے پسر سید محمد عالم انکے پسر سید شرف الدین انکے پسر زین الدین انکے پسر سید تاج الدین مزار و اولاد برہان پور میں موجود ہے اور سید عباس بن محمد بن علی انکے پسر سید حسن ............ انکے پسر سید حمزہ انکے پسر سید محمود انکے پسر سید ابوطالب انکے پسر سید یحییٰ انکے پسر سید فخر الدین انکے پسر سید حسام الدین انکے پسر سید نظام الدین انکے پسر سید محمد ماہ انکے پسر سید جعفر افضل الدین محمد ماہ ۶۵۰ھ ہجری میں بغداد سے لاہور اور وہاں سے دہلی تشریف لائے واضح ہو سید علی عریفی بن سید اسمٰعیل اعرج اکبر بن امام صادق ؑ کا حال مختصر عرض ہو چکا ہے اور اب یہ ذقیر انکے برادر بزرگ سید محمد عریفی بن سید اسماعیل کا حال مختصر عرض کرتا ہے ناظرین با تمکین کو واضح ہو سید محمد عریفی ابن اسماعیل بن امام صادق ؑ سید محمد عریفی کے چھ فرزند تھے ...... پسر بزرگ سید المولا احمد شہزادہ احمد بھی مشہور ہے انکی نسل سے تمام خلفاے فاطمین اور آغا محمد سلطان موجود بمبئی میں ہے سید احمد کے سلسلہ نسب موقع پر بیان ہوگا پسر دیگر سید جعفر شاعر و سید عیسیٰ اکبر و سید زید اسماعیل ثانی و علی عارف سید جعفر شاعر انکے پسر سید محمد الحبیب انکے دو پسر سید مہدی و سید عبداللہ انکی اولاد عرب عراق اور مغرب مصر میں بسا ہے اور سید عیسیٰ اکبر انکے پسر سید یحییٰ محدث ہے اور بنو تو ابہ و بنو محیض یہ دو قبیلے انکی نسل سے ہیں اور سید علی عارف انکے پسر سید محمد انکے پسر سید محمود انکے پسر سید حامد انکے پسر سید علی انکے پسر سید حسن انکے پسر سید احمد بدر الدین انکے پسر سید جمال الدین انکے پسر سید کمال الدین انکے پسر سید عماد الدین انکے پسر سید وجیہ الدین خجندی انکی مزار و اولاد بیجا پور میں ہے +

اور سید اسماعیل ثانی بن سید محمد عریفی بن سید اسماعیل بن امام صادق ؑ سید اسمٰعیل ثانی انکے ہفت پسر صاحب اولاد ہوئے ہیں اول سید محمد منصور خاقانی و سید موسیٰ و سید یحییٰ عبداللہ رومی و سید ابو تمیم محمد و سید علی طاہر و سید حسن منوجہ سید حسن منوجہ انکی نسل سے دو قبیلے ہیں ایک بنی البرار اور بنی التمام بنو برار در حلہ آباد اند بنی التمام در سورا آباد اند اور سید علی طاہر و ابو تمیم محمد کی اولاد ری طبرستان میں آباد ہے اور چار فرزندوں کی اولاد ایک ایک ملک ہند پنجاب میں ہے باقی عرب عراق میں ہے ملک فارس میں زیادہ تر ہے تذکرہ السادات صفحہ ۵۲ میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادق ؑ کے ہفت فرزند تھے سید اسماعیل و سید محمد موسیٰ کاظم و سید محمد دیباج و عبداللہ مامون و سید اسحاق و سید عباس و سید علی +

تذکرۃ السادات صفحہ ۵۴ اما اسمٰعیل کنیتش ابو محمد لقبش اعرج اکبر اولاد امام جعفر صادق بودہ در زمان حیات پدر وفات یافتہ تابوت وے را مردمان از قریہ عریضہ تا مدینہ بر دوش آوردہ اند و عقب اسماعیل از دو پسر لطیفست محمد عریفی و علی عریفی است و عقب محمد فرزند ہفت است انکے اسماء اوپر بیان ہوئے +

سلسلہ النسب پدری سید عالی جناب امیر الامراء سلطان الشہداء شمشیر زن کافر شکن یکے از خاصان حضرت باری سید محمود سبزواری با امام جعفر صادق ؑ بابن طریق و ہم ہمچنیں مشہور زند کرہ السادات بحوالہ تذکرۃ السادات

دعوا سید سید محمود سبزوار مدفون لاہوری ابن سید محمد ابن سید ہاشم ابن سید احمد ؑ عریفی ابن سید اسماعیل حج اکبر ابن امام جعفر صادق ؑ چنانچہ از فرزند ان انبیاء اولیا زمانہ و صلی یگانہ بودہ اند زیارت ایشان در لاہور ہست +

ھادی ابن سید منتظر باللہ ابن سید عبد المجید ابن سید غالب الدین ابن سید محمد منصور خاقانی ابن اسمٰعیل ثانی ابن سید محمد عریضی ~

سید السادات قائل الکفار والمشرکین سید شمس الدین عریفی مدفون ملتانی ابن سید صلاح الدین محمد نوربخش ابن سید علی سلام الدین ابن سید عبد المومنین بادشاہ معزب ابن سید علی عرف فالد الدین ابن سید محب الدین ابن سید سلطان الشہید قاتل الکفار والمشرکین حضرت محمود سبزواریست ◆

و سید حسن کبیر الدین اوچوی ملقب بکفر شکن ابن سید محمود ثانی ملقب پیر صدر الدین قاتل الکفار ابن سید شہاب الدین ابن سید نصیر الدین محمد مدفون لاہور ابن سید برہان العارفین سید شمس الدین عریفی سبزواری نیز تبریزی از اولاد امجاد ایشان است و سید نجیب صحیح النسب اند اولاد ایشاں در دہلی ہند پنجاب جابجا متفرق منتشر اند ◆

## این سلسلہ بطریق این طور است سادات اسماعیلیہ

سید السادات سادات سید حسن کبیر الدین بلقب بکفر شکن اوچوی ابن سید محمود ثانی ملقب پیر حاجی صدر الدین قاتل الکفار والمشرکین ابن سید پیر شہاب الدین ابن سید نصیر الدین محمد مدفون لاہوری ابن سید السادات عالیدرجات قاتل الکفار والمشرکین سید شمس الدین عریفی ملتانی سبزواری منبر تبریزی صلاح الدین ابن محمد نوربخش پیر صلاح الدین ابن سید علی ملقب پیر سلام الدین ابن سید عبد المومنین بادشاہ مغرب ابن سید علی عرف خالد الدین ابن سید محمد محب الدین ابن سید سلطان الشہید امیر الامرا شمشیر زن کافر شکن خاصگان یاری سید محمد سبزواری مدفون لاہوری ابن سید محمد ابن سید ہاشم ابن سید احمد ہادی ابن منتظر باللہ ابن ....... ابن سید عبد المجید ابن سید غالب الدین ابن سید محمد منصور خاقانی ابن سید اسماعیل ثانی ملقب امام الدین ابن سید محمد عریفی ابن سید اسماعیل عراج اکبر ابن امام جعفر الصادق علیہ السلام ◆

## سلسلہ نسب سید عالیدرجات صاحب کرامات منصوری اسماعیلی و معنوی

سید ظہیر الدین ابن سید محمد ابن سید حمزہ ابن سید علی ابن سید عیسی ابن سید علی کہ نقیب قم بودند ابن سید محمد الحسن الاکبر المحدث ابن سید عیسی الاکبر ابن سید ابو عبد اللہ محمد الاکبر ابن سید ابو الحسن ابن سید علی عریفی ابن سید اسماعیل عرج اکبر ابن امام جعفر صادق بود در عہد سلطان فیروز شاہ بادشاہ باقلیم ہندوستان تشریف آوردہ در قصبہ ... سکونت اختیار کردند اولاد ایشان اکابر نامدار صاحب اعتبار اند ◆

## سلسلہ نسب پدری سیّد عالیدرجات اسماعیلیہ

توبادہ خاندان مرتضوی و نقارہ دودمان مصطفوی معارف اکابر سید محمد ماہ ابن سید نظام الدین ابن سید ابو طالب ابن سید محمود ابن سید علی ابن سید یحیی ابن سید فخر الدین ابن سید دولت ابن سید حمزہ ابن سید حسن ابن سید عباس ابن سید محمد ابن سید علی سید عریفی ابن سید اسماعیل عرج اکبر ابن امام جعفر صادقؑ است صحیح النسب قبر و اولاد در بلدہ بھڑاچ است در منبع السادات منبع الانساب آوردہ کہ سید اسماعیل بن امام جعفر صادق را دو پسر بود یکے سید علی عریفی دوئم سید محمد عریفی کہ از اولاد او میر علاء الدین اند قبر در آوردہ است ◆

سید اولاد حیدر فوق بلگرامی سوانح عمری تاریخ امام محمد موسی کاظم صفحہ ۱۷۰ میں سید محمد عریفی بن سید اسماعیل عرج اکبر بن امام جعفر صادق کی بابت اسطرح تحریر فرماتے ہیں کہ ہارون رشید نے یحیی برمکی اپنے وزیر سے دریافت کیا کہ میں اولاد ابیطالب میں

کس شخص کو بلا کر امام محمد موسیٰ کاظم کا حال دریافت کروں یحییٰ برمکی نے کہا سید محمد عریفی بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادقؑ اس امر کے لئے سب سے زیادہ لائق ہے چنانچہ اوسیوقت محمد بن اسماعیل کے نام خط لکھا گیا جسوقت یہ خط اونہیں ملا نہایت خوش ہو کر پڑھا اور اسکے مضامین اپنے احباب کو دیکھلائے اور بغداد کی روانگی کی تیاری کردی مگر ان دنوں ایسے تنگدستی تھی زاد راہ کیلیئے ایک کوڑی بھی پاس نہ تھی اور سامان سفر کسطرح مہیا ہوسکتے تھے کہ امام محمد موسیٰ کاظم کو اسکی عسرت کا حال معلوم ہوا تو آپ نے انکو اپنے پاس بولایا اور فرمایا کہاں کا ارادہ ہے سید محمد عریفی نے عرض کی کہ بغداد کا آپنے فرمایا وہاں کیوں جاتے ہو عرض کی کہ اپنی عسرت کی وجہہ سے چلا جاتا ہوں شاید وہاں گزران اوقات کی کوئی صورت نکل آئے اور قرض ادا ہو جائے یہ سنکر آپ نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ تم وہاں نہ جاؤ میں انشاءاللہ تمہارا قرضہ بھی ادا کرونگا اور آئندہ تمہارے اخراجات کی بھی کفالت کرتا رہونگا سید محمد عریفی خاموش رہے جب رخصت ہونے لگے تو عرض کی کہ کچھ ہدایت فرمائی جائے امام محمد موسیٰ کاظم نے جواب میں کچھ نہ فرمایا تیسری مرتبہ عرض کی کہ جواب نہ ملا تب آپ نے فرمایا تمہیں اتنی تاکید کرتا ہوں یہ وصیت ہی میری خون میں شریک نہ ہونا آخر وداع ہو کر چلنے لگے تو آپ نے تین سو اشرفی اور چار ہزار درہم انہیں عنایت فرما کر رخصت کیا جب سید محمد عریفی چلے گئے تو امامؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا یہ میرے خون کرانے میں کوشش کریگا اصحاب نے عرض کی پھر ایسے نااہل کے ساتھ الطاف کی کیا ضرورت ہے آپنے فرمایا یہ ہمارے اخلاق کریمانہ اور صلہ رحم کے تقاضے ہیں سید محمد عریفی رشتہ میں امام کاظم کے حقیقی برادر زادے تھے سلسلہ قرابت میں ایسے اقرب تھے حضرت امام جعفر صادق کے بعد اکثر لوگ امام موسیٰ کاظم کی امامت میں قائل کرتے تھے اور سید اسماعیل کی شرف اور فضیلت اور اس قدر منزلت کو یاد کرکے جو انہیں اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاصل تھی انکو امام جعفر صادق کا وصی وارث اصلی قائم مقام جانتے تھے اگرچہ سید اسماعیل کی وفات زمانہ حیات امام صادق میں واقع ہوئی تھی مگر یہ لوگ خام اعتقادی پر اصرار کرتے رہے اور اوسیوقت سے فرقہ اسماعیلیہ کی بنا پڑی اسوقت یہ لوگ بہت کم تھے پھر اس قلیل جماعت میں ایسے نکلے جو مستحکم العقیدہ اور راسخ الایمان ہوتے گئے کتب رجال شیعہ میں ان حضرات کے نام تفصیل سے لکھے ہیں غرضکہ ایسے باقی رہگئے جو کوتاہ عقلی سے باہر نہ نکل سکے وہ بھی اپنے عقیدہ کو چھپائی رہے چونکہ محض بے دلیل نا سمجھ تھے اسلئے ہمیشہ اپنے عقائد کو پوشیدہ رکھا اصولاً منع کردیا تھا تمام دنیا کے مذہبوں سے خلاف تھے اسی وجہہ سے اسماعیلیہ کی کوئی کتاب کہیں نہیں دیکھے جاتے الغرض اس فرقہ کے لوگ گمنامی میں رہے جب تک اسماعیلی فرمانبرداری کا تسلط ممالک افریقہ پر پورے طور نہ ہولیا انہی سلاطین کے زمانہ میں جو تاریخوں میں عموماً فاطمین خلفا کے نام سے موسوم ہیں اس فرقہ کو عروج ہوا اور اوسوقت سے وہ اطراف عالم میں ادہر ادہر پھیلے مگر تاہم مصر ساحل عرب بحیرہ فارس اور ہندوستان کی جنوبی ساحل سے آگے نہ بڑھ سکے اور ان مقاموں میں ابتک اونکی نسلیں اپنے قدیم اعتقاد پر قائم ہیں ہندوستان میں اسوقت تک یہ موجود ہے اور احاطہ بمبئی سے لیکر راجپوتانہ ممالک متوسط تک اکثر مقامات پر انکی آبادی ہے یہ لوگ تجارت پیشہ ہیں کاروبار میں بڑی مہارت رکھتے ہیں اور طبیعت کی صاف مزاج کے سادے اور زبان کے سچے ہوتے ہیں ظاہری رفتار اطوار میں فرقہ اثنا عشرہ سے ملتے ہیں اور نہ کسی غیر مذہب ملت سے مناظرہ کرتے ہیں جب انکے عقاید مذہب سے پوچھا جاتا ہے تو فوراً کہدیتے ہیں

کہ ہم تو شیعہ اثنا عشری ہیں الحمد اللہ ہمارے موجودہ زمانی کے علما عظام کی توجہ سے اس فرقہ کے بہت لوگ اپنے عقائد سے تائب ہوکر شیعہ اثنا عشری کے طریقہ اختیار کرتے جاتے ہیں حضرات علما کے مشین خوبی سے یہ کام کر رہی ہے جب اس خیال کے لوگ حجاز میں پیدا ہوئے تو سید محمد عریفی نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور ان لوگوں کو اپنا مطیع بنا کر اپنا کام نکالنا چاہا مگر لوگوں نے مدد نہ کی سید محمد عریفی امام کاظمؑ کی رقم عطیہ لیکر بغداد پونچے اور یحییٰ برمکی کے مہمان ہوئے اسنے اپنے پاس رکھکر امام کی خلاف ہدایت کردی جب بادشاہ سے ملاقات ہوئی تو اسنے انکی مزاج پرسی و خاطر مدارات کی اور ہاروں رشید نے انسے مدینہ کے حالات دریافت کیا تو سید محمد عریفی نے جواب دیا کہ اے امیر مدینہ کا کیا حال بیان کروں دو بادشاہ در یک اقلیم نگنجد ہاروں نے کہا کیسے سید محمد نے کہا جب تم بغداد میں حکومت کرتے ہو اور مدینہ میں امام محمد موسیٰ کاظم بادشاہت کرتے ہیں اور اطراف عالم سے تمام طرح اونہیں بھی خراج آتا ہے اور بہت سے سامان جنگ فراہم ہو گیا ہے یہ سنکر ہاروں رشید غضبناک ہوا اور اسکو بڑا خیال گذرا اخیر اسوقت سید محمد کو دس ہزار دینار دیکر رخصت کیا اور امام کی مٹانیکا پورا ارادہ کرلیا سید محمد کو جو اس شکایت کی صلہ میں جو دس ہزار دینار ملے تھے لیکر یحییٰ کی مقام پر آئے کیفیت یہ ہے اس رقم کے متعلق اپنے خراجات کی میزان جوڑ رہے تھے شام تک اوسے رات انکی باقی عمر کا چکتا ہو گیا انکے حلق میں ایسے درد پیدا ہوئے کہ انکی روح فنا ہو گئی اس زر کثیر سے ایک پیسہ بھی نہ خرچ کر سکے اور ہاروں نے انکی خبر فوت سنکر وہ زر واپس لیلی یہ واقعات جو سید اولاد حیدر مورخ خوش بیان تحریر فرماتے ہیں بعض امور درست ہیں اور بعض میں اختلاف ہے کیونکہ بحوالہ تاریخ فرشتہ محمد قاسم - - - - - - - - .

اسپنے تاریخ میں صفحہ ۲۴۱ جلد دوم میں لکھتا ہے کہ خواجہ عماد الملک تاریخ جہاں کشا میں لکھتا ہے کہ بغداد از خلفاء راشدین درمیان اسلام کی ایک جماعت پیدا ہوئے جو طوائف اہل سنت سے معترض تھے اور کہتے تھے کہ انہوں نے آل رسول اللہ کی امداد ونصرت نہ کی خاص اسوقت یزید اور اسکی اتباع نے ایسا ظلم صریح کیا یہ کلام جملہ معترض تھا حضرت امام جعفر صادق کے زمانہ تک پہلے اپنے بڑے بیٹے سید اسماعیل کو ولیعہد کیا صحیح روایت یہ ہے سید اسماعیل اپنے باپ کے عہد میں فوت ہوا پھر امام موسیٰ کاظم کو ولایت عہدی دے ولیکن ایک جماعت جو موسوم بکیسانی تھی وہ کہتے ہیں کہ اسماعیل اپنے باپ کے بعد زندہ تھا لہذا سید اسماعیل امام ہے اور بعد سید اسماعیل اسکا بیٹا سید محمد عریفی امام ہے اور علویہ مغرب تمام اوسکی نسل سے اور سید محمد عریفی ابن سید اسماعیل عرج اکبر بھی امام جعفر صادق کے عہد موجودگی میں رے چلا گیا اور شہر محمد آباد رے ساتھ اسکے منسوب ہے اور جب اسکی اولاد بکثرت ہوئی تو خراسان اور قندھار اور مصر افریقہ اور ملک فارس اور ہند سند میں جاکر متوطن ہوئے اور سید اسماعیل والدہ کیطرف سے بھی حسینی تھا اور اسماعیلیوں کے دو پیشوا تھے ایک میمون قداح دوسرا عبداللہ بن میمون اور عبداللہ کوفہ اور عراق اور عرب میں گیا اور کہا میں داعی امام ہوں ....... اور امام کا ظہور قریب ہے اور ایک شخص ابوالقاسم محمد نام کو ملک یمن کیطرف دعوت کیلئے بھیجا اور وہاں پونچکر دعوت میں مشغول ہوا اور اہل یمن نے دعوت اوس سید کی قبول کی اور ایک شخص کو کہ عبداللہ صوفی کہتے تھے اور وہ شخص کہ میمون قداح کے فرزندوں سے تھا اسکے ہمراہ مغرب کیطرف گیا ابو عبداللہ صوفی نے اسکا استقبال کیا اور اوسنے خلقت مغرب سے کہا کہ میں امام ہوں اور مصلحتاً کہتا تھا کہ وقت ظہور امام کا نزدیک ہے اور آپ کو فرزندان اسماعیل بن امام جعفر صادقؑ سے شمار کرکے مہدی نام کیا بحوالہ تاریخ

فرشتہ صفحہ ۴۹۴ جلد دوئم اور بعضے کہتے تھے مہدی بیشک بے شبہ سید اسماعیل کی نسل سے ہی چند روایت کی سید مہدی اور اولاد اسکی علوی ہونگے اور تاریخ حبیب السیر میں مسطور ہے کہ اسماعیلیہ نے بلدہ مغرب اور مصر افریقہ میں بعزت تمام سلطنت کی ہے اور مدت حکومت انکی دو سو چھیاسٹھ ۲۶۶ برس ہے اور اول جس شخص نے اس طائفہ سے ظہور کیا اور مالک تمام جہان بانی ہوا وہ ابو القاسم محمد بن عبداللہ المہدی کہتے تھے یہ مہدی اکثر و اشہر سید اسماعیل بن امام جعفر صادق کی نسل سے ہے۔ یہ سید اولاد حیدر تاریخ امام موسیٰ کاظم میں لکھتے ہیں کہ سید محمد عریفی بن اسماعیل نے بغداد میں اور امام کی شکایت کی صلہ میں دس ہزار دینار ہارون رشید سے پائے اور تقسیم کر رہے تھے کہ شب کو حلق میں درد ہوا اور روح انکی فنا ہو گی اور محمد قاسم فرشتہ مورخ حنفی لکھتا ہے کہ سید محمد عریفی بن سید اسماعیل امام جعفر صادق کی عہد موجودگی میں رے طبرستان کو چلا گیا اور وہاں جا کر محمد آباد ری ایک شہر آباد کیا تھا جو انکے نام سے منسوب ہے اور اولاد انکی بکثرت ہوئی جب وہ بغداد میں فوت ہو گی تو ری میں پھر کون گیا اور اولاد بکثرت کس کی ہوئی فرشتہ لکھتا ہے اولاد انکی بکثرت ہوئی اور ہر ایک گوشہ میں جا کر متوطن ہوئے راقم اوراق کو اسجگہ تعامل ہے کیونکہ اسپر لکھا گیا ہے امام جعفر صادق عنے قریب وفات امام محمد موسیٰ کاظم کو علوم الٰہی اور تمام اسرار امامت سپرد فرمائے اور سید محمد عریفی تو امام کی موجودگی میں رے تشریف لیگئے اور وہاں محمد آباد شہر آباد کیا کم ظرف آدمی ہرگز شہر آباد نہیں کر سکتا اور آباد شہر کی بھی مدت مدید میں ہو سکتی ہے +

# اور جناب سیّد السّادات عالی درجات

سید آغا محمد سلطان اسماعیل سکنہ بمبئی کی شجرہ نسب انگریزی میں یہ لکھا ہوا ہے شاہزادہ اسماعیل بن امام جعفر صادق کو جو لوگ امام صادق کا جائز وارث مانتے ہیں وہ شیعہ اسماعیلی کہلاتے ہیں تولد آپ کا سنہ ۱۰۰ ہجری میں ہوا اور وفات انکی سنہ ۱۴۵ ہجری ہوئی عموماً یہ یقین کیا گیا ہے کہ وہ اپنے باپ کی زندگانی میں فوت ہوا لیکن اسماعیلی کہتے ہیں کہ وہ امامت پر مقرر ہوا ہرگز نہیں اگر زندہ رہتا تو بعد اپنے والد کے جانشین ضرور ہوتا کیونکہ فرزند اکبر تھا جب امام کی حیات میں ایکسال پہلے فوت ہوا تو پھر امامت پر مقرر نہیں ہو سکتا آئمہ طاہرین کا عقائد ہے کہ وقت آخیر وصیت اور علوم امامت اپنے وصی کو سپرد کرتے چلے آئے ہیں اور سید محمد عریفی بن سید اسماعیل اعرج اکبر امام جعفر صادق کی وفات بعد سنہ ۱۴۸ ہجری میں ملک فارس طبرستان رے کو چلے گئے تھے اور وہاں جا کر محمد آباد رے شہر آباد کیا شہر کی آبادی میں زر کثیر صرف ہوا ہوگا کم ظرف آدمی شہر آباد نہیں کر سکتا تولد آپ کا موضع عریفہ میں ہوا جو مدینہ منورہ سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے روز تولد سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۸ ہجری اور اپنی جد امجد امام صادق کی وفات ..... کے بعد سنہ ۱۴۸ ہجری میں بمعہ عیال رے تشریف لیگئے اور وہاں محمد آباد شہر آباد کیا بحوالہ شجرہ نسب آغا صاحب اور بحوالہ ملفوظ کمالیہ سید کمال الدین موجد ریاشمسی اسماعیلی اور آپ کی اولاد میں بکثرت ہوئی آنحضرت کے چھ فرزند متولد ہوئے ہیں انکے اسما مبارک یہ ہیں پسر بزرگ سید شاہزادہ احمد پدر سلاطین مصر و افریقہ دیگر پسر سید اسماعیل ثانی ملقب بامام الدین فرزند سوئم سید جعفر شاعر چہارم سید عیسیٰ اکبر پنجم فرزند سید زید ششم سید علی عارف انکی اولاد اوپر لکھا گیا ہے سید احمد شاہزادہ اور سید اسماعیل ثانی کی اولاد کا احوال بعد بیان کرینگے اول رنگے برادر بزرگ سید شاہزادہ احمد کی نسل

کا ذکر یہ فقیر عرض کرتا ہے بحوالہ شجرہ نسب انگریزی آغا صاحب سید محمد عریفی بن اسماعیل ۶۹ اونہتر سال برس کے سن میں اور چہارشنبہ ۱۱ شوال سنہ ۱۹۷ ہجری میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے محمد آباد میں آپکی مزار شریف ہے عہد ہارون رشید کا تھا شاہزادہ احمد سید محمد عریفی کا فرزند اکبر تھا وہ شہزادہ احمد سے مشہور ہے انکا تولد بمقام محمد آباد روز جمعہ ۲۲ شعبان سنہ ۱۴۹ ہجری فوت ۱۸ ذالحجہ روز پنجشنبہ ۵۲ برس کی عمر میں سنہ ۲۰۱ ہجری میں ہوا عہد مامون رشید کا تھا اور آپ کی والدہ صاحبہ صفیہ بنت سید علی عریفی شبلہ تقی یعنے قاسم شاہ ابن شبلہ احمد ابن سید محمد عریفی بہ محتسم باللہ بغدادی عباسی کے برخلاف تھے جسکے حکم کے مطابق لے گئے گورنر سے قتل کرائے گئے اور کوہ البرز کی قریب ایک گاؤں میں دفن ہیں انکا تولد بمقام محمد آباد روز چہارشنبہ سنہ ۱۶۴ ہجری ۱۲ ماہ رجب اور قتل کا یوم جمعہ ۹ ماہ رمضان سنہ ۲۱۶ ہجری ۶۲۴ سال مزار محمد آباد رے ۔

سید رضی عبداللہ انکا پسر محمد آباد رے کو چھوڑ کر ہمدان اور آذربائجان کے راستہ سے استنبول کو چلے گئے تولد انکا محمد آباد میں ہوا روز چہارشنبہ ۱۲ ماہ شعبان سنہ ۲۰۱ ہجری ہوا اور یتیم رہگئے جب جوان ہوئے سنہ ۲۵۷ ہجری میں آذربائجان کی راستہ استنبول پہونچے ۱ ماہ رجب روز دوشنبہ سنہ ۲۶۰ ہجری میں استنبول فوت و دفن ہوئے انکا بڑا بیٹا سید شاہ محمد مہدی یعنے ابوالقاسم محمد ابن رضی عبداللہ محمد آباد میں ۱۵ رمضان سنہ ۲۴۵ ہجری میں تولد ہوئے اور بارہ برس کی عمر میں اپنے رضی عبداللہ کے ہمراہ سنہ ۲۵۷ ہجری میں استنبول چلے گئے تھے اور انہوں نے سنہ ۲۵۹ ہجری میں ملک یمن میں جاکر دعوت شروع کردی اور سنہ ۲۶۰ ہجری میں سید رضی عبداللہ فوت ہوگیا اونکی وفات کے بعد سنہ ۲۹۷ ہجری سے لیکر سنہ ۳۲۲ ہجری تک پچیس سال مصر میں حکومت کی ہے یہ پہلا خلیفہ خلفائے فاطمیین سے تھا اسنے مصر میں شہر مہدی آباد کی بنیاد ڈالی اور آباد کیا اور جملہ سادات عظام اسماعیلیہ حسنی حسینی موقعہ طائف الملوکی میں متفق الرائے رہے تھے اودہر مصر میں محمد بن عبداللہ المہدی کی سلطنت قائم ہوگی اور ادہر علویہ طبرستان سید حسن بن زید حسنی کی حکومت قائم ہوگی علویہ خاندان زیدیہ کا ذکر باب چہارم میں سابقہ ہوا ہے جو سعد یمن میں حکمران تھا اس خاندان کی دیگر ارکین کے خواہ حضرت رسول اللہ کے نواسوں امام حسن یا حسینؑ کی اولاد سے تھے بحیرہ کاسپین اور جنوبی صوبجات دیلم طبرستان اور گیلان میں عرصہ دراز تک اپنی خلافت میں فرق نہ آنے دیا سنہ ۲۵۰ ہجری سے خاندان علویہ طبرستان کو فتح کرکے ایسے عروج پر پونچگیا کہ صاحب سکہ و خطبہ ہوا اور اس صوبہ پر چونسٹھ سال تک متصرف رہا پھر بادشاہ سامانیوں نے ملک چھین لیا اسواقعہ کے بعد علویہ خاندان کے متعدد رقیب ارکین گیلان اور دیلم میں صاحب رہے اور انہیں سے ایک ابوالفضل جعفر طاہر فی اللہ نے بادشاہوں کیطرح اپنا سکہ چلایا سنہ ۲۵۰ ہجری سے سنہ ۳۱۶ ہجری تک حاکم رہے سنہ ۲۵۹ ہجری میں نام یعقوب صفاریسے حسن ابن زید علوی کو جو حاکم طبرستان کا تھا شکست دی اور سنہ ۲۱۶ ہجری نوح سامانی حاکم سمرقند نے محمد بن زید علوی کو شکست دی آخر سامانیوں نے ملک لیکر صبر کیا بحوالہ تاریخ فرمانروایان اسلام یہ لکھا گیا اور مہدی فاطمین کا حال بحوالہ نسب نامہ سید السادات عالی درجات آغا محمد سلطان جو انگریزی میں چھپا ہوا ہے لکھا ہے اب بحوالہ تاریخ الخلفا جلال الدین سیوطی رقم ہوتا ہے کہ سنہ ۲۰۰ ہجری میں سیوطی نے لکھا ہے کہ محمد ابن عبداللہ خلفاء مصر اور رافضیان یمن کی مورث اعلیٰ نے مہدیت کا دعوی کیا اور تذکرۃ الکرام تاریخ خلفا و السلام صفحہ ۴۱۹ میں لکھا ہے کہ سنہ ۲۶۹ ہجری میں عبداللہ مہدی کی دعوت دعوی میں ظاہر ہوئے اسکی جانشین مابعد افریقہ میں خلفائے فاطمیں کہلائے

اور ۲۶؁ ہجری میں قرامطہ کا ظہور ہوا یہ حنفیہ کو امام کہتے تھے اور ۲۸۰؁ ہجری میں مہدی قیروان میں آیا اور والی افریقہ سے جنگ وجدال ہوا لیکن مہدی غالب آیا ۲۸۱؁ ہجری میں مکسوریہ فتح ہوا اور ۲۹۱؁ ہجری میں مہدی نے ملک مغرب لیلیا اسکے خاندان میں حکومت آگئے اور ۳۲۲؁ ہجری میں پچیس برس حکومت کر کے مہدی رافضی فوت ہوا مہدی مذکور کا دعوی تھا کہ میں بنی فاطمہ ہوں اسلئے اسکو لوگ سید کہتے ہیں ۳۵۷؁ ہجری میں دولت شیعہ اقالیم مغرب اور مصر اور افریقہ اور عراق میں قائم ہوگئے اور سلطنت مراکو جسکا دار السلطنت ...... اور دار الخلافہ مراکش ہے یہ سلطنت عربوں کی ہے اور سلطنت شریفہ کہلاتی ہے یہ سلطنت انتہائے مغرب میں اقلیم افریقہ کی ہے جسکے پچھم بحر زخار قلزم اطلان تک ہے اور اوسکی محاذی میں اندلس اور ملک اسپانیہ اور جزیرہ انگلستان برطانیہ ہے یہاں تک کی حکومت اہل اسلام میں اول بنی امیہ حاکم رہے انکی بعد عباسیہ حاکم ہوئے پھر سادات حسنیہ جنکو ادریسیہ کہتے ہیں فرمانبردار ہوئے پھر مرابطین آئے مہدویہ فاطمین کا دور ہوا پھر عبد سید المومنین بن سید علی خالد خاندان میں بادشاہت آئی جو مہدویہ کا سپہ سالار رہا اور خاندان اغلبیہ ملک مراکو میں خود مختار ہوگیا انکی سلطنت بڑے عروج پر رہے گیارہ بادشاہ ہوئے ۱۸۴؁ ہجری سے تا ۱۹۶؁ ہجری تک انکی بعد انکے مذہبی اختلافات اور مغرب کے ادریسیوں کے خیالات شیعہ نے آخرکار ۲۹۶؁ ہجری میں فاطمیہ خانداں کی فتح نصرت کیلئے راستہ صاف ہوگیا خلفائے فاطمیہ خاندان اغلبیہ کے جانشین ہوئے +

## سلطنت اسماعیلیہ

خلفائے فاطمین کی سلطنت جو ایک وقت میں شمالی افریقہ کے تمام سواحل یعنی مصر تک سے بحر الکاہل تک اور سسلی اور سارڈینیہ پر مشتمل تھے خلفاء فاطمیہ خانداں ادریسیوں کیطرح اپنے آپ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وصحابہ وسلم کی اولاد بتلاتے ہیں ملک بربر میں جہاں ادریسی فرمانروا تھے فاطمیہ خاندان کے مفاد ہوا خواہوں نے لوگوں کو خیالات شیعہ کیطرف مائل کیا اسیطرح عبداللہ مورث خاندان فاطمیہ کیلئے حصول دولت کا کام آسان ہوگیا بحوالہ تذکرۃ الکرام تاریخ خلفاء الاسلام اور حسنی المہدی کے نام سے اپنے خلیفہ ہونیکا اعلان کیا تھا ۲۹۰؁ ہجری میں آخری اغلابی بادشاہ کو خارج کر کے ادریسیوں کی سلطنت مراکو کی سوا تمام شمالی افریقہ پر قابض ہوگیا +

اول انکا دار الخلافہ مہدویہ مہدی آباد متصل ٹیونس تھا نصف صدی کی بعد مصر اور شام بھی انکی سلطنت میں داخل ہوا فاطمیہ سالار جوہر نے اول الذکر ملک کم سن اخشیدی بادشاہ سے ۳۵۹؁ ہجری میں فتح کر کے شہر قاہرہ کی بنیاد ڈالی جو بعد میں قیروہ کے نام سے مشہور ہوا اسے اثنا میں شام کا جنوبی حصہ بھی مفتوح ہوگیا ۳۰۰؁ ہجری میں علیحدہ سلطنت مصر میں داخل ہوا اسوقت سلطنت مذکور کی وسعت صحرای شام سے سرحد مراکو تک پونچگئے ولیکن چوتھے خلفائے قیروان اور مہدویہ مہدی آباد سے اپنا دار الخلافہ قیروان میں منتقل کیا مغربی صوبجات بوجہ دوری انکے ہاتھ سے نکل گئے اور نارمن اور سسلی اور مالٹا اور طرابلس اور مہدی آباد اور قیروان پر قابض ہوگئے اور اسکی دولت اور حشمت اور تجارت بحیرہ روم کی ممالک کی خوشنودی کا باعث ثابت ہوئی ۳۶۲؁ ہجری میں جب انہوں نے شہر قاہرہ کو اپنا

دار الخلافہ اور دار السلطنت منتقل کیا تو مغربی صوبجات بوجہ بعید انکے اثر سے آزاد ہو گئے اور انہیں خود مختار حکومتیں قائم ہوئیں بحوالہ تاریخ الخلفائے جلال الدین سیوطی سنہ ۲۹۰ ہجری میں عبد اللہ المہدی نے حج کیا اور قبیلہ بنو کنانہ نے اسکا حال دیکھکر تعجب کیا سنہ ۲۹۶ ہجری میں داعی مہدی کا قیروان گیا اور حاکم افریقیہ سے جدال قتال ہوا اسکے گروہ کی ترقی ہونے لگی سنہ ۲۹۸ ہجری میں رے اور طبرستان فتح ہوا ملک مغرب پر مہدی کا غلبہ ہو گیا اور خلافت اسکے قبضہ میں آگئی اور اسنے خلافت کا دعوی کیا تھا اور رعایا پر چونکہ عدل انصاف اور احسان کیا تھا اسلئے لوگ دور دور سے بھاگ کر اسکی طرف جانے لگے اور ملک بڑھنے لگا زیادۃ اللہ اغلب امیر افریقیہ تاب مقاومت نہ لاسکا اور فرار ہوا اور بلاد مصر مغرب کی بلاد بنو عباس سے نکلکر مہدی کے قبضہ میں آگئے سنہ ۳۰۱ ہجری میں مہدی فاطمین چالیس ہزار سوار لیکر مصر پر چڑھ دوڑا لیکن راستہ دریائے نیل حائل ہوا اسلئے مہدی اسکندریہ کیطرف واپس چلا آیا اور وہاں فساد برپا کر دیا اسکے مقابلہ کیلئے بغداد سے فوج شاہی روانہ کی گئی اسکو اسنے شکست دیدی اور خود اسکندریہ اور فیصوم پر قابض ہو گیا اسے سال دیلم مجوسی سید حسن بن علی علوی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا سنہ ۳۰۳ ہجری میں سید القائم کی فوج نے جزیرہ قسطلاط پر قبضہ کر لیا اور وہاں بہت مار لوٹ ہوئی واقعات طول ہے اسے پر اکتفا کیا گیا سنہ ۳۰ ہجری میں القائم محمد بن عبد اللہ المہدی فاطمی مصر اور اکثر صعید پر قابض ہو گیا تاریخ سیوطی اسے سال دیلم نے رے اور جبال پر حملہ کیا اور ملک تباہ کر ڈالا چند شہر اوسکے قبضہ میں آگئے اسکے مرید بہت بڑھ گئے لوگوں کے دلوں پر انکی ہیبت جمگئی شاہی فوج کئی مرتبہ گئی مگر شکست کھا کر واپس آگئے اہل مکہ شہر چھوڑ کر منتشر ہو گئے سنہ ۳۲۲ ہجری میں دیلم نے اصفہان پر حملہ کیا انکی مددگاروں میں علی بن بویہ بھی تھا بہت مال جمع کر کے اپنے مخدوم سے علیحدہ ہو گیا اسکی اولاد بادشاہ ہو گئی علی بن بویہ نے محمد کو شکست دیکر فارس پر متسلط ہو گیا دیلم نے اوسی کرخ روانہ کیا اوسنے ہمدان پر بھی قبضہ کر لیا اسیطرح شیراز اور خراسان پر متصرف ہوا انکے شہر عباسیہ سے علیحدہ ہو گئے سنہ ۳۲۴ ہجری میں دیلم مر گیا اسی سال مہدی والی مغرب پچیس سال حکومت کر کے فوت ہوا یہی شخص خلفائے مصر کا جنکو عوام الناس فاطمین کہتے ہیں مورث اعلی تھا در اصل مہدی کا دعوی کہ میں علوی ہوں لیکن لوگوں نے اسکے دعوی کو نہ مانا یہ رافضی تھا اسکی اولاد بھی اسکے قدم بقدم چلے اور رفض پھیلا دیا یہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ کا سب حوالہ ہے نقل ہوتا ہے سادات عظام اولاد رسول صلعم رافضی اور یہ حضرت مؤمن ہوئے سبحان اللہ کیا عجب ماجرا ہے عبد اللہ المہدی کے بعد اسکا بیٹا ابو القاسم بامر اللہ بادشاہ ہوا اور امر خلافت اس زمانہ میں عباسیہ کا برائے نام رہگیا تھا اور تین شخص نے آپکو ملقب امیر المومنین کر رکھا تھا راضی نے بغداد میں عبد الرحمان نے قرطبہ میں اور مہدی نے قیروان افریقہ میں سنہ ۳۳۴ ہجری میں اخشیدی والی مر گیا اسے سال القائم عبیدی والی مغرب شہر مہدی آباد میں وفات پا گیا اور اسکا پسر منصور باللہ اسمعیل تخت مصر پر بیٹھا سنہ ۳۴۱ ہجری میں منصور عبیدی شاہ مغرب منصوریہ شہر میں فوت ہوا جسکو اوسنے آباد کیا تھا منصور کے بعد اسکا بیٹا تخت نشین ہوا بلقب سعادیہ المعز دین اللہ بادشاہ ہوا اور اوسنے شہر قاہرہ آباد کیا منصور نیک طینت تھا تمام مظالم کی اوسنے تلافی کر دے تھے لوگ اسکو بہت دوست رکھتے اسکا بیٹا بھی آدمی تھا اور باپ کے طریقہ پر چلا اور ملک مغرب اوسکی قبضہ میں آگیا سنہ ۳۴۱ ہجری میں ایک قوم ظاہر ہوئے جو تناسخ کے قائل تھے

عہ محمد القاسم بامر اللہ

چنانچہ ایک شخص نے دعویٰ کیا تھا کہ مجھ میں حضرت علیؓ کی روح حلول کر آئی ہے اسکی بیوی کا دعویٰ تھا کہ جناب فاطمہؓ کی روح مجھ میں حلول ہے ایک شخص کہتا تھا کہ مجھ میں جبرائیل کی روح ہے لوگوں نے اُن سبکو مار اوہ اپنے آپ کو اہلبیت سے نسبت کرتے تھے لوگ انکا ادب کرنے لگے معز الدولہ آل رسول سے عقیدت رکھتا تھا اوسنے بھی تعرض نہ کیا اور سنہ ۳۵۱ ہجری میں شیعوں نے مسجد بغداد کی دروازہ پر لکھدیا کہ معاویہ پر لعنت ہو اور اوس شخص پر جسنے جناب فاطمہ کا حق باغ فدک غصب کیا اور اوس پر لعنت ہو جسنے امام حسن کو حضرت رسول اللہ کے پاس نہ دفن ہونے دیا اور محمد بن عبد اللہ بن زیاد ملک زبید تھا شہر میں جو اسکا بسایا ہوا تھا خود مختاری کا اعلان کرکے عرب میں سلطنت آزادی کی بنیاد ڈالی گو بغداد سے گورنر تازہ مقرر ہوتا تھا یہ سنہ ۲۰۲ ہجری سے سنہ ۴۰۹ ہجری تک بادشاہ رہے بحوالہ تاریخ الخلفا جلال الدین سیوطی اور خاندان ہمدانیان مذہب شیعہ رکھتا تھا خلفائے فاطمیہ کو اپنا مقتدا تصور کرکے انکا ادب ملحوظ رکھتا تھا یہ سنہ ۳۱۷ ہجری سے سنہ ۳۹۴ ہجری تک موصل و حلب میں بادشاہ رہا یہ بھی نائب خلفا فاطمیین کا تھا اور ابو الحسن بن علی سنہ ۳۵۲ ہجری کو بغداد میں عاشورہ کے دن معز الدولہ نے بازار بند کرا دیے اور سب عورتوں نے سر اپنے کھولدیے اور ماتم امام حسین کا بہت شور و غل ہوا ہر ایک جگہ ماتم حسین کیا گیا یہ پہلا موقعہ تھا جو بغداد میں کے برس جاری رہا اسی سال عید غدیر بڑی دہوم دہام سے منائی گئی اور شیعوں کی سلطنت اقالیم مغرب مصر و شام و عراق پر بنو عبیدی قابض ہوگئی اور شہر قاہرہ میں دار الامارت بنایا گیا جو اسوقت سے قصرین کی نام سے مشہور ہے اور بنو عباس کا نام خطبوں سے نکالدیا گیا اور سیاہ کپڑا پہننا موقوف ہوا اور سفید کپڑا پہننے کا حکم ہوا اور خطبوں میں یہ الفاظ پڑہے جاتے تھے اللہم صل علیٰ محمد المصطفےٰ و علیٰ علی المرتضیٰ و علیٰ فاطمۃ البتول و علی الحسن و علی الحسین سبط الرسول اللہ صلی علی الائمۃ آباء المعز باللہ یہ تمام واقعات ماہ شعبان سنہ ۳۵۵ ہجری میں واقع ہوئے اور سنہ ۳۵۹ ہجری میں اذانوں میں حی علی خیر العمل بڑھا دیا گیا یہ ہر شہر کی مسجدوں میں ماہ رمضان سے شروع ہوئی سنہ ۳۶۱ ہجری میں مکمل ہوگئی اور ربیع الآخر سنہ ۳۶۱ ہجری میں جعفر بن فلاح نائب دمشق کے حکم سے اذانوں میں حی علیٰ خیر العمل کہا گیا کسی شخص کو مخالفت کی جرأت نہ ہوئی اسی سال ماہ رمضان میں المعز باللہ اپنے آبا و اجداد کے تابوت لیکر مصر پہونچگیا خلفا فاطمیہ کی سلطنت کے برخلاف سلطنت کی بنیادیں مضبوط ہورہی تھیں اور انکی حکومت کی وہ حالت کہ جو خلفاء بنی عباس کی کسی زمانہ میں تھی سنہ ۳۶۴ ہجری میں رفض کا غلو ہوگیا اور مصر اور شام اور مشرق و مغرب میں رفض خوب پھیلا یہاں تک کہ منادی کردی گئی کہ نماز تراویح کہیں نہ پڑھی جاوے کہ یہ سنت خلیفہ عمر کے تھے سنہ ۳۶۵ ہجری میں المعز باللہ دار فانی سے دار البقا کو روانہ ہوا یہ بڑا نیک بادشاہ تھا اسکے بعد اسکا فرزند نزار الخطاب عزیز بادشاہ ہوا اسکا ایلچی بغداد میں عضد الدولہ کے پاس آیا کہ طالع سے اپنے القاب میں تاج الملت کا لقب اور زیادہ کرلے اور تاج پہننے کی اجازت دلوادی اور خلعت کی تجدید کرادی ان سب باتوں کے منظوری ہوگی اور سنہ ۳۸۲ ہجری میں ابو الفتوح الحسن بن جعفر علوی کو ضعف آگیا اور لوگ پھر عزیز بادشاہ کے ماتحت ہوگئے اور ایک نسخہ سلطنت ہوگئی ذاہبی لکھتے ہیں کہ عزیز بادشاہ مصر سنہ ۳۸۶ ہجری میں فوت ہوگیا اور اوسنے اپنے باپ کے

معم بادشاہ ہوا اس خاندان کا یہہ پہلا ہی بادشاہ جو بطور میراث مصر پر بادشاہ ہوا سنہ ۳۶۹ ہجری میں عزیز بادشاہ کا ایلچی ۔

فتوحات میں حمص اور عمدہ کو اور حلب کو ابزاد کیا موصل دمین میں اسکا خطبہ پڑھا گیا اور اپنے نام کا سکہ چلایا اسکے بعد اسکا پسر منصور ملقب الحاکم بامر اللہ تخت خلافت پر بیٹھا سنہ ۳۹۲ ہجری میں اسود حاکمی نائب دمشق نے مغربی کو گدھے پر سوار کرکے تمام شہر میں تشہیر کیا اور ایک منادی کہتا جاتا تھا کہ یہ اوس شخص کی سزا ہے جو ابو بکر اور عمر اور عثمان سے محبت رکھے اور بعد اسکے قتل کرا دیا گیا سنہ ۳۹۵ ہجری میں حاکم نے بہت علماء کو مصر میں قتل کرڈالا اور مسجدوں کے دروازوں پر شارع عام میں اصحاب ثلثہ کو لعنت لکھوا دی اور عمال کو حکم دیا کہ اصحاب ثلثہ کو ہر صبح و شام لعنت کہلاویں اور مچھلی کے کھانے منع کیا سوائے چھلکا والی کے سنہ ۳۹۶ ہجری میں حاکم نے حکم دیا کہ ہر جگہ میرا نام لیا جاوے خواہ بازار ہو خواہ کوئی جلسہ ہو سننے والے ادب کیلئے جھک جایا کریں اسی سال حاکم نے جو بادشاہ مصر اسماعیلی تھا تمام مصر کے گرجا میں جو بیت المقدس میں تھا عیسائیوں کو اسمیں جانے سے روک دیا اور مصر کے تمام گرجاؤں کو گرا دینے کا حکم دیا اور سنہ ۴۰۴ ہجری میں عورتوں کو رات یا دن میں راستوں میں نکلنے سے منع کر دیا گیا یہ حکم اسکے مرنے تک بحال رہا سنہ ۴۱۱ ہجری میں حاکم حلوان مضافات مصر میں قتل کیا گیا اور اسکا فرزند بعد اسکے ملقب الظاہر عزاز دین اللہ تخت پر بیٹھا اور اس خاندان کی سلطنت کچھ زوال میں آگئی حلب اور شام کا بڑا حصہ انکے قبضہ سے نکل گیا علی بن محمد منادبانی خاندانی شیعہ نے بمقام سنا سنہ ۴۵۵ ہجری میں بمقام مسار میں علم استقلال بلند کیا نجاح کے انتقال پر سنہ ۴۵۲ ہجری میں اسنے زبید کا الحاق کیا سنہ ۴۵۵ ہجری میں فتوحات سنا سے اور بلاد پر متصرف ہوا سنہ ۴۵۶ ہجری میں مکہ اسکے قبضہ میں آگیا اسکا دار الخلافہ سنا تھا سنہ ۴۷۳ ہجری میں اپنی وفات تک اسنے زبید کو ہاتھ سے نہ دیا اسکے پسر مکرم احمد سے نجاحیوں نے زبید چھین لیا سنہ ۴۷۵ ہجری میں مکرم احمد نے واپس لیا سنہ ۴۷۹ ہجری میں زبید دوسری دفعہ ہاتھ سے نکل گیا سنہ ۴۸۱ ہجری میں پھر مفتوح ہوا مگر تھوڑے عرصہ کے بعد پر نجاحیوں نے آخری مرتبہ زبید چھین لیا سنہ ۴۸۲ ہجری میں مکرم احمد نے بجائے سنا کے ذو جبلہ واقع مشکلات جعفر کو اپنا دار الحکومت بنایا سنہ ۴۷۹ ہجری سے لیکر سنہ ۴۹۲ ہجری تک حاکم رہے سنہ ۴۵۰ ہجری میں بساسری بغداد پر اہل مصر کے ساتھ پہونچا خلیفہ بغداد نے اسکا مقابلہ کیا مگر سر نہ ہوا المستنصر احمد والی مصر کے نام خطبہ جامع مسجدوں پڑھا گیا اور اذان میں حی علی خیر العمل کہا گیا ایکماہ تک مقابلہ مقابلہ جاری رہا آخر الامر بساسیری نے خلیفہ کو گرفتار کر لیا اور قلعہ میں جاکر قید کیا سنہ ۴۵۰ ہجری میں الظاہر عزاز دین اللہ والی مصر انتقال کر گیا اور اسکی جگہ اسکا فرزند ہفت سالہ بادشاہ بنایا گیا اس نے ساٹھ برس اور چار ماہ سلطنت کی ذہبی کہتے ہیں تاریخ سیوطی کا یہ حوالہ ہے اتنی مدت کسی بادشاہ یا خلیفہ نے حکمرانی نہیں کی اسکے دوران میں ایسا قحط پڑا جیسے حضرت یوسف کے زمانہ میں پڑا تھا ایک روٹی پچاس دینار کو فروخت ہوئی سنہ ۴۶۲ ہجری کو مکہ شریف میں المستنصر کا خطبہ موقوف کرکے عباسیوں کا خطبہ شروع کیا گیا اور اذان میں حی علی خیر العمل چھوڑ دیا گیا سنہ ۴۸۰ ہجری میں سال اول خلافت میں المستنصر باللہ والی مصر فوت ہو گیا اسکا فرزند مستعلی احمد تخت نشین ہوا اور سنہ ۴۸۸ ہجری میں احمد خان والی سمرقند قتل ہوا وہ بھی رافضی تھا اسی سال حلب انطاکیہ معرا اور شیراز میں ایکماہ فاطمیین کا خطبہ پڑھا گیا سنہ ۵۰۲ ہجری میں فرقہ باطنیہ نے پھر شہر شیراز پر قبضہ کر لیا سنہ ۵۲۴ ہجری میں اخرالامر احکام اللہ بادشاہ مصر لاولد فوت ہوا اسکے چچیرا بھائی حافظ عبد المجید بن محمد بن مستنصر باللہ تخت پر بیٹھا سنہ ۵۴۹ ہجری میں بادشاہ مصر حافظ عبد المجید فوت ہوا اسکے بعد اسکا فرزند طافر

تخت پر بیٹھا سنہ ۵۴۹ ہجری میں ظافر مقتول ہوا اور اوسکی جگہ اسکا پسر الظاہر عیسیٰ تخت نشین ہوا چونکہ یہ بہت چھوٹی عمر کا بچہ تھا سلطنت میں سخت خرابی واقع ہوئی سال اول خلافت میں الفائز عیسیٰ بادشاہ مصر دار البقا کو گیا اسکے بعد اسکا پسر عاضد الدین اللہ جو آخری خلیفہ فاطمہ تھا تخت نشین ہوا سنہ ۵۶۲ ہجری میں سلطان نورالدین نے امیر اسدالدین کو دو ہزار سوار دیکر مصر کیطرف روانہ کیا اوسنے جزیرہ سے اوترکر دو ماہ برابر مصر کا محاصرہ کیا والی مصر نے فرنگیوں سے مدد چاہی وہ مدد کو پہنچگئے اسد الدین نے مصریوں سے مقابلہ کیا او صلاح الدین ابن یوسف ابن ایوب نے چار ماہ تک اسکندریہ کو محصور رکھا سنہ ۵۶۴ ہجری میں فرنگیوں نے مصر پر حملہ کیا اور شہر قاہرہ کو محصور کیا بادشاہ مصر نے فرنگیوں کے ڈر سے شہر قاہرہ میں اگ لگادی اسدالدین بھی وہاں پہونچگیا اور فرنگی بھاگ گئے العاضد الدین اللہ بادشاہ مصر نے اسدالدین کو وزیر اپنا بنالیا یہ صلاح الدین کا بھتیجا تھا برادر زادہ تھا اور صلاح الدین کو دوسرا وزیر بنالیا آخر وقت تک عاضد حاکم مصر کا وزیر رہا دولت اسماعیلیہ خلفاے فاطمین کا وزیر نمکحرام صلاح الدین نے خاتمہ کردیا یہ واقع تاریخ الخلفاے جلال الدین سیوطی سے لکھا گیا ہے اور بغداد میں سنہ ۵۶۷ ہجری میں شیعوں کا زور ٹوٹ گیا اور عاشورہ محرم کے دن روز جمعہ والی مصر سید شاہ عاضد الدین اللہ فوت ہو گیا اور صلاح الدین نے اپنا قبضہ کرلیا عباسیوں کی پھر مصر پر حکومت ہو گئی اور تاریخ فرمانروایان اسلام میں یہ لکھا ہے کہ صلاح الدین یوسف نے شہر کوہ کو مصر پر بھیجا تھا جہاں کی خانہ جنگیاں اس مداخلت کا کافی موقع پیدا کررہی تھیں دوستانہ اعانت فی الحاق کی صورت اختیار کے شہرکوہ کے مرنیکے بعد صلاح الدین علی طور پر مصر کا بادشاہ بنگیا سنہ ۵۶۴ ہجری میں آخری خلیفہ فاطمین عاضد جو تین سال بعد تک زندہ رہا سنہ ۵۶۷ ہجری میں صلاح الدین کے ایما سے فاطمین خلیفہ عاضد جو بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا عباسی خلیفہ مستدیع کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اس تبدیلی پر کسی قسم کا اختلاف نہ ہوا صلاح الدین نے اپنے بھائی توران شاہ کو صوبہ ملک یمن اور گورنر مقرر کیا خاندان ایوبیہ بادشاہ ہونگے +

اور شجرہ نسب بادشاہان مصر افریقہ جو خلفائے فاطمین گذرے ہیں یہ ہے سنہ ۲۹۶ ہجری میں مہدی ابو محمد عبد اللہ بادشاہ ہوا اور سنہ ۳۲۲ ہجری میں قائم ابو القاسم محمد بادشاہ ہوا سنہ ۳۳۴ ہجری میں منصور ابو الطاہر اسمٰعیل بادشاہ ہوا سنہ ۳۴۱ ہجری میں المعز ابو تمیم بادشاہ سنہ ۳۶۵ ہجری میں عزیز ابو منصور نزار بادشاہ ہوا سنہ ۳۸۶ ہجری میں حاکم ابو علی منصور بادشاہ ہوا سنہ ۴۱۱ ہجری میں ظاہر ابو الحسن علی بادشاہ ہوا سنہ ۴۲۷ ہجری میں المستنصر احمد ابو تمیم بادشاہ ہوا سنہ ۴۸۷ ہجری میں ابو القاسم احمد بادشاہ ہوا سنہ ۴۹۵ ہجری میں امیر ابو علی منصور بادشاہ ہوا سنہ ۵۲۴ ہجری میں ابو المیمون حافظ عبد المجید بادشاہ ہوا سنہ ۵۴۴ ہجری میں جعفر ابو منصور بادشاہ ہوا سنہ ۵۴۹ ہجری میں فائز ابو القاسم عیسیٰ بادشاہ ہوا سنہ ۵۵۵ ہجری میں عاضد ابو عبد اللہ بادشاہ ہوا عبد اللہ ابن عاضد کی نسل باقی مصر افریقہ میں آباد ہے یہ شجرہ اوپر سے نیچے کو آیا ہے اور اب یہ نیچے سے اوپر کو جاتا ہے۔ اسطرح ہے شجرہ نسب سادات عظام اسماعیلیہ جو بادشاہ مصر افریقہ کے تھے جو چودہ اشخاص نے سرتا تمام سلطنت کی ہے سید عبد اللہ ابن سید عاضد الدین اللہ ابن سید المد ابن سید عبد المجید ابن سید محمد ابن سید مستنصر باللہ ابن سید ظاہر علی ابن سید حاکم ابن سید عزیز نزار ابن سید المعز ابن سید منصور اسماعیل ابن سید قائم محمد ابن سید عبد اللہ رضی ابن شاہ نقی قاسم شاہ ابن سید شاہزادہ احمد ابن سید محمد عربغی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن امام جعفر صادق علیہ السلام دوسری فرع

جو شاہزادہ سید احمد بن سید محمد عریفی ابن سید اسماعیل اعراج اکبر بن امام جعفر الصادق علیہ السلام کی اولاد سے جو سلاطین مصر افریقہ سے تھے جو سید مستنصر باللہ سے دوسری فرع علیحدہ ہوئی ہے اسکا یہ بیان ہے انکی اولاد کا سلسلہ نسب جو انگریزی میں شائع ہے اسکی یہ نقل ذیل میں درج ہوتی ہے، لکھا ہے کہ سید شاہ اسماعیل ابن امام جعفر صادقؑ کو جو لوگ امام جعفر صادق کا جائز وارث مانتے ہیں شیعہ اسماعیلی کہلاتے ہیں عموماً یقین کیا گیا ہے کہ وہ اپنے باپ کی زندگانی میں فوت ہوا لیکن اسماعیلی کہتے ہیں کہ وہ امامت پر مقرر ہوا تھا اور اسکا فرزند سید شاہ محمد عریفی بن سید اسماعیل امام جعفر صادق کی وفات کے بعد مدینہ موضع عریفہ سے ملک فارس طبرستان رے چلے گئے تھے اور محمد قاسم فرشتہ لکھتا ہے کہ سید محمد عریفی امام جعفر صادق کی موجودگی میں رے چلے گئے تھے اور وہاں جا کر محمد آباد شہر آباد کیا اور وہیں فوت دفن ہیں اور سید شاہ احمد سید محمد عریفی کا بڑا بیٹا تھا جو شاہزادہ احمد بھی مشہور رہے یہ بھی محمد آباد میں فوت دفن ہیں سید شاہ تقی قاسم شاہ بن سید احمد محتشم باللہ بغدادی عباسی کے برخلاف تھے جسکے حکم سے رے کے گورنر سے قتل کرا لئے گئے اور کوہ البرز کے قریب ایک گاؤں میں دفن ہیں سید شاہ رضی عبداللہ انکا پسر رے کو چھوڑ کر استنبول کو چلے گئے ہمدان اور آذربائیجان کے راستہ سے استنبول پونچے انکے قبیلہ کے لوگ اسماعیلی انکے ہمراہ ترک وطن کر گئے اور رضی عبداللہ وہاں فوت دفن ہوئے سید شاہ محمد مہدی یعنے ابو القاسم محمد بن رضی عبداللہ یعنی مصر اور افریقہ کا پہلا فاطمین خلیفہ تھا اسنے ۲۹۷ھ ہجری میں سے لیکر ۳۲۲ھ ہجری تک پچیس سال حکومت مصر میں کی اور مصر میں مہدی آباد شہر کی بنیاد ڈالی اور وہ وہاں دفن ہیں سید قائم بی امر اللہ یعنی شاہ قائم انہوں نے ۳۲۲ھ ہجری سے لیکر ۳۳۴ھ ہجری تک ۱۲ سال ۹ ماہ ملک مصر میں سلطنت کی اور وہاں فوت دفن ہیں سید منصور بی امر اللہ ابو طاہر اسماعیل شاہ منصور انہوں نے ۳۳۴ھ ہجری تک سات سال بادشاہت کی ۳۹ سال کی عمر میں وہاں فوت دفن ہوئے معز علی دین اللہ یعنی ابو تمیم شاہ معز انہوں نے ۳۴۱ھ ہجری سے لیکر ۳۶۵ھ ہجری تک ۲۴ برس سلطنت مصر میں کی انکے عہد میں شہر قاہرہ آباد ہوا ۴۵ سال کی عمر کے بعد فوت اور دفن وہاں ہوئے سید عزیز باللہ ابو منصور نزار شاہ عزیز انہوں نے شاہ بغداد سے بڑے بڑے تحائف اور مبارکباد کے خط حاصل کئے تھے ۳۶۵ھ ہجری سے لیکر ۳۸۶ھ ہجری تک ۲۱ سال سلطنت مصر میں کی اور وہیں دفن ہیں سید حاکم بی اللہ یعنی ابو علی منصور شاہ حاکم ابو علی ۳۷۵ھ ہجری میں شہر قاہرہ میں متولد ہوئے اور ۳۸۶ھ ہجری سے لیکر ۴۱۱ھ ہجری تک ۲۵ سال تک سلطنت مصر میں کی اور وہیں دفن ہیں سید ظاہر علی اعزاز دین اللہ ابو ہاشم علی انہوں نے ۴۱۱ھ ہجری سے لیکر ۴۲۷ھ ہجری تک ۱۶ سال فرمانروائے مصر افریقہ میں کی ہے سید مستنصر باللہ یعنی ابو تمیم معد شاہ مستنصر باللہ انہوں نے ۴۸۷ھ ہجری سے لیکر ۴۲۷ھ ہجری یعنی ۶۰ سال سلطنت ملک مصر میں کی اور وہاں دفن ہیں انکے دو فرزند تھے سید شاہ نزار مصطفٰے علی پسر کلان تھے اور مستعلی باللہ یعنے ابو القاسم احمد خورد تھے وہ مصر کے تخت پر اپنے باپ مستنصر باللہ کے جانشین ہوئے ۴۸۷ھ ہجری سے ۴۹۵ھ ہجری تک یعنی آٹھ سال حکومت مصر میں کی اور وہاں فوت دفن ہیں سید امیر بی احکام اللہ یعنی ابو علی منصور انہوں نے ۴۹۵ھ ہجری سے لیکر ۵۲۴ھ ہجری تک ۲۹ سال حکومت مصر افریقہ میں کی اور وہیں فوت ہیں لاولد تھے انکے چچیرا بھائی سید حافظ علی دین اللہ یعنی ابو المیمون

عبدالمجید جو ابن محمد بن مستنصر باللہ انہوں نے ۵۲۴ھ ہجری سے لیکر ۵۴۴ھ ہجری تک بیس سال سلطنت مصر میں کی اور وہیں فوت دفن ہوئے
ظفر بامراللہ یعنی ابو المنصور اسماعیل انہوں نے ۵۴۴ھ ہجری سے لیکر ۵۴۹ھ ہجری تک ۵ سال بادشاہت ملک مصر میں
کی اور وہ قتل کیے گئے وہیں دفن ہیں آذر علی ابن اللہ فیض باللہ یعنی ابو القاسم عیسیٰ انہوں نے ۵۴۹ھ ہجری سے لیکر ۵۵۵ھ
تک حکومت مصر کی تخت پر کی بہ اوائل عمر میں یعنے ۱۱ سال میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہیں سید عاضد علی بن ابو محمد
عبداللہ حافظ کی پوتے تھے انہوں نے ۵۵۵ھ ہجری سے لیکر ۵۶۷ھ ہجری تک مصر میں بادشاہی کی انکی وفات کے
بعد عباسی خلیفوں کی پھر حکومت ہو گی صلاح الدین کمان افسر کے ہاتھ میں آگے اور وہ اسکی بعد جلد مصر کا خود مختار
لاٹ بنگیا اسیطرح مصر افریقہ کے فاطمین خاندان کا جو کہ مہدی سے لیکر عاضد علی تک دو سو اٹھاٹھر ۲۶۸ سال حاکم رہا
اور ختم ہوگئے تمام فاطمین خلیفے کچھ مصر میں دفن ہیں اور کچھ مہدی آباد میں دفن ہیں باقی شہر قاہرہ میں دفن ہیں
سید شاہ مستنصر باللہ کے جو دو پسر تھے سید مستعلی باللہ خورد تھے انکے اولاد اشخاص مصر کے حاکم عاضد علی تک
گذرے ہیں اور دوسرے فرزند سید شاہ نجار مصطفے ادین لعمر شاہ نجار تخت کے پہلے ناجائز وارث تھے کیونکہ یہ پسر
کلاں تھے وہ جو لوگ انکے پیرو اور معتقد تھے اور باپ کا جائز وارث جانتے تھے وہ نجاریہ کہلاتے ہیں شاہ نجار شہر
قاہرہ میں قتل دفن ہوئے سید شاہ ہادی یعنی سید ہادی ابن شاہ نجار مصر سے الموت میں آئے یہ انکے بزرگوں کا اصلی وطن
تھا اور وہاں اپنے مرید حسن صباح کے حفاظت میں رہے اور اسجگہ انہوں نے ایک سیدزادی سے شادی کی جس سے
سید محتدی ہوئے یعنے مولا محتدی سید شاہ ہادی کے بڑے بیٹے تھے اور الموت میں فوت دفن ہوئے سید شاہ حسن
علی ذکرہ السلام یعنی شاہ حسن علی ذکرہ السلام شاہ محتدی کی اکلوتی بیٹے تھے اور الموت کے پہلے حاکم تھے سید شاہ نجار
کے پوتے کو حکومت خداوند عالم نے عطا فرمائی فرع خلفاء فاطمین سے سید شاہ مستنصر باللہ سے علیحدہ ہوئے اور
مصر شہر قاہرہ سے الموت میں تشریف لائے اور حاکم ہو گئے سید شاہ محتدی نے اٹھ سال تک حکومت الموت میں کی
اور وہیں فوت دفن ہوئے سید شاہ علاء الدین محمد پسر شاہ محتدی انہوں نے اٹھ سال حکومت الموت میں کی اور وہیں فوت
دفن ہیں سید شاہ جلال الدین حسن جب یہ تخت الموت پر بیٹھے جو انکا دارالخلافہ تھا اپنے باپ کے بعد تو انہوں نے
خلیفہ بغداد سے مبارکباد کے خط حاصل کئے تھے گیارہ سال چھ ماہ حکومت الموت میں کی اور وہیں دفن ہیں جنہوں نے
نصیر الدین طوسی کو جو ایک مشہور منجم فلاسفر تھا قید کیا تھا کہتے ہیں کہ اس سبب سے اوسنے ہلاکو خاں کو قہستان الموت کی
فتح کرنیکی ترغیب دی انہوں نے ۳۵ سال حکومت کی اور وہاں فوت دفن ہوئے ہیں تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے
اسلام صفحہ ۶۱۴ میں لکھا ہے کہ نصیر الدین طوسی بن فخر الدین رازی طوس میں پیدا ہوئے اور وہ اپنے زمانہ کے بڑے
عالم اور حکیم تھے جب سید شاہ علی محمد نے کسی خطا پر انکو قید کیا تو یہ انکی وفات کے بعد انکے پسر سید رکن الدین خراشاہ نے
انکو رہا کر دیا اور نصیر الدین طوسی نے اسماعیلیہ کی وزارت بھی قلعہ الموت میں قبول کی اور خلیفہ مستعصم کے زمانہ میں عرصہ
دراز تک قہستان الموت میں وزیر شاہ جلال الدین حسن کا رہا تھا اسکو جو قید کیا تھا اونکے بیٹے نے اسلئے اوسنے ہلاکو خاں
کو فتح الموت کی ترغیب دی تھی تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام صفحہ ۶۰۲ میں لکھا ہے کہ ہلاکو خان بن تولی خان بن

چنگیز خاں ہلاکو خاں کو اسکے چچا منگو قاآن نے فتح بلاد عرب پر تعینات کیا دہ سوا لاکھ فوج لیکر قراقرم سے سنہ ۶۵۱ ہجری میں چلا اور پہلے قہستان الموت ۔۔۔۔ کو کہ طبرستان میں تھا قبضہ کیا بڑا بھاری جنگ ہوا یہ قلعہ رافضیوں کے دخل میں تھا اول اسکی بیخ کنی کی موید الدین محمد وزیر خلیفہ بغداد بھی رافضی تھا ابو بکر بن مستعصم نے رافضیوں کو غارت کرایا اسلئے موید الدین محمد علی کو اسلئے بدلا لینا مقصود تھا اس وزیر نے خفیہ ہلاکو خاں سے سازش کر کے عباسیوں کو تباہ برباد کرایا ہلاکو خاں نے بغداد میں قتل عام کیا اور قبضہ کر لیا اور پھر ہلاکو خاں بغداد سے مراغہ کو گیا اور حاکم موصل کو تہ تیغ کیا اور عز الدین حاکم موصل کو تہ تیغ کیا اور عز الدین حاکم روم نے اطاعت قبول کر لی پھر ہلاکو خان نے شام اور حلب کو لوٹا اسکا بھائی تبریز میں فوت ہو گیا یہ خبر سنکر واپس ہوا سنہ ۶۶۳ ہجری میں مسلمان ہو کر مر گیا اسکا پسر تخت تبریز پر بیٹھا نکودار بن ہلاکو خاں بن تولی خاں بن چنگیز خان مسلمان ہوا اور نام اپنا احمد رکھا اسکا حکم ملک شام اور کرمان اور سیستان اور قبچاق اور ارس روس اور بلغار اور ماوراء النہر اور خطا اور خوارزم اور گیلان پر جاری تھا فارس یعنے ایران ایک وسیع ملک ہے جسکی حد شرقی بلخ اور سند اور ہند اور جنوبی بحر عمان اور ہند ہے اور حد غربی عرب اور دیار بکر ہے اور حد شمالی چرکس اور بدخشاں ہے اور اس میں بہت ولایات ہیں مکران سیستان زابلستان خراسان استرآباد کرمان خورستان لورستان عراق عجم طبرستان اور قہستان الموت ہے دیلم آذربائجان ایران طہران شیروان گرجستان گیلان داغستان واضح رہے جب اسلام آیا اول ملوک بنی امیہ سنہ ۴۱ ہجری سے لیکر سنہ ۱۳۲ ہجری تک سنہ ۴۱ سے معاویہ ہوا اور سنہ ۶۰ ہجری سے یزید ہوا سنہ ۶۴ ہجری سے معاویہ ثانی ہوا سنہ ۶۴ سے مروان ہوا سنہ ۶۵ سے عبد الملک ہوا سنہ ۸۶ سے ولید ہوا سنہ ۹۶ سے سلیمان ہوا سنہ ۹۹ سے عمر عبد العزیز ہوا سنہ ۱۰۱ سے یزید ثانی ہوا سنہ ۱۰۵ سے ہشام ہوا سنہ ۱۲۶ سے یزید ثالث ہوا سنہ ۱۲۶ سے یزید ثانی ہوا سنہ ۱۲۱ ہجری سے لیکر سنہ ۱۳۲ ہجری تک تیرہ نفر بنی امیہ بادشاہ رہے انکے بعد سنہ ۱۳۲ ہجری سے لیکر سنہ ۶۵۶ ہجری تک بنی عباس کا شجرہ نسب اسطرح پر ہے جناب خواجہ عبد المطلب انکے پسر عباس انکے پسر عبد اللہ انکے پسر علی انکے پسر چار عیسےٰ و سلیمان و عبد اللہ و محمد محمد کے تین پسر سفاح و ابراہیم و منصور منصور کے پسر مہدی انکے چار پسر ابراہیم و منصور ثانی و ہادی و رشید رشید کے تین پسر امین و مامون و معتصم معتصم کے تین پسر تھے محمد انکے پسر مستعین دوئم واثق انکے پسر مہتدی سوئم متوکل انکے چار پسر منتصر و معتز و معتمد و موفق انکے پسر معتضد انکے تین پسر اول قاہر انکے پسر مطیع انکے پسر طائع دوئم مکتفی مستکفی سوئم مقتدر انکے دو پسر راضی اور متقی انکے پسر قادر انکے پسر قائم انکے پسر ذخیرۃ الدین انکے پسر مقتدی انکے پسر مستظہر انکے پسر مسترشد انکے دو پسر راشد و مکتفی انکے پسر مستنجد انکے پسر مستضی انکے پسر ناصر انکے پسر ظاہر انکے دو پسر مستنصر و مستنصر انکے پسر مستعصم انکے سنہ ۱۳۲ ہجری سے لیکر سنہ ۶۵۶ ہجری تک اس ملک پر حاکم رہے انکے درمیان بعد وفات ہارون رشید طوائف الملوکی ہو گئے خراسان میں آل طاہر تھے اور عراق میں دیالمہ تھے اور غزنی میں آل ناصر تھے اور سیستان آل لیث تھی ماوراء النہر میں آل سلجوقی تھی پھر خوارزم شاہیان آئے پھر چنگیز خاں کا دور ہوا چنگیز خاں کا لشکر سنہ ۶۲۶ ہجری میں فارس میں آیا اسکا بیٹا بعد اسکے تخت مغلستان پر بیٹھا سنہ ۶۵۶ ہجری میں یہ سب ولایات ہلاکو خاں نے فتح کر لیں سنہ ۶۵۸ ہجری میں ملک شام پر گیا اور سنہ ۶۶۳ ہجری میں آپ مر گیا اور تمام اور ملک ایران اپنے پانچوں فرزندوں پر تقسیم کر گیا پھر طوائف الملوکی ہو گئی بابر میں جلائر حاکم ہو گیا خلفا میں تیموری تھے خراسان میں

سربرار تھے شیراز میں اتابک تھے کرمان میں آل مظفر تھی فارس میں انجوی حکمران تھے ۷۰۲؁ ہجری میں تیمور نے ایران پر قبضہ کرلیا ۹۰۶؁ ہجری میں دولت صفویہ شروع ہوئی یہ واقع تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام سے نقل کیا گیا ہے بفقیر پر نسب نامہ انگیریزی جو حضرت آغا سید محمد سلطان کا اس سے نقل ذیل مندرج ہوتی ہے سید رکن الدین خراشاہ بن علی محمد جب اپنے والد کا تخت الموت پر قائم مقام ہوا تو ان دنوں ہلاکو خاں نے نصیر الدین طوسی کی رائے سے انکا ملک فتح کرلیا ۶۵۴؁ ہجری میں سلطنت الموت کی فتح ہوئی کہتے ہیں کہ یہ طوسی کی ترغیب کے مطابق یہ سید رکن الدین خراشاہ دوبائے گئے جبکہ ۶۵۵؁ ہجری میں ترکستان کو جا رہے تھے سیدزادہ شمس الدین محمد یہ شمس تبریز اور شمس زردوز بھی کہلاتے تھے یہ اپنے بھائی کے ساتھ آذربائیجان کو چلے گئے اور اپنے آپ کو بچانے کیلئے پوشیدہ ہوئے اور مقام آذربائیجان میں فوت دفن ہیں اور سید رکن الدین خراشاہ حاکم الموت سید صلاح الدین محمد نوربخش از کوب زردوز کے مرید تھے یہ بزرگوار شہر سبزوار میں رہتے تھے اور تمام فرقہ اسماعیلیہ کے امام اور پیشوا تھے یہ سید صلاح الدین بزرگ محمد نوربخش اوائل دولت اسماعیلیہ سید عبدالمومنین میں لباس درویشاں میں در آیا تھا اور انہوں نے ایک کتاب موسوم بہ فقہ احوط تصنیف فرمائی تھی اور فرقہ شیعہ اثنا عشریہ نوربخشیہ صوفیہ جاری فرمایا تھا یہ سید صلاح الدین محمد نوربخش اولاد سید عبدالمومن بادشاہ مصر و افریقہ سے ہے جب سید عبدالمومن بن علی ملقب خلد الدین اسماعیلیہ بعد وفات محمد بن تومرت کی اسکی جگہ قائم مقام ہوا تھا سید المومن کا چوتھی پشت سید صلاح الدین سید محمد نوربخش لباس درویشاں میں در آیا اور اپنی اسماعیل کو امام نہ جانتا تھا یہ حوالہ تاریخ فرشتہ میں مندرج ہے تاریخ تذکرۃ الکرام صفحہ ۵۵۴ میں لکھا ہے کہ شمس تبریز یعنے محمد زردوز کے والد سید رکن الدین خراشاہ قلعہ الموت کے حاکم تھے اور انہوں نے اپنے آبا اجداد کے مذہب سے کنارہ کر کے تمام دفتر اور رسالوں کو جلا دیا تھا اور اسلام کے آثار مابعد کے قلعوں میں ظاہر کی اور شمس تبریز محمد زردوز کو علم ادب سیکھنے کیلئے پوشیدہ تبریز کو روانہ کیا انہوں نے وہاں جاکر زرکوبی اور زردوزی بھی سیکھے تھے اسلئے زردوزی کے لقب سے مشہور ہیں جب حضرت شمس الدین محمد زردوز علم ادب کے ماہر ہوئے تو وہاں شہر تبریز میں ایک بزرگ سید مخدوم شاہ شمس سبزواری جو شہر سبزوار سے ترک اطفال کر کے مقام تبریز میں سکونت پذیر تھے سید شمس الدین محمد زردوز سید شاہ شمس الدین سبزواری کے مرید ہوئے اور یہ ہر دو حضرت شاہ شمس الدین باہم ہم جد اسماعیلی تھے سید شاہ شمس الدین سبزواری بن سید صلاح الدین محمد نوربخش زردوز زرکوب اور شمس الدین محمد زردوزی بلقب شمس تبریز ہیں سید رکن الدین خراشاہ جو نصیر الدین طوسی کی ترغیب سے دریا میں ڈوبائے گئے تھے اور محمد زردوز ملقب شمس تبریز آذربائیجان میں ۶۵۵؁ ہجری میں فوت ہوئے اور وہاں انکی مزار شریف ہے اور سید شمس الدین سبزواری جو تبریزی مشہور ہیں انکا مزار شریف ملک پنجاب شہر ملتان کے جانب مشرق پاؤ میل کے فاصلہ پر موجود زیارت گاہ خلائق ہے یہ دونوں سید صاحب بنام شمس تبریز مشہور ہوئے ہیں مگر باہم ہم جد ہیں ہر دو صاحب شاہی خاندان سے ہیں ایک سلاطین الموت کی نسل سے ہے اور ایک مصر افریقہ کے سید عبدالمومن بادشاہ کی اولاد سے ہے انکی اولاد اور انکا ذکر موقعہ پر یہ فقیر نقل کریگا اب اولاد سید محمد زردوز بلقب شمس تبریز کی اولاد کا ذکر عرض کرنا ہے +

سید محمد زردوز ملقب شمس تبریز بن سید رکن الدین خراشاہ ۶ کے پسر سید قاسم شاہ جو آذر بائیجان میں رہتے تھے اور دفن ہوئے یہ تمام لوگ سادات اسماعیلیہ ملک فارس میں متفرق مقامات پر سکونت گزیں تھے کچھ مقام محمد آباد رہے اور اصفہان اور خراسان اور آذر بائیجان اور اردبیل اور سبزوار اور تبریز اور جرجان اور مروند اور خوند وغیرہ مقام میں تھے سید قاسم شاہ ابن سید محمد زردوز ملقب شمس تبریز سید شاہ احمد اسلام شاہ ابن سید قاسم شاہ آذری حضرت سید محمود ثانی ملقب پیر صدر الدین جو پانچویں پشت صلاح الدین سید محمد نور بخش کا فرزند تھا نسب نامہ انگریزی جو آغا صاحب بمبئی والہ کا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ پیر صدر الدین سید شاہ احمد اسلام شاہ کے خلیفہ پیر تھے اور انہوں نے ہندوستان اور تمام اضلاع سندھ پنجاب میں بہت ہندونکو اور لوہانہ قوم کو خواجہ مسلمان بنایا ہے اور سید اسلام شاہ احمد فارس کے شہر بیک میں رہتے تھے اور وہاں فوت دفن ہوئے سید شاہ محمد بن اسلام شاہ احمد یہ بھی شہر بیک میں رہتے تھے اونہوں نے سید پیر صدر الدین کے بیٹے سید پیر حسن کبیر الدین کو اپنا خلیفہ پیر بنایا تھا یہ پیر کاٹیاواڑ کے شہر گنوڈ دفن ہے اسجگہ راقم اوراق کو توقف اور حیرت ہے جناب آغا خانصاحب کے نسب نامہ میں یہ لکھا ہے کہ سید پیر صدر الدین کو سید احمد اسلام شاہ نے اپنا خلیفہ پیر بنایا تھا اور سید شاہ محمد بن سید احمد اسلام شاہ نے پیر صدر الدین کے بیٹے پیر حسن کبیر الدین کو اپنا خلیفہ پیر بنایا تھا یہ پیر کاٹیاواڑ کے شہر گنوڈ میں دفن ہیں یہ کسطرح تسلیم کیا جاوے کیونکہ پیر صدر الدین کا روضہ انور بمقام ترنڈا گرگیریوان ضلع بہاولپور میں موجود ہے اور انکے فرزند پیر حسن کبیر الدین کا روضہ انور بمقام اوچ شریف جانب مشرق نیم میل کے فاصلہ پر موجود ہے نہ کہ کاٹیاواڑ کے شہر گنوڈ میں اوچ شریف بھی ضلع بہاولپور پنجاب کے کنارہ پر موجود ہے ہر دو صاحب باپ بیٹا پیر صدر الدین اور پیر حسن کبیر الدین کی مزاروں کا ۱۶ کوس کا فاصلہ ہے البتہ کاٹیاواڑ میں سید جعفر شاہ حسینی بن پیر حسن کبیر الدین کا گنوڈ شہر میں مزار ہے ٭

نسب نامہ انگریزی آغاخاں میں لکھا ہے سید محمد زردوز ملقب شمس الدین تبریز ابن سید رکن الدین خراشاہ بادشاہ قہستان الموت کی مزار پر انوار بمقام آذر بائیجان میں ہے انکی وفات سنہ ۶۵۵ ہجری میں ہوئی ہے اور سادات اسماعیل سبزواریوں میں یہ مذکور ہے جو اولاد سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید محمود ثانی ملقب پیر صدر الدین سے ہیں وہ کہتے ہیں اور ملفوظ کمالیہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ ان ہر دو باپ بیٹا نے ہندوستان اور علاقہ بمبئی کاٹیاواڑ دکھن وغیرہ اور تمام اضلاع سندھ میں دعوت اسلام شروع کی تھی یہ داعی الی الحق تھے انکی کوشش سے لاکھ اہل ہنود اور موہانہ قوم کے لوگ خواجہ مسلمان ہوئے انکا مذہب پردۂ تصوف میں شیعہ اثنا عشریہ نوربخشیہ تھا جو انکی جد امجد سید صلاح الدین محمد نور بخش نے مروج کیا تھا یہ ملفوظ کمالیہ میں لکھا کہ یہ دونو باپ بیٹا سید پیر صدر الدین اور پیر حسن کبیر الدین کفر شکن برائے حج اور زیارت حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام اور نجف اشرف اور کربلا معلی مشہد مقدس کے راستہ سے گذرے اور فارس کے شہر بیک میں تشریف لیگئے اور سید شاہ محمد اور انکے والد سید ذکر اسلام شاہ احمد کی موجودگی میں وہاں گئے یہ صاحب قرن صاحبان سے ملاقات کرکے چند یوم شہر بیک میں سکونت پذیر رہے اور سید شاہ محمد کے احوال سے ماہر تھے کہ انکی جد امجد حاکم الموت کے تھے اور بعزت تمام سلطنت کی تھی اور باہم یہ صاحب ہم جد تھے پیر صدر الدین اور حسن کبیر الدین نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کی کہ جناب قبلہ امام خدا تعالی رضا کہ سید شاہ احمد اسلام اور انکے پسر سید شاہ محمد انکے جد امجد سید محمد

زر دوز ملقب شمس تبریز انکے والد سید رکن الدین خرا شاہ جنکی سلطنت الموت میں ہلاکو خان کے ہاتھ پر فتح ہوئی اور یہ وارث ملک کے تھے جنکو وہاں رہنا بھی متعسر ہوا قدرت الٰہی کرئی طوسی کی ترغیب سے دریا میں ڈبویا گیا اور انکا پسر آذر بائیجان میں پوسیدہ رہا آخر وہاں فوت دفن ہوئے اب لازم ہے انکی امداد کرو کریم قوم پیر صدر الدین نے یہ سنکر خوش ہو کر جو مریدوں کا روپیہ خمس کا آتا تھا اسکا نصف عشر جو تا حال دسوند آغاخان صاحب کو تمام مریدوں سے نذر عشر جمع ہوتا ہے پیر صدر الدین کے ہمراہ اسوقت بہت لوگ نو مسلمان تھے جو اپنی قوم خواجگان میں معتبر تھے انکو فرمایا گیا اور ان تمام لوگوں نے خمس مال کا نصف عشر دسوند دینا تا قیام قبول کر لیا اسوقت سے سلسلہ پیری مریدی جاری ہوا اور اولاد پیر حسن کبیر الدین بن پیر صدر الدین سے تمام نصف مال خمس کا آغاخان صاحب کے بزرگوں کو دیتے رہے اور نصف مال آپ لیتے رہے اور آغاخان صاحب سے دستار پیری مریدی اور تنخواہ بھی پاتے رہے بعد وفات پیر حسن کبیر الدین انکے فرزند پیر امام الدین نے جنکی مزار پیرانہ میں ہے انہوں نے اپنا سلسلہ پیری مریدی کا علیحدہ کر لیا اور طریقہ امام شاہی جاری کیا اور پنجاب میں جو بزرگ اولاد سید پیر حسن کبیر الدین سے تھے وہ اس امر پر قائم ۱۰۹۷ سنہ ہجری تک رہے بعد متفرق ہوئے ورنہ ابتدا سے آغاخان صاحب کے بزرگ اور پیر صدر الدین کی اولاد متفق رہے ہم جد ہم مذہب رہے ہیں سید محمد عریضی کی اولاد جملہ اسماعیلی کہلاتے پیر سید شاہ شمس الدین المدین سبزواری نیز تبریزی کی اولاد کا طریقہ صوفیہ اثنا عشریہ نوربخشیہ تھا پردہ تصوف میں انکا طریقہ شیعہ تھا بحوالہ نسب نامہ آغاخان صاحب سید مستنصر باللہ علی شاہ فارس کے شہر بیبک میں رہتے اور وہاں فوت دفن ہوئے انکے پسر شاہ عبد السلام محمد شاہ شہر بیبک میں رہتے تھے اور وہیں فوت ہوئے انکے پسر سید شاہ عباس یعنی غریب شاہ میرزا کاشان کے شہر انجودان میں بیبک سے چلکر آباد ہوئے انکے پسر سید شاہ ابوذر علی شہر انجودان میں رہتے تھے اور وہاں فوت دفن ہوئے انکے پسر سید شاہ ذوالفقار شاہ انجودان میں رہتے تھے اور وہاں فوت دفن ہوئے انکے پسر سید شاہ نور الدین شہر انجودان کاشان میں رہتے تھے اور وہاں انکی مزار ہے انکے پسر سید شاہ خلیل اللہ شاہ مقام انجودان میں سکونت رکھتے تھے اور وہاں فوت دفن ہوئے انکے پسر سید شاہ نزار یعنی عطا اللہ انہوں نے کوہ بندی کے قریب ایک گاؤں کو آباد کیا جو کہ کوہک آغا نزار علی کے نام سے مشہور ہے اور کسی زمانہ میں خواجگان ہندوستان سے جو کہ وہاں زیارت کیلئے آتے تھے درخانہ کہلاتا تھا اوسنے زمانہ ہندوستان اور گرجستان کے چند باشندے اوس گاؤں میں آباد ہوئے اور وہ قوم علی عطا اللہ کے نام سے مشہور تھے سید شاہ نزار کوہک میں رہتے تھے اور وہاں فوت ہوئے انکے پسر سید شاہ ابو الحسن یعنی سید علی یہ سلطان سلطان حسین بادشاہ ایران صفوی کی طرف سے کرمان کے گورنر مقرر کئے گئے تھے اور کرمان میں فوت دفن ہوئے سید شاہ قاسم شاہ انکے پسر بعد انکے یہ بھی کرمان کے حاکم مقرر ہوئے تھے اور وہاں فوت دفن ہوئے سید شاہ محمد حسن شاہ یعنی حسن بیگ شاہ حسن علی یہ شہر کہک میں جو کہ روگان اور زنجران کے درمیان واقعہ ہے رہتے تھے اور وہ بیگم کے بادشاہ کیطرف سے جسکے ہمراہ وہ ہندوستان میں آئے تھے حاکم مقرر کئے گئے اور اسکے بعد شاہ نادر شاہ کیجانب سے کرمان کے حاکم بھی مقرر رکھے گئے اور شاہ نجف کی وادی السلام میں دفن ہیں انکے پسر سید شاہ جعفر شاہ یعنی قاسم علی یہ فارس کے شہر کوہک میں رہتے تھے اور شہر کربلا معلی میں دفن ہیں انکے پسر سید شاہ باقر علی

بعدہ آغا میرزا باقر کرمان کے حاکم تھے اور شہر بابک محلات اور کرمان میں رہتے تھے جب کرمان محمد خان کاچار کے قبضہ میں آیا تو وہ بادشاہ کے حکم کے مطابق اس بنا پر کہ اونہوں نے لطف علیخاں کریم خان کے بیٹے کی مدد کی تھی اور جلانے رہائش دی تھی اسلئے اندھا کیا گیا اور شاہ فارس کی رائے کے مطابق سید باقر علی شاہ نے بعہ کنبہ اور مریدوں کے کرمان چھوڑ دیا اور بارہ سو چھ ۱۲۰۶ سنہ ہجری میں محلات کرمان میں آباد ہوئے اور یہاں سے دہ قط میں اپنے مریدوں کی ملاقات کے واسطے گئے اور وہاں فوت ہوئے اور شاہ نجف میں دفن ہیں انکے پسر سید شاہ خلیل اللہ محلات کے حاکم تھے سنہ ۱۲۰۳ ہجری میں پیدا ہوئے اونہوں نے اپنے چچازاد بھائی کے بیٹے بی بی سرکار سے بارہ سو چھ ۱۲۰۶ سنہ ہجری میں شادی کی اور سنہ ۱۲۲۴ ہجری میں یزد کو چلے گئے وہاں وہ سنہ ۱۲۲۵ ہجری میں ایک اثنا عشری مسلمان کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور شاہ نجف میں دفن ہیں انکے پسر سید شاہ محمد حسن شاہ یعنی حسن الحسینی شاہ حسن علی جو کہ ایچ ایچ آغا خاں کے نام سے مشہور تھا اور کرمان کا گورنر اور محلات کا لاٹ تھا سنہ ۱۲۱۹ ہجری میں محلات میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۲۳۵ ہجری میں فتح علی شاہ کاچار شاہ فارس کی بیٹی سرو جہان خانم سے شادی کی اور ہندوستان کے علاقہ سندھ میں سنہ ۱۸۴۲ء میں تشریف آور ہوئے سنہ ۱۸۴۵ء میں بمبئی پہنچے سنہ ۱۸۸۱ء میں بمبئی فوت ہوئے حسن آباد بمبئی میں دفن ہیں انکے پسر شاہ سید آغا علی شاہ ایچ ایچ آغا علی خاں سنہ ۱۸۳۰ء میں محلات میں پیدا ہوئے اونوں نے فتح علی خاں کاچار کے پوتے شمس الملوک خانم سے سنہ ۱۲۸۴ ہجری میں شادی کی جو کہ موجودہ آغا خان صاحب کے والدہ شریفہ ہے وہ تیرہ سنہ ۱۳۰۳ ہجری میں پونہ شہر میں فوت ہوئے اور کربلا معلی میں دفن ہیں منقولہ راقم اوراق اگر یہ لوگ مذہب اثنا عشریہ کے پیرو نہ ہوتے تو انکو نجف اشرف و کربلا معلی میں کیونکر جگہ دفن کیلئے ملتی شاہ آغا سلطان سید محمد شاہ ایچ ایچ آنریبل سر آغا سلطان محمد موجودہ آغا خان صاحب جی سی آئی ای کی سی ای ای سنہ ۱۲۹۵ ہجری میں ۲۵ ماہ شوال کو کراچی میں متولد ہوئے آٹھ سال کی عمر میں اپنے باپ کی جانشین ہوئے اور وہ اپنے رشتہداروں اور تمام اسمٰعیلی نزاریوں سے جائز سرگروہ اور امام مقرر کئے گئے جی ٹا سردار پرشیلکے جرمنی حاکم کا خطاب ہے اور سلطان زنجبار کا بڑا چمکتا ہوا ستارہ ہے اور بادشاہ فارس کا خطاب تمثیل ہمایون ہے اور بادشاہ برطانیہ کا خطاب ہز ہائینس ہے بحوالہ نسب نامہ انگریزی آغا خاں صاحب اور انکا طریقہ سید محمد زردوز ملقب شمس تبریز سے امامیہ اثنا عشریہ چلا آیا ہے جب سے سید صلاح الدین محمد نوربخش و اکی دولت سید عبدالمومن جو لباس درویشاں میں در آیا تھا اور اپنے جد اسماعیل کو امام نہ جانتا تھا وہ تمام فرقہ اسماعیلیہ کا امام پیشوا ہوا تھا خاص کر تمام فرقوں کی اصلاح حضرت امام علی رضا سے ہو چکے تھے انکے فرزندوں سے اور تمام اسمٰعیلی مذہب امامیہ اثنا عشریہ شیعہ نوربخشیہ پر متفق ہوئے بپردہ تصوف میں اثنا عشری تھے تمام اسماعیلی طریقہ حقہ اثنا عشریہ کی تقویت کرتے چلے آئے ہیں اور مذہب اہل سنت کے مقابل بھی حسن جانکے چلے ہیں اسماعیلیہ نے اپنی جد امجد کے طریقہ حقہ کو قائم رکھا ہے اور سادات عظام آئمہ طاہرین کی اولاد سے جو گذرے ہیں تقیہ میں پوشیدہ رہکر اپنی جان بچاتے رہے ہیں سوائے سادات عظام اسماعیلیہ کے یہ تمام مذہب حقہ کیطرف دعوت کرتے چلے آئے ہیں

**سید حسن نظامی اپنی کتاب رسالہ مخزن میں صفحہ ۶۰ میں لکھتے ہیں**

(۱) امام الحاضر آغا خاں ہز ہائینس امام آغا خان سر سلطان محمد شاہ حاضر امام جی سی آئی ای سے تا حضرت مولا علی امام

واسطوں سے فرزند ہیں مسلمانوں میں خاصکر ہندوستان کے مسلمانوں میں جو اسی زمانہ میں بڑے نامدار اور عزت والے مسلمان سمجھے جاتے ہیں اب ایسے آدمی کمیاب ہیں جو دنیاوی تعلقات میں مصروف رہکر اپنے مذہبی وقار کو باقی رکھ سکتے ہوں لیکن آغاخاں صاحب کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ باوجود غیر مسلم لوگوں کے لباس پہننے اور اکثر یورپ ہیں کے سفر میں مصروف رہنے اور لامذہبیوں سے خلا ملا رکھنے کے لاکھوں آدمی انکو اپنا دینی پیشوا خیال کرتے ہیں آغاخاں صاحب جنکو انکی جماعت حاضر امام تصور کرتے ہیں اور صاحب کے لفظ سے یاد کرتے ہیں حقیقت میں وہ علمی قابلیت کے انسان ہیں وہ عربی فارسی اور اپنے مذہبی علوم اور انگریزی علم کے اور انگریزی عدن کے اعلے درجہ کے واقف کار ہیں بڑے بڑے فیشن ایبل یورپینوں کا قول ہے کہ آغاخاں انگریزی کو انگریزوں سے زیادہ سمجھتا اور برت سکتا ہے +

انکی جماعت کو عموماً خواجہ کہا جاتا ہے اور خوجی بوری اس جماعت سے کچھ تعلق نہیں رکھتے میں خوش امامیہ ہوتے ہیں بعض لوگوں کو اس معاملہ عقائد میں غلط فہمی ہوئی ہے مجمل طور پر قیام بمبئی کے زمانہ میں ہمنے کچھ معلوم کیا آغاخانی عقائد میں پختہ رائے دینا تو مشکل ہے مگر کچھ خبر ملی وہ حسب ذیل ہے یہ فرقہ سید اسماعیل سے منسوب ہے جو حضرت امام جعفر صادق کے فرزند تھے اور اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں رحلت کر گئے تھے مگر انکے روح پاک انکے فرزند سید محمد عریفی میں ظاہر ہوئے اسی طرح ظاہر ہوتے ہوتے موجودہ آغاخاں میں آئے مگر ہندوؤں کے عالمگیر تناسخ سے اسے کچھ واسطہ نہیں ہے جو حیوان انسان حیوانات نباتات جمادات روحانی حرکت نقل کو مساوات مانا جاتا ہے اور قرآن شریف میں جو شہدا خدا کی راہ میں زندگی دیڈالتے ہیں انکی ابدی زندگی کا تذکرہ موجود ہے اس سے آئمہ اثنا عشر کی روحانیت کا برقرار رہنا ثابت کیا جاتا ہے شروع میں یہ عقیدہ محدود تھا مگر جب اس فرقے کے داعی ہندوستان میں آئے اور ہندوؤں کے مذہب سے آگاہی حاصل کی تو کھلم کھلا حضرت مولا علی کو مظہر ذات وصفات و سر علی اسرار خدا بیان کرنے لگے اس عقیدہ کے ہندوستان میں انکو بڑی کامیابی حاصل ہوئی اور لاکھوں ہندو آغاخانی مسلمان ہو گئے عربی مورخین نے آغاخاں کے بزرگوں بڑے الفاظ میں یاد کیا ہے مگر انصاف یہ ہے کہ مورخ لوگ شخصی حکومتوں کے دباؤ یا ذاتی معلومات کی کمی کی وجہ سے اصلی واقعات نہیں لکھ سکے حضرت سید اسماعیل کی چھٹی پشت میں مہدی ایک شخص تھے انکی ذات سے فرقہ اسماعیلیہ کو بہت شہرت اور تقویت ہوئی یہاں تک کہ افریقہ مصر میں ۲۹۶ھ ہجری میں انکی سلطنت قائم ہو گئی مہدی کے بعد انکے صاحبزادے قائم اور انکے لڑکے منصور اور پھر منصور کے فرزند المعز الدین اللہ نے بڑی دھوم کی امامت اور بادشاہت کے انقلاب بھی ہوئی اور بربادیاں بھی ہوئیں مگر اسکا اثر مذہبی وقار پر نہ پڑا اس میں برابر ترقی ہوتی گئی یہانتک ایران میں بھی اسکا چرچہ ہوا اور موجودہ آغاخاں کی دادا آغا حسن علی شاہ کی شادی شاہ ایران کی دختر سے ہو گئی اسی زمانہ میں سلطنت کی پیچیدگیوں کے سبب آغا حسن علی شاہ ہندوستان میں آگئے یہاں تین سو برس پہلے پیر شمس الدین نے اور پھر صدر الدین نے آغاخانی مشن کو جاری کر رکھا تھا پھر صدر الدین کے ذریعہ سے اضلاع سندھ بمبئی کوکن گجرات میں لاکھوں مرید ہو گئے تھے اور پیر شمس تبریز توسل سے اضلاع پنجاب وغیرہ میں لاکھوں سنار اور کہار اس گروہ میں شامل ہوئے تھے آغاخاں صاحب کو اس ملک میں بنی تیار جماعت مل گئی آج دنیا میں کسی بادشاہ کو ایسی وفادار رعیت اور کسی پیر کو ایسی سچی جان نثار عقیدت مند مرید میسر

شبیہ مبارک ہز ہائینس نامدار سر آغاخان سر سلطان محمد شاہ حاضر امام

جی۔سی۔آئی۔ای

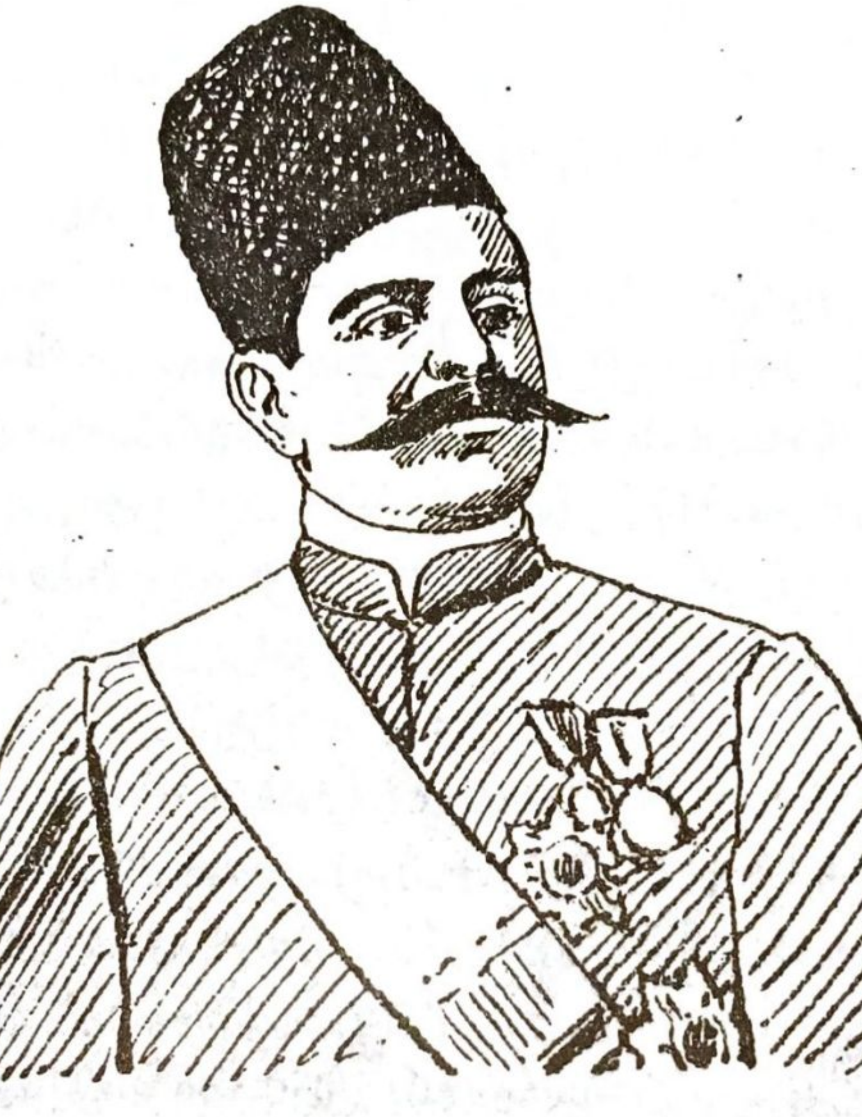

نہیں ہیں سید حسن نظامی نے جو یہ لکھا ہے کہ پیر شمس الدین اور پیر صدر الدین کے ذریعہ آغا خانصاحب کو بنی بنائی جماعت ملگئی یہ درست ہے مگر صدق مقال یہ ہے کہ بحوالہ ملفوظات کمالیہ سید پیر شمس الدین سبزواری ثم تبریزی ابن سید صلاح الدین محمد نوربخش ان ہر دو باپ بیٹے نے ملک فارس عراق عجم میں شہر سبزوار سے اوٹھکر ۵۷۹ھ ہجریہ میں جرکس بدخشاں میں دعوت طریقہ حقہ کی شروع کی تھی اور اوس ملک کے تمام لوگ اسلام حقہ میں شامل ہو گئے تھے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کرلی اور مرید ہو گئے تھے بدخشاں سے آپ تبت کوچک میں تشریف لیگئے وہاں بھی طریقہ حقہ میں ہزارہا لوگ داخل ہوئی تبت سے آنحضرات کشمیر کو تشریف لارہے تھے اور راہ میں ایک قوم چنگی انکے مقابل ہوئے کرامات سے اسلام میں شامل فرمایا وہ تمام لوگ ملک پنجاب میں بحکم پیر شمس الدین آکر متوطن ہوئے اور وہ لوگ قوم چنگر کہلاتے ہیں اور پیر شمس تبریز کی اولاد نیاز

ہر سال یا سال دیتے ہیں انکی جماعت اضلاع پنجاب میں دو لاکھ کے قریب ہے اور آغاخاں جنکی جانب سے محض بیخبر ہیں ان صاحبوں نے تمام کوہستان میں سلاطین تک مذہب نوربخشی کو رواج دیا اور عرصہ پانچ برس کے بعد اپنے وطن اوتہ عراق عجم شہر سبزوار کو تشریف لیگئے تھے خلاصہ حالات انکا موقع پر نہ پہنچ کر سید حسن نظامی نے بمبئی سے سنکر نقل حال کیا ہے حقیقت میں انکو پختہ خبر نہیں ملی اب یہ فقیر سید حسن نظامی کی کتاب مخزن کا بقیہ واقع نقل کرتا ہے کہ جیسے آغاخاں صاحب کی جماعت ہے وہ اپنے امام کے حکم پر جان نثار کردینا معمولی بات تصور کرتے ہیں ہر سال لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیہ بطور نذر یا خراج یا عشر زکوات آغاخاں کو دیا جاتا ہے اور وہ اسکو اپنے اخراجات کے علاوہ قومی ضرورتوں میں خرچ کرتے ہیں انکی جماعت کے ہزاروں غریب ماہانہ پاتے ہیں اور بیماروں کیلئے شفاخانے قائم ہیں اور تعلیم کی مد میں آغاخاں صاحب زیادہ فیاضی سے کام میں لاتے ہیں علیگڈھ کالج میں آٹھسو روپیہ ماہوار دیتے ہیں اور اپنے مریدوں سے لاکھوں روپیہ کالجوں میں دلوا چکے ہیں ایک زمانہ میں انکی جماعت تمام مسلمانوں سے علیحدہ سمجھی جاتی تھی اور انکے مقتدا قصداً اسکو علیحدہ علیحدہ رکھنا خیال کرتے تھے مگر موجودہ آغاخاں نے اس قاعدہ کو ترک کرکے اپنی جماعت کو عام مسلمانوں سے میل جول کیطرف مائل کرنا شروع کیا ہے اور آہستہ آہستہ انکو عام اسلامی برادری میں لا رہے ہیں ابتدا میں جگہ جگہ نمازوں میں حضرت علیؑ کی اور آغاخانی اماموں کی تصویریں رکھی جاتی تھیں تاکہ وہ ہندو جو حضرت علی کو وشنو کا دسواں اوتار مانتے ہیں اپنی تسلی کا سامان خانوں میں پائیں مگر ان آغاخاں صاحب نے رفتہ رفتہ انکو خانوں سے اٹھوا دیا ہے بعض نادان مسلمانوں میں آغاخاں کے عقیدہ کی نسبت چرچہ پیدا ہوگیا تھا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ آغاخاں صاحب کے بعض رشتہ داروں نے خانگی کشیدگی کی تھی عدالت میں نالش کی تھی عدالت نے اظہارات میں آغاخاں صاحب سے انکے عقیدہ کی نسبت بھی سوال ہوا تھا جسکو انہوں نے نہایت ہی بے پرواہی سے ڈالدیا اخبارات نے آغاخاں کے بیانات کے خرج لکھے کہ انہوں نے قرآن شریف سے بے تعلق ظاہر کیا اور حضرت علیؑ کو مظہر ذات خدا بیان کیا حالانکہ اصلیت اسکی بالکل خلاف ہے آغاخاں باعتبار عقائد مسلمانوں میں قرآن حدیث پر ایمان رکھتے ہیں لیکن وہ الفاظ قرآن کو قابل تعظیم نہیں جانتے بلکہ اسکی مفہوم اور معانی کا احترام کرتے ہیں اس سے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی آغاخانصاحب کا یہ عقیدہ اہل سنت کی خلاف ہے اسپر اگلے زمانہ میں بڑے بڑے معرکہ کی بحثیں علما اور مجتہدین میں ہوچکی ہیں حق یہ ہے آغاخاں صاحب ایک اعلیٰ درجہ کی سمجھدار لیڈر ہیں جو مسلمانوں کی ترقی اور حفاظت کیلئے ہمہ تن آمادہ رہتے ہیں اور انکی جماعت میں جسقدر جاہلانہ عقائد تھے انکے آہستہ آہستہ اصلاح کر رہے ہیں خواجہ لوگ آغاخانصاحب کے دیدار کو نہایت ضروری اور مبارک خیال کرتے ہیں +

تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ان خواجوں میں سے کچھ لوگ برگشتہ ہوگئے تھے مگر سنا ہے کہ وہ سب آسمانی بلاؤں میں مبتلا ہوکر حیران پریشان ہوئے ایک پنجابی اردو اخبار کے اڈیٹر نے ایک دفعہ آغاخاں صاحب کی مذمت چھاپی تھی انکے مریدوں نے اسکے خلاف چارہ جوئی کرنی چاہی مگر آغاخاں صاحب نے روکا اور فرمایا کہ آسمانی فیصلہ کا انتظار کرو چنانچہ فوراً وہ اڈیٹر بلائے ناگہانی میں گرفتار ہوکر جیلخانہ میں بھیجا گیا اور آج تک جیل میں ہے کہ یہ انکے مریدوں کی خوش عقیدگی

کے خیالات ہیں مگر ایسی روشن زمانہ جبکہ چاروں طرف سائینس اور فلسفہ کا دور دورہ ہے ایک بعید از عقل عقیدہ کا قائم رہنا بغیر کسی باطنی طاقت کی ناممکن ہے ضرور آغاخان صاحب کے پاس انکے خاندانی چیزوں میں سے کوئی ایسی چیز موجود ہے جسکے اثر سے ایک عالم اون کا مسخر ہے ہمارے تذکرہ میں مخزن کیلئے یہ اطلاع دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ یہ داستان خیال کا مشہور فسانہ آغاخان صاحب کے بزرگوں کے نام پر لکھا گیا مہدی قائم الملک، اور معز الدین جو قدر رہبر و اس فسانہ کے ہیں وہ سب آغاخان صاحب کے اباء اجداد ہیں فسانہ نویس نے اپنے آئمہ کی بزرگی اور عظمت کا اظہار اس طریقہ سے مناسب سمجھا ہے گو وہ صاف صاف اپنے مخفی اصول کی وجہ سے لب کشائی نہ کر سکا آغاخان صاحب مسلمانوں کیلئے ایک روشن عقلمند صاحب باطن لیڈر ہیں اور ہندوستان کیلئے ایک نہایت باثر ہمدرد ہیں جنکی ہمدردی ہمیشہ مفید ثابت ہوئی ہے اور وہ خود بے تعصب آدمی ہیں سید حسن نظامی جو یہ لکھا ہے کوئی چیز انکے پاس موجود ہے جسکے اثر سے ایک عالم انکا مسخر ہے لاریب یہ امر صحیح ہے انکے پاس لباس مطہر حضرات پنجتن پاک نوری اجسام کا موجود ہے جو سید محمد عربی ابن سید اسماعیل ابن امام صادق کو وراثت میں ملا تھا وہ لباس انکے پاس موجود چلا آتا ہے جو شخص ان میں سے سرگروہ امام مقرر ہوتا ہے اسکے پاس وہ لباس رہتا ہے جس نوری اجسام کا لباس وہ پہنتا ہے اسکو عالم مثل آئینہ کے نظر آتا ہے جب کوئی حادثہ مریدوں کو پیش آتا ہے تو اوس لباس میں ملبوس ہوتے ہیں تب وہ مشکل حل ہو جاتی ہے حاضر امام کو ضرور علم لدن سے حصہ ملتا ہے اور صاحب باطن ہوتا ہے اسلئے انکی جماعت اونپر جان نثار کرتے ہیں دوسرا یہ جماعت بے سردار کے نہیں رہتی تاقیام انکی خلیفہ نائب امام زندہ موجود ہے اگر تمام اسلامی امت سادات عظام کو بعد رسول الثقلین اپنا خلیفہ اور امام تسلیم کرتے تو تمام اسلام میں ایک ہی خلیفہ قائم رہتا اور تمام عالم میں سوائے اسلام کے کوئی اور مذہب نظر نہ آتا مگر امت بعد سرور کائنات منحرف حضرت علیؑ سے ہوگئی جسکا نتیجہ یہ ہوا تمام قومیں اسلام کے دشمن ہو رہے ہیں مذکورہ بالا جملہ حالات مندرج ہیں +

# شجرہ نسب آغاخاں صاحب

سید السادات عالی درجات صاحب کرامات صوری و معنوی سید حی امام نائب امام حاضر امام آغاخاں صاحب سر سلطان پیر محمد شاہ موجود ساکنہ بمبئی آپ کا شجرہ نسب امام جعفر صادقؑ سے اسطرح منتہی ہوتا ہے +

آغاخاں صاحب موجود سید پیر سلطان محمد شاہ ابن سید پیر علی شاہ ابن سید پیر حسن علی شاہ ابن سید پیر خلیل اللہ شاہ ابن سید پیر باقر علی شاہ ابن سید پیر قاسم علی شاہ ابن سید پیر شاہ محمد حسن شاہ ابن سید پیر سید ابوالحسن سید علی شاہ ابن سید پیر شاہ نزار علی عطاء اللہ ابن سید پیر شاہ خلیل اللہ ابن سید پیر شاہ ذوالفقار علی ابن سید پیر علی شاہ مراد ابن سید پیر ابوذر علی شاہ ابن سید پیر شاہ عباس غریب میرزا ابن سید پیر عبد السلام محمد شاہ ابن سید پیر مستنصر باللہ علی شاہ ابن سید پیر شاہ محمد ابن سید پیر احمد احمد اسلام شاہ ابن سید پیر قاسم شاہ ابن سید پیر محمد زردوز ملقب شمس تبریز ابن سید پیر رکن الدین خرشاہ ابن سید پیر شاہ علی محمد ابن سید پیر حسن جلال الدین ابن سید پیر علاؤالدین محمد ابن سید پیر حسن علی شاہ ذکرہ اسلام ابن سید پیر شاہ محتہدی ابن سید پیر شاہ احمد ہادی ابن سید پیر مصطفےٰ اعلیٰ نجار ابن سید پیر مستنصر باللہ ابن سید پیر ظاہر علی ابن سید

پیر شاہ حاکم علی ابن سید پیر شاہ نزار عزیز ابن پیر معز الدین اللہ علی ابن سید اسماعیل منصور ابن سید پیر شاہ قائم ابن سید پیر شاہ محمد مہدی ابن سید پیر رضی عبداللہ ابن سید پیر قاسم شاہ ابن سید پیر شاہزادہ احمد ابن سید پیر محمد عریضی ابن سید پیر شاہ اسماعیل اعرج اکبر ابن امام جعفر الصادق علیہ السلام نسب سادات جعفر اسماعیلی عریضی سید محمد عریضی کے فرزند بزرگ سید شاہزادہ احمد کی اولاد کا احوال مختصر لکھا گیا ہے سید احمد کی نسل سے سلاطین اسماعیلیہ خلفائے فاطمیہ جو کہ مصر و افریقہ گذرے ہیں فاطمیہ خلفا کے درمیان سے ایک فرع نزاریوں کی علیحدہ ہوئی ہے جو حاکم الموت کرمان محلات گذرے ہیں یہ آغا خاں صاحب کی آباؤ اجداد تھے۔ آغا خاں سلاطین الموت کی نسل سے ہے ٭

## دوسرے سید اسماعیل ثانی ابن سید محمد عریضی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن جعفر صادق ع

سید اسماعیل ثانی ملقب امام الدین انکے ہفت پسر تھے سید محمد منصور خاقانی و سید حسن حنوجہ انکی نسل دمشق عراق میں آباد ہے و سید ابو نعیم محمد لاولد تھے اور سید طاہر علی صغیر فوت ہوئے سید یحییٰ و سید موسیٰ و سید عبداللہ رومی انکی نسل ہے ایک ایک سلک ہند پنجاب میں ہے

## سید محمد کی اولاد بیجاپور میں آباد ہے سنہ ۴۶ ہجری میں ہند وارد ہوئی

سید عالی درجات سید محمد ابن سید ضیاء الدین ابن عماد الملک ابن سید احمد ابن عبداللہ ابن سید علی ابن سید ابو القاسم ابن سید ابراہیم ابن سید عبداللہ ابن سید علی ابن سید محمد ابن سید حسن ابن سید احمد ابن سید قاسم ابن سید ابن سید یحییٰ ابن سید اسماعیل ثانی ابن سید محمد عریضی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن سید امام جعفر صادق ع ٭

سید عظیم الدرجات سید شاہ محمد غوث گوالیری ابن سید خطیر الدین ابن سید عبد اللطیف ابن سید معین الدین ابن سید خطیب الدین ابن سید بایزید بار باری ابن سید فرید الدین عطار ابن سید اسماعیل ابن سید محمد باقی ابن سید نجم الدین ابن سید نصیر الدین ابن سید نور شاہ ابن سید عبداللہ خلجی ابن سید عبداللہ رومی ابن سید اسماعیل ثانی ابن سید محمد عریضی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن سید امام جعفر صادق ع ٭

## نسب سادات جعفری اسماعیلی سید عبداللہ رومی کی دوسری فرع

سید سادات رفیع الدرجات صاحب کرامات صوری و معنوی حضرت سید سلطان سید احمد کبیر ملقب بہ سخی سرور ملک پنجاب میں مسلمان لوگ اور اہل ہنود زیادہ تر سال بسال سنگ جمع ہو کر زیارت کیلئے جاتے ہیں آپ کے ہر ایک آستانہ پر میلہ لگتا ہے سید سید احمد کبیر ابن سید زین العابدین ابن سید عمر امیر ابن سید محمد صالح ابن سید عبد الغنی ابن سید خلیل اللہ شاہ ابن سید شاہ خیر الدین ابن سید نصیر الدین محمد ابن سید داؤد ابن سید احمد ابن سید عبداللہ رومی ابن سید اسماعیل ثانی ابن سید محمد عریضی ابن سید اسماعیل عرج اکبر ابن حضرت امام جعفر صادق ع

تذکرۃ الاولیاء ہند جلد اول ۱۵۶ میں لکھا ہے کہ

سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ انکے والد سید سلطان ابراہیم سمنان کے تھے انکی وفات کے بعد تخت پر بیٹھے چند سال داد عدل دیکر تارک الدنیا ہوئے اور درویشوں سے ملے لطائف اشرفی سے نقل ہے کہ سید اشرف جہانگیر مادر زاد ولی تھے سن چوداں برس میں علوم ظاہری سے آپ فارغ ہوئے اپکے والد نے ان دنوں قضا کی اپکو طرف سلطنت توجہہ نہ تھی مگر امرائے بزور منت تخت پر بیٹھایا تھا ایک روز آپ کو حضرت خضر علیہ السلام ملے اور فرمایا تمکو سلطنت سے فرصت نہیں ... ایک وقت مقرر کرو اور ملاحظہ معانی نقش اسم ذات یعنے اللہ کے توسط زبان کی دل صنوبری کرتا رہ واقف انفاس ہو جائیگا سات برس کے بعد پھر خضر ملے اور فرمایا اے پسر اگر طلب خدا ہے تو سلطنت سے دست بردار ہو اور ہند کو جا سید اشرف بمجرد ارشاد خضر والدہ سے رخصت لیکر کو روانہ ہوئے اور اوچ شریف پہنچے اور مخدوم جہانیاں سے ملاقات کی چند ماہ کے بعد مخدوم نے ہند کی سیر کا حکم دیا اوچ سے آپ جونپور جا رہے تھے جب گذر قصبہ محمد پور میں ہوا وہاں کے علمانے آپ سے گفتگو مذہبی کی انکے پاس ایک رسالہ فضیلت حضرت علیؓ میں تھا جب علمانے دیکھا تو بحث شروع کردی اور احتمال رفض کا کیا آپنے عمدہ تقریر سے انکو قائل کیا مگر علمانے نہ مانا دوسرے روز تمام اہل قصبہ نے جمع ہوکر مشورہ کیا کہ اس سید کو سزا دینی چاہیئے یہ ارادہ کرکے ایک محضر تیار کیا سید خان جو مفتی قصبہ تھا اوس نے علما سے کہا کہ تمہارا اعتراض سید پر نسبت مدح علیؓ ہے کہ اصحاب ثلثہ کی مدح نہ کی تمہارا اعتراض جب ہوتا جو یہ سید نہوتے کوئی اپنی جد کو عالی مرتبہ بیان کرے تو ڈر نہیں علمانے کہا ہمکو معتبر سند ملنی چاہیئے سید خاں نے کتاب جامع علوم سے عبارت پڑھی ترجمہ یہ تھا کہ مردمان پسران دنیا ہیں ملامت نہ کرو اگر کوئی ان آدمیوں سے اپنے باپوں کی تعریف کرے علما شرمندہ ہوکر اوٹھ گئے سید اشرف جہانگیر نے سید خان سے فرمایا تیرے پسر عالم ہونگے ایسا ہی ہوا اور منافق بلا میں مبتلا ہوئے سید خاں کو خواب میں حضرت رسول خدا نے فرمایا سید اشرف میرا جگر گوشہ ہے تم اس سے مقابلہ میں سرسبز نہو گے اگر خیر چاہتے ہو تو تائب ہو کر حاضر خدمت ہو ایسا ہی ہوا سید اشرف محمد پور سے ظفر آباد میں تشریف لائے چند منافقین حسد سے ایک زندہ شخص کو کفن سے درست کرکے چارپائی پر آپ کے قیام گاہ میں لائے اور کہا آپ جنازہ پڑھا دیجیئے اور مشورہ یہ کہ جب تکبیر کہیں مردہ اوٹھکر سلام کرے اور کہے آپ بڑے کراماتی ہیں مجھ مردہ کو زندہ کیا پھر آپ کی رسوائے ہوگی سید اشرف کو باطن میں آگاہی ہوگئی کہ یہ مسخری کرتے ہیں پہلے آپ نے انکار کیا جب زیادہ اصرار کیا تو اوٹھکر آپنے تکبیر کہی مردہ نہ اوٹھا یہ کرامات دیکھکر اپنی بد افعال پر رونے لگے اور اپنا قصور معاف کرایا اور طالبان حق آکر مستفیض ہونے لگے تذکرہ چشتیہ میں لکھا ہے کہ سید اشرف سیر کرتے علاقہ جونپور مقام کچھوچھہ میں قیام فرما ہوئے وہاں ایک جوگی ہوا پر چلتا تھا مقابلہ میں آیا مگر حضرت پر اسکا کوئی چارہ نہ چلا ناچار ہوکر مسلمان ہو گیا اور حلقہ ارادتمندگی میں ڈالا سید اشرف نے وہاں خانقاہ بنوائی اور ایک باغ روح افزا تیار کرایا نام اسکا روح آباد رکھا بعد اسکے حج کو تشریف لیگئے اور نجف اشرف اور کربلا معلی میں اپنی جد امجد کی زیارت سے مشرف ہوئے سیر کرتے ترکستان سے سمناں آئے اور ہمشیر سے ملکر مشہد مقدس میں آئے اور آستانہ عالیہ امام رضاؑ میں معتکف رہے ان ایام میں میر تیمور گورگانی زیارت امام رضاؑ کو وہاں آئے تھے اور سید اشرف سے نہایت اعتقاد سے بیعت کی الغرض مشہد سے سید اشرف ہرات میں اور ماوراء النہر میں آئے وہاں سے سیر کرتے ہوئے ملتان میں آئے وہاں سے دہلی وہاں سے اجمیر تمام ملک

گجرات کی سیر کرتے ہوئے اپنی خانقاہ میں چندی قیام پذیر رہے بعدہٗ ہمراہی امیر کبیر سید علی ہمدانی تمام دنیا کی سیر کی پھر خدمت مخدوم جہانیاں کے حاضر ہوئے وہاں سے اپنے مقام آئے ایکبار آپ کی مجلس میں علی قلندر جو پانچسو قلندراں کفنی پوش آئے اور کہا جہانگیری کہاں سے پائی آپ نے فرمایا اپنے مرشد سے اوسنے کہا اسکی تصدیق کیونکر ہو آپ کو سنکر جلالی آیا اور علی قلندر گر کر مر گیا اسکے ہمراہی عفو تقصیر لائے اور مرید ہوئے معارج ولایت میں ہے روایت ہے کہ گروہ اہل ہنود سے بحث ہوئی آپ نے ایک بت کو طلب فرمایا وہ فوراً حاضر آیا اور اپنی زبان سے حضرت کی تعریف کی یہ کرامت دیکھکر وہ لوگ سب مسلمان ہوئے اجتک مشہور ہے کہ آپ کی باغ میں جانور بیجان نہیں کرتے اور روضہ انور کے حوض کا پانی ابھی گندہ نہیں ہوتا اور آسیب زدہ روضہ کو دیکھتے ہی اچھا ہو جاتا ہے بلکہ آپ کا نام پڑھکر دم کرنے سے آسیب بھاگ جاتا ہے لکھا ہے کہ ۲۸ محرم ۸۰۸ھ ہجری میں وفات پائی اور اپنے باغ روح آباد میں دفن ہوئے عمر آپ کی ایکسو بیس ۱۲۰ برس کی ہوئی آپکی تالیفات سے کتاب بشارت المرید اور مکتوبات اور لطائف اشرفی ہیں اور شجرہ نسب آپ کا امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسطرح منتہی ہوتا ہے ٭

سید اشرف ابن سید ابراہیم ابن سید عماد الملک ابن سید نصیر الدین ابن سید تاج الدین ابن سید بہلول ابن سید علی ابن سید محمد ابن سید مہدی ابن سید ہادی ابن سید کمال الدین ابن سید احمد ابن سید علی ابن سید مبارز الدین ابن سید جمال الدین ابن سید عبداللہ ابن سید حسین ابن سید احمد ابن سید حمزہ ابن سید ابراہیم ابن سید علی کبیر ابن سید موسیٰ ابن سید اسماعیل ثانی ابن سید محمد عربقی ابن سید اسماعیل عرج اکبر ابن امام جعفر صادق ع ابن امام محمد باقر ع ابن امام زین العابدین ع ابن امام حسین ع ابن امام علی ع ابن عمران ابیطالب ع ٭

## نسب سادات جعفری اسماعیلی اولاد سید اسمٰعیل ثانی

تذکرہ لال شہباز قلندر میں لکھا ہے کہ نام اس عالی وقار کا سید عثمان تھا اور آپ سادات حسینی سے ہیں جناب کا خطہ مولد مرند میں مضاف آذربائجان اور تبریز ہے اور آپکے والد بزرگوار کا مرقد مرند میں زیارت گاہ خلائق ہے قدیم بادشاہوں کے مرقومات اور کتب تواریخ میں آپ کا مروندی ہونا ظاہر ہے اور ابراہیم ولی کے مرید ہوئے تھے اور بابا ابراہیم شاہ جمال مجرد کے مرید تھے انکے پاس سال تک رہکر ایک گلوبند پایا گلوبند امام زین العابدین کے دست مبارک کا تھا یہ پتھر کا تھا اسکو شہبازنہ گلے میں اپنے سینہ کے برابر رکھتے تھے اسلئے اسکو گلوبند کہتے ہیں اور دوسرا عصا ہے یہ دو چیزیں ابتک درگاہ میں موجود ہیں لال شہباز کو بابا ابراہیم نے اشارہ سے مرید کیا اور یہ سلسلہ قلندریہ حضرت شاہ جمال مجرد کا امام رضا ع سے ملتا ہے اور مشرب قلندری حضرت علی تک منتہی ہوتا ہے کیونکہ لفظ قلندر حضرت علی سے تعبیر ہے قلندر اس ذات عالی صفات کو کہتے ہیں جو ہر امور سے مجرد ہو کر باصفا ہووے اور دل و جان سے طالب جمال و جلال ایزدی ہو کہ ہر جا حسن جمال احد حقیقی کو مشاہدہ کرنے کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ ملک سندھ سیوستان میں بجانب مرشد سے روانہ ہوئے سیوستان میں بدعات فساد تھا اور سید علی بھی آپ کا رفیق تھا آپ اول ملتان میں تشریف لائے اور خان شہید نے بہت آپ کی خاطر داریاں کیں خان شہید کا نام محمد بن غیاث الدین بلبن تھا اور اپنے والد کیجانب سے ملتان کا حاکم تھا ۶۸۳ھ ہجری میں کفار چنگیز خانی کے ہاتھوں شہید ہوا تھا بعدہ ملتان سے لال شہباز سندھ سیوستان میں ۶۶۱ھ ہجری میں گئے تھے اسوقت آپکی

عمر ۱۱ برس کی تھی تذکرہ مشائخ ہند اور تذکرہ مشائخ سیوستان اور تحفۃ الکرام میں مرقوم ہے سیوستاں پونچے بمقام اول منزل کی جسجگہ آپ کا مقبرہ منورہ ہے وہ جگہ اسوقت طوائف خانہ تھا آپ کے اترنے کی برکت کی وجہ جو لوگ اللہ تعالی کیلئے گئے سب زن مرد شرمندہ ہوئے اور حضرت شہباز کی خدمت میں آکر تائب ہوئے وہاں آپنے ایک مزدور سے کہا یہ زمین ہموار کرکے سبزی بودی وہ مزدور گرم کار ہوا مالک زمین غضبناک ہو کر آیا اور ہاتھ میں اپنے اسکو عمدا مارا وہ مرگیا حسب الحکم حضرت مزدوروں نے اسکو دفن کردیا اسکے وارثوں نے آکر خون کا دعوی کیا آپنے فرمایا ہم نے کسی آدمی کو کیسی نہیں مارا بلکہ ایک سگ دیوانہ کو مارا ہے جب وارثوں نے قبر میں دیکھا تو سگ صفت تھا آپنے سیوستاں کے تمام فساد کو بند کیا ۹ سال تک چار یار مخدوم جہانیاں یہ چار یار کا ذکر تذکرہ ہند میں غلط ہے

اور بہاء الحق اور بابا فرید اور لال شہباز نے سیر سیاحت کیا جب سیوستان آئے اور اپنے اپنے مقاموں کو تشریف لیگئے ایک سال سیوستاں میں رہکر ۲۱ ماہ شعبان سنہ ۶۵۰ھ ہجریہ میں وفات آپکی ہوئی اور تولد آپ کا سنہ ۵۳۰ھ ہجریہ میں ہے آپکا عرس بڑے دھوم دھام سے ہوتا ہے ۲۱ ماہ شعبان کو مقرر ہے اکناف عالم سے بنی آدم اکثر حاضر ہوتے ہیں تعمیر درگاہ اول سنہ ۷۵۷ھ ہجری میں ملک اختیار الدین نے جو سلطان فیروز شاہ کی جانب سے حاکم سیوستاں کا تھا اسنے کی تھی

## سلسلہ نسب سید عالیدرجات صاحب کرامات کا

امام جعفر صادقؑ سے اسطرح منتہی ہوتا ہے سید عثمان لال شہباز مروندی ابن سید کبیر الدین ابن سید شمس الدین ابن سید نور شاہ ابن سید محمود ........ ابن سید احمد ابن سید ہادی ابن سید مہدی ابن سید محمد ابن سید احمد ابن سید محمد مہدی ابن سید منتخب باللہ ابن سید غالب الدین ابن سید عبدالمجید ابن سید محمد منصور رضا کانی ابن سید اسماعیل ثانی ابن سید محمد عریضی ابن سید اسماعیل عرج اکبر ابن امام جعفر صادق علیہ السلام *

## تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام

میں لکھا ہے کہ خلفائے فاطمیہ کے نائب یوسف بلوکین نے جو صنہاجہ بربریوں کا سردار تھا اور جن جانب حکومت مصر افریقہ کے گورنری پر ممتاز تھا آزاد ہوکر خاندان زیری کی بنیاد ڈالی اور الجزائر میں حماد مطلق العنان ہوگیا اور مراکو میں خود مختار بن بیٹھے گو ان فرقوں نے ملک حاصل کیا مگر حکمران خاندان کا افتخار حاصل نہ کرسکے انکو مرابطین نے مغلوب کیا الجیریہ حمادیہ اور زیری کے بڑے حصوں پر قابض ہوگئے پھر عبادیہ خاندان ہوا ان سلطنتوں پر حکومت کرنا فاطمین کی قسمت میں لکھا تھا تاریخ فرمانروایان اسلام میں لکھا ہے کہ [illegible] سنہ ۵۲۴ھ ہجریہ سے لیکر سنہ ۶۶۷ھ ہجری تک حاکم مصر افریقہ پر رہے موحدین جنکو اہل ہسپانیہ محدث کہتے ہیں جنکے بعض عقائد اسلام قدیم اصحاب ثلاثہ سے مختلف ہیں انکا پیشوا ابو عبداللہ محمد بن تومرت جو بربری قبیلہ مصمودہ سے تعلق رکھتا تھا اسنے توحید الٰہی پر واعظ کہنا شروع کیا اور لقب اپنا مہدی اختیار کیا *

اور تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام میں لکھا ہے کہ حکمران [illegible] نے [illegible] کے بجائے [illegible] کی جگہ لی مہدیہ

گروہ کا مورث اعلیٰ علی بن مہدی تہامہ کا رہنے والا تھا اوسنے اپنے پیروان کو حضرت رسالت پناہ کی تقلید سے انصار مہاجر کا خطاب دیا ۵۳۵ھ ہجری میں ملک گیری کیلئے اوٹھا اور متعدد قلعے فتح کرنے کے بعد زبید پر حملہ آور ہوا اور نجاحیوں سے یہ ملک چھین لیا ایوبیوں کی فتوحات تک تہامہ اور دیگر اضلاع اور قصبات علی بن مہدی کی اولاد کے قبضہ میں رہے تذکرۃ الکرام تاریخ اسلام میں لکھا ہے محمد بن تومرت افریقہ کا رہنے والا تھا اور ہرگاہ کا حاکم تھا اوسنے دعوی کیا کہ میں مہدی آخر الزمان ہوں اوسنے جو احادیث نبویہ میں خبر مہدی آخر الزمان ہیں اور نشانیاں تھیں وہ اوسنے اپنے میں مشہور کیں اور عوام الناس کو یہ یقین دلایا کہ میں تمام دنیا میں بادشاہی کرونگا اور بہشت میں داخل ہونگا ایسی گفتگو کرکے ایک بڑے جماعت کو اپنے قبضہ میں کیا اور کوہ اطلس کے حوالے صحرا میں رہتا تھا اور ایک جوہر دار نوجوان آدمی جسکا نام عبد المومن تھا اسکا شریک ہوا اور ۱۱۲۱ء میں ایک بڑے لشکر سے مرابطین کی ساتھ لڑنیکو آمادہ ہوا ۱۱۲۲ء میں مرابطین کو شکست دی ۱۱۲۵ء میں ایک اور فتح عبد المومن نے کی کہ سپہ سالار مہدویہ قرار پایا تھا مرابطین پر بھی فتح حاصل کی جس سے مراکو اور فارس وغیرہ مہدویہ کے قبضہ میں آگئے الغرض شمالی افریقہ کے ممالک پر حکومت اور شوکت مہدی کے ۱۱۴۹ء میں قائم ہو گئے لیکن وہ محمد بن تومرت ۵۲۱ھ ہجری میں فوت ہو گیا اور اسکا قائم مقام بھی عبد المومن بن علی اسماعیلی ہوا پھر اوسنے ارادہ کیا کہ ممالک اسپانیہ بھی اپنے قبضہ میں در لاوے اور ممالک افریقہ سے ملحق کرے اگرچہ اونکے سپہ سالاروں نے اس ارادہ کو پورا کیا لیکن خود عبد المومن جب لشکر تیار کر رہے تھے کہ عیسائی سلاطین فرنگ پر یورش کریں اور اندلس ہسپانیہ کو عبور کرنیکو آمادہ تھے فوت ہو گئے اور تاریخ فرمانروایان اسلام میں یہ لکھا ہے کہ ۵۲۴ھ ہجری میں محمد بن تومرت انتقال کر گیا عبد المومن بن علی جو اسکا دوست تھا اوسکے طویل سلسلہ کا جانشین ہوا اور قبیلہ مسعودہ کے موحدین نے اس سے بیعت کر لی ۵۲۴ھ ہجری سے عبد المومن کے فتوحات کا آغاز شروع ہوا ۱۱۴۴ء میں اسنے مرابطین کو شکست دی اور دو سالوں میں اوران اور تلمسان اور فیض اور سبوطہ اور اغمات اور سالی پر قابض ہو گیا ۵۴۱ھ ہجری میں مراکو کا محاصرہ کرکے خاندان مرابطین کو بے تخت و تاج کر دیا اور ایک لشکر اوسنے ہسپانیہ پر منصرف ہو کر مشرقی مہمات کیطرف توجہ کی اور یہ خاندان جو الجیریا میں فرمانروا تھا وہ بھی ۵۴۷ھ ہجری میں اسکے ہاتھوں سلطنت سے محروم ہوا ۵۵۲ھ ہجری میں عبد المومن نے زیری خاندان کی جانشین نارمنوں کو ٹیونس سے نکال دیا اور ترپولی کے الحاق سے یکسر مصر سے بحر الکاہل کے تمام ساحلی ملک اور اسلامی اسپانیہ پر اسکا پھریرا اوڑنے لگا اور عیسائیوں کے ہاتھ معرکہ آرائیاں اسکے جانشینوں کی سخت تشویش کا موجب رہیں ۹۳۲ھ ہجری میں بمقام لس نواس میں ایسی شکست ہوئی کہ موحدین سے سلطنت ہسپانیہ کا زمانہ قریب نظر آنے لگا کیونکہ قلمرو ہسپانیہ مخالف عیسائی والیان ملک اور مقامی مسلمان سرداروں میں تقسیم ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے اور تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ کتاب علم جفر جو حضرت علی علیہ السلام کی جمع کی ہوئی تھی وہ اولاد عبد المومن ابن علی کو جو غالباً جناب اسماعیل بن امام جعفر الصادق کی اولاد میں ہے وراثت میں پہونچی تھی چنانچہ ابو محمد عبد المومن بن علی خالد القیسی الکوفی محمد ابن تومرت معروف بمہدی کے مرنے پر اسکے افواج وساماں کی بدولت بلاد مغرب کی حکومت فرمانروائے پائے ابن تومرت مذکور کو

(علے اور بالتعین مرابطین کا ظلم مٹانا چاہتا ہوں۔ اور جو اُن سے لڑیگا اور مارا جائیگا وہ شہید ہو گا۔ ۲) ۔ ۔ ۵۴۰ھ ہسپانیہ پر روانہ کیا پانچ سال کے عرصہ میں اس جزیرہ نما کا اسلامی حصہ اسکی تسلط میں آ گیا۔ مراکو اور [illegible]

کہیں سے یہ کتاب جفر ملکی تھی اس میں اوسنے پڑھا تھا کہ عبدالمومن سلطنت بزرگ پر فائز ہوگا اسلیئے اسکو تفحص کے نکالا اور ابھی وہ کم سن لڑکا تھا کہ اسکو اپنے ہمراہ لیا اور اسکا بہت آداب کرتا تھا تاکہ اسکے ذریعہ سے بادشاہی حاصل کرے لیکن یہ امید اسکے بر نہ آئی اور اسوقت سے پہلے فوت ہوگیا مرنیکے بعد عبدالمومن نے دستہ سے ممالک مغربیہ فتح کی تھی حتی کہ سنہ ۵۴۲ھ ہجری میں اسکی حدود سلطنت ممالک افریقہ سے گذر کر حدود اسپین اندلس تک پونچگئی تھی تذکرۃ الکرام اسکے بعد ابو یعقوب محمد یوسف اسکے جانشین ہوئے ابتدا میں انکا قصد کسی سے لڑنیکا نہ تھا انہوں نے ایک سویل میں بنام جامع سویل سنہ ۱۱۷۱ء میں تعمیر کی جو بالفعل ایک جرگتیہ قانونی کا ہے اور ایک پل دریائے گوادلکویر پر انہوں نے بند تیار کرایا اور انہوں نے سنہ ۱۱۷۳ء میں بہت بڑے فتح الفنسو بادشاہ قسطلان پر پائے اور اسکا سارا ملک تخت تاراج کرکے اور چند قلعوں پر قبضہ کرکے افریقہ میں پھر آئے تھے تذکرۃ الکرام تاریخ اسلام صفحہ ۳۸۵ میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۸۲ء میں دریائے شور سے عبور کرکے ممالک اسپانیہ میں گئے اور تا وفات اپنی کی کہ سنہ ۶۸۴ ہجری میں ہوئی وہیں قیام کیا ایک معرکہ لڑنیکا قریب تھا جو ممالک پرتگال میں انکو پیش آیا اس میں وہ زخمی ہوئے اور اسی زخم سے انتقال کیا ابو یوسف یعقوب جنکا لقب منصور تھا انکا قائم مقام ہوا وہ الجزائر پر دریائے کے داہنے سے اترے اور قسطلان کی آٹھویں الفنسو سے میدان الارکاس میں بڑی لڑائی ہوئی جس میں الفنسو کی فوج کو شکست ہوئی بعد اسکے ابو یوسف نے کوچ کیا اور تولیدو کہ دار الخلافہ ان ممالک کا تھا محاصرہ کیا اگرچہ ابو یوسف نے کوشش بلیغ کی اس شہر کو مسخر نہ کرسکا لیکن اسکی اطراف کے بڑے بڑے شہروں پر مثل میڈرڈ اور گوادلکزار وغیرہ اسکے قبضہ میں آگئے یہ ابو یوسف سنہ ۵۹۵ ہجری میں فوت ہوگئے وہ بڑے نامور بادشاہ لائق اور شجاع اور بڑی خوبی کے بادشاہ تھے سید محمد بن عبداللہ ملقب بہ الناصر الدین اللہ آخر سلاطین موحدیہ سے ہیں کہ تختگاہ اور ممالک اسپانیہ پر قابض ہوئے تھے۔ بمجرد تخت نشینی کی انہوں نے قصد کیا کہ ممالک اسپانیہ جسکا بڑا حصہ عیسائیوں فرنگ نے انکے وارثوں سے مسخر کیا تھا کہ قبضہ میں لاویں اسی قصد سے مشہور ہے کہ لاکھ آدمی انہوں نے فراہم کیئے اور وہ افریقہ سے اسوار ہوئے اور اسپانیہ کے کنارہ کو اوس جماعت سے بھر دیا الغرض انہوں نے ابتدائے اسپانیہ سے عبور کرکے اوس قلعہ جبال کی سلسلہ پر لشکرگاہ کیا جس قسطلان جدید کو اور تولیتیل کو اندلس سے جدا کیا ہے وہاں عیسائیوں کیطرف یہ سامان ہوا کہ پوپ حضرت عیسیٰ کا جانشین سمجھا جاتا ہے وہاں تمام سلاطین فرنگستان اور دیگر ممالک فراہم ہوئے لاکھوں سے تعداد انکی بڑھ گئی سخت ہنگامہ قتال جدال کا ہوا لیکن آخر میں فوج موحدیہ کو شکست ہوئی کہ پورا زوال سلطنت اسلام کو ہوا اور محمد بن عبداللہ مراکو میں سنہ ۶۱۰ ہجری میں انتقال کرگیا یوسف دوئم ابو یعقوب گیارہ برس کی عمر میں اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے انکی سلطنت میں بڑا فساد رہا سنہ ۱۲۲۴ء میں قضا کرگئے تاریخ فرمانروایان اسلام میں لکھا ہے کہ ان میں سے غرناطہ کی آخری خاندان نے قابل تعریف شجاعت اور مردانگی کی عیسائی دشمنوں کا مقابلہ کیا اور اسوقت تک وہ لڑتا رہا جب تک کہ آخری شہر غرناطہ بھی انکے ہاتھوں سے نکل گیا فرڈینڈ اور ازبلا کی تصرف میں چلا گیا غرناطہ کے مفتوح ہوتے ہی تمام اسپانیہ فرمانروا انکے زیر نگین ہوگیا اسپانیہ

سے بے دخل ہونیکے بعد موحدین کی سلطنت افریقہ میں بھی اندر سے اندر گھن لگ گیا سنہ ۱۱۶۳ء میں صلاح الدین ترپولی کا الحاق کرچکا تھا موحدین کے گورنروں نے اس موقعہ پر آزاد ہونے میں ذرا بھی تامل نہ کیا چنانچہ ٹیونس میں حفصی مغربیہ میں الجیریا اور طلمسان میں زیانی خود سر ہو بیٹھے تخت مراکو کے مختلف دعویداروں نے باہم ردکد اور جنگ جدل میں تھے ایک کوہستان نے قبیلہ بارینی نے سنہ ۶۶۷ ہجری میں موحدین سے تاج شاہی چھینی میں اور انکی دارالحکومت مراکو فتح کرنے میں کامیاب ہوا سنہ ۵۲۴ ہجری سے سید عبدالمؤمنین تا سنہ ۵۵۸ ہجری محمد یوسف تا سنہ ۵۸۰ ہجری تک یعقوب منصور سنہ ۵۹۵ ہجری محمد ناصر سنہ ۶۱۱ ہجری یوسف ثانی منتصر سنہ ۶۲۰ ہجری عبدالواحد سنہ ۶۲۱ ہجری ابو محمد عبداللہ عادل سنہ ۶۲۴ ہجری یحییٰ معتصم سنہ ۶۲۰ ہجری ابو العلا ادریس مامون سنہ ۶۴۰ ہجری عبدالواحد رشید سنہ ۶۴۲ ہجری ابو الحسن علی سعید سنہ ۶۴۶ ہجری ابو حفص عمر مرتضیٰ سنہ ۶۶۵ھ تا سنہ ۶۶۷ ہجری ابو العلا واثق

# سلسلہ نسب

ان سلوات سلاطین افریقہ مراکو کا امام جعفر صادق ؑ سے اسطرح منتہی ہوتا ہے جو اولاد سید عبدالمومن بن علی تھے سید عبدالمؤمن کے چار فرزند تھے فرزند کلاں سید محمد یوسف تھا جو بعد آپکے ملک افریقہ میں تخت مراکو پر باپ کی جگہ جانشین ہوا اور دوسرا فرزند سید عمر مرتضیٰ تھا اسکی اولاد بھی سید محمد یوسف کی اولاد کے نائب عامل مقرر تھے رفتہ رفتہ خود مختار ہو گئے تھے اور خاندان حفصیہ کہلائے اور تیسرے فرزند سید جعفر طاہر تھے اونکی اولاد سے سیلسلہ طاہر دکھنے گذرے ہیں اور چوتھے فرزند سید علی سلام الدین تھے انکے فرزند سید صلاح الدین مختار نوربخش اور اہل دولت اسماعیلیہ میں لباس درویشاں آگئے تھے اور صاحب مذہب ہوئے

## شجرہ نسب بادشاہان مراکو اسماعیلیہ کا امام صادق کو ملتا ہے وہ یہ ہے

سید ابو العلا واثق ابن سید ابو حفص عمر مرتضیٰ ابن سید ابو الحسن علی سعید ابن سید عبدالواحد رشید ابن سید ابو العلا ادریس مامون ابن سید یحییٰ معتصم ابن سید ابو محمد عبداللہ عادل ابن سید عبدالواحد ابن سید یوسف ثانی مستنصر ابن سید محمد ناصر ابن سید یعقوب منصور ابن سید محمد یوسف ابن سید عبدالمومن بادشاہ اول سید علی خاندان یہ تبرہ شخص ملک افریقہ پر بادشاہ رہے سید عبدالمومن ابن سید علی عرف خالد الدین ابن سید محمد محب الدین ابن سید سلطان الشہداء قاتل الکفار والمشرکین حضرت سید محمود سبزواری ابن سید محمد معصوم ابن سید ہاشم ابن سید محمد ہادی ابن سید منتظر باللہ ابن سید عبدالمجید ابن سید غالب یا غالب الدین ابن سید محمد منصور خاقانی ابن سید اسماعیل ثانی ملقب امام الدین ابن سید محمد خزیمی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

تاریخ فرمانروایان عرب اسلام مین لکھا ہے کہ خاندان حفصیہ کا مورث علی یحییٰ ٹیونس میں تھا جو موحدین کا گورنری کے طور پر حکومت کرتا تھا یہ خاندان آزاد ہو گیا سنہ ۶۲۵ ہجری سے سنہ ۹۴۱ ہجری تک ٹیونس پر فرمانروا رہا اور زیانی جو ملک الجیریا میں موحدین کے نائب تھے انہوں نے جب آقا کو کمزور ہوتے دیکھا تو اپنے ہمسایہ خاندان حفصیہ کی خود مختاری کی انکا دارالخلافہ طلمسان تھا سنہ ۶۳۳ ہجری سے قریب سنہ ۹۶۲ ہجری تک بادشاہ رہے مغربی ممالک کے صوبہ داروں کی مانند اپنی

قلمرو مین آزاد تھے اور مذہب شیعہ رکھتے تھے جو ایران میں ہمیشہ سے ہر دلعزیز رہے ہیں اینک زمانہ کی گورمنٹ کا مذہب شیعہ ہے

شجرہ نسب سید یحییٰ جو ٹیونس میں سید محمد ناصر کا گورنر تھا انکا سلسلہ نسب اسطرح سے ہے سید ابو حفص عمر ابن سید ابو یحییٰ متوکل ابن سید محمد مستنصر ابن سید ذکریا ابن سید خالد مکرم رشید ابن سید محمد مستنصر ابن سید ابو حفص عمر ابن سید ابراہیم ابن سید یحییٰ ابن سید محمد مستنصر ابن سید یحییٰ ابن سید ابو الواحد ابن سید ابو حفص مرتضیٰ ابن سید عبد المومن بادشاہ اول ابن سید علی خالد الدین ◆

دوسری سلک سید یحییٰ ٹیونس کے سید محمد ابن سید حسن ابن سید محمد ابن سید حسن ابن سید مسعود ابن سید عثمان ابن سید محمد ابن سید ابو الفارس عبد العزیز ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید خالد ابن سید یحییٰ ابن سید ابراہیم ابن سید یحییٰ ابن سید محمد مستنصر ابن سید یحییٰ ابن سید ابو الواحد ابن سید ابو حفص مرتضیٰ ابن سید عبد المومن بادشاہ اول ابن سید علی عرف خالد الدین ابن سید محمد محب الدین ابن سید محمود سبزواری ابن سید محمد ابن علی ہاشم ابن سید احمد ہادی ابن سید منتظر باللہ ابن سید عبد المجید ابن سید علی غالب الدین ابن سید محمد منصور خاقانی ابن سید اسمٰعیل ثانی ابن سید محمد عربی ابن سید اسماعیل عرج اکبر ابن حضرت جعفر صادق علیہ السلام سید عبد المومن کے فرزندوں کا ذکر مختصر ہو چکا سید محمد یوسف اور ابو حفص مرتضیٰ کی اولاد کا ◆

## اب یہ فقیر ایک سلک سید جعفر طاہر ابن سید عبد المومن بادشاہ کی بیان عرض کرتا ہے

تاریخ فرشتہ صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے کہ کہتے ہیں کہ اوائل دولت اسماعیلیہ میں ایک شخص ان میں سے لباس درویشاں میں درآیا اور خلایق کیساتھ مذہب اثنا عشری کی دعوت کرکے اپنی جد اسماعیل کو امام ٹھہراتا تھا ملفوظ کمالیہ مین اسکا حال اسطرح لکھا ہے جو سید لباس درویشاں میں درآیا اسکا اسم مبارک سید صلاح الدین محمد نوربخش ابن سید علی عرف سلام الدین ابن سید عبد المومن تھا کہ مزید فضل و ورع اختصاص رکھتا تھا اور علم فقہ اور تقویٰ میں علم مہارت بلند کرتا تھا ترک دنیا کرکے لباس درویشاں میں آیا بحوالہ تاریخ فرشتہ اور اہل فارس اور اہل مصر اور بلاد تمام مغرب نے اعتقاد صادق اور ارادت کامل ساتھ اوس سید کی پیدا کی اور تھوڑے عرصہ میں اسکا عتبہ علیہ مرجع طوائف انام ہوا اور اسکے فرزندوں میں سے ایک بعد دوسرے کے سجادہ نشین ہو کر مذہب شیعہ نوربخشیہ کی تقویت کرتے تھے اور اسکے بعد دولت اسماعیلیہ نے ۵۵۵ سنہ ہجری میں عزل انقراض قبول کیا اور تاریخ زمانروایان عرب اسلام میں لکھا کہ ۵۵۵ سنہ ہجری میں خلیفہ خلفائے فاطمیہ سے جو تمیم فوت ہوا اور محمد بن تومرت جو مراکو کا عامل خلفا فاطمین کا سپہ سالار تھا اور اسکا دوست سید عبد المومن جو اسکے بعد اسکا قائم مقام ہوا تھا سید عبد المومن بھی تو اسماعیلیہ تھا اسکے خاندان کی دولت اسماعیلیہ نے ۶۶۷ سنہ ہجری میں عزل قبول کیا ہے اور اسکے بعد توطن سادات علویہ کی وارث ملک تھے وہاں رہنا متعسر ہوا تھا اور ہر ایک ایک گوشہ کیطرف روانہ ہوئے ملک فارس میں متفرق مقامات میں متوطن ہوئے ایک سادات سجادہ نشین نے موضع خوند میں جو مقامات قزوین سے اور گیلان کی سرحد میں واقع ہے توطن اختیار کیا اور اولاد اسکی سادات خوندیہ مشہور ہوئی قریب تین سو سال مسند ارشاد کو اپنے وجود باوجود سے مکرم رکھا اور سلاطین اور حکام عصر کے نزدیک معزز و مکرم ہوا اور جب خلافت سجادہ نشینی سید شاہ طاہر حسینی کو پہنچی تاریخ فرشتہ جلد دوئم صفحہ ۲۴۲ ملک دکھن شہر احمد نگر بیجاپور میں برہان شاہ بحری نے ستارہ کی دولت

اور ارشاد سے محبت اہلبیت کی اختیار کی اور تمام خلفائے ثلثہ خطبہ سے موقوف کیا لیکن ایک بزرگ نے یہ بیت فرمائی ہے

ہر کہ در سایہ آں سرو سہی قد باشد حاش زیر علم سبز محمد باشد

اور چونکہ نشان دوازدہ امام علیہم کا سبز تھا اور قیامت کے روز بھی علم حضرت رسولخدا کا سبز ہوگا برہان شاہ نے سید شاہ طاہر کی رہنمونی سے چتر اور نشان اپنے سبز کئے اور تبرائیوں کو وظیفہ دیکر حکم دیا کہ کوچہ اور بازار میں اور مساجد میں خلفائے ثلثہ کے لعن طعن میں مشغول رہیں اس روز سے کہ یوسف عادل شاہ اور اسماعیل عادل شاہ نے امرائے کبار کو کہ حنفی مذہب کے خوف سے کہ رفضی کش تھے اونہیں معدوم کیا اور ناظرین با تمکین کو واضح ہو کہ سید شاہ طاہر اولاد سلاطین اسماعیلیہ مصر اور افریقہ سے ہے جنکو علویہ کہتے ہیں اور حسب موضع خوند میں خلافت سجادہ نشینی سید شاہ طاہر حسینی کو پہنچے اور رتبہ اسکا علوم ظاہر و باطنی و فصاحت بیان و لطافت لسان اور نہایت نشان اور سیرت و صورت میں باپ دادا سے افزوں تر ہوا شیعیان مصر اور تا بخارا سمرقند اور قزوین وغیرہ دست ارادت اسکے دامن میں محکم کرکے باعث شہرت عظیم ہوئی اور شہنشاہ ایران سید شاہ اسماعیل صفوی جو خود پیری اور مریدی کی عمر کنند سے حسب دستگاہ ہو کر منصب جلیل القدر بادشاہی میں پہونچا یا تھا اسلئے درپے اسکے ہوا کہ جمع سلسلہ مشایخ خوندیہ ممالک محروسہ کو نہ مٹا دے علی الخصوص سلسلہ مشایخ خوندیہ کو مستاصل کرے اور مرزا شاہ حسین اصفہانی جو ناظر محکمہ شاہ اسماعیل تھا اور شاہ طاہر کے ساتھ ارادت صادق رکھتا تھا آدمی اسکے پاس بھیجکر حقیقت حال سے اوسے مطلع کیا سید شاہ طاہر سلامتی ترک درویشی ظاہری میں سمجھا اور بساط سجادہ نشینی کو پیچیدہ کیا اور ابتدا ۹۲۶ھ ہجری میں حوالی سلطانیہ میں بذریعہ مرزا شاہ حسین اصفہانی اور بعضے ارکان دولت دربار دلکشائی بادشاہی میں رسائی پائی اور سلک علمائے حضور میں منسلک ہوا اور اس سبب سے کہ گاہ گاہ شاہ اسماعیل نظر عبرت رو سے دیکھتا تھا سید شاہ طاہر بوسیلہ مرزا شاہ حسین اصفہانی منصب تدریس کاشان حاصل کرکے اوس طرف گیا اور طالب و مریدوں کی ہجوم لانے سے مسند تعلیم اور تعلم نے فروغ پایا اور مریدوں نے بھی اطراف جوانب سے کاشان کی توجہ کی اور اوس بلدہ کے رئیسوں نے از روے حسد ایک عریضہ بسر اسر تہمت بادشاہ اسماعیل کو لکھا کہ حال اسماعیلیہ اور انکے اعیان کا اظہر من الشمس ہے احتیاج گذارش کی نہیں کہ شاہ طاہر اس عرصہ میں مقتدا اس جماعت کا ہے اور اوس مذہب شیعہ کے رواج دینے میں کوشش کرتا ہے اور تمام محمودیاں یعنی سید محمود سبزواری کی اولاد اور سید محمد عرب یمنی بن سید اسماعیل عرج اکبر کی تمام اولاد یکجا ہیں اور باہم ہم عہد ہیں ایسا نہو جو باعث زوال سلطنت کا ہو اور شاہ طاہر سلاطین اکناف کے ساتھ ہے ابواب مراسلات و مکاتبات مفتوح رکھتا ہے بادشاہ اسماعیل صفوی کہ بہانہ طلب تھا بفور اطلاع مضمون عرائض کے حرف مذہب بہانہ کرکے حکم کیا .....

کہ پروانہ اوسکے قتل کا لکھا جاوے جب مرزا شاہ حسین اصفہانی اس قضیہ سے مطلع ہوا اور سمجھا کہ یہ معاملہ اصلاح پذیر نہیں ہے ایک پیک صبا رفتار کو کہ جسپر اسکا محل اعتماد تھا کاشان کیطرف بہ تعجیل روانہ کیا اور زبانی یہ پیغام کیا کہ ایسا پروانہ ایسا پہونچتا ہے کہ وہ بزرگوار بمجرد آگاہی اس خبر کی نقل مکان کرکے اس بادشاہ قہار کی قلمرو سے نکلجاویں سید شاہ طاہر یہ خبر سنکر سراسیمہ مضطرب ہوا اور رحال و اثقال سے قطع نظر کرکے اور اہل عیال اطفال ساتھ لیکر بسرعت تمام آواخر سنہ مذکور میں اور موسم سرما میں ہندوستان کی عزیمت کی اور بندر جرون سمت متوجہ ہوا اور اتفاق حسنہ سے جسدن

کی کشتی ہندوستان کیطرف روانہ ہوتی تھی پونچا بعد ادائے نماز جمعہ نسیم عنایت سبحانی سفینہ مراد سید شاہ طاہر پر چلے نماز دوسرے جمعہ کے بیدر کوده جو نیا دربندر سے ہے بجالایا بحوالہ تاریخ فرشتہ جلد دویم

منقول ہے کہ یہ جب فوج چیپان فرمان قتل انکے پاس تھا وہ کاشان میں پونچے اور خبر فرار سید شاہ طاہر سنکر بسرعت تمام تعاقب میں رواں ہوئی مشیت ایزدی جو ساتھ اسکے متفق تھے سید شاہ طاہر عاقبت محمود بلاد دکھن کو قدم فیض مقدم سے رشک گلشن ارم کرے اور باشندگان اوس سے نور معرفت حاصل کریں اور راہ سداد و صلاح پر ہوویں لہذا شاہ ایران کے نامہ بر ساحل دریائے عمان پر اوسوقت پونچے کہ وہ سید قدسی نہاد دو ساعت پیشتر کشتی سلامت میں ہندوستان کو روانہ ہوا تھا کہتے ہیں کہ سید شاہ طاہر بندر کوده سے شہر بیجاپور میں پونچا کہ خواجہ جہاں دکھنی امرائے سلاطین بہمنیہ سے تھا باجازت نظام شاہ بادشاہ قلعہ پرندہ میں رہتا تھا سید شاہ طاہر کے قدوم سعادت لزوم سے خبر پاکر بڑی تعظیم سے اوسکو بلایا اور بعد التماس اوسکے فرزند کتب علمی کے پڑہنے میں مشغول ہوئے اور اتفاقا اس عرصہ میں برہان شاہ بادشاہ نے بخلاف عادت اپنے اوستاد ملا پیر محمد کو برسم رسالت خواجہ جہان دکھنے کے پاس قلعہ پرندہ میں بھیجا اور وہاں سید شاہ طاہر کی خدمت فیض میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ ایک ملک بصورت بشر اور ایک جہان بلباس وحدت دیکھا اور اوس جناب کو نعمت غیر مترقب جانکر برس روز تک کتاب مجسطی کے پڑہنے میں مشغول رہا اور تمام دکھن میں یہ غلغلہ ہوا کہ قلعہ پرندہ ایسے بزرگ سے مزین اور منور ہے کہ ملا پیر محمد سالہا اوسکے شاگردوں میں افتخار رکھتا ہے پیر محمد برس تک وہاں مقیم رہا جب احمد نگر واپس آیا تو بادشاہ نے درنگ توقف کا سبب پوچھا جواب دیا کہ اس سفر میں ایک دانشمند کی صحبت میں کہ صاحب علوم ظاہری و باطنی تھا مثل اوسکی ایران اور توران اور ہندوستان میں کوئی فاضل نہیں دیکھا اور معزز ہوا اور نعمت عظما جانکر کتاب مجسطی کے پڑہنے میں مصروف ہوا اور اوس جامع فیوضات کی برکت اس بیبضاعت کے شامل حال ہوئے بہت ایسی مجردات اسرار معلوم اور منکشف ہوئے اور فہم انسانی طائر بلند پرواز اوسکے مدارج عالیہ کی کنہ کمال میں راہ نہیں پاسکتا اور عقل کنہ دان عقلائے زمان کو اوسکے اطوار سے آگاہی نہیں اور اوسے نور عظیم جانکر درس میں مشغول ہوا ؎ وصف کمالش عقلا حیران شدند + بقراط حکیم بوعلی آداشند + برہان نظام شاہ ہمیشہ علما فضلا کی صحبت میں رغبت فرماتا تھا اس قدوۂ انام کی صحبت کا خواہان ہوا اوسیوقت ایک مکتوب شوق آمیز ترقیم کرکے ملا پیر محمد استاد کے ہاتھ قلعہ پرندہ میں بھیجا اور خواجہ جہاں نے سنکر سامان سفر تیار کیا ۹۲۸ سنہ ہجری میں بلدۂ احمد نگر کیطرف توجہ فرمائی اعیان و اشراف چار کوس سے استقبال کیلئے روانہ ہوئے اور سید شاہ طاہر کو باعزاز اکرام شہر میں لائے بادشاہ برہان شاہ نے بعد از شمول عنایت خسروانہ فرمایا اور سر جماعہ مجلسیان حضور سے کرکے پایہ اوسکے قدر منزلت کا تمام مقربان درگاہ سے بلند کیا ؎ تو چوں گوہر قیمتی غم مدار + کہ ضائع نہ گرداندت روزگار + اور بعد از فراغ سلطان نے زیادہ تعظیم تکریم کی اور سید شاہ طاہر سے مستدعی ہوا کہ قلعہ احمد نگر میں مسجد جامع ہے اوس میں مجلس درس منعقد کیجئے سید شاہ طاہر علما پایہ تخت کے ساتھ وہاں جاکر بحث علمی میں مشغول ہوتا تھا اور جمیع علما کے حاضر ہونے سے مجلس عظیم ہوتی تھی برہان شاہ بھی ذوق کلام رکھتا تھا اکثر اوقات اوس مقام حاضر ہوکر مودب بیٹھتا تھا اور جبتک درس بحث سے علما فارغ نہ ہوتے تھے برخواست نہ کرتا تھا الغرض ایک مدت اسطور گذری طائفہ مہدویہ جونپوری کو بادشاہ نے اپنے بیٹے دے تھے بلدہ احمد نگر سے نکال دیا اسی عرصہ میں شاہزادہ

عبدالقادر فرزند خورد برہان شاہ کا تپ محرقہ میں گرفتار ہوا برہان شاہ نہائت اوس سے محبت رکھتا تھا حکمائے ہند اور مسلمان کو جمع کرکے فرمایا میری حیات اس فرزند سے وابستہ ہے اس لخت جگر کیلئے اگر میرا جگر بکار آمد ہو تو میرا پہلو چیر کر جگر میرا برآوردہ کرکے اسکے علاج میں صرف کرو تو مضائقہ نہیں خلاصہ ہر چند حکمانے کوشش بلیغ کی اثر پذیر نہوئی آخر یہ نوبت ہوئی بادشاہ نے براہمہ کی دیر بتخانہ میں صدقات بھیجی اور کافر مسلمان کوئی باقی نہ رہا جس سے دعا خیر طلب نکی ہو اور سید شاہ طاہر جو ہمیشہ مذہب اثنا عشریہ کے فکر میں رہتا تھا فرصت پاکر برہان شاہ سے عرض کی کہ شاہزادہ کی شفا کی ایک تدبیر بندہ نے کی ہے لیکن اسکے اظہار کرنے میں چند خطرے متصور ہیں برہان شاہ نے یہ سنکر فرمایا وہ تدبیر بیان کرو میں بجالاؤں تجھے کسیطرح کا گزند نہ پونچیگا شاہ طاہر نے کہا میں بیگانہ کا اندیشہ نہیں رکھتا خوف اس امر کا ہے کہ شائد وہ امر شہریار کی مزاج کے موافق نہ آوے اور مجھے معاقب فرمائے اور اعدا کی شماتت میں مبتلا ہوں برہان شاہ مبالغہ حسد سے زیادہ لیگیا شاہ طاہر نے اول اسقدر کہا کہ اگر شاہزادہ آجکی شب شفا پاوے تو بادشاہ عہد کرے اور نذر مانے کہ از خطیر حضرات ائمہ معصومین کی اولاد کو کہ عبارت سادات سے ہیں پونچاؤں گا برہان شاہ نے کہا دوازدہ امام کون ہیں سید شاہ طاہر نے بیان کیا اول امام حضرت علی مرتضی جو داماد و ابن عم حضرت محمد صلعم ہے اور شوہر حضرت فاطمہؓ ہے اور دوسرے امام حسن اور امام حسین فرزندان جناب فاطمہؓ ہیں اسیطرح باقی اماموں کے نام اور وصف ذہن نشین کیئے برہان شاہ نے کہا یہ تمام دوازدہ امام علیہم السلام عہد طفلی میں اپنے والدہ سے سنتے تھے یا آج تم نے سنایا ہے جبکہ میں نے بتخانہ میں نذر مانی تو کیا مرتضیٰ اور بی بی فاطمہؓ کے فرزند کی نذر بجا نہ لاؤں گا تو سید شاہ طاہر نے ملائم دیکھکر کہا میرا مقصود محض نذر سے نہیں طلب اور ہے اگر بادشاہ عہد میرے ساتھ کرے کہ جو کچھ میں عرض کروں اگر موافق طبع نہو تو آزار نہ پونچاوے مجھے اور میرے فرزندوں کو رخصت عطا فرماکر مدینہ میں پہنچا دیے اس شرط پر اپنے دل کا راز عرض کروں برہان شاہ یہ امر قبول کیا اور لوازم عہد پیمان بجالایا اور مصحف سبحانی اقدس کی قسم کہائی کہ تجھے آزار نہ پونچاؤں گا اور تیرے کسی دیگر کو ایذا نہ دوں گا جب سید شاہ طاہر کی خاطر تسلی ہوئی تو فرمایا کہ آج شب جمعہ ہے بادشاہ نذر کرے کہ اگر حضرت پیغمبر آخر الزمان اور دوازدہ امام علیہم السلام کی قرب منزلت کی برکت سے آج شب شاہزادہ کو شفا ہو تو خطبہ ائمہ اثنا عشریہ کے نام کا پڑہا کر انکے مذہب کی رواج میں کوشش کرونگا برہان شاہ زندگی پسر سے مایوس تھا یہ کلام سنکر نہایت خوش ہوا دست اپنا سید شاہ طاہر کے ہاتھ پر رکھکر عہد پیمان بجالایا اور سید شاہ طاہر تمام رات شاہزادہ کے پلنگ کے قریب بیٹھا رہا شہزادہ لحاف پھینکدیتا تھا بادشاہ نے دیکھکر کہا یہ آج کی رات کا تماشا ہے لحاف اسکے اوپر نہ ڈالو یہ ہوا دنیا کی کہا کر خوش ہو بادشاہ اسیطرح بلوا صبح تک بیٹھا رہا سر اپنا پسر کے پلنگ پر رکھکر سو گیا خواب میں ایک بزرگ نورانی اوسکے سامنے سے آتا ہے اور اسکے یمین و یسار بارہ بارہ شخص ہیں برہان شاہ استقبال کرکے خواب میں گھبرا رہا ایک صاحب نے فرمایا تو ان بزرگوں کو جانتا ہے کہ کون ہیں یہ حضرت رسالت پناہ صلعم ہیں اور یہ دوازدہ امام علیہم السلام ہیں حضرت پناہ نے فرمایا اے برہان اللہ تعالی نے حضرت علی اور انکے فرزندوں کی برکت سے عبدالقادر کو شفا بخشی تجھ سے مناسب ہے کہ میرے فرزند شاہ طاہر کے کہنے سے تجاوز نہ کرے بادشاہ خوشحال خواب سے بیدار ہوا اور شاہزادہ کا بخار رفع دیکھا سید شاہ طاہر نماز سے فارغ ہوکر تشریف آور ہوئے بادشاہ استقبال

کرکے سر بالین عبدالقادر پر لیگیا اور کہا کہ عقائد مذہب اثنا عشری تلقین کریں بعد تامل سید شاہ طاہر نے اسمائی دوازدہ امام علیہم السلام اور مناقب فضائل انکے بیان کئے اور کہا ارکان قواعد مذہب اہلبیت کی تولا اور انکے دشمنوں سے تبرا ہیں بادشاہ نے اس سحر فیض اثر سے جام محبت اہلبیت نوش کیا اور شہزادہ حسین اور عبدالقادر اور انکی والدہ آمنہ اور سائر الحرم شراب اعتقاد سے بہرہ ور ہوئے اور سب نے نشان محبت اہلبیت کا بلند کیا اور جب خورشید خاور مع تیغ و تبر مشرق ہدایت بر لایا برہان شاہ نے چاہا کہ خطبہ ائمہ اثنا عشرہ پڑھا وے اور خلفائے ثلثہ موقوف ہو سید شاہ طاہر مانع ہوا اور فرمایا کہ صلاح یہ ہے کہ فی الفور راز فاشی نکریں اور علماء مذاہب فراہم کرکے آپ طالب مذہب حق ہوں اور ایک مذہب چار سے اختیار کریں تو وہ مذہب خوشدلی سے میں بھی قبول کروں بادشاہ نے ...... سید شاہ طاہر کے کہنے پر عمل کیا اور ملا پیر محمد اور فضل خان اور ملا داؤد دہلوی اور علمائے چار مذہب جو احمد نگر میں جمع ہوئے تھے ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت پر اوروں کے دلائل رد کرتے تھے بادشاہ بھی اس جلسہ میں موجود ہوتا تھا غرضکہ چھ ماہ ارباب علم کے اسطور گذرے آپس میں مناظرہ رہا برہان شاہ نے سید شاہ طاہر سے کہا عجب ایک صحبت مشاہدہ ہوتی ہے ہر شخص دعوائے اپنے مذہب کی صحیت کا کرتا ہے میں ان چاروں مذہب میں سے کیونکر ایک اختیار کروں اگر ان چار کے سوا کوئی مذہب ہو تو حق یا باطل اسکا بھی دریافت کروں سید شاہ طاہر نے کہا ایک اور مذہب بھی ہے اسکو اثنا عشریہ کہتے ہیں اگر حکم ہو تو انکے کتب کا بھی مطالعہ کیا جاوے بادشاہ نے کہا اچھا اوس مذہب کا ایک علما شیخ احمد نجفی تھا تلاش کرکے لائے اوس نے علما چہار مذہب سے مناظرہ کیا اور سید شاہ طاہر اسکی تقویت کرتا تھا علما نے جانا یہ شیعہ مذہب ہے بالاتفاق خصمانہ پیش آئے سید شاہ طاہر نے کتب اہل سنت سے حضرت خیر البشر کا قلم و دوات طلب کرنا اور کاغذ اور قصہ فدک کا غصب کرنا ثابت کیا برہان شاہ نے جب دیکھا کہ جمیع علما سید شاہ طاہر سے ملزم و قائل ہوئے تو حکائت بیماری عبدالقادر اور خواب میں دیکھنا حضرت رسالت مآب کو اور قصہ معاف مفصل ظاہر کیا یہ سنکر اکثر علما مجلس اور مقربان حضرت اور غلام مہندی اور ترک اور حبشی اور امرا او منصب دار و شاگرد پیشہ تین ہزار آدمی نے مذہب اثنا عشریہ اختیار کیا اور نام اصحاب ثلثہ خطبہ سے ساقط کر دیا اور چتر سفید سلطان بہادر گجراتی کا سبز رنگ سے مبدل کیا لیکن ملا پیر محمد اور بعضے علما ناراض ہو کر مجلس سے برآمد ہوئے اور بلدہ احمد نگر میں غوغا عظیم برپا ہوا رات کو امرائے کبار اور منصبدار ملا پیر محمد کو جا کر کہنے لگے کہ اس سید کو کہ ملا بے اصول دین ہے تو کہاں سے لایا چونکہ علم غریبہ سے خبردار ہے اور ہمارے صاحب کو گمراہ کیا اور ہمارے علما کو افسوں پڑھکر زبان بند کی اب تدبیر کیا ہے بعضے بولے ہجوم کرکے سید شاہ طاہر کو قتل کیا چاہیئے ملا پیر محمد نے کہا جبتک برہان شاہ زندہ ہے یہ امر صورت پذیر نہوگا بعضے بولے برہان شاہ کو معزول کرکے عبدالقادر کو تخت پر بیٹھائیں اسوقت سید شاہ طاہر کو عبرت خلائق کیلئے بسیاست تمام قتل کریں غرضکہ بارہ ہزار سوار و پیادے نے ملا پیر محمد کے ہمراہ ہو کر دروازہ قلعہ پر بہ نیت محاصرہ صفین تیار کیں اور سید شاہ طاہر اور اوسکے فرزندوں کے مقامات پر پہرے لگائے برہان شاہ نے فرمایا در قلعہ کا بند کریں اور برج پر چڑھکر توپ سے اعدا کو دفع کریں بلوہ حسد سے افزوں تھا برہان شاہ نے سید شاہ طاہر سے کہا انجام اسکا کیا ہوگا سید شاہ طاہر نے حکم دیا آپ اسوار ہو کر باہر آویں مظفر منصور تائید ایزدی سے ہونگی بادشاہ مسلح ہو کر چار ہزار سوار اور پیادے پانچ فیل مع چتر

سبز علم قلعہ سے برآمد ہوا اور سید شاہ طاہر نے ایک آیت قرآنی مشت خاک پر پڑھکر اعدا کیطرف پھینکے اور ایک جماعت ناجیوں کی بھیجکر حکم دیا کہ تم قریب افواج مخالف کی جاکر آواز بلند سے کہو جو دولتخواہ سرکار ہو وہ چتر کے سایہ میں حاضر ہو اور جو حرام خور ہے ملا پیر محمد کا شریک ہو کر قہر شاہی کا منتظر رہے جب ناجیوں نے یہ عمل کیا تو امرائے افسران سپاہ امان خواہ ہو کر رکاب ظفر انتساب میں جا ملے ملا پیر محمد سپاہ دیکر فرار ہوا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی اور خواجہ محمود کو فوج کثیر سے ملا پیر محمد کے تدارک کو نامزد کیا وہ اسی گرفتار کر لائے بادشاہ نے حکم قتل کا دیا سید شاہ طاہر کی شفاعت سے محبوس ہوا بعد چار سال سبھی سید شاہ طاہر قید سے نجات پائی القصہ برہان شاہ . . اوس مذہب اہلبیت کے رواج میں مصروف تھا تمام وظائف اہل سنت کے موقوف کر کے شیعہ مذہب والیوں کو دئے اور قلعہ احمد نگر کے مقابل ایک مدرسہ تیار کیا اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام علیہم السلام رکھا اور قصبہ جونپور اور آسیا پور اور چند قریہ اسکے واسطے وقف کئے اور سید شاہ طاہر نے محبان اہلبیت کو اطراف سے فراہم کیا اور از خطیر خزانہ شاہی سے عراق اور خراسان اور فارس بھیجکر طالب ہوا کہ سید شاہ جعفر برادر خود و شاہ محمد نیشاپوری و ملا علی گل استرآبادی اور ملا رستم جرجانی اور ملا علی مازندرانی اور ایوب ابو برکتہ اور ملا عزیز اللہ گیلانی اور ملا محمد امامی استرآبادی اور سب فاضل وطن کیطرف متوجہ ہوئے اور احمد نگر کو گلستان ارم کیا سید حسن رفقائے مدینہ سے تھے اس بادشاہ نیک اعتقاد کی شرف دامادی سے مشرف ہوئے اور مبلغ خطیر کربلا معلی اور نجف اشرف میں بھیجا اور ۹۵۶ سنہ ہجری میں سید شاہ طاہر کی روح نے آشیانہ جنت کیطرف پرواز کے اکابر اس بلدہ کے محزون ملول ہوئے اور قالب مطہر الکا زمین کو سپرد کیا چند عرصہ کے بعد استخوان قبر سے برآوردہ کر کے کربلا معلے میں لیگئے حضرت امام حسینؑ کے گنبد میں بفاصلہ ڈیڑھ گز ضریح مقدس کے مدفون کیا انکے چار بیٹے باقی رہے سید شاہ حیدر و سید شاہ رفیع الدین و سید شاہ ابوالحسن و سید شاہ ابو تراب سید شاہ حیدر بعد وفات والد بزرگوار ایران شاہ طہماسپ کیخدمت میں موجود تھا بعد مراجعت حسب الوصیت صاحب سجادہ ہو کر ارباب ارادت کا مقتدا ہوا پیر وہ تصوف میں طریقہ الکا شیعہ اثنا عشریہ نوربخشیہ تھا سید شاہ طاہر قدس سرہٗ عفت اور ورع اور تقویٰ اور دیندار اور مروت اور سخاوت اور حلم اور تواضع میں انصاف رکھتا تھا اور خوش محاورہ تھا کسو واسطے کی ایران ہندوستان میں ہمیشہ آمور اہل اسلام کی سرانجام میں قیام کر کے خیر خواہی صغیر و کبیر صفحہ دل پر لکھتا تھا اور زبان گوہر فشان اوسکے صفحہ حقائق مصحف آسمانی تھے اور بیان ہدایت نشان اسکا مبین دقائق کتب سبحانی تھا . . . . . . اور باطن خجستہ میامن اسکا مظہر ولایت تھا اور ارشاد خاطر فرخندہ مآثر اسکے مصدر ہدایت اور ارشاد تھے اور وہ جناب بہت مشائخ کبار اور اہل دل کی صحبت اٹھائی ہوئی تھی چنانچہ مولا رومؒ نے اہل دل کے اثبات میں اشعار فرمایا ہے ؎ اہل دل شو اہل دل شو اہل دل ٭ ورنہ ہمچون خر فرو مانڈی بہ گل ٭ این جہان یکقطرہ از دریائے دل بر جہان حجرہ دل شہر عجائب اور سید شاہ طاہر علم تفسیر اور فقہ اور ریاضی اور جمع احکام اہل ل اور جفر میں بے شبیہ بے نظیر تھا نظم و نثر میں بھی مہارت تمام رکھتا تھا اسکی تصنیفات سے کتاب دیوان قصاید اور کتاب انشا اور شرح باب حاوی عشر اور علوم محاکمات اور کتاب محسطی اور کتاب شفا اور مطول اور کتاب گلشن راز اور شرح تحفہ شاہی اور رسالہ ہائے کئے ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب امام جعفر صادقؑ سے اسطرح منتہی ہوتا ہے عبارت مذکورہ بالا

بحوالہ تاریخ فرشتہ جلد دوم ∴

جو تاریخ فرشتہ میں بحوالہ تاریخ عیون التواریخ سلسلہ نسب لکھا ہے وہ مورخ فرشتہ نے خلفا فاطمین سے ملایا ہے خلفا فاطمیہ نسل سید احمد فرزند کلان سید محمد عریضی سے ہے اور سید شاہ طاہر نسل سید اسماعیل ثانی فرزند خورد سید محمد عریضی سے ہے باہم جدا ہیں اس فقیر نے سید شاہ طاہر کا شجر نسب ملفوظ کمالیہ سے نقل کیا ہے جو سید رفیع الدرجات سید کمال الدین موجدریا کا قلمی ملفوظ مقام جمون دربار حضرت پیر مٹھہ صاحب کے سجادہ نشین سید عظیم شاہ کے پاس تھا وہ سلسلہ نسب سید شاہ طاہر کا یہ ہے ✦

## خاندان اسماعیلیہ

شاہ طاہر علی ابن سید محمد عرف شاہ رضی الدین ابن سید المولا مومن شاہ ابن سید علی عرف شاہ رفیع الدین ابن سید شاہ حسن العالم ابن سید علی عرف جلال الدین ابن سید محمد الرضا ابن سید جعفر شاہ حور شاہ ابن سید علی خالد ابن عبد المومن شاہ ابن شاہ محمد اسماعیل ابن سید مرتضی ابن شاہ قاسم الوار ابن سید جعفر عرف شاہ رضی الدین ابن سید عبد المؤمن شاہ بادشاہ مصر افریقہ ابن سید علی عرف خالد الدین ابن سید محمد محب الدین ابن سید السادات عالیدرجات امیر الامرا سید الشہدا قاتل الکفار شمشیر زن از خاصگاں یاری سید محمود سبزواری ابن سید محمد معصوم ابن سید شاہ ہاشم علی ابن سید شاہ احمد ہادی ابن سید شاہ منتظر باللہ ابن سید شاہ عبد المجید ابن شاہ غالب علی ابن سید محمد منصور خاقانی ابن سید اسماعیل ثانی ملقب امام الدین ابن سید محمد عریضی ابن سید شاہ اسماعیل اعرج اکبر ابن حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام ابن امام حضرت محمد باقر علیہ السلام ابن امام حضرت امام علی زین العابدین ابن امام حسین علیہ السلام حضرت علی المرتضیٰ علیہ السّلام ∴

فرع چہارم اولاد سید عبد المؤمن بادشاہ اسماعیلیہ انکے چوتھے بیٹے کا نام سید علی سلام الدین نام تھا انکا پسر سید صلاح الدین محمد نور بخش اوائل سلطنت عبد المومن شاہ میں دوسری پشت یہ ترک کرکے لباس درویشاں میں آیا تھا انکے بارہ میں محمد قاسم فرشتہ اپنی کتاب تاریخ فرشتہ جلد دوم صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے کہ اوائل دولت اسماعیلیہ میں ایک شخص انمیں سے نمیرید فضل و ورع میں انصاف رکھتا تھا اور علم فقہ اور تقوی میں مہارت بلند کرتا تھا ترک دنیا کرکے لباس درویشاں میں در آیا اور خلائق کو ساتھ مذہب اثنا عشری کی دعوت کرکے اپنی جد اسماعیلی کو امام نہ جانتا تھا اہل مصر و مغرب اور اہل فارس نے اعتقاد صادق اور ارادت کامل سانتہ اس سید کے پیدا کی اور تھوڑے عرصہ میں اسکا عتبہ علیہ مرجع طوائف انام ہوا اور اسکے فرزندوں میں سے ایک بعد دوسرے کے سجادہ نشین ہوکر مذہب شیعہ اثنا عشری کی تقویت کرتے تھے پس سید صلاح الدین محمد نور بخش لباس درویشا میں در آیا اور انحضرت نے ایک کتاب موسوم بہ فقہ احوط تصنیف فرمائی اور مذہب اثنا عشری نور بخشی کو رواج دیا تمام اتباع اسکے عیان اسماعیلیہ سے تھے سید شاہ قاسم انوار ملقب معین الدین علی ابن سید جعفر ملقب شاہ رضی الدین ابن سید عبد المومن بادشاہ شاہ قاسم انوار جد شاہ طاہر مذکور اپنے برادر چچا زاد سید صلاح الدین محمد نور بخش کے مرید

تھے باکمال بزرگ گذرے ہیں یہ آذربائیجان رہتے تھے تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام صفحہ ۴۹۳ میں لکھا ہے کہ سید قاسم انوار کا لقب معین الدین علی تھا آپ کی اصل آذربائجان ہے آپ نے ہرات کیطرف متوجہ کی اور اکثر لوگ وہاں کے آپکے مرید ہوئے بعض لوگوں نے شاہ رخ میرزا خلف امیر تیمور سے انکی شکایت کی کہ اکثر لوگ نوجوان مرید سید شاہ قاسم انوار کے ہوئے ہیں اور ہم لوگوں کو انکی صلاحیت میں شک ہے اسلئے اوسنے آپ کے نکال دینے کا ہرات سے حکم دیا لیکن کسیکو طاقت نہ تھی کہ عرض کری آخر شاہزادہ شاہرخ کا پسر ملاقات کو آیا آپنے فرمایا تمہارے والد نے ہمارے نکال دینے کا حکم دیا ہے معلوم نہیں کس جرم میں ایسا کیا ہی اوسنے کہا آپ اپنے قول پر عمل کیوں نہیں کرتے قاسم سخن کوتاہ کن برخیز عزم راہ کن شکر بر طوطی فگن مردار پیش کرگسان سید شاہ قاسم انوار نے دعا کی اور وہاں سے روانہ ہوئے سید قاسم انوار آذری بڑی عارف باللہ فقیر تھے تاریخ تذکرۃ الکرام صفحہ ۴۹۶ میں لکھا ہے کہ خواجہ عبید اللہ احرار کارونی چند بزرگوں کے پاس گئے لیکن راہ طریقت سے محروم تھے سمرقند میں سید شاہ قاسم انوار سے فیضیاب ہوئے اور خواجہ شرف الدین اور سراج الدین اور حسام الدین اور حمید الدین شاشی اور علاالدین عجدوانی یہ سب سید شاہ قاسم کے مرید تھے اور بعد چند عرصہ کے قصبہ جام میں آپنے انتقال فرمایا قصبہ جام خراسان میں ہے انکی اولاد سے سید جعفر شاہ جور شاہ آذربائجان سے موضع خوندیں جاکر متوطن ہوئے جو مضافات قزوین اور سرحد گیلان میں ہے یہ جد سید طاہر دکھنی کی تھی ٭

تذکرہ جد امجد آغاخان بہادر حاضر امام سید محمد شاہ جب سید قاسم شاہ ابن سید شاہزادہ احمد ابن سید محمد عربیعنی ابن سید اسماعیل ابن امام جعفر صادق جب سید قاسم شاہ کو شہر محمد آباد میں رے کے گورنر نے بحکم خلیفہ بغداد عباسی کے قتل کیا تو انکے فرزند سید عبداللہ رضی محمد آباد سے استنبول چلے گئے تھے انکے ہمراہ سید عبداللہ رومی بن سید اسماعیل ثانی بھی چلے گئے تھے جسقدر اولاد سید محمد عربیعنی کے تھے سید عبداللہ کے ہمراہ وہاں جاکر دعوت اسلام میں مشغول ہوئے جب محمد بن عبداللہ المہدی مصر کا حاکم بنگیا تو اسنے مہدآباد شہر آباد کیا سب سادات عظام اسماعیلی وہاں آباد ہوئے اور جابجا مہدی کے عامل بھی رہے جبکہ سید شاہ نجار مصطفی دین اللہ بن سید شاہ مستنصر شہر قاہرہ میں ؁۴۶۲ ہجری میں قتل کئے گئے انکے پسر سید شاہ ہادی مع خاندان سادات قاہرہ شہر مصر سے قلعہ الموت طبرستان میں تشریف لائے اور سید محمد سبزوار میں سکونت پذیر ہوئے اور سید محمود قاہرہ سے آکر مرو میں متوطن ہوئے اور سید کمال الدین نے خجند میں رہایش اختیار کی اور عماد الملک کاشان میں ٹھہرے اور سید مبارز الدین سمنان سکونت پذیر ہوئے اور سید محمد باقی نیشاپور میں اور سید محمد صالح سبزوار میں چھ پشت تک سادات اسماعیلی مہدآباد قاہرہ میں باہم متفق رہے جب بادشاہوں میں جو حقیقی برادر تھے نفاق پیدا ہوا تو شاہ نجار کو قاہرہ میں قتل کر دیا انکے پسر سید ہادی واپس وطن محمد آباد رے اور طبرستان قہستان قلعہ الموت میں حسن صباکے پاس رہے تیسری پشت سید حسن علی ذکرہ السلام پہلا حاکم الموت کا بذریعہ حسن صبا ہوگیا دوبارہ اس خاندان میں حکومت آگئی پانچ پشت تک قہستان الموت کرمان بلاد عجم میں انکی حکومت رہی اسکے بعد ہلاکو خان نے انکی سلطنت مٹادی اور سادات مذکورہ بالا جس جسجگہ سکونت پذیر ہوئے بذریعہ دعوت اسلام اور پیری مریدی حاکم رہے موقعہ طوائف الملوکی کا تھا اسوقت سلجوقی مغربی ایشاء پر حاکم تھے اسلامی تاریخوں میں انکا زمانہ بڑے عروج کا لکھا ہے بغداد کے خلافت کا صرف نام رہگیا تھا

کیونکہ بغداد خاندانیں سلطنت بٹ گئی تھی سلاجقہ ۴۲۹ھ ہجری سے لیکر ۷۰۰ھ ہجری تک ایشیائی مغرب پر حاکم رہے تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام میں لکھا ہے کہ خلفائے فاطمین کے سوا انہیں کوئی شہنشاہی کا دعوی نہ کر سکتے تھے ہسپانیہ اور افریقہ صوبہ مصر بغداد سے آزاد ہو چکے تھے اور ایران خاندان بویہ کے شاہزادوں میں منقسم تھا جنکے خیالات شیعہ تھے خلفائے بغداد کے برائے نام عظمت نہ رکھتے تھے سلاجقہ ایران اور الجزیرہ اور شام اور ایشاء کوچک سے گذرے تھے طغرل بیگ اور جعفر بیگ، کامرو میں کیا تمام سلاجقہ کا خطبہ پڑھا گیا نیشاپور بلخ جرجان خوارزم طبرستان ہمدان حلوان رے اصفہان تک سب مفتوح ہوا عراق شام بغداد ایشاء کوچک پر علیحدہ علیحدہ حکمران ہو گئے تھے شرق میں سلاجقہ کی حکومت کا خوارزم شاہ نے چراغ گل کر دیا ۵۹۰ھ ہجری میں محمد خوارزم شاہ جیوا اور خوارزم میں باپ کا جانشین ہوا ۴۹۰ھ ہجری قطب الدین محمد خوارزم خیوا کا بادشاہ ہوا اسکے بعد اتسز اسکے ارسلان بادشاہ ہوا اور ۵۹۶ھ ہجری میں شہید علاالدین محمد بادشاہ ہوا ۶۲۲ھ ہجری میں جلال الدین منگبرتی بادشاہ ہوا ملک خراسان رے اصفہان بخارا سمرقند اپنے قبضہ میں در لایا اور خلافت بغداد کو اوسنے نیست نابود کر دیا ۶۵۲ھ ہجری میں ایشاء کوچک مقام سرگرت میں ایک شخص عثمان نام پیدا ہوا اوسکی نسل سے ۳۵ اشخاص اینک اسکے تخت پر اجلاس کر چکے ہیں تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام محمود نے مستقل طور پر سلطنت قائم کی تھی وہ لاہور سے سمرقند اور اصفہان تک تھی سلجوقیوں نے مسعود پسر محمود کو مرو میں شکست دی ایران اور ماورالنہر تمام صوبجات بلخ خوارزم اصفہان اور رے وغیرہ چھین لیا تھا اور غوریوں نے غزنی بھی لیلیا آخر محمود کے بقیہ نے لاہور کے اپنا پایہ تخت بنایا ۵۸۲ھ ہجری میں غوریوں نے پنجاب بھی ضبط کر لیا تمام ہند ملتان لاہور دہلی کیا تمام ہندوستان کا محمد غوری بادشاہ ہو گیا اوس بادشاہ کے ہمراہ بھی بہت سادات عظام ملک ہند میں وارد ہوئے ہیں بحوالہ تذکرۃ الکرام خلفائے اسلام یہ لکھا گیا +

## سیّد محمد عریضی بن اسماعیل فرزند سیّد اسماعیل ثانی کا حال

سید محمد عریضی بعد وفات حضرت امام جعفر صادق ؑ مدینہ منورہ سے ملک فارس میں رے تشریف لیگئے ۱۴۸ھ ہجری میں اور وہاں شہر محمد آباد آپ نے آباد کیا فرشتہ محمد قاسم اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ محمد بن اسماعیل امام جعفر صادق کی موجودگی میں رے گیا اور محمد آباد انکے نام سے منسوب ہے اور جب انکی اولاد بکثرت ہوئی تو خراسان قندھار ہند سندھ میں حجاز متوطن ہوئے انکے فرزندوں کا ذکر اوپر لکھا گیا ہے اور انکے فرزند سید اسماعیل ثانی کا حال باقی رہتا تھا وہ یہ فقیر عرض کرتا ہے سید اسماعیل ثانی انکی ولادت باسعادت روز جمعہ ۲۲ ماہ ربیع الاول ۱۴۱ھ ہجری میں بمقام محمد آباد رے میں ہوئے نام والدہ فاطمہ صفیہ بی بی بنت سید علی عریضی بن اسماعیل تھا سن شریف آپ کا ۸۱ سال کا ہوا ہے روز پنجشنبہ ۲۲۶ھ ہجری میں رحلت پا گئے مزار شریف محمد آباد رے میں ہے انکے ہفت پسر تھے ان میں سے ایک فرزند بزرگ کا سال باقی تھا دوسریوں کے حال اوپر لکھا گیا ہے + بحوالہ افوظ دکنمالیہ سید کمال الدین موحد دیا +

سید محمد منصور بن سید اسماعیل ثانی ولادت باسعادت آپ کی روز دوشنبہ ۱۵ ماہ شعبان ۱۷۲ھ ہجری میں ہوئی

بمقام محمد آباد دسے آپ کی والدہ فاطمہ بنت سید جعفر شاہ تھے سن شریفش پنجاہ سال مزار محمد آباد عہد مامون رشید روز وفات سہ شنبہ سنہ ۳۲۲ ہجری آپ جلیل القدر بزرگ صائم الدہر و قائم اللیل تھے اور علوم ظاہری باطنی کے فاضل اہل دل تھے اور آپکے پانچ فرزند تھے سید غالب علی غالب الدین فرزند بزرگ تھے +

یوم ولادت سید غالب جمعہ ۱۲ ماہ صفر سنہ ۳۲۰ ہجری آپکی والدہ معظمہ مکرمہ زینب بنت سید ابو علی محمد بن سید اسمٰعیل ثانی عمر ۹۵ برس مزار محمد آباد بہ صاحب معہ فرزندان واقربا ہمراہ سید عبداللہ مصر کو تشریف لیگئے تھے روز وفات دوشنبہ ماہ شوال کے بارہ تاریخ سنہ ۴۱۵ ہجری میں انتقال ہوا عقب آپکے چار بیٹے تھے سید عبدالمجید فرزندان کلان تھا +

## سیّد عظیم الدّرجات صاحب کرامات صوری معنوی

سید عبدالمجید ابن سید غالب الدین ولادت باسعادت ۱۵ ماہ شعبان روز پنجشنبہ سنہ ۳۵۵ ہجری میں بمقام محمد آباد دسے میں ہوئے اور والدہ صاحبہ آپ کی بی بی آصفہ بنت سید جعفر بن سید محمد منصور ہیں وفات روز چہارشنبہ ۱۵ ذیقعد سنہ ۴۵۲ ہجری میں ہوئے مزار مبارک آپکے شہر یمن میں ہے سن شریف آپکا ۹۷ سال کا ہوا ہے آپکے عقاب دو فرزند قدر بلند ہوئے سید منتخب باللہ و سید منتظر باللہ سید منتخب باللہ کی اولاد کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یہ جد سید عثمان لال شہباز قلندر تھے اور سید منتظر باللہ انکی اولادت باسعادت مقام یمن روز سہ شنبہ بارہ ماہ رجب سنہ ۳۶۲ ہجری میں ہوئے آپکی والدہ صاحبہ کا اسم ام سلمہ بنت سید جعفر روز وفات جمعہ ۲۷ ماہ صفر سنہ ۴۲۵ ہجری سن شریف آپ کا ۶۳ برس مزار یمن ہے عقاب آپکے تین پسر رہے سید ابرہیم و سید اسمٰعیل و سید احمد ہادی سید احمد ہادی ابن سید منتظر باللہ انکی اولاد باسعادت سات ماہ ربیع الاول روز سہ شنبہ سنہ ۳۸۰ ہجری کو بمقام یمن ہوئی اور آپکی والدہ صاحبہ نور صفیہ بنت سید منتخب باللہ عمرش کو نجاہ برس روز وفات چہارشنبہ بمقام یمن مدفون یمن سنہ ۴۶۸ ہجری عقاب آنجناب پسر ۶ سید عبداللہ و سید اسد اللہ و سید عباس و سید حسین و سید محمد و سید ہاشم علی پسر کلان تھے +

سید ہاشم علی ابن سید احمد ہادی انکی ولادت بمقام یمن روز یکشنبہ ۲۸ ماہ صفر سنہ ۴۰۸ ہجری سید ہاشم یمن سے شہر قاہرہ میں تشریف لیگئے انکی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی خیر النسا تھا دختر سید ابراہیم کی تھیں جو چچا تھا یہ بزرگ عارف کامل تھے انکی ارادت صادق اپنے والد بزرگوار سے تھے یہ تمام اسماعیلیہ باہم سادات عظام ایک دوسرے سے فیضیاب ہوتا تھا روز وفات آپکا جمعہ ۲۷ رمضان سنہ ۴۶۰ ہجری سن سال ۵۲ برس اور مزار شریف در قاہرہ ہے عقاب انکے ہفت پسر تھے سید محمد و سید علی و سید حسن و سید حسین و سید عبداللہ و سید قاسم و سید جعفر سید محمد پسر کلان تھا یہ صاحب سید محمد قاہرہ سے ملک فارس عراق عجم میں جو شہر سبزوار ہے وہاں آکر سکونت پذیر ہوئے تھے یہ ہمراہ سید احمد ہادی پسر شاہ بخار جو قاہرہ میں قتل کئے گئے تھے جو سادات عظام اسماعیلیہ سید شاہ بخار مصطفیٰ دین اللہ کو باپ کا جائز وارث جانتے تھے وہ سب انکے ہمراہ شہر قاہرہ مصر سے الموت میں تشریف لائے اور ہر ایک متفرق مقام پر سکونت پذیر ہوئے تھے سید محمد بن سید ہاشم کا متولد مقام قاہرہ ہے اور ولادت آپکی کا یوم جمعہ پندرہ ماہ شعبان سنہ ۴۲۵ ہجری میں ہوا انکی والدہ

صاحب آمنہ بنت سید حسین تھیں جو انکا عم تھا سید محمد فاضل کامل تھے علوم ظاہری باطنی میں یکتائے زمانہ تھے اور علما سے یگانہ تھے عادت کامل اکمل تھی ارادت انکی اپنے والد بزرگ سے تھی وفات آپ کی ۲۱ ماہ رمضان سنہ ۴۶۶ ہجری بمقام سبزوار میں ہوئی مزار آپکی وہاں ہے عمر آپ کی چالیس برس کے ہوئے اور عقب آپکے تین فرزند ارجمند تھے سید محمود و سید ابراہیم و سید جعفر طاہر ؂

# سید محمود سبزواری مدفون لاہوری

سید محمود ابن سید محمد انکی ولادت باسعادت بمقام شہر سبزوار روز جمعہ ۱۲ ماہ صفر سنہ ۴۳۴ ہجری میں ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی انور بی بی بنت حسین سن شریف آنجناب کا ۶۶ برس تھا عقب آپکے شش پسر تھے اسمائے فرزندان سید ابراہیم و سید جعفر و سید حیدر و سید ابوالحسن و سید فتح الدین محمد محب الدین تھے تذکرۃ السادات و تحفۃ الانساب میں سید محمود سبزواری کا حال لکھا ہے کہ یکے از خاصگان حضرت باری حضرت سید محمود سبزواری سید السادات عالی درجات امیر الامرا سید الشہدا شمشیر زن کافر شکن سید محمود سبزواری مدفون لاہوری اور ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے کہ وہ جناب عظیم الدرجات سید محمود بارہ ماہ صفر سنہ ۴۳۴ ہجری میں بمقام شہر سبزوار متولد ہوئے سلطان سنجر سلجوقی بادشاہ خراسان اور نیشاپور اور سبزوار کا تھا آپ وہ جناب حبیب یزدانی و مقبول سبحانی تھے صورت یوسف ثانی اور سیرت حضرت شاہ مردان تھے مظہر ربانی بصیر علم حقانی غریق بحر یزدانی سراپا فیض ربانی آپ امور دین کامل اکمل تھے شجاعت میں آپ بے نظیر تھے آپ کو ہمیشہ دعوت اسلام کا شوق رہتا ہزارہا مخلوق آپکے دست حق پرست پر بیعت کرکے داخل اسلام ہوئے، آپکا وظیفہ بھی جانب خلفائے فاطمین سے مقرر تھا جب کہیں موقعہ جنگ وجدل کا ہوتا تھا تو آپ وہاں جاکر مظفر منصور واپس آتے تھے بادشاہ غزنین مسعود بن ابراہیم خود ہند کیطرف روانہ ہوا آپ کو جنگ کفار کا ہمیشہ شوق تھا آپ ہمراہ مسعود والی لاہور پہنچے آپکے پانچ فرزند اور ایک نبیرہ ہمراہ تھا لشکر اسلام کی امداد کیلئے آپ روانہ ہوئے یہ ذکر تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۷۶ میں لکھا ہے کہ چند قلعہ راجگان مفتوح کرکے قبضہ کیا اور ایک لاکھ ہندی بت پرست کو قید کرلیا اور طغاتگین کو لاہور ہندوستان کی سپہ سالاری پر فائز کیا اور آپ غزنین جاکر سنہ ۴۹۲ ہجری میں فوت ہوا خواہر سلطان سنجر مہد عراق کو اپنے عقد میں لایا ہوا تھا اسکی فوت کے بعد اسکا پسر ارسلان شاہ ابن مسعود بادشاہ ہوا اسنے اپنے بھائیوں کو گرفتار کرلیا تھا بہرام شاہ بن مسعود بھاگ کر سلطان سنجر سلجوقی حاکم خراسان کے پاس پہنچا اسوقت سلطان سنجر اپنے بھائی محمد سلطان بن ملک شاہ کیطرف سے خراسان کا فرمانروا تھا پھر خط ارسلان شاہ نے بہرام کے بارہ میں لکھا اوسنے قبول نہ کیا بلکہ بہرام شاہ کی مدد کیلئے علم بلند کیا ارسلان شاہ نے سلطان محمد کے پاس ایلچی بھیجکر اوسکے بھائی سلطان سنجر کی شکایت کرکے التماس کیا کہ اس ارادہ سے باز رکھے مگر مفید نہ ہوا اور ارسلان شاہ جب محمد سلطان سے ناامید ہوا تو اپنی ماں مہد عراق کو جو سنجر کی ہمشیرہ تھی دولاکھ دینار بھیجکر مصالحت کا طالب ہوا مہد عراق نے سنجر کو وحشت انگیز کلمات گوش گذار کئے ارسلان شاہ اپنی والدہ کیطرف سے خاطر جمع کرچکا تو جنگ میں مشغول ہوا ایک فرسخ غزنی سے بادشاہ خراسان سے مقابلہ میں مصروف

وابستہ کیں جنگ عظیم واقع ہوئی ارسلان شاہ تاب مقاومت نہ لایا اور ہندوستان کیطرف روانہ ہوا سلطان مسعود بن ابراہیم کی ہمراہ سید محمود سبزواری تشریف لائے تھے اور لاہور میں طغاتگین حاکم لاہور جو جانب مسعود کی تھا سید محمود سبزواری اوسکی کمان افسر تھے اور بادشاہ سلجوقیوں کی فرمایش سے جو ملک خراسان اور نیشاپور اور سبزوار پر عامل تھے اور سید محمود بخفیہ دعوت اسلام میں مشغول رہتے تھے اسلئے سلطان محمود کے ہمراہ پنجاب میں تشریف لائے تھے اور ایک ہمشیرہ اور پانچ پسر آپ کے ہمراہ تھے جب مسعود بن ابراہیم لاہور آیا تھا تب سے سید محمود نے معہ فرزندان لاہور کی سکونت اختیار کی تھی ارسلان شاہ لاہور پر حملہ آور ہوا اور ادھر سلطان سنجر نے غزنی فتح کر کے بہرام شاہ بن مسعود کو تخت خلافت پر بیٹھا دیا اور آپ خراسان کو گیا طغاتگین حاکم لاہور کو سنجر کا ایلچی خبر پونچا گیا کہ ارسلان شاہ نے اپنے برادران حقیقی کو قتل کیا اور ایک بھائی اسکا بہرام شاہ میری پناہ میں آیا تھا میں نے ارسلان سے جنگ شدید کے ارسلان شاہ فرار ہو کر ہند کو آتا ہے اور میں نے اسکے بھائی بہرام شاہ کو تخت غزنی پر بیٹھا دیا ہے جب ارسلان شاہ لاہور آوے تم اسکی اطاعت نہ کرنا نہ امداد دینا ارسلان شاہ جب لاہور پونچا تو طغاتگین کو سرکش دیکھا تو عامل لاہور سے مقابلہ کیا تو عظیم جنگ جدال کا ہنگامہ برپا ہوا سید محمود سبزواری اس جنگ میں شہید ہو گئے اور انار کلی کہنہ کے آخر آپ کا روضہ نیلا گنبد ہے چار دروازے ہیں مزار شریف ہے جب آپ کے فرزندوں نے والد بزرگوار کو شہید پایا تو حملہ دلیرانہ کیا فوج ارسلان شاہ کا تعاقب کیا وہ قلعہ لاہور میں دربند ہوئے سید محمود کے فرزندوں کے قلعہ کا دروازہ توڑا اور اندر قلعہ کے شیر غرندہ کی طرح فوج ارسلان شاہ کو قتل عام کیا آخر وہ پانچوں بزرگوار بھی اندر قلعہ کے شہید ہو گئے وہاں آنحضرات کی مزار پر انوار زیارت گاہ خلایق ہے اور پانچ پیروں کے نام سے موسوم ہے یہ واقعہ ۵۰۹ھ ہجری میں درپیش ہوا ہے بعدہٗ ارسلان شاہ خبر سنجر کے فتح غزنی سنکر اور لشکر ہندوستان جمع کر کے غزنی پونچا اور جنگ عظیم کیا سلطان سنجر کے لشکر نے تعاقب کر کے ارسلان شاہ کو گرفتار کیا اور بہرام شاہ اسکے بھائی نے اسکو قتل کر ڈالا بہرام شاہ اول مرتبہ جو ہندوستان میں داخل ہوا محمد باہلیم جو ارسلان شاہ کیطرف سے جو سپہ سالار لشکر لاہور تھا اوسنے علم مخالفت بلند کیا ۵۱۲ھ ہجری بحوالہ تاریخ فرشتہ صفحہ ۴۸ میں ہے اسکو قید کیا اور خطا معاف کر کے سپہ سالار ہندوستان کر کے واپس گیا اوسنے پر داعیہ سلطنت کیا بہرام شاہ خبر پا کر دوسری مرتبہ ہند میں آیا وہ کافر نعمت محمد باہلیم معہ دس فرزندوں کے جو مسند امارت پر متمکن تھے بقصد مقابلہ بہرام شاہ کے استقبال کو دوڑا حوالی ملتان میں جنگ شدید واقع ہوئی مگر بہرام شاہ فتحیاب ہوا اسوقت سالار حسین بن ابراہیم علوی کو اس حدود کا سپہ سالار کر کے غزنی کیطرف معاودت فرمائی ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے کہ یہی سالار حسین سید محمود سبزواری کا پوتا تھا اسنے اپنی جد بزرگوار سید محمود کا روضہ انور لاہور میں بنایا گیا جو انار کلی کے قریب نیلا گنبد معروف ہے اور سید محمود سبزواری کی اولاد بمقام سنبھل ضلع بلند شہر اور مقام جہارجہ ضلع مراد آباد اور مقام بھندی ضلع بجنور میں آباد ہے جو سید سالار حسین بن سید ابراہیم ابن سید محمود سبزواری یہ فرع سالار حسین سے علیحدہ ہوئی اور سید محمد محب الدین ابن سید محمود سبزواری جو باقی پسر خورد تھا اور سبزوار میں سکونت رکھتا تھا اوسکی اولاد کا تذکرہ یہ فقیر بحوالہ ملفوظ کمالیہ عرض کرتا ہے سید محمد محب الدین آپ کی ولادت روز

دوشنبہ ۲۱ ماہ رمضان ۴۶۲ سنہ ہجری بمقام سبزوار میں ہوئی عہد سلطان سنجر وفات روز چہار شنبہ بارہ ربیع الاول ۵۲۲ سنہ ہجری سن شریف سٹھ برس مزار پر انوار در سبزوار شہر اور عقب بجناب پانچ پسر سید کمال الدین سید جمال الدین سید شمس الدین وسید امام الدین وسید علی خالد الدین پسر کلان آپ کے بعد سید علی خالد الدین سجادہ نشین ہوا ارادت صادق انکے اپنے والد بزرگوار سے تھے سید محمد محب الدین کی والدہ صاحبہ کا اسم مبارکہ خدیجہ بنت سید ابراہیم ابن سید محمد تھیں اور انکے پسر سید علی خالد الدین کی ولادت باسعادت روز دوشنبہ بارہ رجب ۴۸۰ سنہ ہجری بمقام سبزوار میں ہوئی والدہ آپ کی فاطمہ بنت سید ابوالحسن عم خود وفات یوم پنجشنبہ ۱ المحرم ۵۴۰ سنہ ہجری سن آپ کا سٹھ سال کا تھا اور فرزند آپکے دو تھے سید عبد اللہ و سید عبد المومن ۔

سید عبد المؤمن پسر کلاں سید علی خالد الدین کے تھے اونکی ولادت باسعادت روز چہار شنبہ پندرہ ربیع الثانی ۵۰۰ سنہ ہجری بمقام سبزوار میں ہوئی یہ صاحب ایسے ذہن عالی رکھتے تھے دس برس کے سن میں علوم ظاہری سے فراغ ہوئے اور ہمراہ اپنے والد بزرگوار سید علی خالد الدین کی زیارت نجف اشرف و کربلا معلے کو تشریف لیگئے بعد فراغت حج تشریف مقام کوفہ میں قیام کیا محمد بن تومرت کو کہتے ہیں کتاب جفر سے معلوم ہوا کہ عبد المومن سلطنت بزرگ پر فائز ہوگا اوسنے بتلاش کوفہ میں انکو پایا اور اونکے والد سید علی خالد سے تمام احوال بیان کیا آپکے والد بزرگوار کی اجازت سے محمد بن تومرت نے اپنی ہمراہ مراکو کو لیگیا عبد المومن کا ادب نہایت کرتا تھا کہ اسکے ذریعہ سے بادشاہت حاصل کرے ۵۲۲ سنہ ہجری میں محمد بن تومرت فوت ہوگیا اوسکا سامان سپاہ اور قبیلہ کے سب لوگوں نے عبد المومن سے بیعت کرلی ۵۲۲ سنہ ہجری سے عبد المؤمن کے طویل سلسلہ کا آغاز شروع ہوا بڑا بادشاہ ہوا اسکا حال خلاصہ اوپر لکھا گیا ہے اور ۵۵۸ سنہ ہجری میں انتقال کرگیا عقاب اسکے چار پسر تھے سید محمد یوسف کلان جو بعد والد تخت مراکو پر متمکن ہوا اور دوسرا ابوحفص مرتضی انکی اولاد بھی ارکان دولت تھی تیسرا سید جعفر رضی الدین جد سید شاہ طاہر مذکورہ بالا چوتھا فرزند سید علی عرف سلام الدین جد حضرت شاہ شمس تبریزیہ سید علی سلام الدین کی ولادت باسعادت روز چہار شنبہ ۱۲ ذوالحجہ ۵۱۶ سنہ ہجری کا میں ہوئی آپکی مادر گرامی کا اسم شریف خیر النسا تھا انکے چچا کے بیٹی تھیں مقام سبزوار میں متولد اور سبزوار میں دفن ہیں یوم وفات دوشنبہ ۶ ماہ صفر ۵۷۵ سنہ ہجری عمر ش ۶۳ برس عقاب سید عبد الہادی سید جلال الدین و سید صلاح الدین محمد نوربخش پسر کلانی تھے درباب درویشی تھے سید صلاح الدین محمد نوربخش کی ولادت باسعادت روز پنجشنبہ ۱۵ ماہ شعبان ۵۳۴ سنہ ہجری بمقام سبزوار میں ہوئی آپکی والدہ صاحبہ کا اسم مبارکہ بی بی مریم تھا سید جعفر رضی الدین کی دختر تھیں جو عم پاک تھا یہ بزرگوار عالم علوم ظاہری باطنی میں یکتائی زمانہ ہوا اور فاضل جلیل القدر تھا انہوں نے کتاب فقہ احوط تصنیف فرمائی اور تمام فرقہ اسماعیلیہ کا یہ پیشوا اور امام ہوا ہے انہوں نے اوائل دولت اسماعیلیہ میں لباس درویشان زیب تن فرمایا اور مذہب اثنا عشری نوربخشی کو تقویت دی ہے یہ صاحب کامل الکل اور صاحب دل تھے انہوں نے اپنی جد امجد کے طریقہ کو پردہ تصوف میں رواج دیا ہے انکے فرزندوں سے یکے بعد دیگرے مذہب اثنا عشرہ کی کوشش کرتے تھے اور اپنی جد اسماعیل کو امام نہ جانتے تھے جب حضرت امام علی رضاء سے مذہب کی

اصلاح ہو گئی تھی آپ مجدد مذہب اثنا عشری تھے اسلئے تمام اسماعیلیہ نے طریقہ حقہ کی پیروی کی کوشش فرمائی اور وفات حضرت سید صلاح الدین محمد نور بخش ماہ محرم ۶۶۴ھ ہجری میں درہ ماداب کنارہ دریائے روغنی پر سلطان جلال الدین بادشاہ کو انسے قلبی حسد تھا شہید کرادیا وہاں آپ کی مزار ہے اور عقاب آپ کے تین پسر تھے سید شاہ قاسم انوار شمس الدین و سید شاہ عبد الحسین و سید عبد الہادی سید شاہ قاسم انوار مخدوم شاہ شمس الدین انکی ولادت باسعادت بمقام شہر سبزوار میں پندرہ ماہ شعبان ۶۶۰ھ ہجری میں ہوئی بروز جمعہ اسوقت بادشاہ سبزوار کا مرزا محمد یادگار تھا آپکی والدہ صاحبہ فاطمہ بنت سید عبد الہادی تھیں ان ایام میں سید معین الدین حسن بھی سبزوار میں ..... تشریف لیگئے ملفوظ الکمالیہ میں لکھا ہے کہ سید صلاح الدین محمد نور بخش کے مرید ہوئے اور طریقہ اثنا عشری کو حقیقت میں پوشیدہ رکھتے تھے اسلئے کہ عوام الناس کو ہدایت ہو جاوے اور سید میر شمس الدین اوائل میں اپنے چچا عبد الہادی سے علوم ظاہری کی تکمیل کر چکے آپ کا ذہن فہم عالی تھا بارہ برس کے سن میں تمام علوم تحصیل فرمای اور ارادت صادق انکو اپنے والد بزرگ سید صلاح الدین محمد نور بخش سے تھے اور باہم مثل یوسف یعقوب کے تھے آپ تمام محمودیاں اور اسماعیلیہ کے امام مقتدا تھے آپ بذریعہ پیری مریدی پردہ تصوف میں مذہب اثنا عشری نور بخشی کی دعوت میں مشغول رہتے تھے یہ صاحب دو باپ بیٹا سید صلاح الدین محمد نور بخش و میر شمس الدین شاہ قاسم انوار عراق عجم شہر سبزوار سے برائے دعوت اسلام ۵۷۹ھ ہجری میں براستہ چترکس بدخشاں پہنچے وہاں پر مردم کی ہجوم ہوئی اور ہزارہا لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت کرکے داخل اسلام حق میں ہوئے بعد بدخشاں سے تبت کوچک کو تشریف لیگئے وہاں پر بھی کتاب احوط فقہہ ان لوگوں کو مطالعہ کرائے اور مذہب شیعہ نوربخشیہ اثنا عشریہ صوفیہ کو رائج فرمایا تمام لوگ فرقہ حقہ نوربخشیہ میں داخل ہوئے آپ کی کرامات تو ہزارہا ہیں اگر قلمبند کی جاوین تو ایک کتاب تیار ہو جاوے اس فقیر نے مختصر حال ملفوظ الکمالیہ سے تاریخ تولد رحلت کی نقل لی ہے تبت کوچک سے یہ قافلہ کشمیر میں تشریف لا رہا تھا ایک قوم جنگلی نے انکو گھیرا آپ ہر دو باپ بیٹا نے دعا کی جناب باری تعالیٰ میں وہ قوم انکی مطیع کردی اور انسانیت میں داخل ہوئے وہ چنگر قوم ہے جو صوبہ پنجاب میں دو لاکھ کے قریب ہے اور حضرت پیر شمس الدین کے مرید ہے جب آنحضرت کشمیر میں تشریف لائے تمام مردم کشمیر انکے مرید ہوئے حکام وقت تک اور خاص لوگوں کو آنحضرت نے مسخر آفتاب کا طریقہ بتلایا تھا اور تمام کوہستان میں تبت کشمیر گلگت یارقند اسکردو وغیرہ ما میں تاحال مذہب شیعہ نوربخشیہ موجود ہے آنجناب ہر دو باپ بیٹا نے مذہب نوربخشی کو رائج فرماکر ۵۸۵ھ ہجری میں اپنی اصلی وطن عراق عجم شہر سبزوار کو واپس تشریف لیگئے کشمیر میں حضرت شمس الدین کو میر شمس الدین عراقی اور شاہ قاسم انوار کہتے تھے یہ بحوالہ تاریخ فرشتہ میں بھی لکھا ہے کہ میر شمس الدین عراقی سید صلاح الدین محمد نور بخش کا فرزند کشمیر میں آیا اور تمام مردم کشمیر کو کتاب فقہہ احوط مطالعہ کرائے اور مذہب نور بخشی کشمیر میں اور وغیرہ مقامات میں جاری فرمایا جب آپ حضور انور واپس شہر سبزوار میں پہنچے اور آپ کی والدہ بزرگ نے اپنے بھائی حقیقی سید جلال الدین کی دختر نیک بی بی حافظہ جمال سے میر شمس الدین کی شادی کی ۵۸۶ھ ہجری میں یہ شادی ہوئی اور بروز پنجشنبہ بارہ ماہ رجب ۵۸۸ھ ہجری میں سید

نصیر الدین محمد پیر رشید شاہ شمس الدین کو خداوند عالم نے عطا فرمایا اور بعد دو سال کے دوسرا فرزند سید احمد زندہ پیر بروز جمعہ ۶۰۶ھ ہجری میں متولد ہوا جب یہ فرزند علم ادب میں کامل ہوئے تو آپ باجازت اپنے والد سید صلاح الدین محمد نوربخش کے شہر میں تبریز تشریف لیگئے اور اپنی فرزندونکو ہدایت ذکر اشغال ہی فرماگئے شہر تبریز آپ کو نہایت پسند تھا وہاں آپ کو حضرت مولا علی نے ظاہر اگر دیدار فرحت آثار دیا ہے ۔ نظم

ہرکہ علی را شناخت وانکہ خدا را شناخت     رہبر این راہ شد ہادی راہ دان خویش
شمس بہ تبریز دید حضرت عالی او     سجدہ برد دم بدم بر در رحمان خویش

اور حضرت مولانا شمس الدین اپنی ارادت صادق کا انتساب دیوان شمس کی اشعاروں میں فرماتے ہیں انکی ارادت اپنے والد بزرگوار سید صلاح الدین محمد نوربخش سے تھی نہ کسی اور سے تھی ۔ نظم

اے شہ صلاح الدینم اے محرم یقینیم     دستم بدامن تو امروز در خود آمد
اے شہ صلاح الدینم بیرون ز شور و صورتہ     بنما فرشتگاں را کہ تو از بشر چہ آید
صلاح الدین چو صلاح امان دین آمد     بغیر شمس نداند کسے رازشش
ما دل بصلاح دین سپردیم     تا در دل او بیاد باشیم
از الست آمد صلاح الدین تمام     تو مرا امروز از فردا مگیر
این عنایت شاہ صلاح الدین بود کہ یوسف است     ہم عزیز مصر باید مشتریش اندر مراد
شمع دو جہان صلاح الدین است     کان در دو جہاں غریب تنہا است
گر شبے خلوت کنی من گویم اندر گوش تو     لطفہائے را کہ با ما شہ صلاح الدین کند
نہ آن باشد نہ این باشد صلاح الحق و دین باشد     اگر ہمدم ایں باشی بگوش آن خلاں باشد
دوش در خواب بدیدیم صلاح الدین را     گسترد سایہ دولت چو ہمائے بر سر
اے صلاح جہان صلاح الدین     بر تو جاویداں سلام علیک
اے شہ صلاح الدین من رواں من دین من     اے فارغ از تمکین من اے برتر از امکان من
صلاح دیدہ ز ما ہیں صلاح الدین صلاح الدین     برائے او ز خود شاید بگیریم مستانہ
آنچنین شہ صلاح الدین بگیر     ورنہ گیرد باطل و باطل شدی

یہ تو آپ کی ارادت صادق کی تصدیق ہوئی اور آپ کے اشعاروں سے آپ کے والد بزرگوار کی بھی تصدیق ذیل ہوتی ہے ۔

### غزل دیوان شمس تبریز قدس سرہ العزیز رح

مارا چہ غم کہ مارا دلدار در بر آمد     مارا چہ غم کہ مارا غمخوار بر سر آمد
مارا چہ غم کہ مارا فرحت ز یار آمد     مارا چہ غم کہ مارا ہر روز خوشتر آمد

مارا چہ غم کہ مارا احمد شد سرت ہمدم	مارا چہ غم کہ حیدر راز روح بہتر آمد
مارا چہ غم کہ مارا آں ہر دو شاہزادہ	سالار سرور آمد رہ بیں رہبر آمد
مارا چہ غم کہ مارا ہشت و چہار امام اند	مارا چہ غم کہ مارا آل عبا سر آمد
مارا چہ غم کہ دلدیم آں شہ صلاح الدین را	مارا چہ غم کہ یزداں دوار دا در آمد

مورخین نے حضرت شمس تبریز کے مرشد اور باپ کے نام اور آپ کے مذہب میں مختلف روایات لکھیں ہیں مگر بوجہ ناواقفیت حضرت شمس تبریز قدس سرہٗ کے نام سے تو تمام دنیا مشرق مغرب میں اگاہ ہے لیکن بہت کم لوگ ہیں اُنکے حالات کمالات سے بھی کچھ واقفیت رکھتے ہیں کہ حضرت شمس تبریز کس شان اور کس رتبہ کے بزرگ اور ولی اللہ تھے اور زمانہ سلف کی کتابوں میں آپ کے حالات کم ہیں کتاب مناقب العارفین اور جواہر ماضیہ اور نفحات الانس اور دیوان شمس تبریز کے مطالع سے اس شمس الحق والدین کے کمالات پر روشنی پڑتی ہے ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے کہ بارہ برس تک حالت سکر میں مقام تبریز سکونت پذیر رہے تبریز میں آپ شمس تبریز مشہور ہوئے اول آپکو سید شمس الدین عربجنی اسماعیلی بھی کہتے ہیں باعث تولد سبزوار مخدوم شاہ شمس الدین سبزواری بھی کہتے تھے جب کشمیر گئے تو میر شمس الدین عراقی کہلائے اور تبریز میں تبریزی کہلائے اور ترکستان قونیہ میں انکو شمس پرندہ کہتے تھے آپ حالت سکر سے جب سالک ہوئے تو انکو اپنے ہادی کا حکم ہوا کہ شہر قونیہ میں تشریف لیجائیں آپ حضرت ولی آل محمد حضرت شمس قدس اللہ سرہٗ قونیہ میں چلے گئے ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ شہر قونیہ میں مولوی جلال الدین رومی مدرسہ میں درس دے رہے تھے ایک شخص حلوا فروش آیا مولانا روم نے اوس سے قاش حلوا کی لے لی تو وہ غائب ہو گیا اور مولانا روم حلوا کھا کر بیہوش ہوئے اوس بے اختیاری میں کسی طرف چلے گئے برسوں کے بعد جب آئے تو طبیعت میں تغیر عظیم واقعہ ہو گیا تھا کم بولتے تھے اور جب بولتے تھے تو شعر ہی پڑھا کرتے تھے جو بعد میں مثنوی کی صورت میں جمع ہوئے تھے دوبارہ حضرت شمس ولی آل محمد بعد تین سال کے تبریز سے پر قونیہ چلے گئے اسوقت مولانا روم ایک باغ میں حوض کے کنارہ درس تدریس دے رہے تھے حضرت مولانا شمس تبریز تشریف لائے اور قریب مولانا روم کے بیٹھ گئے اور پوچھا یہ کیسی کتابیں ہیں مولوی صاحب نے کہا قیل قال کا خزانہ ہے آپ کو اس سے کیا نسبت حضرت شمس ولی آل محمد نے یہ سنکر تمام کتابیں اوٹھا کر جو حوض آپ سے قریب تھا اوسمیں ڈالدیں مولوی صاحب کو نہایت قلق ہوا اور رنجیدہ ہو کر کہا میری روح کی غذا کو آپ نے ضائع کیا یہ کتابیں نایاب تھیں اب کہیں سے نہ مل سکیں گی یہ سنکر حضرت سید شمس تبریز نے سب وہ کتابیں حوض سے نکالدیں جنکو پانی کا قطرہ نہ چھوا تھا ویسی خشک تھیں مولوی صاحب نے اس درویش کا یہ کمال دیکھ کر نہایت متحیر ہو کر کہا یہ کیا علم ہے حضرت شمس تبریز کے ہاتھ پر بیعت کر لی ٭

نفحات الانس اور رسالہ سپہ سالار اور مناقب العارفین کا بیان ہے کہ درس تدریس واعظ پند بالکل بند ہو گیا اور تین مہینے تک چلہ کش حجرہ میں رہے ٭

ادہر سید پیر صلاح الدین محمد نوربخش اپنے فرزند سید شمس الدین قاسم انوار کی فرقت نہ اوٹھا سکتے تو شہر سبزوار سے ترکستان شہر قونیہ میں دنبال انکے تشریف لیگئے اور وہاں عرصہ تک دوکان زرکوبی اور زردوزی کا بہانہ بنا رکھا تھا اور اپنے آپ کو سادات عظام ہونے سے پوشیدہ کر رکھا انکے سوائے اوس حجرہ کے اندر کوئی نہ جا سکتا تھا جبکہ ہلاکو خاں کا زور شور تمام ملک پر ہؤا تھا اور اوسنے تمام بلاد کو لوٹا اور تباہ کیا تو پچیس شاہزادے اور سادات عظام اسکے خوف سے فرار ہوکر دہلی ہندوستان میں آکر پناہ گزیں ہوئے تھے اور اس ملک میں وہ بزرگ ٹھہرا جو لباس درویشاں میں آباد و شاد تھا مولویصاحب ایسے مرد خدا کی محبت اور ملاقات کے خواہاں تھے یہ ایک قرآن السعدین تھا روحانی روشنی سے روم جگمگا اوٹھا...... دل سے دل ملا حضرت شمس تبریز کی صحبت نے چشمک کا کام کیا دل سے شعلے نکلنے لگے شریعت پر طریقت غالب آگئی درس تدریس کا سلسلہ موقوف ہوا اور مطالع جملہ کتب کا شوق کم ہوگیا مولانا روم سے روایت ہے کہ حضرت شمس تبریز سے میری ملاقات ہوئی تو ایسا معلوم ہؤا کہ ایک آگ تھی جو سرتاپا مجھکو ہمہ تن کر گئی میں والد کا کلام اکثر پڑھا کرتا تھا حضرت شمس نے فرمایا یہ کلام نہ پڑھا کرو اور کسی سے گفتگو بھی نہ کیا کرو میں نے سب سے ترک کر دی میرے دوستوں نے بُرا منایا اور وہ حضرت شمس تبریز کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے اور بہت حسد کرتے تھے جو آپکے مراتب عالیہ سے آگاہ تھے وہ تعظیم سے پیش آتے تھے اور مردان خدا کو چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ دونو جہان کی نعمتوں سے پاک ہیں اولیاء اللہ کے قریب مرید کا امتحان ترک دنیا اور ترک ماسوای اللہ ہے کوئی بغیر خدمت اور طاعت اور صرف کرنے زر کے اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوتا ہے ٭ ؎

حُب درویشاں کلیدِ جنّت است دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

مولانا روم جب تعلقات ظاہری سے بالکل تارک ہوگئے تو لوگ طعن تشنیع کرنے لگے کہ ایسا عالم فاضل ہوکر ایک ننگ دہڑنگ کے نیچہ میں پھنس گیا ہے اور اسکی ملاقات میں برسوں کے علم منقول کو تباہ کر بیٹھا ایک دن ایک صوفی نے مجمع عام میں کہا کہ بہاء الدین کی پسر نے اپنے باپ دادا کا نام بھی بدنام کیا اور ایک تبریزی جادوگر کا مطیع ہؤا تعجب ہے حضرت شمس تبریز نے سنکر فرمایا تو اپنے آپ کو صوفی کہلاتا ہے تعجب ہے صوفی بنکر رشک حسد میں مبتلا ہے حضرت شمس تبریز اور سید صلاح الدین محمد نوربخش مصر شام کو چلے تشریف لیگئے وہاں اپنے برادر مریدان سادات اسماعیلیہ سے ملاقات کرتے ہوئے سبزوار پہنچ گئے وہاں اپنے عیال اطفال فرزنداں سے ملاقی ہوئے شاہزادے جوان تھے انکی شادی اپنے برادر حقیقی کی دختران سے سائر قبائل نے تجویز کی بی بی مطلع النور بنت سید شاہ عبدالحسین اور بی بی نور الانوار بنت سید عبدالہادی سے عقد ہوگیا سید احمد کا عقد نور انوار سے ہوا اور سید نصیر الدین کا عقد بی بی مطلع انوار سے ہوا آپ پھر وہاں سے باجازت والد بزرگوار برائے حج مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے مدینہ پر سے مکہ آئے اور مکہ سے ابصرہ میں چند یوم رہے پھر بغداد میں زیارت کرکے نجف اشرف اور کربلائے معلے سے ہوکر تبریز پہنچے اور وہاں سے پھر دمشق چلے گئے آپ جناب کہیں جم کر نہ بیٹھتے تھے آپ کو سیر سیاحت کا زیادہ شوق تھا اور دعوت اسلام میں مشغول رہتے تھے ان مقام پر جانا آپ کا اشعار سے بھی اثبات ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں

## شعر

شمس الدین تبریزی گرفت    مصر شام و بصرہ او بغداد را

مولانا روم کی خبر سنکر فریاد آہ ونالہ جاری ہوگئے خادموں کا خیال تھا کہ اب ہم ہونگے حضرت شمس تبریز تو چلے گئے مولانا روم نے بالکل تنہائی اختیار کرلی اور پاس اُنکے اور کلام کہنے کی کسیکو اجازت نہ دی وصال کے بعد ہجر زیادہ اندوہناک ہے مولا روم بے تاب ہوکر کہتے تھے + ۔۔ ٥

اے یوسف آخر سوئے این یعقوب نابینا بیا    اے عیسی پنہاں شدہ بر طارم مینا بیا
مخدوم جانم شمس الدین از جانیست روح الامیں    تبریز شد سوئے حرم از مسجد اقصی بیا

اہالیان شہر اور حلقہ خدام حبیب کلام مولانا روم سے بالکل محروم ہوگئے تو سلطان ولد انکے فرزند سے فرمائش کی کہ جسطرح ہوسکے مولانا کو شاد کرو سلطان ولد اپنے والد بزرگ کے پاس گئے اور صلاح یہ قرار پائے کہ طائفہ علماء و خدام ہمراہ سلطان ولد ہوکر حضرت شمس تبریز کی خدمت میں دمشق جائیں جب یہ جماعت دمشق گئے تو حضرت شمس تبریز ایک سرائے میں تھے جاکر ملاقی ہوئے سلطان ولد حضرت کے قدموں پر گر پڑے اور سب زار ۲ رونے تھے حضرت شمس نے سلطان کو اپنے سینہ سے اوٹھا کر لگایا اور مولانا روم کا حال دریافت کیا کہ سلطان ولد نے تحفہ سلام وپیغام عرض کیا کہ سب خدام اپنی حرکات ناسزا سے توبہ کرتے ہیں آپ ایک دفعہ قونیہ میں تشریف لے چلیں حضرت سنکر تیار ہوگئے ایدہر حضرت شمس الدین کی انتظاری میں مولانا روم کو ایک ساعت بھی شاق تھے آخر حضرت شمس الحق قونیہ میں تشریف لائے اور مولانا سے ملے تمام لوگوں نے اقدام بوسی حاصل کی خوشی زیادہ بڑھ گئی اوس خوشی میں چند غزلیں کہیں یہ فقیر ایک دو بیت نقل ذیل کرتا ہے + ۔۔ ٥

شاد آمدی شہا و ملوکانہ آمدی    اے سرو غیب در چمن و لالہ زار را
تابندہ باش اے خور پائندہ اے اسد    در بیشہ جہاں از برائے شکار ما

جنکے دل نور الٰہی سے محروم ہوتے ہیں اونکی سیاہ قلبی اور کور باطنی اندھا دہند حرکات سے کبھی باز نہیں آتے حضرت شمس الدین کی ہر وقت کی صحبت ظاہر پرستوں کو پھر ناگوار گذرے الغرض جب دل کے اندھوں نے چشم بینا کو حسد آزار کی گرم سلائی سے تنگ کیا تو دامن صبر ہاتھ سے جاتا رہا حضرت شمس الحق قونیہ سے پھر غائب ہوگئے اور مولانا روم پھر تڑپنے لگے پھر ان بدگوہروں کو مونہہ نہ لگایا اور بحالت بے قرار اضطراب میں تلاش یار کے لئے خود نکلے دمشق کے جنگل کا پتہ پتہ چھانا مگر گل مقصود ہاتھ نہ آیا حضرت شمس الدین تبریز میں تشریف لیگئے ان دنوں ہلاکو خاں ۶۵۱ھ ہجری میں بلاد عربیہ پر سوا لاکھ فوج لیکر تیار ہوا یہ سادات اور اہل اللہ فقرا کا دشمن اور بدظن تھا حضرت تبریز کے پاس گیا کہ میں ملک عرب پر جاتا ہوں اگر فتح کرکے واپس ہوا تو میں آپ کا مرید اور مسلمان ہوں گا آپ نے فرمایا تمہاری ہر جگہ فتح ہوگی ایکسال کا تمکو سفر ہے ہلاکو خاں نے تمام ملک تباہ برباد کیا اور اسکا چچا تبریز میں فوت ہوگیا سنہ ۶۵۲ھ میں آکر ہلاکو خاں تخت تبریز پر بیٹھا اور معہ پانچ فرزند

کی حضرت شمس تبریز کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا اور اسکو آپ سے بہت محبت ہوگئی خاندان نبوت سے ارادت صادق رکھتا تھا اور قونیہ میں مولویصاحب کی حالت ابتر تھی اس حالت میں غزلیں لکھیں جن میں حضرت شمس تبریز کے دوبارہ فراق کا ذکر ہے ◆

## غزل

برکن آن جام صفا را ساقیا بار دگر | نیست اندر دین دنیا جز توام بار دگر
کفر داں اندر حقیقت جہل داں اندر طریق | جز تماشائے جمالش پیشہ و کار دگر

مولا روم اپنے عمائد شہر اور اپنے فرزند سلطان ولا کی اصرار سے آخر واپس تشریف لائے حضرت شمس کو سیر سیاحت کا بڑا شوق تھا پھرتے رہتے تھے اسلیئے آپ کا نام عوام الناس میں شمس پرندہ مشہور ہوگیا تھا ایک مرتبہ آپ بغداد میں جا نکلے وہاں شیخ احد الدین کرمانی سے ملاقات ہوئی حال پوچھا تو وہ بولا طشت میں چاند کا مشاہدہ کرتا ہوں آپ نے فرمایا اے غافل آسمان کیطرف دیکھ جہاں آفتاب حقیقی ہے حضرت شمس تبریز جب رومی کے پاس آئے تو اسنے اس خیال سے ایک تو وہ خود زندگی بسر کرتے تھے دوسرے اس خیال سے کہ حضرت شمس الدین کی اگر شادی ہوجاوے تو جناب شمس تبریز قونیہ سے باہر نہ جاسکینگے حضرت شمس تبریز کو شادی کی تحریص دینی شروع کی آخر آپ نے انکا خیال مانا مولوی صاحب نے [illegible] ایک خواص سے حضرت شمس تبریز کا عقد کردیا جس کا نام کیمیا خاتوں تھا اور اپنے مکان کے اندر حویلی میں خیمہ نصب کردیا مولانا کا بڑا پسر علاالدین تھا اسکو حاسدوں کی صحبت سے جناب شمس الدین سے بغض تھا وہ جب مکان میں آتا تو حضرت شمس تبریز کے خیمہ کے قریب آکر دق کرتا تھا آپ نے اسکو منع فرمایا وہ باز نہ آیا لوگوں سے شکایت کی آگ لینے آئے گھر والے بن بیٹھے اسکی ایذا اور حاسدوں کی تنگی کی وجہ سے حضرت شمس تبریز پھر غائب ہوگئے روایت ہے کہ ایک رات مولانا روم دیوان متنبی شاعر کا مطالعہ کر رہے تھے خواب میں دیکھا علما باہم مباحثہ میں مصروف ہیں مولانا خواب میں اون پر افسوس کرنے لگے جب آنکھ کھلی تو حضرت شمس سامنے کھڑے تھے آپ نے فرمایا علما کا کچھ قصور نہیں یہ دیوان کے مطالعہ کا نتیجہ ہے ایک شب حضرت شمس الدین مولانا کی خواب میں متنبی شاعر کو ریش سے پکڑکر لائے اور کہا یہ وہ شخص ہے جسکا کلام پڑھا کرتے ہو شاعر مولانا روم کے آگے ہاتھ جوڑتا تھا کہ میرا دیوان جلا دیجے اور مجھے انکے پنجہ سے نجات دلائی اسکے بعد مولانا نے ترک مطالعہ کرکے ریاضت مجاہدہ میں مشغول رہنے لگے مولوی سے آپکو کمال محبت [illegible] حضرت شمس الدین تبریز کی ملاقات نے مولانا روم سے نماز روزہ تک بھی ترک کرادیا اور اپنی محبت کے سوا قطع تعلق کرالیا چنانچہ اس غزل میں فرماتے ہیں ◆

صا۔ مناقب العارفین اور کتاب نفحات الانس سے پایا جاتا ہے حضرت شمس تبریز پیر قونیہ میں تشریف لائے ص۲

# غزل

اے دشمن روزہ او نمازم　　ہے عمرو سعادت درازم
ہر پردہ کہ ساختم دریدی　　بگذشت ازانکہ پردہ سازم

مولانا روم کیسے خدا پرست تھے ترک دُنیا کر کے دین کی طرف متوجہ ہوئے موجودہ زمانہ کے پیروں مریدوں کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ زبردستی کا ایک سلسلہ جاری ہے جسکو رسم رواج کی زنجیریں جکڑی ہوئی ہیں اور صفائی کا کم دخل ہے پیر چاہتا ہے مرید کے گھر کی صفائی کروں اور مرید چاہتا ہے پیر سے دور کی سلامت بھی نہ رہی آخر اسکی وجہ کیا ہے بے اعتقادی ہے پیروں سے اسرار باطنی اور ارادت مندوں سے ادب ظاہر تک کیوں مفقود ہو رہا ہے کہ پیران عظام اپنے فرایض اصلی سے محض بے خبر نہیں اور پیری کی اہلیت نہیں رکھتے اور صرف باپ دادا کا نام لیکر پیٹ پال رہے ہیں اور پیر ہو کر مریدوں کے در کی خاک چھان رہے ہیں زمانہ سلف میں سجادہ نشینی کیکی جائداد موروثی نہیں تھی راجہ کتنے صاحبزادے ہیں جو سجادہ نشینی سے جائداد کا کام لے رہے ہیں اور طریقت حقیقت سے مس نہیں رکھتے مریدوں میں اخلاص نہیں ہے آجکل طالب چاہتے ہیں کہ چشم زدن میں پیر تانبے کو سونا بنا دے اور تمام آرزوئیں پورے ہو جائیں اور شریعت طریقت کا پابند نہ ہونا پڑے ایسا پیر کہاں سے آئے جو پہلے مرید کو امتحان دے اور ساعت میں اسکی آرزو پوری کرے بیر اسکے یعنے مرید کی الطاف کا مستحق ہو ۔

منقول ایک امیر کا لڑکا نہایت کند ذہن تھا اوسنے مولانا شمس الدین تبریز کی سپرد کیا آپ نے ہر روز ایک پارہ کے حساب تیس یوم میں اسکو قرآن مجید حفظ کرا دیا جب آپکی شہرت ہونے لگی تب وہاں سے اور کہیں تشریف لیگئے لیکن وہاں بھی کوئی نہ کوئی بات آپ سے ظاہر ہو جاتی تھی لوگ گرویدہ ہو جاتی چند مدت آپکی اس طرح گذری جب آپ کسی سے ناراض ہوتے تو فرماتے خداوند تجھے عمر زیادہ بخشیے اور دولت بہت دے معنے اس دُعا کا یہ ہے دولت زیادہ خدا سے غافل کرتی ہے اور فرعونیت کی طرف مائل کرتی ہے اور زیادہ عمر بھی باعث رنج والم ہے ۔

روایت ہے کہ حضرت شمس تبریز کو تسخیر قلوب اور تسخیر اُمتہ اور تسخیر ملائکہ اور تسخیر اجنہ میں نہایت کمال تھا اور تسخیر آفتاب اور ماہتاب میں آپ کمال رکھتے تھے اور علوم ریاضی اور الٰہیات اور حکمت اور نجوم اور منتق وغیرہ پر بھی آپ کو عبور تھا لیکن جب اسرار باطنی ظاہر ہوتے تو علم ظاہری سے کفارہ کرتے اور علم توحید معرفت میں متغرق ہو جاتے تھے ۔

مناقب العارفین میں مولوی صاحب سے روایت ہے کہ کیمیا خاتون حضرت شمس تبریز سے کسی بات پر ناراض ہو کر مرام کی باغ میں چلے گئیں نے سنکر عورتوں کو اسکی تلاش میں روانہ

کیا اور آپ حضرت شمس تبریز کے خیمہ کے باہر گیا تو دونوں کی آواز سنی میں حیران تھا کہ کیمیا خاتون تو اندر موجود ہے کسی نے خبر غلط دی ناحق عورتوں کو میں نے تکلیف دے واپس ہونا چاہتا تھا تو آواز آئی مولانا اندر آجاؤ جب جب میں اندر گیا تو سوا حضرت شمس الدین کی اور کسیکا وجود نہ تھا اور عرض کی حضرت کیمیا خاتون کہاں گئے ..... آپ نے فرمایا آپ کیطرف گئے ہونگی مولوی نے عرض کی وہ تو آپ کے پاس ابھی باتیں کر رہے تھے حضرت شمس تبریز نے فرمایا خداتعالے مجھسے بہت محبت رکھتا ہے کہ جس صورت میں میں چاہتا ہوں وہ مجھے جلوہ اپنا دیکھا دیتا ہے کیمیا خاتون ایکدن حضرت شمس تبریز کی بے اجازت مکان سے باہر گئے حضرت شمس نے نارضگی ظاہر فرمای جب کیمیا خاتون واپس آئے تو آپ نے اس کیطرف غضب کی نظر سے دیکھا وہ بیمار ہو کر تیسرے روز لاولد انتقال کر گئے مناقب العارفین میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ سنہ ۶۴۴ ہجری میں گذرا پھر شمس تبریز بھی کہیں چلے گئے حضرت شمس تبریز کے متعلق ذکر ہے کہ آپ بازار سے ایک روٹی لاتے اور پانی میں تر کرکے اوسے کھاتے وہ دوکاندار آپ کے اس حال سے واقف ہوا جب آپ روٹی لینے گئے تو اوس نے روغن سے چپڑ دی حضرت شمس نے آیندہ اوسکی دوکان سے روٹی لینی ترک کردی خدا کے پاک بندے خوراک کم کھاتے ہیں انکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ بغیر خوراک زندگی کا قیام محال ہے اسلئے وہ بقدر ضرورت کھا لیتے ہیں مولانا حضرت شمس تبریز دفعتہً غائب ہوگئے لیکن مولوی صاحب انکا پیچھا نہ چھوڑتے تھے اور اس دُرِ مقصود کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے مولوی چونکہ حضرت شمس تبریز کے قدردان اور محرم راز اور انکے رتبہ شناس تھے مولوی ہرگز نشد مولائے روم ۔ تا غلام شمس تبریزی نہ شد ۔

آخر چند بدباطن لوگوں نے آپسمیں صلاح کی کہ جب ہم حضرت شمس کو دق کرتے ہیں تو وہ چلے جاتے ہیں اب ایسی تدبیر کیجاوے کہ حضرت شمس کا ہمیشہ کے لئے قصہ ہے پاک کر دیا جاوے جب ان ناحق شناسوں نے حضرت شمس ہلاک کرنیکا قول قرار کر لیا تو ایک رات مولوی اور حضرت شمس تبریز خلوت میں بیٹھے تھے انکے قتل کے واسطے گھات لگا کر بیٹھ گئے فتحات الانس میں تحریر ہے کہ سات آدمی تھے اور انکے بیچ علاالدین پسر مولویصاحب کا بھی تھا اسوقت حضرت شمس تبریز نے فرمایا بیت شما ایمان نگہدارید محکم اے مسلمانان کہ مولانائے رومی خود مسلمان بود کافر شد ان میں سے ایک شخص آگے حجرہ کیطرف بڑھا حضرت شمس کو اشارہ سے کہا ذرا باہر آئیو حضرت شمس تبریز جب حجرہ سے باہر نکلے تو بے رحم سفاک چھریاں لیکر ٹوٹ پڑے مولانا حضرت شمس نے ایک نعرہ مارا اسکے عجیب ہیبت سے سب قاتل بیہوش ہوکر گر پڑے جب ہوش آیا تو خون کے چند قطرے کے سوا کچھ نہ پایا ۔

کتاب مناقب العارفین میں تحریر ہے کہ حضرت مولانا شمس الدین تبریز کے قتل کا واقعہ ہجرات کو سنہ ۶۴۵ ہجری میں پیش آیا بعض لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت شاہ شمس تبریز نعرہ مار کر غائب ہو اور ملفوظ کمالیہ میں ہے کہ آپ حضرت شہر قونیہ سے مصر شام کو تشریف لیگئے اور قاتلوں کا انجام

نہایت دردناک ہے ہوا ہے چند دنوں میں سب کی صفائی ہوگئی چند چھتوں کے اوپر سے گر کر مر گئے اور بعض افلاس میں پڑ کر مر گئے بعضوں کے چہرے بدل گئے علاء الدین تب محرقہ میں مبتلا ہو کر مر گیا مولانا روم اپنے پسر کے جنازہ تک تشریف نہ لیگئے ہو یہ کتابوں میں مذکور ہے اور مولانا روم کے فرزند لکھا ہے کہ سلطان ولد بھی حضرت شاہ شمس تبریز ولی آل محمد کے مرید تھے اور جو دیوان حضرت شمس تبریز کے نام سے عام مشہور ہے اور چھپا ہوا ہے یہ دیوان شمس تبریز آپ کے مرید راسخ العقاد مولانا روم کی تصنیفات سے تھے انہوں نے اپنے مرشد پاک کے نام پر تصنیف کیا عوام لوگ اس دیوان کو حضرت شمس تبریز کی تصنیف تصور کرتے ہیں ہرگز نہیں لیکن آنجناب حضرت شمس تبریز کا دیوان وہ اور ہے وہ خاص آنحضرت کی زبان کی کلام ہے وہ دیوان شمس تبریز کا خود تصنیف نایاب ہے جیسے دیوان سید ولی نعمت اللہ شاہ کا نایاب ہے حضرت شمس تبریز کی دیوان میں حضرت مولا علی ؑ کی ثنا صفت ہے اس دیوان قلمی نسخہ کے چند غزلیات کلیات شمس تبریز میں اور چند غزلیات مولانا روم کے دیوان میں موجود ہیں وہ یہ اشعار ہیں جس سے آپ کی کلام پاک کا اثبات ہوتا ہے ✦

## اشعار آنحضرت

شمس الدین تبریزی گرفت مصر شام و بصرۂ بغداد را
شمس تبریز ہمہ گفتار تو در حقیقت دُرِ شہوار آمدہ است
ز نظم شمس تبریزی خبرہ مستعداں را کہ قیمت جوہری داند درِ زیں بحر کار ندش
ہر شعر کہ گفت شمس تبریز آنکس کہ شنید گشت مجنون
چو شمس الدین تبریزی کلام لایزال آمد از گر یابی اسراری بخوانی نحن نزّلنا
ہر کہ نشنید بوئے درد دل گر بخواں یک بیت از دیوان شمس
سرِ من بازار آزدر چشم نشین رحم کن بر دیدۂ گریاں شمس را

جو آپ کا دیوان خود تصنیف ہے وہ مذہب قدیم اسلام کی خلاف ہے آنحضرت نے مولا علی ؑ کو بمنزلہ خدا مانا ہے یہ نفقیر چند غزلیات آپ کی زبان مبارک کی کتاب ہذا میں موقعہ پر عرض کریگا معلوم ہوتا ہے جو صوفیہ کرام اہل اللہ گذرے ہیں وہ حضرت علی کو ایسا ہی جانتے ہیں شاید انکا کیا راز ہے حضرت شمس الدین تبریز قونیہ سے جب اُن ظالموں سے وقت قتل نعرہ مار کر غائب ہوئے اور شام اور مصر افریقہ کو چلے گئے تھے وہاں سے سیر سیاحت کرتے ہوئے سبزوار میں تشریف لائے اور آپ کے والد بزرگوار سید صلاح الدین محمد نوربخش بھی شہر قونیہ سے مولوی صاحب کو تسلی دیکر اپنے گھر شہر سبزوار میں آگئے تھے اسکے بعد ہلاکو خاں ٦٦٣؁ ہجری اول اپنے پانچوں فرزندوں کو ملک ایران تقسیم کر کے فوت ہوگیا

اور نکودار پسر ہلاکو خاں تخت تبریز پر بیٹھا ان دنوں سید صلاح الدین محمد نوربخش اور سید حضرت شمس تبریزی تبریز میں موجود تھے ہلاکو خاں اور اُسکے پسران حضرات کے مرید صادق تھے محبت اہل بیت سے انسے زیادہ تر تھی اُنکی دعا برکت سے نکودار احمد نام کے فرزند محمد خداوند نے عطا فرمایا تھا آپ حضرت شمس الدین بھی اسکو اُٹھا لیا کرتے تھے اور بہت محبت کرتے تھے پھر آپ بہ حضرات مشہد مقدس کو تبریز سے تشریف لائے سلطان جلال الدین کو انسے حسد قلبی تھا وہ اس خیال میں اسکے جاسوس لگے رہتے تھے آخر اسنہ میں دربار داب دریار دفتی کے کنارے حضرت سید صلاح الدین محمد نوربخش کو سنہ ۶۶۲ ہجری میں روز آدینہ کو شہید کرڈالا بلفوظ کمالیہ میں لکھا ہے کہ حضرت شمس تبریز اسوقت غائب ہو گئے تھے ورنہ انکو بھی وہ قتل کر دیتے جب وہ شہید کر کے واپس گئے تو آنحضرت نے اپنے والد بزرگوار کے مزار شریف تیار کرائی بعد فراغت تجہیز تکفین کے آپ نجف اشرف اور کربلائے معلے کو تشریف لیگئے اور بغداد میں مجمع اہل قضا اور فضلا کا تھا وہاں سرائے میں سکونت اختیار کی قاضی قطب الدین کاشانی اور احمد جام اور سید نعمت اللہ شاہ نے اور بہاء الدینؒ گرداں آپ سے حضرت شمس تبریز کی بیعت سے مشرف ہوئے علماء فضلا کو انسے حسد پیدا ہوا انکودار احمد بن ہلاکو خاں معہ عیال اطفال نجف اشرف اور کربلائے معلے میں گیا زیارت سے مشرف ہو کر بغداد شریف میں امام محمد کاظمؑ کی زیارت کیلئے گیا بغداد بھی اسیکے زیر اثر تھا جملہ علما فضلا نے جمع ہو کر بادشاہ احمد کی درخواست پیش کی کہ یہ پانچ اشخاص معہ حضرت شمس تبریز کی سرائے میں رہتے ہیں ہمکو انکی صلاحیت میں شک ہے یہ لوگ اسلام قدیم کی خلاف مذہب نیا مذہب رفض جاری کرتے ہیں بادشاہ سلامت انکو بغداد سے بدر فرماوے یا انکو کوئی سزا دے بادشاہ احمد خود حضرت شمس تبریز کا نام سنکر سرائے میں ملاقات کیلئے آپ گیا جب زیارت حضرت سے مشرف ہوا تو علماء کا تذکرہ بھی عرض کیا آپنے ارشاد فرمایا تم ان علما سے یہ کہو کہ یہ فقیر ہیں میں انسے ڈرتا ہوں اور یہ صاحب سادات عظام سے ہیں تم لوگ انکو شہر بدر غیر شریعت کا الزام لگا کر شہر بدر کرو علماء کو جب یہ پروانگی ملگئی مگر بادشاہ کو جانب حضرت شمس الدین سے یہ بھی ارشاد تھا کہ آپ ان علماء سے اول یہ کہنا کہ اگر میری فرزند کو کسی قسم کی ہیچ ہو گی تو میں تم سب سے اس امر کا معاوضہ لونگا تم سب مجھکو نوشتہ مہر بدست خود کرو علما نے بصد خوشی نوشتہ مہر مزین کر دی کہ آپ کے پسر کو کوئی تکلیف ہو تو حضور ہم سب کو اسکے عوض میں میں قتل کرے جب یہ بات مقرر ہو چکی تو علما نے حضرت شمس تبریز کو معہ ہمراہیان انکو بغداد سے نکالدیا تو آں حضرات بمقام کاظمین روضہ مقدسہ حضرت امام محمد موسی کاظم میں جا کر بیٹھے ادھر اسوقت بادشاہ سلطان احمد نکودار کا پسر محمد فوت ہو گیا اہل حرم میں آہ فریاد کا شور غل ہوا تو بادشاہ نے سنکر حکمدیا کہ جملہ اہل علما اہل قضا کو گرفتار کریں اسیوقت حکم حاکم سے سب عالم فاضل گرفتار کئے گئے اور لا کر بادشاہ کے پیش ہو گئی بحوالہ بلفوظ کمالیہ بادشاہ نے تمسک مُہری علما کے آگے رکھا کہ یہ تمہارا عہد نامہ ہے اب میں تم سب کو قتل عوضہ خون فرزند کی کرونگا جملہ علما نے بالاتفاق یہ عرض کی کہ جناب عالی کوئی اولاد آدم سے کیکو مار نہیں سکتا جو مرتا کسی سے

کوئی مرجائے آپ کے فرزند کی حیات تقدیر میں اسیقدر تھی جو وہ فوت ہوا بادشاہ نے فرمایا ہرگز نہیں یہ عذر قبول نہ ہوگا لاچار پھر علمانے عرض کی کہ جناب عالی اللہ تعالی کا حکم قرآن مجید میں ہے کہ النفس بالنفس یعنی ایک آدمی کے ایک گردن مارنے کا حکم ہے بادشاہ نے فرمایا اول جو میں نے تمہیں کہا تھا کہ ان درویشوں کو نہ ستاؤ تم نے مانا اور عہدنامہ مزین بمہر کر دیا کہ اگر آپ کے فرزند کا نقصان ہو تو ہم سب کی گردن مارنا اب ضرور ہے کہ تم سب کو قتل کیا جائے جدھر میرا فرزند گیا تم بھی ادھر ہی چلے جاؤ گے لاچار تمام علمانے باالاتفاق عرض کی کہ جناب ہمکو دو گھنٹہ کی مہلت عنایت فرمائی جاوے بادشاہ نے قبول کیا علما مجبور زیر حراست ہو کر تلاش میں متوجہ ہوئے اور یہ بالاتفاق ہوا کہ وہ جناب ہی ہماری جان بادشاہ سے بچائینگے انکو خبر ملی کہ آنحضرت کاظمین میں رونق افروز ہیں وہاں پونچے اور جاکر حضرت شمس تبریز کے پاؤں پر گر پڑے اور واسطہ اللہ تعالی اور حضرات پنجتن پاک کا دالا آنحضرت نے فرمایا جیسے بندے خداوند عالم کے تم ہو ویسے بندے ہم ہیں جب زیادہ اصرار کیا تو مجبور حضرت شمس معہ ہمراہیاں کے بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے اور دربار عام میں شاہزادہ کی لاش اوٹھا منگوائے اور جملہ علماء کے ہمراہ اور تمام لوگوں کے دعا بدرگاہ باری تعالی میں مانگے گئے لیکن مستجاب نہ ہوئے علماء کو اپنی جان جانیکا خطرہ پڑا تب ہزارہا واسطے کرنے لگے آپ خاموش تھے اوس حالت میں آپ غائب ہوگئے شام کے وقت پر ظاہر حاضر ہوگئے اور آپ نے دو رکعت نماز ادا کی اور دست دعا بدرگاہ خدا دراز کئے الہام ہوا کہ اے میرے دوست اگر میں اسکو اب زندہ کروں تو پھر یہ تا قیام زندہ رہے مگر نہیں تو اپنے حکم سے اسے زندہ کر ہم تیرے کلام میں اثر بخشینگے حضرت شمس تبریز نے لاش طفل پر کپڑا ڈالہ اور فرمایا قم باذنی شاہزادہ زندہ ہوگیا اور یہ بھی منقولات میں لکھا ہے کہ آپ نے یہی کہا تو عہد لیا تھا کہ اگر تمہارے جانبری ہو جائے تو ہمکو تکلیف نہ دینا جب طفل زندہ ہوگیا تو تمام علماء جو خاندان نبوت کی ابتداء سے دشمن ہیں کہنے لگے آپ نے کلمہ کفر کہا ہے خدا کے حکم سے اگر زندہ ہوتا تو جائز تھا اب آپ نے اپنے حکم سے زندہ کیا ہے یہ دعوی خدائی ہے جو آپنے کیا ہے شریعت میں آپ کا چمڑا اوتارنے کا حکم ہے آنحضرت شمس نے وہ عہدنامہ پیش کیا اسمیں یہ لکھا تھا کہ اگر ہم آپ کو کچھ تکلیف دیں تو یوم القیامۃ کو نہ دیدار خدا نہ شفاعت رسول خدا ہمارے کرے آں حضرت نے فرمایا یہ تمہارا وعدہ ہے سبنے کہا ہمارا وعدہ تو یہ ہے لیکن یہ تو نہیں کہا کہ آپ اپنے حکم سے زندہ کریں قیامت کو دیدار شفاعت ہو نہ ہو مگر حکم شریعت کی تعمیل ہم ضرور کرینگے بادشاہ خاموش بیٹھا توش ہو رہا تھا آخر علما نے باالاتفاق ہو کر کہا اگر آپ یہ حکم ظاہری سے گریز کریں تو بعد از بھی ایک ظاہری انتظام محمدی کا انقلاع ہے ہم اسلام سے ترک کر کے پھر اصنام پرستی پسند کرینگے آنحضرت شمس نے خیال فرمایا کہ یہ لوگ ضرور الٹے قدم کرینگے میری جد امجد نے انتظام ظاہر کی قیام قایم کیلئے آپ اور سارا کنبہ قتل کرایا کا اسلام ظاہری قائم رہے ہمکو لازم ہے جو یہ نااہل کہتے ہیں منظور کریں آپ نے فرمایا اچھا کیا حکم ہے علمانے کہا آپ کا چمڑا اوتار کر بھوسہ بھر کر تمام شہر کے گرد کھینچا جاوے گا پھر قول شریعت کا درست ہے آنحضرت شمس تبریز نے اجازت دی کہ اچھا تم اوتار لو تمام علما دشمن اہلبیت چھریاں لیکر گرد ہو آنجناب ولی الل

محمد کا ایک بال تک نہ کٹتا تھا پھر علما نے کہا ہم ضرور اسلام سے ترک کر دینگے آپ ہیں یہ کمال ہے ہتھیار کارگر نہیں ہوتا اگر آپ چمڑا اتارنے دینگے تو ہم اسلام کو ترک کرینگے پھر آپ حضرت نے مجبور ہو کر فرمایا ہم آپ اپنا پوش اگر اوتار دیں تو تمہیں منظور ہے سب نے قبول کیا آپ حضرت نے فرمایا پوش ہمارا پھر ہمکو دیدینا سبھا نے کہا ہمارے کس درکار ہے حکم شریعت کی تعمیل کے بعد پوش آپکو واپس دیاجاویگا آنجناب پیر شمس الدین تبریز نے اپنے اوپر اپنی سیاہ کمبل اوڑھکر دراز ہو گئے ایک ساعت کے بعد جب کمبل اوپر سے اوتارا تو تمام چمڑا اوتارا پڑا تھا علما کو دیدیا اونہوں نے وہ حرکات کیئے جو انکو منظور تھے اور بذریعہ الہام حضرت نے مولانا روم اپنے صادق مرید کو اطلاع دے کہ بغداد میں تمہارے مرشد حضرت شمس تبریز کا چمڑا اوتارا ہے تم جاکر وہاں انکی ملاقات کرو وہ بصد خوشی قونیہ سے روانہ ہوئے اور سید عبد الہادی کو جناب حضرت علی ؑ نے خواب میں فرمادیا کہ میرے جگر گوشہ حضرت شمس نے بڑی کارنمایاں کیا ہے تم جاکر جلد اوسکی خبر لو سید عبد الہادی بھی شہر سبزوار سے بغداد روانہ ہوئے یہ واقعہ بغداد میں ۶۶۵ سنہ ہجری میں درپیش آیا آپ بغداد سے پھر غائب ہو گئے دس یوم تک بادشاہ اور اسکا فرزند اور ہمراہی حضرت کی مفارقت سے روتے تھے اس عرصہ میں مولوی صاحب اور آنحضرت کے عم پاک بھی بغداد میں پونچگئے اور آپ بھی حاضر ہو گئے بادشاہ احمد نے عرض کی کہ آپ حضرت کہاں تھے آپ نے فرمایا ہم اپنے جد امجد جو مدینہ منورہ میں اور نجف اشرف میں ہے انکی زیارت کو گئے تھے ہمکو حضرت نبی علی کا یہ حکم ہے کہ ہند پنجاب کو چلے جاؤ ہماری مزار بھی پنجاب ہند میں ہوگی جب مولوی صاحب اور اپنے چچا سے ملاقات ہوئے تو انکی جان میں جان آگئے اور حال تمام علما کا ظاہر ہوا اس مجمع علما میں مولانا روم کے بھی چند شاگرد پیشہ تھے انکو لعنت ملامت کی اور پوش حضرت لیکر صندوقہ میں اپنے پاس حفاظت سے رکھ لیا آپ جناب وہاں سے تیار ہندوستان ہوئے تو شاہزادہ محمد بن احمد نکودار کو حضرت شاہ شمس تبریز سے روحانی محبت تھی ایک ساعت جدا نہوتا تھا بادشاہ نے عرض کی حضور عالی میرے فرزند کو آپ سے بہت محبت ہے آپ ہند ملتان کو تشریف لیجاتے ہیں آپ نے فرمایا شاہزادہ محمد سے دریافت کریں جب ہلاکو خاں نے پسر سے پوچھا تو وہ بولا میں حضور انور کے سوائے ایکدم زندہ نہ رہونگا رونے لگا آپ حضرت نے فرمایا یہ فرزند عزیز القدر کامل درویش ہوگا اور میرا پیارا ہے تم اسکو فی سبیل اللہ ہمکو دیدو تمکو اجر عظیم ملیگا محمد کے والدین نے آخر مجبور ہو کر ہمراہ آنجناب کے روانہ کیا کشتی دریا دجلہ میں تیار ہوئے شاہزادہ محمد اور سید عبد الہادی اور مولانا روم اور قاضی قطب الدین کاشان اور احمد جام اور بہاء الدین بلاگرداں اور سید نعمت اللہ شاہ کشتی پر سوار ہوئے آپ کی مفارقت کا ہر ایک کو صدمہ تھا رو رو کر آخر جدا ہوئے اور کشتی عنایت سبحانی سے بصرہ پونچگئے وہاں سے ہند کو دوسری کشتی پر دریائے عمان میں سوار ہوئے نسیم مراد کشتی پر چلے نو یوم کے بعد بند ہند کراچی پر پونچے وقت روانگی بادشاہ کو آپ نے فرمایا کہ ہمارے فرزندوں کو باحفاظت ملتان پونچانا جب کراچی میں جب سیر کرتے ہوئے اور لوگوں کو دعوت اسلام کرتے تھے ہزار لوگ ہجوم جمع ہوجاتے تھے جسجگہ آپ رونق افروز ہوتے تھے الغرض رفتہ رفتہ یہ قافلہ

پونچے کامل درویشوں کا قریب ملتان کے پونچا تو وہاں وبہاء الدین ذکریا کامل درویش تھا اور خاں شہید حاکم نام محمد خاں شہید حاکم ملتان بھی انکا مرید زیر فرمان تھا مشورت سے اسکو کہا کہ درویش کامل آتے ہیں اگر شہر ملتان میں داخل ہونگے تو ہم تم کو انکے تابعداری کرنی پڑے گی - اگر آگے کشمیر کو تشریف لیجائینگے تو ہمکو تکلیف نہوگی مشورت سے یہ تمام کشتیاں جانب شہر کشمیر پھرالیں کہ یہ فقیر ملتان نہ آویں حضرت شاہ شمس تبریز نے کاغذ کے کشتی بنلئے اور سب ہمراہیوں نے ایک ایک انگشت پا اپنی حسب الحکم حضرت شمس کی کشتی پر رکھی شاہزادہ محمد کو اوسکی والدہ نے کچھ جواہرات دے رکھے تھے جب وہ کشتی شوہ دریاے میں آگئے تو لرزہ کناں ہوئے آپ نے فرمایا کسی کے پاس مال دنیا ہے آخر محمد نے وہ جواہرات کے تھلے حضرت شمس کو دیدیے آنحضرت نے وہ تھلے دریا میں پھینکدیے جب کشتی نصف دریا سے آگے چلے تو بہاء الدین نے جناب باری تعالےٰ میں یہ دعا مانگی کہ ربالعزت یہ کشتی ان درویشوں کے وہاں دریائے میں کھڑے رہے آگے نہ آوے جب حضرت شمس نے دیکھا تو معلوم ہوا ولی کی دعا قبول ہوئی ہے تو آنحضرت نے دعا مانگی یا جناب باری تعالیٰ جس شخص نے ہماری کشتی روکی ہے اسکے سر پر دو شاخیں گز گز پیدا ہو جاویں فوراً دعا قبول ہوئی حضرت بہاؤالحق کے سر پر دو سینگیں پیدا ہوگیں آپ ایک دریچہ میں بیٹھے تھے اندر جانا محال ہوا تو گھبراکر دعا مانگی کہ رب العالمین میری توبہ ہے اس درویش کی کشتی چلی جب کشتی چلی تو آپ نے دعا فرمائی کہ اے میرے مولا پاک شاخیں غائب ہو جائیں اور نشان شاخ کا باقی رہے ویسا ہی ہوا مخدوم بہاول بخش تک اونکی اولاد کے یہ نشان ہوتا چلا آیا ہے آخر جب اسجگہ آنحضرت کی کشتی درویشوں کے کنارہ پر اوتری جس جگہ آنجناب کا روضہ مقدسہ موجود ہے تو شب کو بہاول حق نے دعوت ان حضرات کی کی ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے کہ سگ مادہ کی لحم کا پلاؤ پکا کر کنیز کے ہاتھ روانہ کیا کہ مطلب انکا یہ تھا کہ جب یہ طعام آپ نوش فرمائینگے تو آپ کی کرامات سب مات ہو جاویگی کہتے ہیں جب وہ کھانا یعنی طعام کنیزکاں آنجناب کے قریب لائیں تو آپ نے خادموں سے فرمایا بلاشبہ نوش کریں سب نے نوش کیا اور جو کنیزوں کو حکم تھا انہوں نے بھی اپنے حاکم کے حکم کی تعمیل کو وہ ہے سگ مادہ زندہ ہو کر کنیزوں کے ساتھ گھر چلے گئے انکے پونچنے کی اول حضرت بہاول حق اسپ اسوار ہو کر اوسجگہ تشریف لائے جہاں حضرت شمس تبریز کنارہ دریا پر رونق افروز تھے اپنے گھوڑے کو آب پلانے لگے تو اسپ نے دریا میں پیشاب کردیا تو جناب حضرت شمس نے فرمایا دریا پلید ہوا بہاء الحق نے کہا کبھی گھوڑے کے پیشاب سے دریا پلید ہوا ہے آنحضرت نے فرمایا کبھی لحم سگ اور کنیزوں سے ہم بستری سے فقیری جاتی ہے بہاء الحق حیران ہوگئے عجیب بات ہے اور جو ولی ہمارے پاس آیا فقیری دیکر گیا آخر یہ مصلحت خاں شہید سے کی کہ ان درویشوں کو کوئی شخص خیرات نہ دے منادی کرادی گئی آنحضرت نے ایک اگری کو شہر ملتان گئے تو کسی نے خیرات نہ دی جب فقیر خالی واپس آیا تو آپ نے فرمایا کسی اور جگہ چلو شاہزادہ محمد پانچ سالہ تھا اسنے کیا جناب مجھکو اشتہا لگی ہے فرمایا ہاں ایعزیز ذرہ صبر کرو جب اوٹھکر تیار ہوئی تو خیال آیا کہ بازار خدا خریدار مصطفےٰ بازار کا

نظارہ کرتے چلیں دولت دروازہ سے گذر کر حرم دروازہ کے باہر تشریف لیگئے بازار سے گذرتے وقت اینٹ وٹا حضرت کو لوگ مارتے تھے آپ جناب ولی آں محمد اس کیطرف دیکھتے تھے تو ولی باصفا ہوجاتا تھا اور آپ کے قدموں پر اگرتا تھا حرم دروازہ سے باہر جسجگہ اب اشٹیشن ہے وہاں حضور عالی نے کشف کرامات سے مادہ آہو کو جنگل سے طلب کیا وہ فوراً آکر حاضر ہوئے تو آپ نے قاضی قطب کاشانی کو حکم دیا اسکو ذبح کروا وسنے ذبح کیا اور تین اثار گوشت نکال لیا تو پھر آتش کی ضرورت ہوئی تو بہاء الدین بلاگرداں آگ لینے گیا تمام شہر ملتان کا گشت کیا لیکن کسی نے آگ نہ دی واپس آیا تو آپ حضرت نے پوچھا آگ نہیں لایا انہوں نے فرمایا آگ تک بھی بندش ہے آپ فرمایا فکر نہیں ہمارے زیر حکم دوعالم کی آتش ہے اسیوقت آپ نے آفتاب کو فرمایا ؎

اے آفتاب لے آفتاب گرمی مکن گرمی مکن    خودیکزماں خاموش شو من عاشق دیرینہ ام
لے آفتاب تیزرو گرمی مکن گرمی مکن    زرنگ بکن آہستہ رو من عاشق دیرینہ ام

کہتے ہیں آفتاب سوا نیزہ پہ آگیا اور تمام شہر ملتان میں ترپ رات پڑ گیا اور سوا لاکھ اولیاء کا مغز گرم ہوا تو تمام اٹھکر دوڑے اور آں حضرت کے پاؤں پر جا گرے اور عرض کی جناب عالی جسجگہ کہ آپ حضور انور چاہیں قیام فرمائیں ایک لحظہ تھا آفتاب اپنی جگہ پر چلا گیا جس جگہ سورج اوتارا ہے وہ جگہ اشٹیشن بھکی کے باغ کے قریب ہے سال بسال وہاں میلہ لگتا ہے اور سورج کنڈ کے نام سے موسوم ہے آپ اسے جگہ تشریف لائے جس جگہ آپ آنحضرت کی درگاہ عالم پناہ زیارت گاہ خلائق ہے ایک روایت یہ ہے کہ حضرت بہاؤالحق کا پسر شیخ صدرالدین ایک جام سیر لیکر حضرت شمس تبریز کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اسکا مطلب یہ تھا کہ آپ کسی اور جگہ تشریف لیجادیں ملتان میں جگہ نہیں آگے اسجگہ سوا لاکھ اولیا ہے حضرت شمس تبریز نے ایک گل گلاب کا اوس جام پر از شیر پر رکھا دیا تھا وہ پھول ایک کنارہ جام میں لگ گیا آپ نے فرمایا ہمکو حکم الٰہی اسجگہ ہے ہم کسیکو کوئی تکلیف نہ دینگے اور فرمایا یہ جام شیر کا تو نوش کرے تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہوگا جو رکن عالم ہوگا کہتے ہیں اسلیئے انکا نام شاہ رکن عالم ہے جو حضرت شمس تبریز کی دعا سے متولد ہوئے تھے اور بغداد شریف میں آنحضرت کا جانا آپکے کلام مبارک سے اثبات ہے اور مردہ کا زندہ کرنے کا بھی آپ کے اشعاروں سے معلوم ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں +

## رباعی

حکیمیم طبیبیم بغداد رسیدیم    بسے علیتاں را کہ زغم باز خریدیم
طبیبان فصیحیم کہ شاگرد مسیحیم    بسے مُردہ گرفتیم درو روح دمیدیم

اِن حضرات کو جناب رسالت مآب اپنی گود میں پرورش فرماتے رہے ہیں یہ خاندان اسماعیلیہ اپنی جدامجد کے طریقہ حقہ اثنا عشریہ پر یہ خاندان رہا اور بروج میں ہوا جو تمام مذہبوں کے لوگ

ان سے حق ناحق الزام اور بڑے الفاظ میں یاد کرتے رہے ہیں آپ کی آمد ملتان کا حال ایک شخص مسمے قاسم نے ہندی اشعاروں میں نظم فرمایا ہے وہ ذیل میں درج ہوتا ہے ٭

# اشعار

گیا شب کفر کا ظلمت تمام از ملک ہندوستان  جو آیا پیر میرا از ولایت شمس در ملتان
ہوا دین نبی روشن از ان سو خیل اہل اللہ  ہوا چاک گریبان کفر کا ہوا سر دفتر ایمان
نبی جی نے اوتارا تھا چندر رہبر تسلی خلق  سورج کو تم لیائے پھر زمیں اے رہبر خلقاں
شہر بغداد کے شاہزادہ کو ہمراہ لائے ہو  حکم کر قم باذنی کا کیا زندہ جو تھا بے جان
سب علماؤں نے شور ڈالا جمع ہو سارے  کرو اب پوست اپنے تن سے دور اے حضرتان
شریعت پر تھے جو تم سے رہے ثابت قدم ایسے  دیا ہے پوست تن پر سے اوٹھا اونکو جو تھے نادان
بنا کر ناؤ کاغذ کی چلائی بیچ دریا کے  جب آئی موج اپنی میں کیا دریا پر از لعلاں
بہاء الدین نے دعا مانگے بدرگاہی الٰہی ہیں  کہ کشتی شاہ عالی کی رہے دریا میں اب ازاں
یہ دیکھا شمس علی نے کہ کشتی رک گئی ہم ری  جنہوں نے کشتی روکی ہے الٰہی ہوویں حیراں
دو شاخیں سر پہ ہوں انکے ہوں زیادہ حسد سے گھبرائیں  کہیں یہ کیا ہوا مولا بنایا ہمکو چوں حیراں
طرف دیگر بھی گذرا جو حضرت نے بنا فرمایا  خداوندا معانی دے رواں کشتی ہووے فقراں
چلے کشتی خیال آیا تو دیکھا شاہ شمس الدین  نشان باقی رہے انکو نہ سینگوں کی رہے درداں
بہاؤالدین نے بھیجا تھا پسر کو جام پر از شیر  کہ چوں ہے جام شیریں شہر پر از جملہ پیراں
یہ صدر الدین کو فرمایا کرو اب نوش جام شیر  عطا تمکو کیا ہمنے قطب ایک ناظر یزداں
شاہ اوسدم منت پھول کی ٹکا کر جام فرمایا  رہینگے اسطرح ہم بھی براحت بر سر پیران
بہاوالدین کے گھر ہمیشہ تھی نمنے دو قطب حضرت  نہیں شک رہتے ہیں اور نور رکن عالم زاں
منادی شہر ملتان میں بہاؤالدین نے یہ کر دی  نذری اشیاء کھلانے کی کوئی انکو تم اے مرداں
اگر کھانیکو دیوے گا ملیگی پھر سزا اسکو  وہ اپنے واسطے رہنے کو دیگر جا کرے ساماں
کشف سے شاہ شمس الدین طلب آہو کو فرمایا  ہوا حاضر وہ خدمت میں تھا آیا بادل و شاداں
پکڑا آہو کو خادم نے کہا لحظے میں بتا تکبیر  نکالا لحم آہو کا بمطلب بادل خنداں
جلا آہو کو فرمایا یہ حضرت شاہ شمس الدین  سوا تمہے جو بچے ہیں وہ پھرتے ہیں بہت حیراں
بہانے آگ لانیکے جو خادم پر گیا در شہر  ز رشک حسد چنگاری نہ شد حاصل ازاں مرداں
جب آیا قریشاہ خادم جو تھا اظہار سب کیا  تب آیا در جلالی فیض بخشی دوست ہم ادواں

سورج کو دیکھکر فرمایا کو تو بھی شمس الانور ہے    میرا بھی نام ہیگا شمس باری بازچوں یاراں
چارم آسمان سے آفتاب آیا بیک نیزہ    سوا حضرت کے سب خلقت لگی جلنے کو در ملتاں
تمامی اولیاء آکر پڑے حضرت کے قدموں پر    بچا لو خلق خالق کو تمہیں اے رحمت یزداں
کرو اتنا کرم سورج کو فرماؤ کہ پھر جاوے    ہوئے ہم تابع فرماں ہیں جتنے شہر کے مرداں
ہو گلزار محمد کے تمہیں سرو صحیح رعناء    ملا اعجاز حیدر کا تمہیں اے سرورِ مرداں
نبی خصلت علی سیرت ہے تمہارے اے شہ عالی    سبھی ہے نور تیرے سے منور جوں مہ تاباں
ملک پنجاب ہندوستاں خراساں دکھن و پورب    ہوئے نور ہدایت سے ہیں روشن دل و انواراں
تمامی قوم رلے ٹھٹے اور روڑے اور ہمہ زرگر    یہ دیکھ اعجاز حضرت کا ہوئے صاحب ایمان

تیرا قاسم مداحی ہے غلام ذات پاکِ تو
کرو مجھ پر کرم بردم تمہیں اے صاحب فرماں

## مولانا روم فرماتے ہیں

شمس تبریزی کہ نور مطلق است    آفتاب است ز انوار حق است
چوں حدیثِ روے شمس الدین رسید    شمس چہارم آسماں سرور کشید

اور ایک یہ بھی روایت ملفوظ میں مرقوم ہے کہ جسوقت تمام اولیائے کرام شہر ملتان کے آنحضرت خدمت اقدس میں التماس کیلئے گئے تھے انمیں شیخ صدر الدین ابن شیخ بہا الدین ذکریا ہے حاضر تھے آن حضرت شمس ولی آل محمد نے ایک بوٹی جو اسوقت باقی آپ کے دست مبارک میں تھے شیخ صدر الدین کو عنایت فرمائی اور کہا تو اسکو کھالے شیخ نے باعث کراہیت اسکو نہ کھایا اور اپنے پیراہن کی آستین میں ڈالدیا وہ بوٹی کہیں گر گئی کہتے ہیں کہ وہ بوٹی ایک سگ مادہ نے کھالی اور وہاں سے دائرہ شیر قریب تھا وہ کتی وہاں چلی گئی وہاں ایک گھر غریب مساکین کا تھا وہ پانچ اشخاص تھے انکا گھڑا پانی کا ننگا پڑا تھا اوس سگ مادہ نے جسنے بوٹی گوشت اسہو کے نوش کرنے جو شیخ کی آستین سے گری تھے اوس سگ مادہ نے اوس گھڑے سے آب پیا جب وہ کتی گھڑا الک رہی تھی ایک شخص علما اوہر سے گذرا اور اوسنے خیال کیا یہ گھڑا پلید ہو گیا جب مالک اسکے آوینگے تو انکو کہوں گا کہ یہ گھڑا پلید ہے وہ چلا گیا تو وہ اشخاص اوس گھر کے مالک آئے انکو پیاس لگی تھی اونہوں نے آب سب نوش کرلیا قدرت الٰہی کہتے ہیں وہ پانچ جو تھے جنہوں نے پانی پیا تھا انکی کدورات زنگار نفسانی کی صفائی ہو گئی +

اور ایک روایت ہے کہ جب شیخ صدر الدین اپنے گھر تشریف لیگئے تو انہوں نے وہ پیراہن جسکو داغ لگا تھا تبدیل کیا اور اپنی والدہ صاحبہ مائی کو دیا کہ یہ داغ گوشت کی خون کا ہے آپ جناب اسکو صدقت

کریں کہتے ہیں مائی صاحبہ راستے نے جب اوس داغ کو دہونا شروع کیا تو وہ داغ نہ اوترتا تھا مائی صاحبہ نے اپنے دہن مبارک میں ڈالکر چوسا تو اوسکے اثر سے زنگ قلب بالکل صفائی ہوگئی خواجہ بہاؤالحق نے بغور خیال فرمایا تو دریافت کیا کہ یہ امر کہاں سے پایا مائی راستے نے عرض کی کہ فرزند کے پیرہن میں ایک داغ لگا تھا اوسکو مینے زبان سے چوسا تو خداوند عالم نے مجھے روشنی عطا کردی ہے تب فرزند شیخ صدرالدین سے پوچھا کہ تجھے حضرت شمس تبریز نے کچھ دیا تھا عرض کی ہاں قبیلہ ایک بوٹی گوشت کی مجھکو دی تھی کہ اسکو کھالے میں نے کراہت کرکے کھائی نہ تھی اور آستین میں ڈالدی تھی وہ اسکا داغ لگ گیا تھا بوٹی تو کہیں گر گئی حضرت بہاؤالدین نے فرمایا اچھا تمہاری قسمت ہوتی تو کھالیتے دیکھو اوس داغ کی وجہ سے تیری والدہ کو خداوند تعالے نے روشنی دی یہ بھی معلوم ہوا کہ ان پانچوں اشخاص کو اوس دیکھنے والے نے کہا کہ تمہارا گھڑا پانی کا کتی پلید کر گئی ہے اس گھڑیکو توڑ دو اور اسکا پانی نہ پینا انہوں نے جواب دیا وہ کتے نہ تھے وہ تو ہمارا ہادی تھا جسنے ہمکو ہدایت کی راہ دیکھلائی ہے ہمارے قلب روشن ہوگئے ہیں ہم تو لاکھ شکر یہ ادا کرتے ہیں وہ شخص دریائے حیرت میں غوطہ زن ہوا۔ یہ واقعہ ملتان میں ۶۶۵ سنہ ہجری میں پیش آیا +

حضرت شمس تبریز کو خداوند عالم نے یہ رتبہ عطا فرمایا تھا آنحضرت کی کرامات ہزارہا ہیں کتاب ہذا میں باعث طول کے نہیں لکھ سکتا مختصر احوال فقیر نقل کرتا ہے خوارق عادت اولیا کرام کے چند اقسام مولانا عبدالرحمن جامی اپنے کتاب نفحات الانس اردو میں صفحہ ۲۹ و ۳۰ میں فرماتے ہیں لکھا ہے کہ کتاب کشف المحجوب میں مرقوم ہے + کہ خداوند سبحانہ تعالی نے نبوی برہان کو قائم اور باقی کردیا ہے اور اولیاء کو اسکے اظہار کا سبب کردیا ہے کہ ہمیشہ خدا کی بنا نشانیاں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی سچی محبت ظاہر ہوتی رہی اور خاص انکو خدا کے جہان کا والی بنادیا گیا ہے تاکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی حجت اور حدیث کی مخبر اور مجاور ہوجائیں اور نفس کی متابعت کا طریقہ پیٹ چھوڑا انکے قدموں کی برکت سے آسمان سے بارش ہوتی ہے انکے حال کی صفائی کی وجہ سے زمین سرسبز ہوتی ہے اور اوگتی ہے مسلمان کافروں پر انکی ہمت سے فتح پاتے ہیں اور یہ چار ہزار اشخاص ہیں جو کہ چھپے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے۔ اور اپنے حال کے خوبصورتی نہیں جانتے ہر حال میں اپنے آپ کو مخلوق سے چھپاتے رہتے ہیں۔ اس بارہ میں حدیثیں آئی ہیں۔ اور اولیا کی باتیں پر گواہ ہیں۔ مجکو اس امر میں خدا کی عنایت سے خبر معلوم ہوئی۔ لیکن جو لوگ کہ اہل تصرف اور درگاہ الٰہی کے پیادے ہیں وہ تین ۳۰۰ سو ہیں کہ ان کو اخیار کیا جاتا ہے۔ بمعنے پسندیدہ لوگ ان میں چالیس ۴۰ اور ہیں کہ جنکو ابدال کیا جاتا ہے جو ایک دوسرے ولی کی بدلی ہوتا ہے اور سات اور ہیں جنکو ابرار کہا جاتا ہے بمعنے نیکوکار ہیں اور چار اور ہیں جنکو اوتاد کہا جاتا ہے۔ وہ زمین کی میخیں ہیں۔ اور تین اور ہیں۔ جنکو نقیباء کہتے ہیں۔ جمع نقیب کی ایک اور ہے جسکو قطب یا امام کہتے ہیں۔ اور یہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور کاموں میں ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں اور اسپر بھی اخبار اور حدیث مروی ہیں اہل حقیقت انکے صحت پر متفق ہیں +

صاحب کتاب فتوحات مکیہ رضی اللہ نے کتاب کے ایک سو اٹھانوے باب اکتیس فصل میں سات قسم کے اشخاص کو ابدال کہا ہے۔ اور اس میں ذکر ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے زمین کو ہفت اقلیم بنایا ہے اور اپنے بندوں میں سے سات اشخاص کو پسند کر کے انکا نام ابدال رکھا ہے۔ ہر ایک اقلیم کے وجود کو ان ساتوں میں سے ایک نگاہ رکھتا ہے اور یہہ بھی لکھا ہے کہ میں اونسے ملا ہوں اور انکو سلام کیا انہوں نے بھی مجکو سلام کیا میں نے اونسے باتیں کیں تین پس مینے جہان تک دیکھا ہے ان سے بڑھکر اچھی طریقہ پر اور خدا تعالےٰ سے زیادہ لگاؤ والا کوئی نہیں دیکھا اور یہہ بھی کہا ہے کہ انکا مثل بھی کوئی نہیں دیکھا مگر شہر قونیہ میں ایک شخص دیکھا تھا شیخ طریقت اوس شخص کا نام سید شمس الدین تبریز تھا اور سید شیخ فریدالدین عطار اسماعیلیہ نے کہا ہے اولیاء اللہ کا ایک گروہ ہے کہ جنکو مشائخ طریقت اور کبرائے حقیقت کہتے ہیں اونکو ظاہر میں کسی پیر کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عنایت کی گود میں بغیر کسی غیر کے ذریعہ کے پرورش کرتے ہیں جیسے حضرت خواجہ اویس قرنی ... رضی اللہ عنہ اور یہ بڑا فضل اور بڑا عالیمقام ہے یہاں تک ہر شخص کو نہیں پونچاتے اور یہ دولت ہر شخص کی نصیب نہیں ہوتی یہہ بڑا خدا کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے تین سو چھپن خرق عادات کے اقسام ہیں اقسام تو بہت ہیں جیسے معدوم کا موجود کرنا اور موجود کا معدوم کرنا اور ایک پوشیدہ امر کا ظاہر کرنا اور ظاہر امر کا چھپا دینا اور دعا کا مقبول ہونا اور مسافت بعید کا تھوڑی مدت میں طے کر جانا جو امر کہ جس سے غائب ہے اسکی اطلاع دینا اور خبر کر دینا ایک ہی وقت میں متعدد مکانوں میں حاضر ہونا مردیکو زندہ کرنا اور زندہ کو مارنا حیوانات نباتات جمادات کا کلام و تسبیح وغیرہ سننا بوقت حاجت بدوں اسباب ظاہری کے کھانے پینے کا موجود کر لینا انکے سوا طرح طرحکی جو عادت کے برخلاف ہوں مثلاً ہوا پر چلنا اور ہوا میں سیر کرنا اور موجودہ شے سے کھانا کھا لینا اور وحشی حیوانات کا مسخر کرنا اور انکے اجسام میں قوت کا آجانا مثلاً ایک شخص سماع کیحالت میں چکر لگا رہا ہے وہ اپنے پاؤں سے درخت کو جڑ سے اکھیڑ دے یا دیوار پر ہاتھ مارے تو وہ پھٹ جائے اور بعض اپنی انگل سے کسی شخص کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہ گر جاوے پھر وہ اوسیوقت گر جاتا ہے یا اشارہ سے کسی کی گردن اڑا دیں تو فوراً اس کا سر اڑ جاوے تو اڑ جاتا ہے خلاصہ یہ کہ جب حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنے دوستوں میں سے بعض کو اپنی قدرت کاملہ کا مظہر بناتے ہیں تو جہاں کی ہوتے ہیں جسطرح وہ چاہے تصرف کر سکتا ہے درحقیقت۔ اثر اور تصرف حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے ہوتا ہے جو اس میں ظاہر ہوتا ہے اور وہ خود درمیان نہیں ہوتا اس حال سے ظاہر ہے کہ اولیائے کرام سے ایسے کرامات ظاہر ہوتے رہتے ہیں مردہ کا زندہ کرنا یا وہ ایسے جو قانون قدرت سے برخلاف ہوتے ہیں تو پھر جناب حضرت شاہ شمس الدین سبزواری تیز تبہوز نے جو مردہ زندہ کیا یا آفتاب کو بیک نیزہ اوتارا کوئی تعجب نہیں آپ سب کام مرضی کے مطابق کر سکتے تھے مگر انکی کرامات ظاہر ہونیکے سے یہ بات تمام ظاہر ہوئی ✦

بحوالہ تاریخ فرشتہ صفحہ ۵۶۹ مقالہ بارہ مشائخ ہندوستان میں لکھا ہے کہ مراتب اولیائے دین کے چار ہیں صغرا، کبرا و وسطے و علیٰ اور ہر ایک کے واسطے ان میں سے ایک ابتدا اور ایک درمیان اور ایک انتہائے اور گروہ اولیاء کے ان مرتبوں میں مقام رکھتے ہیں کسیوقت عالم میں تین سو چھپن تن سے کم نہیں ہوتی اور ہمیشہ عاجزوں کی کارسازی اور گنہگاروں کی شفاعت میں مشغول ہیں اور اہل تصوف کے بزرگ اس جماعت سے تین سو تن کو ابطال جانتے ہیں اور چالیس نفر کو ابدال کہتے اور سات نفر کو سیاح بولتے ہیں اور پانچ نفر کو اوتاد سمجھتے ہیں اور تین نفر کو قطب الاوتاد جانتے ہیں اور ایک نفر کو قطب الاقطاب تصور کرتے ہیں پس جسوقت کہ ایک ان میں سے فوت ہو وے مرتبہ مادون اسکی ایک بجائے اوسکے لاتے ہیں مثلاً اگر قطب الاقطاب مرجاوے ایک قطب ثلثہ یعنے تینوں قطب سے بجائے اوسکے مقام کریں اور اوتاد سے ایک کو بجائے اقطاب ثلثہ اور ایک سیاح کو بجائے اوتاد اور تمام تن تین سو چھپن تن سے نو تن ارشاد کی لائق ہیں اور ماباقی بھی اگرچہ کسی مرتبہ میں مراتب ولایت سے مقام رکھتے ہیں لیکن ارشاد کی سزاوار نہیں اور اُن نو تن میں پانچ تن اوتاد ہیں اور تین اقطاب اور ایک قطب الاقطاب +

حضرت جناب سید پیر شاہ شمس الدین سبزواری نیر تبریزی کا مدارج عالیہ قطب الاقطاب تھا یہ فضیلت اولیائے کرام کی حضرات ائمہ اثنا عشر سے صغرا ہے اور فضیلت صغرا کی جب یہ مراتب ہیں جو مذکور ہوئے تو فضیلت کبرا کا بلند مرتبہ کہاں تک عظیم الشان ہوگا آپ آنجناب یہ اشعار فرماتے ہیں۔

## بیت

؎ ہر ولایت جسم و جان من بادشاہی میکنم     بادشاہی چیست لیکن خود خدائی میکنم

انکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے اپنی گود عنایت میں پرورش فرمایا اور مدارج عالیہ کو پونچے اور کسی بزرگ نے جناب رسالت مآب سے لیکر تاحال ایک ستارہ خورد کو بھی نہیں اوتارا آفتاب تو نیر اعظم ہے اسلئے جو لوگ خاندان نبوت سادات عظام سے بغض قلبی رکھتی ہیں وہ لوگ آپکے اس کرامات کو محض غلط خیال کرتے ہیں ملا عبدالرحمان جامی نے اپنی کتاب نفحات الانس میں خلاصہ مندرج فرمایا ہے اور یہ صاحب جناب حضرت علیؑ کی فضیلت سے ماہر ہیں اسلئے اپنے مناقب میں لکھتے ہیں +

## نظم

علی شاہ مرداں اماماً کبیراً     کہ بعد از نبی شد بشیراً نذیراً     زمین آسمان عرش کرسی بحکمش
علی داں علیٰ کل شئے قدیراً     ز تو نیست پوشیدہ احوال جامی     کہ ہستی علی حق سمیعاً بصیراً

بحوالہ تاریخ فرشتہ سید محمد عریضی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن امام جعفر صادق علیہ السلام +

سید محمد عریضی امام جعفر صادقؑ کی موجودگی میں طبرستان رے چلے گئے اور محمد آباد شہر آباد کیا جو آپ کے نام سے منسوب ہے جب انکی اولاد بکثرت ہوئی تو ہند سندھ خراسان قندہا ر ں جاکر متوطن ہوئے +

آپ ہمیشہ ریاضت میں مشغول رہتے تھے اور لباس قلندرانہ پہنتے تھے آپ کی درگاہ ملتان میں قلعہ سے پاؤ میل کے فاصلہ پر مشرق کو واقع ہے جو زیارت گاہ عوام ہے۔ اسکے گردش میں سات سات در اور اوپر گنبد ہے۔ اسکی عمارت قدیم زمانہ کی وضع کی نہایت خوشنما بنائی گئی ہے۔ آپ کی تالیفات سے دیوان شمس تبریز مشہور ہے جس کے ہر ایک شعر سے بوئے معرفت برستی ہے۔ مشرح حالات کے لئے کتاب تذکرہ اولیائے ہند منیجر میور پریس دہلی طلب فرمائیے جو ۲ دو روپے قیمت پر روانہ کی جاتی ہے

شبیہ مبارک حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

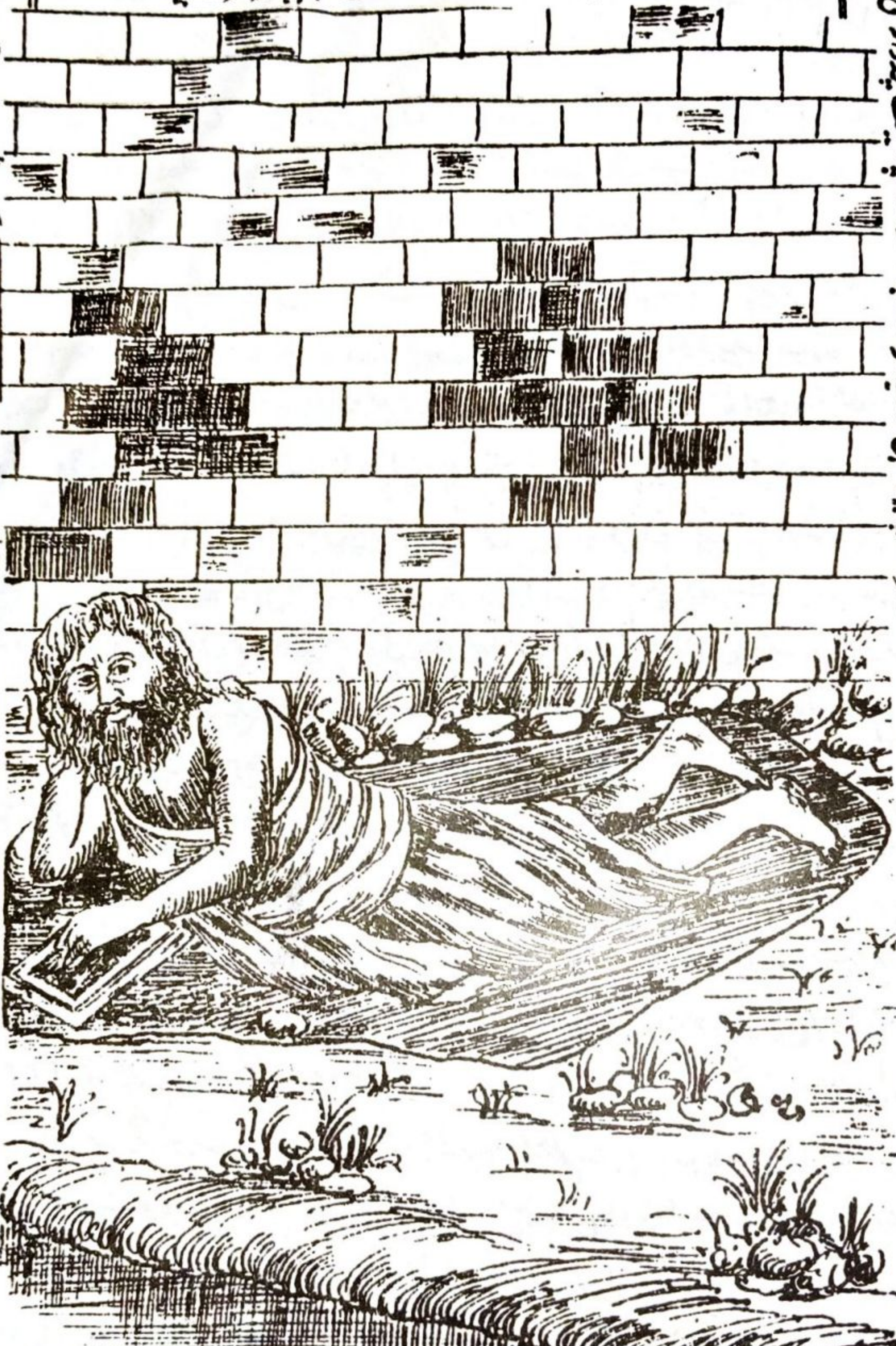

اول جو شخص نے اس طائفہ سے ظہور پکڑا اسکو ابو القاسم محمد بن عبد اللہ المہدی کہتے تھے جو مالک زمام جہان بانی ہوا بذریعہ دعوت اسلام مصر افریقہ کا پہلا فاطمین خلیفہ تھا انکی سلطنت کا حال مذکور بالا ہو چکا ہے مدت سلطنت انکی سنہ ۲۶۶ سال ہے سنہ [illegible] ہجری میں انکا انجام ہوا پھر خطبہ بنام عباسی خلیفوں کے سوا اس طائفہ اسماعیلیہ کے لوگوں کو وہاں رہنا متعصر ہوا کہ وارث ملک تھے اوائل دولت اسماعیلیہ سید عبد المومن کی نسل سے ایک شخص سید صلاح الدین محمد نوربخش لباس درویشاں میں آیا اور ارشاد با وجد کو اپنے اوپر رکھا وہ اپنے جد اسماعیل کو امام نہ جانتا تھا پردہ تصوف میں اسکا طریقہ اثنا عشری صوفی تھا ہر جگہ سلسلہ پیری مریدی جاری کیا مگر تقویت مذہب اثنا عشری کی کرتا تھا اور داعی الی الحق تھا اور نائب امام کہلاتا تھا چند مدت انکے بزرگ اور سید شاہ طاہر کے بزرگ موضع خوند جو سرحد گیلان میں ہی رہتے تھے اور سادات اخوندیہ گیلانی تھے سید پیر صلاح الدین محمد نور بخش شہر سبزوار میں رہتے تھے انہوں نے سنہ ۸۳۴ ہجری ظہور پکڑا اور مصنف کتاب فقہ احوط یہ صاحب بڑے باکمال اور عالی درجات تھے اور سبزوار میں رہتے تھے سنہ ۸۶۰ ہجری میں انکے گھر خداوند سبحان نے فرزند ارجمند مرتبہ بلند عطا فرمایا ان صاحبان کو شوق دعوت اسلام کا ہمیشہ رہتا تھا اب سید صلاح الدین محمد نوربخش برائے دعوت اسلام بدخشان کو تیار ہوئے اور آپ کا فرزند رتبہ بلند ۱۹ سال کی عمر میں سید شمس الدین اپنے والد کے ہمراہ تیار ہوئے آخر ہر دو باپ بیٹا ملک بدخشاں میں تشریف لیگئے اور ہزارہا لوگوں کو طریقہ حق کی تعلیم فرمائی وہاں سے تبت کوچک میں تشریف لیگئے وہاں بھی ہزارہا مخلوق کو دعوت اسلام کی تبت کے لوگ بھی آپ کے دست حق پرست پر کفر ترک کرکے اور شرک ترک کرکے دین حق میں داخل ہوئے بعدہ کشمیر میں تشریف لائے اور دعوت اسلام جاری کی اور تمام کشمیر کے لوگوں کو کتاب احوط فقیہہ مطالع کرلے تمام لوگ اس طریقہ میں شامل ہوئے اور طریقہ آفتاب کی تسخیر کا خاص لوگوں کو بتلایا بحوالہ تاریخ فرشتہ جلد دوئم صفحہ ۱۴۲ تا ۱۵۴ میں لکھا ہے کہ مرزا حید ترک نے اپنی کتاب رشیدی میں لکھا ہے کہ فتح شاہ بادشاہ کے زمانہ میں ایک مرد میر شمس الدین نام تھا اوس نے عراق عجم سے آکر اپنے تئیں میر سید صلاح الدین محمد نوربخش سے منسوب کرکے مذہب غیر معروف جاری اور نام اوس مذہب کا نوربخشی رکھا قبل ازین کشمیر میں آفتاب پرست ایک مذہب تھا سید صلاح الدین محمد نوربخش کو طائفہ چکاں اس تقریر پر دعوی کرتے تھے کہ سید میر شمس الدین عراقی شیعہ مذہب رکھتا تھا تمام مردم کشمیر اور سلاطین اوس زمانہ کے اسکی مقتدا ہوئے اور سب نے خطبہ آئمہ اثنا عشرہ اوسکے حکم سے پڑھ لیا تمام کوہستان میں یہ طریقہ جاری کرکے آپ حضور ہر دو باپ بیٹا سنہ ۵۸۶ ہجری میں واپس اپنے وطن مافوقہ شہر سبزوار میں جو علاقہ عراق عجم میں ہے تشریف لائے اور انکی اولاد سے ہفت پشت نیچے سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھہ صاحب مدفون جموں اور انکا پسر سید شمس الدین عرف فتح شاہ سنہ ۸۶۴ ہجری میں کتاب اپنی جد امجد کے احوط فقہ لیکر کشمیر میں تشریف لیگئے اور تمام مردم کشمیر و تبت والسکردو و گلگت و بدخشاں میں آئمہ اثنا عشر کے نام کا خطبہ سکہ جاری کیا اور مذہب نوربخشی نے زیادہ فروغ پایا تا حال اوس ملک کے لوگ شیعہ نوربخشیہ کہلاتے

ہیں تاریخ فرشتہ صفحہ ۵۰۶ یہ صاحب ہردو باپ بیٹا نسل میر شمس الدین سے فتح شاہ بادشاہ کشمیر کے زمانہ میں شہیر گئے تھے انکی وفات کے بعد عرصہ دراز میں ۹۹۵ سنہ ہجریہ میں جب اکبر بادشاہ کے قبضہ میں کشمیر در آیا تو اوسنے مرزا حیدر ترک کو حاکم کشمیر مقرر کیا اوسنے جاکر دیکھا کہ تمام مردم کشمیر شیعہ نوربخشیہ ہیں اور اسکو کتاب احوط فقہ کا پتہ بھی لگا جب اوسنے کتاب دیکھی اسکے طریقہ کے برخلاف تھی۔ اوسنے انعام مقرر کیا اور ہر جگہ لکھا کہ جس جس شخص کے پاس کتاب احوط ففقہ فقہ ہو وی ہمارے پاس لاوے ہر شخص نے وہ کتاب احوط فقہ لاکر دیدیہ مرزا حیدر ترک حنفی تھا جب اچھی طرح کتاب کو دیکھا تو اوسمیں تمام فضیلت اہلبیتؑ کی تھی بہت رنجیدہ ہوا اور ایک کتاب دہلی میں روانہ کی تمام علمائے ہند نے اوس کتاب پر فتوی کفر لکھدیا اور کوشش تحریر اسوجہ کی کی کہ جو پیرو اس کتاب کے ہوں انکا مٹانا اور کتاب کو محو کرنا واجب اور فرضیات سے ہے جو وہ کتابیں مرزا حیدر کے پاس موجود تھیں اوسنے تمام آتش میں جلا دیں اور تمام مردم کشمیر کو بسیاست شاہی قتل عام شروع کردیا بہت لوگ قتل کئے گئے اور بہت لوگ حنفی ہوگئے اور کچھ پردہ تصوف میں لنگوٹہ بند صوفی بنگئے اور راہ فرار لی مذہب نوربخشی اسکے بعد گم ہوگیا بعد اس خاندان شمسیہ عالیہ میں سینہ بسینہ مخفی ہوا اسی مذہب کو اہل ہنود شمسی مت کہتے ہیں اس مذہب کے لوگ حضرت مولا علیؑ کو مظہر ذات خدا تصور کرتے ہیں لیکن پیرو آئمہ اثنا عشرہ کے ہیں شیعہ نوربخشیہ اثنا عشریہ صوفیہ کہلاتے ہیں اب یہ فقیر ناچیز شجاع الملک باقی احوال حضرت شمس الدین تبریز ابن سید صلاح الدین محمد نوربخش کے ہر دو فرزندوں کا جو سبزوار میں تھے عرض کرتا ہے بعد واقعہ آفتاب ملتان میں حضور شمس آپ سکونت پذیر ۶۶۵ سنہ ہجریہ میں ہوئے اور مولانا روم اور سید عبدالہادی کو واپس وطن کو روانہ کیا اور پاپوش حضرت کا بعرض ہمراہ لیگیا اور قونیہ میں جاکر وہاں روضہ انور تیار کیا اور سید عبدالہادی نے سبزوار میں جاکر حضرت انور سید شمس الدین کے دونو فرزندوں کو معہ عیال اطفال ملتان کو روانہ کیا اور بادشاہ احمد تکودار نے ہمراہ شاہزادوں کی افواج کردی اور وہ ۶۶۶ سنہ ہجری میں قافلہ سادات عظام اسماعیلیہ کا ملتان میں پونچا انجناب سے سب بال بچہ نے آکر تعظیم تکریم کردی اور وہاں سکونت پذیر ہوئے ✣

حضرت میر شاہ شمس الدین سبزواری جب اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ کشمیر تبت کو تشریف لیگئے تو وہاں میر سید شمس الدین عراقی کہلائے اور جب تبریز میں زیادہ مدت رہے شمس الدین تبریزی کہلائے جب شہر قونیہ میں گئے تو آپکو شمس پرندہ کہتے تھے اور شام مصر میں آپکو شمس مغربی بولتے تھے شاہ قاسم انوار بھی آپکا خطاب ہے یہ جملہ القاب آپکے نام سے منسوب ہیں عوام الناس کو اسلئے اشتباہ پڑتا ہے کہ علیحدہ علیحدہ اسم ہیں اتنے شمس ہونگے مگر نہیں یہ ایک ہے حضرت شاہ شمس الدین ہیں جنکی مزار شہر ملتان کی جانب مشرق پاؤ میل کے فاصلہ پر موجود ہے ✣

اور آپ کا سلسلہ نسب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسیطرح منتہی ہوتا ہے

سید السادات عالیدرجات قاتل الکفار والمشرکین میر سید شمس الدین عریضی بھی انکا لقب ہے اسلئے یہ صاحب سید محمد عریضی بن اسماعیلی ہیں حضرت سید پیر شاہ شمس الحق تبریز ابن سید صلاح محمد نوربخش ابن سید علی ملقب سلام الدین ابن سید عبد المومن بادشاہ افریقہ ابن سید علی خالد الدین ابن سید محمد محب الدین ابن سید السادات عالیدرجات امیرالامرا سید الشہداء شمشیر زن کافر شکن سید محمود سبزواری مدفون لاہوری ابن سید محمد ابن ہاشم علی ابن سید احمد ہادی ابن سید منتظر باللہ ابن سید عبد المجید ابن غالب الدین ابن سید محمد منصور ابن اسماعیل ثانی ابن سید محمد عریضی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سلام اللہ +

تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام میں لکھا ہے کہ حضرت شمس تبریز نے اپنا آبائے مذہب ترک کردیا تھا اور تمام دفتر رسالی جلاکر تبریز چلے گئے تھے ہرگز نہیں آنحضرت کا مذہب آپ کی کلام پاک سے اثبات ہوتا ہے کہ آپ کا طریقہ حقہ اثنا عشریہ نوربخشیہ تھا آپکے اشعار ذیل میں مندرج ہوتے ہیں وہ یہ ہیں

## دیوان شمس صفحہ ۱۵۶

التجائے ما بشان شہ اولیا است　　آنکہ نورش مشتق از نور خدا است
اے کہ داری دیدۂ روشن بہ بین　　جسم و جانش جسم جان مصطفے است
رہنمائے اولین و آخرین　　آنکہ دائم با خدائے کبریا است
ہرکہ بے مہرش بود در راہ دین　　بے تکلف در گروہ اشقیا است
از ضیائے آفتاب روئے او　　آفتاب و ماہ را نور و ضیا است
تا ببوسد گرد نعل دُلدلش　　ہفت چرخ نیلگوں پیشش دوتا است
از صفاتش اولیا حیران شدہ　　ذات پاکش فیض بخش انبیاء است
از لوائے مدحتش عشاق را　　بے مخالف اوست صدگونہ نوہت
قُل تعالوا از حقش آمد خطاب　　واز رسول اللہ علیؑ باب ہاست
اوست سلطان حقیقت زین سبب　　بر در قدرش ہمہ شاہان گدا است
در شریعت عالماں را او دلیل　　در طریقت عارفاں را پیشوا است
محرم اسرار حی ذو الجلال　　نام پاکش مرتضی و ایلیا است
بعد او باشد حسن میرو امام　　آنکہ دُر بحر علم اہل اتے است
بعد از دیگر امام مومنان　　افضل و اکمل شہید کربلا است

من مطیع عابدؑ بینم از یقین
باقرؑ در راہ امام و مقتدا است
مقتدائے مومنان و متقی
جعفر و صادقؑ امام باوفا است
موسئے کاظمؑ شہ عالی نسب
آنکہ فرزندس علی موسیٰ رضاؑ ست
چشم جانم روشن از مہر تقیؑ
آنکہ مہرش درد دل ما را دوا ست
مر نقیؑ را دان امام پاک دین
والی حق رہنمائے اولیا است
روز شب دارم ہوائے عسکریؑ
درد دلم مہر دلی بادلا است
ابن محمدؐ مہدیؑ صاحب زمان
جندا جانیکہ باوے آشنا است
التجا دارد بہ ایشاں شمس دین
این ہمہ شاہاں عالم رہنما است

## دیوان شمس صفحہ ۱۵۸

شاہ ما شاہ ہست نامش مرتضیٰ است
در دو عالم شاہ ما غیر خدا است
شاہ ما را بر ہمہ شاہاں شہے است
شاہ ما بر جملہ شاہان بادشاہ ست
غیر او دیگر تو خود شاہی مداں
غیر حق بر ہر کہ مے نازی خطا است
شاہ ما آں شاہ کہ نامش حیدر ہست
بر ہمہ شاہاں یقین فرمان رواست
چند گوئی تو ز شاہان مجاز
کہ بدانی شاہِ شاہاں شاہ ما است
شاہ شاہاں جہان از ما طلب
شاہ جن و انس شاہ اولیا است
گنج حق در سینۂ آں شاہ داں
باب علمش گر ہمے خوانم رواست
شاہ سلطاں نان عالم چوں علیؑ است
یادگار مصطفیٰؐ و با صفا است
مصطفیٰؐ را غیر او ہمدم نبود
در حقیقت راز داری مصطفیٰؐ ست
جملۂ شاہاں عالم سر بسر
بر درِ ایں شاہ ما ہم چوں گدا است
دو چراغ اند از ایشاں یک شعاع
نور ایشاں کے ز یک دیگر جدا است
آنکہ در قرآن سراسر مدح او
ہست خاصہ زینتش در ہل اتیٰ ست
شمس تبریزی تو حق دانستۂ
جان ما با مصطفیٰؐ با مرتضیٰؑ است
مصطفیٰؐ مرتضیٰؑ ہر دو یکیست
تا نہ گوئی تو ز یک دیگر جدا است
گر جدا دانی علیؑ از مصطفیٰؐ
دشمن جانت خدائے کبریا است
اہل بینش جملگی خود بر حق اند
چشمۂ نورش علی مرتضیٰ است

---

علیؑ عالی علیؑ اولی والی والا
کہ او گردد رہ عقبیٰ طلاق دنیائے فانی

علیؑ را شاہ شاہاں داں علیؑ را ماہ تاباں داں    علیؑ را جان جاناں داں علی سر سبحانی
۱ بمالے مرد دین پرور ولایت نامۂ حیدر    بجاں بشنو مشو منکر اگر مرد مسلمانی

یہ اشعار بھی حضرت شمس تبریز کے ہیں ۔

## دیوان شمس صفحہ ۲

اگر جویاے اسراری بجوانی نحنُ نزّلنا    واگر از دل خبرداری بجوانی نحن نزلنا
اگر با عقل فیاضی وگر با عشق مرتاضی    وگر بینائے دیداری بجوانی نحنُ نزّلنا
سلامت از خدا آمد سلامت نیست اے عاشق    بدانی گر تو ابراری بجوانی نحنُ نزّلنا
کمالش بے زوال آمد چو ذاتش لایزال آمد    ز رزقش گر خبرداری بجوانی نحنُ نزّلنا
سماء و ارض بحر و بر بہ پیش ہیتش یکسر    چو بینی مرغ کہساری بجوانی نحنُ نزّلنا
زمین و آسماں یا ورشال ذرّہ باشد    اگر چوں فہم طیاری بجوانی نحنُ نزّلنا
چو آں خورشید در محشر جمال خویش بنمائد    شوئے از جسم و جاں عاری بجوانی نحنُ نزّلنا
خمش کن سرفراز آمد بہر جاہل چہ مے گوئی    ترا گر ہست اسراری بجوانی نحنُ نزّلنا
چو شمس الدین تبریزی کلامم لایزال آمد    ازو گر یابی اسراری بجوانی نحنُ نزّلنا
ز قرآن ہرچہ مے جوئی ز حرف و نقطہ دریابی    زبانِ قدسیان داری بجوانی نحنُ نزّلنا

## دیوان شمس صفحہ ۵

من چہ کنم تو نہ پیروے حجتِ خُدا    باز روے تو در سقر زانکہ کنی خلافِ ما
جامہ معصیت بکن ثواب و ثواب را بپوش    ترک فعال بد بگو رو بسرائے بے ریا
قول محمدی شنو راہ محمدی برو    روئے محمدی بہ بیں تا برسی بہ منتہا
قلب تو گے شود انورے از علوم حق    تا نشاسیش بہ یقیں مالکِ ملکِ انما
مالک انما علیؑ منشی قُل کفا علیؑ    عالم سرہا علیؑ زانکہ علیؑ است باوفا
زندۂ جاوداں علیؑ امر کن فکاں علیؑ    راحتِ جسم و جاں علی زانکہ علی است مرتضا
صاحب اتقیا علیؑ قادر لافتا علیؑ    حاضر ہل اتیٰ علیؑ زانکہ علیؑ است ایلیا
شاہ ولایت است و جام شہادت است او    عین ہدایت است او مونس جان انبیا
ناصر انبیاء علیؑ حاضر اولیاء علیؑ    ناظر کبریا علیؑ تا نہ کنی تو ماجرا
اقطرہا و ہو علیؑ خازن ما ہو علیؑ    در ہمہ شئے ما ہو علیؑ زانکہ علی است از خدا

نورِ علیؑ است بیکراں لطف علی است جاویداں   سر علی است بیگماں گفت خدا یا مصطفا
در تبریز از و یقین باز نگر بہ شمس الدین   تا ز تو متجلی شوند اہل زمین وہم سما

## دیوان حضرت شمس تبریز ولی آل محمدؐ

تا بہ بینی ستیت چوں از عدم سر بر زند   روح مطلق کامگار شہسوار بل اتیٰ
جملہ عشق و جملہ حُسن جملہ لطف و جملہ خلق   جملہ بخشش جملہ کوشش جملہ مردی در دنا
جملہ قُدر جملہ احسان جملہ عز و جملہ فر   گشتہ در ہستی شہید در عدم او مرتضا
آں عدم نام کہ ہستی موجہا دارد ازو   کز نہیبت موج او گرداں شدہ ہفت آسما
اندر آں موج اند آئی چوں برسندت ازیں   تو بگوی صوفیم صوفی بگوید ما مصفا
از میان نوری) بہ بینی بر فروز شمع تو   نور شمعت اندر آویزد بنور اولیاء
شمس تبریزی) چو بر تو کشف شد سر قلوب   نور حقی حق بتو بخشیدہ اقبال عطا

## دیوان حضرت شمس تبریز علیہ الرحمۃ

چوں جاوہ کرد یار بر اعیان وجود را   آمد ملک بخدمت آدم سجود را
صد قبض و بسط رفت پسے حل عقد شو   تا کرد انبساط بر اعیان وجود را
آنجا کہ بحر وحدت او موج زن شود   آنجا چہ وزن دختر بود و نبود را
آنرا کہ عابد ست صلات از صلات عشق   از وے مجو قیام و رکوع و قعود را
ساقی بیار بادہ در کام ما بریز   مطرب بزن ترانہ برگ و سرود را
سودائے عشق بایدت بخرابات بر گذر   ہر چار سوئے لطف زیان را و سود را
چوں شد ہوائے عشق ازاں از ہیب غیب   برباد داد خرمن عاد و ثمود را
گر وصل بایدت بخرابات بر گذر   بگذار عقل و دانش و گفت و شنود را
دیدار بعد ازیں نکند شمس آرزو   مشہود شاید اوست چہ جوید شہود را

## از دیوان حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

صبحے بود ز خواب بجنبیدم گرد ما   از اذخر خلیل بما بودِ ہد صباء
آمد نسیم عشق بہ تبریز جان فزا   آورد صد ہزار پیام از دم خدا
دانی ضیائے کیست ز شمس الحق جہاں   یعنے جناب عالی علائے مرتضا

آن مرتضی علیؑ که ولایت زعین او    یعنی زعین نور علی شمس والضحا
آن آسمان که عالم عشق است روح روح    جانها ستاده گشت بر افلاک آں سما
هرکس که زنده گشت بتائید اخترش    بر اوج چرخ عشق چو خورشید برملا
آنها که مرده اند خبر دار نیستند    از فر زندگی حیات دوام بقاء
مرده خبر ندارد از احوال زندگاں    بر خاک او فتاده بخسپد دمے زجا
مرده خبر ز اهل حیاتش کجا بود    کو بے نوا و اهل حیات است بانوا
تا باد عشق باز به جنبش در آورد    هم جسم و جان عظم و رمیم و رفات را
یکسر ز خاک گور بر آرند سر ز عشق    خواه آنکه زنده است و اگر مرده از قضا
هرکس که زنده است ازیں عشق روح بخش    ذوقی ندارد او بجهان بشنو اے کیا
بنگر کنوں بجمیع بیابیم که زنده اند    لیکن حیات اهل ندارد مرتبا
زنده به نور عشق شو اے جان عشق جو    تا زندگی رسد بتو از حی کبریا
آخر خاموش باش که رمزیست بوالعجب    ایں سر عاشقانست که گفتی ز مبتدا
چوں مصطفا است سرور سردار عاشقاں    جمله مطیع او شده چه شاه چه گدا
هرکس که دید چهرهٔ شمس الحق جهاں    روشن شد است حقیقت جام جهاں نما
از نور اوست عالم و آدم عیاں شده    برهان اوست شمس که مے تابد از سما
بنمائے چهره باز که تا زندگی رسد    اجزائے مردگاں نهاں گشته از عطا
آں جسم گور نیست سرافیل عشق او    چوں در دمد دم تو شود زنده الصلا
یارب حیات بخش ز انعام خویشتن    از زندگی روح شود جان مبتلا
شمس الحق از حقیقت ایں رمز نهفت است    خاموش شو که عقل دهد درد سر ترا
هاں وقت شام شد بردم تا دمشق عشق    باقی ایں سخن برسد از دم خدا
یعنی مسیح روح ازیں اوج آسمان    آمد فرود از نظر عشق از سما
هادی نمود راه بمهدیٔ راهبر    در طلعت صفا ده تبریز دلربا
تا جمله پیروی چنیں شاه دیں کنند    گو نور اوست رهبر هر دور قرنها
بسیار در حروف نیاید کلام عشق    کز حرف و صورت هست منزه باستوا
آں استوائے نور الٰهی است اے ریا    در هر ظهور است عروجش یا انتها
سلطان هر دو کون بیاید که شمس الدین
یعنی که گشت طالب انوار مرتضا

تمام دیوان حضرت شاہ شمس الدین تبریزؒ کا حضرت مرتضیٰ علی علیہ السّلام کی عظیم الشان میں غزلیات انتخاب نے فرمائی ہیں آبائی مذہب سے کہیں ترک نہیں فرمایا مورخ نے بال نقہ مدیث لکھدیا کہ حضرت شمس تبریزؒ نے دفتر رسالہ سب جلادے تھے اور تبریز چلے گئے تھے ہرگز نہیں آنحضرت کی چند غزلیات یہ فقیر ذیل میں نزحض کرتا ہے تاظربن باتمکین خیال فرمائیں گئے ✦

# دیوان شمس تبریز صفحہ ۱۰۰

آمد از غیب صورت پیدا    کہ ازو شد پدید نور خُدا
واضح و اشتہار آں باشد    کہ مسمّٰے ازوست ہم اسما
چہرہ او طلوع کرد زمشرق    شد جہانے برو پُر از بیضا
بود با نُور مصطفٰےؐ ہم شوق    مصطفٰےؐ را قریں شدہ ہر جا
یعنے آں نور علیؑ عالی ہست    آفتاب تجلیات خُدا
نور او رہبر خلائق شد    راہ او یافت عارف اشیا
نور او دید آدم صافی    توبہ اش قبول در ایماء
فیض او شیث یافت راہ بین شد    ورد نُورِ تعین اسما
علم او خواند آں خلیل جلیل    گشت ریحان ورد بار آنجاء
داد ہا رست زآتش سوزاں    بیگماں بہر آں خلیل خدا
نُور او دید چشم اسماعیل    گشت قرباں بکیش او بصفا
نُور او دیدۂ سلمان دید    پیش او وحش طیر شد گویا
نُور او دید دیدۂ یعقوب    دید اش شد بنُور او بینا
نُور او دید یوسف صدیق    یافت زاں نُور مملکت اعدا
نُور او دید صالح راہ بیں    ناقہ را دید او ز صحرا صما
نُور او رہبر ذِکریا شد    پیش او آمد و یشد یحییٰ
ہر دو از نُور فیض او گشتند    متجلی بہ سر نُور ضیاء
نُور او دید عیسےٰؑ مریمؑ    شد مبشر بہ عشق ما اوحیٰ
او خبر داد از محمدؐ عربی    داد در کائنات بے ہمتا
نُور او دید خواجہ کونین ؐ    یافت آن نُور را با اوادنیٰ
او بشیر است در زمین زماں    در تجلّٰے و افتاح عطاء

عین یک نُور بُود در باطن    دل و جانم از اوشده فیدا
عین او علی بود شمس تبریزی    دل و جانم بر او شدم شیدا

بنگراں نور اے دل دانا

# غزل از دیوانِ حضرت شمس تبریز

آں امام مبین ولی خُدا    آفتاب وجود و اہل صفا
آں امامِ کہ قائم است بحق    در زمین و زماں و ارض وسما
ذات او ہست واجب العصمت    او منزہ ز شرک و کفر وریا
عالم وحدت است مسکن او    او بروں از صفات مافیہا
اوست جانِ حقیقت اِنسان    جملہ فانی شوند او برجا
جنبش او بود زحی قدیم    گردش او بُود بملک بقا
ذات سُبحان باقی بیچون    واں صفاتش علی عالی را
نیت خالی صفات از در ذات    ہست محسوس او بذات خدا
اوست آں گنج مخفی لاہوت    کہ زحق او بحق شدہ پیدا
اوست آں گنج علم بے پایاں    نیست دیگر بجز علیؑ بملا
حکمت او جز او نداند کس    کو حکیم است و عالم الاشیاء
اوِل او بود بلا اول    آخر او بود بلا آخر
ناصر انبیاء است او الحق    اولیا را است دیدۂ بینا
او بحق حاضر است در کونین    یا الیقین داں کہ روست بدرالدجا
او بحق است حق ازو ظاہر    او بحق است جاویداں حقا
لمعہ نور روئے او گردید    آفتاب ضیائے خود شیدا
بود از نُور او دِل آدم    زاں شدہ تاج مظہر اسما
مطلع گشت است بر ہمہ شے    آدم از علم آں امام بقا
سجدہ کردند سر او را ملکوت    زانکہ بود نُور خالق یکتا
شنیدش در رحم دیدہ نورِ علی    گشت واقف ز عالم علا
یافت طوفاں غیرت اندر دہر    نوح ناجی کہ رستہ شد ز بلا
نوح ازو یافت انچہ مے طلبید    تارسیدش بہ منزل عُلیا
کرد ذکرش خلیل در پلہ    تاکہ شد برد نار لالہ حمرا

کرد ذکرش خلیل در پله     تا که شد برو نار لاله حمرا
جمله نسرین سنبل وگل شد     نار نمرود بر خلیل خدا
رو باد کرد حضرت اسماعیل     خویش قرباں بے کیش و صفا
یاد او کرد یوسف اندر چاه     تا گرفتش سریر مصر آرا
بسکه نالید پیش او یعقوب     بوئے یوسف شمیده شد بینا
نور او دید موسی عمراں     گشت واله دراں شب یلدا
رَبِّ ارنی فتاده بود بے خود     گشته متفرقِ وصالِ لقا
گفت یا رب مرا نشانی ده     گفت دادم ترا یَدِ بیضا
بود با جمله انبیاء در سرّ     گشت با ذات مصطفیٰ پیدا
در شریعت در مدینه علم     در حقیقت امیر ہر دو سرا
لطفِ او بود ہمدم مریم     گشت عیسے ازاں سبب پیدا
سراو دید سیّد کونین     در شب قرب در مقام عطا
از علیؑ مے شنید نطق علی     به علی جز علی نه بود آنجا
او علیؑ ہست ابن عم رسول     اوست والی شوہر زہرا
گر تولا کنی بحیدر کن     تا برندت به جنت الماوے
رہرواں طالب اند او مطلوب     عارفاں صامت اند او گویا
علم جاوید شد برش روشن     کرد تحقیق سر ما اوحےٰ
گفت با امتاں ز راه یقین     که علی ہست راہنمائے شما
صادقاں جمله رو بدر دارند     که امیر است ہادی مولے
اول و آخر و بود در دین     ظاہر و باطن او بود بخدا
تا ندانی تو سر این معنے     نرسی در ولایت واله
روح عظم بگرد مرقد او     دائما در طواف ذکر و دُعا
تا شود روشنت که عالی او     با من اے خواجه کم کنی غوغا
ما ہمه ذره ایم او خورشید     ما ہمه قطره ایم او دریا
ما ہمه مرده ایم او زنده     ما ہمه پستی ایم او اعلیٰ
ما ہمه غافل ایم او آگاه     ما ہمه فانی ایم او به بقا
شمس الدین چونکه صادق در عشق     جان فدا کن براه مولانا

کرد قرباں خویش را بصفا

تا شود جان تن واصل جاناں  تا رسد قطرہ است سوئے دریا
بندۂ خانداں بجاں مے باش  گر بخواہی رسی بہ تخت لوا

## از دیوان حضرت شمس تبریز قدس سرہٗ

آں مرغ لا مکانی ہما است امشب  جبریل آسمانی بر خواں ما است امشب
جام شراب وحدت بر کام است امروز  آیات قاب قوسین در شان ماست امشب
در حکم ماست مطلق ہژدہ ہزار عالم  با جملہ آفرینش فرمان ماست امشب
در منزل کہ راہش روح الامین بماند  از خود بلطف آنجا خواناں ماست امشب
مارا چو جان بجاناں پیوستہ بے تماشا  صد جوق شوق شورش درجان ماست امشب
در طور تن چو دیدیم از حق بحق تجلّٰے  چندیں ہزار مومن جویاں ماست امشب
با ما ز روز محشر تا صبح سخن ہمہ گویا  درگاہ روز محشر دیواں ماست امشب
ایں نُو سپہر مینا بادہ دو برج اعلیٰ  ہفت اختر ثریا حیران ماست امشب
اسباب شمس تبریز اندر دکان نگنجید  بالائے لامکانی دکان ماست امشب

مرد خُدا مست بُود بے شراب  مرد خُدا سیر بُود بے کباب
مرد خُدا والہ حیران بُود  مرد خُدا را نہ بود خورد خواب
مرد خُدا نیست ز خاک و ز باد  مرد خُدا نیست ز نار و ز آب
مرد خُدا شاہ بود زیر دلق  مرد خُدا گنج بود در خراب
مرد خُدا قبلہ طاعت بود  مرد خُدا نیست رہیں ثواب
مرد خُدا نہ آنسو کفر است نہ دین  مرد خُدا را چہ خطا و چہ ثواب
مرد خُدا عالم از حق بود  مرد خُدا نیست فقیہہ از کتاب
مرد خُدا بحر بود بیکراں  مرد خُدا بارد دُر بے سحاب
مرد خُدا دارد صد چرخ و ماہ  مرد خُدا دارد صد آفتاب
مرد خُدا گشت سوار عدم  مرد خُدا دارد عار از رکاب
مرد خُدا نیست نہاں شمس الدین  مرد خُدا را جوئے و باب

## غزل از دیوان حضرت شمس تبریز صفحہ ۱۱۸

ز اول امروز حریفان خرابات  مہمان تو اند اے شہ سلطان خرابات

امروز چه روز است بگو روز سعادت    دین قبله دین دل کیست بگو جان خرابات
صد زہرہ ز اسرار بآواز در آید    کز ابر براری مہ تابان خرابات
ہرگز دل عشاق بفرمان کسے نیست    کو ہست شب و روز بفرمان خرابات
ما از لب و دندان اجل ہیچ نترسیم    چون زندہ شدیم از لب و دندان خرابات
ہرگا و ہمہ رخت و بعشق آید جان مست    کیں رخت گرد کن بر دربان خرابات
ہر جا کہ بہ شمس الحق تبریز دہد جان    او کافر عشق است مسلمان خرابات

ہمہ عالم خیال اندر خیال است    وجودے تیز خوبروۓ مثال است
کسے ناقص مدان در کار خانہ    کہ ناقص نیز از اہل کمال است
جمالش در جمال است ار بدانی    جمالِ او ہمیشہ در جلال است
ز عالم رہ توان بُردن بہ مقصود    کہ عالم آن حقیقت را مثال است
بچشم تشنگان اندر بیابان    اگر چہ شورہ آب آید خیال است
مرا خود نیستی از فرہا مست    شما را گر ازیں معنےٰ ملال است
حقیقت آفتاب است تو سایہ    ز سر خورشید سایہ در زوال است
ترا گر چہ بعالم سایہ ہست    ترا پیوستہ لیکن پائمال است
چو یکدانہ بہ زیر خاک افتاد    گہے بار است وگہ برگ و نہال است
بخود نسبت کنی فعل خُدا را    ازیں فعلت ہمیشہ انفعال است
ہمیشہ شمس تا بود است و باشد    خراب و مست از جام جمال است

## غزل از دیوان حضرت شمس تبریز قدس سرہٗ صفحہ ۱۴۶

صبح دم گشتم چنان از بادۂ انوار مست    آفتاب آسا فتادم بر در و دیوار مست
جبرائیل آمد براق آورد گفتا بر نشین    جام بر دست اند بہرت منظر بسیار مست
بر نشستم بر دبر چرخم براق ہم چو برق    دیدم آنجا قطب را با کوکب تیار مست
در کشادن آسمان ما را بہ پیشم آمدند    البشر و گویان ملائک جملہ از دیدار مست
ماہ نو در اول منظر چنان دیدم کہ بود    ماہی یونس درون لجۂ خونخوار مست
از سپہر چارمیں روح اللہ آمد پیش من    ساغر خورشید بر کف از مے انوار مست
گفت اے نور دو عالم از جمالت ذرۂ    لطف کن مگذر ز من یکدم مرا مگذار مست
گفتم اے چون تو ہزاران در خمار در جام عشق    کے شود مخمور جز در خانۂ خمار مست

دست او بگرفتم و با خود به بالا بردمش  برگذشتم از سواد عرصهٔ اغیار مست
بحر ظلمت ماند از پس بحر نور آمد به پیش  عقل گفت بگذار اینجا تا رسی با یار مست
یار ما مست است مے بر دست پیش آوریم  بوئے این ساغر کند صد زاہد ہشیار مست
بر لب دریاے اعظم کشتئ دیدم در او  احمد مرسل بحال و حیدر کرار مست
آدم و نوح و خلیل از بادۂ وحدت خراب  عیسےٰ از موسیچہ و موسےٰ از موسیقار مست
دست من بگرفت حیدر اندراں کشتی نشاند  بگذرانیدیم ازاں دریاے گوہر بار مست
انبیاؤ اولیاء نظارہ گر بودند و من  میشدم خوش خوش خراماں در عقب بسیار مست
از مقام قاب قوسینم با او ادنےٰ کشید  گفتم آنجا راز را با شافی ابرار مست
بادہ از ید خدا نوشیدم و بوسیدمش  آستین افشاں گرفتم دامن دادار مست
گفتم اکنوں بار میداری دریں منزل مرا  با ہمے گوئی سیر در عرصہ بازار مست
عارفانِ راہ سرخوش میروند ہشیار مست  عاشقانِ حضرتِ انداز پرتوِ دیدار مست
موسےٰ و عیسےٰ و یحییٰ یوسف و یعقوبہم  سید و شبیر و شبر حیدرِ کرار مست
سالکان پیشوا و مومنانِ پاک دین  صوفیانِ صاف دل روز و شب از انوار مست
جان بباز و سر فدا کن ہمچو اسماعیل شو  با چو ابراہیم باش اندر میان نار مست
باغ زاغ و بوستان و گلستان اے دوستاں  نار و نارنج ترنج و بلبل و گلزار مست
ارغوان ورد و ریحان لالہ ہم یاسمین  سنبل و نسرین و سوسن نرگس خونخوار مست
عندلیب و فاختہ قمری و دراج و تذرو  خوش ہمے نالند ہر یک بر سر اشجار مست
نغمۂ عود و رباب نالہ و زار غچک  بربط و چنگ و چغانہ مطرب و میخوار مست
در خرابات آطوافی کن بشہرستان عشق  قصر منظر طاق ایوان بادر و دیوار مست
روضۂ رضوان و طوبیٰ کوثر و ماؤ ایں  جوئہا پر شہد شیریں جوئے خوش گفتار مست
گفت نے نے ساربان ما تو اے شمس الدین  او مہار اشتران گیر و بکش قطار مست

## از غزل دیوان شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۴۸

گر بہ بازار حقیقت بگذری یکبار مست  بنگر آنجا تا ببینی بر سر بازار مست
خاک باد و آتش دشمن یکدیگر اند  از عداوت در پے ہم بے زبان ہر چار مست
از میانِ چار دشمن حیّ بیچوں صورتے  کرد پیدا خفتہ و بیجاں دریں بیکار مست
دست قدرت جرعہ داد ست بر عنصر قرار  تا ازاں یک جرعہ میشد در زماں بیدار مست

چوں بگفت الحمد لله خالق پروردگار عقل ایمان درد دل را بر سر تکرار مست
چوں ندا آمد زحضرت کاندریں جنت تمام شد درانجا عالم او از مئے جیار مست
حور و مقصورات موجودات فردوس بریں روضۂ مست و خلد مست طوبی و انہار مست
آدم و حوا ز مستی از ہوائے دانۂ تا که اندر دام آوردن بُتِ سرشار مست
انبیاؤ اولیاؤ اتقیاؤ در راه دین جمله از حکم قضاؤ حکمت و دوار مست
جبرائیل جمله کرد بے ستاره منتظر تا ز حضرت باز گردد سید سالار مست
باز گردید بیامد با ہزاراں فتح نور با دل پُر علم سبحاں آں شۂ بیدار مست
نوح اندر فوج طوفاں رفت در کشتی نشست عالمے دید او ز حیرت سربسر ہشیار مست
جبرائیل جمله کرد بیان از شوق حق آمدند از حکم سبحان از مے اسرار مست
اندروں وادی محشر بحلے معصوم را دید اندر قُدرت آں حاکم غفار مست
جبرائیل آورد پیش خواجه کون و مکاں یک بُراق تیزرو در جنبش رفتار مست
تا در از نُور آفریده مرکب نامش بُراق تا بر آں مرکب نشنید احمد مختار مست
بر نشستش بر براق آں پیشوائے انبیاء جمله از انوار مست و سید از دیدار مست
اندراں دریائے حیرت دید جمله انبیاء برگشت از نو شہر گنبد دوار مست
از خدا بشنید بے کام و زبان و حرف صوت در سه نوبت سی ہزار از گفته جبّار مست
سی ہزارش زاں سخن گفته که آں با کس مگو جز دلی ما را که ہست آں حیدر کرار مست
چوں نشنیدش مرتضیٰ گفتا به شبیر و شبر زانکه ایشاں نند دائم با دل بیدار مست
ہمله مرداں ز نور حضرتِ عز و علا گشته چوں عاشق بر سر بردار مست
شمس تبریزی چه باشد گو بتوفیق خدا با چنیں قومے بجنت باشد و ہموار مست

## از دیوان حضرت شمس تبریز صفحه ۱۶۰

ہرکه راه قطب دین حیدر گرفت دل ازیں عالم بکلی بر گرفت
نیستی بگمریز ہستی محو گرد آتش حیدر چراغے در گرفت
سرو ریشش سوخت غسل پاک کرد ہر صباحے آب غوطه سر گرفت
گوش خود سوراخ کرد از بندگی آنچه از بد سکۂ حیدر گرفت
طوق در تحت گلو او شد عطا باز آمد سکۂ انور گرفت
شکر شیریں سخن تو حیدری نام آوازه ہمه کشور گرفت

کافر مطلق بہ یقین داں کہ کیست    او بنا حق بر سر منبر گرفت
طالب ہر پیر شدہ ہر مرید    شمس تبریز داٰمن نبدر گرفت

## غزل از دیوان حضرت شاہ شمس الدین تبریز رحمۃ اللہ صفحہ ۲۱۹

آں شاہ کہ با دانش دین بود علی بود    مسجود ملک ساجد معبود علی بود
خورشید ضیاء گسترد جمشید دو کشور    ماہ فلک و ہیبت و جود علی بود
آں شاہ فلک رتبہ کز عز و جلالت    بر سائر مخلوق بیفزود علی بود
آں نقداء تحقیق حقایق بہ حقیقت    کز روے یقین مظہر حق بود علی بود
آں نقداء توحید احد کز دم احمد    جز او نقش وحدت لشنود علی بود
آں بود وجود دو جہان کز رہ معنے    بے او نشدی عالم موجود علی بود
آں فاتح دولت و مفتاح سعادت    کو قفل در مصطفےٰ بکشود علی بود
آں ساعد دیں حق و ینبوع معانی    کز مین وے آدم شاہ مسجود علی بود
آں فارس میدانی ریاضت کہ بمردے    گوئی سبق از عالم بہ ربود علی بود
آں شاہ کہ بشمیر وے از آئینہ دین    زنگ ستم و بدعت بزدود علی بود
آں نور محمد کہ بہ او در ہمہ حالت    با موسےٰ و با عیسےٰ و با ہود علی بود
آں روح مصطفےٰ را کہ خداوند بہ قرآن    بنواخت بچند آیت و بشنود علی بود
ہم صابر و ہم قانت و ہم ناصرہ منفق    ہم ہادی و ہم شاہد و مشہود علی بود
ہم اول ہم آخر و ہم ظاہر باطن    ہم موعد و ہم وعدہ موعود علی بود
با ملک سلیمانی با عصمت و یحیےٰ    با منزلت آدم و داؤد علی بود
راہے کہ بیان کرد خداوند در الحمد    آں رہرواں را کہ بنمود علی بود
وجہے کہ بہ فرمود خداوند بہ قرآن    آں وجہ مکرم کہ بہ فرمود علی بود
جبریل امین را ز بر حضرت عزت    مقصود بہ مثل احمد مقصود علی بود
گویند ملک آدم و مسجود بُد آدم    از من بشنو ساجد و مسجود علی بود
این سر شنو باز ز شمس الحق تبریز    کز نقد وجود دو جہان بود علی بود

## از دیوان حضرت شمس الحق تبریز صفحہ ۲۲۰

تا صورت پیوند جہان بود علی بود    تا نقش زمین بود زمان بود علی بود

شاہے که دم بود دمی بود علی بود
سلطان سخا و کرم جود علی بود

هم آدم و هم شیث هم ادریس هم ایوب
هم یوسف هم یونس و هم هود علی بود

مسجود ملائک شده آدم هم ازو بود
در قبله محمد بُد و مقصود علی بود

هم موسیٰ هم عیسیٰ و هم خضر هم الیاس
هم صالح پیغمبر داؤد علی بود

آن عابد سجاد که خاکِ درش از قدر
بر کنگرهٔ عرش بیفزود علی بود

هم اول هم آخر ظاهر و باطن
هم عابد و هم معبد و معبود علی بود

وجهی که بیان کرد خدا وند در الحمد
آن وجه بیان کرد و بیفزود علی بود

عیسی بوجود آمد فی الحال سخن گفت
آن نطق و فصاحت که در او بود علی بود

آن لحمک لحمی بشنو تا که بدانی
آن یار که او نفس نبی بود علی بود

موسیٰ و عصا و ید بیضا و نبوت
در مصر بفرعون که بنمود علی بود

چندانکه نظر کردم و دیدم به حقیقت
از روی یقین بر بود علی بود

خاتم که در انگشت سلیمان نبی بود
آن نور خدائے که برو بود علی بود

آن شاه سرافراز که اندر شب معراج
با احمد مختار یکے بود علی بود

سر دو جہاں پرتو انوار الٰہی
از عرش به فرش آمد بنمود علی بود

آنجا که دوئی شرک نماند به حقیقت
عارف سوی آن عابد و معبود علی بود

جبریل که آمد ز بر خالق بیچون
در پیش محمد شده مقصود علی بود

آنجا چو دوئی شرک بود در راه توحید
میدان که یکے بود که بنمود علی بود

محمود نبودند آنها را که ندیدند
کاندر ره دین احمد محمود علی بود

آن معنی قرآن که خدا در همه قرآن
کردش صفت عصمت و بستود علی بود

این کفر نباشد سخن کفر نه اینست
تا هست علی باشد تا بود علی بود

آن قلعه کشائے که در قلعه خیبر
برکند به یک حمله و بگشود علی بود

آن گرد سرافراز که اندر ره اسلام
تا کار نشد راست نیاسود علی بود

آن شیر دلاور که برائے طمع نفس
بر خوان جہان پنجه نیالود علی بود

سر دو جہان جمله ز پنہان و ز پیدا
شمس الحق تبریز که بنمود علی بود

هارون ولایت ز پس موسیٰ عمران
والله که علی بود علی بود علی بود

این یک دو بیت بگفتم به معما
حقا که مرادِ من و مقصود علی بود

## دیگر از دیوان حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

مرا ہم جان و ہم جانان علی بود
مرا ہم درد ہم درمان علیؑ بود
محمد بود قبلہ گاہِ عالم
ولی بر تخت دِل سلطان علیؑ بود
خبر داری ز معراج محمدؐ
کہ برش ہفتم کیوان علیؑ بود
اگر ایمان بحق داری بیان کن
کہ سر صورت قرآن علیؑ بود
ہم او بود اول و آخر ہم او بود
بیان معنی فرقان علیؑ بود
شریعت بود برہان طریقت
حقیقت واصل یزدان علیؑ بود
بباد گوئے معنی را ز میدان
بدانکہ صاحب چوگان علیؑ بود
بگرد بحر عالم او محیط است
درو ہم گوہر و مرجان علیؑ بود
چو شمس الدین درین دریا تو غوّاص
کہ دُرّ در قعر او پنہان علیؑ بود

## غزل

بدردم مبتلا درمان کجا شد
بجاں مے جوئم آن جانان کجا شد
ز چشم خون ہمے بارد ز فرقت
محمد رحمتِ یزدان کجا شد
حبیب حق تعالےٰ شیر یزدان
کہ آن شاہِ ہمہ مردان کجا شد
چہ گوئم از صفاتِ ابن آدم
کہ آن باب ہمہ مردان کجا شد
چگونہ از فراقِ ابن یعقوب
جمالِ یوسفِ کنعان کجا شد
جمعؑ اولیاؤ انبیاء کل
ندانم کاں چناں پاکان کجا شد
بسے اندیشہ کردند تا بمیرند
بمردن حکمت ایشان کجا شد
غنیمت ذات شمس الدین تبریز
ندانم پیش از و دوران کجا شد

## از دیوان حضرت شمس الدین تبریز صفحہ ۲۵۵

اے سرور مردان علی مستان سلامت میکنند
اے صفدرِ میدان علی مستان سلامت میکنند
اے شحنۂ دُر نجف از تو نجف دیدہ شرف
یاقوت مرجان را صدف مستان سلامت میکنند
اے دلبر دلدار ما اے مونس غمخوار ما
اے از پئے اقرار ما مستان سلامت میکنند
اے طالب و مطلوب ما اے مقصد و مقصود ما
اے عابد و معبود ما مستان سلامت میکنند
اے قل تعالوا تاج تو دوش نبی معراج تو
تاج شہان تاراج تو مستان سلامت میکنند

اے مطلع ہر کار ہادی و واقف اسرار ما   کرار بے فرار با مستان سلامت میکنند
اندر سما نامت علی اندر زمیں نامت ولی   در علم دین تو کاملی مستان سلامت میکنند
اے نور پاک مصطفیٰ با مصطفیٰ در یک عبا   اے مجتبیٰ اے مرتضیٰ مستان سلامت میکنند
اے میر شاہ محتشم در دین دنیا محترم   بحر سخا کان کرم مستان سلامت میکنند
اے باد صبح مشبو سوئے نجف آور تو رو   یا آن امام دین بگو مستان سلامت میکنند
آں نور اختر را بگو آں روے احمر را بگو   آن حی حیدر را بگو مستان سلامت میکنند
مفتاح در ہا را بگو مصباح دلہا را بگو   آن حوض سقا را بگو مستان سلامت میکنند
آن شیر یزداں را بگو آں مہ میداں را بگو   آں شاہ مرداں را بگو مستان سلامت میکنند
آن شمع ایماں را بگو داں بحر عماں را بگو   وآن جمع قرآن را بگو مستان سلامت میکنند
آں آیت اللہ را بگو وآن قدرت اللہ را بگو   وآن حجت اللہ را بگو مستان سلامت میکنند
معشوق و عاشق را بگو آں شاہ صادق را بگو   قرآن ناحق را بگو مستان سلامت میکنند
یا قاتل کفار گو یا آں دل دلدار گو   یا حیدر کرار بگو مستان سلامت میکنند
یا صاحب دلدل بگو یا آں گل بلبل بگو   یا حل ہر مشکل بگو مستان سلامت میکنند
یا درج دو گوہر بگو یا برج دو اختر بگو   شبیر یا شبر بگو مستان سلامت میکنند
یا زین دین عابد بگو یا نور دین باقر بگو   یا جعفر و صادق بگو مستان سلامت میکنند
یا موسیٰ کاظم بگو یا طوسی عالم بگو   یا صائم دائم بگو مستان سلامت میکنند
ہم یا تقی گو یا نقی یا سید آں متقی   کائے شاہ تو نور حقی مستان سلامت میکنند
یا میر دین ہادی بگو یا عسکری مہدی بگو   یا والی عہدی بگو مستان سلامت میکنند
آن دام آدم را بگو و آں جان عالم را بگو   آں یار ہمدم را بگو مستان سلامت میکنند
آن شمس تاباں را بگو وآں جمع قرآں را بگو   آں حور رضواں را بگو مستان سلامت میکنند
آن بحر مینا را بگو وآں چشم بینا را بگو   وآں طور سینا را بگو مستان سلامت میکنند
آں چشم احمر را بگو واں چہرہ بیضا را بگو   وآں جعدہ اسود را بگو مستان سلامت میکنند
آں قاتل کفار گو یا حیدر کرار گو   یا مظہر اسرار گو مستان سلامت میکنند
یا عارف تقدیر گو یا آیت تطہیر گو   یا شبیر و شبر گو مستان سلامت میکنند
اے سرفراز اولیا بدر الدجا در دو سرا   اے جانشین مصطفیٰ مستان سلامت میکنند
شہنشہ پیر و جوان دانندۂ کون و مکان   اے جان جاناں جہان مستان سلامت میکنند
یا قدوۂ اصحاب گو یا زبدۂ احباب گو   یا قبلۂ اقطاب گو مستان سلامت میکنند

با سرور ابرار گو با رہبر اسرار گو    باحیدر کرار گو مستان سلامت میکنند
با میدۂ اسرار گو با مبدح اثار گو    با زبدۂ اطہار گو مستان سلامت میکنند
با خازن جنت بگو با مخزن حکمت بگو    با معدن ہمت بگو مستان سلامت میکنند
با حاکم عادل بگو با واصل کامل بگو    با عالم عامل بگو مستان سلامت میکنند
با رایت عزت بگو با ماہی زحمت بگو    با آیت رحمت بگو مستان سلامت میکنند
با عارف و معروف گو با وصف موصوف گو    با کاشف و مکشوف گو مستان سلامت میکنند
با حامد و محمود گو با قاصد و مقصود گو    با عاشق و معشوق گو مستان سلامت میکنند
با ناطق منطوق گو با سابق و مسبوق گو    با عابد و معبود گو مستان سلامت میکنند
با حیدر صفدر بگو با سرور رہبر بگو    با مظہر اظہر بگو مستان سلامت میکنند
آن جاں عالم را بگو جانان آدم را بگو    برہان خاتم را بگو مستان سلامت میکنند
آن فتح و نصرت را بگو اقبال شوکت را بگو    عشق و محبت را بگو مستان سلامت میکنند
سلطان دنیا را بگو جاناں زیبا را بگو    بستان رعنا را بگو مستان سلامت میکنند
شاہ مکرم را بگو ماہِ معظم را بگو    راہِ مسلم را بگو مستان سلامت میکنند
شاہ ولایت را بگو راہ ہدایت را بگو    گاہے حمایت را بگو مستان سلامت میکنند
ینبوع حیوان را بگو مطبوع خلقاں را بگو    مجموع قرآن را بگو مستان سلامت میکنند
مقصود ایماں را بگو معبود عرفاں را بگو    مسجود مستان را بگو مستان سلامت میکنند
با سرور نجفی بگو با رہبر و صفی بگو    با دلبر کشفی بگو مستان سلامت میکنند
اے شاہ صلاح الدین ہادی معدن نور ضیا    اے با تو جانہا آشنا مستان سلامت میکنند
اے شاہ شمس الدین بگو با ہادی رہ دین بگو    با سید حق بیں بگو مستان سلامت میکنند

ہر کہ دل در گرم رحمت یزداں دارد    در دو عالم بتواں گفت کہ او جان دارد
جان ندارد کہ ندارد غم جانان در دِل    یا درین معرکہ اندیشۂ طوفان دارد
عاشقاں درد و غم عشق بجاں میطلبند    زانچہ دردش ہمہ سرمایہ درمان دارد
لب خنداں نہ بود مومن صادق دل را    مومن آن است کہ او دیدۂ گریان دارد
او کدام است کہ با آل نبی کرد وفا    انکہ در راہ علی پائے چو سلمان دارد
آن علی کہ بگرمائے قیامت بینی    حوض کوثر بلب چشمہ حیوان دارد
ہر کہ او بافت نصیبے ز گدایان علی    بادشاہے است کہ او ملک سلمان دارد
یا رب از دست علی دہ ہمہ را آبحیات    زانکہ حق کرمش بے حد پایان دارد

مدتِ شد کہ منِ خستہ دلم محرومم
خاطر روضۂ سلطان خراسان دارد
شمس مسکین علی اوست کہ در راہ علی
نطق برندۂ تر از خنجر بُران دارد

## غزل از دیوان حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ

شمس تبریزی اگر دیدی بحرب
لاجرم از ضربتِ صمصام ترش
ناغم عشق تو شد مہمان شمس
بُرد آرام از دل و وز جان شمس
صبرش از دل بُرد صد دردش فزود
کرد ویران تر دل ویران شمس
سرو من باذ آور چشم نشین
رحم کن بر دیدۂ گردیان شمس
من بر آں کیشم کہ قربانت شوم
گر کسیے دیگر شوی مہمان شمس
خفتہ در کتم عدم بودم کہ بود
کفر زلف کافرت ایان شمس
بردمم کان لب دہان شیرین کند
آن دست از عمر بر قندان شمس
ہمچو ذرہ در ہوا سرگشتہ ام
رحم کن بر جاں سرگردان شمس
ہر کہ نشنید است بوئے درد دل
گو بخوان یک بیت از دیوان شمس

## غزل از دیوان شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

گنج نہانی طلب از دل ویران خویش
تا نہ شوی بینوا بر در دکانِ خویش
قطرہ بدریا رسان تا شودت عیان
تا نہ شوی در سفر از در رضوان خویش
جام شریعت بنوش، راہ طریقت برو
روے حقیقت بہ بیں بہ دل بر جانِ خویش
روے حقیقت علی است پیر طریقت علی است
شاہ شریعت علی است در ہمہ دورانِ خویش
نور دو عالم علی است ہمدم عالم علی است
اکبر و اعظم علی است در دل سلمانِ خویش
اوست کہ ہم جسم جاں گشت ہویدا ازو
اوست کہ حق بود ناظر اعیانِ خویش
شمس اعیانی علی است بدر نہانی علی است
قطب معانی علی است بر سر کیوانِ خویش
ماہ منیرم علی میر کبیرم علی است
شاہ غدیرم علی بر است در سلطانِ خویش
شاہ غفورم علی است میر صبورم علی است
نور صدورم علی است در دل رحمان خویش
اول و آخر علی است باطن و ظاہر علی است
غائب و حاضر علی است بر سر میدان خویش
ہر کہ بداند علی رسـ [illegible] شود از سقر
ور تو ندانی یقین ہستی شیطان خویش
ہر کہ علی را شناخت دانکہ خدا را شناخت
راہبر این راہ شد ہادی راہ دانِ خویش

مظہر رحمان علی است عالم قرآن علی است
قاطع کفران علی است عارف یزدانِ خویش
شمس بہ تبریز دید حضرت عالی او
سجدہ برد دمبدم بر در رحمان خویش

## غزل از دیوان حضرت شمس تبریز قدس اللہ سرہ

ماہ در بزم عشق شد رقاص
آفتاب است نور رحمت خاص
کیمیا است عشق ربانی
کہ نداند بغیر خاصان خاص
چشم بیمار عشق خونریز است
گفت ہم خود کہ الجروح قصاص
او چورو را شناخت تواند
بودن اندر نقوش و در اشخاص
گفت جان را حریف دروے نوش
کہ شنو سرلات حین مناص
دور شو از حریف نرد و غل
کہ جُدا گشت از بدر از صاص
ذرہ شو آفتاب تابان را
دائم اندر حریم جان رقاص
ہر صباحے بروے آں خورشید
فاتحہ خوان و سورۂ اِخلاص
شمس تبریز غیر راچہ محل
در محیطے کہ عشق شد غواص

## غزل از دیوان حضرت شمس الدین تبریز قدس سرہ

شیر ولی خُدا شاہ سلام علیک
معدنِ جود سخا شاہ سلام علیک
ہمدم خیر البشر باب شبیر و شبر
راجح شمس و قمر شاہ سلام علیک
خیبر و مکہ شکن باپ حسینؓ و حسنؓ
نُور خُدا بوالحسن شاہ سلام علیک
بودی بعالم نہ بود بودی و آدم نہ بود
ماہ فلک انجم نبود شاہ سلام علیک
نام تو بر آسماں زمزمۂ قدّوسیاں
راحتِ روحانیان شاہ سلام علیک
کعبۂ ما کوئے تو قبلۂ ما روے تو
ما ہمہ ہندوے تو شاہ سلام علیک
خلعت تو کردگار داد ترا ذو الفقار
صید تو شد ذالحمار شاہ سلام علیک
ایکہ تو مائدہ یافت ترا فائدہ
فکر ترا فائدۂ شاہ سلام علیک
از رہ دور آمدیم دیدۂ دل اشکبار
پیش تو اے شہسوار شاہ سلام علیک
اوّل و آخر توئی ظاہر و باطن توئی
مفخرِ عالم توی شاہ سلام علیک
شاہ شریعت توئی پیر طریقت توئی
حق بہ حقیقت توی شاہ سلام علیک
حُب تو ایمان بود خلعت مرداں بود
خوئے کریماں بود شاہ سلام علیک

عالمِ پاکیزه رائے واقف سرِ خدائے    حیدر خیبر کشا شاه سلام علیک
شاه همه انبیاء شمع همه اصفیاء    تاج سر اولیاء شاه سلام علیک
بحرِ کرم را صدف تیر بلا را هدف    شحنۂ دشت نجف شاه سلام علیک
دینِ رسول کبار تیغ تو کرد آشکار    نوبتِ این پنج یار شاه سلام علیک
مادح تو جبرائیل بوده ز رب جلیل    مدح تو گفته خلیل شاه سلام علیک
گفته رسول امین مدح تو چنین و چنین    از دم جان بشنو این شاه سلام علیک
نور تو از نور من ناظره منظور من    ناصر و منصور من شاه سلام علیک
ساقیٔ کوثر توئی شافع محشر توئی    حیدر صفدر توئی شاه سلام علیک
سابقِ ایمان توئی معجزه برهان توئی    حجتِ یزدان توئی شاه سلام علیک
علم مرا در توئی شاه مراسر توئی    صادق اکبر توئی شاه سلام علیک
راهبرِ راه دین در خور جاه من    پشت و پناهے منی شاه سلام علیک
یوسف مصری بجان دیده دران تیره چاه    نام تو بودش پناه شاه سلام علیک
سید صفدر کرم گفت ترا اے پور غم    لحمک لحمے و دم شاه سلام علیک
نیست کسے دستگیر جز تو مرا اے بے‌نظیر    عذر مرا در پذیر شاه سلام علیک
صبح سپیدی توئی مقصد عالم توئی    توبه آدم توئی شاه سلام علیک
خواجه حسب قبول قاضی دین رسول    شوهر جفت بتول شاه سلام علیک
چشمۂ انور توئی ساقی کوثر توئی    بر سر منبر توئی شاه سلام علیک
شافع محشر توئی صاحب منبر توئی    هادی و رهبر توئی شاه سلام علیک
چشمۂ حیوان توئی حکمت لقمان توئی    در سلیمان توئی شاه سلام علیک
افتح اهل فتوح رهبر کشتی نوح    لشکر دریائے روح شاه سلام علیک
چونکه ز در آمدیم در طلب لطف تو    دست تهی چون رویم شاه سلام علیک
صفدر روز غزا صاحب حوض دلوا    والی امر خدا شاه سلام علیک
فضل تو جز کردگار کس نتواند شمار    یک صفت از صد هزار شاه سلام علیک
حیدر واله تبار قاضی روز شمار    قاسم جنات و نار شاه سلام علیک
دست بریده درست کرده دعایت نخست    دفتر ظلمت بشست شاه سلام علیک
گفته بعزان و آل وصف تو تل تعال    مادح تو ذو الجلال شاه سلام علیک
فضل ترا در برات خالق موت و حیات    گفته ترا در صفات شاه سلام علیک

قول رسول بشیر صاحب روز غدیر    شاہ امام و امیر شاہ سلام علیک
مدح تو یٰس بود ذکر تو طٰسٓ بود    این ہمہ تحسین بود شاہ سلام علیک
فضل تو رب حکیم گفتہ ہفت حامیم    وَ ھُوَ علی العظیم شاہ سلام علیک
گفت گہ معجزات فصل ترا در صفات    سورۂ والعادیات شاہ سلام علیک
قیمت ضربت خدا کردۂ روزِ جزا    قدر ہمہ انبیاء شاہ سلام علیک
صبح معظم توئی مقصد عالم توئی    رہبر آدم توئی شاہ سلام علیک
او بلا را دلیل خواست زیزدانِ جلیل    گفت بدرد جبرائیل شاہ سلام علیک
موسیٰ کہ از دور دید نام او بر طور دید    خلعت دستور دید شاہ سلام علیک
شمس شدہ چاکرت گرد رہ قنبرت    نہ نہ کہ خاکِ درت شاہ سلام علیک

## غزل از دیوان جناب مولانا حضرت شاہ شمس الدین حسینی سبزواری تبریزی قدس سرہٗ

زہی مملوز عشقت خانۂ دِل    منور ازل رخت کاشانۂ دِل
غم عشق تو آن گنج خراب است    کہ مستور است در ویرانۂ دِل
شود مست مدام آنکس کہ ساقی    دہد مستیش از پیمانۂ دِل
دلم پرسان بحر بیکران است    توی اے جان و دِل در دانۂ دِل
نداند جان زجاناں دِل ز دلبر    کسے کافتادہ در میخانۂ دِل
بر شمع رخش دِل راہ نیابد    من آشفتہ در بتخانۂ دِل
اگر خاموش گشتی شمس در عشق    بیفتادی برون افسانۂ دِل

## غزل از دیوان حضرت شاہ شمس الحق تبریز قدس سرہٗ

من آن نورم کہ چوں شمس است تابان    برون از عالم ارض و سمایم
من آن طیار عرشی آشیانم    کہ در چشم جہاں چون جان نہانم
من آن مرغم کہ در دام تو بودم    ہمانم من ہمانم من ہمانم
بیا یک جرعہ بر خضر دلم ریز    دل از ظلماتِ حیوان دارہانم
ورائی این بیانم من ہمانم    کزین ہر دو بیند کس نشانم
مسلمانان من آن نور بسیطم    کہ در اجزائے اجزائے نہانم
ندانم تا چہ کرد او بادل من    کہ من دل را ز کل اکنوں نہانم

جہاں از من پُر و خالی نہ از وے
دریں صورت مگر جانِ جہانم
گہے در ظلمت تن ناپدیدم
گہے در دیدۂ اعیان عیانم
تعالی اللہ نمیدانم چہ چیزم
مگر من شمس ملک جاویدانم

اے عاشقاں اے عاشقاں من عاشقِ دیرینہ ام
اے صادقاں اے صادقاں من عاشقِ دیرینہ ام
ایں دم کہ نور عاشقاں از عالم علوی گذشت
انجا ہمہ خود من بودم من عاشقِ دیرینہ ام
آنجا کہ قومے گفتہ اند قالو بلےٰ قالو بلےٰ
آنجا گواہِ مطلقم من عاشقِ دیرینہ ام
آنجا کہ احمد بر گذشت از چار پنج ہفت ہشت
بر ہمنشینش بودہ ام من عاشقِ دیرینہ ام
چندیں ہزاراں سال شد تا قالبہم را ساختند
ایں قالب جزوی مبیں من عاشقِ دیرینہ ام
با نوح در کشتی بودم با یوسف اندر قعرہ چاہ
اندر دم عیسیٰ بودم من عاشقِ دیرینہ ام
آں دم کہ فرعون لعین در آب دریا غرق شد
در حرب موسیٰ من بودم من عاشقِ دیرینہ ام
آدم نبود من بودم حوّا نبود من بودم
ایندم نہ بود و من بودم من عاشقِ دیرینہ ام
شاہ حقیقت بودہ ام پیر طریقت بودہ ام
شہرِ شریعت بودہ ام من عاشقِ دیرینہ ام
اے آفتاب اے آفتاب گرمی مکن گرمی مکن
خود یک زماں خاموش شو من عاشق دیرینہ ام
اے آفتاب تیز رو گرمی مکن گرمی مکن
نرمک بکن آہستہ رو من عاشقِ دیرینہ ام
پیر طریقت بودہ ام دریائے حکمت بودہ ام
مولا کہ باشد پیش من من عاشقِ دیرینہ ام
وقت است کا وازی کنم بر چہرخ پرواری کنم
با حاملانِ عرش گو من عاشقِ دیرینہ ام
سلطان عالم بودہ ام من شاہ صفدر بودہ ام
در کفِ حیدر بودہ ام من عاشقِ دیرینہ ام
رو محتسب را کن خبر شہباز قدسی میرسد
تا گردنت را بشکند من عاشقِ دیرینہ ام
من فاضلاں را دشمنم من مفتیاں را مدعی
فتویٰ بنا حق میدہد من عاشقِ دیرینہ ام
من قاضیاں را در جہان تعلیم علمی کردہ ام
من متقیاں را رہبرم من عاشقِ دیرینہ ام
ہرکس کہ در دریا فتد دیہہ او فتد اندر کنارہ
ملاح بحر دریا منم من عاشق دیرینہ ام
گر زاہدے در صومعہ ور کافرے در بتکدہ
یک رنگ خواہم ہر دو را من عاشقِ دیرینہ ام
اے عاشقانِ مرتضےٰ ما شمس تبریزی کجا
ما شمس نور مصطفےٰ من عاشقِ دیرینہ ام

اے عاشقاں اے عاشقاں من جان جاناں یافتم
اے صادقاں اے صادقاں من نور ایمان یافتم
اے عارفان اے عارفان ما مرتضیٰ بشناختم
ہمہ درد را درمان شدم ہم نیز درمان یافتم
اے منکران اے منکران حقا کہ شمس از جان و دل
تابندۂ حیدر شدم ملک سلیمان یافتم
خاکی بدم جانی شدم یک جو بدم کان شدم
ایں رفعت ایں منزلت از آل عمران یافتم

اے عاصیان اے عاصیان در حضرت پاک علی
اے سالکان اے سالکان از بہر خودہ مردمی
اے عاقلان اے عاقلان در حضرت شمع ہدیٰ
اے مردنان اے مردمان از فرقت آل عبا
با حیدر خود حیدرم بیرون ز حیدر کافرم
سر نبی مصطفیٰ دارد علی مرتضیٰ
اے عاشقان اے عاشقان خفاکہ شمس از جان و دل

ہم طاعت عزت شدم ہم نور عرفان یافتم
من گوہر عرفان را افزون ز صد کان یافتم
بے آتش و بے شعلہ قندیل درخشان یافتم
از چشمہ سار عقل خود دریاے عمان یافتم
حق را بحق در من عرف از شاہ مردان یافتم
وز دولت آل عبا ایمان احسان یافتم
از مرتضیٰ بشناختم صد نور ایمان یافتم

## از دیوان حضرت پیر شاہ شمس الحق تبریز قدس سرہٗ

حیدر امام دین بود حیدر مرا تمکیں بود
حیدر شہ علیٰ بود حیدر مہ والا بود
حیدر علیم کل بود ہم صاحب دُلدُل بود
حیدر جہان شاہ بود بر جسم و جان ماہ بود
در چشم ما بینا علی در نطق ما گویا علی
ہفت آسمان جولان او ہفتم زمین میدان او
در عشق جوئے حیدر ہست در راہ پوئی حیدر است
حیدر بود شہر خدا حیدر بود میر دغا
حیدر بدان حیدر بخوان در آشکارا و نہان
من شمس بندہ عالیم مہر علی را طالبم

حیدر مرا راہ دین بود پیش رب داورم
مہرش دلم را جا بود این عین از وشد رہبرم
در آسمان غلغل بود مدحش چو در نظم آورم
مہرش چو خرگاہ بود از بہر دو عالم رہبرم
در قرب او ادنیٰ علی گر نیست این من کافرم
چون ذرہ از خورشید اور پیدا شوم پیدا شدم
گر علم خوانی حیدر است دانائے سر اکبرم
حیدر بود کان سخا خیر او بعالم بگرم
حیدر کہ از انوار او چرخ فلک خاک درم
اول علی آخر علی معلوم شد این آخرم

عاشق شدم عاشق شدم در کوئے جانان میروم
جانان من جانان من بر بود دل با جان من
باز آمدم باز آمدم از غیر حق باز آمدم
زاہد بودم عاشق شدم کاذب بدم صادق شدم
الفقر فخری خواندہ ام تخم طرب افشاندہ ام
از ساغر روز الست افتادہ ام در صدف بکشادہ ام
آن گوہر عرفان بود کاندر خور سلطان بود
از قال با حال آمدم نہ از پے مال آمدم

دلدادہ ام دلدادہ ام اندر پے آن میروم
زو درد زو درمان من دنبال جانان میروم
تا محرم راز آمدم بر حکم یزدان میروم
در لطف حق واقف شدم در راہ عرفان میروم
مرکب بمیدان راندہ ام اکنون بجولان میروم
گوہر بکف بنہادہ ام نزدیک سلطان میروم
تا کے چنین پنہان بود پیدا و پنہان میروم
نالندہ چون نال آمدم با درد افغان میروم

گلزار شمس الدین سخن اندر عمل سعی بکن    معنے طلب دعوی مکن کم گو بفرمان تبریزم

عاشقان مست اند ما دیوانہ ایم    عاشقان شمع اند ما پروانہ ایم
ما ز عقل خویشتن بیگانہ ایم    لاجرم دُرد کشِ میخانہ ایم
چون ندارم با خلائق الفتے    خلق پندارند ما دیوانہ ایم
در ازل دادند چون جام الست    تا ابد ما مست آن پیمانہ ایم
ما ز اغیاران بکل فارغ شدیم    دائما با دوست دریک خانہ ایم
خیر بادم در جہان افسانہ شد    لاجرم ما فتنہ و افسانہ ایم
ظاہرا مستے مارا خود مبین    در شکست نفس خود مردانہ ایم
صورت ما گر خراب آمد چہ باک    درمیان دام معنے دانہ ایم
گر نگردد واقفِ اسرار ما    زانکہ ہم چون گنج در ویرانہ ایم
شمس تبریزی چہ داند سر عشق    بستۂ فتراک آن جانانہ ایم

ما دل اندر راہ جانان باختیم    غلغلے اندر جہان انداختیم
آتشے اندر دلِ خلقان زدیم    شورشے بر عاشقان انداختیم
دست شستیم مال ملک خویش را    آتش اندر خانمان انداختیم
مال دُنیا نیست آن جز جیفۂ    جیفہ را پیش سگان انداختیم
داشتیم بر پشت خود بار گران    شکر حق بار گران انداختیم
ما ز قرآن بر گزیدیم مغز را    پوست را پیش سگان انداختیم
تخم اقبال و سعادت تا ابد    از زمین تا آسمان انداختیم
خرقۂ و سجادہ و تسبیح را    در خرابات روان انداختیم
جُبّہ و دستار علم قیل و قال    جملہ در آب روان انداختیم
ما بساط عشرت ز ذوق و صفا    در سرائے لامکان انداختیم
از کمانِ شوق تیر معرفت    راست کردہ بر نشان انداختیم
خوب گفتی شمس تبریزی سخن    رمز بر اہل روان انداختیم

عزم آن دارم کہ مہمانت کنم    جان و دل اے دوست قربانت کنم
اگر یقین دانم کہ بر من عاشقے    از جمالِ خویش حیرانت کنم
گر تو افلاطون و لقمانے بعلم    من بیک گفتار نادانت کنم
بر سرِ گنج تو مارے خفتۂ    ہمچو مارے خفتہ پیچانت کنم

کوہ قافت را بسازم طوطیا    آب دارم چرخ گردانت کنم
خوش بگفتی شمس تبریزی سخن    دفترِ اِسرار دیوانت کنم

اے بردہ بغارت دِل بیمار غریبان    فرما بکرم چارہ و تیمار غریبان
بر حال غریباں ستم دیدہ نظر کن    انہار بیندیش ز انہار غریبان
زان غمزہ بپرس آخر از حال دل ریش    چندین چہ کشی تیر بآوازہ غریبان
بگذر ز غریبان بہر سوی ز سیلاب    راہ است ندہد دیدۂ خونبار غریبان
از آہ سحر نالہ شبگیر عذر کن    کاید ز درون دل بیمار غریبان
جز توبہ کے نالم کہ بجز تو نتوان یافت    مقصود دِل خستۂ غمخوار غریبان
روزے کہ کنی میل بجان گاہ تجلی    آن روز نگر گرمی بازار غریبان
سیلاب نظر دامن اصحاب بگیرد    ہر جاکہ نخواہد از اشعار غریبان
از شمس غریب این سخن تازہ نگہدار    در پای دِل خستہ خونخوار غریبان

عاقل صادق بیا عاشق یکتا بہ بین    غرہ مشو در جہان دِلبر زیبا بہ بین
گفتِ نبی را بنوش راہ ولی را برو    عالم فانی گذار وصاحت بالا بہ بین
کشتئ فکرت بران تا بمحیط کمال    غوطہ معنٰے بخور گوہر دریا بہ بین
گوہرِ دریا علی است ناظر اشیاء علی است    دیدۂ باطن کشا عالم اشیاء بہ بین
عالم اشیاء علی است ہادی موسٰی علی است    والی قرآن علی است ایندم و آنجا بہ بین
بحر سخاوت علی است کان ہدایت علی است    شاہ ولایت علی است زبدۂ مینا بہ بین
سورۂ رحمٰن علی است والی قرآن علی است    آئینہ یزدان علی است ایندم آنجا بہ بین
خضر مقدر علی است شاہ مؤخر علی است    بر ہمہ سرور علی است عینک آنہا بہ بین
عرش برین جائے اوست کتف نبی پای او    نور وے از رائے اوست دیدۂ بینا بہ بین
گوہر دریا علی است بر ہمہ اشیاء محیط    دیدۂ باطن کشا قدرت علی بہ بین
آدم و حوّا علی است عیسٰے و مریم علی است    سر نبوت علی است مملکت علی بہ بین
برتر علی علی است افسر مولا علی است    واحد گویا علی است غائب و پیدا بہ بین
غائب و حاضر علی است کشتی طوفان علی است    گنج نہانی علی است در نظر ما بہ بین
نور کما ہی علی است لطف الٰہی علی است    امرہ ناہی علی است دُر شود انجا بہ بین
شاہ شریعت علی است ماہ طریقت علی است    حق بہ حقیقت علی است ازدم احیاہ بین
بیخ ہوا را برکن از دلت اے مردِ دین    راہِ بقا را بہ بیں جنت حورا بہ بین

ہر کہ نداند علی کافر مطلق بود   گر تو بدانستہ حق بہ دل ما بہ بین
شمس بہ تبریز دید مفخر انوار او   ور تو نہ دیدی بیا حضرت اعلی بہ بین

کابل صادق بیاد امق عذرا بہ بین   کشتہ راہ جفائے سرو پا را بہ بین
دور کن از قلب خویش کبر وہوا وہوس   در تتق معرفت شاہد رعنا بہ بین
قول نبی گوش کن پیرو کرار شو   منزل دنیا گذار وصلت بالا بہ بین
دورق تدبیر را جانب عماں ببر   در ریگ دریا شود مولود لالہ بہ بین
لولوئ لالہ علی است در صدف معرفت   چشم دلت باز کن جام مصفا بہ بین
صالح و یحییٰ علی است نوح و مسیحا علی است   یونس وسعیا علی است سامع و بینا بہ بین
ذاکر سبحان علی است سرور مردان علی است   آیت ایماں علی است خالق ہر جا بہ بین
باطن و ظاہر علی است میر تبر اعلی است   در ہمہ جاہا علی است سامع و بینا بہ بین
بدر ظہورم علی است نفخہ صورم علی است   شاہِ غفورم علی است کوری اعما بہ بین
جان جہانے علی است گوہر کانے علی است   آنچہ تو دانی علی است لفظ معما بہ بین
ہست بتوریت نام خوشش ایلیا   باز بانجیل آن جملہ بلبلہا بہ بین
ابن عم مصطفا زوج بتول گزیں   در خور بالائے او خلعت لولا بہ بین
باطن و ظاہر علی است غائب و حاضر علی است   قادر ناصر علی است سہر خدا را بہ بین
از دِل وجانِ دہان شمس الدین   گفت قلندر شنو قُدرت علی بہ بین

صوفیاں گر بہشت مے طلبند   ذِکر شاں لا الٰہ اِلاَّ ہُو
مالک الملک لا شریک لہٗ   واحدہٗ لا الٰہ اِلاَّ ہُو
یک درخت است درمیان بہشت   میوہ اش لا الٰہ اِلاَّ ہُو
مصطفیٰ یافت در شب معراج   خلعتش لا اِلٰہ اِلاَّ ہُو
طوق لعنت فگند بر ابلیس   ضربتش لا اِلٰہ اِلاَّ ہُو
شمس تبریز گر خُدا طلبی   خوش بگو لا اِلٰہ اِلاَّ ہُو

## غزل از دیوان حضرت شمس تبریز قدس سرہٗ مزار مُلتان

اے شاہِ شاہان جہان اللہ مولا نا علیؑ   اے نورِ چشم عاشقان اللہ مولانا علیؑ
حمد است گفتن نام تو اے نور فرخ نام تو   خورشید ماہ ہندوی تو اللہ مولانا علی
خورشید مشرق خاورے در بندگی بستہ کمر   ماہ ہست غلام نیک تو اللہ مولا نا علی

خورشید باشد ذرهٔ از خاکدان کوی تو
دریائے عمان شبنم الله مولانا علی
موسیٰ عمران در غرت بنشسته ید در کوه طور
داؤد سے خواند زنور الله مولانا علی
آدم کہ نور عالم ہست عیسیٰ علیہ السلام کہ مریم است
در کوئے منقبت درہم ہست الله مولانا علی
داؤد را آہن چو موم قدرت نموده کردگار
زیرا بدل اقرار کرد الله مولانا علی
آن نور چشم انبیاء احمد کہ بود بدر الدجیٰ
بگفت در گفتہ ولی الله مولانا علی
قاضی و شیخ و محتسب دارد بدل بغض علی
ہر سہ شدند از دین بری الله مولانا علی
شاہم علی مرتضیٰ بعدش حسن نجم السما
خوانم حسین کربلا الله مولانا علی
آن آدم آل عبا دانم علی زین العبا
ہم باقر و صادق بگو الله مولانا علی
موسیٰ کاظم ہشتمین باشد امام رہنما
گویم علی موسیٰ رضا الله مولانا علی
مولا تقی مولا نقی در مہر او عیدی بخوان
یا عسکری ہادی بگو الله مولانا علی
مہدی سوار آخریں بر خصم بکشاید کمان
خارج زدود زمین الله مولانا علی
تخم خوارج در جہان ناچیز تا پیدا شود
آن شاه چون پیدا شود الله مولانا علی
دیو پری و اہرمن اولاد آدم مرد و زن
دارند این سرور دین الله مولانا علی
دانندهٔ را ز ہمہ انجام آغاز ہمہ
اے قدر الله قدر ہو الله مولانا علی
وحش و طیور و انس جان بفرمانت روان
داری تو فضل بیکران الله مولانا علی
تو حاکم ہفت اختری ہم سالکان را رہبری
ہم مومنان را غم خوری الله مولانا علی
احسان ز تو ارکان ز تو برہان ز تو ایمان ز تو
ہم روح ریحان ز تو الله مولانا علی
ہم انبیا گویا ز تو ہم اولیا دانا ز تو
ہم عارفان شیدا ز تو الله مولانا علی
خواہی کہ یابی زندگی بشتاب اندر بندگی
تا بخشدت زیبندگی الله مولانا علی
شمس عظیم و اعظم است غفار فرد عالم است
مولائے حق آدم است الله مولانا علی
پاک منزه از صفات ہم ہو گشته او بذات
داده زکوات اندر صلات الله مولانا علی
سبحان حی لاینام پیدا ازو ہر صبح شام
حج و نماز است صیام الله مولانا علی
رزاق رزق بندگان مطلوب جملہ طالبان
مامور امر کن مکان الله مولانا علی
سلطان بے مثل نظیر بے ہمسر و بے وزیر
دارنده برنا و پیر الله مولانا علی
دارندهٔ لوح قلم پیدا کند خلق از عدم
میر عرب فخر عجم الله مولانا علی
سر دفتر ہر انجمن علامهٔ صحبت کن
آن پر دل دشمن شکن الله مولانا علی
ہم مومنان و مومنات وحش و طیور ہم نباتات
مقصود کل کائنات الله مولانا علی

اشجار کوه و بحر بریم آسمان اندر نظر
تسبیح گویندش بفر الله مولا علی
اے بنده شیرین زبان از دیو اگر مانی زبان
هردم بگو الصدق جان الله مولانا علی
اے شمس دین جا تاز جان در معانی برفشان
تا آیدت در گوش جان الله مولانا علی

غزل از دیوان حضرت سید میر شمس الدین سبزواری نبیرہ تبریزی سپاہ شمس الدین عراقی اور میر شمس الدین عراقی اور شاہ شمس الحق تبریزی اور حضرت شمس پرند اور سید شاہ قاسم انوار آنجناب کے القاب ہیں اسلئے عوام الناس کو اشتباہ گذرا ہے حضرت شمس الدین کے کلام پاک سے آپ کا مذہب طریقہ اور ارادت صادق اور ہر ایک مقام مذکورہ بالا پر آپ کا جانا اثبات ہے آپ کے دو پسر ہوئے کیمیا خاتون شہر قونیہ میں لاولد فوت ہوئے اسلئے لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ آپ کی اولاد نہیں ہوئی آپکے فرزند ارجمند مرتبہ بلند سید نصیر الدین محمد و سید علاء الدین احمد شکر بار سبزوار میں متولد ہوئے ◆

## غزل از دیوان حضرت شاہ شمس الدین قدس سرہ

اے دستۂ گل مرحبا از بوئے ریحان آمدی
جان عالم را نوئی از عالم جان آمدی
عیسے غلامم در گہت موسے بصیره در رہت
رفرف شده جولاں گہت تا تو بمیدان آمدی
کرده خلیل چاکری موسی بجاں فرمان بری
کز عالم پیغمبری محبوب خوبان آمدی
دنیا نه زیبد جائے تو در مسند بالائے تو
آن عرش خاک پائے تو گنج بویران آمدی
خصم نافرمان تو زد سنگ بر دنداں تو
خنده شد یکبار تو پر خون دنداں آمدی
اے شمس حسینی با صفا میگو تو نعت مصطفے
زیرا که در بستان او تو مرغ خوش خوان آمدی

تعمیر روضہ انور حضرت شمس تبریز کی جو اول ہوئی وہ سنہ ۶۷۷ ہجری میں سید احمد شکر بار اور میر حاجی صدر الدین اور شاہزادہ محمد جو بغدادی سے آنجناب کے ہمراہ آیا ان تینوں صاحبوں نے پہلے سفید روضہ بنایا تھا اور تعمیر دیگر سید صفدر علی شاہ کے زمانہ میں ہوئے آنجناب حضرت کے دروازہ پر یہ اشعار تحریر ہیں جو ذیل میں درج ہیں سنہ ۱۱۹۴ ہجری میں دوسری تعمیر ہے ◆

حکم بنائے روضہ شد از درگاہ لم یزل
گشت ارشاد بہ چہارگاہ درویشان ولی
بود زلف ما تسعین احد ہجری
کہ کرد بسم الله تاریخ منت موجودے
تعمیر خانقاہش روضہ دریافت جلی
حمد مولوی در عہد حیات میر صفدر علی
یکہزار و یک صد نود چہار ہجری
کہ پر دُر شد این نامہ ابیات قلندری

سال وفات سنہ ۶۷۵ ہجری و تعمیر اول سنہ ۶۷۷ ہجری تعمیر دیگر سنہ ۱۱۹۴ ہجری ملتان سید پیر شاہ شمس الدین سبزواری نبیرہ تبریز کی ولادت باسعادت بمقام سبزوار شہر جو عراق عجم میں ہے [illegible]

تیس میل کے فاصلہ پر ہے روز تولد جمعہ ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۵۶۰ھ ہجری عہد حکومت بادشاہ محمد یادگار مرزا آنحضرت کی والدہ صاحبہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت سید شاہ قاسم انوار آذری تھا اور اسم والد بزرگوار سید صلاح الدین محمد نوربخش تھا اور حضرت مولانا شمس الدین کی شادی جناب بی بی حافظ جمال بنت سید جلال الدین ابن سید علی سلام الدین ابن سید عبدالمومن بادشاہ آنحضرت سید شمس الدین کی دو فرزند ارجمند متولد ہوئی سید نصیر الدین محمد و سید علا الدین احمد شکر یار زندہ پیر آنجناب سنہ ۶۰۰ھ ہجری میں ترک اطفال کر کے بمقام تبریز تشریف لیگیے تھے ۔

تاریخ تولد سید نصیر الدین محمد روز پنجشنبہ ۱۲ رجب سنہ ۵۸۸ھ ہجری والدہ آپکی بی بی حافظ جمال والد حضرت پیر شمس الدین عمر ۹۴ برس تھی روز وفات سہ شنبہ ۲۱ ماہ رمضان سنہ ۶۸۲ھ ہجری عہد بادشاہ محمد سلطان لقب خان شہید در قلعہ لاہور زیر تخت تہ خانہ مزار پر انوار زیارت گاہ خلائق ہے اور آپ کے دو فرزند عقاب تھے سید کمال الدین پسر کلان و سید شہاب الدین پسر خورد تھے اور ان ہر دو برادران کی شادی اپنے چچا پاک کے دختروں سے سبزوار میں ہوئی انکے اسما شریفہ یہ ہیں بی بی نور الانوار و بی بی مطلع انوار بنت سید شاہ عبدالحسین ابن سید صلاح الدین محمد نوربخش تاریخ ولادت سید کمال الدین یوم چہار شنبہ ۱۸ ماہ ذالحجہ سنہ ۶۲۲ھ ہجری بمقام سبزوار اسم والدہ صاحبہ مطلع انوار عہد محمد خوارزم شاہ روز وفات روز جمعہ ۱۷ شوال سنہ ۷۱۵ھ ہجری بمقام روضہ انور بلدہ دیبل نگر ٹھٹھہ عہد قطب الدین عقاب سید کمال الدین آپ کے پانچ پسر تھے سید جلال الدین و سید صلاح الدین و سید زین العابدین و سید خیر الدین و سید جمال الدین تاریخ تولد سید جلال الدین ابن سید کمال الدین سبزواری ---- روز سہ شنبہ ۴ ربیع الاول سنہ ۶۴۲ھ ہجری بمقام سبزوار عمر شصت برس روضہ انور بمقام بلدہ دیبل ملک سندھ عہد قطب الدین ایبک سنہ ۷۴۲ھ ہجری صاحب اولاد ہیں سید صلاح الدین ابن سید کمال الدین تاریخ تولد پنجشنبہ ۱۲ رجب سنہ ۶۴۵ھ ہجری میں بمقام سبزوار عمر نوے سال وفات بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھہ روز جمعہ ۱۷ ماہ صفر سنہ ۷۳۵ھ عمر نوے برس عہد حاکم عالی یہ صاحب بھی صاحب اولاد ہیں انکی نسل پنجاب میں بسیار ہے روضہ انکا نگر ٹھٹھہ میں ہے ۔

سید زین العابدین ابن سید کمال الدین سبزواری انکی تاریخ تولد بمقام سبزوار روز دوشنبہ دو ماہ رجب سنہ ۶۴۸ھ عمر ۸۳ برس انکی وفات بمقام بلدہ دیبل روز چہار شنبہ سنہ ۷۳۱ھ ہجری عہد حاکم عالی روضہ انور بمقام نگر ٹھٹھہ سید شاہ خیر الدین ابن سید کمال الدین سبزواری تاریخ ولادت سید خیر الدین بمقام سبزوار انکی تاریخ ولادت روز پنجشنبہ ۲۱ ماہ شوال سنہ ۶۵۲ھ ہجری عمر ۸۱ برس روز وفات جمعہ ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۷۳۳ھ ہجری بمقام وفات سکھر کتہ روضہ انور سبز گنبد شاہ خیر الدین سبزواری زیارت گاہ عالم ہے آپ کی اولاد تین ہوئے آپ جلیل القدر کامل بزرگ تھے ان حضرات کے کمالات ملفوظا کمالیہ ہیں لاتعد ہیں اس فقیر نے صرف تاریخ تولد رحلت کی نقل کی ہے خوف تطویل سے اسی پر اکتفا کیا ہے مختصر حالات سادات عظام سبزواری کی درج کتاب ہذا کیے گئے ہیں ۔

سید جمال الدین ابن سید کمال الدین سبزواری انکی تاریخ ولادت ۹ ماہ ربیع الاول ۶۵۵ھ ہجری میں روز دوشنبہ بمقام سبزوار روز وفات جمعہ ۲۷ صفر ۷۴۲ھ عمر ۸۷ برس روضۃ الانوار بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھہ حاکم وقت فیروز شاہ سید حافظ علی ابن سید زین العابدین ابن سید کمال الدین ابن سید نصیر الدین محمد ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی سید حافظ علی کی تاریخ تولد روز چہار شنبہ پانچ ماہ جمادی الثانی ۶۸۰ھ ہجری میں بمقام تولد بلدہ دیبل نگر ٹھٹھہ مشہور روز وفات پنجشنبہ ۱۷ ماہ شعبان ۷۵۶ھ ہجری عمر ۷۶ برس مزار شریف اندر سید شاہ خیر الدین بمقام سکھر کنہ میں موجود ہے انکے پسر سید جعفر علی وابن حافظ علی انکی تاریخ تولد روز سہ شنبہ بمقام نگر ٹھٹھہ ۷۱۴ھ ہجری ۸۱ برس روز جمعہ پانچ ماہ رمضان ۷۹۵ھ ہجری مزار اندر سید خیر الدین بمقام سکھر کنہ میں ہے ✦

سید جعفر علی کے دو پسر تھے سید قمر علی و سید آدم علی سید قمر علی انکی تاریخ تولد بمقام بلدہ دیبل روز ۹ ماہ محرم ۷۱۰ھ ہجری تاریخ وفات چہار شنبہ دو ماہ شوال ۷۸۱ھ ہجری میں عمر ۷۱ برس روضۃ الانوار بمقام لوہار کہ متصل امرت سر اور سید آدم علی ابن سید جعفر علی انکی تاریخ تولد ۲۵ رمضان روز جمعہ ۷۴۵ھ ہجری عہد نظام الدین جام روز وفات پنجشنبہ ۱۵ ذی الحجہ ۸۲۷ھ ہجری عمر ۸۲ برس روضۃ الانور بہ ٹکڑے آدم شاہ متصل سکھر ملک سندھ ہے دو فرزند سید آدم علی شاہ کے پانچ پسر تھے سید عارف شاہ و سید معروف شاہ انکے روضۃ الانور بھی ٹکڑے آدم شاہ پر موجود ہیں تین روضہ ہیں دو میل سکھر سے ٹکڑے آدم شاہ کا فاصلہ ہے ✦

سید کمال الدین ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری سے جب ۶۶۵ھ ہجری میں تشریف لائے شہر ملتان میں اپنے جد بزرگوار حضرت سید شاہ شمس الدین سبزواری کی خدمت میں رہے بعد چند عرصہ کے آنحضرت نے تمام اولاد کو آپ فیض سے فیضیاب فرماکر دعوت اسلام کیلئے رخصت فرمایا تھا سید کمال الدین سبزواری معہ پانچ فرزندوں کے ملک سندھ بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھہ میں باجازت سید شاہ شمس الدین تبریز وہاں تشریف لے گئے تھے اور سیّد شہاب الدین معہ ہفت فرزنداں ملتان سے بمقام قتل شاہ اور بمقام نم ہتول ضلع ہزارہ میں کوہ ہمالیہ کے دامن میں سکونت پذیر ہوئے اول سیّد کمال الدین سبزواری کی اولاد کا ذکر یہ فقیر عرض کرتا ہے اور بعد سید شہاب الدین شہید از زہر اور انکے سات فرزندوں کا احوال عرض کریگا ✦

سیّد کمال الدین ابن سید نصیر الدین محمد ابن سیّد شاہ شمس الدین مدفون ملتانی ✦

سید کمال الدین کے پانچ پسروں کے تین صاحب اولاد ہوئے ہیں انکی اولاد کے تین فرع ہیں

فرع اول سیّد جلال الدین ابن سید کمال الدین سبزواری ✦

سید جلال الدین انکی پسر سید رکن الدین انکے پسر سید صادق علی انکے پسر سیّد شمس الدین انکے پسر سیّد حافظ علی انکے پسر سیّد فتح شاہ انکے پسر سیّد کمال شاہ انکے پسر سید شاہ محمد انکے چار

پسر سید بڈن شاہ و سید نور شاہ و سید فاضل شاہ ہر سہ لاولد و سید باقر شاہ انکے پسر سید دسوندی شاہ انکے پسر سید نتھن شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ انکے چار پسر سید نعمت علی و سید قاسم علی و سید ہر دو لاولد و سید ہاشم علی و سید سید علی انکے پسر سید تلک شیر موجود و سید ہاشم علی انکے پسر سید نبی بخش و سید محمد شاہ موجود بمقام پتورا ہر پرگنہ کپورتھلہ ضلع جالندہر ◆

فرع دوئم سید صلاح الدین ابن کمال الدین انکے پسر سید محب علی انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید مظفر علی انکے پسر سید حیدر شاہ انکے پسر سید شاہ اللہ دین انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید شاہ حسین انکے پانچ پسر سید مرتضی لاولد و سید مصطفےٰ شاہ و سید عبد الفتاح و سید سید علی و سید ولی محمد سید مصطفےٰ شاہ ابن سید شاہ حسین انکے تین پسر سید شریف شاہ و سید جان محمد یہ ہر دو لاولد و سید خان محمد تیسرا پسر انکے پسر سید محمد شاہ انکے تین پسر سید نظام شاہ و سید امام شاہ یہ دو لاولد و سید مومن شاہ انکے پسر سید فتح شاہ انکے دو پسر سید شاہ حسین و سید علی شیر سید شاہ حسین انکے چار پسر سید غلام رسول و سید بدر الدین و سید محمد شاہ و سید سید محمد ہر چہار موجود سید محمد کے پسر سید ثابت علی موجود بمقام پھرور پرگنہ گھمائیں ریاست پٹیالہ ◆

اور سید علی شیر بن سید فتح شاہ انکے تین پسر سید فتح محمد و سید فرزند علی و سید شاہ نواز انکے پسر چار فرزند سید عطا حسین و سید اکبر حسین و سید شریف حسین و سید دلاور حسین ہمہ موجود بمقام پھرور و سید فرزند علی انکے پسر سید محمد اکبر موجود پھرور و سید فتح محمد انکے پسر سید جعفر حسین موجود پھرور سید عبد الفتاح ابن سید شاہ حسین بالا انکے چار پسر سید احمد شاہ لاولد و سید محمد شاہ و سید چھجو شاہ و سید محمود شاہ ◆

و سید محمد شاہ انکے پسر حیات شاہ انکے پسر خواجہ محمد لاولد سید چھجو شاہ انکے پسر سید فتح علی انکے پسر سید عزیز علی انکے پسر سید حفیظ علی لاولد سید محمود شاہ انکے پسر سید پربت شاہ لاولد و سید اسماعیل شاہ انکے پسر سید زمان شاہ لاولد و سید وڈا شاہ انکے چار پسر سید غالم علی شاہ و سید محسن علی شاہ و سید خضر علی شاہ ہر سہ لاولد و سید محکم شاہ چوتھا انکے تین پسر سید غلام حیدر و سید حسن علی و سید جیوی شاہ انکے پسر سید بلند شاہ موجود مقام پھرور سید حسن علی انکے پسر سید قاسم علی موجود پھرور و سید غلام حیدر انکے پسر سید کاظم علی موجود بمقام پھرور تحصیل گھمایوں ریاست پٹیالہ ◆

سید سید علی بن شاہ حسین انکے پسر سید نتھن شاہ انکے پسر سید نادر علی انکے چار پسر سید فضلکریم و سید شرف علی و سید تابع حسین و سید تابع حسن سید فضلکریم انکے تین پسر بڈھن شاہ لاولد سید سردار علی و سید غلام حسن و سید سردار علی انکے پانچ پسر سید اصغر علی و سید مراد علی و سید امداد علی و سید اکبر علی و سید نادر شاہ ہمہ موجود بمقام تیپلہ تھانہ مرداں پور تحصیل راجپورہ ریاست پٹیالہ سید غلام حسن بن سید عبد الکریم انکے چار پسر سید قاسم علی و سید علی نواز و سید تصدیق حسین و سید برکت علی ہر چہار موجود بمقام تیپلہ سید برکت علی انکے تین پسر سید حسن علی و سید وزیر علی و سید نصیر علی ہر سہ موجود بمقام شاہ پور افلوہ ریاست نابھہ سید شرف علی بن

نادر علی سید شرف علی انکے تین پسر سید حسین شاہ لاولد و سید سلطان علی و سید سید علی انکے تین پسر سید حسن علی و سید علی حسن و سید محمد اکبر و سید ولایت علی ہر چار موجود بمقام سرل علاقہ راجپور ریاست پٹیالہ سید سلطان علی انکے تین پسر سید عطا محمد و سید علی محمد و سید خیر علی ہر سہ موجود شاہ پور پرگنہ اغلوہ ریاست ناہیہ اور سید تابع حسین بن سید نادر علی انکے پسر سید محمد بخش انکے تین پسر سید نظام الدین و سید کبیر الدین یہ ہر دو لاولد تیسرا سید علی شاہ انکے پسر سید فتح علی موجود شاہ پور اغلوہ ریاست ناہیہ

و سید تابع حسن بن نادر علی انکے دو پسر سید نجف علی و سید حسن علی انکے پسر سید بہادر علی انکے پسر سید امیر حسن موجود بمقام ڈوڈیانہ متصل انبالہ سید نجف علی انکے پسر سید شمس الدین انکے پسر سید امیر حیدر موجود بمقام نیپلہ ریاست پٹیالہ ✦

سید ولی محمد ابن سید شاہ حسین مذکورہ بالا سید ولی محمد انکے چار پسر سید عظیم شاہ لاولد و سید شاہ علی و سید امیر شاہ و سید محمد شاہ سید شاہ علی انکے پسر سید امام شاہ کل لاولد و پسر امیر شاہ انکے پسر غلام مرتضی لاولد اور سید امیر شاہ انکے چار پسر سید فرمان شاہ و سید شاہ جیو و سید زند علی و سید سید علی ہر چار لاولد و سید محمد شاہ بن سید ولی محمد انکے دو پسر سید نصیب شاہ و سید نور شاہ انکے دو پسر سید لعل شاہ و سید بدر الدین ہر دو لاولد سید نصیب شاہ انکے تین فرزند سید نظام دین و سید دولت شاہ یہ ہر دو لاولد تیسرا سید محبوب شاہ انکے تین پسر سید حسن شاہ سید حسین شاہ ہر دو لاولد و سید بہادر شاہ تیسرا پسر انکے پسر سید اکبر شاہ انکے پسر نادر شاہ موجود بمقام رلے پور علاقہ رلے کوٹ ضلع لدہانہ ✦

دو فرع اول سید کمال الدین ابن سید نصیر الدین سید شاہ شمس الدین سبزواری نیز تبریزی کی اولاد کی جو دو فرع قلیل تھیں وہ لکھدے دئے اور فرع سیوم فرزند سید کمال الدین سبزواری کی جسکا نام سید زین الدین یہ سید زین العابدین ہے انکی نسل کثرت سے ہے سید زین العابدین ابن سید کمال الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری نیز تبریزی مدفون ملتان سید زین العابدین انکے پسر سید حافظ علی انکے دو پسر سید قمر علی لاولد انکا روضہ انور بمقام لوہاکہ کلاں ضلع امرتسر میں موجود ہے فرزند دوسرا سید جعفر علی انکے پسر سید آدم علی شاہ انکے پانچ فرزند تھے سید عارف علی و سید معروف شاہ و سید ابراہیم شاہ یہ صاحب سیر سرا اولد ہیں سید عارف علی و معروف شاہ کا روضہ انور سکھر سندھ سے دو میل کے فاصلہ پر ٹکری آدم شاہ پر مشہور ہے اوس پہاڑی پر تینوں باپ بیٹوں کا تین روضہ موجود ہیں اور سید ابراہیم کا روضہ تیلم کہای ضلع فیروز پور میں موجود ہے یہ ہر سہ بزرگ کامل الکمل گذرے ہیں انکی کرامات کا احوال اس فقیر نے نقل نہیں کیا باعث طول کے اور سید عنایت اللہ شاہ و سید شمس الدین اونکی اولاد ہے سید شمس الدین ابن سید آدم علی شاہ انکے دو پسر سید فتح شاہ و سید لدہن شاہ انکے دو پسر سید نور محمد و سید شاہ محمد سید نور محمد انکے پسر سید فرمان شاہ انکے پسر سید اورنگ شاہ انکے دو پسر سید مراد شاہ و سید مکرم شاہ انکے پسر سید عالم شاہ انکے تین پسر سید امام علی و سید دلدار شاہ و سید

سُرخ شاہ انکے چار پسر سید محسن شاہ و سید مبارک شاہ ہر دو لاولد و سید حاجی شاہ و سید نواب شاہ انکے چار پسر سید علی شاہ و سید جیون شاہ و سید ولایت شاہ و سید احمد شاہ ہر چار موجود بمقام باؤ پور جٹاں +

سید حاجی شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید شیر شاہ موجود بمقام باؤ پور جٹاں تحصیل و ضلع گورداسپور سید عطر شاہ ابن سید عالم شاہ انکے پسر سید نو بہار شاہ انکے پسر سید مراد شاہ انکے پسر سید کرامت علی موجود بمقام باؤ پور جٹاں +

سید امام علی بن سید عالم شاہ انکے دو پسر سید شجاعت علی و سید جماعت علی سید شجاعت علی انکے پسر سید نواب شاہ برسہ موجود بمقام بونالہ سٹیالہ تحصیل ضلع امرت سر +

سید مراد شاہ ابن سید اورنگ شاہ انکے پسر سید شاہ انکے تین پسر تراب شاہ و سید الٰہی شاہ و سید دسوندی شاہ سید تراب شاہ انکے پسر سید الف شاہ انکے پسر سید برکت علی موجود بمقام اودفتہ +

و سید الٰہی شاہ انکے پسر سید امام شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ موجود بمقام اودفتہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ و سید دسوندی شاہ انکے پسر سید حسین شاہ انکے دو پسر سید شیر شاہ و ہر شاہ موجود بمقام اودفتہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ پنجاب +

سید لدہن شاہ انکے پسر سید نور محمد انکے پسر فرمان شاہ انکے پسر سید اورنگ شاہ انکے پسر مراد شاہ انکے پسر سید فتح شاہ و سید امیر علی و سید ولایت شاہ و سید گلاب شاہ انکے دو پسر سید علی شاہ لاولد سید تراب علی انکے دو پسر ملک شاہ لاولد و الف شاہ انکے تین پسر برکت علی و صادق علی و ارادعلی برکت علی انکے تین پسر صفدر حسین و عاشق حسین یہ موجود اودفتہ سید ولایت شاہ انکے پسر امام شاہ انکے پسر چراغ شاہ موجود و سید امیر علی انکے پسر امام علی انکے چار پسر ولایت شاہ ہدایت شاہ جماعت علی و شجاعت علی انکے پسر نواب شاہ موجود شاہ بتانہ و سید فتح شاہ انکے پسر دسوندی شاہ انکے پسر ننھے شاہ انکے تین پسر حسین علی و سوہنے شاہ ہمہ موجود اودفتہ حسین علی انکے دو پسر شہر شاہ مہر شاہ موجود سید فتح شاہ ابن سید شمس الدین ابن سید آدم علی ابن سید جعفر علی ابن سید حافظ علی ابن سید زین العابدین ابن سید کمال الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری مدفون لاہوری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری الملقب بہ شمس تبریز مدفون ملتانی یہ سادات خاندان شمسیہ عالیہ جملہ سبزواری مشہور ہیں و اسماعیلیہ ہیں +

# سلسلہ نسب سادات موضع لوہارکہ کلاں ضلع امرت سر

سید فتح شاہ ابن سید شمس الدین انکے دو پسر سید شاہ الہ بخش و سید جلال الدین و سید فتح شاہ کے بھائی لدہن شاہ کی اولاد کی نسبت کا اوپر بیان ہوا اور اب سید فتح شاہ کی اولاد کے دو فرع ہیں اول سید جلال الدین انکے دو پسر سید فقیر علی شاہ و سید ابراہیم شاہ انکے پسر سید صادق علی انکے دو پسر سید روشن علی و سید نظر علی انکے

پسر سید حسین شاہ انکے دو پسر حسن علی و سید فیض علی انکے تین پسر سید احمد علی و سید شاہسوار و سید علی محمد ہر سہ موجود بمقام لوہار کہ +

و سید حسن علی انکے تین پسر محمد شاہ و سید کرم شاہ و سید امیر شاہ ہر سہ موجود بمقام لوہار کہ +

سید روشن علی بن صادق علی انکے دو پسر سید مرتضیٰ شاہ و سید ننھو شاہ سید مرتضیٰ انکے پسر سید ولایت شاہ انکے تین پسر سید دولت شاہ و سید امیر شاہ و سید مدد علی انکے پسر نشان علی انکے پسر سید لطف شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ موجود بمقام لوہار کہ سید ننھو شاہ بن سید روشن علی انکے پسر سید دیوان شاہ انکے دو پسر سید فتح شاہ لاولد و سید امیر شاہ انکے تین پسر سید حفیظ علی لاولد و سید گوہر شاہ و سید سکندر شاہ انکے پسر سید جماعت علی انکے پسر سید رحمت علی موجود لوہار کہ سید گوہر شاہ انکے شش پسر سید مہر شاہ و سید مہدی شاہ و سید صادق حسین و سید شبیر شاہ و سید الطاف حسین و سید ہدایت شاہ ہمہ موجود لوہار کہ سید فقیر علی شاہ ابن سید جلال الدین ابن سید فتح شاہ فقیر علی شاہ انکے تین پسر سید حسین شاہ و سید صاحب شاہ و سید سلطان شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر تین سید احمد شاہ و سید سچ شاہ و سید عباس علی انکے پسر سید چراغ شاہ انکے دو پسر سید غلام شاہ سید شبیر شاہ انکے پسر سید جمال شاہ انکے پسر دو سید عوض علی و سید ثابت علی انکے پسر سید ثابت علی انکے پسر سید مظفر علی ہر سہ موجود لوہار کہ سید غلام شاہ انکے دو پسر سید بہادر علی و سید تراب شاہ انکے دو پسر سید عطا محمد و سید شاہ محمد ہر دو موجود لوہار کہ سید بہادر علی انکے دو پسر سید قطب شاہ و سید غلام حسین انکے دو پسر سید حسن علی و سید صادق حسین انکے پسر سید جعفر حسین موجود لوہار کہ سید قطب شاہ انکے تین پسر سید حمید شاہ و سید نواب شاہ و سید نور حسین انکے پسر سید غلام حسین موجود بمقام لوہار کہ سید محسن شاہ بن سید محمد شاہ انکے پسر سید حسین علی انکے تین پسر سید ولایت شاہ و سید شجاعت علی و سید قطب علی انکے تین پسر سید حبیب علی و سید نظر علی و سید سردار علی ہر سہ موجود بمقام شہر قصور سید شجاعت علی انکے دو پسر سید مظفر علی و سید شیر علی ہر دو موجود قصور۔ سید ولایت شاہ انکے دو پسر سید روشن علی و سید ننھے شاہ موجود قصور ضلع لاہور۔ سید احمد شاہ ابن سید محمد شاہ انکے پسر سید امام شاہ انکے چار پسر سید مراد شاہ و سید بڈھے شاہ و سید جیوے شاہ و سید مست علی انکے پسر سید عنایت شاہ انکے پسر سید رحمت علی موجود قصبہ ناروال سید جیوی شاہ انکے پسر سید بہار شاہ انکے تین پسر سید وارث علی و سید تراب علی و سید عجائب علی انکے تین پسر سید شجاعت علی و سید عنایت علی و سید ہدایت علی ہر سہ موجود بمقام لوہار کہ سید بڈھے شاہ انکے پسر سید کرم شاہ انکے پسر سید فتح شاہ موجود لوہار کہ۔ سید مراد شاہ بن سید امام شاہ انکے تین پسر سید ملک شاہ و سید الف شاہ و سید امیر علی انکے پسر سید کامل شاہ انکے پسر سید سردار شاہ موجود شاہ موجود لوہار کہ سید الف شاہ انکے دو پسر سید فتح شاہ و سید بہادر شاہ موجود بمقام تہیم علاقہ لودہراں ضلع ملتان سید ملک شاہ انکے دو پسر سید چراغ شاہ و سید سردار شاہ انکے پسر سید نور حسین موجود تہیم ضلع ملتان نسباً سادات لوہار کہ سید فتح شاہ

ابن سید شمس الدین کی ایک فرزند سید جلال الدین کی اولاد کا نسب بیان ہوا ہے اور انکے دوسرے فرزند بزرگ سید شاہ اللہ بخش ابن سید فتح شاہ کی اولاد کا نسب مندرج ذیل ہوتا ہے یہ تمام سادات عظام خاندان شمسیہ عالیہ سے ہیں اور سبزواری کہلاتے ہیں +

سید شاہ اللہ بخش بن سید فتح شاہ مذکورہ بالا انکے پسر سید خضر شاہ انکے پسر سید لطف شاہ انکے پسر سید زین العابدین انکے پسر سید حیدر شاہ انکے دو پسر سید امیر شاہ و سید نور شاہ انکے دو پسر سید چراغ شاہ و سید کرم شاہ انکے پسر سید بہادر شاہ انکے پسر تین سید دسوندی شاہ لاولد و سید عطر شاہ و سید الٰہی شاہ انکے پسر سید حاکم شاہ انکے شش پسر سید ولایت شاہ و سید ہدایت شاہ و سید عنایت شاہ و سید فضل شاہ و سید کرم شاہ و سید نذر شاہ عنایت شاہ انکے پسر سید شرف علی و سید ولایت شاہ انکے پسر سردار شاہ ہمہ موجود بمقام لوہارکہ کلاں اور متفرق مقامات میں رہتے ہیں سید عطر شاہ بن بہادر شاہ انکے تین پسر سید وارث علی و سید محمد شاہ و سید نواب شاہ انکے دو پسر سید فضل شاہ و سید نیاز علی انکے پسر سید ہاشم علی موجود بمقام لوہارکہ سید محمد شاہ انکے داہے شاہ موجود لوہارکہ سید چراغ شاہ ابن سید نور شاہ بالا انکے پسر سخی گلاب شاہ کامل اکمل بزرگ تھے انکے ہزارہا کرامات ظاہر ہوئی مزار پُرانوار آپکے لوہارکہ کے قریب موجود ہے سید گلاب شاہ او نادسخی انکے دو پسر سید دیدار شاہ و سید ابدال علی شاہ باکمال تھے انکے پسر سید لطف شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ لاولد۔

سید دیدار علی شاہ انکے شش فرزند ارجمند تھے سید تیغ علی و سید سید علی و سید شاہدین علی و سید عجائب علی و سید جماعت علی و سید سرخ علی شاہ سرخ ابدال تھے سید تیغ علی انکے پسر سید دسوندی شاہ انکے پسر دو سید برکت علی و سید حرمت علی انکے دو پسر سید مقبول حسین و سید مطلوب حسین ہر دو موجود لوہارکہ و سید علی انکے تین پسر سید شیر شاہ و سید فتح حسین و سید حیدر حسین انکے تین پسر سید شرف حسین و سید بادر حسین و سید صفدر حسین ہر سہ موجود لوہارکہ سید فتح حسین انکے دو پسر سید عاشق حسین و سید علی حسین موجود لوہارکہ و سید شیر شاہ انکے پسر سید خورشید حسین موجود بمقام لوہارکہ سید شاہدین علی انکے چار پسر سید علی گوہر شاہ و سید فضل حسین شاہ و سید فتح حسین و سید حیدر حسین یہ صاحب لاولد سید فضل حسین تحصیلدار کے دو پسر سید غلام حسین و سید شریف حسین ہر سہ موجود بمقام لوہارکہ و سید علی گوہر شاہ انکے تین پسر سید سردار شاہ لاولد و سید مہر شاہ انکے پسر سید برکت علی موجود لوہارکہ و سید صادق حسین انکے پسر سید احمد شاہ موجود لوہارکہ یا کوٹ راہداکشن اپنی زمین انعام میں سکونت پذیر ہیں و سید عجائب علی انکے تین پسر سید انور شاہ و سید عالم شاہ و سید نادر شاہ انکے دو پسر سید لطف شاہ و سید نعمت شاہ موجود بمقام قادرپور سید عالم شاہ انکے تین پسر سید محمد شاہ و سید صادق علی و سید احمد شاہ ہر سہ موجود قادرپور سید انور شاہ انکے تین پسر سید سلطان شاہ و سید عظمت شاہ و سید نور حسین ہمہ موجود بمقام تلواڑہ تحصیل دسوعہ ضلع ہشیارپور سید جماعت علی انکے تین پسر سید خادم حسین و سید صادق حسین و سید رحمت علی موجود سید خادم حسین انکے دو پسر سید تصدق حسین و سید دلاور حسین ہمہ موجود مقام لوہارکہ و سید پیر سرخ شاہ

ابدال انکے دو پسر سید حسین شاہ و سید لعل شاہ انکے دو پسر سید نور حسین و سید میر حسین ہر سہ موجود بمقام جہانبرہ ضلع منٹگمری و سید حسین شاہ انکے فرزند سید مبارک شاہ موجود بمقام لوہارکہ کلاں ضلع امرتسر سب سبزواری سادات اولاد حضرت شاہ شمس تبریز ہیں سید کرم حسین و فضل حسین و نظر حسین ولد سید مبارک شاہ ابن شاہ موجود لوہارکہ سید امیر شاہ ابن سید حیدر شاہ ابن سید زین العابدین ابن سید لطف شاہ ابن سید خضر شاہ ابن سید شاہ اللہ بخش ابن سید فتح شاہ ابن سید شمس الدین ابن سید آدم علی ابن سید جعفر علی ابن سید حافظ علی ابن زین العابدین ابن سید کمال الدین ابن سید نصیر الدین محمد ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی مدفون ملتان ✦

سید امیر شاہ بن سید حیدر شاہ و سید قائم علی انکے تین پسر سید صدر الدین و سید بدر الدین و سید ایوان شاہ انکے چار پسر سید فرخ شاہ و سید محمد شاہ و سید قطب شاہ و سید ولایت شاہ انکے پسر سید سردار شاہ موجود لوہارکہ ✦

سید قطب شاہ انکے دو پسر سید میر حسین و سید حیدر شاہ موجود لوہارکہ و سید بدر الدین انکے تین پسر سید ستار شاہ و سید بہار شاہ و سید عجائب شاہ ہر سہ موجود لوہارکہ و سید صدر الدین انکے دو پسر سید جہان شاہ و سید حسین شاہ انکے پسر سید غلام شاہ انکے پسر سید امام شاہ موجود لوہارکہ سید جہان شاہ انکے پسر سید شجاعت علی انکے تین پسر سید مروت علی لاولد و سید ثابت علی و سید گدا علی انکے دو پسر سید منظور علی و سید ظہور علی موجود لوہارکہ سید ثابت علی انکے دو پسر سید فضل شاہ و سید اقبال شاہ موجود لوہارکہ ضلع امرتسر سید آدم علی شاہ کے ایک فرزند سید شمس الدین کی اولاد کا شجرہ نسب لکھا گیا اور دوسرے فرزند سید عنایت اللہ شاہ ابن سید آدم علی مذکور بالا کا نسب ذیل عرض ہوتا ہے ✦

## سادات عظام سبزواری خاندان شمسیہ عالیہ قصبہ نارووال ضلع سیالکوٹ

سید عنایت اللہ شاہ انکے چار پسر سید ادریس اللہ و سید عزیز اللہ و سید عشق اللہ ہر سہ لاولد بڑے کمال بزرگ تھے ان ہر سہ صاحب کی مزار لکھے جنگل ضلع بردہ میں ہے اور چوتھے سید حبیب اللہ انکی مزار و اولاد قصبہ نارووال میں ہے سید حبیب اللہ شاہ انکے چار فرزند تھے سید منور شاہ لاولد و سید بایزید علی و سید محمد شاہ و سید سلمان شاہ انکے چار پسر سید ابو الفتح و سید شاہ کمال یہ دو لاولد تھے اور سید زین العابدین و سید مشتاق علی انکے سید خضر شاہ انکے دو پسر سید محمد رضا و سید حکیم شاہ انکے تین پسر سید امام شاہ و سید بہادر شاہ و سید عبد اللہ شاہ انکے پسر سید مروت شاہ انکے پسر سید امام بخش انکے دو پسر سید غلام علی و سید جماعت علی انکے پسر سید میراں شاہ موجود نارووال سید غلام علی انکے دو پسر سید رحمت علی لاولد و سید رستم علی انکے دو پسر سید وارث علی و سید عین شاہ انکے دو پسر سید رحمت علی و سید حسین علی موجود نارووال سید وارث علی انکے پسر سید احمد شاہ موجود نارووال سید امام شاہ بن سید حکیم شاہ انکے تین پسر سید سلطان شاہ لاولد و مہتاب شاہ انکے تین پسر سید مراد شاہ و سید ہدایت شاہ و سید وارث علی انکے تین پسر سید نثار شاہ و سید فضل شاہ

نوٹ گوہر شاہ مہتاب شاہ و میراں شاہ موجود ۔

ہر دو لاولد و سید قائم علی موجود مغلانی چک و سید ہدایت شاہ انکے پسر سید قالو شاہ انکے تین پسر سید کالو شاہ انکے تین پسر سید لال شاہ سید رمضان شاہ و سید محبوب شاہ ہمہ موجود بمقام مغلانی چک تحصیل ضلع گورداسپور سید مہتاب شاہ انکے تین پسر سید ہری شاہ و سید ولایت شاہ ہر دو لاولد و صفدر شاہ انکے دو پسر سید نواب شاہ و سید لبھو شاہ موجود مغلانی چک پرگنہ ضلع گورداسپور +

سید بہادر شاہ بن سید حکیم شاہ انکے پسر سید مظفر علی انکے پسر سید حفیظ علی انکے پسر سید مظفر علی انکے پسر سید محمد علی شاہ انکے پانچ پسر سید شمس الدین و سید قطب حسین ہر دو لاولد و سید اصغر علی و سید فیض علی و سید اکبر علی انکے دو پسر سید قلب رضا لاولد و سید گوہر شاہ انکے پسر سید یوسف علی انکے دو پسر سید تقی شاہ و سید فتح شاہ موجود نارووال سید فیض علی انکے دو پسر سید مبارک شاہ انکے پسر نواب شاہ لاولد و سید مشتاق شاہ انکے پسر سید فضل حسین انکے تین پسر سید عاشق حسین و سید دلاور حسین و سید نظر حسین موجود نارووال و سید اصغر علی انکے پسر سید جماعت علی انکے دو پسر سید سید مختار شاہ و سید ملک شاہ سید مختار شاہ انکے پسر ملتان شاہ لاولد و سید ملک شاہ انکے پسر سید سیدہ خفنہ معروف ہے موجود ہے +

## سیّد محمّد رضا بن سیّد خضر شاہ بالا

سید محمد رضا انکے چار پسر سید مصطفےٰ شاہ و سید نور اللہ شاہ و سید مرتضیٰ شاہ و سید شاہ عباس انکے پسر سید باقر شاہ لاولد و سید مرتضیٰ شاہ انکے پسر سید ولی انکے تین پسر سید نبی شاہ بنی شاہ و سید مہر شاہ و ثابت علی ہر سہ لاولد

و سید نور اللہ شاہ انکے تین پسر سید اصغر علی و سید علی احمد ہر دو لاولد و سید محمد شاہ انکے چار پسر سید مراد شاہ و سید مہر علی ہر دو لاولد و سید حاکم شاہ و سید ہاشم علی انکے دو پسر سید سردار شاہ لاولد و سید گلاب شاہ انکے تین پسر سید سکندر شاہ و سید محمد شاہ و سید گدا علی ہر سہ موجود بمقام باہروال پرگنہ شکرگڑھ ضلع نارووال سید حاکم شاہ انکے تین پسر سید شاہ سردار لاولد و سید مہر علی و سید فیض علی انکے پسر سید برکت علی موجود سکھو چک و سید مہر علی انکے پسر سید رحمت علی موجود سکھو چک تحصیل شکرگڑھ ضلع نارووال سید مصطفےٰ شاہ بن خضر شاہ انکے دو پسر سید امیر شاہ بن خضر شاہ انکے دو پسر سید امیر شاہ و سید اسد اللہ شاہ انکے پسر سید فیض علی انکے پسر سید حسن علی انکے پسر سید سکندر شاہ انکے پسر سید جیون شاہ موجود مقام ڈالہ متصل بیرام پور ضلع گورداسپور سید امیر شاہ بن خضر شاہ انکے تین پسر سید فاضل شاہ و سید فیض علی و سید وارث علی انکے پسر سید حسین شاہ موجود سید فیض علی انکے پسر سید یوسف علی انکے پسر سید سید علی انکے پسر سید عبد اللہ شاہ موجود و سید فاضل شاہ انکے دو پسر سید شیر علی لاولد و سید نور علی انکے دو پسر سید ننھے شاہ و سید گھیسیٹے شاہ موجود قصبہ نارووال ہمہ موجود نارووال +

سید زین العابدین بن سید سلیمان شاہ مذکورہ بالا انکے دو پسر سید اسماعیل شاہ سید فتح شاہ انکے پسر سید یار علی انکے تین پسر محب علی سبحان علی سادات نارووال شجر نظم اس نوازش علی کیا ہے یادگار ہے پسر سید شاہ حسین انکے شش پسر سید جہان شاہ و سید ثابت علی و سید اسلام شاہ و سید موسیٰ شاہ و سید بہادر شاہ۔ بہادر شاہ محمد شاہ انکے پسر سید

شاہ نواز امیر علی شاہ انکے دو پسر سید صوبے شاہ نانک شاہ علی احمد و سید حشمت علی انکے پسر سید حرمت علی موجود نارو وال سید نانک شاہ انکے پسر سید شیر شاہ انکے پسر دو سید نبی شاہ و سید جلال شاہ موجود نارو وال۔ و سید سوندی شاہ انکے پسر سید الف شاہ انکے پسر سید سبز علی انکے پسر سید غلام علی انکے پسر سید تراب شاہ انکے پسر سید سوندے شاہ انکے دو پسر غلام علی و سید سبز علی موجود نارو وال و سید اسلام شاہ انکے پسر سید اسد اللہ شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے دو پسر سید حاکم شاہ و سید دیدار علی انکے پسر سید محسن شاہ و سید بہاول شاہ و سید حیدر شاہ انکے چار پسر سید محمود شاہ و سید قاسم شاہ و سید احمد شاہ و سید سلطان شاہ ہر چار موجود بمقام رہیجہ علاقہ لاڑکانہ ملک سندھ سید بہاول شاہ انکے پسر سید محمد شاہ موجود رہیجہ لاڑکانہ سندھ و سید حاکم شاہ انکے دو پسر سید ثابت علی لاولد و سید نجابت علی انکے دو پسر سید حسین علی و سید رسید علی انکے پسر سید سلطان شاہ موجود و سید حسین علی انکے پسر سید نذر حسین عاشق علی ولد امانت علی موجود بمقام چاہ محمد یار آرائیں موضع سمسل پور علاقہ کہرور ضلع ملتان +

سید ثابت علی بن شاہ حسین انکے پسر سید عیسن شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے دو پسر سید حیدر شاہ و سید حسین علی انکے دو پسر سید خرائت علی و سید فتح شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ و سید رحمت علی موجود نارو وال و سید حیدر شاہ انکے تین پسر سید میراں شاہ و سید خیر شاہ و فضل شاہ موجود بمقام کدن بھٹانہ متر تحصیل میلسی ضلع ملتان و سید جہان جہان شاہ بن سید شاہ سید حسین انکے پسر سید رحم شاہ انکے پسر سید معصوم شاہ انکے پسر سید ملتان شاہ انکے دو پسر سید جیوے شاہ و سید نواب شاہ انکے دو پسر سید قائم علی لاولد و سید برکت علی موجود و سید جیوے شاہ انکے پانچ پسر سید عالم شاہ و سید حسین شاہ و سید ملک شاہ بہ ہر سہ لاولد و سید محمد و سید محمد شاہ انکے چار پسر سید شاہ ولایت، و سید شاہسوار و سید جلال شاہ و سید منشی شاہ ہر چار موجود بمقام: ورانگلہ و سید سید محمد انکے تین پسر سید شریف شاہ و سید برکت علی و سید کرامت علی ہمہ موجود بمقام دورانگلہ ضلع گورداسپور سید اسماعیل شاہ ابن سید زین العابدین مذکورہ بالا سید اسماعیل شاہ انکے پسر سید احمد شاہ انکے سہ پسر سید جعفر شاہ اکبر شاہ مظفر شاہ انکے پسر سید ہا علی انکے دو پسر سید چراغ شاہ و سید لشکر علی انکے پسر سید سلطان شاہ انکے دو پسر سید حرمت علی و سید سوندی شاہ موجود قصبہ نارو وال سید چراغ شاہ انکے پسر سید جمعیت علی انکے پسر سید محمد شاہ انکے دو پسر سید پیر شاہ و سید مہر شاہ موجود نارو وال تحصیل رعیہ ضلع گورداسپور سید بازید علی بن سید حبیب اللہ شاہ مذکورہ بالا

سید بازید علی انکے پسر علی اکبر سید حسین علی انکے پسر کرم علی سید کرم شاہ وارث علی اصالت شاہ ولد جعفر شاہ ہر سہ لاولد مہر علی شاہ انکے پسر سید جمال شاہ انکے پسر سید سید ولی انکے پسر گرد علی انکے پسر سید نور علی انکے پسر سید بلند شاہ انکے پسر سید غلام شاہ انکے پسر سید باقر شاہ انکے دو پسر سید خضر شاہ و سید ثابت علی انکے پسر سید لعل شاہ موجود سید خضر شاہ انکے پسر سید موجے شاہ موجود نارو وال +

سید محمد شاہ ابن سید حبیب اللہ شاہ بالا سید محمد شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ انکے دو پسر سید غلام علی و سید حسین علی انکے پسر سید شاہ حسین انکے پسر سید شاہ اللہ بخش انکے پسر سید علی خان انکے پسر سید حیدر شاہ انکے

---

نوٹ مظفر علی نذر علی حسن علی والف شاہ چراغ شاہ بوڑی ولد حسن علی لاولد۔

پسر سید محمد شفیع انکے دو پسر سید اسد اللہ شاہ و سید ننھو شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ انکے پسر امیر شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید گل محمد شاہ موجود ناروال۔ سید اسد اللہ شاہ دو پسر جیوے شاہ و سید حاکم شاہ انکے پسر سید نواب شاہ انکے پسر سید پیارہ شاہ انکے دو پسر سید برکت علی و سید امداد حسین موجود ناروال سید جیوے شاہ انکے پسر سید میرن شاہ انکے دو پسر سید ناصر حسین و سید احمد ساہ موجود ناروال۔ سید غلام علی بن سید محمد شاہ بالا انکے دو پسر سید محمد صالح و سید شمس الدین انکے پسر سید کریم شاہ انکے پسر سید محمود شاہ انکے پسر سید احمد شاہ انکے پسر سید وارث علی انکے پسر سید دیدار علی انکے پسر لدھے شاہ انکے سید میران شاہ انکے پسر سید قلندر شاہ موجود ناروال سید محمد صالح انکے تین پسر سید اصغر علی و سید محمد فاضل شاہ و سید لطیف علیشاہ انکے پسر سید نونگ شاہ انکے پسر سید شبیر شاہ انکے پسر سید قاسم شاہ انکے پسر سید حسن علی انکے پسر سید جعفر شاہ انکے پسر سید عارف شاہ انکے پانچ پسر سید لطف علی و سید ضامن علی و نصرت علی و سید حسین علی و گوہر شاہ ہمہ موجود ناروال۔ سید اصغر علی بن سید محمد صالح انکے دو پسر دوست محمد انکے دو پسر مکرم شاہ و اعظم شاہ لاولد مکرم شاہ انکے تین پسر حسین شاہ فضل علی لطف علی یاسین انکے ابو تراب مہتاب شاہ ہردو لاولد سید محمد زمان و سید صاحب زمان انکے پسر دو سید حیات شاہ و سید نور علی انکے پسر سید محب شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے تین پسر سید بڈھے شاہ لاولد و سوندی شاہ لاولد و سید حسین شاہ انکے پسر سید چمن شاہ موجود ناروال سید حیات شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ انکے تین پسر سید قاسم شاہ و سید عون علی و سید وارث علی ہمہ موجود ناروال۔ سید محمد زمان انکے دو پسر سید امام بخش و سید معظم شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید علی رضا انکے پسر سید ولایت شاہ لاولد و سید امام بخش انکے دو پسر سید درگاہی شاہ و سید چراغ شاہ انکے پسر سید لال شاہ انکے پسر سید حالم شاہ انکے پسر سید سکندر شاہ انکے پسر سید مظفر شاہ انکے ۳ پسر سید ولایت شاہ و سید رحمت شاہ و سید برکت شاہ ہر سہ موجود ناروال۔ و سید درگاہی شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے چار پسر سید ثابت شاہ و سید سلطان شاہ و سید مہتاب شاہ و سید گلاب شاہ انکے پسر سید سوندی شاہ انکے پسر سید مردان علیشاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ انکے پسر سید نقی شاہ موجود ناروال۔ سید مہتاب شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ انکے دو پسر سید ہدایت علی لاولد و سید شبیر شاہ انکے پسر محسن شاہ انکے پسر اکبر شاہ لاولد۔ سید سلطان شاہ انکے تین پسر سید ہاشم شاہ و سید انور شاہ و سید ولایت شاہ انکے پسر سید تیغ علی شاہ انکے تین پسر سید ماہی شاہ لاولد و سید کریم شاہ انکے و سید عظیم شاہ انکے دو پسر ضامن علی و سید امداد علی موجود ناروال و سید کریم شاہ انکے دو پسر سید ناصر علی و سید غلام مصطفیٰ موجود ناروال + سید انور شاہ انکے پسر سید برکت علی انکے تین پسر سید کرامت علی و سید فرمان شاہ و سید محمد شاہ ہر سہ موجود ناروال۔ سید رستم علی انکے تین پسر سید شجاعت علی و سید ہدایت علی و سید ہری شاہ انکے پسر سید خیرایت علی موجود ناروال سید ہدایت علی انکے سید سردار شاہ موجود و سید شجاعت علی انکے دو پسر سید مروت حسین لاولد و سید نواب شاہ انکے پسر سید اکبر علی موجود ناروال سید ثابت شاہ بن جیون شاہ انکے دو پسر سید جیوے شاہ سید شاہ سوار

انکے دو پسر سید محفوظ علی و سید لطف علی انکے پسر سید امداد حسین موجود نارووال و سید محفوظ علی انکے تین پسر سید نصار علی و سید احمد شاہ و سید کاظم علی انکے دو پسر سید بہادر علی و سید فتح علی موجود نارووال سید احمد شاہ انکے پسر سید حامد علی انکے دو پسر سید جعفر شاہ و سید محمد باقر موجود نارووال و سید نصار علی انکے پسر سید مہدی حسین موجود نارووال سید محمد فاضل ابن سید محمد صالح مذکور بالا انکے دو پسر سید مہدی شاہ و سید افضل شاہ انکے پسر سید براتی شاہ و سید انعام شاہ انکے پسر۲ سید وارث علی انکے پسر سید بوٹے شاہ انکے دو پسر سید امام شاہ و سید چراغ شاہ موجود نارووال۔ و سید براتی شاہ انکے پسر سید امام شاہ انکے پسر سید امیر شاہ جماعت علی و سید شاہ علی و سید حیدر شاہ انکے دو پسر رستم علی مراد علی انکے پانچ پسر سید قائم علی تحصیلدار و سید ابراہیم وکیل و سید محمد علی فقیر و سید علی احمد و سید محمد حسین انکے پسر سید سجاد حسین موجود و سید قائم علی انکے دو پسر سید جعفر حسین و سید بشیر حسین موجود نارووال و سید ابراہیم شاہ انکے دو پسر سید بشیر حسین و سید فقیر حسین موجود ہمہ نارووال و سید مدد علی انکے دو پسر عظیم شاہ سید فیض علی و سید وارث علی انکے شش پسر سید فرخ شاہ لاولد و سید احسان علی انکے پسر سید قاسم علی موجود و سید مبارک شاہ انکے پسر یعقوب علی و سید حسین علی انکے پسر سید شاہ علی موجود و سید احمد علی و سید رحمت علی موجود سب نارووال سید فیض علی انکے پسر سید بڈہن شاہ انکے تین پسر سید لدھے شاہ و سید ننھے شاہ و سید لہر شاہ انکے پسر دو سید شمس الدین و سید سلطان شاہ موجود نارووال سید مہدی شاہ بن سید محمد فاضل بالا انکے تین پسر سید محمد علی لاولد و سید عارف شاہ و سید احمد شاہ انکے پسر سید کبیر شاہ انکے پسر سید نان نیک شاہ انکے پسر شیر شاہ انکے دو پسر سید جلال شاہ و بنے شاہ موجود نارووال و سید عارف شاہ انکے پسر سید غلام شاہ انکے تین پسر سید محمد شاہ لاولد و سید فاضل شاہ و سید عالم شاہ انکے پسر سید لطف شاہ لاولد و سید فاضل شاہ انکے تین پسر سید احمد شاہ لاولد و سید ولایت شاہ و سید نادر شاہ انکے پسر سید غلام شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ موجود بمقام محمد پور و سید ولایت شاہ انکے تین پسر سید لعل شاہ و سید محمد شاہ و سید بہادر شاہ انکے پسر سید سردار شاہ ہمہ موجود بمقام محمد پور و اسد اللہ پور تحصیل گوگیرہ ضلع منٹگمری۔ سید کمال الدین سبزواری مدفون نگر ٹھٹھہ ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری مدفون لاہوری بن سید شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتانی کے تمام اولاد کا شجرہ نسب فقیر نے درج کتاب ہذا کر دیا ہے چند کس سادات مقام اودفتہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ والیوں کا باقی رہگیا ہے یہ کمترین وہاں جا نہیں سکا وہ صاحب ملتان وعدہ کر گئے تھے کہ شجرہ نقل کر کے روانہ کرینگے اسلئے امید میں باقی رہیگا ہے سید کمال الدین سبزواری کے برادر حقیقی سید شہاب الدین سبزواری کی اولاد کا نسب یہ فقیر حقیر عرض کرتا ہے +

تاریخ ولادت سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری مدفون ملتانی سید شہاب الدین کی ولادت باسعادت یوم پنجشنبہ مقام سبزواری ۱۶ ماہ شعبان ۶۲۵ سنہ ھ مقام تولد سبزوار تاریخ وفات روز چہارشنبہ ۱۲ رمضان ۷۵۰ سنہ ہجری عمرہ ۱۲۵ سال مزار پر انوار بمقام بھکھلے تم تحول متصل چھاؤنی ایبٹ آباد ضلع ہزارہ سید پیر شہاب الدین کے ہفت فرزند تھے چار صاحب اولاد تھے اور تین زنامرجنتی تھے اسم آپکے

نوٹ دیوان شاہ انکے کامل شاہ فرزند علی جماعت علی کامل شاہ انکے بڈھے شاہ انکے سید محمد و رحمت علی فرزند علی انکے الہی شاہ انکے نواب شاہ ۱۲

نوٹ دیوان شاہ وارث علی انکے پسر ولایت شاہ انکے بوٹے شاہ انکے امام شاہ انکے دو پسر چراغ شاہ بہادر شاہ موجود قصور ۱۲

فرزندان کے پوتے سید محمود ثانی ملقب بہ پیر صدر الدین یہ وہ پیر صدر الدین ہیں جنہوں نے تمام اضلاع سندھ وکاٹھیاواڑ و دکن گجرات میں دعوت اسلام جاری کی تھی اور لوہانہ قوم کو اور بہت اہل ہنود کو خود مسلمان بنایا۔ اور آپ کے فرزند حسن کبیر الدین کفر شکن نے اوچ میں اہل ہنود کو اشنان گنگا کرادیا تھا دوسرا پسر سید رکن الدین و سید بدر الدین و سید شمس الدین و سید غیاث الدین و سید نصیر الدین نز ناصر الدین نقل شاہ صاحبزادے تمام پسر فرزندان جب سنہ ۶۶۵ ہجری میں سبزواری سے ملتان حضرت شاہ شمس الدین تبریز کی خدمت میں حاضر ہوگئے تو آنحضرت نے اپنی اولاد کو ہر ایک جانب کو برائے دعوت اسلام آپ نے جس سے عنائت فرما کر روانہ فرمایا تھا دامن کوہ ہمالیہ میں سید شہاب الدین اور انکی اولاد آکر سکونت پذیر ہوئے و سید کمال الدین سبزواری ملک سندھ بمقام نگر ٹھٹھہ میں معہ پانچ فرزندان کے جاکر آرام گیر ہوئے انکا روضہ انور بلدہ دیبل میں موجود ہے +

سید محمود ثانی پیر صدر الدین انکی ولادت باسعادت روز دوشنبہ دو ربیع الاول سنہ ۶۵۰ ہجری مقام سبزوار روز وفات جمعہ ۱۲ رجب سنہ ۷۷۰ ہجری عمر ۱۲۰ برس والدہ انکی بی بی نور فاطمہ بنت سید ابراہیم سبزواری عہد وقت شمس الدین بھنگرہ روضہ انور بمقام ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاول پور پیر سید صدر الدین نے روضہ انور شاہ شمس الدین کا ملتان میں اول بنا کیا تھا اور یہ صاحب سجادہ نشین تھے اپنے فرزند بزرگ سید ظہیر الدین کو بجائے خود سجادہ فرما کر اپنے معہ فرزندان دعوت اسلام میں مشغول رہتے تھے بحوالہ ملفوظ کمالیہ سید کمال الدین موجد رہا آنحضرت نے اپنی جد امجد کے تمام بزرگوں کی تاریخ تولد رحلت اپنے ملفوظ میں درج کی ہے +

سید رکن الدین ابن سید شہاب الدین انکی تاریخ تولد روز چہارشنبہ ۱۲ شوال مقام سبزوار سنہ ۶۵۲ ہجری روز وفات روز جمعہ ۱۰ ماہ محرم شریف سنہ ۷۷۳ ہجری عمر ۱۲۱ برس والدہ صاحبہ خدیجہ بنت سید قاسم سبزواری روضہ انور بمقام ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاول پور عہد سکندر بادشاہ بھنگرہ +

سید بدر الدین ابن سید شہاب الدین انکی تاریخ تولد روز سہ شنبہ ۲۱ ماہ ذالحجہ سنہ ۶۵۴ ہجری مقام سبزوار روز وفات جمعہ ۲۷ ماہ صفر سنہ ۷۶۵ ہجری روضہ انور بمقام نقل شاہ بستی ضلع ہشیار پور عہد حاکم محمد تغلق +

سید شمس الدین ابن سید شہاب الدین انکی تاریخ ولادت روز چہارشنبہ ۷ ماہ شوال سنہ ۶۵۶ ہجری مقام سبزوار روز وفات روز شنبہ ۹ ماہ شعبان سنہ ۷۷۱ ہجری ۱۱۵ برس عمر آپکی روضہ انور بمقام تغل شاہ اندر روضہ نقل شاہ موضع تغل شاہ ضلع ہشیار پور سید غیاث الدین ابن سید شہاب الدین سبزواری انکی تاریخ ولادت روز پنجشنبہ ۲ ماہ رمضان سنہ ۶۵۸ ہجری بمقام سبزوار روز وفات چہارشنبہ یکم ماہ رمضان سنہ ۷۷۹ ہجری بادشاہ وقت قوام الملک صوبہ محمد تغلق روضہ انور بمقام ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاولپور۔ سید نصر الدین ثانی ولد سید شہاب الدین سبزواری تاریخ ولادت انکی روز دوشنبہ ۱۴ ماہ رجب سنہ ۶۶۰ ہجری روز وفات سہ شنبہ ۱۱ رمضان سنہ ۷۸۰ ہجری عمر ۱۲۰ سال مزار مبارک بمقام تقل شاہ ضلع ہشیار پور عہد باوقت محمد تغلق۔ سید نز ناصر الدین تقل شاہ ابن سید پیر شہاب الدین ابن سید نصیر الدین محمد ابن سید شاہ شمس الدین سبزوار مدفون ملتانی سید نز

ناصر الدین انکی تاریخ تولد روز جمعہ ۱۲ شعبان سنہ ۶۶۲ ہجری بمقام تولد شہر سبزوار روز وفات شنبہ ۲۵ ذالقعدہ سنہ ۷۸۱ ہجری عمر ۱۱۹ برس روضہ انور بمقام موضع نقل شاہ تحصیل دسوعہ ضلع ہشیارپور حاکم وقت محمد تغلق بادشاہ دہلی بحوالہ ملفوظ کمالیہ سید کمال الدین موجد ریا سبزواری مدفون جموں سید ظہیر الدین ابن سید محمود ثانی پیر حاجی صدر الدین ابن سید شہاب الدین پیر صدر الدین نے سات حج بیت اللہ شریف کیئے یہ لکھا ہے اسلئے آپکو حاجی صدر الدین بھی کہتے ہیں سید محمود سبزوار بڑے شجاع تھے شمشیر زن کفر شکن امیر الامرا سید الشہدا مدفون ناہوتی پیر صدر الدین نے بھی بہت اہل ہنود کو اسلام میں داخل فرمایا ہے انکا حال آغا صاحب بمبئی والے کے ذکر میں اوپر خلاصہ لکھا ہے آپ کے پانچ فرزند تھے سید ظہیر الدین و سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچی و سید تاج الدین تریل و سید صلاح الدین و سید نصیر الدین ◆

سید ظہیر الدین کی تاریخ تولد روز جمعہ ۱۰ ماہ شعبان سنہ ۶۸۵ ہجری بمقام اوچ شریف روز وفات پنجشنبہ ۲۲ ذالحجہ سنہ ۷۸۷ ہجری عمر ۱۰۲ برس حاکم وقت ناصر الدین بگراخاں روضہ انور بمقام ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاولپور سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید حاجی صدر الدین محمود ثانی سید حسن کبیر الدین کے تاریخ ولادت باسعادت روز چہار شنبہ ۲۲ ماہ شعبان سنہ ۶۹۲ ہجری یہ صاحب بہت باکمال بزرگ گذرے ہیں لکھا ہے چالیس برس آپ حضرت عبادت میں کھڑے رہے ہیں گنگا دریا کا غسل اہل ہنود کو بمقام اوچ میں آپنے کرایا تھا جو خواجہ لوگ مسلمان ہوئے اور ایک بلوچ کو زندہ بھی کیا تھا آگے موقع پر فقیر عرض کریگا روز وفات آپ کا شب پنجشنبہ ۲ ماہ صفر سنہ ۸۰۷ ہجری ۱۱۵ برس آپ کا سن مبارک ہوا ہے حاکم وقت سلطان حسین لنگاہ تھا روضہ انور بمقام اوچ شریف جانب مشرق نصف میل کے فاصلہ پر موجود ہے ◆

سید شاہ تاج الدین تریل ابن سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی آپ کی تاریخ ولادت روز جمعہ ۷ ماہ رمضان سنہ ۶۹۴ ہجری روز وفات ۹۰ ماہ ذالحجہ عمر ۷۶ برس سنہ ۷۷۰ ہجری یہ بزرگ بہت باکمال اولیا ہیں آپکا روضہ انور بمقام ترنڈا باگاہ قریب دریائے گونی کے کنارہ پر ضلع حیدرآباد سندھ میں موجود ہے یہ زندہ ہیں لیکن تاحال کار بار دنیا چلاتا ہے آپ کی درگاہ عالم پناہ پر ۲۰ لاکھ روپیہ کے قریب صرف ہوا ہوا ہے ۹ ذالحجہ کو آپکا عرس ہوتا ہے ۵ یوم تک بڑا بھاری میلا رہتا ہے تمام خواجہ لوگ مع عیال اطفال وہاں حاضر ہوتے ہیں جسقدر آغا خان صاحب کی جماعت مریدوں کی ہے اس عرس پر ہوتی ہے آپکی اولاد بھی ہے وہ سادات پیراہنی کہلاتے ہیں اور کچھ ملک اور کاٹھیاوارہ کے درمیان جو نمک کا رن ہے اوسکے کنارہ پر وہ سادات سکونت رکھتے ہیں ایک ہزار آدمی قریب ہے یہ فقیر وقت مزاحم شجرہ نسب وہاں نہیں جا سکا سید صلاح الدین ابن سید پیر صدر الدین انکے تاریخ تولد روز جمعہ ۲ ماہ شوال سنہ ۶۹۶ ہجری بمقام اوچ روز وفات دوشنبہ ۱۲ رجب سنہ [illegible] ہجری صاحب اولاد ہیں انکی اولاد پہلوان آئیں ہیں ہے سید نصیر الدین بن سید صدر الدین انکی تاریخ تولد بمقام اوچ روز چہار شنبہ ۱۲ ماہ محرم سنہ ۶۹۸ ہجری میں ہوئے آپ حضرت بہت باکمال بزرگ تھے

آپ عالم شباب میں فوت ہوئے روز جمعہ ۷ ماہ رجب ۸۲۲ سنہ ہجری مزار ترنڈاگرہ گیراں میں موجود ہے بحوالہ ملفوظ الٰہیہ

سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن تاریخ ولادت بمقام اوچ روز دوشنبہ 12 ۱۲ ذالحجہ ۷۲۵ سنہ ہجری 725
827 روز وفات ۱۱ ذیقعد جمعہ ۸۲۷ سنہ ہجری سن مبارک ۱۰۲ برس حاکم وقت قوام الملک صوبہ محمد تغلق والدہ آپکی جیون خاتون روضہ انور شہر آگرہ متصل چوڑی مسجد +

سید کثیر الدین ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکے تاریخ ولادت یوم چہار شنبہ ۱۱ ماہ شوال ۷۲۷ سنہ روز وفات دوشنبہ ۲۸ صفر ۸۱۹ سنہ ہجری عمر سن ۹۲ برس والدہ صاحبہ مائی جیون خاتون بنت سید رکن الدین حاکم وقت قوام الملک تھا یہ احب اولاد تھے مزار پاکش اوچ شریف میں انکی ہے +

سید علی گوہر نور ثابت ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکی تاریخ تولد بمقام اوچ شریف ۱۱ ربیع الثانی روز جمعہ ۷۲۹ سنہ ہجری یہ صاحب زناصر جتی قلندر رہے تھے اوائل میں علوم ظاہری کی تکمیل کرکے اپنے والد بزرگوار سے ارادت صادق رکھ کر مشغول با عبادت الٰہی ہوئے سید محمد نور بخش ثانی ملقب پیر پٹھہ صاحب سید کثیر الدین و سید علی گوہر گوہر نور ثابت و سید عالم شاہ جتی قلندر و سید اولیا یہ قافلہ معہ قبیلہ اوچ شریف سے باجازت حضرت پیر حسن کبیر الدین کفر شکن برائے دعوت اسلام بجانب لاہور آیا اور وہاں سے شہر جموں ریاست کشمیر میں تشریف آور ہوئے جموں کشمیر سے جب واپس ہوئے تو سید علی گوہر نور ثابت بمقام محمود بوٹی متصل لاہور جاکر انتقال فرما گئے وہاں آپ کی درگاہ روضہ انور بلند سفید زیارت گاہ خلائق ہے روز وفات پنجشنبہ ۱۲ رمضان ۸۲۵ سنہ ہجری +

سید پیر عالم شاہ جتی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکی تاریخ تولد بمقام اوچ روز چہار شنبہ ۱۵ ماہ شعبان ۷۳۱ سنہ ہجری یہ صاحب بہت باکمال بزرگ بزرگ زناصر مجذوب تھے کمال آپ کا ایسا تھا کہ آپکی جد امجد حضرت شاہ شمس تبریز قدس سرہٗ نے ملتان میں اپنے پہلو میں اندر روضہ انور کے انکو جگہ دی جو دروازہ روضہ پر نور سے سامنے مزار ہے وہ پیر عالم جتی کی ہے اول سلام تعظیم انکو مخلوق کرتی ہے بڑے رتبہ جلیل القدر کے آپ ابدال تھے تاریخ آپکی روز دوشنبہ ۲۷ صفر ۸۲۴ سنہ ہجری عمر ۹۳ سال حاکم وقت ملتان کا سارنگ خاں صوبہ +

## سید رحمت اللہ شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچی خاندان شمسیہ عالیہ

سید رحمت اللہ شاہ انکی تاریخ ولادت باسعادت بمقام اوچ میں ہوئی روز سہ شنبہ ۲۴ ماہ ربیع الاول ۷۲۵ سنہ ہجری سید رحمت اللہ اپنے والد بزرگ سید حسن کبیر الدین سے ارادت صادق رکھتے تھے علوم ظاہری باطنی میں یکتائے زمانہ تھے اور علما یگانہ تھے بڑے جلیل القدر عظیم الدرجات بزرگ گذرے ہیں آپ کی وفات روز دوشنبہ ۲۱ رمضان ۸۲۵ سنہ ہجری میں ہوئی یکصد برس آپکی عمر تھی وقت حاکم اوچ ملتان کا حسین لنگاہ تھا آپ حضرت صاحب اولاد تھے آپ کی اولاد با قتدار موجود موقعہ پر انکا شجرہ نسب تحریر ہوگا اور سید رحمت اللہ شاہ

روضہ انور بمقام شیر خیر پور ٹامیوں جانب شمال ضلع بہاولپور میں موجود ہے +

سید عادل شاہ بن سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکی تاریخ ولادت اوچ روز جمعہ پانچ ماہ شوال ۸۳۳ ہجری روز وفات چہار شنبہ ۱۴ رجب ۹۲۶ ہجری عمر ۹۷ برس حاکم وقت حسین لنگاہ روضہ انور بمقام ڈیرہ غازیخان جانب جنوب فاصلہ تین میل پر موجود ہے آپ باصفا اولیاء کرام سے تھے اور ارادت صادق اپنے والد بزرگوار سے رکھتے تھے آپ کی اولاد ہے لیکن قلیل ہے شجرہ نسب آپ کی اولاد کا اس فقیر کو دستیاب نہیں ہوا جناب حضرت مخدوم محمد یٰسین شاہ صاحب مرحوم مغفور نے فرمایا تھا کہ ہم انکا شجرا منگوا دینگے جب بعد وصال کے اس عاجز نے مخدوم ملتانوی سجادہ نشین دربار حضرت شمس قدس سرہٗ کے عرض کی تو آنحضرت نے فرمایا ان سادات کا ہمارے حضرت سید ملوک شاہ میں آپس میں مقدمہ ہے اسلئے انکا نسب مجھکو نہیں ملا مگر اولاد انکی ضرور ہے۔ بحوالہ ملفوظ کمالیہ جو تمام اسمٰعیلیہ سادات سبزواری کی تاریخ ہے +

سید جعفر شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکے تاریخ ولادت بمقام اوچ شریف روز پنجشنبہ ۹ ربیع الاول ۷۳۱ ہجری روز وفات جمعہ ۱۲ ذالحجہ ۸۰۶ ہجری عمر آپکی ۷۳ برس ہوئی روضہ انور درگاہ عالم پناہ اصل بداؤں کمال کے ملک ٹیبادار شہر نگود میں زیارت گاہ خلائق ہے چند لاکھ روپیہ صرف اس درگاہ پر ہوا ہے آپ جناب [illegible] مجرد فقیر کامل اکمل تھے باجازت اپنے والد بزرگوار سید جعفر شاہ امام الدین امام شاہ و سید شاہ شیخ سید اسمٰعیل برائے دعوت اسلام وسط ہند کو تشریف لیگئے تھے پھر اوسے ملک دکھن میں انکی مزار بر جا موقعہ پر فقیر عرض کریگا بحوالہ ملفوظ کمالیہ +

سید اسرائیل طیار غازی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکی تاریخ ولادت باسعادت بمقام اوچ شریف روز چہار شنبہ ۲۵ ماہ محرم ۷۲۶ ہجری یہ صاحب بڑی شجاع سپاہ تھے جو ہمراہ نصیر خان بلوچ جو احکام دہلی سے جنگ جدال رکھتا تھا آپ اسکی امداد کیلئے باجازت اپنے والد بزرگوار کے تیار ہوتے تھے آپ کے فرزند بھی تھا سید رحل الدین آپ شہید ہوئے ہیں روضہ انور آپکا شہر بھاگ ناڑی سے جانب قطب پانچ میل کے فاصلہ پر موجود ہے عمر ۱۰۲ برس روز وفات پنجشنبہ ۲۱ رمضان ۸۲۸ ہجری ضلع سیوی ملک سندھ +

## سید شہباز علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن

سید شہباز علی انکی تاریخ ولادت باسعادت روز دوشنبہ بمقام اوچ شریف ۱۷ ماہ رجب المرجب ۷۲۳ ہجری وفات چہار شنبہ ۱۲ شوال ۸۰۴ ہجری عمر ۸۱ سال حاکم وقت ناصر الدین محمود مزار پر انوار اندر روضہ انور سید محمود ثانی پیر حاجی صدر الدین بمقام ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاول پور میں آپ صاحب اولاد تھے

## سید سبز علی جنتی تر ناصر ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن

سید سبز علی انکی تاریخ ولادت باسعادت بمقام اوچ شریف روز دوشنبہ ۷۳۰ ہجری روز وفات جمعہ ۱۲ ماہ

شعبان ۸۲۰ھ ہجری عمر ۹۷ برس حاکم وقت قوام الملک روضہ انور آپ کا بمقام مستا آباد قریب شہر گڑھ ضلع منٹگمری میں ہے آپ حضرت ناصر مجرد اولیاء ابدال سے تھے اور ارادت اپنے والد بزرگوار سے رکھتے تھے اس فقیر نے ان بزرگوں کے خارق عادات کا حال نہیں لیا اندیشہ طول جانکر مختصر حال تاریخ تولد رحلت ومزار کا نشان رقم کیا ہے بحوالہ ملفوظ کمالیہ ورنہ ایک ایک کے کرامات بیشمار ہیں اگر لکھیں تو ہر ایک بزرگ کے ایک علیحدہ کتاب تیار ہو جاوے +

سید اسلام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن سید اسلام کی تاریخ ولادت باسعادت روز شنبہ ۱۱ ماہ ربیع الثانی ۷۲۰ھ ہجری روز وفات دوشنبہ ۲۷ ماہ صفر ۸۲۳ھ ہجری عمر ۱۰۳ برس روضہ انور بمقام نندہار میں ہے آپ کو بابا ولی قندہاری افغان لوگ کہتے ہیں علوم ظاہر باطنی میں یگانہ روزگار تھے اور ولی اوتاد تھے آپ کی کرامات بیشمار ہیں اور آپ صاحب اولاد بھی کثیر النسل تھی آپ کی اولاد صاحب باوقار صاحب اقتدار ہے موقعہ پر احوال اولاد کا تحریر ہوگا اور آپ کی ارادت صادق اپنے والد بزرگوار سے تھے +

سید فرمان ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن آپ کی تاریخ ولادت روز جمعہ ۷ ماہ ذالحجہ ۷۳۳ھ ہجری وفات چہارشنبہ ۱۲ رجب ۸۳۲ھ ہجری عمر ش ۹۹ برس مزار پر انوار آپکی اپنے والد کے قریب اندر روضہ انور کے ہے آپ صاحب اولاد تھے قلیل اولاد تھی تولد رحلت آپکی بمقام اوچ شریف میں آپ صاحب کرامات صوری ومعنوی تھے ارادت آپکی اپنے باپ سے تھی پردہ تصوف میں جملہ خاندان اسماعیلیہ شمسیہ عالیہ کا طریقہ شیعہ نوربخشیہ اثنا عشریہ تھا یہ ایسا طریقہ سید صلاح الدین محمد نوربخش نے اسماعیلیہ میں جاری کیا کہ تمام اس خاندان کے لوگ پشت بہ پشت ولی کامل ہوتے چلے آتے ہیں پندراں پشت تک برابر خواب غفلت سے ہر ایک سادات عظام بیدار ہوتا چلا آیا ہے اس خاندان اسماعیلیہ کا بڑا عروج رہا اور یہ لوگ دین اللہ ورسول کی تعمیل میں اپنے عمر بسر کرتے رہے ہیں اور دعوت حق میں مشغول رہتے تھے یہ داعی الٰہی الحق تھے اور نائبین امام کہلاتے تھے دیگر سادات عظام دامت کے لوگ اسماعیلیہ سے مذہبی حسد رکھتے تھے اور رافضی کہتے تھے انکا طریقہ اثنا عشری ابتدا سی رہا عبد المومن بادشاہ اسماعیلیہ کے پوتے سید صلاح الدین محمد نوربخش نے طریقہ اثنا عشریہ نوربخشیہ جاری کیا یہ قانون ایسا تھا کہ اس مذہب کے پیرو تمام باکمال ہوتے چلے آئے ہیں +

## سیّد امام شاہ ابن سیّد حسن کبیر الدین کفرشکن

سید شاہ امام الدین کی تاریخ ولادت باسعادت روز پنجشنبہ بمقام اوچ شریف ۲۱ ماہ محرم ۷۳۰ھ ہجری روز وفات جمعہ ۹ محرم شریف ۸۱۵ھ ہجری عمر ۸۵ برس والدہ حرمت غالوں حاکم وقت احمد شاہ گجراتی روضہ انور بمقام پیرانہ متصل احمد آباد گجرات یہ صاحب بڑے باکمال ہوئے انہوں نے پانچ شخص برق کے جلے ہوئے تھے دعا کی اور وہ

پھر زندہ ہو گئے انکے تمام نسل آپ کے مرید ہے پندرہ لاکھ جماعت ہے جو آپ کے مرید ہے آپنے طریقہ امام شاہی جاری کیا آپ جلیل القدر اولیاء تھے انکی کتابوں میں لکھا ہے جو گجراتی علم ہے کہ آپ ایکدفعہ دہلی تشریف لیگئے موقعہ ماہ رمضان کا تھا آپ قاضی واڑہ جو مغل واڑہ ہے وہاں رونق افروز ہوئے لوگوں نے بادشاہ شیر شاہ افغان سے شکائت کی سید شاہ امام الدین معہ خادمان کے ماہ رمضان میں نماز روزہ سے بالکل تارک ہیں شیر شاہ نے حکم دیا کہ انکو یہاں حاضر کرو چند اشخاص معتبر علماء و امراء آپکے پاس گئے اسقدر طاقت نہ ہوئی جو آپ کو کہدیں کہ بادشاہ طلب کرتا ہے آخر بادشاہ آپ خود خدمت بابرکت حضرت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ جناب سنا گیا ہے کہ نماز روزہ نہیں کرتے آنحضرت نے فرمایا برابر کرتے ہیں وہ وقت نماز عصر کا تھا مسجد قریب تھے آں حضرت نے وضو کیا اور اول اذان کہی بعدہٗ نماز قائم کی تمام لوگ معہ بادشاہ مقتدی ہوئے جب سجدہ اول میں مسجود ہوئے تو معہ مناروں کے مسجد خود آپ کے آگئے ساجد تھے تمام مقتدی دیکھ کر فرار ہو گئی سوائے بادشاہ کے بادشاہ حضور کا معتقد ہو گیا اور آراضی پانچ پانچ میل تک آپ کے مال مویشی و اسپ کے لئے جاگیر لکھدی جو مقام پیرانہ کے گرد نواح میں ہے تمام آپ کی جاگیر ہے اسکی آمدنی آپکے روضہ انور کے ساتھ پانچ لنگر جاری ہیں جو ہمیشہ کے واسطے وہ غلہ لنگروں میں صرف ہوتا ہے آپ کی اولاد سے سید محمد اشرف اورنگ زیب کے وقت ہوئی اور دہلی میں تمام سادات پیرانہ طلب کئے گئے اور بادشاہ نے وہ جاگیر ضبط کر لی اور کہا سید امام شاہ کے کرامات جو زبان زد خلائق ہیں محض گپ ہے ہم تب مانتے ہیں اگر کوئی سید انکی اولاد سے آہن کا تابہ پر کھڑا ہو اور آتش [illegible]لا جائے اور اسکو کچھ نہ ہو آخر آتش کا انبار لگایا گیا اور اسکے درمیان تابہ رکھا گیا جب مثل آتش ہو گیا تو آپنے جد امجد کو یاد کر کے سید محمد اشرف آتش میں تشریف لیگئے اور اس تابہ آہنی پر برہنہ پاء کھڑے رہے تب انکو کچھ ضرر نہ ہوا پھر وہ آراضی معاف و اگذار ہوئی جو تا حال اوسی حالت میں موجود ہے مقام پیرانہ احمد آباد شہر سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے اور پیرانہ میں ایک قلعہ ہے اوس قلعہ میں آپکی درگاہ نو گنبد سے تیار ہوئی ہے تمام سرخ آئینہ سنگ مرمر لگا ہوا کروڑ روپیہ تک زر صرف ہوئی ہو گی اوس قلعہ کے اندر آٹھ روضہ انور ہیں اور دو روضہ انور قلعہ سے باہر ہیں شاہی سلسلہ ہے انسان دیکھکر حیرت میں ہوتے ہیں اور ایک جنوں کی درگاہ بنی ہوئی ہے طریقہ امام شاہی کے لوگ مرید اور سادات عظام گوشت مچھلی ہرگز نہیں کھاتے اور حضرت علی علیہ السلام کو مظہر ذات خدا مانتے ہیں یہ فقیر وہاں گیا تھا چشم دید احوال طول ہے مختصر کلام غرض ہے مظہر ذات آپکی اولاد کثیر ہے اور اولاد کے روضہ انور بہت ہیں موقعہ پر تحریر ہوگا ۔

سید اسماعیل بن سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکی تاریخ تولد دوشنبہ ۲۹ شوال ۲۸ سنہ ہجری بمقام اوچ شریف اور روز وفات سہ شنبہ ۲ رمضان سنہ ہجری ۷۲ برس عمر مزار پرانوار لکھے جنگل بردوہ میں موجود ہے آپ صاحب نرناصر مجرد فقیر تھے اور ارادت صادق اپنے باپ سے رکھتے تھے ۔

## سید نور محمد نور الحق ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی

سید نور محمد آپ کی تاریخ ولادت بروز پنجشنبہ ۱۵ ماہ شعبان ۷۲۶ھ ہجری روز وفات دوشنبہ ۱۵ ذالحجہ ۸۲۷ھ ہجری عمرش ۱۰۱ برس روضہ انور بمقام نوساری ضلع صورت لاکھا دولت زر صرف ہے جو آپ کی درگاہ عالم پناہ زیارت گاہ خلائق ہے آپ کی ارادت اپنے والد بزرگ سے تھی آپ کامل اکمل ولی اللہ تھے آپ کی اولاد قلیل ہے موقعہ پہ تحریر بندہ عاجز کریگا +

## سید درویش علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن حسن دریا اوچوی

سید درویش علی انکی تاریخ ولادت روز سہ شنبہ ۱۱ شوال ۷۲۸ھ ہجری بمقام اوچ شریف وقت تولد حاکم اوچ قوام الملک صوبہ محمد تعلق تھا اور وقت وفات حسین لنگاہ کا عہد تھا یہ ملتان اوچ کا حاکم تھا آپ کی وفات ۱۲ شعبان روز جمعہ ۸۱۲ھ ہجری ۸۴ برس روضہ مزار انور روضہ پیر حاجی صدر الدین بمقام ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاولپور میں موجود ہے آپ کی اولاد قلیل ہے آپ جلیل القدر اولیاے کرام سے تھے +

سید لال شاہ تپی قلندر ابن سید حسن کبیر الدین انکی تاریخ ولادت بمقام اوچ روز جمعہ ۲۲ رمضان ۷۲۹ھ ہجری وفات روز دوشنبہ اور عمر ۸۱ سال ۸۱۰ھ ہجری مزار پر انوار لکھی ہنگل ضلع بردوہ۔ آپ جلیل القدر اوتاد درجہ کے ولی تھے برائے دعوت اسلام دکھن میں تشریف لیگئے وہاں ایک دیوے کے دنبال یہ بزرگ کوہ پر پونچے اور اسکو غرق کردیا ابتک اسکا سر زمین سے باہر ہے اور سنگ کا ہے وہاں بڑا بھاری میلہ لگتا ہے یہ پانچ بزرگ تھے اور آپس میں حقیقی بھائی تھے آپ تارک مجرد فقیر باکمال تھے اور ارادت صادق اپنے والد بزرگ سے رکھتے تھے یہ سب اہل دل تھے

## سید بالا بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی

سید بالا بلند علی آپ کی تاریخ ولادت روز پنجشنبہ پندراں شعبان ۷۳۲ھ ہجری بمقام اوچ شریف روز وفات چہارشنبہ ۲۷ صفر ۸۲۹ھ ہجری عمرش ۹۷ برس روضہ انور بمقام چوٹی ضلع ڈیرہ غازیخاں آپ جلیل القدر بزرگ تھے برائے دعوت اسلام تشریف لیگئے مقام چوٹی میں وفات ہوگئی آپ کثیر الانسل ہیں موقعہ پر آپ کی اولاد کا ذکر بیان ہوگا کہ کس جگہ پر آباد ہے اور آپ کی ارادت صادق اپنے والد سے تھی حاکم وقت حسین لنگاہ تھا سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکے ہژدہ فرزند تھے پنج صاحبزادے تارک مجرد قلندر اہل اللہ تھے اور بارہ صاحبزادے صاحب اولاد تھے انکے اسماء اوپر علیحدہ علیحدہ تاریخ تولد رحلت نہیں بیان ہوا اگر اب سبکے اسماء مبارک اسجگہ یہ فقیر عرض کرتا ہے ناظرین با تمکین پر واضح ہو کہ سید حسن کبیر الدین کے ہژدہ فرزندوں کے اسماء ذیل میں درج ہیں وہ یہ ہیں +

سید اولیاء علی پسر کلان و سید کتبیہ الدین و سید علی گوہر نور ثابت و سید عالم شاہ جنتی و مائی بڈائی انکی والدہ صاحبہ حرم اول بی بی جیون خاتون بنت سید رکن الدین ابن سید شہاب الدین ابن سید نصیر الدین محمد ابن سید شاہ شمس الدین

مدفون ملتانی تھیں وسید رحمت اللہ شاہ وسید عادل شاہ وسید جعفر شاہ انکی والدہ صاحبہ نور بی بی سکینہ بنت سید بدرالدین ابن سید شہاب الدین ہیں ◆

وسید اسرائیل تیار غازی وسید شہباز علی وسید بزرگ علی انکی والدہ صاحبہ بی بی عزت خاتون بنت سید شمس الدین ابن سید شہاب الدین تھے ◆

وسید اسلام شاہ وسید امام شاہ وسید فرمان شاہ ان ہرسہ کی والدہ صاحبہ بی بی حُرمت خاتون بنت سید صلاح الدین ابن سید کمال الدین ابن سید نصیر الدین ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری مدفون ملتانی وسید اسماعیل وسید نور محمد انکی والدہ صاحبہ بی بی ظہوری بنت سید جلال الدین ابن سید کمال الدین وسید درویش علی وسید لعل قلندر علی انکی والدہ صاحبہ حور بی بی بنت سید زین العابدین ابن سید کمال الدین سید بالا بلند علی انکی والدہ صاحبہ بی بی رحمت خاتون بنت سید جمال الدین ابن سید کمال الدین سبزواری سید حسن کبیر الدین کفر شکن کے یہ بہت حرم تھے اور ہژدہ پسر تھے جیارہ فرزند صاحب اولاد ہیں اونکی اولاد کا احوال فقیر بعد عرض کریگا اول آپکے حقیقی بھائیوں کی اولاد کا شجرہ نسب نقل ہوتا ہے سید محمود ثانی پیر صدر الدین کے پانچ فرزند تھے سید ظہیر الدین سجادہ نشین ملتان وسید حسن کبیر الدین کفر شکن وسید شاہ تاج الدین تریل وسید صلاح الدین وسید نصیر الدین ثانی لاولد سید تاج الدین کی اولاد کا ذکر اوپر ہوا کہ پیراہنی سادات کہلاتے ہیں جو ملک کچھ بجھ کاٹھیا واڑ کے درمیان سکونت رکھتے ہیں وہاں یہ فقیر جا نہیں سکا اور سید ظہیر الدین پسر کلان کی اولاد بھی قلیل ہے وہ ذیل میں درج ہے ◆

سید پیر ظہیر الدین ابن سید محمود ثانی پیر حاجی صدر الدین ابن سید شہاب الدین ابن سید نصیر الدین ابن ابن سید شاہ شمس الدین ولی آل محمد مدفون ملتان ◆

سید ظہیر الدین سجادہ نشین انکے فرزند سید غلام علی شاہ انکو گور مالی شاہ خواجہ لوگ کہتے ہیں انکا روضہ انور جلیل القدر بمقام گیرہ ملک کچھ بجھ میں ہے انکی پسر سید لطف علی شاہ انکے پسر سید باغ علی شاہ انکے پسر سید قطب علی شاہ انکے پسر سید قدم علی شاہ انکے پسر سید حاجی محمد فاضل شاہ مزار سامرہ میں ہے۔ انکے پسر سید محمد رضا شاہ انکے پسر سید یار علی شاہ انکے پسر سید علی رضا شاہ انکے پسر سید صفدر علی شاہ انکے پسر سید غلام مرتضی شاہ انکے دو پسر سید لطف علی شاہ وسید حاجی شاہ سید لطف علی شاہ انکے تین فرزند سید ولایت شاہ لاولد وسید لعل شاہ انکے پسر سید صفدر علی شاہ لاولد وسید مخدوم محمد عین شاہ صاحب سجادہ نشین دربار حضرت شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی یہ سلک افسران تمام سادات عظام خاندان شمسیہ عالیہ کے ہیں تاریخ وفات جناب سید پیر محمد عین شاہ صاحب بروز جمعہ ۸ ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۵ ہجری ۱۱ مئی سنہ ۱۹۱۷ء یہ صاحب رضا الٰہی ہرسہ لاولد مگر الیا اکرام فی زمانہ ایسا کامل اکمل بزرگ اس فقیر نے کوئی دیکھا نہیں ہے انکے بیشمار ہیں کرامات آنجناب حضرت مخدوم معظم مکرم علوم ظاہر باطنی میں یکتائی زمانہ تھے اور صلحائی یگانہ تھے آپ جلیل القدر بزرگ کامل اکمل تھے ہرا دن میں آپ کامل تھے شریعت میں صائم الدہر تھے اور قائم اللیل تھے آپ کی ارادت صادق سید پیر سرخ شاہ صاحب ابدال سے تھے آنحضرت کی ایک کرامات

# سید السادات عالیجناب حضرت سجادہ نشین سید محمد عیسیٰ شاہ صاحب ملتانوی دربار حضرت پیرہ شاہ شمس الحق تبریز ملتان شریف روضہ انور جانب شرق پاؤ میل کے فاصلہ پر موجود ہے

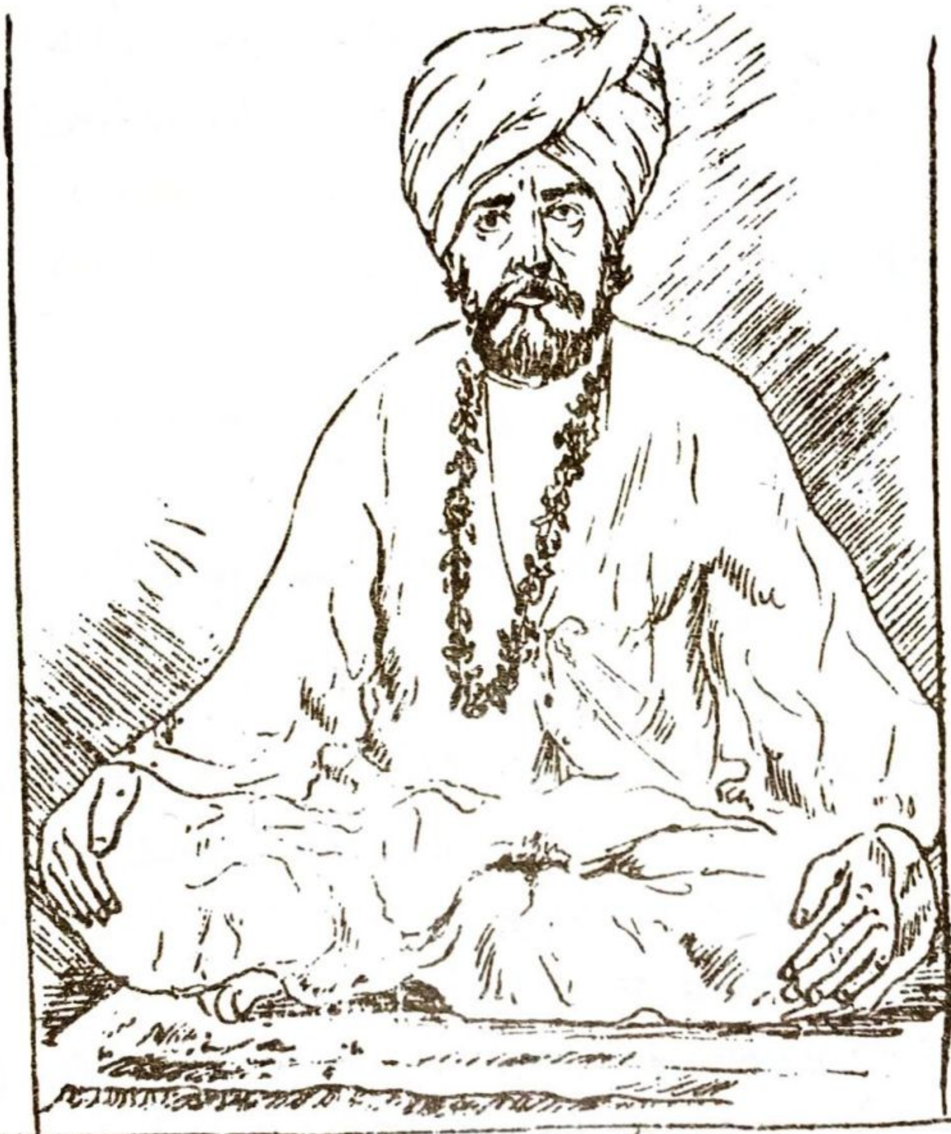

یہ فقیر حقیر ان حضرت میں ارادت صادق رکھا ہے اور انہیں کے حسب الحکم کتاب تاریخ گلزار شمس تبریز جمع کی ہے

کرد رحلت از جہان مخدوم عیسیٰ شاہ دین    بود سید جعفری اولاد شمس العارفین
وصف او صاحب صفت موصوف در او شمائل    حیدری والا کرم بر خلق ختم المرسلین
در فراقش این چنین شد حال خستہ دوستاں    خاک بر سر ورید بے خانما بیکس حزیں
چشم کے دارد دریں دنیا بسر سازم حیات    چوں شہنشاہ جہاں پنہاں گشتہ در زمیں

| | | |
|---|---|---|
| اشارہ<br>۱۸ رجب المرجب | گفت مخزوں روز جمعہ ہژدہ از ماہ رجب<br>سیزدہ صد سی پنج تاریخ ہجرت بالیقین | سنہ ۱۳۳۵ ھ |

یہ فقیر قلمبند کرتا ہے دربار حضرت شمس تبریز قدس اللہ سرہ العزیز پر ایک حویلی کبوتراں والی مشہور ہے اس میں ایک درخت پیل کا تھا جو پیر حاجی صدر الدین کے دست مبارک سے لگایا گیا تھا قدرت مدت دراز کے بعد وہ پیل تمام خشک ہوگیا تھا اور اسکی چوب ہمیشہ لنگر شہنشاہ میں جلتی تھیں آخر اسکا مڈہ ساتھ ہاتھ وہ بالکل کھدا ہوگیا ہوا تھا موقعہ محرم شریف کا آیا تو سید بہادر علی شاہ و سید قلوا شاہ جو مدار الیام تھے انہوں نے مڈہ پیل کا ابتدا سے اوکھڑنا چاہا تو آنحضرت مخدوم صاحب نے فرمایا اسکو رہنے دو یہ ہمارا دوست ہے اور اسکے عوض میں لکڑیاں جسقدر مطلوب ہوں اسکی قیمت ہم سے لیلو اور لکڑیاں بازار سے منگواکر کارروائی امام کی چلائیں آنجناب نے ۱۲ ماہ روپیہ واسطے چوب کے دیے اور بازار سے لکڑیاں لائے آنحضرت اس پیل کے مڈہ پر آب وضو وقت سے ڈالتے رہے تھوڑے عرصہ کے بعد وہ درخت پیل کا سرسبز ہوگیا اب وہ درخت بڑا عظیم ہے اوسکے سایہ میں آپ حضرت کچھاوے لاکر بیٹھتے تھے یہ کرامات آپ کی مشہور ہے اور چند کرامات اس فقیر نے بچشم خود ملاحظہ کیا انکا لکھنا باعث طول ہے آپنے ۶۵ سال کے سن میں انتقال فرمایا ہے اور مزار پرانوار آپ کے روضہ انور کے غلام گردش میں جانب جنوب زیارت گاہ خلائق ہے سید حاجی شاہ انکے تین پسر تھے سید غلام مرتضی المعروف جمن شاہ و سید احمد شاہ و سید گوہر شاہ سید جمن شاہ صاحب کا فرزند سید ضمیر حسین جو مخدوم صاحب کے بعد آپ کا جانشین ہوا ہے اور احمد شاہ کا ایک پسر خادم حسین نام موجود ہے اور سید علی گوہر شاہ لاولد ہیں ارشاد حسین فرزند سید ضمیر حسنین شاہ موجود ملتان

## سلسلہ نسب حضرت مخدوم مکرم معظم سید محمد عیسن شاہ صاحب

ابن سید لطف علی شاہ صاحب ابن سید غلام مرتضی صاحب ابن سید صفدر علی شاہ ابن سید علی رضا شاہ ابن سید یار علی شاہ ابن سید محمد رضا شاہ ابن سید محمد فاضل شاہ ابن سید قدم علی شاہ ابن سید قطب علی شاہ ابن سید باغ علی شاہ ابن سید لطف علی شاہ ابن سید غلام علی شاہ ابن سید پیر ظہیر الدین ابن سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی ابن سید شہاب الدین ابن سید نصیر الدین ابن سید شاہ شمس الحق سبزواری ملقب تبریزی ابن سید صلاح الدین محمد نوربخش ابن سید علی عرف سلام الدین ابن سید عبد المومن بادشاہ مراکو افریقہ محمد بن تومرت کا جانشین اے سید علی عرف خالد الدین ابن سید محب الدین سبزواری ابن سید محمود سبزواری مدفون لاہوری ابن سید محمد ابن سید ہاشم علی ابن سید احمد ہادی ابن سید منتظر باللہ ابن سید عبد المجید ابن سید غالب الدین ابن سید محمد منصور خاقانی ابن سید اسماعیل ثانی ابن سید محمد عریضی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ابن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ابن حضرت امام علی زین العابدین ابن حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام ابن حضرت علی علیہ السلام امام اولی از آئمہ اثنا عشر +

## سلسلہ نسب سید ضمیر حسنین شاہ سجادہ نشین ملتان دربار حضرت شاہ شمس الدین قدس سرہ

سید ضمیر حسنین شاہ ابن سید جمن شاہ صاحب ابن سید حاجی شاہ ابن سید غلام مرتضی شاہ یہ صاحبزادہ مخدوم کے چچازاد بھائی کا فرزند ہے +

## سید محمود ثانی پیر صدر الدین کے دو فرزند سید صلاح الدین کی اولاد کا شجرہ نسب ذیل میں درج ہے

سید صلاح الدین انکے پسر سید شہاب الدین ثانی انکے پسر سید سقف الدین انکے پسر سید شہاب الدین انکے پسر تین سید فتح نور و سید اسرائیل امانت علی انکے پسر سید قمر علی انکے پسر سید اسماعیل شاہ انکے پسر سید مہر شاہ انکے پسر سید جہان شاہ انکے پسر سید نور شاہ و سید سلطان و سید زاہد شاہ ہر سہ لاولد و سید اسرائیل انکے تین پسر سید دوست علی و سید احمد شاہ و سید رندی شاہ انکے پسر سید کرم شاہ انکے پسر سید حسین شاہ لاولد و سید احمد شاہ انکے پسر سید فرزند علی انکے پسر زین العابدین انکے پسر سید محمد علی لاولد و سید فتح نور انکے دو پسر سید لعل شاہ صاحب روضہ یہ روضہ پہلوان ارائین میں موجود ہے فرزند دیگر سید انعام شاہ انکے دو پسر سید امیر شاہ و سید راجن شاہ انکے پسر سید فاضل شاہ انکے پسر سید براتی شاہ انکے پسر سید بلاقی شاہ لاولد سید امیر شاہ انکے دو پسر سید اسماعیل و سید یار علی انکے پسر سید عالم شاہ انکے پسر سید پیر محمد انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید عالم شاہ انکے دو پسر سید شاہ محمد و سید محمود شاہ انکے دو پسر سید سجان شاہ و سید برہان شاہ ہر دو لاولد و سید اسماعیل انکے تین پسر سید محب شاہ و سید مہر شاہ و سید نورنگ شاہ انکے دو پسر سید حسن شاہ و سید لطف شاہ انکے تین پسر سید قطب شاہ و سید جان شاہ و سید حسین شاہ ہر سہ لاولد سید مہر شاہ انکے پسر سید خضر شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ صاحب انکے دو پسر سید مقصود شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ انکے دو پسر سید درویش علی و سید جیون شاہ ہر دو لاولد سید محب شاہ بن اسماعیل انکے تین پسر سید لعل شاہ ثانی و سید برخوردار شاہ و سید قائم شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے تین پسر سید بخشی شاہ و سید بلند شاہ و سید چھبر شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پسر سید فقیر شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ لاولد سید برخوردار شاہ انکے پسر سید ہماون شاہ انکے پسر سید فتح شاہ انکے تین پسر سید بہار شاہ سید کمال شاہ و سید نبی شاہ انکے پسر غلام شاہ ہمہ لاولد سید لعل شاہ ثانی انکے تین پسر سید انعام شاہ ثانی و سید مرید شاہ و سید عثمان شاہ انکے تین پسر سید بخشو شاہ و سید کوڑی شاہ و سید حیات شاہ ہمہ لاولد و سید مرید شاہ انکے پسر سید رسول شاہ انکے پسر سید فتوہل شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے پسر سید گھو شاہ لاولد سید انعام شاہ ثانی انکے تین پسر سید علی شاہ و سید موجدریا و سید خضر شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ انکے پسر سید براتی شاہ لاولد سید موجدریا انکے تین پسر سید پیر شاہ و سید بہار شاہ و سید شہابل شاہ انکے پسر سید صحی شاہ انکے دو پسر سید نور شاہ و سید محمد شاہ ہر دو لاولد سید علی شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ انکے تین پسر سید امام شاہ و سید خان شاہ و سید رحم شاہ انکے دو پسر سید حیات شاہ و سید چراغ شاہ انکے پانچ پسر سید گلاب شاہ و سید خیر شاہ و سید شیر شاہ و سید بہار شاہ و سید مہر شاہ ہمہ موجود بمقام پہلوان ارائین و سید حیات شاہ انکے تین پسر سید نادر شاہ و سید امام شاہ و سید مبارک شاہ ہر سہ موجود پہلوان ارائیں۔ سید خان شاہ ولد حیدر شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ انکے چار پسر سید کرم شاہ و سید رحم شاہ و سید شہباز شاہ و سید انوار شاہ ہر چہار موجود پہلوان سید امام شاہ بن حیدر شاہ انکے پسر سید پیر شاہ انکے پسر سید نصر شاہ موجود بمقام پہلوان ارائیں تحصیل میلسی ضلع ملتان ⁂

موجود سید نصیر شاہ ابن سید پیر شاہ ابن سید حیدر شاہ ابن سید علی شاہ ابن سید انعام شاہ ثانی ابن سید لعل شاہ ثانی ابن سید محب شاہ ابن سید اسماعیل شاہ ابن سید امیر شاہ ابن سید انعام شاہ ابن فتح نور ابن سید شہاب الدین ابن سید سقف الدین ابن سید صلاح الدین ابن سید حاجی پیر صدر الدین ابن سید شہاب الدین نصیر الدین ابن سید حضرت شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی ابن سید صلاح محمد نوربخش ابن سید علی عرف سلام الدین ابن سید عبد المؤمن بادشاہ مراکو ابن علی خالد الدین ابن سید محب الدین ابن سید محمود سبزواری ابن سید ہاشم علی ابن سید احمد ہادی ابن سید منتظر باللہ ابن سید عبد المجید ابن سید غالب الدین ابن سید محمد منصور ثانی ابن سید اسماعیل ثانی ابن سید محمد عریضی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام +

سید السادات عالی درجات قاتل الکفار والمشرکین سید میر شمس الدین عریضی سبزواری نیز تبریزی شیعہ نوربخشیہ صوفیہ اثنا عشریہ انکے دو فرزند تھے سید نصیر الدین محمد و سید علاء الدین احمد شکر بار زندہ پیر یہ دونوں صاحب اولاد ہیں انکے نسل کا بیان بعد تحریر ہوگا اول سید نصیر الدین محمد سبزواری انکے دو فرزند تھے سید کمال الدین سبزواری پسر کلان تھے انکے پانچ فرزند تھے تین صاحب اولاد اور دو لاولد رہے انکے اسما سید صلاح الدین و سید جلال الدین و سید زین العابدین انکی اولاد کا ذکر اوپر ہوچکا ہے اور دوسرا فرزند سید نصیر الدین محمد کا سید شہاب الدین سبزواری تھا انکے ہفت فرزند تھے انکے نام یہ ہیں سید صدر الدین محمود ثانی پسر کلان تھے و سید رکن الدین و سید بدر الدین و سید بدر الدین و سید شمس الدین یہ ہر چہار صاحب اولاد ہیں و غیاث الدین لاولد و سید ناصر الدین تغلق شاہ لاولد و سید نصیر الدین ثانی لاولد یہ ہر سہ لاولد ہیں۔ سید پیر صدر الدین سبزواری سجادہ نشین تھے انکے پانچ پسر تھے سید ظہیر الدین و سید صلاح الدین و سید تاج الدین انکے اولاد کا ذکر اوپر ہوچکا ہے سید نصیر الدین تاج الدین لاولد تھے و سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکے ہژدہ فرزند تھے جنکے نام اوپر تحریر ہوچکے ہیں سید پیر صدر الدین سبزواری کی اولاد کا احوال لکھکر بعدہٗ انکے حقیقی بھائیوں کی اولاد کا بیان ہوگا +

سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید محمود ثانی پیر صدر الدین سید حسن کبیر الدین کے ہژدہ فرزند سے سید اولیاء علی فرزند کلان تھے انکے پسر سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھہ صاحب انکے پسر سید میر شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ان ہر دو باپ بیٹے نے فتح شاہ بادشاہ کشمیر کے زمانہ میں طریقہ شیعہ نوربخشیہ کو کشمیر جاکر رواج دیا ۸۶۴ھ ہجری میں بحوالہ تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۴۲ تا ۱۴۵ سید صلاح الدین محمد نوربخش و سید میر شمس الدین عراقی کا حال لکھا ہے کہ آپ سید صلاح الدین محمد نوربخش و سید شمس الدین نے تبت کوچک و کشمیر میں عراق سے آکر طریقہ نوربخشی کو جاری کیا اور سلاطین وقت و گرد و نواح میں خطبہ آئمہ اثنا عشر کے نام لوگوں نے پڑھیا اور کتاب احوط فقہہ نوربخشیہ تمام لوگوں کو مطالع کرائے اور تاریخ فرشتہ کی صفحہ ۶۰۵ پر لکھا ہے کہ ۸۶۴ ہجری میں یہ کتاب احوط فقہہ جو تصنیف سید صلاح الدین محمد نوربخش کی تھی یہ صاحب دونو

باپ بیٹا میر شمس الدین عراقی اور محمد نور بخش سنہ ۸۷۹ ہجری میں کشمیر تبت میں تشریف لائے تھے اور سنہ ۸۸۵ ہجری میں واپس عراق سبزوار کو تشریف لیگئے تھے اور انکی اولاد سے سید محمد نور بخش ثانی ملقب پیر مٹھہ صاحب اور انکا فرزند سید میر شمس الدین ثانی نے دوبارہ کشمیر میں جاکر سنہ ۸۶۲ ہجری میں زمانہ فتح شاہ حاکم کشمیر میں مذہب نوربخشی کو رواج دیا ہے اور سنہ ۹۹۵ ہجری میں صوبہ کشمیر جو پہلے ہندوستان سے علیحدہ تھا اکبر بادشاہ کیوقت میں ہندوستان سے ملحق ہوا اور جب اکبر بادشاہ کا صوبہ مرزا حیدر ترک کشمیر میں آیا اور مذہب نور بخشی اور کتاب احوط فقہہ کو رائج دیکھا تو اسنے تمام کتابیں ملک سے جمع کرلیں اور ایک کتاب اکبر بادشاہ کے پاس دہلی میں روانہ کردے اکبر بادشاہ نے کتاب مذکورہ علماے حنفی کو جمع کرکے دیکھلائے انہوں نے اس کتاب کے پیروؤں فتوی کفر لگایا کہ محو کرنا اس کتاب کا اور اسکے پیروی کرنیوالیوں کا واجب اور فرضیات سے ہے جب کتاب دہلی سے کشمیر پہنچے تو مرزا حیدر ترک نے بسیاست شاہی سب کو تہ تیغ کیا بعض لوگ حنفی ہوگئے بعض فقیر بنگئے اور تمام وہ کتابیں آتش میں جلادی گئیں اسطرح طریقہ نوربخشیہ شیعہ اثنا عشریہ کو گم کردیا اس سے پہلے کشمیر میں طریقہ آفتاب پرستی بھی تھا سید امیر شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر مٹھہ انکے پسر سید شہاب الدین ثانی مست دریا اور دوسرا فرزند سید کمال الدین موجد ریا لاولد ہیں ملفوظ کمالیہ ان حضرت کی تصنیف ہے سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکے ہژدہ فرزند ہیں اور اسماے فرزندان معہ اسم والدہ یہ ہیں اور سات حرم ہیں سید سلطان آدم و سید امام شاہ و سید جعفر شاہ انکی والدہ انور بی بی بنت سید تاج الدین محمود بن سیدہ خواجہ ابن سید بالا بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن سید حسن شاہ و سید حسین شاہ انکی والدہ بی بی شمس خاتون بنت سید علاء الدین ابن سید عباس علی ابن سید لطف علی ابن سید عباس علی ابن سید رکن الدین ابن سید شہاب الدین ابن سید نصیر الدین ابن سیدہ شمس الدین سبزواری ◆

سید محب شاہ و سید فیروز شاہ و سید محمد شاہ انکی والدہ بی بی غلام جنت بنت سید حسین علی ابن سید بلند شاہ ابن سید سبز علی ابن سید علاء الدین ابن سید شمس الدین ابن سید شہاب الدین ابن سید نصیر الدین ابن سیدہ شمس الدین سبزواری مدفون ملتانی ◆

سید فرزند علی و سید خضر علی انکی والدہ حسن بی بی بنت سید بہلول شاہ ابن سید فتح الدین ابن سید صغیر الدین ابن سید زبیر الدین ابن سید بدر الدین ابن سید شہاب الدین سبزواری ◆

سید اللہ دین حیدر و سید بالا بلند علی انکی والدہ صاحبہ حسینی بی بی بنت سید زین العابدین ابن سید فتح الدین ابن سید صغیر الدین ابن زبیر الدین ابن سید بدر الدین ابن شہاب الدین سبزواری ◆

سید اسماعیل و سید لعل شاہ و سید درویش علی انکی والدہ بی بی خیر النساء بنت عبد الغنی ابن سید یوسف علی ابن سید درویش علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ◆

و سید جلال الدین نصر اللہ و سید نر ناصر الدین و سید نور محمد انکی والدہ صاحبہ بی بی نور فاطمہ بنت سید محب علی

---

نوٹ بادشاہ فتح شاہ حاکم کشمیر کا تھا ۱۲ نوٹ میر شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ کو کشتواڑ میں زہر سے شہید کرا گیا تھا ۔

ابن سید شہاب الدین ابن سید کثیر الدین ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچی سبزواری +

یہ حضرات ہژدہ فرزند سید شہاب الدین ثانی مست دریا کے ہیں ان میں بارہ صاحبزادے صاحب اولاد ہیں اور چھ نر ناصر مجرد ولی اللہ تھے سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین مست دریا انکے دو فرزند تھے سید شیر شاہ و سید نور شاہ سید شیر شاہ انکے چار پسر تھے پسر کلاں صاحب سجادہ نشین سید باقر شاہ تھے انکے پسر سید قطب شاہ انکے پسر سید پیر صدر شاہ تھے یہ لاولد ہیں انکا روضہ انور بمقام پڑول نگری ضلع کٹھویہ ریاست جموں میں موجود ہے و سید نور شاہ انکے پسر سید محمد شاہ سجادہ نشین تھے سید محمد شاہ زندہ درگاہ عیسٰی جموں سے بمبئی کو تشریف لیجا رہے تھے بمقام رڑی سید نور شاہ کی ملک سندھ میں وفات ہوگئی تھی سید محمد شاہ نے اپنے والد کی تجہیز و تکفین کی اور آپ کا روضہ بنایا روضہ انور مقام رڑی ضلع حیدر آباد سندھ میں موجود ہے سید محمد شاہ زندہ درگاہ عیسٰی جب بمبئی پہنچے تو وہاں آپکا انتقال ہوگیا آپ کا روضہ انور بمقام بمبئی بھنڈی بازار کے قریب موجود ہے انکے پسر سید ولی رنگی پسر سید ثابت علی صاحب دستار تھے انکی مزار پر انوار مقام کوٹلی میں زیارت گاہ خلائق ہے یہ صاحب بھی لاولد ہیں +

سید محمد نوربخش ثانی ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھہ صاحب کی تاریخ ولادت باسعادت روز پنجشنبہ ۲۱ ماہ شوال ۸۵۰ھ ہجری بمقام اوچ شریف روز وفات روز جمعہ ۱۱ ماہ محرم ۹۱۰ھ ہجری ۶۰ برس والدہ ماجدہ بی بی نور فاطمہ بنت صلاح الدین ابن سید حاجی صدر الدین محمود ثانی آپ حضرت معہ عیال اطفال برائے دعوت اسلام و خراج عشر نذر نیاز کیلئے باجازت اپنی جد امجد سید پیر حسن کبیر الدین بمقام اوچ سے بمقام جموں و کشمیر کیجانب تشریف آور ہوئے اسوقت حاکم کشمیر و جموں راجہ عجیب دیو تھا اسجگہ جسجگہ آنحضرت کا روضہ انور اور آپ کے فرزند سید پیر شمس الدین ثانی کا ہے ایک جوگی بیراگی پرتھے نام رہتا تھا وہ آنجناب کے مقابل ہوا وہ ساحر تھا تمام راجا اس ملک کے اسکی طاعت میں تھے ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے کہ وہ آپ کے سامنے اوڑ گیا آنحضرت نے اپنی پاپوش کو حکم دیا وہ اسکے سر پر برستے ہوئے وہاں لائے جو دریائے توی کے کنارے بیراگیوں کا مقام موجود آباد ہے اور پھر بھی وہاں سے کشمیر کو چلا گیا تھا آنجناب معہ فرزندان و آپکے چچا سید علی گوہر نور ثابت بھی ہمراہ تھے کشمیر میں تشریف لیگئے تھے اور وہ کتاب فقہ احوط اس جناب کے ہمراہ تھی اور تمام مردم کشمیر کو مطالع کرائے اور طریقہ نوربخشی کو رواج دیا اور ہزارہا مخلوق آپکے دست حق پرست پر داخل اسلام ہوئے اور مذہب شیعہ نوربخشیہ اثنا عشریہ نے فروغ پایا آپکے دو فرزند تھے سید پیر شمس الدین ثانی و سید اسماعیل نر ناصر مجرد فقیر تھے یہ ہزار ہجری میں روضہ والد صاحب کے اندر تھے دیوار شک ہوئی اور آپ کا صندوق صبح کو روضہ انور کے باہر تھا متولیان درگاہ کو الہام ہوا کہ ہمارا صندوق باہر ہے وہاں مزار تیار کرا دیں اور ہر روز صبح ہوا تیز سرد تا قیام جاری رہینگے وہ حالت تا حال موجود ہے سید محمد نوربخش ثانی پیر مٹھہ کامل جلیل القدر ولی تھے تمام کوہستان میں کشمیر تبت کوچک و بدخشاں و گلگت و یارقند و اسکردو وغیرہ میں میں تا حال مذہب شیعہ نوربخشیہ

کا وجود قائم ہے جو آپ نے جاری کیا تھا سید میر شمس الدین ثانی ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر مرشد صاحب ۸۷۰ سنہ ہجری میں یہ قافلہ سادات سبزواری خاندان شمس عالیہ کا اوچ شریف سے اگے بمقام جموں شہر میں سکونت پذیر ہوا بحالہ ملفوظ کمایا۔

## سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ

آپ کی تاریخ ولادت روز چہارشنبہ مقام اوچ ۲۱ ماہ شوال ۸۰۵ سنہ ہجری یوم وفات روز جمعہ ۲۱ ماہ رمضان ۸۹۰ سنہ ہجری عمر ۸۵ برس والدہ صاحبہ بی بی آصفہ بنت سید شہباز علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن فرشتہ نے ان حضرات کا حال اپنی تاریخ فرشتہ جلد دوئم صفحہ ۵۲۹ میں لکھا ہے کہ فتح خان بن آدم خان کے زمانہ ۸۹۴ سنہ ہجری میں تخت کشمیر پر متمکن ہوا اسوقت میں سید میر شمس الدین یعنے شاہ قاسم انوار بن سید محمد نوربخش کا مرید عراق سے کشمیر میں آیا اور خلائق کا محل اعتماد ہوا اور اسکے مریدوں کے مصارف کیلئے مواضع وقف ہوئے اور خانقاہ اور املاک رہنے کو ملے غرضکہ عرصہ قلیل میں مردم کشمیر طائفہ چک سید میر شمس الدین کے مرید ہوئے اور لباس تصوف میں اسکا مذہب کچھ مذہب شیعہ تھا اختیار کیا اور اکثر لوگ اوس نواع کے اس مذہب میں داخل ہوئے اور بعض و جاہل تھے اور میر شمس الدین عراقی کی رمز اور باریکی نہ سمجھتے تھے ۔

تاریخ فرشتہ صفحہ ۵۰۶ میں لکھا ہے کہ مرزا حیدر ترک نے کتاب رشیدی میں لکھا ہے کہ اول کشمیر کے آدمی حنفی مذہب رکھتے تھے اور فتح شاہ بادشاہ کے زمانہ میں ایک مرد میر شمس الدین نام تھا اوسنے عراق سے آکر اپنے تئیں ساتھ میر محمد نوربخش کے منسوب کیا اور مذہب غیر معروف جاری کیا اور نام اوس مذہب کا نوربخش رکھا اور فقہ کی ایک کتاب احوط نام لوگوں کو مطالع کرائی کہ عقائد اوسکے ساتھ مذہب اہل سنت کے موافق نہیں تھے اور جو لوگ کہ یہ مذہب رکھتے تھے اصحاب ثلثہ اور عائشہ کے مذہب کہ جو شعار رافضیوں کا ہے اپنے اوپر لازم کیا تھا اور عقیدہ شیعہ کے خلاف انکا عمل تھا کہ سید محمد نوربخش کو صاحب الزمان اور مہدی موجود جانتے ہیں اور اکابر اولیاء کے معتقد ہیں یا برخلاف شیعہ کے سنی مذہب چلتے ہیں اور اپنے مذہب کا نام نوربخشی رکھا تھا فرشتہ کہتا ہے میں ایک جماعت کو مشائخ نوربخشی سے بدخشاں میں دیکھا تھا وہ سب شریعت ظاہری میں آراستہ و سنن نبوی پر پیراستہ ہیں چنانچہ ایک فرزند میر سید محمد نوربخش نے ایک رسالہ محمد نوربخش کا مجھے دکھلایا تھا اوسمیں سوائے توحید باری تعالیٰ و نبوت احمد مختار اور امامت آئمہ اثنا عشر کا بیان تھا جو لکھا تھا طریقہ حقہ اثنا عشر کے سوائے جو جملہ انبیا کا طریقہ حق پرستی تھا یہ لوگ خاندان اسماعیلیہ کے داعی الی الحق تھے اور نائب امام کہلاتے تھے نہ کہ مہدی موعود بن تے تھے ہرگز نہیں تا حال خلیفہ نائب امام حاضر امام موجود ہے اگر صاحب زمان اور مہدی موعود کہلاتے تو آئمہ اثنا عشر کے نام مبارک کا خطبہ سلاطین اور اکثر لوگوں کو نہ پڑھاتے انکا طریقہ جو تھا شیعہ نوربخشیہ اثنا عشریہ صوفیہ تھا پر وہ تصوف میں آجتک تبت کشمیر اسکردو کے لوگ، تمام شیعہ نوربخشیہ کہلاتے ہیں سید میر شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ صاحب نے فتح خاں بن آدم خاں کے زمانہ میں کشمیر وغیرہ بلاد کوہستان میں بمعہ فرزنداں سید

کمال الدین ثانی موجد رہا و سید شہاب الدین ثانی مست رہا طریقہ نوربخشیہ کو جاری کیا اور آپ علاقہ جہیل ہاہم سر چناب کے کنارہ زہر سے شہید کئے گئے تھے بحوالہ ملفوظ کمالیہ لکھا ہے آنحضرت نے اول وفات سے فرزندوں کو فرمان کیا تھا کہ ۲۱ ماہ رمضان سنہ ۸۹۰ ہجری کو ہماری وفات زہر سے ہوگی تم صندوق میں ہمارے نعش رکھکر دریائے چناب میں بہادینا آپ کے فرزندوں اور مریدوں نے نعش مطہر کو باقاعدہ صندوق میں رکھکر دریا میں چھوڑ دیا تو وہ صندوق قریب شہر رسولنگر پونچا جو ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیرآباد میں موجود ہے وہاں روڈا نام دھوبی نے وقت صبح کاذب وہ صندوق پکڑا اور جب کنارہ پر لاکر کھولا تو اوس صندوق میں ایک بزرگ سفید ریش بیٹھا تھا روڈا دھوبی نے سلام کیا اور پوچھا آپ کون ہیں آنجناب نے فرمایا ہمارا بھید کسی سے نہ کہنا ورنہ تو اندھا کوہڑا ہوجائیگا اوس نے اقبال کیا کہ میری کیا مجال کہ آپ کا حال کسی شخص سے افشاں کروں آپ نے فرمایا تجھے دولت اسلام خداوند عالم عطا فرمائے اگر تو ہمکو ملنا چاہتے تو مقام مچھرانوالی آکر ملنا آپ حضرت رسولنگر سے روڈا دھوبی سے رخصت ہوکر بمقام مچھرانوالی قریب قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ میں ہے آپ حضرت وہاں آکر بارہ سال تک بیٹھے رہے اور بمقام جموں میں روضہ انور کے تیار کیا حکم اپنے فرزندوں کو دیا تھا گلاب کھار آپ کی خدمت میں رہتا تھا ایک روز گلاب نے عرض کی کہ یا جناب آپ اب دانہ نہیں کھاتے آپ نے جواب میں فرمایا ہمکو روزہ ہے گلاب نے پھر عرض کی حضور عالی روزہ تو تمام لوگ وقت شام افطار کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہمکو روزہ بارہ سال کا ہے جب تمہارے گھر سیالکوٹ میں آوینگے تب روزہ افطار کرینگے اور آپ کی دعا برکت سے خداوند تعالی نے گلاب کھار کو سندر نام فرزند عطا فرمایا تھا جب روضہ انور جموں میں تیار ہوگیا تو آپ کے فرزند نے خبر دی کہ جناب عالی روضہ تیار ہے آپ یہ خبر سنکر مچھرانوالی سے سید میر شمس الدین ثانی چلکر بمقام سیالکوٹ گلاب کھار کے گھر پونچے تو گلاب نے عرض کی کہ یا پیر آنجناب کا وعدہ ہے کہ جب تیرے گھر سالکوٹ آوینگے روزہ فطار کرینگے اب جو اشیاء مرغوب ہو وہ فرمائیں تو بندہ حاضر لادے آپ نے فرمایا مرغوب قلوب تو لحم انسان ہے تب روزہ افطار کرینگے گلاب معتقد صادق تھا اوسنے اپنے پسر سندر سے مشورت کی لڑکا بھی عاشق صادق اوسنے کہا اے والد اگر پیر راضی ہو جائے تو بہتر ہے تو مجھے ذبح کر گلاب نے اپنے پسر سندر کو اندر کوٹھری کے لیجا کر ذبح کر ڈالا اور گوشت جب لایا تو آنحضرت نے پوچھا گوشت آدمی کا تو لایا اوس نے کہا ہاں جناب لایا ہوں آپ نے فرمایا جب تک تمام عضا نہوں کیونکر اعتبار کیا جائے کہ یہ گوشت انسان کا ہے العرض لاچار ہو کر وہ فرزند کے جملہ اعضا اندر سے اوٹھا لایا آنجناب نے فرمایا یہ تو ہمارا بیٹا سندر ہے گلاب خاموش رہا آنحضرت نے اوسکی لاش پر چادر ڈالکر دعا کی تو فوراً سندر زندہ ہو کر اوٹھ بیٹھا آپ سیالکوٹ سے جموں کو تیار ہوئے تو گلاب سندر لڑکا روتے تھے کہ ہم کو بھی اپنے ہمراہ لیچلو آپ نے فرمایا نہیں یہ بات ہو سکتی ہے ہمارے ہاتھ بارہ برس تک مزار سے ہویدا ہوتا رہیگا اور سندر ہمسے مصافحہ کرے

اور تمام نہاری قوم سندر سے مصافحہ کیا کرے آپ حضرت ۱۵ شعبان کو داخل مزار اقدس ہو گئے اس روز کا مہینہ کتک کا تھا اوسی روز تمام قوم کہار حضرت کا بڑا بھاری میلہ جموں میں کرتے ہیں جس جگہ مزار اقدس سے ہاتھ سال بسال ظاہر ہوتا تھا وہاں نشان قائم ہے بعدہٗ بارہ برس کے ہاتھ نہ نکلا اگر کوئی عزیز اس امر کا شک کرے تو تذکرہ اولیائے ہند میں دیکھ لے +

تذکرہ اولیائے ہند صفحہ ۳۰ میں لکھا ہے کہ بابا فرید ملتان تشریف لیگئے اور شیخ صدر الدین سے ملاقات ہوئی انہوں نے عرض کی کہ شیخ بہاؤالدین کی قبر سے باہر ہاتھ نکلتا ہے کیا سبب ہے بابا فرید نے مراقبہ میں دریافت کیا تو انکو معلوم ہوا کہ ہاتھ بدستور دیکھا تو خادم سے آفتابہ طلب کیا تو قدرے پانی اپنے ہاتھ سے ایکدست پر ڈالدہ تا پئے۔ اندر ہو کر تین مرتبہ یہ کار ہوئی پھر ہاتھ نہ نکلا بابا فرید نے کہا شیخ کے غسل کے وقت ناف خشک رہ گئی تھی اسلئے ہاتھ کو طلب آب باہر آتا تھا +

تذکرہ اولیاء ہند صفحہ ۸۲ میں لکھا ہے کہ شیخ صدر الدین نے اپنے والد سے عرض کی شاگرد برکی مزار سے ہاتھ باہر آتا ہے اور بیعت کرتا ہے اور آپکے فرزنداں کیطرف لوگوں کی رجوع نہیں ہے حقیقی ہاتھ کیطرف ہے آخر فرمایا کہ تم مرقد شاگرد ونپر جاکر التماس کرو کہ آپ کے کمالات میں کسیکو شک نہیں و لیکن رعایت اپنی جد امجد کے آپکو لازم ہے شیخ صدر الدین نے مزار پر جاکر پیغام پدر عرض کیا اوس روز سے وہ ہاتھ باہر نکلا سید پیر شمس الدین ثانی فتح شاہ کا روضہ انور بمقام شہر جموں میں موجود ہے ریاست کشمیر ہے اور سید کمال الدین ثانی موحد دریا کی مزار بھی [illegible] انور کے اندر جانب مغرب موجود ہے انکی اولاد نہیں ہوئی ملفوظ کمالیہ آپکی تصنیف ہے جو تمام خاندان شمسیہ عالیہ کی تاریخ تولد رحلت اسی میں درج ہے وہ قلمی کتاب جو سجادہ نشین دربار حضرت محمد نوربخش پیر مٹھہ صاحب پر تھا سید عظیم شاہ انکا اسم تھا اب وہ صاحب بھی انتقال فرما گئے ہوئے ہیں وہاں سے اس فقیر نے صرف اس خاندان کی تاریخ تولد رحلت نقل کی تھی +

## سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی فتح شاہ

سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ ولادت بمقام جموں ۱۵ ماہ شعبان روز پنجشنبہ سنہ ہجری میں ہوئی آپ علوم ظاہری باطنی میں یکتائے زمانہ تھے آپ کے ہفت حرم اور ہژدہ فرزند تھے آپکا ثانی سید حسن کبیر الدین کفر شکن تھے لقب حسن دریا تھا انکا لقب مست دریا تھا سات حرم ہژدہ فرزندان حضرت کے تھے اور ویسے انکے بھی تھے دعوت اسلام نوربخشیہ میں یہ تمام خاندان شمسیہ عالیہ کے لوگ کے رہے اول انکی جد امجد نے بعزت تمام مصر افریقہ میں سلطنت کی اور جب ان میں سے سید صلاح الدین محمد نوربخش لباس درویشاں میں آیا تو تمام اسماعیلیہ کا امام پیشوا ہوا پر وہ تصوف میں بھی انکا بڑا عروج رہا ہے سید پیر ثابت علی کے زمانہ تک ایک ہزار ستانوے تک ۱۰۹۷ ہژدہ فرزند سید حسن کبیر الدین کی اور ہژدہ فرزند سید

شہاب الدین ثانی مست دریا کے اور ان کے برادر وغیرہ سادات عظام ملک فارس میں اور مصر افریقہ میں اور ہند سندھ پنجاب میں اور بدخشاں اور تبت کشمیر میں تمام انکا دورہ تھا اور خمس جمع کر کے اسکا عشر آغاال صاحب کی جد امجد کو دیتے تھے اور نصف مال اپنے اخراجات میں تصرف کرتے تھے جملہ طائفہ اسماعیلی یکساں متفق الرائے تھے اور ہم جد و ہم مذہب تھے ذرہ فرق نہ تھا ◆

سید شہاب الدین ثانی دریا کی وفات روز یکشنبہ ۲۲ شوال سنہ ۹۰۱ ہجری میں بمقام سمانی متصل نبیر اوری ضلع رہاسی میں ہوئی یہ ضلع ریاسی بھی ریاست کشمیر میں ہے آپکا روضہ انور سمانی میں موجود ہے اور پچاس بیگہ زمین جانب مہاراجہ کشمیر سے معافی ہے سید مہر شاہ اوس دربار کا سجادہ نشین ہے ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے کہ آپکی وفات روز یکشنبہ کو ہوئی ایک شخص مراد نام تھا اوس نے کہا پیر مست دریا بڑے کامل اولیا تھے لیکن روز وفات تو آپنے اچھا نہ کیا آپ چارپائی سے اسیوقت اٹھ بیٹھے اور فرمایا اچھا بھائی ہم تو جمعہ کو مرینگے تمام لوگ حیران ہو گئے وہ شخص آپ کے ہر وقت خیال میں تھا کہ یہ کیا باعث آپ فوت ہو گئے تھے اور کسطرح اوٹھ بیٹھے آخر جب بہت اصرار کیا تو آنحضرت نے فرمایا ہم تجھے بتلائیں جب ہمارا جنازہ یوم جمعہ کو پھر ہوگا تو ایک شخص برقعہ پوش آکر پیش نماز جنازہ ہوگا اوس شخص سے دریافت کرنا وہ تجھے اس کا معنی بتلائیگا ویسا ہوا جب آپ حضرت یوم جمعہ کو فوت ہوئے تو ایک شخص برقعہ پوش آیا اور پیش نماز ہوا جب فاتحہ پڑھکر فارغ ہوئے تو وہ برقعہ پوش جنگل کو راہی ہوا وہ شخص مراد نام آپکے دنبال روانہ ہوا دور جاکر عرض کی تو آں حضرت نے برقعہ اوتار کر فرمایا اسکو فقیر کہتے ہیں مرجانا اور پھر زندہ رہنا دیکھو ہم نے جنازہ اپنا آپ پڑھا اور نعش وہاں قبر میں دفن کرتے ہیں اور ہم بدستور اولی موجود ہیں اگر کوئی صاحب اس امر میں شک کرے تو تذکرہ اولیائے ہند میں دیکھ لے ◆

تذکرہ اولیائے ہند صفحہ ۱۰۹ میں لکھا ہے شیخ رکن الدین ملتانی شیخ نظام الدین اولیا کے پاس دہلی تشریف لیگئے وقت رحلت عرض کی کہ وصیت فرمائی آنحضرت نے فرمایا میری پیران چشت سے ایک بزرگ تھا اوس نے وصیت کی تھی بعد مرنے میرے جنازہ کے قریب سماع کرنا مریدوں نے ویسے سماع شروع کیا وہ حضرت اٹھ کھڑے ہوئے سو میرے جنازہ کے پاس بھی سماع کرنا پس جب وفات ہوئی تو شیخ رکن الدین نے بعد نماز جنازہ قوال کو طلب فرمایا خلفاء نے منع کیا بمجرد سننے سماع کے حضرت کھڑے ہو جاوینگے اور قیامت تک سماع سے باہر ہونگے اور فتنہ عظیم اوٹھینگے شیخ رکن الدین نے منع کیا اور جنازہ لیکر چلے راہ میں ایک عورت طوائف غزل امیر خسرو کی گا رہی تھی۔ اوس غزل کا اشعار یہ ہے ◆ شعر

اے تماشا گاہ عالم روئے تو — تو کجا بہر تماشا مے روی

یہ سنکر دست حضرت کا کفن سے باہر ہوا شیخ رکن الدین نے دوڑ کر اوس عورت کو منع کیا قبر کے اندر تک ہاتھ باہر رہا شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی نے عرض کی تب ہاتھ اندر ہو گیا تذکرہ اولیاء ہند میں یہ بھی لکھا ہے

کر بعد وفات سید ولی نعمت اللہ دہلی میں تکرار ہوا مریدوں میں فریقین تلوار چلے آپ نے جلد اٹھکر فرمایا کہ تم مت لڑو ہم یہاں نہیں مرتے اور کہیں جاکر مرینگے آپ باقری سادات سے ہیں اور مزار آپ کی کشمیر میں ہے سنہ ۸۶۲ ہجری وفات ہوئی دوسرا نعمت اللہ گیلانی کی وفات سنہ ۸۳۳ ہجری میں ہوئی سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا آپ عظیم اولیائے فخر جہاں اور عشق محبت میں جانباز تھے اور علوم ظاہری باطنی میں یگانہ روزگار تھے طالبان خدا کو بخدا پہنچاتے تھے بارگاہ حضرت کے معدن وفیوضات رحمانی اور خانقاہ مطلع انوار سبحانی سے ہدایت خلق اللہ میں آپ مشغول رہتے ہزارہا آدمی سلسلہ ارادت نوربخشیہ میں در آئے اور مردان بدخشان ہزارہ فارس و عرب و شام مصر آپ سے مستفیض ہوئے عمر آنحضرت کی ۱۰۱ برس کی ہوئی مقام سمانی ضلع ریاسی میں درگاہ زیارت گاہ خلائق ہے سلسلہ نسب آپ کا اسطرح ہے سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید میر شمس الدین ثانی فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر مٹھا ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفرشکن ابن سید حاجی صدرالدین محمود ثانی ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیرالدین محمد سبزواری ابن سید شاہ شمس العلما سبزواری مدفون ملتانی +

## احوال سید مست دریا کے فرزندوں کا جو آٹھ پسر تھے

سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا آپ کی تاریخ ولادت روز سہ شنبہ ۲۲ ذالحجہ سنہ ۸۲۳ ہجری بمقام شہر جموں روز وفات دوشنبہ ۲۷ صفر سنہ ۹۰۲ ہجری عمرش ۷۸ سال والدہ شمس خاتون سید عباس مزارش اندر روضہ انور سید محمد نوربخش ثانی پیر مٹھا صاحب بمقام جموں +

سید امام شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد روز چہارشنبہ ۱۲ شعبان سنہ ۸۲۴ ہجری جموں روز وفات دوشنبہ ۲۸ ماہ صفر سنہ ۹۱۰ ہجری عمرش ۸۶ برس مزار بستی جعفر شاہ ریاست بہاولپور سید جعفر شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی انکی تاریخ ولادت ۲۱ ماہ ذیقعد ۱۱ ربیع الاول سنہ ۸۲۵ ہجری بمقام جموں عمرش ۹۲ سال مزار بمقام منڈا ڈہر ضلع جہلم عہد حکومت بادشاہ غیاث الدین خلجی تینوں صاحبزادے کی والدہ ایک ہے سید حسن شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد روز جمعہ ۱۲ ماہ شعبان سنہ ۸۴۵ ہجری روز وفات پنجشنبہ ۱۱ ماہ شوال سنہ ۹۰۶ ہجری عمرش ۶۱ برس روضہ انور شہر مندرا ملک کچھ بھج جموں والدہ آپکی بی بی غلام جنت بنت سید حسین علی ابن سید بلند علی +

سید حسین شاہ ابن شاہ شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد بمقام جموں روز شنبہ ۱۱ ماہ رجب سنہ ۸۴۳ھ بمقام جموں یا بمقام جموں میں روز وفات چہاردہ ماہ صفر سنہ ۹۰۲ ہجری عمرش ۶۱ برس والدہ مائی غلام جنت روضہ انور بمقام سلدیری تحصیل میلسی ضلع ملتان میں موجود ہے +

سید میراں محب شاہ ابن شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ ولادت روز دوشنبہ ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۸۴۴ھ روز وفات دوشنبہ ۲۸ صفر سنہ ۹۱۲ ہجری عمر ۶۸ برس والدہ حسین بی بی بنت سید بہلول شاہ سبزواری جیون روضہ انور آپ کا شہر سرنگی میں ہے +

سید فیروز شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ ولادت بمقام جموں روز سہ شنبہ ۲۲ شوال ۸۲۵ سنہ ہجری روز وفات چہارشنبہ ۱۴ رجب ۹۱۴ سنہ ہجری ۹۱ برس عمر مزار کراچی آپ حضرت پیر پٹھہ کے نام سے وہاں مشہور ہیں +

سید محمد شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد بمقام جموں وقت راجہ عجیب دیو روز جمعہ ۱۵ ماہ ذالحجہ ۸۲۳ سنہ ہجری روز وفات ۲۲ شوال روز دوشنبہ ۹۰۹ سنہ ہجری عمر ۸۶ برس روضہ انور بمقام شہر کہرہ ملک کچھ بھج سید +

سید نذر علی ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد بمقام جموں روز شنبہ ۹ ذیقعد ۸۲۴ سنہ ہجری روز وفات ۱۴ ذالحجہ چہارشنبہ ۹۰۹ سنہ ہجری عمر ۸۵ برس والدہ حسین بی بی بنت سید زین العابدین روضہ انور درمیان روہڑی سکھر ملک سندھ +

سید خضر علی ابن سید شہاب الدین مست دریا ان کی تاریخ تولد بمقام جموں روز پنجشنبہ ۱۲ ماہ شعبان ۸۲۲ سنہ وفات روز جمعہ ۱۲ رمضان ۹۱۲ سنہ ہجری ۹۰ سال عمر وفات حاکم سندھ جام فیروز والدہ حسین بی بی بنت سید زین العابدین روہڑی سکھر کے درمیان دریا میں جو قلعہ ہے وہاں روضہ انور موجود ہے ان صاحبزادیوں کی مزار بیچ ملک سندھ و کچھ بھج ہیں کیوں چلے گئیں یہ حضرات اپنی مریدی میں تمام کوہستان اور ملک سندھ وغیرہ میں دوری کرتے پھرتے تھے جس جگہ وعدہ برابر ہو گیا وہاں پر مریدوں نے مزار تیار کر دی اٹھارہ فرزند پیر مست دریا کے تمام ملک میں خمس عشر ندر کے دوری کرتے تھے اس خاندان کو بڑا عروج رہا ویسی اب تنزول ہے +

سید شاہ اللہ دین حیدر ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد روز چہارشنبہ ۲ ماہ رجب ۸۴۲ سنہ روز ولادت بمقام شہر جموں حاکم جموں راجہ عجیب دیو والدہ آپ کی بی بی خیر النسا بنت سید عبدالغنی روز وفات جمعہ ۱۷ ماہ شوال ۹۰۳ سنہ ہجری عمر ۶۱ سال مزار شریف مقام تبت کوچک +

سید بالا بلند علی ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد روز سہ شنبہ ۱۲ شوال ۸۴۵ سنہ ھ روز وفات چہارشنبہ رمضان ۹۵۴ سنہ ہجری عمر ۱۰۹ برس روضہ انور بمقام چینہ ضلع ریاسی ریاست کشمیر ارادت صادق ان سبکے اپنے عم پاک سید کمال الدین موجد ریاسی تھے اس خاندان میں باپ درویشی ابتدا سے چلے آئے طریقہ انکا حسینی نوربخشی تھا ایک دوسرے سے اپنے گھر میں فیضیاب ہوتے رہے اور تمام بزرگوار باکمال ہوتے رہے یہ طریقہ ایسا تھا جو تمام بیدار قلب ہو جاتے تھے جیسے جناب سرور کائنات انکو اپنی گود میں پرورش فرماتے تھے +

سید زندہ الدین ابن سید پیر شہاب الدین ثانی مست دریا انکی ولادت باسعادت جموں روز جمعہ ۲ ماہ رجب المرجب ۸۴۹ سنہ ہجری روز وفات ۲۲ شوال جمعہ عمر ۴۴ برس ۸۹۳ سنہ ہجری والدہ نور فاطمہ بنت سید محمد شاہ مزار بمقام پنڈپتن ضلع سیالکوٹ یہ صاحب مجرد فقیر تھے تا حال شب کو آپکی مزار کوئی خواب نہیں کر سکتا +

سید نور محمد ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد روز دوشنبہ ۲۷ صفر ۸۴۳ سنہ

بمقام جموں روز وفات جمعہ ۱۱ شعبان سنہ ۹۰۸ ہجری مزار شریف قریب کشمیر کوہ پیر پنجال پر ہے عمر ۶۴ سال ۔

سید درویش علی ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا صاحب انکی تاریخ ولادت روز دوشنبہ ۱۲ ماہ رجب بمقام جموں سنہ ۸۴۲ ہجری روز وفات چہارشنبہ ۱۲ محرم شریف سنہ ۹۱۵ ہجری عمر ۷۳ برس مزار شریف بمقام تبت کوچک ۔

سید اسمٰعیل ابن سید شہاب الدین ثانی انکی تاریخ ولادت روز چہارشنبہ ۹ ماہ شوال جموں سنہ ۸۴۴ ہجری روز وفات جمعہ ۱۱ محرم سنہ ۹۰۵ ہجری عمر ۶۱ برس مزار کوہ کشمیر پر جسکو پیر پنجال کہتے ہیں ۔

سید لعل شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ ولادت بمقام شہر جموں روز پنجشنبہ سنہ ۸۴۶ ہجری روز وفات جمعہ یکم ربیع الاول سنہ ۹۴۰ ہجری عمر ۹۴ برس مزار قریب کشمیر کوہ پیر پنجال پر ہے

یہ صاحبان ہژدہ فرزند سید پیر شہاب الدین ثانی مست دریا کی ہیں ان میں بارہ صاحب اولاد ہیں اور چھ صاحب زناصر مجرد ہیں پیر مست دریا کا فرزند کلاں سید سلطان آدم تھا جو بعد آں حضرت کے آپ کا سجادہ نشین ہوا اور تمام انکے بھائیوں نے انکو پیشوا مقرر کیا اور پیر بنایا تھا بحوالہ ملفوظ کمالیہ سید سلطان آدم کے دو فرزند تھے سید شیر شاہ و سید نور شاہ اب انکی تاریخ ولادت عرض کرتا ہوں ۔ سید شیر شاہ ابن سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد بمقام جموں شہر روز چہارشنبہ ۲۷ ماہ محرم سنہ ۸۷۲ ہجری روز وفات پنجشنبہ ۱۲ شعبان سنہ ۹۷۷ ہجری عمر ایک سو پانچ برس عہد بادشاہ خضر خاں مزار پر انوار بمقام مزنگ متصل لاہور جانب مشرق پیر خانہ مشہور ہے ۔

سید باقر شاہ پسر کلاں سید شیر شاہ انکی تاریخ تولد روز دوشنبہ ۱۲ ماہ رمضان سنہ ۹۰۱ ہجری روز وفات چہارشنبہ ۲ ماہ رجب سنہ ۱۰۰۰ ہجری عمر ۹۹ سال مزار شریف مقام مزنگ اپنے والد کے والد کے پاس چاردیواری میں حاکم وقت وفات بہلول لودی والدہ صاحبہ آپ کی عصمت خاتون بنت سید چراغ شاہ ابن سید قطب شاہ ابن سید باقر بن شاہ ابن شیر شاہ ابن سید سلطان آدم ۔

انکی تاریخ تولد روز پنجشنبہ ۲۴ ذالحجہ سنہ ۹۳۰ ہجری روز وفات جمعہ ۹ شوال سنہ ۱۰۵۰ ہجری عمر ۱۲۰ سال عہد خضر خان بمقام تولد بھیرا انگریہ مقام وفات پڑول انگری شہر ضلع کٹھوعہ ۔

سید پیر صدر شاہ ابن سید قطب شاہ انکے تاریخ تولد بمقام بھیر انگریہ روز چہارشنبہ ۱۵ شعبان سنہ ۹۶۰ ہجری روز وفات روز جمعہ ۲ ماہ صفر سنہ ۱۰۶۰ ہجری عمر ۱۰۰ سال عہد خضر خان روضہ انوار بمقام پڑول انگری

یہ صاحب بہت باکمال بزرگ ہیں آپ کی اولاد نہیں ہوئی سید پیر صدر شاہ ابن سید قطب شاہ ابن سید باقر شاہ ابن سید شیر شاہ ابن سلطان آدم ابن سید شہاب ثانی مست دریا ابن سید میر شمس الدین ثانی فتح شاہ ابن سید محمد نور بخش ثانی پیر مٹھا صاحب ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی ابن سید محمود ثانی حاجی صدر الدین سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری زائد ہے سبزواری ابن نصیر الدین سبزواری ابن

سید شاہ شمس الدین سبزواری مدفون ملتانی ٭

## سید نور شاہ ابن سید سلطان آدم ابن سید مست دریا

انکی تاریخ تولد روز پنجشنبہ ۹ ذالحجہ ۸۰۲ھ ہجری روز وفات شنبہ ۲۷ ماہ صفر ۹۰۲ھ ہجری عمر یکصد سال والدہ انور بی بی ابنت سید تاج الدین محمود روضہ انور بمقام اڑی ملک سندھ علاقہ کراچی ٭

## سید پیر محمد شاہ عیسیٰ ابن سید نور شاہ ابن سید سلطان آدم

انکی تاریخ تولد روز چہارشنبہ ۱۵ ماہ شعبان ۹۰۱ھ ہجری روز وفات جمعہ ۲۱ ماہ محرم ۱۰۰۲ھ ہجری ہیں ۱۰۱ برس عہد حکومت جلال الدین اکبر بادشاہ والدہ عظمت خاتون بنت سید چراغ شاہ روضہ انور [illegible] بھنبری بابا سید سید ولی ابن سید محمد شاہ زندہ درگاہ عیسیٰ انکی تاریخ تولد بمقام ہیرا نگر ۲۲ ربیع الاول روز شنبہ ۹۲۸ھ ہجری روز وفات جمعہ ۱۱ شوال ۱۰۱۱ھ ہجری ۸۳ سال عمر مزار شریف کوٹلی پیر ثابت علی بن سید سید ولی انکی تاریخ تولد روز چہارشنبہ ۱۲ رجب ۹۶۲ھ ہجری وفات روز جمعہ ۱۱ ربیع الاول ۱۰۹۶ھ ہجری عمر ۱۲۵ برس حاکم وقت محمد شاہ بادشاہ سلسلہ نسب سید پیر ثابت علی شاہ ابن سید سید ولی شاہ ابن سید محمد شاہ زندہ درگاہ عیسیٰ ابن سید نور شاہ ابن سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین مست دریا ابن سید شمس الدین فتح شاہ ابن سید محمد نور بخش ثانی پیر مٹھہ ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید پیر صدر الدین محمود ثانی ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید حضرت شاہ شمس الدین سبزواری الملقب تبریزی مدفون ملتانی ٭

یہ تمام سادات سبزواری جنکی تاریخ اوپر درج ہے ملفوظ کمالیہ سے نقل کی گئی ہے صرف تاریخ تولد رحلت اور نشان قبر کا لیا گیا ہے اگر خوارق عادات بیان لکھا جاوے تو ایک اور کتاب ایک ایک کے حالات کی تیاری ہوجاوے ٭

## سید پیر حسن کبیر الدین کفر شکن کے بارہ فرزندوں کے بارہ گل ہیں

اسم مبارک آپکے اٹھارہ پسروں کے معہ تاریخ تولد رحلت وغیرہ اوپر بیان ہوا ہے اب انکی اولاد کا سلسلہ نسب یہ فقیر عرض کرتا ہے ناظرین باتمکین پر واضح ہو گل اول سید اولیا علی بن سید بن حسن کبیر الدین سید گل اول سید اولیاء علی ابن سید حسن کفر شکن انکے پسر سید محمد نور بخش ثانی الملقب پیر مٹھہ صاحب انکے چار پسر سید میر شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ صاحب اولاد سید اسماعیل حسینی و گوہر علی و سید اصغر علی ہر سہ لاولد سید میر بخش الدین ثانی فتح شاہ کے دو پسر سید کمال الدین ثانی موجد یا لاولد و سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکے اٹھارہ فرزند ہیں بارہ صاحب اولاد اور چھ جنتی ستی اس گل اول میں بارہ برگ ہیں برگ اول سید سلطان آدم بن سید شہاب الدین مست دریا

انکے دو پسر سید شیر شاہ نور شاہ سید شیر شاہ انکے چار پسر سید باقر شاہ انکے پسر سید قطبشاہ انکے پسر سید پیر صدر شاہ لاولد دوسرا فرزند سید حسین شاہ تیسرا پسر سید باقی شاہ چوتھا پسر سید جعفر شاہ تینوں صاحب اولاد ہیں +

سید جعفر شاہ ابن سید شیر شاہ انکے پسر سید بوٹی شاہ محمد انکے پسر سید علی عرف جمی شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ انکے دو پسر سید شہابل شاہ و سید باقر شاہ سید باقر شاہ انکے دو پسر سید چراغ شاہ و سید اکبر شاہ سید اکبر شاہ انکے پانچ پسر سید مبارک شاہ و سید ولایت شاہ و سید شبیر علی و سید باغ علی ہر چار لاولد پانچویں سید فضل شاہ انکے چار پسر سید نعمت علی و سید فتح علی و سید شرف علی و سید عنایت علی ہر چار موجود بمقام بنگہ گل شاہ +

سید چراغ شاہ شاہ ابن سید باقر شاہ انکے پسر سید الٰہی شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ انکے پسر سید شمشیر علی انکے دو پسر سید نادر شاہ و سید اکبر شاہ ہر دو موجود بمقام بنگہ گل شاہ سید شہابل شاہ بن سید اکبر شاہ انکے دو پسر سید اکبر شاہ لاولد و سید گل شاہ و سید شیر شاہ انکے پسر سید قائم شاہ انکے دو پسر سید شہابل شاہ و سید فضل شاہ سید شہابل شاہ انکے پسر سید نعمت علی موجود بنگہ و سید فضل شاہ انکے پسر انکے پسر سید نذر حسین موجود بنگہ گل شاہ و سید گل شاہ انکے شش پسر شبیر علی و سید چراغ سید سجان علی و سید مبارک علی سید امام علی و سید غلام سید غلام علی انکے پسر سید مبارک علی انکے پسر سید یعقوب علی انکے پسر سید رحمت علی انکے پسر سید نواب حمد شاہ موجود بنگہ و سید امام علی انکے پسر سید تیمور شاہ انکے پسر سید مدد علی انکے پسر سید بہادر علی انکے پسر سید مدد علی انکے پسر سید امیر علی موجود بنگہ گل شاہ +

و سید مبارک علی انکے پسر سید سبز علی انکے پسر سید امیر حیدر انکے چار پسر سید امیر علی و سید بہادر علی و سید مدد علی و سید شہادت علی ہر چار موجود بنگہ گل شاہ تحصیل دیپالپور ضلع منٹگمری +

سید باقی شاہ بن شیر شاہ ابن سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا سید باقی شاہ انکے پسر سید بندی شاہ انکے پسر سید کریم شاہ انکے دو پسر سید ثابت علی و سید مردان شاہ انکے تین پسر سید شاہدین علی لاولد و سید حیات شاہ و سید صدر الدین انکے پسر سید نواب علی انکے پسر سید طالب علی موجود شہر فیروز پور سید حیات شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ لاولد و سید گامن شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ انکے پسر سید بہادر شاہ موجود فیروز پور +

سید ثابت علی بن سید کریم شاہ انکے پسر چار سید سردار علی و سید قلندر شاہ دو لاولد و سید امیر شاہ و سید حیدر شاہ انکے چار پسر سید محمد شاہ لاولد و سید فضل شاہ و سید مدد علی و سید مہر شاہ انکے تین پسر سید ہدایت علی و سید قطب علی و سید فلک شاہ شیر سرسہ موجود شہر ممدوٹ ضلع فیروز پور و سید مدد علی انکے دو پسر سید فتح علی و سید حسین موجود ممدوٹ و سید فضل شاہ انکے تین پسر سید چراغ شاہ و سید نور علی و سید خدا بخش موجود ممدوٹ ضلع فیروز پور +

و سید امیر شاہ پسر ۲ سید کریم شاہ و سید حسن علی انکے پسر سید باغ علی موجود بھگی کے و سید کریم شاہ انکے دو پسر سید ولایت شاہ و سید رحمت علی موجود بھگی کے ضلع فیروز پور +

سید حسین شاہ سید فقیر شاہ بن سید سلطان آدم بن سید شہاب شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی سید حسن شاہ انکے پسر سید دولت شاہ انکے پانچ فرزند سید غلام مرتضیٰ و سید صدر الدین و سید اشرف علی ملقب اچھا شاہ ہر سہ لاولد روضہ کوٹ کمالیہ جنگل سرکار سے موضع غنایت شاہ چا اچھا شاہ خود دو صاحب اولاد سید عاقل شاہ و سید لطف شاہ انکے پسر سید شاہ سید میر انکے چار پسر سید نو بہار شاہ المعروف ظاہر پیر روضہ کوٹ کمالیہ و سید ستار شاہ ہر دو لاولد و سید فتح شاہ و سید سیدی احمد شاہ انکا روضہ جال پور تحصیل خیر پور ضلع بہاول سید سیدی احمد شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے دو پسر سید سبز علی و سید مدد علی انکے دو پسر سید چراغ شاہ لاولد و سید امیر حیدر شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے دو پسر سید سبز علی و سید مدد علی موجود مقام سمکہ۔ سید سبز علی شاہ انکے سید سیدی احمد شاہ انکے پسر خیر شاہ موجود بمقام سمکہ تھانہ غوث پور تحصیل خانپور ضلع بہاول پور سید فتح شاہ بن سید شاہ سید امیر انکے پسر سید ظہور شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے تین پسر سید لعل شاہ و سید فتح شاہ ہر دو لاولد و سید چمن چراغ شاہ موجود انکے پسر سید غلام رسول و سید منظور حسین موجود بمقام کوٹ کمالیہ ضلع منٹگمری سید عاقل شاہ ابن سید دولت شاہ مذکورہ بالا انکے دو پسر سید مصطفیٰ شاہ و سید علی شاہ انکے دو پسر سید شیر شاہ و سید مدد علی انکے تین پسر سید بڈھن شاہ و سید اولیاء شاہ لاولد و سید بہادر شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے چار پسر سید صیف علی و سید مدد علی و سید قاسم علی و سید حاکم شاہ ہر چار موجود بمقام مچھرانوالی ضلع گجرانوالہ و سید شیر شاہ بن سید علی شاہ انکے پسر سید احمد شاہ انکے دو پسر سید حسین شاہ موجود پشاور و سید فتح شاہ موجود شہر رنگ سید مصطفیٰ شاہ ابن سید عاقل شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے تین پسر سید حکم شاہ لاولد و سید تراب شاہ و سید صفدر شاہ انکے چار پسر سید حسین علی و سید صادق علی و سید سعادت علی و سید فتح شاہ انکے دو پسر سید کاظم علی و اکبر شاہ ہمہ لاولد و سید نواب شاہ ابن سید صفدر شاہ انکے دو پسر سید عنایت شاہ و سید حسن شاہ انکے پسر سید اقبال حسین ہر سہ موجود بمقام ریاست مالیر کوٹلہ سید تراب شاہ بن شاہ انکے دو پسر سید دولت شاہ و سید علی شاہ انکے دو پسر سید ننھے شاہ و سید عاقل شاہ انکے پسر سید عباس علی انکے پسر سید تراب شاہ موجود مقام جبڑانوالہ ضلع لائلپور سید ننھے شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ و سید مہر شاہ انکے پسر سید غلام مصطفیٰ ہر سہ موجود ریاست مالیر کاٹلہ سید دولت شاہ انکے پسر سید فتح شاہ انکے دو پسر سید کرم شاہ لاولد و سید محمد علی شاہ انکے پانچ فرزند سید ناظم علی و سید علی بہادر و سید سلطان شاہ و سید ریاض حسین و سید انور حسین و سید سجاد حسین ہمہ موجود بمقام فتح پور افغانان تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال ؛

## سید نور شاہ ابن سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا رحمۃ اللہ علیہ

سید نور شاہ انکے پانچ فرزند سید محمد شاہ زندہ درگاہ عیسی و سید فتح شاہ و سید عالم شاہ و سید محمد و سید حسن دو صاحب اولاد اور تین لاولد سید عالم شاہ ابن سید نور شاہ انکے پسر سید مراد شاہ انکے سید نظام شاہ انکے شش پسر سید فقیر شاہ و سید رحم شاہ و سید عارف شاہ و سید درگاہی شاہ انکے دو پسر سید جعفر شاہ و سید محمد شاہ ہمہ لاولد سید محمد شاہ کا روضہ انور بمقام چمن محل لاہور و سید فتح شاہ و سید عالم شاہ کا روضہ بمقام جموں میں ہے و سید چراغ شاہ و سید اشرف شاہ ملقب اچھے شاہ انکے پسر سید فتح شاہ انکے پسر سید لبھے شاہ انکے تین پسر سید حسین شاہ و سید دسوندی شاہ دو لاولد و سید کریم شاہ انکے تین پسر

سید علیم شاہ و سید زمان لاولد و سید فضل شاہ سید علیم شاہ انکے چار پسر سید محمد علی و سید لطف شاہ و سید غلام عباس ہر چہار لاولد سید فضل شاہ انکے چار پسر سید طالب حسین لاولد و سید حاکم شاہ و سید فرخ علی و سید اعجاز حسین ہر سہ موجود بمقام جموں +

سید چراغ شاہ ابن سید نظام شاہ انکے دو پسر سید محمد علی شاہ و سید دیوان شاہ انکے چار پسر سید عنایت شاہ و سید گل اعلی دو اولاد و سید غلام حسین و سید حسین علی انکے پسر سید فیض علی انکے پسر سید مہر شاہ دو پسر سید حمایت علی لاولد و سید ننھے شاہ موجود جموں شہر و سید غلام حسین انکے دو پسر سید مراد علی مراد شاہ و سید امام شاہ انکے چار پسر سید جبلی شاہ و سید عالم شاہ و سید گلو شاہ ہر سہ لاولد و سید گوہر شاہ انکے پسر سید عنایت حسین موجود جموں ریاست کشمیر دربار حضرت محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھے صاحب سبزواری شمسی سید مراد شاہ انکے پسر سید گھسیٹے شاہ انکے پانچ پسر سید بوٹے شاہ لاولد و سید مہری شاہ انکے دو پسر سید برکت علی و سید حاکم شاہ موجود بمقام گجرال سید پیر شاہ انکے دو پسر سید عنایت علی و سید خیرایت علی موجود گجرال و سید چمن شاہ لاولد و سید لہر شاہ موجود بمقام گجرال تحصیل ضلع سیالکوٹ پنجاب +

و سید محمد علی شاہ ابن سید چراغ شاہ انکے دو پسر سید سید علی و سید امید علی انکے دو پسر سبز علی و سید شہباز علی انکے دو پسر سید فقیر شاہ و سید گلاب شاہ انکے تین پسر سید صفدر شاہ و سید غلام حیدر و سید محمد علی ہر سہ لاولد و سید فقیر شاہ انکے چار پسر سید بڈھے شاہ و سید حسین شاہ و سید لطف شاہ ہر سہ لاولد و سید صادق علی موجود بمقام بھسین بر روضہ انور پیر سید محمد شاہ صاحب تحصیل ضلع لاہور +

و سید سبز علی انکے دو پسر عباد علی و سید گوہر شاہ انکے چار پسر سید بلند شاہ و سید جھنڈے شاہ و سید لعل شاہ و سید غلام حیدر ہر سہ موجود بمقام گجرال تحصیل ضلع سیالکوٹ و سید بلند شاہ انکے فضل حسین انکے پسر سید محمد حسین موجود کوٹلی پیر ثابت علی پرگنہ شکرگڑھ و سید عباد علی انکے پسر سید ڈھونڈھے شاہ عوض علی موجود شہر جموں +

# سلسلہ نسب سادات کوٹلی پیر ثابت علی

سید فتح شاہ ابن سید نور شاہ ابن سید سلطان آدم ابن سید سلطان شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر مٹھے قاتل الکفار ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید محمود ثانی پیر صدر الدین سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید ولی آل محمد حضرت شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتانی +

سید فتح شاہ بن سید نور شاہ انکے تین پسر سید مصطفےٰ شاہ و سید ولایت شاہ و سید باقی شاہ۔ سید باقی انکے پسر سید قمر علی انکے دو پسر سید اصغر علی و شیدہ سید میر انکے پسر سید امیر حسینی لاولد و سید اصغر علی انکے تین پسر سید نظر علی لاولد و سید عظمت علی و قاسم علی انکے دو پسر سید اکبر شاہ و سید بہادر شاہ ہر دو لاولد و سید عظمت علی انکے پسر سید مختار شاہ انکے چار پسر سید کرم شاہ و سید بڈھن شاہ لاولد و سید حاکم شاہ و سید دیوان شاہ انکے دو پسر سید نواب شاہ و سید ثابت علی انکے دو پسر سید محبوب حسین و سید سوال حسین لاولد سید ثابت علی موجود بہرام پور تحصیل ضلع گورداسپور و سید نواب

شاہ اُنکے چار پسر سید سردار شاہ و سید جعفر شاہ و سید رستم علی ہر سہ لاولد و سید سوہنے شاہ اُنکے پسر سید نذیر حسین اُنکے پسر ذوالفقار سید حاکم شاہ بن سید مختار شاہ اُنکے تین پسر سید بلند شاہ و سید فقیر شاہ و سید نواب شاہ موجود بارہ منگا سید فقیر شاہ اُنکے پسر سید قمر علی موجود بارہ منگا و سید بلند شاہ پسر کلان اُنکے تین پسر سید ناظر شاہ لاولد و سید عالم شاہ و سید بہادر شاہ اُنکے دو پسر سید کرم شاہ و سید مہر شاہ ہمہ موجود پنڈی مناساں تحصیل شکرگڑھ ضلع نارووال ◆

## تصویر ملک شاہ المعروف شجاع الملک جامع کتاب تاریخ گلزار حضرت شاہ شمس تبریزؒ

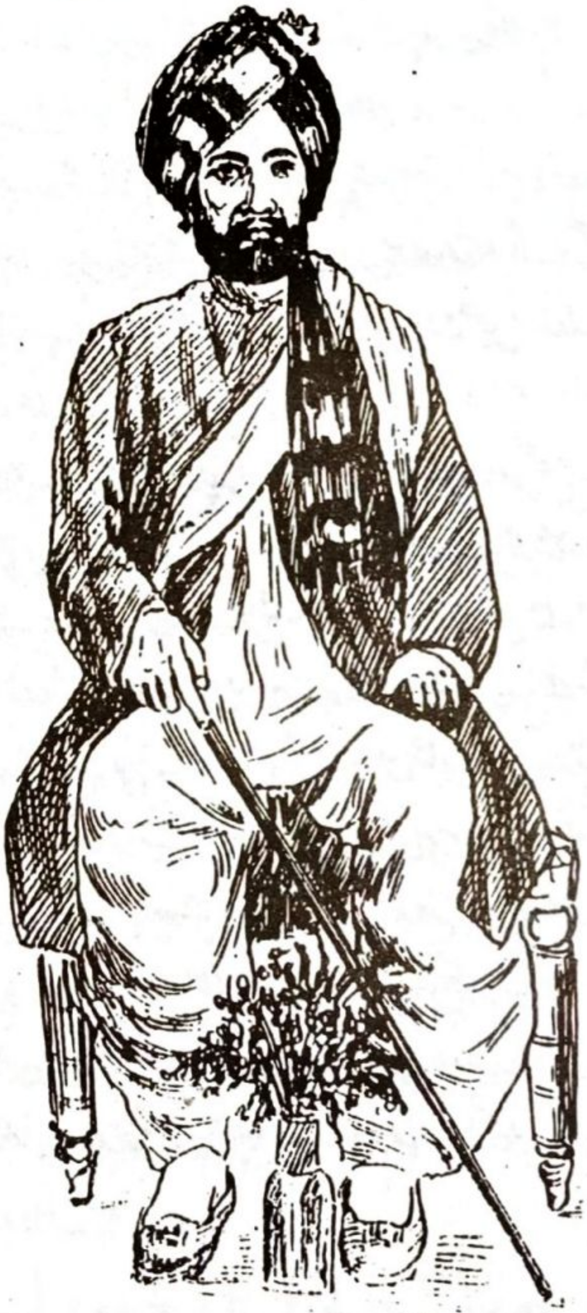

**تاریخ تولد:** شجاع الملک روز سہ شنبہ وقت صبح صادق ماہ بھادوں ۱۹۱۷ سنہ بکرمی، سنبل سلول بھانکوٹ

**تاریخ وفات:** ۔ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۴۱ سنہ ھ بگہ روزہ النور بگہ منصورہ نارووال

اُن کے عمران، ذلیشان نوشیر، ودکمال، افتخار حسین اُن کے ناصر و یاسر عباس نگر مریدکے

# سلسلہ نسب سیّد رفیع الدرجات سیّد ولایت علی

ابن سید فتح شاہ ابن سید نور شاہ ابن سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی نقیب پیر مِٹھہ قاتل الکفار ابن سید اولیاء علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی ابن سید محمود ثانی پیر صدر الدین سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتانی ٭

سید ولایت علی ابن فتح شاہ انکے پسر سید اشرف علی شاہ انکے پسر سید غلام علی شاہ انکے پسر سید سلطان علی انکے چار پسر سید سبز علی و سید مست علی و سید تُراب شاہ و سید نواب شاہ لاولد ٭

۱۔ سید سبز علی انکے چار پسر سید شہباز علی انکے پسر سید ملی شاہ مفقود الخبر موجود و سید شفاعت علی انکے دو پسر سید مہر شاہ لاولد و سید فقیر شاہ انکے دو پسر سید محمد اکبر و سید علی اکبر ہر سہ موجود بمقام ملک پور گجراں علاقہ نیناکوٹ ضلع گورداسپور و سید جماعت علی انکے تین پسر سید امام شاہ لاولد ملک شاہ المعروف شجاع الملک جامع کتاب گلزار شمس تاریخ ہذا انکی ایک دختر موجود شجاع الشیر، شجاع الشیر فوت۔ شجاع الشیر، غلام مرتضےٰ لاولد کاظم، سعادت، نثار، ارشاد نواسے شجاع الملک بگہ منصورہ برلور خورد شجاع الملک سید محمد شاہ انکے پسر سید نیاز علی اُن کے پسر گلزار حسین کوٹلی جٹاں ضلع نارووال و سید مست علی انکے پانچ پسر سید باج علی لاولد و سید تیغ علی انکے پسر ناظر شاہ لاولد و سید بشارت علی انکے دو پسر سید حیدر شاہ معروف جھنڈے شاہ انکے پسر سید لال شاہ موجود کوٹلی و سید چنن شاہ انکے پسر سید محمد حسین موجود کوٹلی و سید امام علی انکے دو پسر سید سکندر شاہ لاولد و سید دیوان شاہ انکے دو پسر سید نتھے شاہ لاولد و سید غلام حسین موجود پڑول نگری ضلع کٹھوعہ و سید فرزند علی انکے پسر پانچ سید حسین شاہ و سید حیدر شاہ و سید سوہنے شاہ ہمہ موجود کوٹلی سید حسین شاہ انکے تین پسر سید شاہ سوار و سید فضل حسین و سید غلام حسین ہر موجود بمقام کوٹلی سید حیدر شاہ انکے دو پسر سید طالب حسین و سید مہر شاہ ہر سہ موجود کوٹلی و سید سوہنے شاہ انکے پسر سید وزیر حسین موجود کوٹلی پیر ثابت علی موضع منصور پرگنہ شکرگڑھ ضلع گورداسپور و سید تراب شاہ بالا انکے دو پسر سید بڈھن شاہ و سید گلاب شاہ انکے دو پسر سید مقبول حسین و سید محبوب حسین ہر دو لاولد و سید بڈھن شاہ انکے چار پسر سید گوہر شاہ و سید غلام حیدر و سید غلام عباس و سید شاہ نواز ہر چار موجود سید غلام حیدر انکے پسر سید محمد حسین موجود و سید غلام عباس انکے پسر سید خادم صادق حسین موجود بمقام کراج پرگنہ شکرگڑھ ضلع نارووال ٭

# سلسلہ نسب سادات عظام کوٹلی پیر ثابت علی صاحب

سیّد مصطفےٰ شاہ ابن سید فتح شاہ ابن سید پیر نور شاہ ابن سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر مٹھہ ابن سید اولیاء علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی سبزواری

سید مصطفےٰ شاہ ابن سید فتح شاہ انکے پسر سید غازی شاہ انکے دو سید حسن علی و سید حسین علی انکے پسر سید نعمت اللہ شاہ انکے دو پسر سید حافظ علی و سید جعفر علی انکے پسر سید کوڑی شاہ لاولد و سید حافظ علی انکے پسر سید دولت شاہ انکے تین پسر سید محب علی و سید حرمت علی و سید بہار شاہ انکے پسر سید فقیر شاہ انکے دو پسر سید صادق علی و سید رحمت علی لاولد و سید حرمت علی انکے چار پسر سید گلاب شاہ انکے دو پسر سید غلام علی لاولد و سید احمد علی موجود کوٹلی و سید نواب شاہ انکے پسر سید بشیر احمد موجود کوٹلی و سید چراغ علی لاولد و سید قائم علی انکے پسر ضمیر حسین لاولد و سید محب شاہ انکے دو پسر سید گل شاہ لاولد و سید عظیم شاہ انکے چار پسر زمان شاہ و سید لال شاہ و سید کرم شاہ انکے بہاع الشیر، شجاع الشیر فوت۔ شجاع الشیر، غلام مرتضےٰ لاولد کاظم۔ سعادت، نثار، ارشاد نواسے شجاع الملک بگم منصورہ سید عالم شاہ کے ممتاز کوٹلی حسن علی بن سید غازی شاہ انکے پسر غلام علی معروف گلے شاہ انکے پانچ پسر چراغ علی و سید مظہر علی و سید نور علی و سید مراد علی و سید مہر علی و سید روشن علی لاولد سید مہر علی شاد انکے پسر چار سید شجاعت علی لاولد و سید بھولے شاہ و سید مظہر علی و سید امیر علی انکے تین پسر سید فضل شاہ و سید حسین شاہ و سید محمد شاہ انکے پسر سید برکت علی موجود و سید حسین شاہ انکے پسر سید امیر حسین موجود و سید فضل شاہ انکے دو پسر سید عنایت حسین و سید غلام نبی ہمہ موجود کوٹلی و سید مراد علی انکے پسر سید مہر شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ لاولد و سید لعل شاہ انکے چار پسر موجود پشاور حال جلال آباد افغانستان علاقہ کابل و سید نور علی انکے پسر سید قلب حسین انکے دو پسر سید حاکم شاہ لاولد و سید سوندی شاہ انکے دو پسر سید بوٹے شاہ لال شاہ سید نور علی ولد غلام علی و سید مظہر علی ولد سید مہر علی شاہ ہمہ لاولد و سید منظہر علی انکے پسر سید فقیر شاہ انکے دو پسر سید ولایت شاہ انکے پسر محمد شفیع لاولد و سید ننھے شاہ موجود کوٹلی و سید بھولے شاہ ولد سید مہر علی انکے چار پسر سید علی و سید شبیر شاہ و سید فتح شاہ و سید سردار شاہ انکے پسر سید لال شاہ انکے پسر سید مقبول حسین موجود کوٹلی و سید فتح شاہ لاولد و سید شہر شاد انکے دو پسر سید حیدر شاہ لاولد و سید صفدر شاہ موجود و سید علی شاہ انکے پسر سید علی شاہ انکے پسر حاجی شاہ انکے دو پسر سید نور شاہ و سید محمد حسین موجود فتح پور افغاناں علاقہ تنبا کوٹ ضلع نارووال و سید شیر علی ولد سید غلام علی بار انکے دو پسر سید احمد شاہ و سید دولت شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے دو پسر گلاب شاہ لاولد و سید سکندر شاہ انکے تین پسر سید ننھے شاہ لاولد و سید محمد شاہ و سید طالب حسین ہر سہ موجود بمقام بل بجواں ضلع سیالکوٹ و سید احمد شاہ انکے دو پسر سید نواب شاہ لاولد و سید سوہنے شاہ انکے دو پسر سید صفدر شاہ لاولد و سید حیدر شاہ انکے دو پسر سید ولایت شاہ لاولد و سید بہادر شاہ انکے چار پسر سید فضل حسین و و سید تصدق حسین ہمہ موجود بمقام گرائں پرگنہ اجنالہ ضلع امرت سر بہادر شاہ انکے پانچ پسر سید فضل حسین و امداد حسین و سید جماعت علی و سید محمد حسین موجود پنج گرائں تحصیل اجنالہ ضلع امرت سر و سید چراغ علی ابن سید غلام علی مذکورہ بالا انکے چار پسر سید جبلی شاہ لاولد و سید مدد علی و سید امام علی و سید شاہ علی انکے تین پسر گوہر شاہ و سید مہر شاہ و سید ملوک شاہ لاولد و سید مہر شاہ انکے پسر سید بلند شاہ لاولد و سید گوہر شاہ

انکے دو پسر سید کریم شاہ لاولد و سید لطف شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ موجود کوٹلی و سید امام علی انکے چار پسر سید کرم شاہ و سید بڈھن شاہ و سید ملوک شاہ و سید فرزند علی لاولد و سید ملوک شاہ انکے چار پسر سید حسین شاہ و سید و مین شاہ و سید ناظر شاہ و سید قائم علی ہمہ موجود دین پناہ سید حسین شاہ انکے پسر سید منظور حسین موجود موضع دین پناہ ضلع گورداسپور پرگنہ شکر گڑھ و سید بڈھن شاہ انکے پسر سید روڑی شاہ موجود مقام منصور متصل کوٹلی و سید کرم شاہ انکے دو پسر سید قالوا شاہ و سید جاعت علی انکے پسر غلام حسین لاولد و سید قالوا شاہ انکے دو پسر سید درباری شاہ سید حضوری شاہ لاولد ملازم حسین موجود درباری موجود کوٹلی پیر ثابت علی پرگنہ شکر گڑھ ضلع گورداسپور۔ و سید مد د علی انکے تین پسر سید بشارت علی و سید فضل شاہ لاولد و سید مہتا شاہ انکے پسر سید برکت علی موجود کوٹلی و سید بشارت علی انکے تین پسر سید سید علی و سید چنن شاہ و سید ناظر شاہ ہر سہ موجود سید چنن شاہ انکے پسر دو سید حسین شاہ لاولد لعل شاہ موجود کوٹلی و سید سید علی انکے دو پسر سید ہاشم علی لاولد و سید امداد علی موجود کوٹلی پیر ثابت علی ۔

تصویر پیر کرم شاہ بانی جامع مسجد شجاع الملک بگا شریف

# نسب سادات عظام بگا شریف مشمولہ جموں اوچ ملتان

پیر سید کرم حسین سبزواری ابن سید عظیم شاہ۔ 27 رمضان 1397 ہجری 1976ء تاریخ وفات

ابن سید محبّ علی شاہ ابن سید دولت شاہ ابن سید حافظ علی ابن سید نعمت اللہ ابن سید حسین علی ابن سید غازی شاہ ابن سید مصطفٰے شاہ ابن سید فتح شاہ ابن پیر سید نور شاہ ابن سید سلطان آدم صاحب دستار ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ابن سید محمد نور بخش ثانی ملقب پیر مٹھ قاتل اکفار ابن سید اولیاء علی ابن حصرت سید حسن کبیر الدین سبزواری کفر شکن ابن سید محمود ثانی پیر صدر الدین سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن حضرت سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن حضرت شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتانی۔

پیر سید کرم حسین سبزواری ابن سید عظیم شاہ ان کے آٹھ پسر سید بہاع الشیر تاریخ تولد 25 رمضان 1330 ہجری وسید شجاع الشیر صیغر فوت وسید شجاع الشیر وسید غلام مرتضے لاولد سید کاظم علی وسید سعادت علی وسید نثار علی وسید ارشاد حسین ان کے پسر صدا حسین صغیر فوت۔ سید نثار علی ان کے پسر زدار حسین فخر حسین موجود لاہور سید سعادت علی ان کے پانچ پسر خادم السادات والفقراء شجاع الشیر المعروف شجاول شیر متولی دربار ملک شاہ وسید فلک شیر سید جمیل الحسن وسید نسیم عباس وسید نصیر عباس۔ سید نسیم عباس ان کے دو پسر فضل عباس و سید خضر عباس لاہور۔ سید جمیل الحسن ان کے پسر سر جیل الحسن وسید عقیل الحسن سید فلک شیر ان کے تین پسر سید خرم رضا وسید شہزاد رضا وسید کاشف رضا۔ سید کاظم علی شاہ صاحب دستار ان کے تین پسر ضیغم علی، امجد علی و سید ارشد علی کے پسر اسد علی، سید ضیغم علی کے پسر کرم حسین موجود نوشہرہ درکاں گوجرانولہ۔

پیر سید بہاعا الشیر پسر کلاں ان کے سید رضی حیدر و حاجی سید غفنفر علی وسید لیاقت علی ان کے چار پسر سید ثقلین حیدر و عدنان حیدر و علی سلطان حیدر و ضرغام حیدر موجود بگا شریف۔ حاجی غصنفر علی ان کے سید گلفام

کرم پور وہاڑی

سید رضی حیدر ان کے پسر عمران حیدر و سید سبطین حیدر عمران حیدر ان کے علی حیدر و سید ولی حیدر

8-B جعفریہ کالونی لاہور۔

دختری اولاد حضرت ملک شاہ المعروف شجاع الملک جامع تاریخ گلزار شمسؒ -

# تصویر سید سعادت علی شاہ نواسہ شجاع الملکؒ بگاشریف

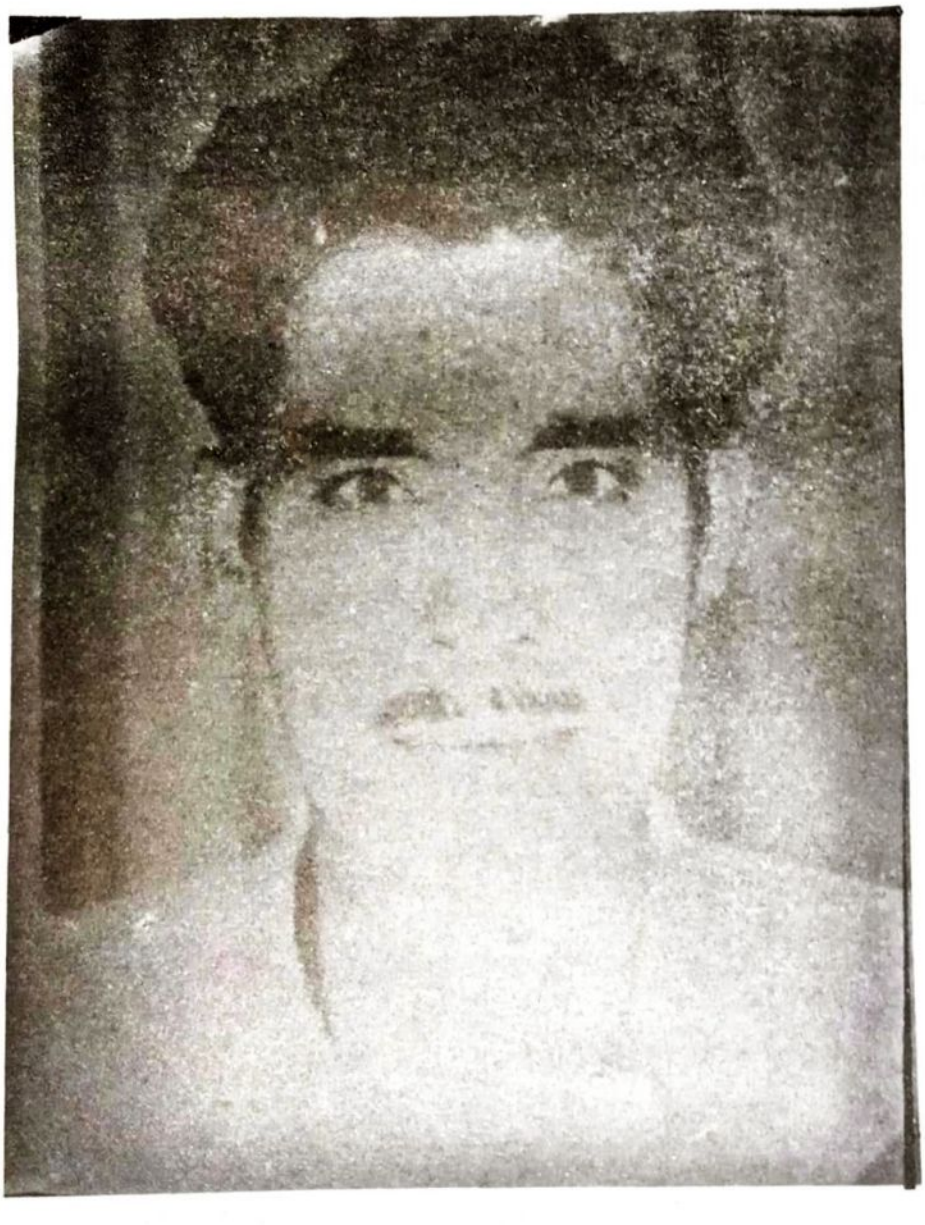

تاریخ وفات ۱۲ فروری سنہ ۱۹۷۶ء

شجاع الشیر المعروف شجاولشیر خاکروب دربار عالیہ شجاع الملکؒ بگا شریف

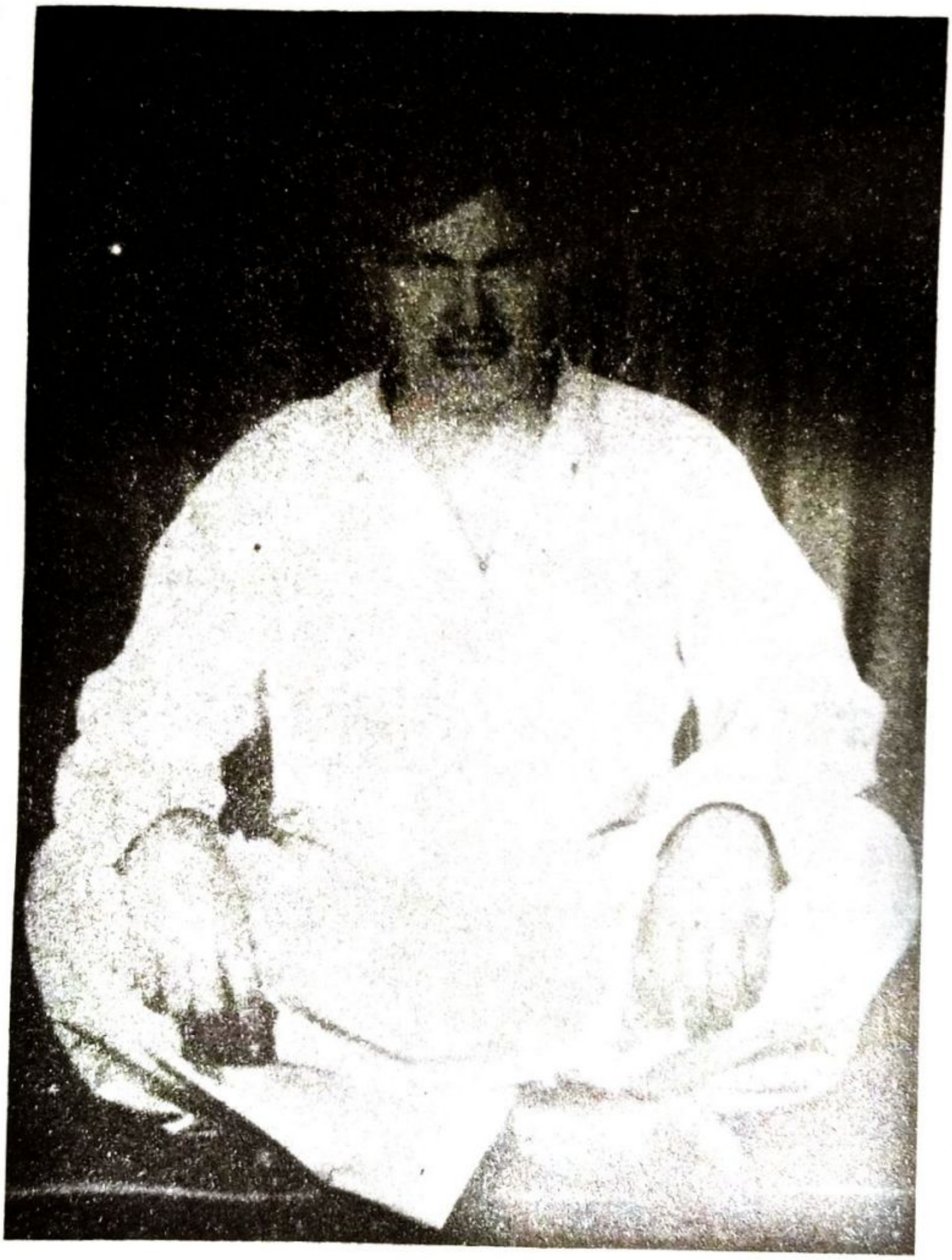

تاریخ تولد ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۵۶ء

مسلسلہ نسب خادم السادات و الفقرا شجاع الشیر المعروف شجاد الشیر ابن سید سعادت علی شاہ مدفون بگا شریف ابن پیر سید کرم شاہ مدفون بگا شریف ابن سید عظیم شاہ مدفون کوٹلی پیر ثابت علی ابن سید محب علی شاہ ابن سید دولت شاہ ابن سید حافظ علی ابن سید قسمت اللہ شاہ ابن سید حسین شاہ ابن سید غازی شاہ ابن سید مصطفےا شاہ مدفون کوٹلی پیر ثابت علی ابن سید فتح شاہ مدفون جموں شہر روضہ ہے ابن سید نور علی شاہ مدفون لوڑی حیدر آباد سندھ روضہ ہے۔ ابن سید سلطان آدم مدفون در روضہ سید محمد نور بخش ثانی بمقام جموں ابن سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا مدفون بمقام سحانی ضلع ریاسی ابن سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ مدفون شہر جموں ابن سید نور بخش ثانی ملقب پیر مٹھہ مدفون جموں روضہ الانور ہے ابن سید اولیا علی مدفون شہر آگرہ ہندوستان روضہ الانور ہے ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ شریف ابن پیر سید حاجی صدر الدین محمود ثانی مدفون ترنڈا گرگراں ضلع بہاولپور روضہ ہے

گل اول سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین اوچوی کفر شکن

## سلسلہ نسب سادات موضع منڈاہر ضلع جہلم شمولہ جموں اوچ ملتان

گل اول کی برگزیدہ قوم۔ سید جعفر شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ابن سید محمد نور بخش ثانی پیر مٹھہ صاحب مدفون جموں ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین اوچوی سید جعفر شاہ انکے پسر سید حافظ علی انکے دو پسر سید شاہ شریف و سید شاہ محمد سید شاہ شریف کا مقام منڈاہو میں روضہ انور موجود ہے جعفر شاہ کے مزار روضہ سے باہر ہے اور سید حافظ علی و شاہ شریف کی مزار روضہ کے اندر ہے سید جعفر شاہ اپنے والد بزرگوار سید شہاب الدین ثانی مست دریا کے ہمراہ وہاں تشریف لیگئے تھے آنحضرت انکو وہی جائے قرار حکم دیا تھا اسلئے وہاں آپ سید جعفر شاہ سکونت پذیر ہوئے شہر جموں سے جاکر سید جعفر شاہ انکے پسر سید حافظ علی انکے دو پسر سید شاہ شریف لاولد و سید شاہ محمد انکے چار پسر سید محبوب شاہ و سید علی شاہ و سید گل شاہ و سید بلاقی شاہ سید شاہ بلاق بڑے باکمال بزرگ گذرے ہیں انکا مقام سلسلہ ضلع سیالکوٹ میں مشہور معروف ہے +

سید باقی شاہ انکے پسر سید مصطفےٰ شاہ انکے پسر سید جلال شاہ انکے پسر سید لعل شاہ انکے دو پسر سید جمال شاہ و سید غلام شاہ انکے پسر سید بہاول شاہ انکے دو پسر سید لعل شاہ و سید سردار شاہ ہر سہ موجود مقام بستی خلیفہ تھانہ غوث پور پرگنہ خانپور ضلع بہاولپور ریہہ بہاول شاہ صاحب نوسو بیگہ زمین پر قابض ہے +

و سید جمال شاہ انکے دو پسر سید عظیم شاہ و سید عبد اللہ شاہ موجود خاص خانپور ضلع بہاولپور و سید گل شاہ بن سید شاہ محمد انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید گل محمد انکے دو پسر مہر شاہ و سید فرمان شاہ انکے دو پسر سید حاکم شاہ و سید عالم شاہ انکے پسر سید امیر شاہ انکے دو پسر سید ولایت شاہ لاولد و سید حیات شاہ انکے دو پسر سید راجے شاہ لاولد و سید جعفر شاہ

انکے پسر سید میر حسین موجود مقام منڈاہر و سید حاکم شاہ انکے پسر سید احمد شاہ انکے تین پسر سید کرم شاہ و سید اشرف شاہ و سید شیر شاہ انکے پسر بھوے شاہ ہمہ موجود منڈاہر و سید مہر شاہ بن سید گل محمد انکے پسر سید غلام علی انکے تین پسر سید بزرگ شاہ و سید فتح شاہ و سید جواے شاہ انکے چار پسر سید سبکین شاہ و سید امیر حیدر و سید محمد شاہ و سید اکبر شاہ انکے پسر سید جعفر شاہ موجود و سید محمد شاہ انکے پسر سید احمد شاہ موجود بستی کرائیاں پرگنہ اللہ آباد ضلع بہاولپور و سید فتح شاہ انکے تین پسر سید امام شاہ و سید جیون شاہ و سید نادر شاہ انکے دو پسر سید پیر شاہ و سید امیر شاہ ہر دو موجود منڈاہر و سید جیون شاہ انکے پسر سید تراب شاہ موجود و سید امام شاہ انکے پسر محکم شاہ موجود بمقام منڈاہر و سید بزرگ شاہ انکے پانچ پسر سید راجے شاہ و سید بہادر شاہ دو لاولد و سید جعفر شاہ و سید ولایت شاہ و سید لعل شاہ انکے پسر سید جمال شاہ موجود و سید ولایت شاہ انکے پسر محمد علی موجود و سید جعفر شاہ انکے پسر لال شاہ موجود بمقام منڈاہر ✦

و سید علی شاہ ابن سید شاہ محمد انکے پسر سید عالم شاہ انکے پسر سید اسد اللہ شاہ انکے پسر سید جمال شاہ انکے دو پسر سید امام شاہ و سید بخشی شاہ انکے چار پسر سید قلندر شاہ و سید نظام شاہ دو لاولد و سید کرم شاہ و سید غلام شاہ انکے دو پسر سید ہدایت شاہ لاولد و سید جلائے شاہ انکے دو پسر سید عالم شاہ و سید مرتضی شاہ موجود منڈاہر و سید کرم شاہ انکے تین پسر سید احمد شاہ و سید چنن شاہ و سید رسول شاہ ہر سہ موجود بمقام منڈاہر و سید امام شاہ ابن سید جمال شاہ انکے پسر جیلے شاہ انکے پسر سید بڈھن شاہ انکے چار پسر سید راجے شاہ لاولد و سید نجیب شاہ و سید جعفر شاہ و سید زمان شاہ انکے تین پسر سید ستار شاہ و سید خیر شاہ و سید اکبر شاہ ہر سہ موجود سید جعفر شاہ انکے دو پسر سید صادق شاہ و سید شاہ نواز ہر دو موجود منڈاہر و سید نجیب شاہ انکے پسر سید شہابل شاہ موجود منڈاہر۔ و سید محبوب شاہ بن سید شاہ محمد مذکورہ بالا انکے دو پسر سید جیون شاہ و سید قطب شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید مبارک شاہ انکے پانچ پسر سید امام علی و سید [illegible] شاہ و سید تصدیق شاہ و سید چنن شاہ و سید کرم شاہ انکے دو پسر سید مراد شاہ و سید ناصر شاہ موجود قاسم شاہ موجود و سید صدیق شاہ انکے پسر سید حسین شاہ انکے دو پسر سید ستار شاہ و سید محمد علی شاہ موجود منڈاہر و سید شیکھ شاہ انکے چار پسر سید سردار شاہ و سید ولایت شاہ و سید مہدی شاہ و سید فضل شاہ ہر چار موجود بمقام منڈاہر و سید امام علی انکے دو پسر سید شاہ نواز و سید موج دریا انکے پسر سید خوشی محمد موجود و سید شاہ نواز انکے دو پسر سید خادم حسین و سید ستار شاہ ہر دو موجود منڈاہر ✦

و سید جیون شاہ ابن سید محبوب شاہ بالا انکے پسر سید عبد اللہ شاہ انکے تین پسر سید چراغ شاہ و سید امام شاہ و سید کھبوے شاہ انکے پسر سید جیوی شاہ انکے پسر سید جمل شاہ موجود سید امام شاہ انکے پسر سید زین شاہ انکے پسر سید محمود شاہ انکے تین پسر سید لعل شاہ و سید حسین و سید زمان شاہ انکے پسر سید سردار شاہ موجود و سید چراغ شاہ انکے تین پسر سید حیدر شاہ لاولد و سید مخدوم شاہ و سید گلاب شاہ انکے چار پسر سید راجے شاہ و سید کرم شاہ و سید سوہنے شاہ و سید فضل شاہ انکے پسر سید مہر شاہ موجود و سید مخدوم شاہ انکے دو پسر سید گوہر شاہ و سید شہابل شاہ انکے پسر سید جعفر شاہ موجود و سید گوہر شاہ انکے تین پسر سید قادر شاہ سید امام شاہ و سید بہادر شاہ انکے تین پسر سید غلام شاہ و سید نادر شاہ

وسید حیدر شاہ ہر سہ موجود بمقام منڈاہر ڈاکخانہ احمد آباد تحصیل پنڈ دادن خاں ضلع جہلم ◆

## گل اول سیّد اولیا علی

## سلسلہ نسب سادات سبزواری خاندان شمسیہ سلسلہ عالیہ بمقام موضع آکو کے و کچھی قاسم کے تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر و بہاولپور جموں اوچ ملتان

### گل اوّل کا برگ سیوم

سید امام شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی ملقب بست دریا نوربخشی ابن سید میر شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ مدفون جموں ابن محمد نوربخش ملقب میر مٹھہ نوربخشی سبزواری مدفون جموں ابن سید اولیا علی ابن حسن کبیر الدین کفر شکن شمسی سبزواری ابن سید پیر صدر الدین محمود ثانی سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد ابن سید حضرت شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتانی ابن سید صلاح الدین محمد نوربخش ابتدا درویشی سید امام شاہ انکے پسر سید صلاح الدین انکے دو پسر سید لعل شاہ لاولد و سید اسماعیل شاہ انکے دو پسر سید عمر شاہ لاولد و سید امیر شاہ انکے پسر سید محب علی شاہ انکے پانچ پسر سید حسین شاہ لاولد و سبز علی ایران شاہ لاولد روضہ انور بمقام عمر پور و سید محمد شاہ و سید برخوردار شاہ و سید لعل شاہ انکے پسر سید لطف علی انکے پسر سید عثمان شاہ انکے دو پسر غوث علی لاولد و سید حیات علی انکے دو پسر سید روشن علی و سید علی شاہ انکے تین پسر سید شاہ دین علی و سید عظیم شاہ و سید امام شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ لاولد و سید حسین شاہ انکے پسر سید غلام شاہ موجود بمقام جھنگر سید عظیم شاہ انکے چار پسر سید غلام حسین و سید نور شاہ و سید نادر شاہ ہر سہ لاولد و سید سبزوار شاہ انکے دو پسر سید تصدق حسین و سید غلام رسول موجود مقام جھنگر سالم کے و سید شاہ دین علی انکے دو پسر سید غلام شاہ لاولد و سید حیدر شاہ انکے پانچ پسر سید غلام حسین و سید سکندر شاہ و سید قاسم شاہ و سید غلام حسن شاہ و سید نزوار حسین ہمہ موجود بمقام جھنگر سالم کے متصل بنگلہ فاضل ضلع بہاولپور سید روشن علی انکے تین پسر سید محمد لاولد و سید مراد شاہ و سید بہار شاہ انکے دو پسر سید حیات شاہ و سید مدد علی موجود جھنگڑ و سید مراد شاہ انکے تین پسر سید شاہنواز و سید سردار شاہ و سید اسوار شاہ ہمہ موجود بمقام جھنگر سالم کے۔ و سید محمد برخوردار انکے تین پسر سید کریم شاہ و سید قایم شاہ و سید بہاون شاہ انکے دو پسر سید فتح شاہ لاولد و سید بہار شاہ انکے دو پسر سید شیر شاہ سید راجن شاہ انکے تین پسر سید کامن شاہ و سید علی شیر لاولد و سید محبوب علی انکے تین پسر سید امام شاہ و سید حسین شاہ و سید محمد شاہ ہر سہ موجود بمقام جبانہ تحصیل خیرپور ضلع بہاولپور ◆

و سید شیر شاہ انکے دو پسر سید نور شاہ و سید پیر شاہ انکے پسر سید کرم شاہ موجود بمقام آکو کے و سید نور شاہ انکے دو پسر سید مدد علی و سید محمد علی موجود بمقام آکو کے و سید قایم شاہ بن محمد برخوردار شاہ انکے پسر سید امیر علی انکے دو پسر سید خدا بخش انکا روضہ انور بمقام بھٹنڈا ہیں ہے و سید بہادر علی شاہ انکے تین پسر سید رحمت شاہ و سید احمد شاہ و سید صالح شاہ انکے دو پسر سید سوہنے شاہ و سید حسن شاہ انکے تین پسر سید علی حسین و سید محمد علی و سید سردار شاہ انکے پسر سید نظیر حسین موجود بمقام قاسم کی و سید سوہنے شاہ انکے پسر سید شاہ نواز انکے پسر سید غلام مرتضیٰ موجود قاسم کے

و سید احمد شاہ انکے دو پسر سید لکھو شاہ سید فیض شاہ انکے پسر سید باغ علی موجود و گھو شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ موجود بمقام ہستا گنج بخش متصل بنگلہ فاضل و سید رحمت شاہ انکے دو پسر سید چراغ شاہ لاولد و سید رزاق شاہ انکے دو پسر سید امام شاہ و سید گھو شاہ ہر دو موجود مقام چک بھٹیاں +

سید خدا بخش ابن سید امیر علی انکے پسر سید لعل شاہ انکے چار پسر سید بہاول شاہ و سید ننھے شاہ و سید امام شاہ یہ ہر سہ لاولد و سید افضل شاہ انکے دو پسر سید علی شاہ لاولد و سید شیر شاہ انکے تین پسر سید جمال شاہ و سید کمال شاہ و سید جلال شاہ انکے تین پسر علی اکبر و سید عاشق حسین ہمہ موجود قاسم کے و سید کمال شاہ انکے پسر سید خادم حسین موجود و سید جمال شاہ انکے پسر سید ذاکر حسین موجود +

و سید کریم شاہ ابن سید محمد برخوردار شاہ انکے دو پسر سید خان شاہ و سید سردار شاہ سید خاں شاہ انکے پسر سید بھاون شاہ انکے دو پسر سید فدا حسین و سید سردار شاہ ہمہ موجود بمقام آکو کے و سید مراد شاہ انکے پسر سید دین علی شاہ انکے پسر سید صلاح الدین انکے پسر سید چراغ شاہ انکے پانچ پسر سید گلاب شاہ و سید احمد شاہ و سید لعل شاہ و سید سردار شاہ و سید محمد شاہ انکے تین پسر سید محمد شاہ انکے تین پسر سید فقیر شاہ و سید نصیر شاہ و سید میراں شاہ ہمہ موجود بمقام آکو کے و سید لعل شاہ انکے پسر سید گل حسن شاہ موجود و سید سردار شاہ انکے پسر سید کرم شاہ موجود و سید احمد شاہ انکے پسر سید نظام شاہ موجود بمقام آکو کے تحصیل منچن آباد ضلع بہاولپور +

## سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری موضع آگاہی شاہ مشمولہ جموّں اوچ ملتان

سید حسین شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا گل اول کا برگ چہارم سید پیر حسین شاہ انکا روضہ بمقام سلدبری میں موجود ہے آپ کی اولاد سے بستی آگاہی شاہ میں آباد ہے انکا نسب ذیل میں درج ہے آپ جموں سے وہاں تشریف لیگئے تھے۔ سید پیر حسین شاہ انکے پسر سید نظام شاہ انکے پسر سید کریم شاہ انکے پسر سید اگاہی شاہ انکے پسر سید رسول شاہ انکے دو پسر سید برہان شاہ و سید رحمان شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید حسین شاہ انکے تین پسر سید بہادر شاہ و سید قادر شاہ و سید حیدر شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ موجود +

و سید قادر شاہ انکے پسر سید ہدایت شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید میراں شاہ ہر دو موجود بستی جمن شاہ و سید بہادر شاہ انکے پسر پیر شاہ انکے دو پسر سید فقیر شاہ و سید بہاول شاہ ہمہ موجود بستی اگاہی شاہ سید برہان شاہ انکے پسر سید شمس الدین انکے پسر سید عظیم شاہ انکے شش پسر سید کرم شاہ و سید رحمت شاہ ہر دو لاولد و سید رحم شاہ و سید فیض بخش و سید رمضان شاہ و سید فضل شاہ انکے پسر سید امام شاہ موجود سید ارحم شاہ انکے پسر سید شبیر شاہ انکے پسر سید سردار شاہ موجود و سید فیض بخش انکے پسر سید کالو شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ و سید لعل شاہ موجود و سید رمضان شاہ انکے پسر سید اسوار شاہ انکے دو پسر سید نور شاہ و سید ملہاد شاہ موجود بستی آگاہی شاہ تھانہ ساہوکے تحصیل میلسی ضلع ملتان +

## گل اوّل کا برگ پنجم

# سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری اولاد شاہ اللہ دین حیدر مشمولہ جموں اوچ ملتان

سید شاہ اللہ دین حیدر ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر مٹھہ ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین حسن دریا کفر شکن مدفون اوچ شریف سید شاہ اللہ دین انکے پسر سید معروف شاہ محب علی شاہ انکے ۲ پسر سید عارف علی و معروف علی شاہ انکے پسر سید محمد وارث علی شاہ انکے پسر سید محمد عظیم شاہ انکے پسر غلام علی شاہ انکے دو پسر سید فتح علی شاہ و سید اکبر علی شاہ انکے پسر سید اصغر علی شاہ انکے پسر سید مشتاق احمد شاہ موجود موضع سنیلہ متصل جھچھلی تحصیل کہٹر علاقہ کلبہ بہار افسر پولیس چھاونی گور گاواں میں ہے سید فتح علی شاہ انکے پسر سید فرزند علی شاہ انکے پسر سید محمد تقی محرر قانون گو تحصیل اتملوہ ریاست نابہہ سید وارث علی شاہ سنہ ۱۰۰۱ ہجری میں شہر جموں سے اوٹھکر براے سیر تشریف لیگئے اور قریب سرہند قصبہ چیار تھل میں سکونت پذیر جاکر ہوئے سید محمد تقی انکے تین پسر سید فضل علی شاہ و سید محمد شفیع و سید مظفر علی ہر سہ موجود تحصیل اتملوہ ریاست پٹیالہ

## گل اول سید اولیا علی بن سید حسن کبیر الدین کا

برگ ششم سید خضر علی ابن سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھہ قاتل الکفار ابن سید اولیا، علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی ٭

# سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری بمقام موضع دین پناہ مشمولہ جموں اوچ ملتان

سید خضر علی شاہ انکے پسر سید یار علی شاہ انکے دو پسر سید تقی محمد شاہ و سید فرمان شاہ انکے پسر سید احمد شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے پسر سید شاجی شاہ انکے دو پسر سید امیر دکھتی و سید حسین علی شاہ انکے پسر سید قالوا شاہ انکے پسر سید امام علی شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ و سید مبارک شاہ انکے پسر سید شرف حسین موجود دین پناہ و سید سردار شاہ انکے پسر سید محمد شریف موجود دین پناہ ٭

سید امیر دکھتی انکے تین پسر سید امام علی لاولد و سید غلام علی و سید مظفر علی انکے تین پسر سید اصغر علی لاولد و سید اکرم علی انکے پسر سید روڑی شاہ لاولد و سید مہر علی انکے پانچ پسر سید سوہنے شاہ و سید بہار شاہ و سید لعل شاہ و سید رحمت علی و سید چنن شاہ ہمہ موجود سید سوہنے شاہ انکے دو پسر سید علی حسین و سید فضل حسین موجود و سید لعل شاہ انکے دو پسر سید عنایت حسین و سید ضمیر حسین موجود و سید بہار شاہ انکے دو پسر سید طالب حسین و سید غلام حیدر ہمہ موجود موضع دین پناہ تھانہ شمال تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال - شاہ اللہ دین حیدر انکے پسر محب علی شاہ انکے دو پسر عارف علی شاہ معروف علی شاہ انکے پسر اسماعیل شاہ انکے دو پسر سید لعل شاہ انکی اولاد تلوازہ میں آباد ہے و سید فتح شاہ انکے دو پسر سید باغ علی انکی اولاد کوہی گرائں میں ہے

وپسر دیگر سید شیر علی انکے چار پسر قطب شاہ عظیم شاہ و کریم شاہ امیر شاہ انکے چار پسر سید علی و فرزند علی و سردار علی و حیدر علی او انکے تین پسر گنج بخش و سید فتح محمد و فیض علی انکے پسر طالب حسین موجود بمقام کوٹلہ کنارہ دریا بیاسہ تحصیل دسوعہ ضلع ہشیارپور بمقام شیر پور ڈاکخانہ مکریاں تحصیل دسوعہ سید غلام علی ابن سید امیر دکھنی انکے تین پسر سید حاکم شاہ و سید نواب شاہ محمد حسین طالب نظیر حسین ولد نواب شاہ شبیر حسین ولد حاکم شاہ سید شاہ سوار ہر سہ موجود دین پناہ و سید نقی شاہ ابن سید بار علی شاہ انکے پسر سید محمود شاہ پسر سید ابدال شاہ انکے تین پسر سید بہادر شاہ و سید امیر شاہ و سید مہتاب شاہ انکے دو پسر سید غلام حسن و سید غلام حسین انکے پسر سید قلندر شاہ انکے دو پسر سید امیر حسینی و سید بڈھن شاہ ہر دو لاولد و سید امیر شاہ انکے پسر سید محمد علی انکے پسر سید نورنگ شاہ انکے پسر سید کھسیٹے شاہ انکے پسر سید امید علی لاولد و سید بہادر شاہ انکے پسر سید دسوندی شاہ انکے تین پسر سید عظیم شاہ لاولد و سید گل شاہ انکے دو پسر سید کریم شاہ و سید بڈھن شاہ ہر دو لاولد و سید احمد شاہ تمیر الپر انکے پسر زمان شاہ انکے دو پسر سید حاجی شاہ و سید دلاور حسین ہمہ موجود موضع دین پناہ شمال تھانہ تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال شرف وزیر حسین سید الف شاہ انکے دو پسر غلام شاہ نظام شاہ انکے تین پسر غلام علی و امام علی و فضل حسین ہر سہ موجود بمقام بھکیالہ ضلع تحصیل گجرات غلام شاہ انکے دو پسر نوازش علی ولایت شاہ موجود لاہور ◆

## گل اول سید پیر اولیا علی بن سید حسن کبیر الدین کفر شکن کا برگ ہفتم

سید زند علی ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید میر شمس الدین ثانی فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھہ صاحب ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن حسن دریا مدفون اوچ شریف سید زند علی انکے پسر مبارک شاہ انکے پسر سید شریف شاہ انکے تین پسر صدق علی شاہ و سید مبارک علی و سید انور شاہ انکے پسر سید قاسم علی انکے دو پسر سید باقر شاہ و سید قطب شاہ انکے ۲ پسر سید حیدر شاہ و سید دولت شاہ انکے پسر سید رستم علی عرف عید و شاہ موجود دین پناہ و سید حیدر شاہ انکے دو پسر سید کرم علی لاولد و سید شجاعت علی انکے پسر سید مہر علی انکے دو پسر سید لعل شاہ و سید بہار شاہ موجود سید لعل شاہ انکے ۲ پسر سید ضمیر حسین باقر علی موجود کرم پور سید بہار شاہ انکے دو پسر سید دلاور حسین و سید نظیر حسین موجود کرم پور تحصیل میلسی ضلع ملتان و سید باقر شاہ بن قاسم شاہ انکے تین پسر شرف علی و سید مست علی و سید الف شاہ انکے پسر سید غلام شاہ انکے دو پسر سید نوازش علی و سید ولایت شاہ موجود لاہور سید مست علی انکے پسر سید شاہ اسوار لاولد و سید شرف علی انکے پسر سید مستان لاولد سید مبارک شاہ ابن سید شریف شاہ انکے پسر سید مستان شاہ انکے پسر سید دیدار علی شاہ انکے پسر سید فقیر علی شاہ انکے تین پسر سید شیر علی لاولد و سید دوست شاہ صابر حسین ولد دست علی و سید نور شاہ انکے تین پسر سید فضل شاہ و سید بہاول شاہ و سید امیر علی انکے پسر سید دولت شاہ موجود عنایت پور و سید بہاول شاہ انکے پسر سید سوہنے شاہ موجود عنایت پور و سید فضل شاہ انکے دو پسر سید علم شاہ لاولد و سید فتح شاہ انکے پسر سید احمد شاہ مقصود علی موجود عنایت پور پرگنہ شکر گڑھ و سید مست علی شاہ انکے چار پسر سید علی شاہ لاولد و سید شاہ دین

علی و سید عظمت علی و سید شہاب الدین انکے دو پسر سید نواب شاہ و سید ارشاد موجود آئمہ لاولد و سید عظمت علی انکے پسر سید حسین شاہ انکے دو پسر سید حامد علی لاولد و سید اکبر شاہ موجود متعلم [illegible] تحصیل چنیوٹ
ضلع جھنگ و سید شہاب الدین علی انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید محمد علی انکے پسر سید علی اکبر موجود موضع دین پناہ +

## سید صدق علی بن سید شریف شاہ مذکورہ بالا

انکے تین پسر سید خوشی محمد و سید سید محمد و سید سردار شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر دو سید فیض علی و سید امید علی انکے پسر سید صفدر علی انکے پسر سید ننھے شاہ لاولد و سید فیض علی انکے دو پسر سید ملتان شاہ و سید امام علی انکے دو پسر سید مہر شاہ و سید کرم شاہ لاولد سید ملتان شاہ انکے دو پسر سید سوہنے شاہ و سید روشن علی انکے پسر سید رحمت علی موجود بمقام گگیال و سید سوہنے شاہ انکے دو پسر سید کریم شاہ و سید میر حسین موجود بمقام گگیال تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ

و سید سید محمد بن سید صدق علی انکے پسر سید فتح علی انکے پسر سید حسین علی انکے پسر سید غلام مرتضیٰ انکے پانچ پسر سید جیون شاہ و سید دولت شاہ دونو لاولد و شہادت علی و سید بشارت علی و سید ننھے شاہ انکے چار پسر سید اکبر شاہ و سید دیدار علی و سید محمد شاہ و سید محمد حسین ہمہ موجود سمٰعیل پور و سید بشارت علی انکے پسر سید قائم علی انکے دو پسر سید فضل حسین و سید عنایت حسین موجود عنایت پور و سید شہادت علی انکے چار پسر سید حاکم شاہ و سید چنن شاہ و سید بہار شاہ و سید گدی شاہ انکے چار پسر سید میر حسین و سید الف شاہ و سید فضل حسین و سید ضمیر حسین ہمہ موجود سمعیل پور و سید چنن شاہ انکے پسر سید طالب حسین موجود سمعیل پور و سید حاکم شاہ انکے تین پسر سید امام شاہ و سید حسین شاہ و سید علی شاہ ہر سہ موجود اسمعیل پور بتھانہ ننھا کوٹ ضلع گورداسپور۔ و سید خوشی محمد بن سید صدق علی انکے دو پسر سید شاہ محمد و سید کرم علی انکے شش پسر سید حسین علی و سید سردار علی و سید سبز علی ہر سہ لاولد و سید نواب علی و سید امیر علی و سید محمد علی انکے پسر سید صاحب شاہ انکے پسر سید ہاشم علی لاولد و سید میر علی انکے پسر سید نذر علی انکے پسر سید بوٹے شاہ انکے دو پسر سید محبوب شاہ لاولد و سید گلاب شاہ انکے پسر سید محسن علی موجود دین پناہ و سید نواب علی انکے تین پسر سید شاہ فقیر و سید پرورش علی و سید حرمت علی انکے پسر سید نعمت علی لاولد و سید پرورش علی انکے تین پسر سید شبیر شاہ لاولد و سید مہر علی و سید رمضان شاہ انکے تین پسر سید تیغ علی و سید عباس شاہ و سید لعل شاہ انکے پسر امیر حیدر ہمہ موجود موضع دین پناہ + و سید شاہ فقیر انکے چار پسر سید سوہنے شاہ و سید کرم شاہ ہر دو لاولد و سید مختار شاہ و کودلی شاہ انکے تین پسر سید نور شاہ و سید امیر شاہ و سید مبارک شاہ انکے دو پسر سید ولی شاہ و سید علی شاہ موجود سمعیل پور و سید مختار شاہ انکے چار پسر سید حاکم شاہ لاولد و سید بشارت علی و ملوک شاہ و سید فرزند علی انکے پسر مہینگے شاہ انکے پسر سید وزیر حسین موجود دین پناہ سید بشارت علی انکے پسر نشان شاہ موجود و سید ملوک شاہ انکے پسر سید نظام شاہ موجود سمعیل پور علاقہ نیناکوٹ ضلع گورداسپور +

و سید شاہ محمد بن سید خوشی محمد انکے پسر سید جنگی شاہ انکے پسر سید بلند شاہ انکے پانچ پسر سید احمد شاہ و سید گل محمد شاہ ہر دو لاولد و سید مہر علی و سید کرم علی و سید فینی شاہ انکے پانچ پسر سید بڈھن شاہ و سید ولی شاہ

وسید علی شاہ وسید گوہر شاہ وسید دولت شاہ انکے پسر صادق حسین موجود عنایت پور وسید بڈھن شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ و موجود بمقام عنایت پور وسید مہر علی انکے دو پسر سید غلام حسین انکے دو پسر وسید الطاف حسین موجود وسید روڑی شاہ بن مہر علی انکے پسر سید امداد حسین موجود وسید کرم علی انکے پسر سید مظہر حسین لاولد بمقام عنایت پور تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور +

## سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری مقام کوٹ نینا گُل اول کا برگ آٹھواں

سلسلہ محمد شاہ انکے پسر سید محمد شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید پیر شمس الدین ثانی فتح شاہ ابن سید محمد نور بخش ثانی ملقب پیر مٹھہ صاحب ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر فکن ابن سید پیر صدر الدین محمود ثانی ابن سید مہتاب الدین ابن سید نصیر الدین محمد ابن سید حضرت شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتان +

سید محمد شاہ انکے پسر سید ظہیر الدین انکے پسر سید قطب شاہ انکے پسر سید قمر علی انکے پسر سید بولی شاہ انکے پسر سید شرف شاہ انکے پسر سید احمد شاہ انکے پسر سید شبر علی وسید علی وسید کرم علی دو لاولد وسید شیر علی انکے چار پسر سید سکندر شاہ لاولد وسید جیون شاہ وسید سہاگ شاہ وسید فرزند علی انکے پانچ پسر سید ملتان شاہ وسید علی شاہ وسید ولی شاہ وسید شمشاد علی وسید چمن شاہ انکے دو پسر سید لیاقت حسین وسید وارث علی موجود کوٹ نینا وسید سہاگ شاہ انکے تین پسر سید گامن شاہ وسید لال شاہ وسید نواب شاہ ہرسہ موجود نینا کوٹ وسید جیون شاہ انکے پسر سید بڈھن شاہ انکے پسر سید حسین علی انکے پسر غلام حسین انکے پسر سید غلام مصطفےٰ موجود نینا کوٹ ضلع گورداسپور +

## سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری شیعہ نوربخشیہ صوفیہ اثنا عشریہ موضع سید الوالی اعظم والہ اوچ جمو ملتان

### گُل اول سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کا برگ نہم ۹

سید درویش علی ابن سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی فتح شاہ ابن سید محمد نور بخش ثانی پیر مٹھہ ابن سید اولیاء علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر فکن مدفون اوچ شریف +

سید درویش علی انکے تین پسر سید ناد علی وسید سید علی دو لاولد وسید قاب علی انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید کبیر شاہ انکے پسر سید کریم شاہ انکے پسر دو سید صاحب شاہ وسید امین شاہ انکے پسر سید بہادر شاہ انکے تین پسر سید گلاب شاہ لاولد وسید نظر علی وسید شجاعت علی انکے ۲ پسر سید غلام علی لاولد وسید امام علی انکے پسر سید اکبر شاہ موجود سید الوالی + وسید نظر علی انکے پسر سید میرن شاہ انکے پسر سید کریم شاہ انکے پسر سید یتیم شاہ لاولد وسید گلاب شاہ انکے پسر سید ننھے شاہ لاولد وسید صاحب شاہ انکے دو پسر سید سبز علی وسید نعمت علی انکے پسر سید روشن علی لاولد وسید سبز علی انکے شش پسر سید نورنگ شاہ وسید حسن علی وسید نعمت علی ہرسہ لاولد وسید حرمت علی وسید قاسم علی وسید فضل شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ انکے دو پسر سید عظیم شاہ وسید جواہر شاہ موجود لاہور کوکھر دروازہ شیرانوالہ وسید قاسم علی انکے پسر سید ملک شاہ انکے تین پسر سید امیر شاہ وسید وزیر شاہ وسید سردار شاہ

ہرسہ موجود لاہور نوکھرہ وسید حرمت علی انکے پسر سید پہے شاہ انکے شاہ وسید لعل شاہ انکے تین پسر سید ضامن علی وسید امداد علی وسید غلام مصطفےٰ ہرسہ موجود سید انوالی سید محمد شاہ ہے پسر تین نام انکا معلوم نہیں ہے سید انوالی پرگنہ ظفروال ضلع سیالکوٹ ۔

## کل اولاد سید اولیا علی بن پیر سید حسن کبیر الدین کفر شکن کا برائے فہم ۹

## سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری موضع موکھل مشمولہ جموں اوچ ملتان شریف

سید محب علی ابن سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا مدفون سماق ابن سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ مدفون جموں ابن ابن سید محمد نور بخش ثانی ملقب پیر مٹھہ صاحب قاتل الکفار مدفون جموں ابن سید اولیا علی مدفون آگرہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ شریف ابن سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی مدفون ٹھرنڈا اگر گیراں ابن سید شہاب الدین سبزواری مدفون تم نہول ضلع ہزارہ ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری مدفون لاہوری ابن سید شاہ شمس الدین سبزداری ملقب تبریزی مدفون ملتانی ۔

سید محب علی شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا سید محب علی شاہ انکے پسر سید گوہر علی شاہ انکے پسر سید صادق علی انکے دو پسر سید بلاقی شاہ انکے تین پسر سید خیر شاہ وسید گوہر شاہ دو لاولد وسید رحم شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید مراد علی لاولد سید بلاقی شاہ انکے تین پسر سید خیر شاہ وسید گوہر شاہ دو لاولد وسید اسلام شاہ انکے تین پسر سید چراغ شاہ وسید کریم شاہ وسید محمد علی شاہ انکے پسر نور شاہ انکے پسر سید عظیم شاہ انکے پسر سید الف شاہ انکے پسر سید حیات شاہ موجود مانپور وسید کریم شاہ انکے پسر سید پیر شاہ انکے دو پسر سید ملک شاہ لاولد و مہر شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ لاولد وسید نواب شاہ انکے پسر سید ناظر شاہ موجود مانپور وسید چراغ شاہ انکے چار پسر سید سید علی وسید دسوندی شاہ وسید جعفر شاہ وسید غلام شاہ انکے ہفت پسر سید جیوی شاہ وسید دست علی وسید ملتان شاہ وسید حیدر شاہ وسید مراد شاہ وسید سید علی ہر شش لاولد وسید دست علی انکے ہفت پسر سید حیدر شاہ وسید علی شاہ وسید نادر شاہ وسید دیوان شاہ وسید فقیر شاہ وسید شیر شاہ سید دولت شاہ انکے پسر سید فرزند علی لاولد وسید شبیر شاہ انکے ۲ پسر سید شاہسوار وسید امام شاہ وسید جلال شاہ ہمہ موجود مانپور تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ پنجاب سید جعفر شاہ انکے پسر سید عظیم شاہ انکے سید امام شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ لاولد سید علی شاہ انکے پسر سید محبوب شاہ موجود موکھل سید سردار شاہ انکے تین پسر سید محمد حسین وسید امداد حسین وسید الطاف حسین ہرسہ لاولد وسید دسوندی شاہ انکے دو پسر سید حاکم شاہ سید نورنگ شاہ انکے پسر سید نتھو شاہ انکے پسر سید کریم شاہ موجود موکھل سید حاکم شاہ انکے دو پسر سید مہتاب شاہ لاولد سید گلاب شاہ انکے پسر سید خیرات علی شاہ لاولد وسید سید علی انکے پسر سید سلطان شاہ انکے دو پسر سید بلند شاہ لاولد وسید ڈھن شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ موجود بمقام موکھل تحصیل ضلع سیالکوٹ پنجاب ۔

# گل اوّل اولیاء علیٰ بن سیّد حسن کبیر الدین کفر شکن کا برگ یازدھم

سید فیروز شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی فتح شاہ ابن سید محمد نور بخش ثانی پیر مٹھہ صاحب ابن سید اولیاء علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی +

## برگ گیارہ (۱۱)

## سلسلہ نسب سادات آئمہ وننیا کوٹ مشمولہ جموں اوچ ملتان شریف

سید فیروز شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکے پسر سید حسن علی شاہ انکے ہفت پسر سید تھوشاہ وسید فتح شاہ دو لاولد وسید نور شاہ وسید منور شاہ وسید محمد اکبر وسید رحمان شاہ وسید علی اکبر انکے پسر سید درویش محمد انکے پسر باغ علی انکے پسر سید لطف علے انکے سید فضل علی انکے تین پسر سید چان شاہ و سید پنے شاہ دو لاولد وسید ملتان شاہ انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید وارث علی موجود آئمہ وسید رحمان شاہ انکے پانچ پسر سید مراد علی وسید فضل علی دو لاولد وسید صاحب شاہ وسید مہتاب شاہ وسید شیر علی انکے دو پسر سید بڈھے شاہ لاولد وسید بہار شاہ انکے دو پسر سید تھوشاہ وسید عظیم شاہ لاولد وسید مہتاب شاہ انکے پسر سید علی انکے پسر سید امید علی انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید امیر علی موجود آئمہ سیدان وسید صاحب شاہ انکے چار پسر سید بلند شاہ وسید شجاعت علی دو لاولد وسید مراد علی وسید گوہر علی انکے پسر سید حسین علی انکے پسر سید امام شاہ انکے پسر سید کرم حسین موجود آئمہ وسید مراد علی انکے تین پسر سید چمن شاہ وسید غلام علی وسید سکندر شاہ انکے پسر سید محمد علی شاہ موجود بمقام ننیا کوٹ وسید غلام علی انکے دو پسر سید شیر علی لاولد وسید اکبر علی انکے پسر سید سعادت علی موجود آئمہ وسید چمن شاہ انکے پسر سید قائم علی انکے تین پسر سید سلامت علی وسید فضل حسین وسید کرم حسین ہر سہ موجود آئمہ محمد اکبر بن سید حسن علی شاہ انکے دو پسر سید حاکم شاہ وسید بہادر شاہ انکے دو پسر سید شیر شاہ وسید مہتاب شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید ریمان شاہ انکے پسر گھسیٹے شاہ انکے دو پسر سید بوٹے شاہ وسید شو دریا انکے پسر سید شرخ انکے پسر برکت علی موجود محمد حسین موجود پسر سید سکندر شاہ لاولد وسید شیر شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پانچ پسر سید باقر شاہ وسید امیر شاہ وسید جھنڈے شاہ وسید الف شاہ وسید قطب شاہ انکے پسر سید دولت شاہ انکے تین پسر سید نواب شاہ انکے پسر سید امام شاہ موجود وسید محمد شاہ انکے دو پسر سید مظہر حسین وسید فضل حسین موجود ننیا کوٹ وسید شاہسوار ملقب بہادر علی انکے چار پسر سید شمشیر علی وسید ذوالفقار علی وسید گلزار علی وسید سبزواری حسین ہمہ موجود ملتان دربار حضرت شاہ شمس تبریز قدس اللہ سرہٗ العزیز وسید حاکم شاہ انکے پسر سید شرف علی انکے پسر سید باقر شاہ انکے پسر سید الف شاہ انکے پسر سید ملک شاہ انکے پسر سید دسوندی شاہ لاولد +

وسید حاکم شاہ انکے پسر سید شرف علی انکے پسر سید باقر شاہ پسر نیاز علی انکے پسر سید بانی شاہ انکے پسر سید

گلاب شاہ انکے پسر سید فقیر شاہ انکے چار پسر سید طالب حسین و سید خادم حسین و سید بہار شاہ و سید لعل شاہ ہمہ موجود آئمہ ملتان ٭

سید منور شاہ بن سید حسن علی شاہ بالا انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید قطب شاہ انکے دو پسر سید ولایت شاہ لاولد و سید لطف شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے جیون شاہ انکے چار پسر سید جمعیت علی و سید بلند شاہ و سید اورنگ شاہ ہر سہ لاولد خیر شاہ چوتھا انکے تین پسر سید امام علی و سید تیغ علی و سید محمد شاہ انکے پسر دو سید حاجی شاہ موجود و سید تیغ علی انکے دو پسر سید فقیر شاہ و سید حامد شاہ موجود آئمہ و سید امام علی انکے تین پسر سید علی شاہ و سید لائق علی و سید عنایت علی ولد امام علی و سید برکت علی ہمہ موجود و سید نور شاہ بن سید حسن علی شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ انکے چار پسر سید محمد علی و سید عاقل شاہ و سید انور شاہ و سید اچھی شاہ انکے پانچ پسر سید بوڑے شاہ و سید قاسم شاہ دو لاولد و سید ہے شاہ و سید کرم شاہ انکے تین پسر سید گوہر شاہ لاولد و سید مہر شاہ و سید مڈھن شاہ انکے پسر سید امیر علی انکے پسر سید شیر شاہ موجود آئمہ سید مہر شاہ انکے پسر سید حسین علی انکے دو پسر سید سوہنے شاہ و سید بڈھن شاہ موجود و سید انور شاہ انکے پسر سید کرم شاہ انکے دو پسر سید امیر شاہ و سید پیر شاہ انکے پسر سید نگاہی شاہ لاولد و سید امیر شاہ انکے تین پسر سید فرزند علی و سید شجاعت علی و سید محمد شاہ انکے دو پسر سید برکت علی و سید مبارک شاہ موجود نیناکوٹ و سید شجاعت علی انکے تین پسر سید امداد حسین و سید اولاد حسین و سید مراد شاہ ہمہ موجود نیناکوٹ و سید فرزند علی انکے دو پسر سید نادر شاہ و سید دسوندی شاہ موجود نیناکوٹ و سید عاقل شاہ انکے پسر سید ثابت علی انکے چار پسر سید غلام شاہ و معصوم شاہ و سید مقیم شاہ و سید یتیم شاہ انکے دو پسر سید شجاعت علی و سید جماعت علی ہر دو لاولد و معصوم شاہ انکے دو پسر سید سید علی و سید فیض علی انکے پسر شاق شاہ انکے بالی شاہ انکے پسر وارث علی موجود آئمہ ہر دو لاولد و سید مقیم شاہ انکے پسر سید سوہنے شاہ موجود سید جماعت علی انکے پسر سید سوہنے شاہ موجود و سید مقیم شاہ انکے دو پسر سید فرزند علی و سید امام علی انکے چار پسر سید نواب شاہ و سید گلاب شاہ و سید ہاشم شاہ و سید قاسم شاہ ہر چہار لاولد و سید محمد علی بن سید حیدر شاہ انکے پسر سید رحم شاہ انکے تین پسر سید مست علی و سید مدد علی و سید جیون شاہ انکے پانچ پسر سید چراغ علی و سید حسن علی و سید مراد علی ہر سہ لاولد و سید عنایت علی و سید نور علی انکے دو پسر سید شجاعت علی لاولد و سید گدا علی انکے پسر سید سردار شاہ موجود و سید عنایت علی انکے دو پسر سید قادا شاہ لاولد و سید حاکم شاہ انکے دو پسر سید سرخ شاہ و سید امام شاہ موجود عنایت پور و سید مدد علی انکے دو پسر سید غلام حیدر و سید مہر شاہ انکے دو پسر سید بہار شاہ لاولد و سید بشارت علی انکے دو پسر سید برکت علی و سید ہاشم علی موجود آئمہ نیناکوٹ تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال ٭

## گل اوّل سیّد اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن کا

برگ بارہ ۱۲۔ پیر سید حسن کبیر الدین کے بارہ فرزند صاحب اولاد ہوئے ہیں ان میں سے گل اول سید اولیا علی ہے اس گل اول کے بارہ برگ ہیں گیارہ برگ تحریر ہو چکے ہیں اب برگ بارہواں عرض ہوتا ہے ٭

# سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری موضع عمرپور برگ بارہواں

سید جلال الدین نصر اللہ ابن شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر مٹھہ صاحب ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ شریف +

سید جلال الدین نصر اللہ انکے تین پسر سید شاہسوار شاہ کلی و سید مشق محمد و سید محسن علی انکے دو پسر سید حکیم شاہ و سید صدق محمد انکے پسر نور محمد انکے پسر سید فتح محمد انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید علی محمد انکے پسر سید دسندی شاہ انکے تین پسر سید دولت شاہ و سید غلام علی و سید قطب شاہ انکے پسر سید طالب علی انکے پسر سید حسین شاہ موجود عمرپور سید غلام علی انکے پسر سید سوہنے شاہ انکے پسر سید خیرایت علی انکے پسر کاظم علی ولد خیرایت علی ولد سید سوہنے شاہ موجود عمرپور سید دولت شاہ انکے چار پسر سید مست علی لاولد و حسن علی و سید حسین علی و سید عنایت علی انکے تین پسر سید نواب شاہ و سید قایم علی شاہ و سید گلاب شاہ انکے پانچ پسر سید احمد شاہ و سید فضل شاہ و سید کرم حسین و سید مہر حسین و سید امیر حسین ہمہ موجود عمرپور و سید قایم علی انکے تین پسر سید علی حسین و سید محمد حسین و سید وزیر حسین ہمہ موجود عمرپور و سید نواب شاہ انکے تین پسر سید علی و سید سردار شاہ و سید نیاز علی ہمہ موجود عمرپور و سید حسین علی انکے پسر سید مہر علی و سید بہار علی انکے پسر سید حاکم شاہ انکے پسر سید غلام مصطفے موجود و سید حسن علی انکے بہار شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ و سید شمشیر علی ہر دو لاولد +

و سید حکیم شاہ انکے پسر سید محسن علی انکے پسر سید حسن علی انکے پسر سید شرف علی انکے پسر سید شیر علی انکے پسر سید شبیر علی انکے پسر سید عارنت شاہ انکے پسر سید بہاول شاہ انکے شش پسر سید حسن شاہ و سید گلاب شاہ لاولد و سید ملک شاہ و سید بلند شاہ و سید مراد شاہ و سید ہے شاہ انکے پانچ پسر سید نواب شاہ و سید سوہنے شاہ و سید چمن شاہ و سید مختار شاہ و سید علی گوہر شاہ انکے پسر سید لعل شاہ موجود عمرپور چار لاولد +

و سید مراد شاہ انکے دو پسر سید بلند شاہ و سید فرزند علی انکے دو پسر سید فتح علی انکے دو پسر سید چراغ شاہ و سید نواب شاہ موجود عمرپور و سید بلند شاہ انکے دو پسر سید رمضان شاہ و سید روشن شاہ انکے دو پسر سید عابد حسین و سید ضامن حسین ہمہ موجود عمرپور و سید ملک شاہ انکے دو پسر سید غلام مرتضیٰ لاولد و سید غلام حیدر شاہ انکے دو پسر سید امام علی و سید غلام علی ہر سہ موجود دہر مود نوال. +

و سید مشق محمد ابن سید جلال الدین نصر اللہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پسر سید گل محمد انکے پسر سید بوٹے شاہ انکے پسر سید کھسیٹے شاہ انکے چار پسر سید باغ علی و سید غلام علی و سید جماعت و سید ثابت علی انکے دو پسر سید سید علی لاولد و سید امید علی انکے چار پسر سید شجاعت علی و سید رمضان شاہ و سید سوہنے شاہ و سید چمن شاہ انکے چار پسر سید نواب شاہ و سید چراغ شاہ و سید مظہر علی و سید لعل شاہ ہمہ موجود عمرپور۔ و سید جماعت علی انکے چار پسر سید تاج علی لاولد و سید محمد شاہ و سید اکبر شاہ و سید حرمت علی انکے دو پسر سید سوہنے شاہ لاولد و سید رجب علی انکے دو پسر سید غلام حسین و سید نواب شاہ انکے تین پسر منگے شاہ و سید اروڑے شاہ و سید محمد حسین ہمہ موجود و سید غلام حسین انکے پسر

سید محمد شریف موجود عمر پور و سید اکبر شاہ انکے تین پسر سید بوٹے شاہ و سید حاکم شاہ و سید ہاشم شاہ ہمہ موجود عمر پور و سید محمد شاہ انکے پانچ پسر سید ننھے شاہ و سید ہدایت شاہ و سید ولایت شاہ و سید عنایت شاہ و سید امام علی موجود و سید ولایت شاہ انکے پسر سید لطف شاہ موجود عمر پور و سید ولایت شاہ انکے پسر سید قائم علی موجود و سید ننھے شاہ انکے دو پسر سید نادر شاہ لاولد و سید سکندر شاہ انکے پسر سید کرم حسین موجود عمر پور۔ و سید غلام علی ولد کھسیٹے شاہ انکے بالا انکے چار پسر لشکر علی لاولد و سید مست علی و سید علی شاہ و سید بلند شاہ انکے دو پسر سید بگھے شاہ و سید لطف شاہ انکے پسر رحمن شاہ موجود و سید بگے شاہ انکے دو پسر ننھے شاہ و سید غالب شاہ ہر دو لاولد۔ و سید باغ علی بن کھسیٹے شاہ مذکورہ بالا انکے پسر سید مہتاب شاہ انکے دو پسر سید کریم شاہ لاولد و سید عظیم شاہ انکے دو پسر سید فتح شاہ و سید زمان شاہ موجود عمر پور۔

سید شاہ سوار شاہ کلاں انکے دو پسر سید عنایت شاہ و سید مراد شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید عزیز شاہ انکے پسر حیدر شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے دو پسر سید بڈھن شاہ و سید ثابت علی انکے دو پسر سید شجاعت علی و سید گدا علی انکے پسر سید لعل شاہ انکے تین پسر سید ہاشم علی و سید ذاکر حسین و سید محمد حسین ہمہ موجود عمر پور و سید شجاعت علی انکے چار پسر سید گلاب شاہ و سید چنن شاہ و سید نواب شاہ و سید حاجی شاہ انکے تین پسر سید قائم علی و سید علی شاہ و سید برکت علی ہمہ موجود عمر پور و سید نواب شاہ انکے پسر سید سردار حسین موجود و سید چنن شاہ انکے تین پسر سید سوہنے شاہ و سید حیدر شاہ و سید مہر حسین ہمہ موجود عمر پور۔

و سید بڈھن شاہ انکے تین پسر سید بوٹے شاہ و سید کوڈی شاہ و سید کھسیٹے شاہ انکے دو پسر سردار شاہ و سید دیوان شاہ ہمہ موجود عمر پور و سید کوڈی شاہ انکے تین پسر سید گلاب شاہ و سید نواب شاہ لاولد و سید چراغ علی انکے دو پسر سید مقصود حسین و سید فضل حسین موجود عمر پور و سید گلاب شاہ انکے پسر سید محمد حسین موجود عمر پور

و سید عنایت شاہ بن سید شاہ سوار شاہ کلاں انکے پسر سید بنے شاہ انکے تین پسر سید ناقل شاہ و سید امام شاہ و سید جعفر شاہ انکے پسر ولایت شاہ انکے پسر سید فتح شاہ انکے پسر صاحب شاہ انکے چار پسر سید گلاب شاہ لاولد و سید امیر علی و سید مہر علی و سید غلام علی انکے دو پسر سید عالم شاہ و سید غلام حسین انکے دو پسر سید ننھے شاہ و سید قائم علی موجود عمر پور و سید مہر علی انکے پسر سید امام علی لاولد و سید امیر علی انکے پانچ پسر سید ظفر علی و سید سید علی دو لاولد و سید ملتان شاہ و سید برکت علی و سید شجاعت علی انکے دو پسر سید عطر شاہ و سید اکبر شاہ موجود و سید برکت علی انکے شش پسر سید نیاز علی و سید فیض علی و سید بڈھن شاہ و سید قائم علی و سید نادر شاہ و سید محبوب شاہ ہمہ موجود بمقام شہر لاڑکانہ ملک سندھ و سید ملتان شاہ انکے چار پسر سید ننھے شاہ و سید سردار شاہ و سید فتح حسین و سید ہاشم علی ہمہ موجود بمقام دہربان ضلع منٹگمری۔

و سید امام شاہ بن سید بنے شاہ بالا انکے پسر سید غلام شاہ انکے دو پسر سید گوہر علی و سید شاکر علی انکے تین پسر سید مست علی لاولد و سید بہادر علی و سید عابد علی انکے پسر سید وزیر شاہ انکے پسر سید محمد علی موجود بمقام

عمر پور و سید بہادر علی انکے دو پسر سید کریم شاہ و سید دولت شاہ انکے پسر سید سبحان شاہ انکے پسر سید سردار شاہ موجود بمقام کڈھن تھانہ مترو تحصیل میلسی ضلع ملتان و سید کریم شاہ انکے دو پسر سید عظمت شاہ لاولد و سید حاکم شاہ انکے تین پسر سید عطا محمد و سید محمد حسین و فرمان شاہ ہمہ موجود عمر پور و سید گوہر علی شاہ بن سید غلام شاہ انکے پسر سید علی انکے تین پسر سید شبیر علی و سید امیر علی و سید مہر علی انکے دو پسر سید سلطان شاہ لاولد و سید ملتان شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ و سید بہار شاہ موجود عمر پور امیر علی انکے دو پسر سید ننھے شاہ لاولد و سید فقیر شاہ انکے پسر سید فضل حسین موجود عمر پور و سید شبیر علی انکے چار پسر سید فتح علی و سید چنن شاہ لاولد و سید مظفر علی و سید فقیر شاہ انکے پسر سید دیوان شاہ انکے پسر سید جعفر شاہ موجود عمر پور و سید مظفر علی انکے پسر سید چنن شاہ موجود عمر پور و سید عاقل شاہ ابن سید بہنے شاہ مذکورہ بالا انکے چار پسر سید اکبر شاہ و سید عزت شاہ و سید محمد علی شاہ و سید روشن شاہ انکے پسر سید قطب شاہ انکے پسر سید ملتان شاہ انکے پسر سید حشمت علی انکے دو پسر سید ننھے شاہ و سید سردار شاہ انکے پسر سید کرم حسین موجود عمر پور و سید محمد علی شاہ انکے پسر سید امام شاہ انکے دو پسر سید جیوے شاہ و سید کریم شاہ انکے چار پسر سید سکندر شاہ و سید محب شاہ دو لاولد و سید سرخ شاہ و سید حسن علی انکے پسر سید سردار شاہ موجود و سید سرخ شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ موجود عمر پور و سید جیوے شاہ انکے دو پسر سید مہر علی و سید فرزند علی انکے پسر سید محمد شاہ انکے چار پسر سید ولی شاہ و سید احمد شاہ و سید رحمت علی موجود عمر پور و سید مہر علی انکے پسر الف شاہ انکے پسر سید برکت علی انکے پسر سید شبیر حسین موجود عمر پور و سید عزت شاہ انکے پسر سید صاحب شاہ انکے دو پسر سید محمد علی لاولد و سید وارث علی انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید سوہنے شاہ انکے دو پسر سید فقیر شاہ انکے پسر سید امیر حیدر انکے پسر سید احمد شاہ موجود عمر پور سید محمد شاہ انکے ہفت پسر سید نور علی و سید فتح علی و سید بہار شاہ و سید گل بہار شاہ و سید فرزند علی و سید چنن شاہ و سید نواب شاہ انکے دو پسر سید فضل حسین و سید محمد حسین موجود عمر پور و سید بہادر شاہ انکے پسر سید فتح حسین موجود و سید فرزند علی انکے پسر سید نیاز علی موجود عمر پور۔ و سید اکبر شاہ ابن سید عاقل شاہ مذکورہ بالا انکے دو پسر سید موسیٰ شاہ و سید باقر شاہ انکے دو پسر سید بشارت علی لاولد و سید عظمت علی انکے تین پسر سید سلطان شاہ لاولد و سید امام علی و سید نور علی انکے تین پسر سید احمد شاہ و سید حاجی شاہ و سید زمان شاہ انکے پسر سید کرم حسین موجود عمر پور۔ و سید امام علی انکے دو پسر سید تیغ علی و سید چنن شاہ لاولد۔ و سید موسیٰ شاہ انکے تین پسر سید سکندر شاہ و سید بلند شاہ و سید دولت شاہ انکے پسر سید فرزند علی انکے پسر سید منور شاہ انکے پسر سید فقیر شاہ موجود و سید بلند شاہ انکے چار پسر سید علی شاہ لاولد و سید ننھے شاہ و سید گدا علی و سید نواب شاہ انکے پسر سید مہر حسین موجود و سید گدا علی انکے پسر سید دیوان شاہ لاولد و سید ننھے شاہ انکے پسر سید سردار شاہ موجود عمر پور و سید سکندر شاہ انکے چار پسر سید حاکم شاہ و سید ہاشم شاہ و سید قاسم شاہ و سید چراغ شاہ سید ہاشم شاہ پسر سید مرید حسین موجود و سید حاکم شاہ انکے پسر سید مراد شاہ موجود بمقام کڈھن تھانہ مترو تحصیل میلسی ضلع ملتان ۔

### سبزواری حضرت سید شاہ شمس الدین مدفون ملتانی انکے ۲ دو فرزند

ایک سید نصیر الدین محمد سبزواری مدفون لاہوری دوسرے سید علاء الدین محمد شکر بار زندہ پیر مدفون قصبہ ٹرڑ علاقہ جے پور انکے فرزند سید شمس الدین ثانی خواجگی صاحب مدفون قصبہ کڑا ضلع اللہ آباد ہندوستان صاحب اولاد ہیں ذکر موقعہ پر آویگا دیگر پسر سید رکن الدین جد سادات سید انوالی و سید شمس الدین جد سادات بجوانہ و سید بدر الدین جد سادات تنفل شاہ

## ان کے دو فرزند

پسر کلاں سید کمال الدین سبزواری مدفون بدہ دیبل نگر ٹھٹھہ ضلع کراچی انکے تین فرع و فرزند خورد سید شہاب الدین سبزواری مدفون بمقام تم نہول ضلع ہزارہ ✤

## انکے چار پسر صاحب اولاد

پسر کلاں سید حاجی صدر الدین محمود ثانی مدفون ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاولپور ✤

## انکے پانچ فرزند

سید ظہیر الدین و سید صلاح الدین و سید تاج الدین و نصیر الدین ثانی لاولد ✤

## و سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ شریف

اُنکے باراں فرزند صاحب اولاد ہیں جن میں سے گل اوّل سید اولیا علی ہے اور اس گل میں بارہ برگ بارہ اس گل کے یہ فقیر لکھ چکا ہے اور اب گل دوسرے کو عرض کرتا ہے ✤

## گل دوئم سید کثیر الدین ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی مشمولہ اوچ ملتان

سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری کچھ لاہوری کچھ قصوری۔ سید کثیر الدین انکے پسر سید شہاب الدین انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید فقیر شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید ضامن علی انکے پسر سید حاجی شاہ انکے دو پسر سید روشن شاہ لاولد و سید محمد شاہ انکے پسر گوہر شاہ انکے تین پسر سید نور شاہ و سید رحمت علی و سید علی شیر ہر سہ موجود لاہور ✤

و سید محمد علی بن سید گوہر شاہ انکے پسر سید محمد حسین انکے پسر جمال شاہ انکے پسر سید مختار شاہ انکے پسر سید عظمت شاہ انکے پسر سید اسد اللہ شاہ انکے دو پسر سید میرن شاہ لاولد و سید اسماعیل شاہ انکے پسر سید امیر حسینی انکے پسر سید محمد شاہ موجود لاہور باقی اولاد پیر سید کثیر الدین کے شہر قصور میں آباد ہے جو سید پنے شاہ کے بھائی کی اولاد ہے سید پنے شاہ انکا روضہ النور بمقام بھیلے میں زیارت گاہ خلایق ہے انکی اولاد نہیں ہوئی ✤

## گل سیوئم از گلزار حضرت شمس حسینی

## سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری قصبہ نانونہ ضلع سہارنپور مشمولہ اوچ ملتان

سید شہباز علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید پیر صدر الدین محمود ثانی ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید علی آل محمد حضرت شاہ شمس الدین سبزواری بلقب تبریزی مدفون ملتانی ✤

سید شہباز علی انکے پسر سید خالد علی انکے پسر سید جلال الدین انکے پسر سید علی انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید نادعلی انکے تین پسر سید جعفر علی و سید علی رضا انکے پسر سید عبداللہ شاہ انکے پسر سید حافظ علی انکے پسر سید نجف علی انکے پسر سید غالب علی انکے پسر سید مظہر علی انکے پسر سید تراب علی انکے دو پسر سید علی حسین و سید محمد حسین ہردو موجود قصبہ نانوتہ ۔ و سید جعفر علی انکے پسر سید کاظم علی انکے پسر سید قاسم علی انکے پسر سید حسن علی انکے پسر سید کرامت علی انکے پانچ پسر سید غلام امام و سید ابوالحسن و سید ممتاز حسن و سید کبیر حسن و سید صغیر حسن انکے پسر ضمیر حسن ہمہ موجود قصبہ نانوتہ سید کبیر حسن انکے پسر سید مستفبا موجود نانوتہ ۔ و سید ممتاز حسن انکے پسر سید زوار حسین انکے دو پسر سید مظہر حسن و سید زائر حسین موجود نانوتہ و سید ابوالحسن انکے دو پسر سید ظہور حسین و سید سخاوت علی موجود نانوتہ و سید غلام امام انکے دو پسر سید محمد نواز و سید قاسم علی موجود نانوتہ +

سید محمد علی بن سید نادعلی انکے پسر سید محمد حسین عرف حیدر حسین انکے پسر سید حیدر حسن خان انکے پسر سید باقر علی خاں انکے تین پسر سید امداد حسن و سید امیر حسن و سید احمد علی انکے پسر سید محمد ذکی انکے دو پسر سید صادق حسن و سید باقر علی موجود نانوتہ و سید امیر حسن انکے تین پسر سید احمد حسن و سید حیدر حسن و سید محمد حسن ہمہ موجود نانوتہ و سید امداد حسن انکے پسر سید فضل حسن انکے پانچ پسر سید حرگام حسن و سید ضیغم حسن و سید نیاز حسین و سید عابد حسین و سید محمد حسین انکے دو پسر سید عاشق حسین و سید رضوان حسین موجود نانوتہ و سید عابد حسین انکے پسر سید سلطان حسین موجود قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور +

## گل چہارم

## سید درویش علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچی مشمولہ اوچ ملتان

سلسلہ نسب سادات خاندان شمسیہ عالیہ شیعہ اثنا عشریہ قصبہ نارووال ضلع نارووال پنجاب

سید درویش علی انکے پسر سید یوسف علی انکے پسر سید عبدالغنی انکے پسر سید احمد ہادی انکے پسر ۲ سید فرمان شاہ و سید امام شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید منور شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ انکے پسر سید علی شاہ انکے پسر سید جماعت علی انکے چار پسر سید تراب علی لاولد و سید حرمت علی و سید نیاز علی لاولد و سید روشن علی انکے تین پسر سید حسن علی و سید قائم علی و سید غلام نبی ہرسہ موجود کیسو کمور پرگنہ سانبا ضلع جموں و سید حرمت علی انکے پسر سید ملک شاہ انکے دو پسر لعل شاہ و سید پیر ولایت انکے دو پسر سید نقل حسین و سید عنایت حسین موجود لطامان باد تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ سید فرمان شاہ ابن سید احمد ہادی انکے پسر سید شجاعت علی عرف سوجی شاہ انکے پسر سید غالب علی عرف گجن شاہ انکے پسر سید عظیم شاہ انکے تین پسر سید قمر علی لاولد و سید حسین شاہ و سید قائم علی انکے پسر سید گلاب شاہ انکے پسر نواب شاہ لاولد و سید حسین شاہ انکے پسر سید مہر علی شاہ انکے پانچ پسر سید فتح علی و سید خیر علی لاولد و سید رحمت علی

وسید ولایت علیشاہ وسید حیدر علیشاہ انکے تین پسر سید سردار حسین وسید اشرف حسین ہمہ موجود ناروو وال۔ وسید ولایت علیشاہ انکے پسر سید مقبول حسین انکے پسر سید اقبال حسین موجود ناروو وال وسید رحمت علی انکے پسر سید قنبر علی انکے پسر سید نظر حسین موجود قدیہ ہماری تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر قصبہ نارووال تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ پنجاب ◆

کمل انتہی

## سلسلہ نسب سادات خاندان اسماعیلیہ قاسمیہ عالیہ شیعہ نوربخشیہ اثنا عشریہ مشہور اوچ ملتان

سید رحمت اللہ شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید حضرت ولی آل محمدؐ پیر شاہ شمس الدین سبزواری شہر تبریزی مدفون ملتانی سید رحمت اللہ شاہ انکے دو پسر سید شاہ مشائخ وسید فاضل شاہ انکے پسر سید ابوالحسن انکے پسر سید زین الدین انکے دو پسر سید شاہ صدر الدین وسید علی اکبر شاہ انکے دو پسر سید غلام شاہ وسید مبارک شاہ انکے پسر محمد شاہ انکے پسر سید ظہور شاہ لاولد وسید شاہ صدر الدین انکے پسر سید محمد فاضل انکے پانچ پسر سید شمس الدین وسید بالا پیر احمد حسین وسید فتح شاہ وسید پیر شاہ مشائخ ثانی وسید ابوالحسن ثانی انکے پسر سید صدر الدین ثانی انکے پسر سید فاضل شاہ ثانی انکے دو پسر سید عالم شاہ وسید امیر باوا انکے پسر سید جیوا میاں انکے پسر سید پیر صاحب میان انکے تین پسر سید جیوٹو میاں وسید غلام علی وسید پیر صاحب ٹو انکے پسر سید قاسم علی موجود بمقام دھولکا ضلع صورت وسید غلام علی انکے پسر سید پیر صاحب لاولد وسید عالم شاہ انکے پسر سید درویش علی انکے پسر سید فضل علی انکے پسر سید نجم الدین انکے دو پسر سید شمس الدین وسید درویش علی موجود بمقام دھولکہ وسید فضل شاہ انکے پسر صدر الدین ثانی انکے پسر سید مراد شاہ انکے پسر سید باقر شاہ انکے شش پسر سید صادق علی وسید محمد علیشاہ وسید سید شاہ وسید قاسم شاہ یہ چہار لاولد وسید کبیر شاہ انکے چہار پسر سید اکبر شاہ وسید قاسم شاہ و جیون شاہ وسید غلام شاہ انکے دو پسر سید امیر علی شاہ وسید ہاشم علی شاہ ہر دو لاولد وسید جیون شاہ انکے دو پسر سید اکبر علی وسید گل محمد شاہ موجود وسید فتح شاہ ابن سید باقر شاہ انکے دو پسر سید نورن شاہ لاولد وسید غلام علی شاہ انکے چار پسر سید باقر علی وسید فتح وشاہ وسید غلام رسول وسید صابر علی انکے تین پسر علی شاہ وسید تراب علی شاہ وسید شرف علی شاہ ہر سہ موجود ٹھٹھا وسید غلام رسول انکے پسر سید حسین شاہ موجود ٹنڈا محمد خاں ضلع حیدر آباد سندھ ◆

وسید شاہ مشائخ ثانی بن سید فاضل شاہ انکے پسر سید عبد اللہ شاہ انکے پسر سید مشائخ دیوان جی انکے دو پسر سید ابوطالب وسید غلام حسین انکے پسر سید فرض اللہ شاہ انکے پسر سید صادق علی انکے پسر سید حسین میان انکے تین پسر سید گوہر علی وسید حیدر علی وسید صادق علی ہر سہ لاولد بمقام پیرانہ سید ابوطالب بن دیوانجی مشائخ انکے پسر سید غلام علی انکے پسر سید قاسم علی انکے دو پسر سید حسن علی وسید ابوطالب ثانی لاولد وسید حسن علی انکے پسر سید باوا صاحب احمد حسین انکے تین پسر باپو صاحب وسید امیر حسین وسید رامن حسین ہمہ موجود بمقام شہر پالن پور علاقہ گجرات کھن

سید ابوالقاسم ابن سید شاہ مشائخ ابن سید رحمت اللہ شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ شریف

سید ابو القاسم انکے سید ہادی رہنما انکے پسر سید محسن دریا انکے پسر سید صابر علی شاہ انکے پسر سید محمد علی شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید احمد علی شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے دو پسر سید گدا علی لاولد و سید نزاکت علی شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ لاولد و سید سردار علی شاہ انکے پسر سید فتح علی شاہ انکے دو پسر سید عنایت علی و سید تراب علی ہر سہ موجود قصبہ نارووال ضلع سیالکوٹ حال وارد موضع سید الوالی پرگنہ ظفروال ضلع سیالکوٹ پنجاب +

## گل ششم

## سلسلہ انساب سادات خاندان شمسی سبزواری مقام شعبہ میانی قریب چھاؤنی ملتان

سید فرمان شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید صدر الدین محمود ثانی سبزواری سید فرمان شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید باقر شاہ انکے پسر سید قطب علی شاہ انکے پسر سید انور علی شاہ انکے پسر سید حاجی ہاشم علی انکے دو پسر سید حسن علی شاہ و سید قطب شاہ انکے پسر سید باقر شاہ انکے پسر سید شہباز علی انکے پسر دو سید ثبات علی و سید داؤد علی شاہ انکے تین پسر سید اللہ دتہ شاہ لاولد و سید حسن شاہ و سید جیندو شاہ انکے تین پسر سید علی شاہ لاولد و سید مٹھے شاہ لاولد و سید حاجی شاہ انکے پسر سید حسین شاہ موجود شیعہ میانی و سید حسن شاہ ابن سید داؤد علی شاہ انکے تین پسر سید رمضان شاہ سید امیر شاہ و سید مہر شاہ انکے تین پسر سید مبارک شاہ سید دہن شاہ و سید امام شاہ ہمہ موجود شیعہ میانی و سید ثبات علی انکے تین پسر سید غلام حسین شاہ و سید غلام رسول شاہ و سید گامن شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پسر سید محمد شاہ موجود گامن شاہ انکے دو پسر سید حسن بخش و سید امیر شاہ لاولد و سید غلام رسول شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پسر سید محمد شاہ موجود و سید غلام حسین شاہ انکے تین پسر سید علی محمد شاہ و سید کریم حیدر شاہ و سید حسین شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ ہمہ موجود میانی و سید حسن علی ابن سید حاجی ہاشم علی شاہ انکے پسر سید محب شاہ انکے دو پسر سید عیسن شاہ و سید خان علی شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے دو پسر سید محب شاہ و سید جمال شاہ انکے پسر سید سردار شاہ انکے چار پسر سید شیر شاہ سید مراد شاہ و سید نور شاہ و سید مہر شاہ ہمہ موجود شیعہ میانی و سید محب شاہ انکے پسر سید عظیم شاہ انکے تین پسر سید رحم شاہ و سید کریم شاہ و سید مبارک شاہ ہمہ موجود و سید کریم شاہ انکے تین پسر سید عالم شاہ و سید قطب شاہ و سید امام شاہ ہمہ موجود شیعہ میانی و سید عیسن شاہ انکے تین پسر سید جان علی انکے پسر سید محبوب شاہ انکے تین پسر سید عیسن شاہ و سید علی شاہ و سید محسن شاہ انکے تین پسر سید دساسے شاہ و سید حسین شاہ و سید طالب حسین ہمہ موجود شیعہ میانی و سید علی شاہ انکے پسر دو سید زوار شاہ و سید ریاض حسین موجود و سید عیسن شاہ انکے پسر دو سید جان علی شاہ و سید حسن علی شاہ ہمہ موجود شیعہ میانی متصل چھاؤنی ملتان +

## گل ہفتم مشمولہ اوچ ملتان شریف

سید پیر عادل شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید پیر صدر الدین محمود ثانی سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید ولی آل محمد حضرت شاہ شمس الدین سبزواری نیز تبریزی مدفون ملتانی سید عادل شاہ صاحب اولاد مگر انکی نسل قلیل ہے ڈیرہ غازیخاں میں آباد ہے اور روضہ انور آپ کا ڈیرہ غازیخاں

جانب جنوب فاصلہ چار میل پر موجود زیارت گاہ خلائق ہے انکی نسل کے شجرہ نسب کے نہ ملنے کی وجہ یہ ہے جناب حضرت مخدوم صاحب سید محمد یمین شاہ سجادہ نشین دربار حضرت شاہ شمس الدین ملتانوی نے فرمایا تھا کہ ان سادات کا آپس میں کچھ تنازعہ ہے شجرہ نسب کا لیا جاویگا فکر نہ کریں +

## گُل ہشتم

## سلسلہ خاندان سادات ہاشمیہ عالیہ سبزواری اسماعیلیہ نوربخشیہ اثنا عشریہ بمقام بھاگ ناڑی طیار غازی ضلع سبی والہ اوچ شریف و ملتان

سید طیار غازی اسرائیل ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی سبزواری سید اسرائیل طیار غازی انکے پسر سید رحمل الدین شاہ انکے پسر سید شاہ کمال الدین انکے پسر سید یوسف علی شاہ انکے پسر سید پیر وطن شاہ انکے پسر سید شیر محمد شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ انکے دو پسر سید کرم شاہ و سید عادل شاہ انکے دو پسر سید زمان شاہ و سید جان شاہ انکے پسر شفیع محمد انکے پسر سید ابراہیم شاہ انکے تین پسر سید دولت محمد و سید سہراب شاہ سید شفیع محمد انکے پسر سید عظیم شاہ موجود و سہراب شاہ انکے دو پسر سید جہتاب شاہ و سید روشن شاہ موجود و سید دوست محمد انکے تین پسر سید ابراہیم شاہ و سید مزار شاہ و سید چراغ شاہ موجود و سید مزار شاہ انکے تین پسر سید دوست محمد و سید جلال شاہ و سید سمندر شاہ ہمہ موجود و سید ابراہیم شاہ انکے دو پسر سید دائم شاہ و سید حضور بخش موجود بمقام شہر مڈ +

و سید زمان شاہ ابن سید عادل شاہ انکے پسر سید دہندی شاہ انکے پسر سید دلاور شاہ انکے چار پسر سید زمان شاہ و سید حبیب شاہ و سید دہندی شاہ و سید امیر شاہ انکے پسر سید محبوب شاہ موجود و سید دہندی شاہ انکے پسر سید میران بخش موجود و سید حبیب شاہ انکے تین پسر سید شیر شاہ و سید عبد الکریم سید غوث بخش ہمہ موجود و سید زمان شاہ انکے تین پسر سید احمد شاہ و سید رحمت شاہ و سید ڈھول شاہ ہمہ موجود یہ تمام سادات عادل شاہی بمقام شہر ڈلا و مستوی ڈاکخانہ شہر بھاگ اسٹیشن بیل پٹ ضلع سبوی علاقہ خان قلات +

و سید کرم شاہ ابن سید عنایت شاہ انکے پسر سید امام شاہ انکے دو پسر سید صوبے شاہ و سید صاحب شاہ انکے دو پسر سید محمد و سید وارث علی انکے پسر سید صاحب شاہ ثانی انکے دو پسر سید وارث شاہ و سید فضل شاہ انکے دو پسر سید عطر شاہ و سید صاحب شاہ موجود و سید وارث شاہ انکے چار پسر نظر شاہ و سید نور شاہ و سید یعقوب شاہ و سید مصطفٰے شاہ ہمہ موجود بر روضہ سید اسرائیل طیار غازی) و سید سید محمد انکے تین پسر سید امام شاہ لاولد و سید کریم شاہ و سید نواز شاہ انکے پسر سید حسین علی شاہ انکے ہفت پسر سید محمد علی شاہ و سید لعل شاہ و سید عباس علی و سید امام شاہ و سید جعفر شاہ و سید عنایت شاہ و سید نواز شاہ ہر ہفت موجود روضہ انور سید اسرائیل طیار غازی بر روضہ شہر بھاگ سے جانب قطب فاصلہ چار میل پر موجود ہے اور مثل آفتاب روشن ہے و سید کرم شاہ انکے تین پسر سید یوسف علی شاہ و سید اول شاہ و سید سلطان شاہ انکے دو پسر سید حاجی شاہ و سید عالم شاہ موجود سجادہ نشین و سید اول شاہ انکے پسر سید بہار شاہ لاولد و سید یوسف علی انکے دو پسر بہت شاہ سید سید محمد انکے پسر انور شاہ موجود و سید بہت شاہ انکے دو پسر سید مسلم شاہ و سید یوسف علی موجود بر روضہ انور سید اسرائیل طیار غازی شہر ضلع سبوی +

## گُل نہم ۹ اس گل کے تین فرع ہیں مشمولہ اوچ ملتان

### فرع برگ اوّل

## سلسلۂ نسب سادات شمسی سبزواری اوچ شریف و مقام چوہدری شیعہ میانی و کوٹ ساماں و غیرہا

سید اسلام شاہ نصر اللہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اسماعیلیہ اثنا عشریہ نوربخشیہ مدفون اوچ شریف ضلع بہاول پور
سید اسلام شاہ نصر اللہ انکے تین پسر سید موسیٰ ظاہر علی و سید جشبیر علی و سید ناصر الدین فرع برگ اول از گل نہم ۹
سید موسیٰ ظاہر علی روضہ سیت پور ضلع مظفر گڑھ انکے شش پسر سید سلطان علی اکبر روضہ انور زیارت گاہ خلائق شیعہ
میانی و سید شاہ مولائے و سید شاہ غنیاء اندر روضہ مذکور ہر سہ لاولد و سید میر حسین شہید و سید میر محمد و سید لعل یونس انکے
پسر سید کبیر شاہ انکے پسر دو سید نور محمد شاہ و سید خان محمد انکے پسر سید گز علی شاہ انکے پسر سید رمضان شاہ انکے
پسر واری شاہ اونکے پسر سید مسو شاہ انکے پسر سید عالم شاہ انکے چار پسر سید امیر شاہ و سید گامن شاہ و سید مبارک شاہ
و سید حسین شاہ انکے پسر سید امیر حیدر شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ و سید بہاون شاہ موجود چکشاہ پور و سید مبارک شاہ
انکے پانچ پسر سید نعمت شاہ و سید عبد اللہ شاہ لاولد و سید بہادر شاہ و سید حیدر شاہ و سید سلامت شاہ انکے چار پسر سید
علی شاہ و سید حیدر شاہ و سید سردار شاہ و سید فضل شاہ انکے پسر سید ریاض حسین ہمہ موجود چکشاہ پور و سید حیدر شاہ انکے چار پسر
سید مشتاق شاہ و سید بہادر شاہ و سید گامن شاہ و سید محمد شاہ موجود چک و سید بہادر شاہ انکے دو پسر سید نور شاہ سید غلام
رسول شاہ موجود چک و سید گامن شاہ بن عالم شاہ انکے شش سید سبحان شاہ و سید سلطان شاہ و سید رمضان شاہ
و سید غلام نبی و سید حسین شاہ و سید امام شاہ انکے دو پسر سید گلاب شاہ و سید خادم حسین موجود چک و سید امیر شاہ بن سید عالم شاہ
انکے تین پسر سید ساون شاہ و سید ولایت شاہ و سید بہاون شاہ انکے تین سید علی شاہ و سید کرم حسین و سید نظر حسین ہر سہ موجود
چک و سید ولایت شاہ انکے پسر سید بہار شاہ موجود و سید ساون شاہ انکے دو پسر سید فضل شاہ و سید گلاب شاہ موجود بمقام چکشاہ پور
پرگنہ شجاع آباد ضلع ملتان ◆ سید نور محمد ابن سید کبیر شاہ ابن سید لعل یونس ابن سید موسیٰ طاہر علی ابن اسلام شاہ ابن سید حسن
کبیر الدین انکے پسر سید ہاشم علی انکے دو پسر سید باقر شاہ و سید جیون شاہ انکے پسر سید حامد شاہ انکے پسر سید مومن شاہ انکے پسر سید علی شاہ
انکے پسر سید صادق شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ موجود شیعہ میانی و سید باقر شاہ
انکے پسر سید بخشل علی انکے پسر سید شاکر شاہ انکے پسر سید حاجی علی محمد انکے پسر سید عنایت شاہ انکے دو پسر سید نجف علی و سید شاکر شاہ
انکے پسر سید روشن شاہ موجود شیعہ میانی و سید نجف علی انکے دو پسر سید منصب علی و سید حیدر شاہ انکے پسر سید بخش شاہ
ہر سہ موجود شیعہ میانی متصل چھاؤنی ملتان ◆

### برگ اوّل کی فرع دوئم

## سلسلۂ نسب اولاد سید میر حسین شہید ابن سید موسیٰ ظاہر علی ابن سید اسلام شاہ نصر اللہ

سید میر حسین انکے پسر سید سلطان علی انکے سید امیر علی سید محمد شاہ و سید محمد شفیع انکے پسر سید جاگر شاہ انکے تین پسر سید حلیم شاہ و سید

لطیف شاہ وسید نہال شاہ انکے دو پسر سید منگے شاہ وسید شمس الدین انکے پسر نذیر شاہ لاولد ولطیف شاہ انکے دو پسر سید قائم شاہ وسید دائم شاہ انکے دو پسر سید نواب شاہ لاولد مہر شاہ انکے تین پسر سید خیر شاہ وسید حلیم شاہ وسید دائم شاہ انکی اولاد کوٹ شاہاں میں آباد ہے وسید حلیم شاہ انکی اولاد شیعہ میانی میں باقی آباد ہے وسید دائم شاہ بن سید قائم شاہ ابن سید مہر شاہ سید دائم شاہ انکے پسر سید لطف شاہ وسید بچل شاہ دولاولد وسید حلیم شاہ وسید مہر شاہ انکے دو پسر سید میر محمد وسید چنچل شاہ انکے چار پسر سید حسین شاہ وسید بچل شاہ دولاولد وسید امام علی شاہ وسید نواب علی شاہ انکے پسر سید بچل شاہ موجود مقام چکماچ وسید غلام علی شاہ انکے دو پسر سید مہر شاہ وسید غلام علی شاہ لاولد چار دیواری چکماچ وسید حلیم شاہ انکے تین پسر سید لطیف شاہ وسید بچل شاہ وسید بڈھن شاہ انکے دو پسر سید امداد علی لاولد وبچل شاہ انکے چار پسر سید چمن شاہ وسید بچل شاہ انکے پسر سید لطیف شاہ انکے چار پسر سید چمن شاہ وسید حلیم شاہ وسید مہر شاہ وسید بچل شاہ ہمہ موجود گوٹھ خواجہ جان متصل شہر ٹنڈا ضلع حیدرآباد سندھ وسید لطیف شاہ بن حلیم شاہ انکے پسر سید امداد علی موجود میر پور بٹھورا ضلع حیدرآباد سندھ وسید میر محمد بن مہر شاہ بن دائم شاہ انکے پسر سید چنچل شاہ انکے دو پسر سید حسین شاہ وسید محمد شاہ موجود ٹنڈا محمد خاں ضلع حیدرآباد وسید خان شاہ ابن سید امیر علی ابن سید سلطان علی ابن سید میر حسین شہید ابن سید موسیٰ ظاہر علی ابن سید اسلام شاہ نصر اللہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی۔ سید خان شاہ انکے پسر امیر سید امیر علی شاہ انکے تین پسر سید خان شاہ وسید قائم شاہ وسید فتح شاہ انکے پسر امیر حیدر انکے پسر سید دائم شاہ انکے دو پسر سید امیر احمد وسید اللہ وسایا شاہ انکے دو پسر سید رمضان شاہ وسید دولت شاہ موجود وسید امیر احمد انکے دو پسر سید فضل شاہ وسید مہر شاہ موجود بمقام کھاری وسید قائم شاہ ابن امیر علی شاہ انکے پسر سید پھلی شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے چار پسر سید فقیر شاہ وسید امیر شاہ وسید فتح شاہ وسید قائم شاہ انکے دو پسر سید حاجی شاہ وسید غازی شاہ موجود بمقام کھاری وسید فتح شاہ انکے چار پسر سید پھلی شاہ وسید ولی شاہ وسید علی شاہ وسید زاہد شاہ ہمہ موجود بمقام کھاری وسید امیر شاہ انکے دو پسر غلام نبی وسید اللہ وسایا موجود کھاری وسید فقیر شاہ انکے دو پسر سید امام شاہ وسید حامد شاہ موجود کھاری +

وسید خان شاہ بن سید امیر علی شاہ ابن سید خان شاہ ابن امیر علی ابن سید سلطان علی سید خان شاہ انکے پسر چار سید پہلوان شاہ وسید غریب شاہ وسید ہارون شاہ وسید دین شاہ انکے دو پسر سید حبیب علی وسید محسن شاہ انکے پسر سید حسین علی ہمہ موجود لاولد وسید غریب شاہ انکے دو پسر سید زین العابدین وسید ولیا شاہ انکے پسر سید پیر شاہ موجود کھاری وسید زین العابدین انکے پسر سید سلطان شاہ موجود کھاری۔ سید دائم شاہ بن سید امیر حیدر انکے پسر سید احمد شاہ وسید فضل شاہ انکے پسر سید اسلام شاہ انکے پسر سید حسین شاہ موجود کھاری وسید احمد شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پانچ پسر سید نذر شاہ وسید جان شاہ وسید دائم شاہ وسید غلام شاہ وسید ہدایت شاہ ہمہ موجود بمقام کھاری وسید دائم شاہ انکے تین پسر سید پلی شاہ وسید عارف شاہ وسید سلطان شاہ انکے پسر سید فتح شاہ انکے دو پسر سید مسلم شاہ وسید مبارک شاہ ہر دو لاولد وسید پلی شاہ انکے پسر سید شاہ حبیب وسید لطف علی وسید نور محمد انکے دو پسر سید قائم شاہ وسید فتح شاہ موجود بمقام کھاری ڈاک خانہ بگڑی تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان +

# ذکر سادات اولاد سید محمد ابن سید موسیٰ ظاہر علی سلسلہ نسب سادات اوچ و چوہدری شمولہ اوچ ملتان

سید میر محمد انکے دو پسر سید ابراہیم شاہ و سید اسماعیل شاہ انکے پسر سید سبز علی انکے پسر سید عبد علی انکے پسر سید بہادر شاہ انکے پسر سید نورنگ شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید غوث شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید نورنگ شاہ انکے پسر سید نوبہار شاہ لاولد و سید محمد شاہ انکے دو پسر سید شیر علی لاولد و سید موسیٰ شاہ انکے پسر سید بخش شاہ انکے تین پسر سید بھاون شاہ ولد ساون شاہ و سید مظفر علی ہر سہ موجود شیعہ میانی و سید ابراہیم شاہ ابن سید میر محمد انکے پسر سید آدم علی انکے تین پسر سید سبحان علی لاولد و سید شاہ یحیٰ و سید سلطان شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید شیر علی انکے پسر سید گوہر شاہ انکے پسر سید نتھو شاہ انکے پسر سید حاجی ذکی انکے پسر سید شیر علی انکے پسر سید شہباز علی انکے پسر سید غلام مرتضیٰ موجود شیعہ میانی و سید شاہ یحیٰ انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید احمد شاہ انکے پسر سید سیدن سرمست انکے پسر سید لطف شاہ انکے پسر سید باقر شاہ انکے دو پسر سید محمد اکبر و سید محمد شاہ انکے پسر سید اشرف شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ و سید گلاب شاہ[1] و سید باقر شاہ انکے پسر سید محمد شاہ موجود شیعہ میانی و سید محمد اکبر انکے دو پسر سید اسلام شاہ انکے پسر سلطان شاہ انکے پسر اکبر شاہ موجود شیعہ میانی و سید لطف شاہ انکے دو پسر سید ہاشم شاہ و سید برات شاہ انکے دو پسر سید اکبر شاہ و سید حیدر شاہ موجود شیعہ میانی و سید محمد شاہ بن سید شاہ یحیٰ انکے دو پسر سید اشرف محمد لاولد و سید اسد اللہ شاہ انکے پسر سید شاہ اسد ولی انکے دو پسر سید حکیم شاہ لاولد و قائم شاہ انکے دو پسر سید محمد تراب علی شاہ و سید محمد شاہ انکے پسر سید صدر شاہ لاولد و سید محمد تراب علی شاہ انکے ہشت پسر سید ملو شاہ لاولد و سید مسو شاہ و سید پیر شاہ و سید قدیر شاہ و سید حکیم شاہ و سید میر احمد شاہ و سید محمد شاہ و سید حاجی شاہ انکے تین پسر سید عارف شاہ و سید اسلام شاہ و سید عطر شاہ ہمہ لاولد و سید محمد شاہ انکے امیر شاہ انکے تین پسر سید علی شاہ و سید نور شاہ و سید اسد علی ہمہ لاولد و سید میر احمد شاہ انکے تین پسر سید رحمت شاہ و سید ولیا شاہ و سید برہان شاہ انکے دو پسر سید بخش شاہ [illegible] شاہ لاولد و سید ولیا شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ انکے پسر سید مسو شاہ لاولد و سید رحمت شاہ انکے پسر سید حسین بخش انکے پسر سید میر احمد انکے پانچ پسر سید حاجی شاہ و سید عبدی شاہ و سید جعفر شاہ و سید سبحان شاہ و سید جیون شاہ انکے پسر سید منظور حسین موجود و سید سبحان شاہ سید علی شاہ و سید اللہ وسایا شاہ انکے پسر سید عبدی شاہ ہر سہ موجود شیعہ میانی و سید حکیم شاہ دو پسر سید لدھے شاہ و سید قائم شاہ انکے پسر سید داؤد شاہ انکے دو پسر سید تراب شاہ و سید سوہل شاہ موجود شیعہ میانی و سید لدھے شاہ انکے پسر دو سید حکیم شاہ و سید انگو شاہ انکے دو پسر سید رلدھے شاہ و سید کرم شاہ انکے دو پسر سید محسن شاہ و سید علیش شاہ ہمہ موجود بمقام چوہدری و سید حکیم شاہ انکے پسر سید صوبی شاہ انکے پسر سید عطر شاہ موجود شیعہ میانی و سید قدیر شاہ انکے پسر سید بہادر شاہ انکے پسر سید قدیر شاہ انکے چار پسر سید بہادر شاہ و سید مراد شاہ و سید عالم شاہ و سید گامن شاہ انکے چار پسر سید قدیر شاہ و سید امیر شاہ و سید مسو شاہ و سید غلام قادر ہمہ موجود اوچ شریف

---

[1] سید گلاب شاہ ہر دو موجود شیعہ میانی ۱۲

وسید عالم شاہ انکے تین پسر سید نور شاہ وسید خیر شاہ وسید چراغ شاہ ہمہ موجود اوچ شریف وسید مراد شاہ انکے پسر بخش شاہ موجود وسید بہادر شاہ انکے دو پسر سید غلام نبی وسید خیرن شاہ ہمہ موجود اوچ شریف پرگنہ احمد پور ضلع بہاولپور وسید مسو شاہ ابن سید محمد تراب علی شاہ انکے پسر سید بہاول شاہ انکے پسر سید تراب شاہ انکے تین پسر سید بہاول شاہ وسید مسو شاہ وسید حسن حسین ہر سہ لاولد وسید پیر شاہ ابن سید محمد تراب علی شاہ انکے پانچ پسر سید صادق شاہ وسید نور شاہ وسید قادر شاہ چار لاولد وسید امیر شاہ وسید حاجی شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے دو پسر سید فضل شاہ وسید مہر شاہ انکے پسر سید حاجی شاہ موجود شیعہ میانی وسید امیر شاہ انکے چار پسر سید عظیم شاہ لاولد وسید جہان شاہ وسید وزیر شاہ وسید ابو الحسن انکے دو پسر سید علی اکبر لاولد وسید امیر شاہ حیدر شاہ انکے پسر سید محمود شاہ لاولد وسید وزیر شاہ انکے پسر سید پیر شاہ انکے پسر سید امیر شاہ لاولد وسید جہان شاہ انکے چار پسر سید محمد شاہ وسید جند و شاہ وسید ذوقی شاہ ہر سہ لاولد چوتھا وسید علی شاہ انکے تین پسر سید وزیر شاہ لاولد وسید پیر شاہ انکے تین پسر سید ابو الحسن وسید وزیر شاہ وسید جہان شاہ ہر سہ موجود بمقام چوہدری وسید مہر شاہ فرزند کلان سید علی شاہ ملقب سید تراب علی شاہ صاحب دستار سجادہ نشین انکے تین پسر سید غلام نبی انکے پسر سید حسین بخش موجود وسید علی شاہ وسید امیر حیدر ہمہ موجود بمقام چوہدری تھانہ خانواہ ڈاکخانہ کنڈای تحصیل علی پور ضلع مظفر گڈھ پنجاب ؞

## گل ہفتم کا برگ دوسرا

## سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری موضع پیر سید شاہ مشمولہ اوچ ملتان

سید جمشیر علی انکے تین پسر سید زین العابدین وسید صفت علی وسید زلف علی انکے پسر سید شاہ حسین انکے پسر سید اسلام شاہ انکے پسر سید امیر شاہ انکے پسر سید قبول شاہ انکے پسر سید محمد شاہ لاولد وسید صفت علی انکے پسر سید گل شاہ انکے شش پسر سید بہاول شاہ وسید نبی شاہ دو لاولد وسید مٹھے شاہ وسید بہادر شاہ وسید پلو شاہ وسید عظمت شاہ انکے پسر سید بندہ شاہ انکے پسر سید گل حسن شاہ لاولد وسید پلو شاہ انکے پسر سید گل شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ لاولد وسید بہادر شاہ انکے پسر سید سید علی شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پسر سید بخشو شاہ لاولد وسید مٹھے شاہ انکے پسر سید جمال شاہ انکے پسر سید وسن شاہ انکے پسر سید نور حسین شہید وسید زین العابدین ابن سید جمشیر علی ابن سید اسلام شاہ نصر اللہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی سید زین العابدین انکے دو پسر سید نور شاہ لاولد اونکا روضہ بمقام ڈنبر والہ طرف شمال ہے وسید مہر علی شاہ انکے پسر سید وقف علی شاہ انکے پسر سید زین العابدین انکے دو پسر سید غلام شاہ وسید حیات شاہ انکے دو پسر سید غازی شاہ وسید مہدی شاہ انکے پسر لطف شاہ انکے تین پسر سید قطب شاہ وسید مبارک شاہ دو لاولد وسید صاحب انکے پسر سید فقیر شاہ انکے پسر سید کرم حیدر شاہ موجود بستی صدر شاہ وسید غازی شاہ انکے تین پسر سید باقر شاہ وسید جا افضل شاہ وسید احمد شاہ انکے دو پسر سید مراد شاہ وسید احمد شاہ انکے پسر سید لعل شاہ انکے پسر سید اعل شاہ انکے دو پسر سید جمال شاہ وسید احمد شاہ موجود بستی صدر شاہ وسید حامد شاہ

انکے دو پسر سید مراد شاہ لاولد و سید نواب شاہ انکے دو پسر سید شہباز علی و سید سید خواجہ بخش انکے پسر سید نور شاہ موجود بستی صدر شاہ و سید شہباز علی انکے تین پسر سید غالب شاہ و سید راجن شاہ و سید حاصل شاہ ہمہ موجود صدر شاہ و سید باقر شاہ انکے پسر سید ٹھٹھے شاہ و سید میوے شاہ انکے تین پسر سید عظیم شاہ و سید رحم و سید حیات شاہ انکے پسر سید سنہاری شاہ موجود و سید رحم شاہ انکے پسر سید میوے شاہ انکے دو پسر سید مہر شاہ و سید محمد شاہ انکے تین پسر سید حیات شاہ و سید نواز شاہ و سید نور شاہ و سید نور حیدر شاہ ہمہ موجود بستی صدر شاہ و سید غنیم شاہ انکے پسر سید بنے شاہ انکے دو پسر سید حیدر شاہ و سید وزیر شاہ انکے پسر سید سردار شاہ موجود بستی صدر شاہ و سید مٹھے شاہ انکے دو پسر سید حسین شاہ و سید کوڑی شاہ انکے دو پسر سید الٰہی شاہ لاولد و سید رکھائے شاہ انکے پسر سید پیر شاہ صاحب تھے سجادہ نشین درگاہ سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی کی ۔ و سید غلام شاہ بن سید زین العابدین انکے تین پسر سید مقصود شاہ و سید چھتے شاہ و سید مرید شاہ انکے پسر سید ابراہیم شاہ انکے دو پسر سید قمر علی و سید نظر علی انکے دو پسر سید حکیم شاہ و سید امیر شاہ موجود بستی صدر شاہ و سید قمر علی انکے دو پسر سید علی شاہ و سید کور شاہ موجود بستی و سید چھتے شاہ انکے دو پسر سید سلطان شاہ و سید یار علی شاہ انکے دو پسر سید عالم شاہ لاولد و سید نہال شاہ انکے پسر سید قلندر شاہ لاولد و سید سلطان شاہ انکے دو پسر سید شریف شاہ و سید اللہ بخش انکے پسر سید امام شاہ لاولد و سید شریف انکے چار پسر سید محمد شاہ و سید سلطان شاہ دولاولد و سید جعفر شاہ و سید حاجی شاہ انکے تین پسر سید محمد شاہ و سید سلطان شاہ و سید احمد شاہ انکے پسر جعفر شاہ ہمہ موجود بستی صدر شاہ سید مقصود شاہ ابن سید غلام شاہ انکے پسر سید اللہ دتہ شاہ انکے پانچ پسر سید امام شاہ و سید حسین شاہ دولاولد و سید چتو شاہ و سید صوبے شاہ و سید سو شاہ انکے پسر سید گلاب شاہ انکے چار پسر سید غلام مصطفےٰ و سید نور شاہ و سید شیر شاہ و سید حبیب علی ہمہ موجود بستی صدر شاہ صوبے شاہ انکے دو پسر سید حاجی شاہ لاولد و سید جمن شاہ انکے پسر سید امام شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ موجود بستی صدر شاہ و سید چھتو شاہ انکے دو پسر سید چراغ شاہ و سید فتح شاہ انکے پسر سید جیون شاہ موجود و سید چراغ شاہ انکے پسر سید امد وسایا شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ موجود بستی صدر شاہ متصل ترنڈہ گرگیزاں تھانہ چنی گوٹھ ضلع بہاولپور +

## سلسلہ انساب سادات شمسی سبزواری بمقام بہریلی ضلع انبالہ مشمولہ اُوچ ملتان

برگزیدہ سید ناصر الدین ابن سید اسلام شاہ نصر اللہ ابن سید پیر حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی سید ناصر الدین اوچ شریف سے بامر جد امجد بہریلی میں تشریف لیگئے تھے ۔ سید ناصر الدین انکے پسر سید علیم الدین انکے پسر سید بہاؤ الدین انکے پسر سید جمال الدین انکے پسر سید محمود شاہ انکے دو پسر سید نور اللہ شاہ و سید قطب الدین انکے پسر سید اسماعیل شاہ انکے پسر سید اولاد علی انکے پسر سید حسن علی لاولد و سید عبد اللہ شاہ انکے پسر سید پیر محمد انکے تین پسر سید روشن علی و سید نگاہے شاہ و سید نانون شاہ موجود و سید نگاہے شاہ انکے دو پسر سید امام علی لاولد و سید بشارت علی

انکے دو پسر سید حسن علی و سید حسین علی ہر دو لاولد و سید روشن علی انکے پسر سید بال علی انکے دو پسر سید ہدایت علی و سید ولایت علی انکے پسر سید نوازش علی ہر سہ موجود بہرہلی سید بال الدین انکے تین پسر سید برات علی و سید غیاث الدین و سید حیات علی ہر دو لاولد و سید برات علی انکے پسر سید قاسم علی انکے دو پسر سید صفدر علی و سید سعادت علی انکے دو پسر سید علی نواز لاولد و سید خیرات علی انکے پسر سید علی حسین موجود بہرہلی سید صفدر علی انکے چار پسر سید امانت علی انکے چار پسر سید امانت علی و سید نجابت علی و سید برکت علی و سید ہر سہ لاولد و سید وزیر علی انکے چار پسر سید محمد تقی و سید عطا محمد و سید اسماعیل و سید عبدالرحیم ہر چار موجود بہرہلی سید نور اللہ شاہ بن سید محمود شاہ انکے دو پسر سید پیر محمد و سید ابوالخیر انکے پسر سید اولاد علی انکے پسر جان محمد انکے پسر سید عبداللطیف انکے تین پسر سید رحم علی و سید کرم علی دو لاولد و سید حسن علی انکے پسر سید فضل علی لاولد سید رحم علی انکے تین پسر سید نقش شاہ و سید منور علی و سید باقر علی انکے پسر سید خادم حسین انکے پسر سید مہدی حسین انکے پسر سید بشیر حسین لاولد و سید منور علی انکے دو پسر سید امام علی و سید تاج حسین انکے پسر سید ولی محمد موجود بہرہلی و سید امام علی انکے تین پسر سید شریف حسین و سید لطیف حسین و سید شبیر حسین ہر سہ موجود و سید لطیف حسین انکے پسر سید ارشاد حسین موجود بہرہلی و سید شریف حسین انکے دو پسر سید مصطفی و سید محمد مہدی ہر سہ موجود لاہور دختریان و سید نقش شاہ انکے پسر سید غلام حسین انکے دو پسر سید عطا حسین و سید علی حسین انکے پسر سید محمد تقی انکے دو پسر سید حمید حسن و سید قنبر حسین موجود بہرہلی و سید عطا حسین انکے چار پسر سید ارشاد حسین و سید راشد حسین و سید حامد حسین و سید حسین (بی) اے ہر چہار موجود بہرہلی سید پیر محمد بن نور اللہ شاہ مذکورہ بالا انکے پسر سید مقیم شاہ انکے پسر سید محمد علی شاہ انکے دو پسر سید غلام محمد و سید طاہر علی انکے پسر سید جمال علی انکے چار پسر سید حسن علی و سید علی بخش لاولد و سید الٰہی بخش و سید محمد علی انکے پسر سید علی حسین انکے دو پسر سید بشیر حسین و سید نامدار حسین ہمہ موجود و سید الٰہی بخش انکے دو پسر سید ولایت علی و سید اصغر علی انکے چار پسر سید منصب علی و سید حسین ازار و سید شاہ نواز و سید فرحت علی موجود بہرہلی و سید ولایت علی انکے دو پسر سید غلام عباس و سید فرزند علی انکے دو پسر سید علی محمد و سید ظفر علی اللہ دیا موجود بہرہلی و سید غلام محمد ابن سید محمد علی انکے چار پسر سید فتح علی و سید بہار علی و سید مومن شاہ و سید ثروت علی انکے پسر سید باقر انکے پسر سید میر عطا حسین انکے چار پسر سید شبیر حسین و بشیر حسین و سید نظر حسین و سید الطاف حسین انکے پسر سید منظور حسین ہمہ موجود بہرہلی سید مومن شاہ انکے دو پسر سید امام بخش لاولد و سید ضامن علی انکے پسر سید خیرات علی انکے دو پسر سید ولی محمد لاولد و سید اولاد علی انکے دو پسر سید اشتیاق حسین و سید مشتاق حسین موجود بہرہلی و سید بہار علی انکے چار پسر سید سید اکبر علی و سید بہادر علی و سید غالب علی و سید نقش شاہ انکے پسر سید رحمت علی انکے پسر سید نظیر علی موجود بہرہلی و سید غالب علی انکے پسر سید عالم علی انکے دو پسر سید مظہر حسن و سید علی حسن لاولد و سید بہادر علی انکے چار پسر سید حیدر علی و سید عبادت علی و سید کرامت علی و سید سعادت علی ہر چہار لاولد و سید ہدایت علی ابن سید جمال علی انکے دو پسر سید مبارک علی و عنایت علی انکے پسر اللہ دیا شاہ ہر سہ موجود بہرہلی و سید اکبر علی دو پسر سید علی نواز و سید بشارت علی انکے چار پسر سید محمد تقی و سید صادق علی و سید خورشید علی ہر سہ لاولد و سید شریف حسین انکے تین پسر سید سردار علی و مولوی حنیف

وسید ذوالفقار علی وسید ہادی حسین ہمہ موجود بہریلی وسید علی نواز انکے پانچ پسر سید محمد حسن وسید خادم حسین وسید حسین علی ہرسہ لاولد وسید رجب علی وسید معصوم علی انکے پسر سید سلطان علی لاولد وسید رجب علی انکے دو پسر سید شوکت حسین وسید دولت علی انکے پسر سید اقبال حسین ہرسہ موجود بہریلی سید فتح علی ابن سید غلام محمد انکے پانچ پسر سید جعفر علی وسید قاسم علی وسید کاظم علی وسید رستم علی وسید باغ علی انکے پسر سید احمد علی لاولد وسید رستم علی انکے دو پسر سید اصغر علی وسید برات علی ہر دو لاولد وسید کاظم علی انکے دو پسر سید علی نواز لاولد وسید امام نواز موجود بہریلی وسید جعفر علی انکے تین پسر سید برکت علی وسید جھنڈی شاہ وسید غلام حسین انکے پسر سید قربان علی لاولد۔ وسید جھنڈے شاہ انکے پسر سید قالوا شاہ انکے پسر سید شرف علی موجود وسید برکت علی انکے پانچ پسر سید مہدی حسن وسید خادم حسین وسید علی حسین وسید تابع حسین انکے پسر سید اللہ دیا شاہ موجود بہریلی وسید تابع حسین انکے دو پسر سید دلاور علی وسید مراتب علی موجود وسید علی حسین انکے پسر سید سردار علی موجود بہریلی ڈاکخانہ مخاص ضلع انبالہ ساٹھ ہزار بیگہ زمین کے یہ سادات مالک ہیں اور آپ سب ملازم پیشہ میں مزارع سے آرام کا کام کراتے ہیں ؛

## گل دہم

# سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری گنجو شاہ ڈاکخانہ بہاول نگر

سید نور محمد نور الحق ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی سبزواری ابن شہاب الدین ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید ولی آل محمد حضرت شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی سید نور محمد کا روضہ انور شہر نوسارے ضلع صورت میں بڑے عالی درگاہ زیارت گاہ خلائق ہے آنحضرت کی کرامت کا حال ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے آپ حضرت شہر نوسارے میں ایک بتخانہ تھا اسمیں جاکر بیٹھے اور وہاں پر جو بڑا صنم اسکو ایک دولہن حلوا لیکر آئی اور کہلانی لگے دو سنگ تھا کیا کھاتا سید نور محمد نور الحق نے فرمایا کہ حلوا کھالے ایسے ملائم اشیاء جو حلق سے آسان گذرے کوئی شخص چھوڑ دیتا آپ کا فرمان تھا قدرت قہر بروہ بت تمام حلوا انسان کیطرح کھا گیا جب وہ دولہن اپنے گھر پونچی تو اسکے ساس نے کہا حلوا کھا گیا تو نے کھالیا ہے دولہن نے جواب دیا ہمارے بڑے معبود نے کھایا ہے وہ بولے پتھر کے بت کب کچھ کھاتے پیتے ہیں تو غلط بیان کرتی ہے اوس دولہن نے قسم کھاکر کہا ضرور بت نے حلوا کھایا ہے آخر یہ بات تمام نوسارے میں مشہور ہوئی اوس دولہن کے والدین نے جب دریافت کیا تو اسنے کہا بتخانہ میں ایک شخص اس امر کا شاہد ہے مینے ہرگز نہیں کھایا بت نے تمام حلوا نوش کیا ہے سب لوگ جمع ہوکر بتخانہ میں گئے تو وہاں سید نور محمد بیٹھا دیکھا اور عرض کی کہ آپ شاہد ہیں بت نے حلوا کھایا ہے آنحضرت نے فرمایا اگر کھاتا پیتا نہیں اور کلام نہیں کر سکتا تو تم لوگ اسکی پرستش کیوں کرتے ہو اور ناحق معبود حقیقی کا شریک بناتے ہو وہ سب لوگ کہنے لگے آپ شرک ہیں کسلئے داخل ہوئے آنحضرت نے

فرمایا ہم ان بتوں سے سب کار سے سکتے ہیں وہ لوگ کہنے لگے ہرگز نہیں ہوسکتا جو بُت تمہارا کام کریں تب حضور نے بتوں سے ارشاد فرمایا تو وہ تمام بُت آپ کے آگے سجدہ میں پڑے اور کلام کرنے لگے اور جو جو کام فرمایا اُن بتوں نے کیا اور اُن لوگوں کو کہا ہمکو معبود نہ مانو وہ معبود واحد لاشریک ہے اور اسکے رسول پاک حضرت محمد صلعم پر ایمان لاؤ جو تمہاری نجات ہو ورنہ جہنم میں واصل ہو گئے وہ لوگ بتوں سے سنکر آں حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کرکے اسلام میں داخل ہوئے اونکی نسلیں تا حال اس خاندان اسماعیلیہ کے مرید ہیں۔ شجرہ نسب آنحضرت کی اولاد کا اس طرح ہے اولاد آپ کی قلیل ہے +

## سید نور محمد نور الحق مشمولہ اوچ ملتان

انکے پسر سید امان شاہ انکے پسر سید صالح شاہ انکے تین پسر سید شیر علی ۲ لاولد و سید پیر شاہ و سید انعام شاہ انکے پسر سید مہر شاہ انکا روضہ انور بمقام شیخوپور میں ہے انکے پسر تین سید شیر علی و سید اسماعیل شاہ و سید جہان شاہ انکے دو پسر سید سلطان شاہ و سید حیدر شاہ انکے دو پسر سلطان شاہ و سید حیدر شاہ انکے پسر حسین شاہ لاولد و سید سلطان شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ انکے تین پسر سید شاہ دین علی و سید غوث علی دو لاولد و سید شفاعت علی انکے دو پسر سید اعظم شاہ و سید عظیم شاہ انکے پسر سید غلام علی شاہ لاولد و سید اعظم شاہ انکے چار پسر سید قلندر شاہ و سید چراغ شاہ لاولد و سید باقر شاہ لاولد و سید گنج بخش انکے چار پسر سید دولت شاہ و سید رحم شاہ و سید محبوب شاہ و سید میراں شاہ ہم موجود موضع گنجو شاہ و سید دولت شاہ انکے دو پسر سید حسین علی و سید نظر محمد موجود و سید محبوب شاہ انکے دو پسر سید مدد علی و سید شیر علی موجود و سید میراں شاہ انکے پسر سید اصغر علی موجود موضع گنجو شاہ ڈاکخانہ بہاول نگر تحصیل منچن آباد ضلع بہاولپور +

## سلسلہ نسب

سید حسین علی ابن سید دولت شاہ ابن سید گنج بخش ابن سید اعظم شاہ ابن سید شفاعت علیشاہ ابن سید اکبر شاہ ۱۰ ابن سید سلطان شاہ ابن سید جہان شاہ ابن مہر شاہ ابن سید انعام شاہ ابن سید محمد صالح شاہ ابن سید امان اللہ شاہ ابن سید نور محمد نور الحق ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید صدر الدین محمود ثانی ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری تیز تبریزی ابن سید صلاح الدین محمد نوربخش ابن سید علی سلام الدین نور علام ابن سید المؤمنین بادشاہ افریقہ

## گل یازدہم (۱۱)

## سلسلہ نسب سادات جعفری اسماعیلی عرضی سبزواری نوربخشی بمقام شاہ پور وغیرہ مقامات مشمولہ اوچ ملتان

سید بالا بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید پیر صدر الدین محمود ثانی ابن سید شہاب الدین سبزواری سید بالا بلند

علی انکے دو پسر سید شاہ خواہ و سید شاہ محمد انکے چار پسر سید محمد زاہد لاولد و سید رفیع الدین و سید مرتضیٰ و سید شمس الدین انکے پسر سید صلاح الدین انکے پسر سید شاہ علی انکے پسر سید علی محمد انکے پسر سید شفاعت علی انکے پسر سید عظمت علی انکے پسر دو سید کاظم و سید محسن علی انکے چار پسر سید اشرف علی و سید امیر حسینی و سید حاجی شاہ و سید علی معظم انکے پسر سید محمد علی انکے پسر سید محمد انکے پسر سید محمد حسین موجود بمقام شاہ پور راہوں و سید حاجی شاہ انکے تین پسر سید علی بخش و سید عظمت شاہ انکے پسر سید امیر حیدر شاہ ہمہ لاولد و سید امیر حسینی انکے پسر سید وزیر علی انکے دو پسر سید دلاور حسین و سید تصدق حسین موجود شاہ پور و سید اشرف علی انکے تین پسر سید علی محمد و سید بہادر علی و سید ولایت شاہ انکے دو پسر سید کرم حسین لاولد و سید مراتب علی انکے دو پسر سید کبیر الدین و سید نصیر الدین انکے پسر سید امداد علی ہمہ موجود بمقام میاں پرگنہ سمانہ ریاست پٹیالہ سید بہادر علی انکے چار پسر سید علی احمد و سید علی نواز لاولد و سید سردار حسین و سید وجیع احمد انکے پسر سید اکرام علی انکے پسر سید مقبول حسین موجود شاہ پور و سید سردار حسین انکے دو پسر سید علی حسن و سید علی حسین حسن جہانیہ انکے پسر سید محمد حسین موجود میاں و سید علی حسن انکے پسر سید محمد حسن موجود میاں و سید محمد علی انکے پانچ پسر سید فضل امام و سید محسن علی و سید اصغر علی و سید سکندر علی و سید اکبر علی انکے پسر سید حسن دریا انکے پسر سید علی حسین موجود میاں و سید سکندر علی انکے دو پسر سید علی شاہ و سید شمشاد حسن موجود میاں و سید اصغر علی انکے دو پسر سید عنایت حسن و سید نادر علی موجود میاں و سید محسن علی انکے دو پسر سید محمد حسین و سید محمد حسن موجود میاں و سید فضل امام انکے دو پسر سید حسن محمد و سید عطا محمد سید کاظم علی بن سید عظمت علی انکے دو پسر سید محبوب علی و سید بو علی انکے چار پسر سید شمس الدین و سید نجم الدین و سید عظمت شاہ و سید علی شاہ انکے پسر سید محمد شاہ موجود شاہ پور ◆

سید عظمت شاہ انکے دو پسر سید ہادی حسین و سید ثابت حسین موجود شاہ پور و سید نجم الدین انکے تین پسر سید حسن محمد و سید محمد حسین و سید ولی محمد انکے دو پسر سید حسن دریا و سید شہاب الدین موجود شاہ و سید شمس الدین انکے پسر سید دلاور حسین موجود شاہ پور و سید محب علی انکے پسر ہادی شاہ انکے تین پسر سید احمد شاہ و سید برکات شاہ و سید امام شاہ انکے پسر سید مراد علی موجود شاہ پور و سید برکات شاہ انکے پسر سید نبی شاہ انکے پسر سید فرزند حسین موجود شاہ پور و سید احمد شاہ انکے دو پسر سید کاظم علی و سید محمد حسین و وزیر عظیم موجود شاہ پور و سید عالم شاہ ابن سید شمس الدین ابن سید شاہ محمد بالا سید عالم شاہ انکے پسر سید غلام محمد انکے پسر سید شاہ محمد انکے پسر سید غلام حسین انکے پسر سید منوہر علی انکے پسر سید محمد شاہ انکے دو پسر سید شاہ محمد لاولد و سید محمد اصغر انکے پسر سید غلام حسین انکے چار پسر سید امام شاہ و سید تابع رسول دو لاولد و سید غلام عباس و سید شاہ علی انکے دو پسر سید شاہ محمد لاولد و سید غلام حسن انکے پسر سید عنایت حسین موجود شاہ پور و سید غلام عباس انکے دو پسر سید عالم شاہ و سید شمس الدین انکے پسر سید اکبر شاہ موجود شاہ پور و سید عالم شاہ انکے پسر سید عنایت علی موجود شاہ پور و سید رفیع الدین بن شاہ محمد مذکورہ بالا انکے پسر سید فتح علی لاولد و سید مرتضیٰ ابن سید شاہ محمد بالا انکے چار پسر سید عبد الباقی و سید محمد فاضل و سید جلال شاہ و سید حیدر شاہ ہر دو لاولد و سید محمد فاضل انکے تین پسر سید جعفر شاہ و سید عبد القادر و سید عالم شاہ ہر سہ لاولد و سید عبد الباقی انکے تین پسر سید حسن علی لاولد و سید علی زمان انکے

پسر سید غلام محمد انکے پسر سید ولایت شاہ انکے پسر سید شرف علی انکے پسر سید حسن علی انکے دو پسر سید جمل شاہ انکے پسر سید سکندر شاہ انکے پسر سید حسن شاہ انکے پسر سید شہاب الدین موجود شاہپور و سید فتح شاہ انکے پسر سید باقی شاہ انکے پسر سید میرن شاہ انکے دو پسر سید نتھن شاہ و سید علی حسن موجود شاہ پور ٭

و سید شاہ خواجہ ابن سید شاہ بالا سید بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن سید شاہ خواجہ انکے شش پسر سید ولایت شاہ و سید عبد اللہ شاہ دو لاولد و سید غیاث الدین و سید تاج الدین محمود و سید مصطفٰی شاہ و سید شاہ معظم انکے دو پسر سید ابو محمد و سید شاہ کاظم انکے چار پسر سید احمد شاہ و سید رحم شاہ دو لاولد و سید حیات شاہ و سید عظمت شاہ انکے دو پسر سید صفت علی و سید عظمت علی انکے پسر سید بہادر شاہ انکے پسر سید محسن شاہ انکے پسر سید حاجی شاہ انکے پسر سید عظمت شاہ انکے دو پسر سید امیر حیدر شاہ انکے دو پسر سید حاجی شاہ و سید روشن شاہ بمقام کھلکھے ڈاکخانہ خانبیلہ تحصیل خانپور ضلع بہاولپور ٭

و سید صفت علی انکے پسر سید شیر علی انکے پسر حیدر شاہ انکے پسر سید عظمت شاہ انکے پسر سید بڈھن شاہ انکے دو پسر سید عظمت شاہ و سید محمد شاہ انکے پسر سید اسد علی انکے پسر سید نبی شاہ انکے پسر سید الطاف حسین موجود پور شاہ و سید عظمت شاہ انکے پسر سید بڈھن شاہ و سید امام شاہ انکے پسر سید ارادت علی موجود شاہ پور و سید بڈھن شاہ انکے پسر سید محمد شاہ صاحب الکار روضہ انور مقام پھول پور میں زیارت گاہ خلائق ہے انکے دو پسر سید محمد مہدی و سید محمد ہادی موجود شاہ پور ضلع جالندر و سید حیات شاہ ابن سید شاہ کاظم انکے تین پسر سید شاہ علی لاولد و سید محمد علی و سید معظم انکے پسر سید رحم علی شاہ انکے پسر سید اشرف علی انکے پسر سید ولایت شاہ انکے پسر سید حیات شاہ انکے دو پسر سید انور شاہ لاولد و سید محمد اشرف انکے تین پسر سید مہر شاہ لاولد و سید قلندر بخش و سید معظم شاہ انکے پسر سید محمد شاہ موجود سلطان پور سرہند سید قلندر بخش انکے تین پسر سید انور شاہ و سید نذر بخش و سید شیر محمد انکے پسر سید بہاول شاہ ہمہ موجود سلطان پور سرہند سید محمد علی ابن سید حیات شاہ انکے تین پسر سید جلال شاہ و سید قنبر شاہ لاولد و سید احمد شاہ انکے پسر سید قطب شاہ انکے پسر سید قمر علی انکے دو پسر سید کریم علی لاولد و سید حیات شاہ انکے دو پسر سید حرمت علی لاولد و سید شاہ علی انکے پانچ پسر سید حیدر علی و سید مراد علی و سید تیغ علی و سید عوض علی و سید محمد علی انکے پسر سید احمد شاہ انکے چار پسر سید نادر شاہ و سید جان شاہ و سید بہادر علی و سید صفدر علی ہمہ موجود بمقام کھیم کرن تحصیل قصور ضلع لاہور و سید عوض علی انکے دو پسر انکے دو پسر سید حیات شاہ لاولد و سید ولایت شاہ انکے تین پسر سید دلاور حسین و سید واجد علی و سید محسن علی انکے تین پسر سید امید علی و سید الطاف علی و سید رضا علی ہمہ موجود در شہر لاہور محلہ چہیل بیبیاں و سید تیغ علی انکے پسر سید مظفر شاہ موجود جیسنی وال و سید امداد علی انکے پسر سید نور شاہ موجود جیسنیوال و سید حیدر علی انکے دو پسر سید فتح علی و سید مہر شاہ موجود جیسنیوال پرگنہ پسرور ضلع سیالکوٹ ٭

و سید ابو محمد ابن سید شاہ معظم انکے تین پسر سید رحمت علی لاولد و سید نعمت علی و سید ہدایت علی انکے

پسر سید عظیم شاہ انکے پسر سید شاد علی انکے پسر سید انور شاہ انکے پسر سید ہدایت علی انکے دو پسر سید محمد زمان و سید حافظ علی انکے پسر سید غلام علی موجود شاہپور سید محمد زمان انکے پسر سید شاکر علی انکے دو پسر سید کبیر الدین و سید امیر علی موجود شاہ پور راہوں ضلع جالندھر و سید نعمت علی انکے پسر سید دولت علی انکے پسر سید حیدر شاہ انکے پسر سید نعمت علی انکے پسر سید دولت شاہ انکے دو پسر سید ابو الحسن لاولد و سید ابو تراب انکے چار پسر سید منصور علی لاولد و سید نجف علی و سید حسن علی و سید نعمت علی انکے دو پسر سید تراب و سید عطا محمد انکے دو پسر سید مہدی حسین و سید ضامن علی انکے پسر سید نظیر حسین ہمہ موجود شاہ پور و سید حسن علی انکے چار پسر سید حیدر علی و سید غالب علی و سید زین العابدین و سید احسان علی انکے دو پسر سید علی اصغر و سید ابو تراب ہمہ موجود شاہ پور و سید نجف علی انکے تین پسر سید سردار علی و سید سرور علی و سید مظہر علی انکے دو پسر سید میراں محمد زمان و سید دیدار علی انکے دو پسر سید مشتاق علی و سید عنایت علی موجود بمقام شہر بمبئی و سید میراں محمد زمان انکے پسر سید عظمت علی انکے پسر سید مہدی حسین موجود شاہ پور و سید سردار علی انکے پسر سید غلام حسین انکے پسر دو سید امیر شاہ و سید محمد حسین موجود شاہ پور و سید سردار علی انکے چار پسر سید ملک شاہ و سید قادر علی لاولد و سید فقیر شاہ و سید غلام قادر انکے تین پسر سید دوست محمد لاولد و سید محمد شاہ و سید حسین شاہ انکے پسر سید جھنڈو شاہ انکے پسر سید سعادت علی موجود شاہ پور و سید محمد شاہ انکے تین پسر سید نجف علی و سید فضل امام لاولد و سید حرمت علی انکے دو پسر سید مہدی حسن و سید تصدق حسین موجود شاہ پور ۔

و مصطفیٰ شاہ ابن سید شاہ خواجہ ابن سید یا اللہ علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی سید مصطفیٰ شاہ انکے تین پسر سید تقی محمد و سید عنایت محمد انکے دو پسر سید محمد زاہد لاولد و سید محمد امین انکے دو پسر سید محمد شاہ لاولد و سید مظفر علی انکے پسر عنایت علی انکے پسر سید ہدایت علی انکے دو پسر سید محمود شاہ لاولد و سید مظفر علی انکے چار پسر سید اسد اللہ شاہ و سید خیر اللہ شاہ و سید فیض اللہ شاہ ہر سہ لاولد و سید صفی اللہ شاہ انکے پسر سید ذاکر علی انکے دو پسر سید روشن علی لاولد و سید مظفر علی انکے دو پسر سید نقن شاہ و سید ہدایت علی موجود بمقام بہین و سید صفی محمد ابن سید مصطفیٰ شاہ انکے تین پسر سید فتح محمد و سید عبد المجید لاولد و سید عبد العزیز انکے پسر سید گدای شاہ انکے پسر سید جلال شاہ انکے پسر سید امام شاہ انکے پسر سید نصیر الدین انکے پسر سید امام الدین انکے تین پسر سید شاہنشاہ لاولد و سید ملحن شاہ و سید نجن شاہ انکے دو پسر سید نصیر کبیر الدین انکے دو پسر سید حیدر شاہ و سید غلام حسین انکے پسر سید محمد حسین موجود بہین و سید نصیر الدین انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید سلطان انکے پسر سید علمدار حسین موجود بہین و سید محمد شاہ انکے دو پسر سید سردار حسین و سید دلاور حسین موجود مقام بہین و سید ملحن شاہ انکے دو پسر سید امیر علی و سید نادر علی انکے پسر سید علی حسین انکے پسر سید شبیر محمد انکے پسر سید فرزند حسین موجود بہین و سید امیر علی انکے دو پسر سید عظمت شاہ و سید نجم الدین انکے دو پسر سید غلام حسین و سید سلطان احمد ہمہ موجود بمقام بہین تھانہ بنگہ تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر ۔

وسید تقی محمد ابن سید مصطفےٰ شاہ مذکورہ بالا اولاد حضرت ولی آل محمد سیدنا شمس تبریز قدس سرہٗ سید تقی محمد انکے تین پسر سید علی محمد لاولد و سید محمد رضا و سید حامد شاہ انکے پسر سید دولت شاہ انکے پسر سید شاہ میر انکے پسر سید قطب شاہ انکے چار پسر سید نور شاہ و سید روشن شاہ و سید محمد عیسیٰ و سید محمد الیاس انکے پسر سید حنیف شاہ انکے پسر سید بہادر علی انکے تین پسر سید کاظم علی و سید لعل شاہ دو لاولد و سید وہامن شاہ انکے تین پسر سید فرزند علی و سید علی شاہ و سید ولایت علی انکے پسر سید الطاف علی انکے دو پسر سید ثنا علی و سید امانت علی موجود رائے کوٹ و سید علی شاہ انکے پسر سید سردار علی انکے تین پسر سید کرار حسین و سید منظر حسین و سید فرزند حسین ہمہ موجود رائے کوٹ ضلع لدہانہ و سید محمد عیسیٰ انکے پسر سید کرم شاہ انکے تین پسر سید دولت شاہ و سید چانن شاہ دو لاولد و سید احمد شاہ انکے دو پسر سید نادر علی و سید علی بخش انکے پسر سید امام الدین موجود بمقام انڈلو و سید نادر علی انکے دو پسر سید کرامت علی و سید مروت علی انکے پسر سید سید محمد موجود بمقام انڈلو و سید کرامت علی انکے تین پسر سید شہاب الدین و سید شیر محمد و سید محمد کاظم موجود بمقام انڈلو سید روشن علی ابن سید قطب شاہ انکے پسر سید شفاعت علی انکے پسر سید شاہ حسین انکے پسر سید حیات علی انکے پسر سید رستم علی موجود و سید انور شاہ علی بن سید قطب شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پسر سید میرن شاہ انور علیشاہ انکے تین پسر سید محمد حسین و سید علی حسن و سید میر حسین ہمہ موجود انڈلو سید نور شاہ ابن سید قطب شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پسر سید میرن شاہ انکے تین پسر سید محمد بخش لاولد و سید نصیر الدین و سید حسن شاہ انکے پسر سید نجم الدین انکے دو پسر سید امداد علی و سید حامد علی موجود انڈلو و سید نصیر الدین انکے دو پسر سید تفضیل حسین و سید تصدق حسین انکے دو پسر سید بوشاہ و سید حامد شاہ موجود انڈلو تحصیل رائے کوٹ ضلع لدہانہ - و سید محمد رضا ابن تقی محمد ابن سید مصطفےٰ شاہ ابن سید شاہ خوا ابن سید شاہ ابن سید شاہ خواجہ ابن سید بالا بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن سید محمد رضا انکے پسر سید علی رضا انکے پسر سید محمد غوث انکے پسر سید کرم حسین موجود شاہ پور و سید افضل شاہ انکے دو پسر سید علی شیر لاولد و سید غلام حسین انکے تین پسر سید ذاکر حسین و سید شمس الدین و سید شیر محمد ہر سہ جہاز میں ڈوب گئے سید نور محمد بن سید امام شاہ انکے تین پسر سید شہاب الدین و سید مصطفےٰ شاہ انکے والدہ صاحبہ دختر ملا شاہ شیر شاہ افغان تین جنکا نام مسماۃ بزرگ بیگم تھا اور دو کنیزکان تین ایک کا نام پرما بائی اور دوسری کا نام جمال بائی تھا یہ دونو پوپا قاقا کی دختریں تین پرما بائی کے بطن سے سید سعید الدین ملقب سید خاں تھے بوجہ جد سادات برہان پور کے ہیں بہادر پور ضلع برہان جو سادات درگاہ پیر دولا محمد شاہ کی سجادہ ہیں وہ نسب سادات احمد آباد والہ کو قبول نہیں کرتے اور دولا محمد شاہ کی ملکیت سے حصہ وراثت نہیں دیا نہ دیتے ہیں شجر نسب جو انکا آیا اولاد سید خان میں فقیر نے درج آگے کر لیکن نسب میں انکے ہم جدی سادات نے اشتباہ ڈالدیا ہے واللہ اعلم بالصواب ۔

سید حسن کبیر الدین انکے پسر سید بالا بلند علی انکے پسر سید شاہ خواجہ انکے پسر سید غیاث الدین انکے دو پسر

سید عادل محمد و سید جاسم علی انکے پسر سید اکبر شاہ انکے پسر سید ہاشم علی انکے پسر سید قاسم علی انکے دو پسر سید تقی محمد و سید نقی محمد انکے دو پسر سید شمس الدین و سید اکبر علی انکے پسر سید افضل کریم شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر قاضی شبیر محمد صاحب موجود میرپور سید شبیر محمد کہ اس فقیر نے شجرہ نسب سادات شمسی سبزواری کا فراہم کیا ہوا دیا ہے کہ شاید ہماری جانی ختم نہ ہو جاوے اور کتاب گلزار شمس ناتمام رہ جاوے وہ حضرت بھی بدرت سے کتاب گلزار جعفری تصنیف فرما رہے ہیں اسلئے انکو شجرات دے گئے کہ گلزار جعفری میں درج فرمائیں کہ یادگار رہے سید تقی محمد بن قاسم علی انکے پسر سید عون علی انکے چار پسر سید شاہ علی لاولد و سید روشن علی انکے پسر سید پیر علی لاولد سید اسد علی انکے پسر سید امام شاہ انکے تین پسر سید حسن محمد و سید شاہ محمد و سید شیر محمد انکے تین پسر سید عطا حسین و سید فرزند حسن و سید فضل حسین ہمہ موجود شاہ پور و سید شرف علی انکے تین پسر سید بہادر علی و سید صلاح الدین و سید بہادر علی انکے پسر سید نظام شاہ انکے دو پسر سید سلطان شاہ و سید نصیر الدین انکے پسر سید عطا حسین موجود میرپور شاہ پور ڈاکخانہ جادلہ پرگنہ نواں شہر ضلع جالندھر +

## گل دوازدھم

# سلسلہ نسب سادات خاندان شمسی سبزواری قصبہ پیراہ وغیرہ مقامات مشمولہ اوچ ملتان

سید پیر امام شاہ ملقب شاہ امام الدین ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ شریف سید پیر امام شاہ انکے چار پسر خالق شاہ لاولد و سید بلے شاہ خطاب نظار شاہ و سید باقر شاہ و سید نور الدین محمد انکے تین پسر سید سعید الدین محمد ملقب سید خان و سید شہاب الدین و سید مصطفےٰ شاہ سید شہاب الدین انکے پسر سید جلال الدین انکے چار پسر سید جعفر علی و سید امام الدین و سید شیر علی و سید شہاب الدین انکے دو پسر سید سید علی و سید علی نزل انکے پسر سید محسن دریا لاولد و سید سید علی انکے پسر سید جعفر علی انکے پسر سید نور علی انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید بخش علی انکے پسر سید فضل علی انکے تین پسر سید بند علی و سید امیر علی میاں و سید جعفر علی انکے پسر سید پیر میاں موجود پیرانہ سید امیر علی میاں انکے دو پسر سید روشن علی و سید شیر علی موجود پیرانہ و سید بند علی انکے پسر سید عنایت علی موجود پیرانہ و سید امام الدین بن جلال الدین انکے پسر سید مرتضیٰ علی انکے دو پسر سید محمد اشرف کو فرزند ہوا انکا و سید شاہ حیدر انکے پسر سید نصیر الدین انکے پسر سید غلام حسین انکے پسر سید میاں صاحب انکے پسر سید غلام جعفر انکے پسر سید الہٰ بخش لاولد و سید محمد اشرف یہ اورنگ زیب کے وقت آتش میں تہ آہنی پر کھڑے کئے تھے اور سلامت رہے تھے سید محمد اشرف انکے پسر سید عباس علی میاں انکے پسر سید بڑا میاں انکے پسر سید علی میاں انکے پسر سید باوا صاحب انکے پسر سید علی میاں انکے دو پسر سید جعفر علی لاولد و سید احمد علی انکے پانچ پسر سید عنایت علی و سید بہادر علی و سید اشرف علی و سید علی میاں چار لاولد و سید باوا صاحب موجود بمقام پیرانہ و سید شیر علی ابن سید جلال الدین انکے پسر سید جمال الدین و سید احمد شاہ انکے دو پسر سید شیر شاہ ثانی لاولد و سید محمد شاہ انکے دو پسر سید شیر شاہ لاولد و سید

سلطان علی انکے دو پسر سید جمال الدین و سید احمد شاہ انکے دو پسر سید اکبر شاہ و سید میر علی انکے پسر دو سید سا میاں لاولد و سید اکبر شاہ انکے پسر سید فضل علی انکے پسر سید میر انکے پسر دو سید عسکر علی لاولد و سید میان باوا انکے پسر سید سید میاں لاولد و سید جمال الدین انکے تین پسر سید حسن شاہ لاولد و سید بڑا صاحب و سید امیر شاہ انکے تین پسر سید باوا صاحب لاولد و سید امیر بابا و سید نور علی انکے دو پسر سید حسین میاں انکے پسر سید بڑا میاں موجود بمقام پونیاد ضلع بروڈہ کاٹھ و سید حسین میاں انکے دو پسر سید سید میاں و سید نظر علی موجود بمقام پونیاد و سید امیر بابا انکے پانچ پسر سید بند علی لاولد و سید قاسم علی و سید امیر علی و سید جعفر علی و سید حیدر علی انکے دو پسر سید صادق علی و سید پیر صاحب موجود پونیاد و سید جعفر انکے دو پسر سید حیدر علی و سید سید میاں انکے دو پسر سید امیر حسین و سید درویش علی موجود پونیاد و سید امیر علی انکے پسر سید حسن علی موجود پونیاد و سید قاسم علی انکے پسر سید اشرف علی موجود بمقام پونیاد ضلع بروڈہ و سید امیر بابا انکے پسر سید درویش علی انکے دو پسر سید حسن علی و سید فتح علی انکے پسر دو باوا صاحب و سید احمد علی موجود پونیاد و سید حسن علی انکے پسر سید حسین میاں موجود پونیاد ۔ و سید بڑا صاحب ابن سید جمال الدین انکے چار پسر سید سکندر علی و سید حیدر علی و سید میاں صاحب و سید میر شاہ صاحب انکے دو پسر سید باقر علی و سید میر عالم انکے پسر سید چھوٹا میاں انکے پسر سید پیارے صاحب موجود پونیاد و سید باقر علی انکے دو پسر سید امیر میاں و سید سید میاں انکے پسر سید پونچا میاں موجود پیرانہ و سید امیر میاں انکے تین پسر سید میرو میاں و سید باقر علی و سید چھوٹو میاں و سید امیر علی ہر سہ موجود پیرانہ و سید میاں صاحب انکے پسر سید حسن شاہ انکے دو پسر سید باوا میاں و سید میرہ صاحب انکے پسر سید پونچا میاں موجود پونیاد و سید باوا میاں انکے تین پسر سید میاں صاحب و سید صادق علی و سید احمد علی ہمہ موجود پونیاد و سید حیدر علی انکے پسر سید پیر صاحب موجود پونیاد و سید سکندر علی موجود پونیاد سید جعفر علی ابن سید جلال الدین انکے پسر سید واجد علی انکے پسر سید شہاب الدین انکے پسر سید سعید میاں انکے پسر سید سید میاں انکے دو پسر سید محمد میاں و سید باوا میاں انکے پسر سید بڑا میاں انکے پسر سید داؤد میاں انکے دو پسر سید باوا میاں و سید جعفر علی انکے تین پسر سید امیر صاحب لاولد و سید فضل علی و سید باقر علی انکے تین پسر سید جعفر علی و سید داؤد میاں و سید احمد علی انکے پسر سید بدر الدین موجود پیرانہ و سید جعفر علی انکے پسر سید شہاب الدین موجود پیرانہ و سید داؤد میاں انکے دو پسر سید امیر میاں و سید ذوالفقار علی ہمہ موجود پیرانہ و سید باوا میاں بن سید داؤد میاں انکے تین پسر سید میاں صاحب لاولد و سید درویش علی و سید حسین میاں انکے پسر سید پونچا میاں انکے پسر سید احمد حسین موجود پیرانہ و سید درویش علی انکے دو پسر سید قاسم علی لاولد و سید اصغر علی انکے پسر نصیر الدین موجود پیرانہ و سید محمد میاں انکے دو پسر سید مراد علی و سید علی میاں انکے چار پسر سید سلطان علی و سید غلام علی و سید باقر علی و سید امام علی انکے پسر سید نتھو میاں لاولد و سید باقر علی انکے دو پسر سید دوسا میاں لاولد و سید اکبر علی انکے دو پسر سید علی میاں لاولد و سید حسن علی انکے پسر سید پونچا میاں موجود پیرانہ و سید غلام علی انکے تین پسر سید میر علی لاولد و سید صادق علی و سید عسکر علی انکے تین پسر سید علی میاں و سید بند علی و سید غلام حسین انکے دو پسر سید شہاب الدین و سید صدر الدین ہمہ لاولد و سید صادق علی انکے پسر سید قاسم علی لاولد و سلطان علی انکے تین پسر سید محمد علی لاولد و سید احمد علی موجود و سید باقی میاں انکے چار پسر سید گیسا میاں و سیدہ باقر علی و سید مراد علی و سید سید میاں موجود پیرانہ و سید مراد علی بن

حمدو میاں انکے دو پسر سید سید علی وسید ہاشم علی انکے پسر سید دوسا میاں انکے دو پسر حسو میاں وسید میرو میاں انکے دو پسر سید پیر شاہ وسید محمد شاہ موجود پیرانہ وسید سید علی انکے تین پسر سید شاہ چھتا وسید میر صاحب لاولد وسید نجف علی انکے چار پسر سید درویش علی وسید امیر علی سید بند علی وسید مراد علی انکے دو پسر سید گوہر علی وسید عباس میاں ہمہ موجود پیرانہ سید بند علی انکے دو پسر سید پونچا میاں ومراد علی وسید امیر علی انکے دو پسر سید سید میاں وسید بڑا میاں انکے پسر سید جعفر علی موجود پیرانہ ۰

سید مصطفےٰ شاہ ابن سید نور الدین محمد انکے پسر سید نور محمد ثانی انکے دو پسر سید قاسم علی لاولد وسید فتح اللہ شاہ انکے پسر تین سید فرض اللہ شاہ وسید پیر دولن شاہ وسید درویش علی انکے پسر سید عالم شاہ انکے دو پسر سید ٹھٹھے شاہ لاولد وسید اچھے شاہ انکے پسر سید سید محمد انکے دو پسر سید سید میاں وسید بڈا میاں انکے پسر سید اچھا میاں انکے دو پسر سید درویش علی وسید سید ننھا میاں انکے دو پسر سید فدا علی وسید محمد شاہ لاولد سید درویش علی انکی پسر سید حیدر علی انکے دو پسر سید نجف علی وسید احمد علی موجود پیرانہ ضلع احمد آباد گجرات وسید میاں انکے تین پسر سید امام علی لاولد وسید حیدر علی وسید امیر میاں انکے پسر سید احمد علی انکے پسر سید علی میاں انکے چار پسر سید بند علی وسید عابد علی وسید حافظ علی وسید صادق علی ہمہ موجود شہر پٹلاگ سید حیدر علی انکے دو پسر سید حادث علی وسید بڑے میاں انکے دو پسر سید قاسم علی وسید حسین میاں انکے پسر سید پیر میاں موجود پٹلاگ سید قاسم علی انکے دو پسر سید فدا وسید نذر علی موجود پٹلاگ وسید سعادت علی انکے پسر سید مہر علی انکے چار پسر سید ذوالفقار علی وسید باور علی وسید سکندر علی وسید انور علی موجود بمقام پٹلاگ ضلع بڑودہ ۰

وسید دولن شاہ ابن سید فتح اللہ شاہ انکے تین پسر سید نور شاہ سید سید میاں وسید نظام الدین انکے پسر سید امام شاہ انکے پسر سید مصطفےٰ شاہ انکے پسر سید سید علی انکے پسر سید باپو میاں انکے شش پسر سید ننھان میاں لاولد وسید باوا صاحب وسید پیر صاحب وسید حسین میاں وسید میاں صاحب انکے تین پسر سید علی اکبر وسید احمد حسین وسید علی میاں انکے تین پسر سید باپو میاں وسید ابراہیم وسید اصغر علی ہمہ موجود پٹلاگ وسید احمد حسین انکے دو پسر سید بڈو میاں وسید باقر علی موجود پٹلاگ وسید میاں صاحب انکے دو پسر سید نذر علی وسید امیر میاں انکے پسر سید سو میاں موجود پٹلاگ سید نذر علی انکے دو پسر سید قاسم علی وسید جعفر علی موجود پٹلاگ وسید حسین میاں انکے دو پسر سید مہر علی و سید بڑا میاں انکے دو پسر سید محمد شاہ وسید عباس موجود پٹلاگ وسید نور علی انکے پسر سید باپو میاں موجود پٹلاگ ضلع بڑودہ وسید پیر صاحب انکے تین پسر سید مراد علی وسید چھوٹے شاہ صاحب وسید احمد صاحب انکے پسر سید عبد اللہ میاں ہمہ موجود پٹلاگ سید باوا صاحب انکے دو پسر سید پیر صاحب وسید میراں صاحب انکے تین پسر سید سید محمد وسید نور علی وسید احمد میاں ہمہ موجود پٹلاگ وسید پیر صاحب انکے پانچ پسر سید قاسم علی وسید غلام علی وسید سید علی وسید نجم الدین وسید حسو میاں ہمہ موجود پٹلاگ ضلع بڑودہ ۰

سید سید میاں ابن سید پیر دولن شاہ انکے پسر سید گل عالم انکے دو پسر سید بڑا میاں وسید [illegible] عالم انکے پسر سید باپو میاں

انکے چار پسر سید باوا میاں لاولد و سید میر عالم و سید فضل علی و سید جو علی انکے دو پسر سید میاں و سید امیر میاں و سید حسین موجود سید میر عالم انکے پسر سید میر حسین موجود و سید فضل علی انکے پسر سید درویش علی موجود بمقام بیرانہ و سید بڑا میاں انکے پسر سید دادا میاں انکے سید میاں انکے دو پسر سید علی و سید حسن علی انکے پسر سید فتح علی ہمہ موجود بیرانہ سید نور شاہ ابن سید نور شاہ ابن سید پیر دولن شاہ انکے پسر سید مرتضی انکے دو پسر سید غلام نبی و سید امیر حسین انکے پسر سید پیر صاحب انکے دو پسر سید بند علی و سید فتح علی انکے پانچ پسر سید مرتضی و سید درویش علی سید میر حسین انکے پسر سید باوا صاحب و سید تابش علی انکے پسر سید عباس علی موجود و سید باوا صاحب انکے پسر سید غیاث الدین موجود و سید حسین انکے پسر سید بخش علی ہمہ موجود بیرانہ سید بند علی انکے چار پسر سید احمد علی و سید حسین میاں و سید قاسم علی و سید سید میاں انکے پسر سید سکندر علی ہمہ موجود قصبہ بیرانہ ڈاکخانہ نگر متا ضلع احمد آباد ملک دکن گجرات +

سید سعید الدین محمد ملقب سید خان ابن سید نور الدین محمد ابن سید امام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی سید سعید الدین سید خان انکے پسر سید محمد صالح انکے پسر محمد ہاشم انکے دو پسر سید دیوان محمد شاہ و سید قاسم شاہ انکے پسر سید دیوان جی انکے پسر سید بالا محمد شاہ لاولد روضہ پیرانہ و سید دیوان محمد شاہ انکے چار پسر سید احمد شاہ لاولد سید کبیر شاہ صالح و سید میران میاں لاولد و سید محمد باقر شاہ و سید شاہ جی میاں انکے سید بالا محمد شاہ روضہ جمنا پیر انکے پسر سید محمد فاضل و سید انکے پسر سید شریف شاہ پسر سید بدر الدین بڑا میاں انکے پسر سید باقر علی روضہ پیرانہ لاولد سید محمد باقر شاہ انکے تین پسر سید زین العابدین جانی میاں ہاشم علی و سید صالح محمد انکے پسر سید بدر الدین انکے پسر حسین میاں انکے پسر سید محمد میاں انکے پسر سید جعفر علی انکے پسر سید حسین میاں انکے تین پسر سید محمد میاں و سید نور علی و سید شاہ میاں و سید بڑے میاں انکے پسر سید مصطفی میاں موجود و سید نور علیشاہ میاں انکے تین پسر سید باقر علی و سید ذو الفقار علی و سید شرف علی و سید شرف علی ہر سہ موجود شہر احمد آباد و سید محمد میاں انکے سات پسر سید مکھو میاں و سید احمد علی و سید میر صاحب و سید فیاض علی و سید احسان علی و سید امام علی و سید جعفر علی انکے تین پسر سید قمر علی و سید ابراہیم علی و سید شریف میاں موجود شہر احمد آباد دکھن سید امام علی انکے تین پسر سید سرفراز علی و سید باقر علی و سید قاسم علی ہر سہ موجود بمقام رستم پور پالی و سید ہاشم علی ابن سید محمد باقر شاہ انکے دو پسر سید غلام محمد صاحب لاولد و سید علی کبیر انکے پسر سید علی صغیر انکے پسر سید ہاشم شاہ انکے پسر سید پیاری شاہ صاحب انکے پسر سید بابو میاں انکے دو پسر ہاشم علی و سید حسن علی انکے دو پسر سید امیر میاں و سید بابو میاں موجود و سید ہاشم علی انکے دو پسر سید پیاری صاحب و سید صدر الدین انکے پسر سید علی صغیر موجود سید پیارے صاحب انکے پسر سید سجاد حسین موجود شہر نوساری ضلع صورت و سید زین العابدین جانی میاں انکے دو پسر سید شاہ محمد مہدی لاولد و سید امام الدین شاہ انکے پسر سید شاہ جی میاں انکے چار پسر پیارے صاحب و سید امام الدین و سید خیراتی میاں و سید جان صاحب انکے پسر سید سکندر علی لاولد و سید خیراتی میاں انکے پسر سید افضال علی لاولد و سید پیارے پیارے صاحب انکے! سید باقر علی انکے پسر سید واجب علی انکے پسر سید سلطان علی ہمہ موجود بہادر پور و سید امام الدین انکے

پسر سید شہاب الدین انکے دو پسر سید عابد علی و سید ذوالغفار علی انکے دو پسر شاہ علی و سید محمود علی موجود بہادر پور سید عابد علی انکے پانچ پسر سید اصغر علی حاجی باوا و اکبر علی سید مہدی علی و سید زیارت علی و سید اشرف علی انکے پسر سید غلام محمد ہمہ موجود بمقام بہادر پور درگاہ پیر محمد شاہ والا ملک خاندیس ضلع برہان پور دکن ◆

سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی کے ایک فرزند سید حسن کبیر الدین کفر شکن کی نسل کے بارہ گل لکھے گئے ہیں اور سید اولیا علی گل اول کی نسل کے بارہ برگ تھے وہ بھی لکھے گئے اور انکے حالات کرامات وخوارق عادات نہیں لکھے باعث طول حالانکہ اب اولاد پیر صدر الدین کے برادران حقیقی کے یہ فقیر عرض ذیل میں کرتا ہے اول اپنا نسب تاریخ تولد اسکا شاہ المعروف شجاع الملک روز شنبہ وقت صبح صادق ماہ بھادوں سنہ ۱۹۱۰ء بکرمی اس فقیر حقیر بیچارہ کی اولاد نرینہ نہیں ہے دختری اولاد موجود ہے میرا نواسہ سید شجاع الشبیر موجود ہے سبحانہ تعالیٰ اسکے سلامت رکھے اسکی تاریخ ولادت روز چہار شنبہ بارہ بجے ہونگے ۲۵ ماہ رمضان سنہ ۱۳۳۳ ہجری دوسرا نواسہ سید شجاع الشبیر روز دوشنبہ ماہ رجب سنہ ۱۳۳۵ ہجری میں تولد ہوا رضا الٰہی کہ ششماہ فوت ہوا سلسلہ نسب شجاع الملک اسکا ابن سید جماعت علی مدفون سنبل سکول ابن سید سبز علی مدفون دین پناہ ابن سید سلطان علی مدفون کوٹلی ابن سید غلام علی مدفون نگری پڑول ابن سید اشرف علی مدفون نگری ابن سید ولایت علی مدفون پیر انگر ابن سید فتح محمد مدفون جموں شہر روضہ ہے ابن سید نور علی شاہ مدفون بمقام رڑی ضلع حیدر آباد سندھ اکار روضہ ہے ابن سید سلطان آدم مدفون در روضہ سید محمد نوربخش ثانی بمقام جموں ابن سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا مدفون بمقام سمانی ضلع ریاسی ابن سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ مدفون شہر جموں ریاست کشمیر در روضہ انور خود ان حضرات نے کشمیر میں طریقہ شیعہ نوربخشیہ کو تقویت دی تھی ابن سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھہ مدفون جموں در روضہ خود ابن سید اولیا علی مدفون شہر آگرہ قریب چوڑی مسجد ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ شریف ابن سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی سبزواری مدفون بمقام ترنڈ آگرگیراں ضلع بہاولپور ابن سید شہاب الدین سبزواری مدفون مقام تم تھول متصل چھاونی ایبٹ آباد ضلع ہزارہ ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری مدفون در قلعہ لاہور ابن سید جناب سید السادات عالی درجات قاتل الکفار والمشرکین سید شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتان در روضہ انور خود ولی آل محمد ابن سید صلاح الدین محمد نوربخش رائج طریقہ اثنا عشریہ صوفیہ نوربخشیہ مدفون بمقام بالا سار درہ ماواپ کنارہ دریائے روغنی ملک خراساں ابن سید علی اسلام الدین مدفون شہر سبزوار ابن سید عبد المومن بادشاہ افریقہ مراکو مدفون مراکو ابن سید علی خالد الدین مدفون سبزوار ابن سید محمد محب الدین غزنی سبزواری ابن سید سید السادات عالی درجات امیر الامرا سید الشہدا الشمشیر زن کافر شکن خاصگاں حضرت باری سید محمود سبزواری مدفون لاہوری نیلا گنبد متصل انار کلی ابن سید محمد معصوم مدفون سبزوار ابن سید ہاشم علی مدفون سبزوار ابن سید احمد ہادی مدفون سبزوار ابن سید منتظر باللہ مدفون مصر در شہر قاہرہ ابن سید عبد المجید مدفون یمن ابن سید غالب الدین مدفون یمن ابن سید محمد منصور خاقانی مدفون محمد آباد شہر ملک فارس طبرستان ابن سید اسماعیل ثانی ملقب امام الدین مدفون محمد آباد ابن سید محمد عریضی مدفون محمد آباد جو انکے نام سے منسوب ہے ابن سید اسماعیل عرج اکبر مدفون مدینہ جنت البقیہ

ابن حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام مدفون مدینہ ابن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مدفون مدینہ منورہ ابن حضرت علی زین العابدین علیہ السلام مدفون مدینہ شریف ابن حضرت امام حسین سید الشہدا علیہ السلام مدفون کربلا معلی ملک عراق ابن حضرت علی علیہ السلام مدفون نجف اشرف ۰

ولی آل محمد صلعم حضرت سید شاہ شمس الدین سبزواری نیز تبریزی النوربخشی

سید پیر شمس الدین تبریز آنحضرت کے دو فرزند تھے

سید نصیر الدین محمد سبزواری

انکے دو پسر

سید کمال الدین سبزواری انکے پانچ پسر تھے انکی اولاد کے جو بزرگ ہیں انکا شجرہ نسب و تاریخ تولد رحلت و جائے مدفون یہ فقیر اوپر لکھ چکا ہے انکے پانچ فرزندوں تین صاحب اولاد ہیں اور دو لاولد ہیں ۰

و سید شہاب الدین سبزواری انکے ہفت پسر ہیں چہار صاحب اولاد و تین لاولد انکے اسما فرزنداں درج ذیل ہیں ۰

چار فرع ہیں

سید علاء الدین احمد شکر یار زندہ پیر انکے پسر سید شمس الدین ثانی انکی نسل موقعہ پر درج ہوگی ۔

سید پیر حاجی و صدر الدین محمود ثانی سبزواری فرزند کلاں سید شہاب الدین سبزواری

فرع اول پیر صدر الدین

انکی اولاد کی تاریخ تولد وفات وجائے مدفون اوپر قلمبند کیا گیا اب آپکے برادران حقیقی کی اولاد کا شجرہ نسب درج ذیل ہوتا ہے اسمائے انکے یہ ہیں

سید رکن الدین و سید بدر الدین و سید شمس الدین

## فرع دوئم

## سلسلہ نسب سادات خاندان شمسی سبزواری موضع سید انوالی وغیرہ مشمولہ ملتان شریف

سید رکن الدین ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی سید رکن الدین اونکے تین پسر سید راسخ الدین و سید عباس علی و سید شمس الدین انکے پسر سید بہاء الدین انکے پسر سید زید علی انکے پسر سید قدم علی انکے پسر محمد بھیک انکے پسر سید شرف علی انکے پسر سید محمد اشرف حسینی انکے پسر سید محمد ضیا انکی اولاد و برادری کے سادات بمقام ریاست لہڑی اسٹیشن بیل پٹ کے مقابل ضلع سیوی میں آباد ہیں اور سید پیر شمس الدین و سید عباس علی و سید راسخ الدین یہ سہ بزرگواروں کے روضہ انور دو عدد بمقام بارکھان میں موجود ہیں سید عباس علی ابن سید رکن الدین انکے پسر سید اطہر علی انکے پسر سید عباس علی انکے پسر سید علاء الدین انکے پسر سید حسین شاہ بالا انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید مراد علی شاہ انکے پسر سید سلیم شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید

احمد شاہ انکے دو پسر سید مخدوم شاہ و سید مہدی شاہ انکے تین پسر سید حسن شاہ و سید قائم شاہ لاولد و سید فتح شاہ انکے پسر سید اکرم شاہ انکے تین پسر سید مراد شاہ و سید محکم شاہ و سید احمد شاہ ہر سہ موجود کوٹ بھائی خاں ضلع شاہ پور ٭

و سید مخدوم شاہ انکے پسر سید آدم علی انکے دو پسر سید لعل شاہ و سید جلال شاہ انکے دو پسر سید جمال شاہ انکے دو پسر سید جمال شاہ و سید کمال شاہ موجود مقام ولیل نگر ڈاکخانہ مراد گیم ضلع اٹاوا ہندوستان و سید لعل شاہ انکے دو پسر سید بھولن شاہ سید بڈھن شاہ موجود مقام مینگا ضلع شاہ پور ٭

سید محمد شاہ ابن سید محکم شاہ بالا انکے چار پسر سید صمد شاہ و سید بہادر شاہ لاولد و سید خیر علی شاہ و سید فتح شاہ انکے پسر سید کرم شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید جلال شاہ موجود بمقام منڈاہر و سید خیر علی شاہ انکے دو پسر سید حق شاہ لاولد و سید شاہ نواز انکے دو پسر سید فضل شاہ و سید قائم شاہ انکے دو پسر سید لعل شاہ و سید فرمان شاہ موجود بمقام منڈاہر سید فضل شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید عباس حسن ہمہ موجود بمقام منڈاہر ڈاکخانہ احمد آباد تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم ٭

سید راسخ الدین انکے پسر سید محمد صالح انکے پسر سید طالب شاہ انکے چار پسر سید سردار شاہ و سید داؤد شاہ و سید مراد شاہ ٭ و سید خضر شاہ سید سردار شاہ انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید شاہ محمد انکے دو پسر سید مہتاب شاہ لاولد و سید اصغر علی انکے شش پسر دسندی شاہ روشن شاہ و شیر علی و درویش علی و نگاہی شاہ ہمہ لاولد و بہادر علی انکے دو پسر سید عنایت علی و رحمن شاہ انکے پسر سید حسن علی انکے پسر سید نتھے شاہ انکے دو پسر سید حاکم شاہ و محمد حسین موجود و سید عنایت علی انکے دو پسر سید حسین شاہ و سید گلاب شاہ انکے پسر سید مہر علی شاہ انکے تین پسر کریم شاہ و عظیم شاہ و فتح شاہ و سید حاکم شاہ ہر چہار لاولد و سید بڈھے شاہ و سید پیر شاہ انکے دو پسر چراغ علی و عالم شاہ موجود و بڈھے شاہ انکے تین پسر سید واحد علی و گلاب علی و دسندی شاہ ہمہ موجود و سید راسخ الدین ابن سید رکن الدین مذکورہ بالا سید راسخ الدین انکے پسر سید طلب شاہ انکے تین پسر سید داؤد و سید مراد شاہ و سید خضر شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید غریب شاہ انکے پسر سید شیر علی انکے پسر سید فتح شاہ انکے پسر سید رحم شاہ انکے پسر سید غلام علی انکے دو پسر سید مراد شاہ و سید دوست علی انکے پسر سید نورنگ شاہ انکے تین پسر سید ملتان شاہ لاولد و سید دیدار علی و سید ثابت علی انکے پسر سید مہدی شاہ لاولد و سید دیدار علی انکے دو پسر سید شیر علی لاولد و سید علی میاں انکے پسر سید خورشید علی لاولد ظفروال و سید مراد شاہ انکے چار پسر سید جلال شاہ و سید مظہر علی و سید حسین علی و سید ثابت علی انکے پسر سید بڈھن شاہ لاولد و سید حسین علی انکے پسر سید لوٹے شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ لاولد گگیال و سید مظہر علی انکے دو پسر سید قاسم علی و سید احمد شاہ موجود گگیال و سید جلال شاہ انکے دو پسر سید ناظر شاہ و سید ناصر شاہ موجود گگیال پرگنہ ظفروال ضلع سیالکوٹ ٭

و سید مراد شاہ ابن سید طلب علی شاہ ابن سید راسخ الدین محمد صالح ابن سید رکن الدین ابن سید شہاب الدین سبزواری سید مراد شاہ انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید شاہ محمد انکے تین پسر سید گل محمد و سید اسلام شاہ و سید عالم شاہ ہمہ موجود و سید حسین شاہ انکے تین پسر سید لوٹے شاہ و سید گوہر شاہ و سید سچے شاہ

انکے پسر سید مہتاب شاہ انکے تین پسر سید صاحب شاہ و سید محمد علی و سید سید علی انکے پسر سید قطب شاہ انکے پسر سید مہدی شاہ انکے سید کالو شاہ انکے دو پسر سید قائم علی و سید سبز علی موجود سیدانوالی و سید محمد علی انکے پسر سید فخر علی انکے پسر سید دختر علی انکے دو پسر سید حسن علی و سید حسین علی انکے پسر سید غالب شاہ انکے پسر دسندی شاہ طالب حسین موجود و سید حسن علی انکے پسر سید روشن علی انکے دو پسر سید قائم علی و سید محمد شاہ موجود سیدانوالی و سید صاحب شاہ انکے چار پسر سید کرم علی و سید شاہ سوار و سید امیر علی و سید لشکر علی انکے پسر سید غلام علی انکے پسر سید ثابت علی انکے پسر سید سید علی لاولد و سید امیر علی انکے پسر سید نواب علی انکے پسر سید گدا علی انکے چار پسر سید مظہر علی و سید عالم شاہ و سید عوض علی و سید سبز علی انکے چار پسر سید برکت علی و سید غلام علی و سید دیوان علی و سید حسین شاہ ہمہ موجود سیدانوالی و سید عوض علی انکے پسر سید حامد علی شاہ موجود سیدانوالی — سید کرم علی انکے پسر سید جعفر شاہ انکے دو پسر سید صوبے شاہ و سید فتح شاہ انکے تین پسر سید ولایت شاہ و سید حاجی شاہ و سید اسد علی انکے پسر سید امام علی موجود سیدانوالی و سید صوبے شاہ انکے پسر سید احمد شاہ انکے دو پسر سید برکت علی انکے پسر سید بڈھے شاہ انکے پسر سید نور علی موجود سیدانوالی و سید برکت علی انکے پسر سید کرم شاہ موجود سیدانوالی و سید شاہ سوار بن صاحب شاہ انکے پسر سید عدالت شاہ انکے پسر سید یارت شاہ انکے ۳ پسر سید ملک شاہ و سید حیدر شاہ و سید الف شاہ ہمہ موجود سیدانوالی و سید اسلام شاہ ابن سید شاہ انکے پسر سید برہان شاہ انکے پسر سید اصغر علی انکے پانچ پسر سید دسندی شاہ و سید وارث شاہ علی لاولد و سید روشن شاہ انکے پسر سید رغلئے شاہ لاولد و سید بہادر شاہ و سید درگاہی شاہ انکے پسر سید رطب علی انکے پسر دو سید ملتان شاہ و سید جیوے شاہ انکے پسر سید صادق شاہ لاولد و سید امیر علی ولد ملتان شاہ سید ملتان شاہ انکے پسر سید امیر علی انکے دو پسر سید رستم علی و سید غضنفر علی شاہ لاولد و سید دسندی شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ انکے پسر سید پیر علی انکے پسر سید زیارت شاہ انکے پسر سید علیم شاہ لاولد و سید بہادر شاہ انکے دو پسر سید راجن شاہ لاولد و سید نجیت علی انکے تین پسر سید حسن علی لاولد و سید حسین علی لاولد و سید گلاب شاہ انکے پسر سید مہر علی انکے تین پسر سید عظیم شاہ و سید کریم شاہ و سید فتح علی ہمہ موجود۔ سید فتح علی ہمہ موجود بمقام ارکی و سید حسین علی انکے تین پسر سید پیر شاہ لاولد و سید کھسیٹے شاہ و سید بڈھے شاہ انکے تین پسر سید گدا علی و سید واحد علی و سید دسندی شاہ ہمہ موجود ارکی و سید کھسیٹے شاہ انکے تین پسر سید شیر شاہ و سید محمد شاہ و سید [illegible] شاہ انکے پسر سید نادر حسین موجود و سید محمد شاہ انکے پسر سید فضل حسین موجود بمقام ارکی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ — سید گل محمد ابن سید شاہ محمد مذکورہ بالا انکے دو پسر سید عظمت شاہ و سید امیر شاہ انکے پسر سید لطیف شاہ انکے پسر سید نتھے شاہ انکے تین پسر سید تراب شاہ و سید بلند شاہ و سید رجب علی انکے تین پسر سید امام شاہ و سید عظمت شاہ لاولد و سید بلند شاہ انکے چار پسر سید بہادر شاہ و سید نواب شاہ لاولد سید گلاب شاہ و سید بدر شاہ انکے دو پسر سید رمضان شاہ و سید حیات شاہ موجود سیدانوالی و سید دولت شاہ انکے دو پسر سید کوڈی شاہ لاولد و سید عنایت شاہ انکے تین پسر سید ثابت علی لاولد و سید نظر علی و سید مبارک شاہ انکے پسر سید حاجی شاہ موجود سیدانوالی و سید نظر علی انکے چار پسر سید حاکم شاہ و سید ہاشم شاہ

وسید علی شاہ وسید حسین شاہ انکے دو پسر سید شاہ سوار وسید رحمت علی موجود سید انوالی وسید علی شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ وسید الطاف حسین موجود سید انوالی وسید تراب شاہ ابن سید ننھے شاہ انکے پسر سید سکندر شاہ انکے تین پسر سید مُلّاں شاہ وسید بشارت علی وسید نور علی وسید نور علی انکے ہفت پسر سید نیاز علی وسید شاہ وسید دیوان شاہ وسید کرم حسین وسید فرمان شاہ وسید رمضان شاہ وسید فتح علی ہمہ موجود سید یوالی وسید بشارت علی انکے پسر سید ہاشم علی انکے دو پسر سید کریم شاہ وسید عظیم شاہ موجود سید انوالی وسید ملاں شاہ انکے پسر سید فرزند علی انکے دو پسر سید رحمت علی وسید شاہ سوار موجود سید یوالی وسید عظمت شاہ ابن سید گل محمد انکے پسر سید شرف علی انکے پسر عظمت شاہ انکے پسر برہاں شاہ انکے پسر امیر شاہ انکے پسر اشرف علی سید قمر علی انکے پسر سید شجاعت علی انکے پانچ پسر سید بوٹے شاہ وسید باقر شاہ وسید منیر شاہ وسید اکبر شاہ وسید غلام حیدر انکے پسر سید حسین شاہ انکے پسر سید لطف شاہ موجود شیر جھنگ سیال وسید اکبر شاہ انکے تین پسر سید نیاز علی وسید سوہنے شاہ وسید لعل شاہ انکے دو پسر سید دسندی شاہ وسید شرف علی ہمہ موجود سید یوالی وسید منیر شاہ انکے پسر سید کبیر شاہ انکے تین پسر سید سرخ شاہ وسید محمد شاہ وسید شاہ دین علی ہمہ موجود سید یوالی وسید باقر شاہ انکے پسر دو سید مستان شاہ لاولد وسید بوٹے شاہ انکے پسر سید رمضان شاہ انکے پسر سید فدا حسین موجود سید یوالی +

سید داؤد شاہ ابن سید طلب علی شاہ محمد صالح ابن سید راسخ الدین ابن سید رکن الدین ابن سید شہاب الدین سبزواری سید داؤد انکے تین پسر سید ملوک شاہ وسید حسن علی وسید مُلّاں شاہ انکے پسر سید قلندر شاہ انکے پسر سید باقر شاہ انکے پسر سید جعفر شاہ انکے پسر سید محمد امین انکے پسر سید محمد سعید شاہ انکے پسر سید فرزند علی انکے پسر سید فیض علی انکے چار پسر سید دولت شاہ لاولد وسید شجاعت علی وسید احمد شاہ وسید حبیبے شاہ انکے دو پسر سید شاہ علی وسید شاہ فقیر انکے پسر سید حسن شاہ موجود بہلول پور وسید شاہ علی انکے تین پسر سید الف شاہ لاولد وسید برکت علی موجود بہلول پور سید احمد شاہ انکے تین پسر سید امیر شاہ وسید عظیم شاہ وسید اکبر شاہ انکے دو پسر سید حاجی شاہ وسید قائم علی موجود موضع روپوالی سید قائم علی انکے دو پسر سید محمد علی وسید سردار شاہ موجود روپوالی وسید حاجی شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ وسید علی شاہ موجود روپوالی وسید عظیم شاہ انکے تین پسر سید صادق علی وسید غلام علی وسید گوہر شاہ ہمہ موجود سید امیر شاہ انکے دو پسر قائم علی سید ہاشم علی انکے پسر سید عباس علی موجود گگیان +

وسید شجاعت علی انکے پانچ پسر سید حسین شاہ علی وسید محمد علی وسید قمر علی وسید ثابت علی وسید ہاشم علی انکے چار پسر سید محمد شاہ سید غلام علی لاولد وسید امام علی موجود بہلول پور وسید ثابت علی انکے پسر سید علی شاہ موجود بہلول پور وسید قمر علی انکے پسر سید سردار شاہ موجود بہلول پور وسید محمد علی انکے دو پسر سید امام شاہ وسید مہر شاہ موجود گگسال وسید حسین علی انکے دو پسر سید نواب شاہ برکت علی ہمہ موجود بہلول پور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ وسید حسن علی ابن سید داؤد شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید محسن شاہ انکے پسر سید خیر علی انکے پسر سید روشن علی انکے پسر سید مراد علی انکے پسر سید محمد علی انکے پسر سید امام شاہ انکے تین پسر سید مہر شاہ وسید

سلطان شاہ و سید ملتان شاہ انکے تین پسر سید مست علی و سید تیغ علی و سید ملوک شاہ انکے پسر سید زینت علی موجود سید انوالی سید تیغ علی انکے پسر سید غلام علی موجود و سید مست علی انکے دو پسر سید حاجی شاہ و سید دسندی شاہ موجود و سید سلطان شاہ انکے دو پسر سید اصغر علی و سید لاولد، سید مظہر علی و سید انکے پسر غلام حیدر موجود ہمہ سید انوالی و سید گدا علی بن سید سلطان شاہ انکے چار پسر سید ضامن علی و سید خورشید علی و سید نواب شاہ و سید سردار شاہ ہمہ موجود سید انوالی و سید مہر شاہ انکے دو پسر سید جماعت علی و سید رمضان شاہ موجود سید انوالی +

و سید ملوک شاہ ابن سید داؤد شاہ ابن سید طالب علی شاہ محمد صالح ابن راسخ الدین سید ملوک شاہ انکے دو پسر سید قادر شاہ و سید ابراہیم شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید فقیر علی انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید فتح علی شاہ انکے پسر سید نگاہی شاہ پسر سید کھسیٹے شاہ انکے پانچ پسر سید گوہر شاہ و سید مہر شاہ سید مہر شاہ و سید مراد علی و سید پیر شاہ انکے دو پسر سید ساون شاہ لاولد و سید ہاشم علی انکے دو پسر سید دسندی شاہ و سید فقیر شاہ موجود سید انوالی و سید مراد علی انکے پسر سید جعفر شاہ انکے دو پسر سید چراغ علی لاولد و سید نیاز علی انکے پسر سید لعل شاہ موجود سید انوالی سید مہر شاہ انکے چار پسر سید فیض علی و سید میران شاہ لاولد و سید بلند شاہ و سید نعمت شاہ انکے چار پسر سید پرورش علی و سید شیر شاہ و سید حسن شاہ و سید علم شاہ ہمہ موجود سید انوالی و سید بلند شاہ انکے چار پسر سید گامی شاہ انکے پسر سید جلال شاہ موجود سید بوٹے شاہ و سید سردار شاہ و سید مظہر علی انکے پسر سید جلال شاہ موجود سید سردار شاہ انکے پسر سید خیرات علی موجود و سید بوٹے شاہ انکے انکے پسر سید جعفر علی ہمہ موجود سید انوالی و سید مہر شاہ انکے تین پسر سید گلاب شاہ لاولد و سید سوہنے شاہ و سید کپور شاہ انکے تین پسر سید امیر شاہ و سید ولی شاہ و سید رمضان شاہ ہمہ موجود و سید سوہنے شاہ انکے چار پسر سید دیوان شاہ سوہنے شاہ انکے تین پسر دیوان شاہ مہر شاہ دسندی شاہ انکے تین قاسم شاہ ہاشم علی رسول شاہ ہمہ موجود سید انوالی و سید گوہر شاہ انکے چار پسر سید فضل شاہ لاولد و سید حسن علی و سید نوری شاہ سید بارے شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ ۔

انکے پسر حیدر شاہ موجود مہدی شاہ انکے دو پسر سید دسندی شاہ و سید سوہنے شاہ انکے پسر سید علی شاہ موجود سید دسندی شاہ انکے پسر سید علی حسین موجود و سید حسن علی انکے دو پسر سید فقیر شاہ و سید قالو شاہ انکے پسر سید احمد شاہ موجود سید فقیر شاہ انکے تین پسر سید چمن شاہ و سید رمضان شاہ و سید عیش شاہ ہمہ موجود سید انوالی و سید قادر شاہ ابن سید ملوک شاہ بالا انکے دو پسر سید لطف علی و سید عادن شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ انکے پسر سید صفدر شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے [illegible] شاہ انکے تین پسر سید چراغ علی و سید سید علی و سید اشرف علی انکے چار پسر سید معصوم شاہ و سید شاہ دریا و سید پرورش علی و [illegible] ہر علی لاولد و سید سید علی انکے پسر سید دیدار علی انکے پسر سید جیوے شاہ انکے تین پسر سید گلاب شاہ و سید سکندر شاہ لاولد سید غلام نبی انکے پسر سید تیغ علی موجود سید انوالی و سید چراغ علی انکے پسر سید دیوان شاہ انکے دو پسر قدرت علی و سید گوہر شاہ انکے پسر سید الٰہی علی انکے پسر سید عالم شاہ موجود و سید قدرت علی انکے دو پسر سید بلند شاہ و سید بوٹے شاہ انکے پسر سید قالو شاہ موجود سید بلند شاہ انکے تین پسر سید برکت علی و ناصر شاہ و سید حاجی شاہ ہمہ موجود سید انوالی و سید لطف شاہ ابن سید قادر شاہ انکے پسر سید بنے شاہ انکے پسر سید غلام علی شاہ انکے پسر سید

حاکم شاہ لنکے پسر سید علی شاہ لنکے دو پسر سید شفاعت علی و سید برات علی انکے دو پسر سید انور علی و سید جنگی شاہ انکے دو پسر سید ہاشم علی و سید رستم علی لنکے تین پسر سید دسندی شاہ و سید حیدر شاہ و سید شمشیر علی ہمہ موجود سید انوالی و سید ہاشم علی انکے تین پسر سید بالے شاہ و سید بڈھے شاہ و سید مانگ شاہ ہمہ موجود سید انوالی و سید مظفر علی انکے تین پسر سید سکھے شاہ و سید مختار شاہ لاولد و سید محب شاہ لنکے دو پسر سید احمد شاہ و سید کاظم علی انکے دو پسر سید نتھے شاہ و سید مہنگے شاہ موجود و سید احمد شاہ لنکے دو پسر سید وارث علی و سید عجائب علی موجود سید انوالی و سید شفاعت علی ابن سید علی شاہ انکے تین پسر سید منیر شاہ و سید گلاب شاہ و حسین شاہ و سید بوٹے شاہ لنکے دو پسر سید تیغ علی و سید خادم علی انکے تین پسر سید کرم شاہ و سید جماعت علی و سید ماہی شاہ ہمہ موجود سید انوالی و سید تیغ علی انکے تین پسر سید غلام علی و سید حیدر شاہ و سید مکھن شاہ ہمہ موجود سید انوالی و سید گلاب شاہ انکے چار پسر فتح شاہ و سید عالم شاہ و سید ولایت شاہ و سید نور علی لنکے پسر خادم حسین موجود سید انوالی سید ولایت شاہ لنکے دو پسر سید دلاور حسین و سید جیوان شاہ موجود و سید منیر شاہ انکے چار پسر سید خیر شاہ و سید ثابت علی و سید دسندی شاہ و سید روشن علی لنکے پسر سید منظور حسین موجود و سید دسندی شاہ انکے پسر سید نظر حسین ہمہ موجود سید انوالی پرگنہ ظفروال ضلع سیالکوٹ پنجاب +

## سلسلہ نسب سادات خاندان شمسیہ عالیہ سبزواری موضع افضل شاہ پرگنہ دھنوٹ ضلع ملتان

سید بدر الدین شاہ ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی بدر الدین سبزواری لنکے پسر سید شاہ زیر الدین لنکے پسر سید شاہ فیروز الدین و سید ظہیر الدین دولاولد و سید ظفیر الدین انکے پسر سید شاہ فتح الدین انکے دو پسر سید بہلول شاہ و سید زین العابدین انکے دو پسر سید نور محمد و سید یار محمد انکے پسر سید لشکر علی انکے پسر سید حیدر علی انکے پسر سید قمر علی انکے پسر سید محمد نعمان انکے پسر سید گل محمد انکے تین پسر سید بورے شاہ و سید چھجو شاہ دولاولد و سید ولی شاہ لنکے پسر سید شیر شاہ انکے دو پسر سید حامد علی و سید احمد علی انکے پسر سید خیرے شاہ انکے پسر سید نتھو شاہ انکے پسر سید طالب حسین لاولد و سید حامد علی انکے پسر سید شاہ سوار انکے پسر سید جیون شاہ انکے پانچ سید عنایت علی و سید حسین شاہ و سید لعل شاہ و سید غلام حسین و سید مہر شاہ انکے پسر سید عاشق حسین ہمہ موجود موضع تغل شاہ و سید نور محمد ابن سید زین العابدین انکے پسر سید محب شاہ انکے پسر سید محمد شاہ لنکے پسر سید بر علی شاہ لنکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید محب شاہ انکے پسر سید حافظ علی انکے پسر سید ولایت شاہ انکے دو پسر سید گوہر شاہ لاولد و سید نہر شاہ انکے تین پسر سید غلام علی و سید مراد علی دولاولد و سید سلطان علی لنکے چار پسر سید تیغ علی لاولد و سید جمال شاہ و سید ملتان شاہ لاولد و سید سبحان شاہ سید جمال شاہ انکے پسر سید دسندی شاہ انکے پسر سید امام شاہ لاولد و سید سبحان شاہ انکے پانچ پسر سید نتھے شاہ و سید پیر حسین دولاولد و سید فتح علی و سید چراغ علی و سید حسین شاہ انکے پسر سید تفضل حسین موجود نتھا شاہ و سید چراغ علی انکے پسر اصغر علی موجود و سید فتح علی انکے تین پسر سید فیض علی و سید جعفر حسین و سید مبارک علی موجود بستی تغل شاہ و سید بہلول شاہ ابن سید فتح الدین انکے پانچ پسر سید ناصر علی و سید سردار علی و سید زند علی،

وسید شاہ محمد وسید قاسم علی انکے پسر سید سردار علی انکے پسر سید شبیر علی انکے پسر سید حیدر علی انکے دو پسر سید قادر شاہ لاولد وسید قاسم علی انکے دو پسر سید دولت شاہ لاولد وسید ملوک شاہ انکے دو پسر سید اسد اللہ شاہ لاولد وسید قادر شاہ انکے پسر سید رحمان شاہ انکے تین پسر سید جماعت علی وسید مراد علی دونو لاولد وسید نادر علی انکے پسر دو سید امیر علی لاولد وسید دلی انکے دو پسر سید رحمت علی لاولد وسید سبز علی موجود بستی آفل شاہ وسید شاہ محمد ابن سید بہلول انکے پسر سید فتح شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے تین پسر سید سردار شاہ وسید شیر شاہ لاولد وسید مراد شاہ انکے شش پسر سید برخوردار شاہ وسید بلاول شاہ وسید سلیم شاہ کریم شاہ وسید امام شاہ پانچ لاولد وسید سلطان شاہ انکے تین پسر سید محمد شاہ ولد وسید احمد شاہ وسید رحم شاہ انکے پسر سید سندی شاہ انکے تین پسر سید ننھو شاہ وسید باقر شاہ لاولد وسید کائی شاہ انکے تین پسر سید وارث شاہ لاولد سید دیدار علی وسید دیوان شاہ انکے پسر سید علی شاہ لاولد وسید دیدار علی انکے پسر سید حسین شاہ لاولد ◆

سید نور نگ شاہ ابن سید قاسم علی ابن سید حیدر علی ابن سید شبیر علی ابن سید سردار علی ابن قاسم علی ابن سید بہلول شاہ ابن سید شاہ فتح الدین ◆

سید نور نگ شاہ انکے پسر سید دوست محمد انکے پسر سید غوث محمد انکے دو پسر سید جیون شاہ وسید خواجہ شاہ انکے دو پسر سید ننھے شاہ لاولد وسید برکت علی انکے پسر سید سردار علی گم شدہ ◆

وسید احمد شاہ ابن سید سلطان شاہ ابن سید مراد شاہ ابن سید محمد شاہ ابن سید فتح شاہ ابن سید شاہ محمد ابن سید بہلول شاہ سید احمد شاہ انکے پسر سید مہر علی وسید امیر شاہ وسید محمد شاہ لاولد سید رضا علی انکے دو پسر سید ستار شاہ وسید فیض علی انکے پسر سید محراب شاہ انکے پسر سید امام علی انکے دو پسر سید حرمت علی وسید مہدی شاہ لاولد سید ستار شاہ انکے چار پسر سید جمی شاہ سید صدر شاہ وسید ملتان شاہ ہر سہ لاولد بدلی شاہ انکے چار پسر سید ساون شاہ وسلطان شاہ وسید فرزند علی ہر سہ لاولد وسید ولایت شاہ انکے پسر سید حسین شاہ موجود بستی تغل شاہ وسید زند علی ابن سید بہلول شاہ انکے پسر سید مراد علی انکے پسر سید ناصر علی انکے پسر سید زندہ شاہ انکے دو پسر سید مصطفی شاہ وسید قائم علی انکے دو پسر سید بہادر شاہ وسید مرتضی شاہ انکے تین پسر سید ہدایت شاہ وسید حیات شاہ وسید الت شاہ انکے دو پسر سید امیر شاہ لاولد وسید عظیم شاہ انکے پسر جماعت علی . . . . انکے تین پسر سید نیاز علی وسید اکبر شاہ لاولد وسید شفاعت علی انکے پسر سید شاہ محمد موجود بستی تغلشاہ وسید حیات شاہ انکے پسر سید فرزند علی انکے پانچ پسر سید عجائب شاہ وسید سبحان شاہ وسید دیوان ہر سہ لاولد وسید نواب شاہ پسر سید اکبر علی انکے پسر سید گوہر شاہ انکے دو پسر سید عاشق حسین وسید نظیر حسین موجود موضع لعل شاہ وسید نواب شاہ انکے پسر سید اکبر علی وسید شاہ دین علی انکے پسر سید لطف شاہ لاولد وسید بہادر شاہ ابن سید قائم علی انکے دو پسر سید ننھو شاہ وسید کامل شاہ انکے چار پسر سید مدد علی وسید محب علی شاہ وسید اکرم علی وسید قاسم علی انکے پسر سید محمد شاہ لاولد وسید ننھو شاہ انکے پسر سید غلام شاہ انکے دو پسر سید مہتاب شاہ لاولد وسید عزت شاہ انکے دو پسر سید صفت علی لاولد وسید شجاعت علی انکے شش پسر سید احمد شاہ وسید سرخ شاہ وسید لائت شاہ وسید حیدر شاہ وسید مہتاب شاہ گم شدہ وسید ضمیر حسین موجود سید ولایت شاہ انکے چار پسر سید مظفر حسین لاولد وسید صادق علی وسید وارث علی وسید

محسن علی ہرسہ موجود بستی نقل شاہ سید مصطفےٰ شاہ ابن سید زندہ شاہ انکے دو پسر سید امیر شاہ و سید چراغ شاہ انکے دو پسر سید جیون شاہ لاولد و سید شاہ نواز انکے چار پسر سید گلاب شاہ و سید نواب شاہ ہرسہ لاولد و سید دارنے شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ انکے پسر سید عطر شاہ انکے پسر سید مستان شاہ لاولد و سید امیر شاہ انکے پانچ پسر سید مندر علی و سید ناصر علی و سید فیض علی و سید نظر علی انکے چار پسر سید عجائب شاہ و سید گلاب و سید گوہر شاہ و سید صدر شاہ ہمہ لاولد و سید فیض علی انکے پسر سید کرم شاہ انکے پسر سید قطب شاہ انکے پسر سید الٰہی شاہ موجود بستی نقل شاہ و سید ناصر علی انکے نو پسر سید قمر علی و سید بڈھے شاہ انکے پسر سید ننھے شاہ لاولد و سید قمر علی انکے دو پسر سید ملتان شاہ لاولد و سید جمال شاہ انکے دو پسر سید احمد علی لاولد و سید جیون شاہ انکے پسر سید بڈھے شاہ موجود بستی نقل شاہ ڈاکخانہ حاجی پور پرگنہ دسوعہ ضلع ہشیارپور ایک روضہ میں پانچ بزرگوں کی مزاریں ہیں موضع نقل شاہ میں +

نقل شاہ برادر مستان شاہ حسن علی لاولد

## فرع چہارم

## سلسلہ نسب سادات علاقہ بجوانہ خاندان شمسیہ عالیہ سبزواری شیعہ اثناعشریہ صوفیہ نوربخشیہ

سید شمس الدین ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبز عارف ابن سید ولی آل محمد جناب شاہ شمس الدین سبزواری نبر تبریزی مدفون ملتانی + سید شمس الدین انکے پسر سید علاء الدین انکے پسر سید سبز علی انکے تین پسر سید قاسم علی و سید بلند شاہ و سید بہلول شاہ انکے پسر سید کرم علی انکے پسر سید لطف شاہ انکے پسر سید محبوب شاہ انکے چار پسر سید کپور شاہ و سید غلام شاہ و سید مہدی شاہ و سید کاکی شاہ انکے تین پسر سید سوہنے شاہ و سید تیا شاہ لاولد و سید نتھو شاہ انکے پسر سید فضل حسین موجود بجوان ضلع سیالکوٹ سید مہدی شاہ انکے دو پسر سید نتھو شاہ و سید آنار شاہ انکے دو پسر سید طبی شاہ و سید حسنین شاہ موجود بمقام محجانہ بیلہ + و سید غلام شاہ انکے پسر سید ہری شاہ انکے پسر سید گوڈر شاہ انکے تین پسر سید رسول شاہ لاولد و سید سردار شاہ انکے پسر سید شاہ علی لاولد و سید قالو شاہ انکے پسر سید حشمت علی انکے تین پسر سید ضمیر حسین و سید محمد حسین و سید سردار شاہ ہمہ موجود پنڈ پتن و سید کپور شاہ انکے تین پسر سید جواہر شاہ و سید حیات شاہ و سید فضل شاہ انکے دو پسر سید شاہ علی لاولد و سید جلال شاہ انکے پسر سید جیون شاہ موجود بیل بجوان و سید حیات شاہ انکے تین پسر لکھن شاہ و سید عیدی شاہ لاولد و سید جلال شاہ انکے دو پسر سید پیر شاہ و سید حیدر شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ ہمہ موجود بمقام کوٹھڑہ ہمہ کاہ الھوز ضلع جموں و سید جواہر شاہ انکے پسر سید نکو شاہ انکے پسر سید سبز علی انکے پسر سید نامی شاہ انکے پسر چار سید مہر شاہ و سید مہر شاہ و سید عدالت شاہ و سید بوٹے شاہ ہمہ موجود بمقام نکہ تحصیل اکھنور و سید بلند شاہ بن سید سبز علی شاہ انکے پسر سید حسین علی انکے دو پسر سید سلطان شاہ و سید فضل حسین انکے پسر سید عطا حسین انکے پسر سید کامل شاہ پسر سید سلطان انکے پسر سید عادل شاہ انکے دو پسر سید غلام علی شاہ و سید ملتان شاہ انکے پسر سید فتح شاہ انکے پسر سید طالب حسین موجود نکہ تحصیل اکھنور و سید غلام علی شاہ انکے تین پسر سید بلند شاہ و سید حاکم شاہ و سید سمندر شاہ انکے دو پسر سید حیات شاہ و سید شاہ علی انکے تین پسر سید رسول شاہ

وسید قائم علی وسید مہدی شاہ ہمہ بمقام نکہ تحصیل اکھنور ضلع جموں وسید سلطان شاہ ابن سید حسین علی انکے پسر الٰہی شاہ انکے تین پسر سید مہر شاہ وسید گل محمد وسید غلام حسین انکے پسر سید الطاف حسین انکے پسر سید فضل حسین انکے پسر سید محمد شاہ پسر انکے پسر سید پانچ سید مست علی وسید شبر علی شاہ وسید مراد علی شاہ وسید گوہر شاہ وسید جیون شاہ انکے پسر سید ملک شاہ وسید حیات شاہ وسید حاکم شاہ انکے دو پسر سید لکھن شاہ لا وسید دیوان شاہ انکے دو پسر سید لعل شاہ وسید ننھو شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ موجود بمقام گکوال پرگنہ سیالکوٹ ۔

وسید حیات شاہ انکے چار پسر سید بڈھے شاہ سید ملتان شاہ سید سلطان شاہ سید ملنگ شاہ انکے پسر سید محمد شاہ ہمہ موجود موضع مروال تحصیل سیالکوٹ وسید ملک شاہ انکے چار پسر سید غلام علی وسید شاہ سوار وسید قائم شاہ ہمہ لاولد وسید نہال شاہ انکے پسر سید پیر شاہ انکے دو پسر سید علی شاہ وسید سردار شاہ موجود مروال وسید گوہر شاہ بن محمد شاہ انکے تین پسر سید حبیب شاہ وسید سرور شاہ وسید بہار شاہ انکے پسر سید علی اصغر موجود مروال وسید سرور شاہ انکے دو پسر سید عنایت شاہ وسید کرم حسین موجود مروال وسید حبیب شاہ انکے پسر سید ہاشم علی انکے پسر سید طالب حسین موجود مروال وسید مراد علی بن محمد شاہ انکے پسر دو سید رلدو شاہ وسید ملتان شاہ انکے پسر سید مہر شاہ موجود بمقام گڑھ وسید رلدو شاہ انکے دو پسر سید لہر شاہ وسید ملہی شاہ موجود گڑھ وسید شیر شاہ بن محمد شاہ انکے پسر سید جہانگیر شاہ انکے تین پسر سید ملہی شاہ انکے دو پسر سید علی اکبر وسید محمد حسین موجود گگی والی پرگنہ سیالکوٹ وسید مست علی بن محمد شاہ انکے پسر سید مہر شاہ انکے تین پسر سید گلاب شاہ وسید جہتا شاہ لاولد سید لکھن شاہ انکے پسر حاجی شاہ موجود بیل بجوان وسید گل محمد شاہ بن سید الٰہی شاہ انکے تین پسر سید مدہن شاہ وسید عظیم شاہ وسید غلام شاہ انکے پسر سید شاہ میاں انکے پسر چار سید نور شاہ وسید پیر شاہ وسید بہنگس شاہ وسید حاکم شاہ انکے پسر سید احمد شاہ ہمہ موجود اسہال تحصیل بھنبر ضلع میرپور چالک ریاست کشمیر وسید عظیم شاہ انکے دو پسر سید عطر شاہ وسید شاہ علی لاولد وسید مدہن شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ انکے پسر سید پیر شاہ موجود چوگ پور وسید مہر شاہ بن سید الٰہی انکے پسر سید مصطفٰی شاہ انکے پسر سید مصطفٰی شاہ انکے پسر سید امیر علی شاہ انکے تین پسر سید اکبر علی لاولد وسید گل شاہ سید حسین علی انکے دو پسر سید گلاب شاہ وسید سندی شاہ وسید سندی شاہ انکے دو پسر سید غلام حسین وسید ننھو شاہ موجود چوگ پور وسید گل شاہ انکے دو پسر سید جیون شاہ وسید جہتا شاہ انکے دو پسر سید بھولے شاہ لاولد امام شاہ انکے دو پسر سید سلطان شاہ وسید حاکم شاہ انکے دو پسر سید گھسیٹے شاہ وسید بوٹے شاہ ہمہ موجود چوگ پور وسید جیون شاہ انکے پسر سید میرن شاہ انکے دو پسر غلام حید وسید شاہ سوار انکے پسر سید برکت علی موجود وسید غلام حیدر انکے پسر احمد شاہ موجود چوگ پور پرگنہ سیالکوٹ

سید قاسم علی ابن سید سبز علی مذکورہ بالا انکے دو پسر سید جمال شاہ وسید عنایت شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ انکے پسر سید محبوب شاہ انکے پسر سید گلاب شاہ انکے پسر سید گلاب شاہ انکے پسر سید امیر شاہ انکے پسر سید سید علی انکے انکے پسر سید دیدار علی انکے تین پسر سید نور شاہ لاولد وسید شیر شاہ وسید جعفر علی انکے پسر سید عالم شاہ انکے پسر سید لکھن شاہ موجود مقام ہیرپور تحصیل جموں وسید شیر شاہ انکے پسر سید غریب شاہ انکے دو پسر سید ڈہن شاہ وسید مہر شاہ انکے پسر سید خیرات

علی موجود گوندل و سید بڈھن شاہ انکے پسر سید کرم حسین موجود بمقام گوندل پرگنہ سیالکوٹ ◆

سید جمال شاہ بن سید قاسم علی انکے پسر سید محمود شاہ انکے دو پسر سید محمود شاہ انکے پسر سید ہدایت شاہ انکے دو پسر سید محبوب شاہ و سید گلاب شاہ انکے پسر سید محمود شاہ انکے سید محمد شاہ انکے پسر سید ہاشم علی انکے پسر سید فتح شاہ انکے دو پسر سید ثابت علی و سید غلام اصغر انکے دو پسر سید ستار شاہ ... و سید فدا حسین انکے پسر سید سردار شاہ انکے پسر سید ملنگ شاہ انکے پسر سید نتھو شاہ موجود پل بجواں سید ستار شاہ انکے چار پسر سید اکبر شاہ سوار لاولد و سید نظر شاہ و سید کرم شاہ انکے پسر سید میرن موجود و سید نظر شاہ انکے دو پسر سید روشن شاہ و سید شاہ محمود موجود بمقام سہال علاقہ منگل دے ضلع جموں سید ثابت علی انکے تین پسر سید مہتاب شاہ و سید ستار شاہ و سید عطر شاہ انکے تین پسر سید قالی شاہ سید کرم شاہ لاولد و سید بلند شاہ موجود بمقام جمانہ بیلہ و سید ستار شاہ انکے چار پسر سید نظر شاہ و سید رفیق شاہ لاولد و سید بڈھی شاہ و سید سبز علی انکے چار پسر سید پیر شاہ و سید اکبر شاہ و سید مہدی شاہ و سید برکت شاہ ہمہ موجود بمقام بہروال تحصیل اکھنور ضلع جموں و سید مہتاب شاہ انکے تین پسر سید امانت شاہ و سید منو شاہ و سید حسن شاہ انکے پسر سید رلدو شاہ انکے دو پسر سید طالب حسین و سید سید علی موجود بہروالی و سید منور شاہ دو پسر سید محمد شاہ و سید خیرات علی موجود بہروال و سید امانت شاہ انکے تین پسر سید بانکو شاہ و سید شاہ میاں و سید تیغ علی انکے پسر سید فرمان شاہ موجود بہروال و سید شاہ میاں انکے پسر سید فضل حسین موجود بہروال و سید محبوب شاہ بن ہدایت شاہ انکے تین پسر سید امین شاہ و سید احمد شاہ و سید باغ علی انکے پسر سید اکبر شاہ انکے پسر سید فوجی شاہ انکے تین پسر سید حیدر علی لا سید رحمت علی و سید لعل شاہ انکے دو پسر سید حیدر شاہ و سید نادر شاہ انکے پسر سید سلطان موجود پنج گرائیں و سید حیدر شاہ انکے دو پسر سید لطف شاہ و سید امام شاہ لاولد و سید رحمت علی انکے پسر سید ملک شاہ انکے دو پسر سید قطب شاہ لاولد و سید بلند شاہ انکے پسر سید حسین شاہ موجود جڑانوالہ ضلع لائلپور سید احمد شاہ انکے پسر سید بہادر شاہ انکے تین پسر سید احمد شاہ و سید گلاب شاہ و سید مہتاب شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ انکے پسر سید نور شاہ موجود بمقام نکہ و سید گلاب شاہ انکے دو پسر شاہ سوار و سید تیغ علی انکے تین پسر سید پہلے شاہ و سید بہاول شاہ و سید کرم شاہ ہمہ موجود بمقام نکہ و سید شاہ سوار انکے تین پسر سید ثابت علی و سید پیر شاہ و سید اکبر شاہ انکے چار پسر سید دیوان شاہ و سید فرمان علی و سید شاہ سائیں و سید نظر حسین ہمہ موجود بمقام نکہ و سید پیر شاہ انکے تین پسر سید ڈھونڈے شاہ و سید محمد شاہ و سید عنایت شاہ ہمہ موجود بمقام نکہ و سید احمد شاہ انکے پسر سید تیمور شاہ انکے پسر سید حسین شاہ انکے دو پسر سید امام شاہ و سید الف شاہ انکے پسر سید فقیر شاہ موجود بمقام نکہ و سید امام شاہ انکے دو پسر سید حیات شاہ و سید حسین شاہ موجود بمقام نکہ ضلع جموں سید امین شاہ ابن سید محبوب شاہ انکے پسر سید علی انکے پسر سید قمر علی انکے تین پسر سید جعفر شاہ و سید امید علی و سید نظام شاہ انکے دو پسر سید حیدر شاہ و سید مہر شاہ انکے تین پسر سید میرن شاہ لاولد و سید عطر شاہ و سید لعل شاہ انکے پسر سید مہتاب شاہ موجود کوٹلی و سید حیدر شاہ انکے دو پسر سید امیر شاہ و سید مصطفی شاہ انکے پسر سید توکل شاہ انکے دو پسر سید امام شاہ و سید امانت علی موجود سبہٹر و سید امیر شاہ انکے دو پسر سید الف شاہ لاولد و سید کھیلے شاہ انکے تین پسر سید قائم علی و سید بحال شاہ و سید ثابت علی موجود بمقام سبہٹر پرگنہ سیالکوٹ و سید امید علی انکے پسر سید بوٹے شاہ انکے تین پسر سید فضل شاہ و سید بڈھن شاہ لاولد و سید بلند شاہ

انکے تین پسر سید ہاشم علی و سید انار شاہ و سید تیغ علی انکے پسر سید شمشیر علی موجود کوٹلی و سید جعفر شاہ انکے دو پسر سید ستار شاہ و سید سلطان شاہ انکے پسر سید تراب علی شاہ انکے پسر سید فقیر شاہ موجود کوٹلی و سید ستار شاہ انکے پسر سید لکھن شاہ انکے چار پسر سید گوہر شاہ و سید فتح شاہ و سید خیرات علی و سید ثابت علی انکے دو پسر سید غلام حسین و سید خادم حسین موجود کوٹلی سید انار شاہ انکے تین پسر باغ علی و سید فرزند علی و سید سید علی موجود کوٹلی تحصیل ضلع سیالکوٹ ◆

## سید پیر صدر الدین کی حقیقی برادران کی نسل کا شجرہ نسب تمام کتاب ہذا میں لکھدیا ہے

اور سید پیر صدر الدین کی اولاد بکثرت ہوئی ہے آپکے فرزند سید حسن کبیر الدین کفر شکن کے ہژدہ فرزند تھے بارہ صاحبزادوں کی نسل سے بارہ قبیلہ سادات عظام خاندان شمسی سبزواری کے ہیں جو تمام انڈیا میں پھیلے ہوئے ہیں اوپر سب کا مذکور ہوچکا ہے جسقدر اولاد سید نصیر الدین محمد پسر کلان حضرت شاہ شمس الدین سبزوار مدفون ملتان کے تھے اب حالات اولاد سید احمد شکر بار کا یہ فقیر عرض کریگا کہ پہلے آگاہی ناظرین ہو سید حسن کبیر الدین کا خطاب کفر شکن کیوں ہے آنحضرت دونوں باپ بیٹا پیر صدر الدین و پیر حسن کبیر الدین جنہوں نے تمام علاقہ کوکن گجرات کاٹھیاوار سندھ پنجاب کے تمام اضلاع میں دعوت اسلام شروع کی اور لوہانہ قوم کو خواجہ مسلمان بنایا اور اہل ہنود کو اسلام میں داخل فرمایا یہ صاحب اولاد حضرت شاہ شمس ولی آل محمدؐ سے بڑے جلیل القدر بزرگ گذرے ہیں بیس لاکھ کی جماعت ہے جو حضرت آغا خاں صاحب کے ماتحت ہے اور سید امام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین نے طریقہ امام شاہی جاری کیا پندرہ لاکھ کی جماعت ہے جو انکے ماتحت ہے ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہوا ہے کہ سید کبیر الدین نے مقام اوچ شریف جو لوہانہ قوم کے لوگ دریا گنگ پر جارہی تھی انکو گنگا کا غسل اوچ میں کرادیا تھا اسلئے وہ قوم مسلمان ہوئی انکا گورو لعل اوڈیرا اوچ میں رکھا تھا اوس قوم کے بزرگوں کے عرض کی کہ جناب ہمارا گورو بھی اسلام میں داخل ہوجاوے تو بہتر ہے آنحضرت کے دو شخص خدمتگار تھے ایک کا نام دریا بایل تھا اور دوسرے کا نام ولیا شہایل تھا انکی مزاریں بھی آپکے روضہ انور کے باہر پاؤں کی طرف موجود ہیں آپ نے انکو فرمایا کہ لعل اوڈیرا حکیم کو جاکر کہدو کہ ہمارا علاج کرے جب دریا بایل شاہایل اوسکے پاس گئے اور کہا اوسنے صاف جواب دیا اور کہنے لگا میں اوسکی صورت نہ دیکھوں گا آپ کا یہ کمال تھا جو شخص آنحضرت کا روے مبارک دیکھا تھا کلمہ طیب پڑھ لیتا تھا اسلئے وہ آپ کی صورت دیکھنے سے نفرت کرتا تھا بفرمائش سید پیر فضل الدین بخاری اوس طبیب نے قارورہ طلب کیا جب دریا بایل شیشے میں حضرت کا قارورہ لیکر گیا تو اوسنے دور سے کہا قارورہ زمین پر ڈالدے جب قارورہ کیطرف لعل اوڈیرا نے نظر کرتے کلمہ طیب حضرت محمد صلعم کا پڑھکر مسلمان ہوگیا اوسکی نسل سے اوچ ملتان بہاولپور وغیرہ مقامات جو خواجہ لوگ ہیں وہ مینائی خوجی کہلاتے ہیں اور اس خاندان کے مرید ہیں اور لعل اوڈیرا کو خطاب شیخ طاہر کا عنایت ہوا اسکا روضہ بارہ کوس حیدرآباد سندھ سے موجود ہے اوسکی مزار پر بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے آنحضرت کے ہزارہا خارق عادات مشہور اس فقیر نے باعث طول مختصر ایک کرامات لکھدی ہے تمام اولاد اونکی کے کرامات نہیں لکھے گئے صرف شجرہ نسب فراہم کرکے لکھدیا ہے ◆

# حضرت شمس ولی آل محمدؐ کے دوسرے فرزند خورد کی نسل کا مختصر بیان

سید علاالدین احمد شکر بار زندہ پیر روضہ قبصہ کڑا علاقہ جے پور ریاست لوہارو کے قریب ہے سید احمد شکر بار زندہ پیر ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری نیز تبریزی سید حاجی احمد شکر بار انکے پسر سید حضرت مخدوم مولانا سید شمس الدین ثانی المعروف خواجگی صاحب کڑے ابن سید سلطان الخلیفہ مازی شاہ سعید احمد المعروف بہ جیم پیر سید احمد شکر بار ابن حضرت سید شمس الدین مفسر الملتانی العریضی المعروف بہ شاہ شمس تبریز حسینی اسماعیلی اثنا عشری نور بخشی شاہ قاسم انوار ✦

سید شمس الدین خواجگی صاحب کی مزار پر انوار پر بمقام کڑا میں یہ اشعار تحریر ہیں اور روضہ انور آپ کا دریائے گنگ کے کنارہ پر موجود ہے ✦

؎

برائے خدا اے عزیزان من    نویسید برگور من این سخن
کہ چوں خواجگی در تہہ خاک شد    بگو شد کہ خس کم جہاں پاک شد

اور آن حضرت کی مزار پر انوار آپ کی تاریخ ولادت وفات بھی ایک سنگ سفید پر کندہ ہے تاریخ تولد سنہ ۶۶۹ ہجری اور ۴ ماہ محرم ہے تاریخ وفات سنہ ۸۰۹ ہجری ہے روز جمعہ ہے ۱۵ ماہ شعبان ہے ✦

سید شمس الدین ثانی انکے پسر سید مخدوم اسد اللہ انکے پسر سید ظہیر الدین انکے ہفت پسر سید محمد شہاب الدین مبارک و سید محمد راجی و سید مخدوم عالم و سید بہاالدین عرف بھیگہ و سید رکن عالم و سید حسام الدین و سید لاون شاہ سید محمد شہاب الدین مبارک انکے پسر سید محمد فرید الدین انکے پسر سید محی الدین انکے پسر سید محمد ضیاء الدین عرف منجلی انکے پسر سید محمد مبارک انکے پسر سید محمد خواجہ احمد انکے پسر سید محمد عبد الحلیم انکے پسر سید شاہ محمد تاریخ انکے پسر سید شاہ محمد نجیب الدین انکے پسر سید شاہ محمد فیاض عرف شاہ غلام حضرت انکے پسر سید شاہ محمد مخدوم بخش انکے پسر سید شاہ شمس الدین انکے دو پسر سید شاہ رکن الدین احمد و سید ظہیر الدین احمد انکے پسر سید احمد کبیر الدین موجود اللہ آباد و سید شاہ رکن الدین احمد انکے پسر سید کبیر الدین احمد انکے دو پسر سید رشید الدین احمد و سید عماد الدین محمد ہر سہ موجود بمقام کہڑا سید کبیر الدین احمد سجادہ نشین مزار پر انوار حضرت شمس الدین ثانی خواجگی صاحب پر ہے بمقام قبصہ کڑا ضلع اللہ آباد ہندوستان ✦

## سیّد محمد راجی شاہ ابن سیّد ظہیر الدّین

سید محمد راجی شاہ انکے پسر سید عبد الغنی انکے پسر سید کمال الدین انکے پسر سید شاہ ماکھن اولیا انکے پسر سید علاء الدین انکے پسر سید ظہیر الدین انکے پسر باقر شاہ انکے پسر شاہ محمد انکے تین پسر میران ذو الفقار علی و سید کرم شاہ و سید مہر شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ و سید سرور شاہ ہر دو لاولد و سید میراں ذو الفقار علی انکے پسر سید سردار علی انکے

پسر سید سردار علی انکے دو پسر سید مظفر علی و سید چراغ علی انکے پسر سید امیر صاحب موجود لاہور و سید مظفر علی دو پسر سید الطاف علی و سید افتخار علی موجود لاہور اندرون موچی دروازہ کوچہ کھجور والہ و سید کرم شاہ انکے چار پسر سید حسین علی و سید حسن علی و سید مدد علی و سید شرف علی انکے دو پسر سید کھسیٹے شاہ لاولد و سید فتح علی انکے تین پسر سید امام علی و سید کرم علی و سید حسین علی ہر سہ موجود بمقام ملکھانوالہ ضلع گوجرانوالہ و سید مدد علی انکے چار پسر سید دیدار علی و سید نواب شاہ و سید دولت شاہ و شفاعت علی انکے دو پسر سید مبارک شاہ و سید تاج علی شاہ موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ و سید دولت شاہ انکے چار پسر سید باقر شاہ و سید حیدر شاہ و سید عباس علی و سید غلام عباس انکے پسر دو سید امجد علی و سید محمد حسین انکے دو پسر سید رضا حسن و سید نثار حسن ہمہ موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ و سید حسن علی انکے پانچ پسر سید گلاب شاہ لاولد و سید مہتاب شاہ و سید امیر شاہ و سید قائم علی و سید عظیم شاہ انکے پسر سید بہار شاہ انکے پسر سید اقبال حسین موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ و سید قائم علی انکے پسر سید وزیر شاہ موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ لاہور و سید امیر شاہ انکے پسر سید احمد شاہ موجود لاہور و سید مینا شاہ انکے پسر سید اصغر علی موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ و سید حسین علی انکے پسر سید گلزار علی انکے تین پسر سید چراغ شاہ و سید عالم شاہ و سید خیر شاہ انکے دو پسر سید نادر شاہ و سید جانن شاہ ہمہ موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ +

## سیّد بہاء الدّین ابن سیّد ظہیر الدّین

سید بہاء الدین عرف میراں بھیکھ انکے دو پسر سید عبد الغنی و سید ابراہیم انکے پسر سید اسحاق بندگی انکے پسر سید محمد زاہد انکے پسر سید عبد الغنی انکے پسر سید فتح محمد انکے پسر سید محمد غوث شاہ جیوا انکی اولاد بمقام موضع بہادر پور و قطب پور ضلع فتح پور ہندوستان میں آباد ہے یہ حضرات اپنی نسب سے بیخبر ہیں اور سرکار گورمنٹ کیجانب سے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں سید کبیر الدین احمد کرٹے سے اثبات ہوا ہے و سید عبد الغنی انکے پسر سید شاہ میر میراں انکے پسر سید عبد اللہ شاہ انکے پسر سید شرف علی انکے پسر سید امیر حسینی انکے پسر سید کمال شاہ انکے پسر سید شانون شاہ انکے دو پسر سید قاسم شاہ و سید حسن شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید بڈھے شاہ انکے دو پسر سید فضل شاہ و سید مہر شاہ انکے دو پسر سید چراغ شاہ موجود و سید فضل شاہ ر انکے دو پسر سید ولی شاہ و سید شاہ سوار ہمہ موجود بمقام ل ملچوی باجوی پرگنہ رعیہ ضلع سیالکوٹ و سید قاسم شاہ سید حرمت علی و سید احمد شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ انکے چار پسر شیر شاہ و سید الف شاہ و سید علی شاہ و سید اصغر علی ہمہ موجود دبجی پور پرگنہ رعیہ و سید حرمت علی انکے تین پسر سید امیر شاہ و سید حسین شاہ و سید حیدر شاہ انکے پسر سید سردار علی لاولد و سید حسین شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ و سید لعل شاہ لاولد و سید امیر شاہ انکے تین پسر سید امام علی و سید رستم علی و سید فتح علی انکے پسر سید امداد علی موجود سیدکی و سید رستم علی انکے دو پسر سید احمد شاہ و سید نور شاہ موجود سیدکی و سید امام علی انکے چار پسر سید طالب علی و سید احمد علی و سید سردار علی و سید دیدار علی ہمہ موجود بمقام سیدکی پرگنہ رعیہ ضلع سیالکوٹ +

جناب حضرت پیر شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی انکے فرزند خورد سید علا الدین حاجی احمد شکر بار انکے

پسر سید شمس الدین ثانی خواجگی صاحب انکے پسر سید مخدوم اسد اللہ انکے پسر سید مخدوم محمد ظہیر الدین انکے ہفت پسر۔ فرزند کامان سید محمد شہاب الدین مبارک وسید محمد راجی وسید مخدوم عالم وسید بہاؤ الدین عرف سید منزال بھیکہ وسید رکن عالم سید حسام الدین وسید لاون وسید محمد شہاب الدین مبارک انکے پسر سید محمد مراد الدین انکے تین پسر سید محی الدین محمد وسید ابو الفتح وسید جلال الدین انکے پسر سید محمد صالح انکے پسر سید منور علی انکے دو پسر سید طٰہٰ لاولد وسید بہاء الدین انکے پسر سید معین الدین آزاد انکے پسر سید فیض اللہ انکے دو پسر سید غلام خواجگی وسید شیر علی +

وسید ابو الفتح انکے پسر سید محمد خواجگی انکے پسر سید محمد کمال الدین انکے پسر سید طیب علی انکے پسر سید خواجگی انکے دو پسر سید غلام محمد وسید دانیال +

وسید محی الدین محمد انکے دو پسر سید محمد ضیاء الدین سید محمدی انکے تین پسر سید فرزل لاولد وسید للون وسید خان محمد انکے دو پسر سید عبد الحلیم وسید معظم وسید عبد الحلیم انکے پسر سید عبد القادر لاولد وسید معظم انکے پسر سید یوسف عرف سید مٹھی انکے دو پسر سید قاسم وسید فیض اللہ لاولد وسید لاون انکے پانچ پسر سید یعقوب علی لاولد وسید بھیکہ وسید سامی وسید سودس وسید عبد اللہ انکے دو پسر سید فرمان اللہ وسید قاسم علی لاولد وسید سودس انکے دو پسر سید شمس الدین سید غلام محی الدین انکے پسر سید معز الدین +

وسید سامی انکے دو پسر سید داؤد وسید حسن انکے دو پسر سید سراج الدین وسید غلام محمد ہمہ لاولد وسید بھیکہ انکے چار پسر سید محمد عادل سید محمد مراد وسید دوست محمد وسید محمد فاضل انکے پسر سید عبد الباقی وسید دوست محمد انکے پسر سید محمد شفیع +

وسید محمد ضیاء الدین ابن سید محی الدین محمد انکے پسر سید محمد مبارک بھگے انکے پسر سید محمد خواجہ احمد انکے تین پسر سید سید محمد عبد الحلیم وسید عبد الرحم وسید محمد عبد الرزاق انکے دو پسر سید محبوب وسید عبد العزیز انکے پسر سید محمد ماہ وسید محبوب انکے دو پسر سید محمد شاہ وسید محمد منیر وسید عبد الرحیم انکے دو پسر سید غلام محمد وسید غلام محی الدین انکے دو پسر سید نور محمد وسید غلام رسول انکے پسر سید یار محمد +

وسید غلام محمد انکے دو پسر سید شاہ محمد وسید شکر اللہ انکے پسر سید منیر وسید شاہ محمد انکے پسر سید خلیل +

وسید محمد عبد الحلیم انکے دو پسر سید محمد شمس الدین لاولد وسید تاج الدین انکے پسر محمد نجیب الدین انکے پسر سید محمد فیاض انکے پسر سید مخدوم بخش انکے دو پسر سید شمس الدین وسید تاج الدین انکے پسر سید محمد عبد الرحمان لاولد وسید شمس الدین انکے دو پسر سید ظہیر الدین وسید رکن الدین احمد انکے پسر سید کبیر الدین احمد انکے دو پسر سید رشید الدین احمد وسید عماد الدین محمد ہمہ موجود قصبہ کڑا مانکپور وسید ظہیر الدین انکے پسر سید کبیر الدین موجود کڑا +

وسید محمد راجی انکے چار پسر سید خلیل لاولد وسید کمال الدین وسید صلاح الدین وسید ملک محمد انکے پسر

سید فتح محمد انکے پسر سید یار الدین انکے پسر نظام الدین انکے پسر سید محمد باقر انکے پسر سید محمد زمان و سید صلاح الدین انکے پسر سید باتیرید پارسا انکے پسر سید محمد سلطان لاولد ÷

وسید کمال الدین انکے دو پسر سید حاجی محمد وسید عبد الکریم انکے پسر سید بیر علی لاولد وسید حاجی محمد انکے تین پسر سید ماکھن اولیاء وسید خداداد وسید اللہ داد لاولد وسید ماکھن اولیاء انکے پسر سید علاء الدین انکے پسر سید ظہیر الدین انکے پسر سید باقر علی شاہ انکے پسر شاہ محمد انکے تین پسر کرم شاہ وسید میراں ذوالفقار علی وسید مہر شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ وسید سردار شاہ لاولد وسید میراں ذوالفقار علی انکے پسر سید سردار علی انکے دو پسر سید مظفر علی وسید چراغ علی انکے پسر امیر صاحب موجود لاہور وسید مظفر علی انکے دو پسر سید الطاف حسین وسید افتخار علی موجود لاہور اندرون موچی دروازہ محلہ کھجور والہ وسید کرم شاہ انکے چار پسر سید حسین علی وسید حسن علی وسید مدد علی وسید شرف علی انکے دو پسر سید کھسیٹے شاہ لاولد فتح علی انکے تین پسر سید امام علی وسید کرم علی وسید حسین علی ہر سہ اولاد موجود بمقام لکھانوالہ ضلع گوجرانوالہ وسید علی انکے چار پسر سید دیدار علی وسید نواب شاہ ہر دو لاولد وسید شفاعت علی وسید دولت شاہ انکے چار پسر سید باقر شاہ وسید حیدر شاہ وسید غلام حسین وسید محمد حسین انکے دو پسر سید رضا حسن وسید نثار حسن ہمہ موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ ÷

وسید شفاعت علی انکے دو پسر سید مبارک شاہ وسید تاج علی شاہ انکے پسر سید اصغر علی موجود لاہور وسید مبارک شاہ انکے دو پسر سید الطاف علی وسید عطا حسین موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ وسید حسن علی انکے چار پسر سید گلاب شاہ وسید میر شاہ وسید قاسم شاہ وسید عظیم شاہ انکے پسر بہار شاہ انکے پسر سید اقبال حسین موجود لاہور وسید قاسم شاہ انکے پسر سید وزیر شاہ موجود لاہور سید حسین علی انکے پسر سید گلزار علی انکے تین پسر سید عالم شاہ وسید چراغ شاہ وسید خیر شاہ انکے پسر دو سید نادر شاہ وسید جہان شاہ موجود لاہور سید بہاء الدین عرف میراں بھیکھ بن سید ظہیر الدین انکے دو پسر سید عبد الغنی وسید ابراہیم انکے پسر سید اسحاق بندگی انکے پسر سید محمد زاہد انکے پسر سید عبد الغنی انکے پسر سید فتح محمد انکے دو پسر سید میر میراں ثانی وسید محمد غوث شاہ جیو انکے پسر سید احمد محی الدین انکے پسر سید فتح الدین انکے پسر سید عبد العلی انکے پسر سید ہمت علی انکے پسر سید منور علی موجود ÷

سید میر میراں ثانی ولد سید فتح محمد انکے پسر سید حسام الدین انکے پسر سید امین الدین انکے پسر سید فتح الدین انکے پسر سید محمد مظہر حسام انکے پسر سید محمد ابراہیم موجود شہر اللہ آباد ہندوستان ÷

سید عبد الغنی بن سید میراں بھیکھ انکے پسر سید شاہ میر میراں انکے پسر سید عبد اللہ شاہ انکے پسر سید باقر علی انکے پسر سید شرف علی انکے پسر سید امیر حبیبی انکے پسر سید کمال شاہ انکے پسر سید ساون شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید ساون شاہ انکے دو پسر سید حسن شاہ وسید قاسم شاہ انکے دو پسر سید حرمت علی وسید احمد شاہ انکے دو پسر سید کبیر شاہ انکے چار پسر سید شبر شاہ وسید الف شاہ وسید غلام علی شاہ وسید اصغر علی ہمہ موجود بمقام بجی پور پرگنہ رعیہ وسید حسن شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید بڈھے شاہ انکے دو پسر سید فضل شاہ انکے دو پسر سید امیر شاہ وسید حسین شاہ وسید حیدر شاہ۔

وسید مہر شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ موجود وسید فضل شاہ انکے دو پسر سید ولی شاہ وسید شاہ سوار موجود بمقام ل باجری پرگنہ رعیہ وسید حرمت انکے تین پسر۔

انکے پسر سید سردار علی لاولد وسید حسین شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ وسید لال شاہ لاولد وسید امیر شاہ ہوئے انکے تین پسر سید امام علی وسید رستم علی وسید فتح علی انکے سید امداد علی موجود سید وکی وسید رستم علی انکے دو پسر سید احمد شاہ، وسید نور شاہ موجود سید وکی وسید امام علی انکے چار پسر سید طالب علی وسید احمد علی وسید سردار علی وسید امداد علی ہمہ موجود بمقام سید وکی پرگنہ رعیہ ضلع سیالکوٹ پنجاب ۔

وسید رکن عالم مذکورہ بالا ابن سید ظہیر الدین انکے پسر سید معین انکے پسر سید مومن شاہ انکے پسر سید شاہ محمد انکے پسر سید امید علی شاہ انکے پسر عبد الحی انکے پسر سید یاسین شاہ آگے اسکا پتہ نہیں ہے ۔

وسید لاون بن سید ظہیر الدین مذکورہ بالا انکے پسر سید احمد انکے پسر سید عبد الحکیم انکے پسر سید پیر محمد انکے پسر سید عبد الحکیم ثانی انکے پسر سید عالم انکے پسر سید ہاشم انکے پسر سید عنایت اللہ انکے پسر سید نور محمد انکے پسر سید غلام آفرید اسکے آگے اس سلسلہ کا پتہ نہیں چلتا ہے سید سید احمد شکر بار زندہ پیر کی اولاد قلیل معلوم ہوئی ۔

## فہرست روضہ ہائے اولاد جناب حضرت ولی آل محمد پیر شاہ شمس الدین سبزواری نیر تبریزی

| ہر ایک بزرگ کا نام | ہر ایک بزرگوار کا مقام مدفن وروضہ انور |
|---|---|
| حضرت شاہ سید شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی | روضہ انور ملتان شریف جانب مشرق ۔ |
| حضرت سید نصیر الدین محمد سبزواری پسر کلاں آنحضرت ۔ | مزار در قلعہ سمن برج لاہور ۔ |
| حضرت سید احمد شکر بار فرزند خورد آنحضرت | روضہ انور در قصبہ نرر ریاست جے پور قریب ریاست لوہارہ |
| حضرت سید شمس الدین ثانی خواجگی ابن سید احمد شکر بار | روضہ بلا گنبد قصبہ کڑا ضلع الہ آباد ہندوستان کنارہ دریائے گنگ ہے |
| حضرت سید کمال الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری | روضہ انور بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھہ ضلع کراچی میں ہے ۔ |
| حضرت سید صلاح ابن سید کمال الدین سبزواری | روضہ انور بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھہ میں ہے |
| حضرت سید جلال الدین ابن سید کمال الدین سبزاری | روضہ انور بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھہ ضلع کراچی میں ہے |
| سید زین العابدین ابن سید کمال الدین سبزواری | روضہ انور بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھہ ۔ |
| سید جمال الدین بن سید کمال الدین سبزواری | روضہ بمقام بلدہ دیبل ضلع کراچی |
| سید شاہ خیر الدین ابن سید کمال الدین سبزواری | روضہ انور سبز گنبد بمقام شہر سکھر کہتہ میں موجود ہے |
| سید آدم علی ابن سید حافظ علی اولاد سید کمال الدین سبزواری | روضہ انور سکھر سے دو میل ٹکری آدم شاہ پر ہے ۔ |
| سید عارف شاہ بن آدم علی اولاد سید کمال الدین سبزواری | روضہ انور بر ٹکری آدم شاہ ملک سندھ |
| سید معروف ابن سید آدم علی اولاد سید کمال الدین سبزواری | روضہ انور بر ٹکری آدم شاہ موجود ہے ۔ |
| سید عنایت اللہ بن سید آدم علی اولاد سید کمال الدین سبزواری | روضہ بمقام کھائی ضلع منٹگمری میں موجود ہے |
| سید ابراہیم ابن سید آدم علی نسل سید کمال الدین سبزواری | روضہ انور بمقام کیسو کھائی ضلع فیروزپور میں ہے |

<table>
<tr><td>سید قمر علی ابن سید زین العابدین ابن سید شاہ</td><td>روضہ بمقام لوہارکہ ضلع امرتسر میں موجود ہے۔</td></tr>
<tr><td colspan="2">کمال الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید ولی آل محمدؐ پیر شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی سید نصیر الدین کے فرزند کلاں کی اولاد کے روضہ انوریہ ہیں اب آپ کے فرزند خورد سید شہاب الدین سبزواری کے روضہ ہائے ذیل میں درج ہوتے ہیں +</td></tr>
<tr><td>سید حضرت پیر شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری</td><td>روضہ انور بمقام نم تھول متصل چھاؤنی حیبٹ ابلو ضلع ہزارہ میں ہے۔</td></tr>
<tr><td>سید پیر حاجی صدر الدین سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری</td><td>روضہ انور بمقام ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاول پور</td></tr>
<tr><td>سید غیاث الدین ابن شہاب الدین سبزواری حاجی</td><td>روضہ انور بمقام ترنڈ گرگیزاں ضلع بہاولپور</td></tr>
<tr><td>سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن حاجی صدر الدین سبزواری</td><td>روضہ انور اوچ شریف جانب مشرق ضلع بہاولپور</td></tr>
<tr><td>سید اسلام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن شمسی سبزواری</td><td>روضہ قندہار ملک افغانستان</td></tr>
<tr><td>سید موسیٰ ظاہر علی ابن سید سلام شاہ ابن سید کبیر الدین کفر شکن</td><td>روضہ بمقام سیت پور ضلع مظفر گڈھ پنجاب</td></tr>
<tr><td>سید سلطان علی اکبر ابن سید موسیٰ ظاہر علی شمسی سبزواری</td><td>روضہ شیعہ میانی متصل چھاؤنی ملتان</td></tr>
<tr><td>سید ناصر الدین طفل شاہ ابن سید شہاب الدین سبزواری</td><td>روضہ بلا گنبد بمقام تغل شاہ ضلع ہوشیار پور</td></tr>
<tr><td>سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن شمسی سبزواری</td><td>روضہ شہر آگرہ متصل چوڑی مسجد ہندوستان</td></tr>
<tr><td>سید محمد نور بخش ثانی ملقب پیر مٹھا ابن سید اولیا علی شمسی سبزواری +</td><td>روضہ شہر جموں شہر ریاست کشمیر میں موجود ہے +</td></tr>
<tr><td>سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ابن سید محمد نور بخش ثانی پیر مٹھہ</td><td>روضہ جموں شہر ریاست کشمیر قریب والد بزرگ +</td></tr>
<tr><td>سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی فتح شاہ +</td><td>روضہ بمقام سمانی ضلع ریاسی ریاست کشمیر +</td></tr>
<tr><td>سید نور شاہ بن سید سلطان آدم بن سید شہاب الدین مست دریا</td><td>روضہ بمقام رڑی ضلع حیدرآباد سندھ +</td></tr>
<tr><td>سید فتح محمد بن سید نور شاہ بن سید سلطان آدم :.</td><td>روضہ شہر جموں ریا کشمیر میں ہے +</td></tr>
<tr><td>سید شجاع الملک ابن سید جماعت علی جامع گلزار شمس :.</td><td>روضہ بگہ منصورہ تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال</td></tr>
<tr><td>سید بالا بلند علی بن سید شہاب الدین ثانی مست دریا</td><td>روضہ بمقام چنبہ ضلع ریاسی ریاست کشمیر</td></tr>
<tr><td>سید محمد شاہ زندہ درگاہ عیسیٰ ابن سید نور شاہ بن سید سلطان آدم</td><td>روضہ انور بمبئی شہر متصل بھنڈی بازار</td></tr>
<tr><td>سید پیر صدر شاہ بن سید قطب شاہ بن سید باقر شاہ بن سید شیر شاہ بن سید سلطان آدم +</td><td>روضہ انور شہر نگری پڑول ضلع کٹھوعہ ریاست کشمیر</td></tr>
</table>

| | |
|---|---|
| سید زند علی بن سید شہاب الدین ثانی مست دریا | روضہ درمیان قلعہ دریائے سندھ روہڑی سکھر + |
| سید حسین شاہ بن سید شہاب الدین ثانی مست دریا | روضہ مقام سلدیری تحصیل میلسی ضلع ملتان + |
| سید امام شاہ بن سید شہاب الدین ثانی مست دریا | روضہ بستی جعفر شاہ ضلع بہاولپور + |
| سید شاہ شریف بن سید حافظ علی بن سید جعفر شاہ بن پیر مست دریا | روضہ مقام منڈاہر ضلع جہلم + |
| سید اچھا شاہ اشرف علی اولاد سید شیر شاہ بن سید سلطان آدم + | روضہ کمالیہ موضع عنایت شاہ جنگل سرکاری چاہ اچھا شاہ خود + |
| سید نوبہار شاہ اولاد سید شیر شاہ بن سید سلطان آدم ابن سید شیر شاہ سید میر + | روضہ متصل کوٹ کمالیہ ضلع منٹگمری + |
| سید سیدی احمد شاہ اولاد سید شیر شاہ بن سید سلطان آدم | روضہ بمقام لنڈن جمال پور ضلع بہاولپور + |
| سید محمد شاہ بن نگاہی شاہ اولاد سید نور شاہ بن سلطان آدم | روضہ مقام پسین علاقہ لاہور + |
| سید بالا بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن | روضہ بلا گنبد بمقام چوٹی ضلع ڈیرہ غازیخاں + |
| سید عادل شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن شمسی | روضہ ڈیرہ غازیخان جانب جنوب فاصلہ چار میل |
| سید تاج الدین محمود پوتا سید بالا بلند علی بن سید حسن کبیر الدین | روضہ بمقام میانی روتھل ضلع کراچی |
| سید زمرد الدین احمد ابن سید تاج الدین محمود | روضہ ٹھنڈا غلام حیدر ضلع حیدر آباد سندھ |
| سید آزاد الدین محمد ابن سید تاج الدین محمود | روضہ ٹھنڈا غلام حیدر آباد سندھ + |
| سید فتح شاہ اولاد سید شیر شاہ بن سید سلطان آدم | روضہ تنڑ سونڈیاں ضلع حیدر آباد سندھ + |
| سید محمد شاہ ابن سید بڈھن شاہ اولاد سید بالا بلند علی بن حسن کبیر الدین + | روضہ بمقام پھول پور ضلع جالندھر + |
| سید سبز علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن | روضہ مقام مستا آباد قریب شیر گڈھ ضلع منٹگمری + |
| سید جعفر شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن | روضہ شہر گونڈل ملک کاٹھیاواڑ + |
| سید علی گوہر نور ثابت ابن سید حسن کبیر الدین | روضہ مقام محمود بوٹی متصل لاہور پانچ میل + |
| سید حسن شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا | روضہ شہر مندرا ملک کچھ بھج + |
| سید محمد شاہ بن سید شہاب الدین ثانی دریا + | روضہ شہر کھیرہ ملک کچھ بھج + |
| سید غلام علی ملقب گرمالی شاہ ابن سید ظہیر الدین حاجی صدر الدین + | روضہ شہر کھیرہ ملک کچھ بھج + |
| سید نور محمد نور الحق ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن | روضہ شہر نوساری ضلع صورت + |

| | |
|---|---|
| سید رحمت اللہ شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن + | روضہ شہر خیر پور ٹامیوالی جانب قطب ضلع بہاولپور + |
| سید اسرائیل ہیار غازی بن سید حسن کبیر الدین کفر شکن + | روضہ بھاگ ناڑی کے جانب قطب چار میل ضلع سیوی + |
| سید میراں محب شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا + | روضہ کراچی بندر + |
| سید کبیر شاہ ابن سید فتح شاہ اولاد سید رحمت اللہ شاہ بن حسن کبیر الدین + | روضہ بمقام جوں ضلع حیدر آباد سندھ + |
| سید اکبر شاہ ابن سید کبیر شاہ بن فتح شاہ بن رحمت اللہ بن حسن کبیر الدین + | روضہ بمقام مانڈوی ملک کچھ بجھ + |
| سید محمد علی شاہ بن سید باقر شاہ اولاد رحمت اللہ بن حسن کبیر الدین + | روضہ میر پور بھٹوا ضلع حیدر آباد سندھ + |
| سید شاہ محمد بن سید بالا بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین + | روضہ بمقام پیچھے جہاں خاں ضلع حیدر آباد + |
| سید ہادی راہنما بن سید القاسم بن شاہ مشائخ بن رحمت اللہ بن حسن کبیر الدین + | روضہ لاہور متصل چڑی گھر + |
| سید فیروز شاہ پیر بیٹھا ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا | روضہ کراچی بندر دروازہ کھارہ میں ہے + |
| سید نظام الدین شاہ ابن سید مراد شاہ اولاد پیر نور شاہ مست دریا + | روضہ بمقام بانمری ضلع حیدر آباد سندھ + |
| سید امام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن + | روضہ قبضہ پیرانہ ضلع احمد آباد گجرات + |
| سید نور الدین محمد ابن سید امام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین + | روضہ پیرانہ ضلع احمد آباد + |
| سید شہاب الدین بن سید نور الدین محمد بن سید امام شاہ + | روضہ منور قبضہ پیرانہ ضلع مذکور + |
| سید جلال الدین ابن سید شہاب الدین + | روضہ انور قبضہ پیرانہ + |
| سید امام الدین ثانی ابن سید جلال الدین + | روضہ پر نور قبضہ پیرانہ + |
| سید محمد اشرف ابن سید مرتضیٰ شاہ اولاد امام شاہ + | روضہ پر نور بمقام دھولکہ ضلع احمد آباد + |
| سید نور محمد ثانی اولاد پیر امام شاہ + | روضہ انور قبضہ پیرانہ + |
| سید فتح اللہ شاہ اولاد سید امام شاہ + | روضہ انور قبضہ پیرانہ میں ہے + |
| سید پیر ولن شاہ پوتا پیر سید امام شاہ صاحب + | روضہ انور قبضہ پیرانہ ضلع احمد آباد + |
| سید قرض اللہ شاہ اولاد پیر امام شاہ + | روضہ انور خاص احمد آباد گجرات + |
| سید غلام نبی صاحب از اولاد سید امام شاہ صاحب + | روضہ درگاہ بمقام بہادر پور ضلع نماڑ + |
| سید خلایق شاہ ابن سید امام شاہ پیر + | درگاہ روضہ شہر پلین ضلع سیت پور + |

| | |
|---|---|
| سید پیر باقر شاہ ابن سید پیر امام شاہ ✦ | روضہ خاص احمد آباد گجرات ✦ |
| سید پیر بالی شاہ ابن سید امام شاہ ✦ | روضہ انور در شہر کمائیت نواب ✦ |
| مائی شمس خاتون بنت سید امام شاہ ✦ | روضہ در شہر کمائیت نواب ✦ |
| ایک روضہ مستورات کا ✦ | شیعہ میانی موجود متصل چھاؤنی ملتان ✦ |
| سعید الدین خاں محمد ابن سید نور الدین ابن سید امام شاہ ✦ | درگاہ عالی بمقام قبضہ پیرانہ ضلع احمد آباد ✦ |
| سید محمد شاہ اولاد سید امام شاہ ابن حسن کبیر الدین | روضہ انور بمقام بہادر نور ضلع نارہ ✦ |
| سید محمد شاہ اولاد سید رحمت اللہ شاہ ابن حسن کبیر الدین ✦ | روضہ انور بمقام پونہاد ضلع برودہ ✦ |
| سید شیر شاہ ولی اولاد سید امام شاہ صاحب ✦ | روضہ انور خاص شہر برہان پور دکھن ✦ |
| سید شاہ مشائخ ابن سید رحمت اللہ شاہ ✦ | روضہ انور شہر دہلی کہنہ میں ہے ✦ |
| سید ابو الحسن ابن سید فاضل شاہ ابن رحمت اللہ شاہ ✦ | روضہ انور بمقام کٹری ضلع برودہ ✦ |
| سید زین العابدین ابن سید ابو الحسن ✦ | روضہ بمقام بہر نگر ضلع برودہ ✦ |
| سید شاہ صدر الدین ابن سید زین العابدین پیر ✦ | روضہ مبارک بمقام بڈنگر ضلع برودہ ✦ |
| سید محمد فاضل شاہ ابن سید شاہ صدر الدین ✦ | روضہ بمقام کٹری ضلع برودہ ✦ |
| سید داؤد پیر احمد جیون ابن سید محمد فاضل شاہ ✦ | روضہ بمقام کٹری ضلع برودہ ✦ |
| سید پیر صاحب میاں ابن سید جیوا میاں ✦ | روضہ بمقام ساٹھ داتا نواب آس یونپال ✦ |
| سید شاہ مشائخ ثانی ابن سید ابو الحسن ثانی ✦ | روضہ انور خاص شہر احمد آباد گجرات ✦ |
| سید عبد اللہ شاہ ابن سید ابن سید شاہ مشائخ ثانی ✦ | روضہ خاص شہر احمد آباد گجرات ✦ |
| سید ابو طالب ابن سید شاہ مشائخ دیوان حسینی ✦ | روضہ بمقام دہولکہ ضلع احمد آباد ✦ |
| سید ابو طالب ثانی ابن سید حسن علی ✦ | روضہ شہر کمائیت نواب ✦ |

یہ صاحبان پشت بہ پشت از اولاد سید رحمت اللہ شاہ تمام روضہ بڑے بڑے بنی ہوئے ہیں یا عزت یادگار ہیں۔ سید پیر رحمت اللہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی اوچ سے وسط ہند میں تشریف ہمراہ شاہ سید امام شاہ لے گئے اور مقام پیرانہ بمقام کٹری ضلع برودہ میں جاکر سکونت پذیر ہوئے یہ صاحب کٹری وال کہلاتے ہیں ✦

| | |
|---|---|
| سید نور شاہ اولاد سید بشیر علی ابن سید سلام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین ✦ | روضہ بمقام ڈنیر والہ ضلع مظفر گڈھ پنجاب ✦ |
| سید چھنے شاہ اولاد سید کبیر الدین ابن سید حسن کبیر الدین ✦ | روضہ بمقام بھیلا تحصیل قصور ضلع لاہور ✦ |
| سید سبز علی المعروف ہرن شاہ اولاد سید امام شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ✦ | نوٹ<br>روضہ بمقام بٹھنڈہ حاجی رتن ✦ ✕ |

ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا۔ روضہ بمقام بٹھنڈہ حاجی رتن۔ و سید لعل شاہ اولاد سید صلاح الدین ابن سید حاجی صدر الدین۔ روضہ بمقام [illegible] ضلع ملتان

| | |
|---|---|
| سید مہر شاہ بن سید انعام شاہ اولاد سید نور محمد بن سید حسن کبیر الدین ثانی | روضہ انور بمقام شیخو رہ ضلع منٹگمری ✤ |
| سید پیر محمد شاہ اولاد سید امام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین ✤ | روضہ انور چمپانیر میں ہے ✤ |
| سید غلام علی بن سید پیر حسن میاں اور رحمت اللہ شاہ ✤ | روضہ انور بمقام دھولکہ ضلع احمد آباد ✤ |
| و سید فاضل شاہ ثانی ابن سید صدر الدین ثانی اولاد رحمت اللہ شاہ ✤ | روضہ بمقام میا ضلع پالن پور ✤ |
| سید پیر امام شاہ بن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ✤ | بمقام پیرانہ ایک روضہ آستانہ پر بنا ہوا ہے ✤ |

سید شمس الدین ثانی ابن سید رکن الدین ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین ابن شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی سید شمس الدین کا روضہ انور بمقام بارکھان بلوچستان میں دو روضہ ہیں ایک میں آپکے مزار ہے اور ایک آستانہ چلہ پر بنا ہوا ہے تحریر مذکورہ بالا کی اور روضہ جات بھی اس خاندان شمسی سبزواری کے ہیں اور چار دیواریاں بزرگوں لاتعداد ہیں ڈیڑھ سو چوکنڈی صرف ملک پنجاب میں موجود ہے مگر جتنے روضہ انور فقیر کو معلوم ہوئی ہیں کتاب ہذا میں لکھ دیئے ہیں یکصد پانچ اس خاندان کے لوگ بزرگ بڑے عروج پر رہے ہیں امام شاہی سادات عظام گوشت و مچھلی سے تارک ہیں قطعاً نہیں نوش کرتے اور طریقہ انکا امام شاہی حضرت علی علیہ السلام کو مظہر ذات خدا تصور کرتے ہیں اور ملک پنجاب کے سادات عظام شمسی سبزواری حضرت علی علیہ السلام کو بعد حضرت سرور کائنات خلیفہ بلا فصل تصور کرتے ہیں ✤ **تمام شد**

تعداد اولاد زندہ موجودہ حضرت ولی آل محمد سید شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی مدفون ملتان دو ہزار ایک سو نو ۲۱۰۹ اشخاص ہیں تمام ہندوستان پنجاب میں سادات عظام سبزواری کتنے تھے حضرت سید شاہ شمس الدین حسینی کی اولاد امجاد ایک لاکھ کے قریب ہے فوت شدہ کا شمار کیا جائے تو شاید سادات کی گننے کی تصدیق ہو جائے

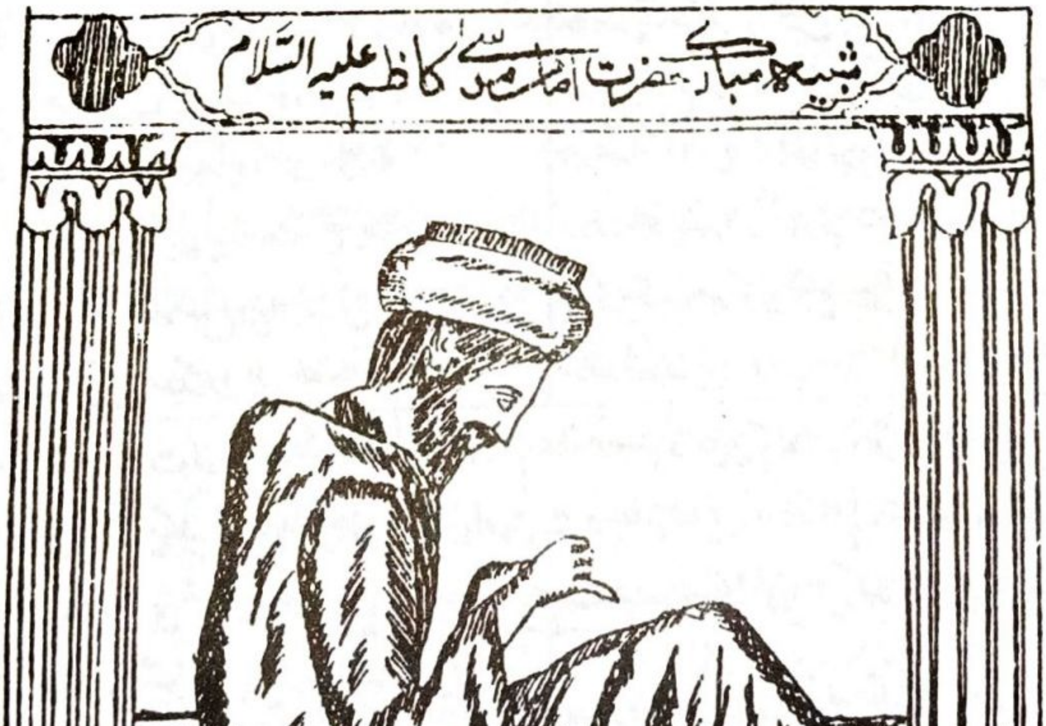
شبیہ مبارک حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

# باب نہم حضرت امام محمد موسیٰ کاظم علیہ السلام

## اسم مبارک آپکا محمد موسیٰ کنیت ابوالحسن وابو علی ہے اور لقب کاظم ہے

امام ابن سبط ابن الجوزی کتاب تذکرہ خواص الائمہ میں لکھتے ہیں کہ آپکو عبد الصالح بوجہ کثرت عبادت کہتے تھے امام ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ اہل عراق آپکو حاجتوں کے پورا کرنیکا دروازہ کہتے تھے ولادت باسعادت آپکی مقام ابوا میں ہوئی یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت آمنہ خاتون والدہ صاحبہ حضرت رسولخدا کا مزار مبارک ہے اور آپکی والدہ مطہرہ کا نام گرامی حمیدہ خاتون تھا ابو بصیر از اصحاب امام جعفر صادق علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ میں خدمت امام میں بمقام ابوا میں حاضر تھا ساتویں ماہ صفر ۱۲۵؁ ہجری میں یہ مولود مسعود زمین پر آیا تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھکر سر بسجود ہو گیا روز جمعہ کا تھا جب دو گھڑی دن چڑھا تب تولد ہوئے تھے آپکی والدہ حمیدہ خاتون نے عرض کی تو امام صادق ؑ نے فرمایا اے حمیدہ خاتون جناب رسول مقبول کی ولادت بھی ایسی ہوئی تھی اسکے بعد تمام ائمہ کیلئے یہ طریقہ قائم ہو گیا اور ہر دس سال تک منصور دوانقی خاموش رہا اسکا باعث یہ تھا کہ وقت وفات امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی وصیت نامہ میں اپنے اہل عیال و اموال کی حفاظت کیلئے پانچ آدمیوں کو محافظ بنایا تھا اول منصور تھا وصیت کا ادا کرنا منجانب اللہ فرض کیا گیا ہے یہ ایسا اخلاق وصف ہے جس سے انحراف کرنیوالہ ظالم و خائن و بدنیت سمجھا جاتا ہے دشمن کو محافظ بنایا یہ امام کی حسن تدبیر ہے شرح کتاب کافی صفحہ ۶۴۳ داود ابن زر ابو ایوب نحوی کی اسناد سے لکھتا ہے کہ ابو ایوب کا بیان ہے کہ ایک دن رات کو منصور نے مجھکو بلایا جب میں اوسکے سامنے گیا تو اوسنے ایک خط میرے آگے ڈالا جو محمد ابن سلیمان والئے مدینہ نے لکھا تھا کہ جب امام جعفر صادق انتقال فرما گئے ہیں منصور نے لکھا اسکا جواب تم لکھدو کہ اگر امام جعفر الصادق نے ایک شخص کو وصی مقرر کیا ہے تو تم اوسکا سر کاٹ ڈالو ابو ایوب کہتا ہے کہ منصور کے حکم سے میں نے عامل مدینہ کو لکھا اور محمد ابن سلیمان نے اوسکے جواب میں لکھا کہ امام جعفر صادق نے اپنے بعد پانچ آدمیوں کو اپنا وصی مقرر کیا ہے ان میں ایک منصور بادشاہ وقت ہے دوسرا محمد ابن سلیمان حاکم مدینہ ہے تیسرا عبد اللہ ہے اور چوتھا امام محمد موسیٰ کاظم ؑ ہے پانچویں حمیدہ خاتون سلام اللہ یہ خط پڑھکر منصور خاموش رہا اور پھر کہنے لگا امام جعفر صادق یہ دور اندیشی نہ کرجاتے تو انکی ذریت کا رہنا محال تھا دوسرا وہ شہر بغداد کی تعمیر میں مصروف تھا یہ باعث اوسکی خاموشی کا تھا دس برس تعمیر میں صرف ہو گئے اپنی وفات کی پہلے ایکسال التعمیر تمام ہوئی ۱۵۷؁ ہجری میں اسلئے منصور مجبور ہو گیا اسی وجہ سے دوسری طرف متوجہ نہ ہو سکتا تھا حضرت امام محمد موسیٰ کاظم ؑ اتنے زمانہ تک اوس ظالم سے بچے رہے منصور دیوانقی نے ماہ ذوالحجہ ۱۵۸؁ ہجری میں وفات کی اسکا پسر محمد مہدی تخت نشین ہوا مہدی حسن پرست و عیش پسند تھا. اور آرام طلب تھا زیادہ تر عورتوں میں بیٹھا رہتا تھا اور انکی اصلاح کے مطابق امور ملکی بھی انجام دیتا تھا اپنے باپ

کیطرح امام موسیٰ کاظمؑ سے خلوص ظاہر سے تعظیم کرتا تھا اور سید موسیٰ ابن عبداللہ محض کے خون کی معافی بھی ذریعے کر دی وہ یہ ہے۔ سید محمد و سید ابراہیم کے قتل کے بعد سید موسیٰ ابن عبداللہ محض اور عبداللہ ابن محمد ابن عبداللہ محض کے ہمراہ ہندوستان کو چلے گئے تھے اور عبداللہ ابن محمد علاقہ سندھ میں شہید کئے گئے اور سید موسیٰ ابن عبداللہ عرصہ تک پوشیدہ رہے جب حضرت امام صادقؑ اور منصور کا انتقال ہو گیا تو سید موسیٰ یہ خبر پاکر ہندوستان سے ممالک عرب میں واپس آئے۔ سید موسیٰ کا بیان ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا تھا کہ اعیان سیدوں کے اتفاق سے اتفاق کرو اور اپنی جان بچالو میں نے نہ مانا آخر نتیجہ یہ ہوا تکلیفیں اوٹھاتا پھرا یہ سوچکر خلیفۂ وقت کے پاس حاضر ہوا وہ زمانہ حج میں حرم محترم میں خطبہ پڑھ رہا تھا میں قریب جاکر بیٹھ گیا جب وہ فارغ ہوا تو میں نے سلام کیا کہ میری جان بخشی ہو تو آپ کی اطاعت میں مستقیم رہونگا مہدی نے جان بخشنے کا حکم دیا اور کہا تم کون ہو میں اوٹھکر تین مرتبہ سلام کیا اور عرض کی کہ آپ کا مجرم موسیٰ ابن عبداللہ محض ہوں یہ سنکر مہدی نے تسلیم تو کیا مگر کہا اس مجمع میں آپکو کوئی پہچانتا ہے۔ سید موسیٰ نے عرض کی کہ یہ حسن ابن زید اور یہ امام محمد موسیٰ کاظمؑ اور حسین ابن زید اور یہ امام محمد موسیٰ اور یہ حسن بن عبداللہ بھی جانتے ہیں اُن تینوں صاحبوں نے یہ تصدیق کہا یہ موسیٰ ابن عبداللہ محض ہیں سید موسیٰ نے عرض کی اس واقعہ سے امام جعفر صادقؑ نے مجھے کہا تھا کہ جب مہدی کی خدمت جانا میرا سلام کہنا یہ سنکر مہدی بہت خوش ہوا اور قسم کھا کر کہنے لگا میں اُن حضرات کا غلام ہوں اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مہدی ابن منصور اہلبیت کی محبت رکھتا تھا اسکے ظاہر خلوص سے امید کی جاسکتی تھی کہ یہ کبھی عداوت ظاہر نہ کریگا تاریخ روضۃ الصفا جلد سوم میں لکھا ہے کہ یعقوب ابن داؤد سادات بنی حسن کے ہمراہ داخل حبس کیا گیا حیات منصور تک قید رہا بعد یہ علم اور دین میں کامل تھا اسلئے مہدی نے اوسے قید سے رہا کر کے ممالک محروسہ کا مدار المہام اور وزیر اعظم تسلیم کر لیا اور یعقوب مذہب زیدیہ کا معتقد تھا زیدیہ فرقہ کی لوگ اطراف سے بلا کر بلاد اسلامیہ میں اسنے اونکو عہدے عنایت کرائی لوگوں نے اشتباہ قلب خلیفہ میں ڈالا مگر یعقوب نے اپنی شیریں زبانی سے خلیفہ کو والہ و شیدا بنا کر وہ کمال محکم کر دیا خلیفہ بھی دیسی بندہ تھی رہے ایک دن یعقوب بیمار ہو گیا اور حاسدوں نے پھر خلیفہ کے کان بھری علی ابن یعقوب نے باپ سے کہا جب یعقوب اچھا ہوا تو شب کو خلیفہ کے دربار میں گیا جب مہدی صحبت حسن پرستی میں مشغول تھا ایک خوش جمال نازک دلسے مزے لے رہا تھا یعقوب کو آتا دیکھا فوراً جگہ سے اوٹھکر اپنے مقام پر بیٹھا لیا اور اسکے صحبت کا لطف دونا ہوا یعقوب کا بیان ہے کہ مہدی نے مجھے کہا کہ یہ کنیز بھی تجھکو دی گئی پس وہ محفل برخواست ہو گئے اور مہدی میری طرف متوجہ ہو کر بولا کہ یعقوب تم میرا ایک کام کرو مجھکو امید ہے تم حکم کی تعمیل ضرور کروگے میں نے عرض کی کہ حضور فرمائیں مہدی نے کہا کہ وہ سید علوی جو قید خانہ میں ہے اوسے تم گھر لیجاکر قتل کر ڈالو جب تک وہ مارا نہ جاے میری تسلی نہیں ہوتی یعقوب سادات کسی سے بری تھا یہ مشہور تھا کہ یہ سادات کا خون نہیں کرتا مہدی یعقوب کا امتحان لیتا تھا نہیں ذاتی عداوت جو خاندان سادات کی مہدی کو اپنے باپ کی وراثت میں ملی تھی یعقوب نے جب منظور کیا مہدی نے خانہ سے وہ سید اور کنیز عطا کی اور سو ہزار دینار بھی دے جن سامان عطا یلسے مالا مال ہو کر میں اپنے گھر آیا وہ غریب سید ہاتھ جوڑے سامنے کھڑا تھا مجھکو رحم آیا آخر سید نے

کہا اے وزیر میں تیرے رسول صلعم کا فرزند ہوں ناحق نہ کر میں نے خوف سے آکر عرض کی کہ میری یہ خواہش نہیں جو خون ناحق کروں مگر کیا کروں مگر میرا خون سید نے کہا آپ یہ احسان فرمائیں اور کہیں نکل جانیکی اجازت دیں اور اس سفر طولا میں کوئی رفیق ہے دو جو رہنا ہے کے لیئے کافی ہو میں نے دو غلام دے اور کہا یہ مال بھی لیجاو اوسیوقت وہ شہر بغداد سے باہر روانہ ہوئے وہ جو کنیز تھی اوس بدذات نے مہدی کو خبر پونچادی اوس نے اوسیوقت راستہ میں سے تینوں کو گرفتار کرلیا اور قید کر رکھا دوسرے دن مہدی نے بلایا اوس نے اوس سید کا حال پوچھا مجھکو خبر تھی میں نے کہا ہوا اسکی تعمیل کی گئی مہدی نے کہا قسم کھا ہاں بھلا میرے سر پر ہاتھ رکھکر قسم کھا کر اور میں نے کہا آپ کے سر مبارک کی قسم مہدی نے اشارہ سے خادم کو کہا جو لوگ قیدی ہیں انکو حاضر کرو غلام شاہی وہ غریب سید اور دونوں رفیق لیکر حاضر ہوا اور میں ندامت سے بیہوش ہوکر گر پڑا جب ہوش آئی تو مہدی نے کہا خلاف وعدہ کے عوض قتل نہیں کرتا مگر حبس دوام دیتا ہوں یعقوب کو قید خانہ کے کوئیں میں قید کردیا یعقوب سولہ برس تک قید میں پڑے رہے اور بینائی چشم بھی جاتی رہی مہدی کا زمانہ ختم ہوچکا اور ہادی کا دور گذر کر رشید کا زمانہ آگیا اور یحیی وزیر برمکی کی سفارش سے وہ یعقوب وزیر رہا کیا گیا اوس سے رخصت لیکر مکہ شریف آکر زندگی کے یوم بسر کرنے لگا یعقوب دنیا بھر کے قیدیوں کو چھوڑ دیتا تو مہدی کو عذر نہ تھا مگر اوسنے یہ غضب کیا کہ ایک سید چھوڑا اور سولہ برس خود قیدی رہا اسی سے باسانی سمجھ لینا چاہیئے کہ مہدی اپنے باپ منصور کیطرح سادات کشی اور ایذا رسانی میں کامل تھا مہدی کی سادات کشی یہ ایک معمولی واقعہ تھا اب ہم مہدی کی وہ مظالم تحریر کرتے ہیں جو اوسنے حضرت امام محمد موسی کاظم کو پونچائے تھوڑے دنوں کے بعد مہدی کے دل میں خیال ہوا کہ دنیا سادات عظام کی خاندانی عظمت اور روحانی وجاہت کے مقابلہ میں ہمارے اقتدار کی کوئی قدر نہیں کرسکتا جو اس طبقہ مقدسہ کو قدر منزلت حاصل ہے انہیں سادات کرام امام موسی کاظم بھی ہے جبتک اون کے مدارج مراتب کی تحقیر عمل میں نہ لائی جاویگی اور اپنا اقتدار نہ دکھایا جاویگا سلطنت کا تسلط پورے طور سے نہ ہوگا۔ چنانچہ خواجہ محمد پارسا اپنے کتاب فصل الخطاب میں لکھتے ہیں سنہ ۱۶۴ ہجری مہدی ابن منصور نے حضرت امام محمد موسی کاظم ع کو مدینہ سے بلاکر بغداد میں قید کیا مہدی نے ایک شب خواب میں حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ اے مہدی تم لوگ امیر بنائے گئے تو تم نے دنیا میں فساد برپا کیئے اور صلہ رحم کو منقطع کردیا خواجہ محمد پارسا تحریر کرتے ہیں کہ ربیع وزیر مہدی کا بیان ہے کہ مجھے مہدی نے بلاکر کہا کہ امام محمد موسی کاظم ع کو بلا لا میں قید خانہ میں گیا اور امام صاحب کو ہمراہ لایا مہدی دیکھکر اوٹھا اور بغلگیر ہوا اور کہنے لگا آپ جد امجد حضرت علی ع کو میں نے خواب میں دیکھا اس باعث رہا کرتا ہوں مگر آپ مجھپر اور میری اولاد پر خروج نہ فرمائینگے امام نے فرمایا ہم ایسا فعل نہ کرینگے جو ہمارے شان کے خلاف ہے پھر مہدی نے تین ہزار دینار خرچ کے دیا صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں اور فصل الخطاب میں خالد کی زبانی بیان ہے کہ وقت روانگی امام کاظم ع میں ملول تھا آپ نے فرمایا غمگین مت ہو ایک سال کے بعد فلاں تاریخ کو مدینہ میں آجاینگے مگر جب دیگر بار قید ہوکر بغداد جاوینگے تو لوٹ کر نہ آوینگے مدینہ میں ابو خالد نے کہا آپ کے قول کی تصدیق ہوگئی بار دیگر ایسا ظہور میں آیا مشیت ایزدی ان حضرات کے ہمراہ تھے اور یہ حکام و دنیا انکا فضل و شرف نہ مانتے

ومکارم و تعظیم دیکھکر دنگ اور دل تنگ ہوتی تھے مگر ایمان نہ لاتے تھے انکو تو اس مقدس گروہ کے مٹانے کی خیال۔ تھے یہ لوگ اہل دنیا غرور سلطنت اور نشہ دولت میں چور تھے مہدی نے گیارہ برس سلطنت کرکے سنہ ۱۹۹ھ ہجری میں وفات پائی اسکے بعد اسکا بیٹا ہادی جرجان ملک سے آکر قائم مقام ہوا ہادی کی تخت نشینی کی دوسرے مہینہ حسین ابن علی ابن الحسین العلوی کا واقعہ پیش ہوا وہ یہ ہے عمر ابن عبد العزیز ابن عبد اللہ ابن عمر ابن الخطاب مدینہ میں مہدی کا عامل تھا عمر اور حسین ابن علی میں نزاع ہو گئے اور جانبین سے مقابلہ حرب ضرب آمادہ ہوا آخیر عباسیوں کو شکست فاش ہوئی اور در بندی کرلی اور حسین ابن علی علوی کی فوج نے بیت المال مدینہ کا لوٹ کر تقسیم کرلیا دیگر بار عباسیوں کو سادات کے مقابلہ میں پھر شکست ہوئی اور فرار ہو کر گھروں میں چھپ رہے سید حسین ابن علی علوی مدینہ کا انتظام کرکے مکہ معظمہ کو چلے گئے اور جاکر منادی کرادی کہ جو شخص میری اطاعت کریگا آزاد ہو جائیگا عوام لوگ انکی اطاعت پر کمربستہ ہو گئے جب خبر ہادی ابن مہدی کو ہوئی تو اوس نے محمد ابن سلیمان عباسی کو کثیر فوج دیکر مکہ پر سید حسین ابن علی علوی کے وضع کو روانہ کیا آٹھو ذوالحجہ کو طرفین کا مقابلہ ہوا اس جنگ میں سید حسین ابن علوی کی لاش زمین پر گر گئے اور سردار کا یہ حال دیکھکر تمام جمعیت متفرق ہو گئے محمد ابن سلیمان نے سید حسین ابن علی علوی کا سر کاٹ کر ہادی کے پاس بغداد میں روانہ کیا ہادی نے سوچ لیا کہ سادات کے مخالفت حضرت امام محمد موسی کاظم ؑ کے امتزاج سے ہوتی ہے اوس نے اپنے باپ مہدی کیطرح امام کو بغداد میں بلا بھیجا یہ صواعق محرقہ میں مرقوم ہے ہادی نے آپ کو بلاکر قید کیا ایک شب ہادی نے اپنے باپ کیطرح خواب میں جناب حضرت علی کو دیکھکر جو اوسکے باپ کو فرمایا تھا وہی اوسکو فرمایا ہادی نے امام ؑ کو رہا کردیا امام سید حسین ابن علی علوی کے معاملات میں قطعی بے سروکار تھے اسکا ثبوت کتاب شرح صافی کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے سید حسین ابن علی علوی کا جب مدینہ پر کامل تسلط ہو گیا تو امام محمد موسی کاظم ؑ کو کہنے لگے آپ میری بیعت کر لیجیئے آنحضرت نے فرمایا اے ابن عم مجھکو تکلیف نہ دو جو تمہارے ابن عم محمد نفس زکیہ نے میرے والد بزرگوار امام جعفر صادق ؑ کو دی تھی اور وقت رخصت فرمایا ابن عم تم اس واقعہ میں مقتول ہو جاؤ گے بعد ازاں سید حسین ابن علی علوی نے خروج کیا مارے گئے تمام امور اسیطرح پیش آئے جسطرح جناب امام محمد موسی نے فرمایا تھا اس واقعہ سے صورت حال دریافت کر کے کون ایسا عقل کا اندھا ہوگا جو حضرت امام موسی کاظم کو انکے معاملات میں شریک سمجھیگا مویدین بنی عباسیہ ان قرینوں کو دیکھکر کسیطرح ان امور کی تحریک کو جناب امام کی ذات ستودہ صفات پر عاید کسطرح کر سکتے ہیں ان شبہوں کا مقصود اصلی وہی قدیمی مخالفت تھی جو ہادی کے اسلاف میں سلسلہ بسلسلہ چلے آتے تھے محمد ابن سلیمان اونکا خاتمہ کر کے اونکی لاشوں کو بے دفن چھوڑ کر چلتا ہوا حاکم وقت کے خوف سے کوئی اون مردوں کے قریب نہ آتا تھا آخیر لاشیں طعمہ صحرائی جانوراں ہوگیں اور ہادی کی سلطنت ایکسال چند ماہ قائم رہے اور اسکی ذاتی افعال صاحب روضۃ "صفا و تاریخ حافظ ابو نعیم کی اسناد سے لکھتے ہیں کہ ہادی اپنی جد منصور کیطرح بڑا سفاک اور علم خونریزی میں بیباک تھا ایکے غضب کیوقت اپنے بیگانہ کی تمیز نہ تھی ذرا سا شبہہ ہوا تو قتل کر ڈالا تاریخ طبری میں مرقوم

ہے کہ ہادی نے اپنے والدہ صاحبہ خیزران کو نصف کھانا خاصہ بنا کر محبت کی باعث بے وقت بھیجا تھا وہ دانشمند تھے اور اوسکی جانب سے بدظن تھے نہ کھایا لیکر رکھ چھوڑا اور پھر ایک سگ کو ڈالا وہ فوراً مرگیا خیزران نے کہلا بھیجا کہ تجھے شرم نہ آئی اپنی ماں کو زہر دیتا ہے تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۷۵۴ میں لکھا ہے کہ ہرثمہ بنی عباس کا قدیم خیرخواہ تھا وہ ناقل ہے کہ ایک شب ہادی نے مجھکو بلایا اور کہا تم ہارون کا سر کاٹ لاؤ اگر میرے حکم کی تعمیل نہ کروگے تو آپ قتل کئے جاؤگے میں نے کہا بہتر پھر کہنے لگا جب تجھے ہارون رشید کے معاملات سے فراغت ہو تو تم فوراً قیدخانہ میں چلے جانا اور اس میں جتنے سادات موجود ہوں سب کو قتل کر ڈالنا جتنے قتل ہوں ہونا بقیہ کو دریا دجلہ میں غرق کر دینا جب ان آمور سے فراغت ہو جائے تو موجود جمعیت کے ساتھ شہر کوفہ پر چڑھائی کر دینا اور شہر کوفہ میں جسقدر بنی عباس ملیں انکو شہر بدر کر دینا تمام شہر کو آگ لگا کر خاک سیاہ کر دینا ہرثمہ ابن اعین کا بیان ہے کہ ہادی اندر محل کے گیا اور مرگیا یہ خلیفہ امت محمدی کے تھے جو برادر حقیقی کے قتل کا ارادہ اور والدہ کو زہر دینا چاہا ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور ہادی کے مظالم طبیعت عام خونریزی اور قتل غارت ہیں کیسے غایت درجہ کے بیباک تھے ہارون کے قتل کے ساتھ سادات کی تباہی بھی اوسکو نہ بھولے تھے ہارون رشید کے قتل سے تو سلطنت اپنے پسر کو دینی منظور تھی اور غریب سادات کے قتل سے اوسے کیا حاصل تھا یہ اسکی فطرتی ظلم شقاوت کا جنون اسپر سوار تھا صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ ایک دن ہادی نے اپنے فراش کے سینہ پر امتحان کیلئے تیر لگایا کہ میں ایسا صاحب قوت ہوں وہ بیچارہ فراش مرگیا اور اسکے عیال اطفال کا وظیفہ خلیفہ ہادی نے مقرر کر دیا اس واقعہ کے بعد اسکے پشت پر ایک دنبل نمودار ہوا حکما نے ہزارہا تدبیریں کیں سوزش بڑھتی گئی تین یوم تک بسر کرکے جیسے تھے مرگیا صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ یہ قلت رحم و قساوت قلب اور خشونت طبع و شرارت نفس اتصاف داشت روضۃ الصفا جلد سیوم صفحہ ۸۰ مطبوعہ بمبئی ہادی ہارون کو مارنا چاہتا تھا خود مرگیا اس مختصر احوال سے معلوم ہوتا ہے خلافت اسلام کی برائے نام جتنے تھے خلفا تھے سب اپنے خودغرض اور نفسانیت کے پابند تھے نہ اپنے وعدیکا خیال کرتے تھے نہ قول پر کوئی نظر اور مقصود یہ ہوتا تھا کہ اپنے تمنا پورے ہو چنانچہ منصور سے لیکر ہادی تک زمانہ ہیں وعدوں کے جو کچھ کیا یہ سب طمع و حرص کے تقاضے تھے انکے معائب دیکھکر ہر شخص تعجب سے انکا نام لیگا اور کچھ نہ کہیگا تو اتنا ضرور کہیگا کہ اس اوصاف کے لوگ اسلام کے پیشوا تھے اور ایسے افعال اور رفتار کے بزرگ تھے اور خلافت نبوی اور نیابت مصطفوی کے دعویدار تھے ہادی کے فوت کی خبر پاکر یحییٰ برمکی جو ہارون رشید کا وہ ہمیشہ خواہ تھا فوراً رشید کے خلافت کا اوسنے سامان کیا اور تمام اہل اسلام کا امام تسلیم کرا لیا اور رشید تخت پر بیٹھ گیا اور یحییٰ برمکی کو اپنا وزیر اعظم بنا لیا آل برامکہ دنیاوی اقتدار میں بڑا حصہ ملنے والا تھا وقت عروج آپہنچا یحییٰ کے تین پسر بھی تھے ایک فضل دوسرے جعفر تیسرے محمد بڑے مدبر اور فرزانہ روزگار تھے اور ہارون رشید تو اپنے تعیش کا بندہ ہوگیا اور خلافت کے تمام امور ان یحییٰ وزیر اور اسکے دونوں فرزند فضل و جعفر کے سپرد کر دیے جعفر سے ہارون کو محبت تھی اسکا رضائی بھائی تھا جب سنہ ۱۷۰ ہجری میں ہاروں اپنے بھائی ہادی کی جگہ قائم مقام ہوا اور سنہ ۱۷۶ھ

میں یہ واقعہ پیش ہوا سید یحییٰ ابن سید عبداللہ محض ابن سید حسن مثنیٰ ابن امام حسن علیہ السلام جب سید محمد نفس زکیہ کے قتل کے بعد سید عبداللہ محض کی اولاد اطراف عالم میں منتشر ہو گئے تھے اور سید یحییٰ ابن سید عبداللہ محض ملک دیلم کیجانب نکل گئے تھا اور منصور سے لیکر ہادی کے زمانہ تک ملک دیلم ہی رہے اور اس حالت میں بھی اپنی امارت کے سلسلہ جنبانی برابر کرتے رہے اس عرصہ میں یحییٰ کے معاملات درست ہو گئے تو یکبارگی علانیہ خروج کر دیا جب ہارون رشید کو خبر ہوئی تو اوس نے فضل بن یحییٰ برمکی کو پچاس ہزار فوج دیکر روانہ کیا فضل نے قتل و غارت کو ترک کر کے اونکے ملا لینے کی فکر کی چند صلح نامہ سید یحییٰ کو تحریر کئے اور اکرام سلطانی کے وعدہ وعید بھی تحریر کئے آخر کار جانبین میں صلح ہو گئی مگر سید یحییٰ ابن سید عبداللہ محض نے امان جان وحفظ جان کے فضل بن یحییٰ برمکی سے رسید لکھالی فضل نے اس امر سے ہارون کو اطلاع دی تو ہارون بہت مشکور ہوا اور تمام علما اور فضلا اور فقہا اور مشائخ اور عمائد بنی ہاشم کی گواہیوں سے سید یحییٰ کے نام ایک دوسرا امان نامہ لکھکر فضل کے پاس بھیجا سید یحییٰ مطمئن ہو کر فضل کے پاس آیا اور فضل انکو بغداد میں لایا ہارون نے اوسوقت سید یحییٰ ابن عبداللہ محض کی قدر منزلت بہت کی اور خلعت فاخرہ دیا یہ ظاہری اخلاص عباسیوں کی خصوصیات میں داخل تھی وہ بنی امیہ کیطرح اپنے کام تک ہر شخص کی ہمدرد تھے بعدہٗ کسی کے دوست نہ تھے ہارون چند دنوں کے بعد اپنے وعدہ پر قائم نہ رہا سید یحییٰ کو جعفر ابن یحییٰ برمکی کی حراست میں قید کیا جعفر نے سید یحییٰ کو چھوڑ دیا ہارون کو خبر ملگئی اوسنے راستہ سے سید یحییٰ کو پکڑ کر قید کیا پھر الزام دیکر قتل کر ڈالا اور جعفر برمکی کو بلاکر ہارون نے پوچھا کہ سید یحییٰ ابن عبداللہ محض کا کیا حال ہے اوسنے کہا قید میں ہے ہارون بولا قسم کھا جعفر معلوم کر گیا اور کہنے لگا کہ سید یحییٰ ضعیف مرد تھا مراحم سلطانی پر یقین کر کے بغیر آپکے حکم کے قید سے رہا کر دیا ہے اور چند حقوق اوسکے خلیفہ کے ذمہ بھی واجب تھے یہ تقریر سنکر ہارون کباب ہو گیا اور خاموش رہا چند دنوں کے بعد ہارون نے جعفر کو اپنے غلام مسرور کی معرفت قتل کرا دیا اور دنیا کو دکھلا دیا کہ سلاطین کے ظاہری اخلاص کا ذرا اعتبار نہ کرنا چاہیئے تاریخ طبری و تاریخ کامل ابن اثیر اور تاریخ روضۃ الصفا اور مروج الذہب مسعودی میں یحییٰ برمکی کی بیوی کا طول احوال مرقوم ہے کہ کامل سترہ برس تک خاندان برامکہ کا عروج رہا جعفر کا خون ہوا تو خاندان کا سر نگون ہو گیا صاحب روضۃ الصفا آل برمک کو ختم فرما کر اونکی ادبار کی حالات پر افسوس کرتے ہیں زیدہ یہ ہے

اے طفل دہر کز تو زپستان حرص وآز
روز دو شیر دولت واقبال برمکی
در عہد عمر عزہ مشو از کمال خویشس
یاد آور از زمان بزرگان برمکی

جعفر چاہتے تو ساری دنیا کو چھوڑ دیتے تو ہارون کی ناراضگی کا باعث نہ ہوتا مگر اوسنے تو ایک سید بنی فاطمہ کو چھوڑا یہ قیامت کی اسکو آگ لگ گئی واقعات تاریخی ہمارے اس بیان کے شاہد ہیں اور منصور نے منصور دوانقی نے حضرت امام جعفر الصادق ؑ سے جو کچھ کیا معلوم ہے اسکے بعد مہدی اور ہادی نے حضرت امام محمد موسیٰ کاظم سے جو کچھ کیا ظاہر ہے اور ہارون رشید نے جو کچھ کیا وہ بھی اسکے بزرگان سلف کی تقلید تھی بلکہ اپنے اسلاف سے زیادہ کئے ہاتھ بڑھا ہوا تھا ہارون نے سنہ ۱۷۵ ہجری میں اپنے فرزندوں کیلئے تقسیم ممالک کی تجویز ٹھرائی اور یحییٰ وزیر برمکی کا ارادہ تھا کہ مامون خلیفہ ہو اور امرا چاہتے تھے کہ امین خلیفہ ہو مگر اوسنے

زوجہ کی رائے پسند کی اوسنے کہا تھا کہ نصف نصف ممالک میں دو ولیعہد ہوں یہ رائے قرار پائی ۱۷۹ھ ہجری میں ہارون رشید برائے حج مکہ معظمہ میں آیا اور حضرت امام محمد موسی کاظم بھی حج کیلئے مکہ میں تشریف لائے تھے اہل اسلام کا ان کے گرد ہجوم دیکھکر بخدمت اقدس امام ع میں گیا اور سوال کیا کہ آپ ہی ہیں جو لوگوں سے چھپ کر بیعت لیتے ہیں حضرت امام محمد موسی کاظم نے فرمایا میں قلوب کا امام ہوں اور تو جسموں کا امام ہے اور جس دن دلوں کا امام اور جسموں کا امام دونوں جناب رسالت مآب حضرت رسول اللہ صلعم کے سامنے کھڑے ہونگے تب معلوم ہوگا یہ سنکر ہارون کے بدن میں اور آگ لگگئی آنحضرت کی گرفتاری کا سبب ہوا ہارون رشید کو یحیی وزیر برمکی نے سادات کے معاملات میں قدیم مخالفین کے اصول پر کاربند ہونیکی صلاح دی کہ سادات کی پرجوشیاں جو ظاہر ہوا کرتے ہیں اسکا اصلی باعث یہ ہے کہ وہ آپ کو خلیفہ عصر کے مقابل میں سلطنت اسلامی کا جائز دعویدار اور اصلی حقدار سمجھتے ہیں اور اس مقدس سلسلہ کے بزرگ حضرت امام محمد موسی کاظم ع ہیں یہ گمان ضروری ہے جو امور خلافت کے خلاف سادات سے ظاہر ہوا کرتے ہیں وہ جملہ امر انکے تحریک سے ہوتے ہونگے خلیفہ پر فرض ہے کہ قوت سے پہلے انکی عظمت و جلالت جو ملک میں قائم ہے مٹادی اور انکو مجبوری اور تنگی کی حالت تک پونچادی جو انکی عزت وقعت کی جگہ حسرت اور عبرت کا نمونہ ثابت ہو اور انکی طرف دنیا کا میلان اور رجوع عام نہ ہونے پاوے یہ مشورے وزرا امرانے استیصال کیلئے ہارون کو دی وہ سادات کا دشمن جانی بنکر پورے طور سے انکے مٹانیکو مستعد ہوگیا اور امام کو تادام الحیات قید رکھا اور ایسی قید میں زہر دلوا کر شہید کیا اور امام محمد موسی کاظم کو روضہ رسول اللہ صلعم میں نماز پڑھتے گرفتار کرلیا ہارون کے حکم سے اور محمد ابن سلیمان کا بیان ہے کہ جناب امام ع نے اپنی جد امجد کی قبر منور سے مخاطب ہوکر عرض کی کہ آپ کی امت بدکردار سے کیسے ظلم ہورہے ہیں اسیطرح یہ جور و جفا محض بے جرم وخطا اس برگزیدہ خدا کو گرفتار کرکے ہارون کے پاس لیگئے تو اوس شقی ازلی نے کلمات ناسزا سنائے آپ خاموش کھڑے رہے یہ واقعہ ۲۰ ماہ شوال ۱۷۹ھ ہجری کو ہوا ہارون رشید نے حضرت امام محمد موسی کاظم ع کو گرفتار کرکے اپنے بھائی چچازاد عیسی کے پاس بصرہ میں روانہ کردیا جب بصرہ میں پونچے عیسی ابن جعفر عیش عشرت میں بیٹھا تھا اور خط پڑھکر امام کو قید کردیا افسوس حیرت کا مقام ہے عیسی کو ذرا رحم نہ آیا تاریخوں میں ثابت ہوا ہے کہ عیسے نے اس شمع امامت کو اندھیرے جگہ میں بند رکھا کامل ایک برس تک قید رہے چند بار ہارون نے عیسی کو لکھا کہ امام کاظم ع کو زہر دیکر شہید کرڈالو اور عیسی نے آپکی سلامت نفسی اور نیک مزاجی اور حسن اخلاق اور صبر و رضا کو مشاہدہ کرکے بے قصور تصدیق کیا اور گریہ کیا اور اوسکا دل آپکی قدر منزلت کیطرف راغب ہوگیا اور حکم ہارون کی تاخیر کی قتل نہ کیا اور وجہ اسیری پر غور شروع کردی اور ظاہر باطنی کوئی وجہ ثابت نہ ہوئی اور دل اسکا ضرور نرم ہوا اسنے یہ سوچا کہ شاید آپ کی اخلاق درست نہ تھے جس سے خلیفہ نے قید سخت آپ کو دی ہے عیسی نے اپنے غلام کو مقرر کیا کہ امام ع کی روزانہ مشاغل کا غور کرے کہ کس طرح کے کلمات ارشاد فرماتے ہیں افسوس ہے زمانہ کی ناقدری پر جو حقیقی اخلاق نبوی کے وارث اونپر شبہہ بداخلاقی کریں امام ہمام کے محاسن عادات اور صبر و رضا دیکھکر عیسی کا شبہہ نکل گیا

اور غلام نے بچشم دیدہ احوال پیش کیا کہ اے امیر میں نے نہایت غور سے دریافت کیا ہے آپ کو سوائے عبادت ربانی و تلاوت قرآنی کی اور شغل کے مصروف نہیں پایا اور کلمہ آپ کی زبان مبارک سے ظاہر نہیں ہوا سوائے شکریہ کے اور کسیوقت یہ کلمہ فرماتے تھے کہ بار الہا اپنی خاص عبادت کیلیئے خلوت تنہائے عطا فرما وہ دعا میری قبول ہوگئی اس تیرے عطیہ کا ہزار ہزار شکریہ کرتا ہوں جب عیسٰی کے دربار میں اوس غلام نے بیان کیا ان کلمات سے حاضرین رونے لگے اور عیسے راسخ العقیدہ ہوکر خدمت امام میں حاضر ہوا او دعافی کا طالب ہوا آپنے معاف فرمایا عیسے اپنے قدم رفتار گمراہانہ سے دست بردار ہوکر آپ کا معتقد ہوگیا عیسے نے ہارون رشید کو یہ واقع لکھا کہ امام موسٰی کاظم کو میری قید میں عرصہ ایکسال کا گذر گیا ہے میں جاسوس مقرر کیئے تھے کہ انسے کوئی کلمہ غیر ظہور ہووے لیکن سوائے عبادت باری تعالی و تضرع زاری و تسبیح تہلیل کی کوئی شغل نہیں پایا گیا ایسے مقدس عیبوں سے پاک پاکیزہ بزرگ کے اسیری گوارہ نہیں ہے اپنا معتبر آدمی بھیجدیں میں اوسکے ہاتھ امام کو واپس دوں اگر دیر ہوگی تو میں انکو قید سے رہا کر دونگا صاحب روضۃ الصفا نے اس واقعہ طول کو نہایت اختصار سے لکھا ہے اتنا ہی غنیمت ہے ہارون رشید کو عیسی کا خط پڑھکر زیادہ آگ لگ گئے اوسنے فورًا امام عالیمقام کو بغداد طلب کیا اور فضل ابن ربیع کو بلاکر اوسکے سپرد کیا عبداللہ قزوینی کا بیان ہے کہ میں فضل ابن ربیع کے قریب گذرا اوس نے خود بلا کر ایک سرداب میں لیجا کر کہا دیکھ رہے ہو میں نے دیکھکر کہا ایک سفید کپڑا دکھائی دیتا ہے فضل ابن ربیع نے کہا وہ تمہارے آقا ہیں جنہیں سفید کپڑا بتلاتے ہو یہ حضرت امام موسی کاظم ع ہیں میں حیران اور پریشان ہوگیا اور وجہ ندامت کے امام عالیمقام کو منہ نہ دیکھا سکا اور فضل کو کہا کہ بھائی خدا سے خوف کر اور حتی الامکان امام کو ایذا نہ دے اسکا نتیجہ باعث زوال نعمت ہے اور ترک ادب انکا سخت مصائب کا سبب ہے فضل نے جواب دیا بھائی ہارون نے جب فضل سے کچھ بنتا نہ دیکھا تو اوس نے وزیر یحیی برمکی کے سپرد کیا امام صاحب ایکسال یحیی برمکی کی زیر حراست قید رہے وہ لعین سخت ایذا دیتا رہا ۱۸۰ ہجری کا زمانہ تھا فضل ابن ربیع کا بیان ہے کہ مجھکو ہارون نے وقت شب کو بلایا میں گیا تو کیا دیکھا خلیفہ کا رنگ بیرنگ ہو رہا ہے اور غضب سے مجھے کہا امام محمد موسی کاظم ع کو اوسیوقت لے آ ورنہ تجھے قتل کر ڈالونگا میں لاچار آنحضرت کو لینے چلا آگے یحیی کے غلام سے اجازت لیکر اندر گیا اور کہا السلام علیک یا ابن رسول اللہ آپ نے فرمایا بے وقت آنیکے کیا وجہ ہے میں نے عرض کی ہارون نے بلایا ہے فضل ابن ربیع قائل ہے کہ امام زمانہ اوٹھے اور میری ہمراہ تشریف لیچلے جب ہارون کے قریب گئے تو آثار غضب نہ دیکھے میں نے کہا امام موسی کاظم ع حاضر ہیں ہارون تعظیم کو اوٹھا اور تخت پر امام کو بیٹھالیا اور کہا آپ میری ملاقات کو کیوں نہیں آتے آپنے فرمایا تمہارے سلطنت دنیاوی ہے اور اسکی محبت زہریلی ہے اور خدا کی محبت کا مانع ہے یہ سنکر ہارون نادم ہوا اور آپکو رخصت کر دیا فضل ابن ربیع کا بیان ہے کہ جب میں امام کو آپ کے مقام پر پونچا کر واپس آیا اور میں نے ہارون سے پوچھا آپ اسقدر غضب میں تھے بڑے ملائم ہوگئے اور تقدیر کی جگہ امام کے توقیر کی ہارون نے کہا اونکے قتل کا عزم بالجزم تھا مگر معلوم ہوا تمام ایوان میں قدرتی ہل چل پڑ گئے اور قصر لرزہ میں آ گئی اور ہزارہا اژدہا

...ہارون نے تو چند بار آپ کے قتل کا حکم دیا ہے کیا کروں خواہ مجھکو خلیفہ قتل کرے امام کو ہرگز ایذا نہ دونگا۔

ہولناک اُٹنے لگیں ◆

## ہارون رشید نے سندی ابن شاہک کو امام عالیمقام کے قتل کا حکم دینا

علامہ علا ابن حجر صواعق محرقہ میں تحریر کرتے ہیں کہ ہارون رشید نے عیسیٰ ابن موسی کے جواب میں سندی ابن شاہک کو لکھا کہ امام موسی کاظم کو بصرہ سے لی آئے جب وہ لعین آنحضرت کو لایا سندی کو آپ کے قتل کا حکم دیا اوس نے کھانے میں بروایت رطب تازہ میں آپ کو زہر دیا جس سے آپ لوٹ پوٹ ہو گئے اور تین یوم کے بعد عالم فناہ سے ملک بقا کو راہی ہو گئے پر دوسرے مقام پر ابن حجر لکھتے ہیں کہ ہارون آپکو اپنی ہمراہ بغداد لیگیا اور وہاں آپکو پابجولان کر کے قید رکھا تا وقتیکہ زہر دیکر مار نہ ایا ملا عبدالرحمن جامی شواہد النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ یحیٰ ابن خالد برمکی نے حسب الحکم ہارون رشید کے حضرت امام موسی کاظم ع کو زہر دیا آپ نے فرمایا اج مجھکو زہر دیا جاویگا اور کل میرا بدن زرد ہوگا پھر سُرخ پھر سیاہ ہوگا اسکے بعد میری وفات ہوگی یہ نسبت ان حضرات مندرجہ بالا کے خاوند شاہ ہروی نے اپنی تاریخ معتبر روضۃ الصفا کے دفتر سیوم میں کسقدر تفصیل سے کام لیا ہے اُنکی اصلی عبارت یہ ہے کہ ہارون رشید در ایام حکومت خویش فرمان داد تا امام موسی کاظم را از مدینہ بدار السلام بغداد بُردند و ہارون او را بہ سندی ابی شاہک سپردہ یحیٰ ابن خالد برمکی باغوائی ہارون رشید آنجناب علیہ السلام را در حبس زہر داد تا درگذشت وفات او در سنہ ۱۸۳ ہجری ثلاث و ثمانین و مائتہ اتفاق افتاد و مدفنش ہم دراں سرزمین است در خطیرہ زمین کہ بگورستان قریش اشتہار داشت نقل است کہ چوں حضرت امام موسی کاظم ع مسموم گشت فرمود کہ مرا امروز زہر دادند فردا بدن من زرد گشتہ و بعد ازاں نصفے سُرخ خواہد گشت و پس فردا سیاہ خواہد شد و آنگاہ خواہم مُرد و ہر چہ امام علیہ السلام گفتہ بود از قوت بہ فعل در آمد مدت حیات شریفش بقولے صاحب ربیع الابرار چہل و پنج سال بود باتفاق جمہور جناب امام محمد موسی کاظم وفات ۲۵ ماہ رجب المرجب سنہ ۱۸۳ ہجریہ میں واقع ہوئی امام علیہ السلام کے فضائل میں تحریر ہے کہ آپ نے مادام الحیات کسی شخص سے تُرشروئی اور رکھائی سے بات نہیں کی کبھی اور کیسکی دل آزاری اور ایذا رسانی پر مائل نہیں ہوئے کیسکی غیبت شکایت اور عیب جوئی آپ کو پسند نہ تھی نہ ایسا ذکر کرنیوالیکو اپنی مجلس کی اجازت دیتے تھے بزرگوں کی تعظیم اور جوانوں کیقدر اور بچوں سے محبت مدنظر تھی اور آپ کے اوصاف امام صباغ مالکی اپنی کتاب میں یعنے فصول المہمہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام موسی کاظم ع اپنے زمانہ کے لوگوں میں زیادہ عابد و عالم و سخی و فیاضی دست و نفس پاک تھے فقرا مدینہ کے گھروں میں درہم دینار اور کھانے پوشیدہ بھیجا کرتے تھے اور طبقات الحفاظ میں لکھا ہے کہ بباعث کثرت عبادت آپکو عبدالصالح کہتے تھے اور صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام کاظم ع ملک عراق میں حاجتوں کے پورا ہونیکا دروازہ مشہور تھے یہ محاسن عادات اور مکارم اخلاق آپ کی مشہور ہیں تشریح کے محتاج نہیں ہیں فصل الخطاب میں خواجہ محمد پارسا لکھتے ہیں کہ آپ کا ہر روز سجدہ معبود اتنا طول ہوتا تھا کہ زوال آفتاب تک وقت تمام ہوتا تھا سمجھنے کیلئے اتنا ہی کافی ہے آپ کے عقاب کا سلسلہ نسب زیادہ۔ ہے مگر

مختصر دو تین سالک یہ فقیر عرض کرتا ہے +

فصل ابن ربیع کا بیان مذکورہ بالا جو حضرت امام محمد موسی کاظم ع کو حکم ہارون رشید لایا تھا اور جب امام صاحب تشریف لائے تو اوٹھکر تعظیم دی اور رخصت کر دیا فضل ابن ربیع کا بیان ہے کہ میں امام عالیمقام کو انکے مقام پر پہونچا کر واپس آیا تو میں نے ہارون رشید سے پوچھا پر ملائم ہو گئے تقدیر کی جگہ امام کی توقیر کی ہارون رشید نے کہا ارادہ انکے قتل کا ضرور تھا مگر مجھکو قہر لرزاں اور آوازیں ہولناک آنے لگیں میں حیران ہوا مثل تصویر بنگیا مگر یہ راز افشا نہ ہو ناظرین خیال فرمائیں ایسے مشاہدات دیکھکر ہارون کو ذرا اثر نہ ہوا جو ظالم ترین مردم تھے وہ نگراں آپ کے تھے وہ زیر ہو گئے عیسی اور فضل اور یحی برمکی اور اسکا بیٹا آپ کے حلقہ بگوش ہو گئے مگر افسوس چشم دنیا مست مخموران واقعات عجیبہ کو معمولی تعبیر کرتے ہیں انکی غفلت کا باعث ہے کہ وہ ان امور قدرتی تصرفات اور روحانی مشاہدات پر کم ادراک رکھتے ہیں سعادت سے محروم اور نعمات الٰہی سے بے بہرہ رہتے ہیں ہارون رشید نے سندی ابن شاہک کے نام حکم جاری کیا کہ امام موسی کاظم ع کو یحی کے قید خانہ سے نکال کر محبس شاہی میں مقید کرے سندی وہ تھا جسکی شقاوت اور ظلم ستم تمام عرب میں مثل مسلم ابن عقبہ حجاج ابن یوسف مشہور تھے ہارون نے امام کی حراست اسکی سپرد کرکے کہا امام کو زندہ نہ چھوڑیگا تین حراستوں کے احوال لکھے گئے اب چوتھے حراست یہ ہے آخر نگہبانی کے واقعہ جو ہارون کا خاص ضمیمہ معلوم ہوتا ہے سندی نے امام کو قید کیا ہارون کے رقعہ سے اگر امام کی نگہبانی اپنے ذمہ لی تاریخی مشاہدہ سے ثابت ہے کہ دن میں چند مرتبہ آکر کے اور گوش لگاکر ہارون سنتا تھا مگر سوائے خاموشی کے کوئی کلام نہ سنتا تھا ہاں کبھی آواز آتی تو عبادت ربانی اور تلاوت قرآنی کے سنگدل شقیق القلب ہارون کے پتھر دل پر کوئی اثر ہوتا تھا ہزار ہا تدبیریں آنحضرت کے قتل کی کرچکا اسکے بعد اوسنے یہ چال کی امام کو دربار میں بلایا اور پوچھا کہ میری سمجھ میں آجتک نہ آیا کہ آپ لوگوں کو کس حق سے جناب ہاشمی یا آپ صلعم کا فرزند صلبی ہونا کیونکر بتلاتے ہیں حالانکہ پیغمبر نے بعد اپنے کوئی اولاد ذکور نہیں چھوڑی جو آپ کی صلبی اولاد کہے جانیکا استحقاق رکھتے ہو آپ حضرات انکی دختر کی اولاد ہیں فرزند صلبی کیسے کوئی دلیل پیش کیجئے آپ نے فرمایا اے ہارون خداوند تعالے نے جس استحقاق سے حضرت عیسی ابن مریم کو فرزندان حضرت ابراہیم ع میں داخل کیا اوسے دلیل سے ہم لوگ بھی جناب محمد صلعم کے فرزند جناب فاطمہ زہرا ع کیجانب سے شمار کئے گئے اور آیۂ مباہلہ کی تفسیر ہارون رشید کو سنا دی جواب کافی سنکر ہارون سکتہ میں آیا اور کہنے لگا کوئی تمنا ہو تو فرمائیں اوسکی تعمیل کروں امام عالیمقام نے فرمایا ہمکو مدینہ منورہ کی اجازت دیدو ہارون نے کہا بہلا مدینہ کو روانہ کرونگا ہارون کی بدگمانی و کور باطنی میں کوئی فرق نہ آیا وہ آپکے قتل کی تمنا میں جیسا تھا ویسا ہی رہا جبتک اس شمع امامت اور چراغ ہدایت پر ظلم کا ہاتھ مار کر گل نہ کرلیا اوسے چین نہ آیا عداوت کا باعث یہ تھا برابری دعوی جو امام کے مقابلہ میں ہارون رشید کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا اور ایسے ہی انکے سابقہ تین بزرگوں نے اپنے معاصر امام زمانہ کے ساتھ سابقہ پیدا ہوچکے تھے جسطرح ان لوگوں نے کیا تھا اوسیطرح ہارون نے اپنے ہمعصر امام زمانہ کی عداوت کا اظہار کیا جن حضرات سابقہ امم کی اخبار و آثار قدیمہ کو ملاحظہ کیا ہے وہ

اس قدیم طریقہ کی حقیقت سے خوب واقف ہیں انکو ثابت ہوچکا ہے کہ دنیا میں جتنے خاصان خدا اور انبیا اولیا اللہ سلام اللہ علیہم کے خون ناحق کئے گئے ہیں اور سخت ایذائیں پونچائی گئیں اسکا باعث یہ تھا دنیاوی حکمرانوں کے دماغ میں یہ پیدا ہوگیا تھا وہ اپنی حکومت امارت کے سامنے انکی روحانی حکمت وجلالت کا اعتبار نہ کرتے تھے اور نہ انکے حقائق آثار وقار کو کوئی چیز سمجھتے تھے بلکہ انکے ظاہر حال پریشاں دیکھکر اپنی مجالس کے قابل نہ جانتے تھے اور انکی ارشاد ہدایت کو اپنی رعایا کی اغوا اور مفسدہ کا باعث بتلاتے تھے اور انکے کرامات اور معجزات کو جادو سحر اور طلسمات کہتے تھے اور انکی کلام معجزہ نظام کو خلل دماغ جنون وہذیان سے تعبیر کرتے تھے اور انکے وجود ذیجود کو اپنے تصرف ملوکانہ کے خلاف ومضر جانتے تے اور انکے قتل کردینے سے انکی یہی مراد تھی کہ ہدایت کے آثار دنیا کی سطح پر قائم نہ ہوسکیں اگرچہ یہ لوگ ان حضرات کے قتل پر قابو پاتے گئے اور خون ناحق بہاتے گئے مگر خاصان الٰہی کی اخبار وآثار انکے حکام کے برعکس صفحہ روزگار پر ہمیشہ کیلئے مستحکم برقرار رہے اور انکے زرین کارنامے دنیا کی تاریخوں میں ہزار قدر منزلت سے لکھے پڑھے جاتے ہیں ہارون رشید نے کہا تھا کہ آپ جلد مدینہ میں جائینگے مگر اس عہد شکن نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا امام عالیمقام کو قید خانہ میں بھیجا دیا ہارون جب تھک گیا تو قتل امام کی نئی تدبیر سوچی ایک کنیز قبولی صورت کو سمجھا کر قید خانہ میں بھیجا امام حسب دستور عبادت تضرع میں مصروف تھے اوس فتنہ روزگار نے ہزاروں ناز انداز دکھلائے مگر خدا کی سچی جانباز نے اپنا سر جانماز سے نہ اوٹھایا جب فارغ ہوئے تو پوچھا تجھے کس نے بھیجا ہے اور کس غرض سے وہ بولے خلیفہ عصر نے آپکی خدمت کیلئے ارشاد کیا ہے آنحضرت نے فرمایا مجھے تیری ضرورت نہیں ہے نہ مجھکو آپنا آرام درکار ہے آپ پھر اپنے معاملات میں مشغول ہوگئے وہ کنیز بیٹھی دیکھتی رہی آپکی عبادت گزاری گریہ زاری اور علاوہ چہرہ انور کی عظمت جلالت اور روحانی وجاہت دیکھتی رہی اسکے قلب پر اثر ہوا وہ ایکبار خوف الٰہی سے ترساں ہوکر سجدہ میں گر پڑی جب دیر ہوئی تو ہارون اندر گیا تو دیکھا سجدہ میں نہایت زاری سے ذکر الٰہی کرتی ہے اور کانپتے ہی ہارون کے حواس جاتے رہے اور ہمراہی اوسکے بے اختیار رونے لگے کنیز لیکر باہر چلا آیا جب اوسکی تاثیر ہونیکا حال پوچھا تو اوسنے عرض کی اے امیر میں امام کو دیکھکر سجدہ میں ہوگئی اور اس عالم بیہوشی میں دیکھا کہ میں ایک باغ پر فضا میں پونچگئی اور وہاں بہت کنیزہائے خوش جمال یہ ذکر الٰہی کر رہی ہیں جو میں کیے رہی ہوں اون کنیزوں نے کہا مجھکو کہ تم کون ہو میں نے کہا خلیفہ نے مجھکو امام ع کی خدمت کیلئے بھیجا ہے وہ بولیں تم امام کی خدمت کے قابل نہیں ہو ہمکو انکی خدمت پر پروردگار عالم نے مامور کیا ہے ہارون کو سنکر حیرت ہوئی مگر ایسی روشن شہادات سے بھی اوسکے دل پر اثر نہ ہوا وہ آپکے قتل کی اور تدبیر سوچنے لگا اور اوس کنیز کو قید کردیا کہ یہ واقعہ کسی سے نہ کہدے پھر ہارون رشید نے دور دراز سے وحشی لوگ جو خدا ورسول کو نہ جانتے تھے منگا کر قتل امام پر مامور کیا وہ یکصد اشخاص تھے انکو ہارون لایا دروازہ قید خانہ پر اونکو حکم دیا کہ اندر جاؤ اور جو شخص تمہیں اندر ملے فوراً قتل کرڈالو جب وہ لوگ اندر گئے تو دیکھا کہ ایک مقدس بزرگ فرشتہ صورت قدسی سیرت چہرہ نورانی شعشعہ ریا کا پیدا تھا بکمال آہ وزاری سجدہ

باری میں مشغول ہے یہ عالم دیکھکر اونکے جو سنگدل تھے اب آپ ہوگئے اور حسرت بہ اوٹھا نقش بدیوار کھڑے رہے جب امام علیہ السلام فارغ ہوئے تو اونکی زبان میں پوچھا کہ تمہارے آنیکا کیا سبب ہے وہ کلام مبارک سنکر دیوانے ہوگئے اور آپ کے قدموں پر سر نیاز جھکادی ہارون اندر گیا اور چپ چاپ انکو باہر نکال لایا جہاں کی تھے وہاں بھیجدیا اب آگئے سنئے ہارون کی تمام تدبیریں اوسکی تمنا کی برخلاف نکلیں وہ جسکو تجویز کرتا تھا کہ یہ ظالم ترین ہے وہ نرم ہوکر امام کے قدموں پر گرتا تھا اور موافق ثابت ہوتا تھا اگر کوئی وہم کرے کہ امام کے فیض کا اپنا اثر کیوں نہ پہونچا سکے اور گمراہی سے صراط المستقیم پر کیوں نہ لاسکے ہدایت ہارون کے متعلق تائید ربانی اور توفیق یزدانی کا ذریعہ منقطع ہوچکا ہے وہ اپنی بدبختی اور زبون اعمال کے حد و دتک پونچگیا تھا خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ کے او مصداق اوس پر پورے صادق آچکے تھے جب ہارون چاروں طرف سے تھک گیا تو ایک دن یحیٰی ابن خالد سے کہنے لگا میں حضرت امام موسیٰ کاظم کے مقابلہ میں سخت متفکر ہوں جسقدر اونکے قتل پر اصرار کرتا ہوں اوسیقدر ذلیل خوار شرمسار ہوتا ہوں یحیٰی نے عرض کی آپ انکو رہا فرمائیں اسلئے انکی قید سے تمام لوگوں کے قلوب روز بروز برگشتہ ہوتے جاتے ہیں اور جسطرح آپکی جور و ستم اور ایذا کی تمام شہرت ہوتی جاتی ہے اوسیطرح انکی بیگناہی اور عظمت وجلالت ہر طرف عالم کو ثابت ہوتی جاتی ہے میرے نزدیک انکی رہائی کا حکم ضروری ہے ہارون کہا اچھا ابھی جاکر اونکے پاؤں اقدس سے زنجیروں کو نکال ڈالو اور یہ اقرار لیلو کہ آپ دربار میں آکر معافی مانگیں اور کہیں جو قصور ہے ہمارا ہے ہارون کا کوئی قصور نہیں ہے یحیٰی امام کے قریب قیدخانہ شاہی میں گیا اور عرض کیا پیغام ہارون کا حضرت نے ارشاد فرمایا میری تکلیف کا زمانہ تمام ہوگیا ایک ہفتہ میری زندگی باقی ہے میں اب بادشاہ کے خوف سے ان گناہ کا اقرار کروں جو میں کبھی کسی نہیں کی اور جان بچانیکے لئے جھوٹ بولوں یہ نہ ہوگا اور فرمایا اے یحیٰی زوال تمہارا ابھی قریب ہے ہارون تم سے بھی منحرف ہوجائیگا تمہاری اولاد و اصحاب تباہ کردیگا بے خوف نہ ہو اور ہماری طرف سے جاکر کہدو تمہارے درخواست کرنے سے مجبور ہوں جلدی منزل مقصود پر پہونچنے والا ہوں اور تو اپنی مراد پر پہونچنے والا ہے یحیٰی نے جب جاکر کہا وہ سنکر نہایت پیچ و تاب کھاکر کہنے لگا وہ غیب دانی کے دعوؤں سے باز نہیں آتے میری ہمدردی کو بھی کچھ چیز نہ سمجھا میں ہفتہ تک اونکا خاتمہ کردیتا ہوں امام علیہ السلام کے خون ناحق پر سر عام اقرار اظہار ہو رہا تھا ہارون نے سندی ابن شاہک سے ملکر انگور زہر آمیز امام زمانہ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا سندی انگور لیکر گیا دس دانہ انگور آپ نے تناول فرمائے ہارون کا کتا سندی کے ہمراہ تھا ایک دانہ اوسکے آگے ڈالدیا وہ دانہ کھاکر مرگیا یہ دیکھکر سندی واپس آیا اور ہارون سے یہ سارا ماجرا کہہ سنایا وہ کہنے لگا زہر بھی ضائع ہوا اور کتنے کی بھی جان گئی ہزار افسوس کا مقام ہے ہارون نے کتے کے مرجانے پر اتنا اظہار کیا اور فرزند رسول اللہ صلعم اور جگر بند بتول کا کوئی خیال نہیں کرتا تھا مسیب ابن زہیر ناقل ہیں کہ میرے سندی کو خبر کی وہ علما فضلا کو لیکر امام کے پاس آیا

اور لوگوں سے کہنے لگا تم سب لوگ دیکھ لیں جہالت پیشہ لوگوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ ہارون امام کو تکلیف دیتا ہے اور امام موسی کاظم پر اب تک کوئی آزار نہیں پہونچایا گیا اور نہ ضرب شمشیر سنان تیر کی تکلیف دیگئی اور عضا حضرت کے بھی سندی نے لوگوں کو دیکھلائے گئے اسکے بعد امام نے فرمایا کہ اے معشر الناس تم لوگ گواہ رہو کہ آج تیسرا روز ہے مجھے سندی نے انگور میں زہر ہلاہل بحکم ہارون سے دیا ہے کل تمام بدن میرا اثر زہر سے سبز ہوجائیگا اور پھر میں انتقال کرونگا سندی سنکر بیخود ہوگیا اور تمام کو باہر کر دیا اور آپ ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگا کہ اگر یہ امر ایسا ہوتا ہے تو مجھے اجازت تجہیز تکفین فرمائی جاوے آپ نے فرمایا واللہ نہیں تو میرے غلام کو بھیجدے جو میرے ساتھ آیا تھا وہ میری ضروریات آخریکا متکفل ہوگا میرا کفن میرے ساتھ ہی مسیب ابن زہیر کا بیان ہے کہ میں تجہیز تکفین تک آپ کے پاس حاضر تھا جب تیسرا روز ہوا تو آپ نے پانی منگایا میں نے حاضر کیا قدرے نوش فرمایا انکی وفات کا یقین ہوگیا میں روتا باہر بیٹھا تھا بار دیگر حجرے کے اندر گیا تو دیکھا ایک جوان رعنا آپ کے بالین پر ہے اور آنحضرت کے لب مبارک اوس جوان کے کانوں سے ملے ہیں اسے اثنا میں وہ غلام سامان تجہیز لیکر حاضر ہوا آپ کے طائر روح نے قفس عنصری سے ریاض قدس کو پرواز کی مسیب ناقل ہے کہ وہ جوان رعنا قلق سے روتا تھا اور میں بھی روتا تھا اوس جوان نے دروازہ بند کر لیا اور لاش مطہر کو غسل و حنوط سے فارغ ہوا اور جنازہ اطہر تیار کر کے نماز پڑہائی میں بھی اسکا شریک رہا جب وہ جوان نماز جنازہ سے فارغ ہوا تو غائب ہوگیا میں نے غلام سے پوچھا تو اوس نے کہا آپ کے صاحبزادے امام موسی علی رضاؑ تھے میں نے کہا وہ تو مدینہ میں تشریف رکھتے ہیں یہاں کیسے آئے خادم نے کہا یہ اسرار ربانی ہیں جنکی حقیقت سمجھنے سے فہم انسانی بالکل مجبور معذور ہے تیں آجتک بھی معلوم نہوا کہ امام کی جملہ ضروریات آخری امام ہے انجام دیتا ہے مسیب ابن زہیر کہتا ہے کہ میں نے سندی کو وفات آنحضرت کے خبر پہونچای اوس شقی ازلی نے آکر تمام لوگوں پھر لاش مطہر کا مشاہدہ کرایا کہ دیکھو کوئی زخم تو نہیں ہے پھر سندی نے لاش اٹھوائی اور ہارون کی منادی عام طور پر یہ ندا کرتے تھے کہ جسکو خبیث بن خبیث کو دیکھنا ہو وہ اس میت کو دیکھ لے اسے اثناء میں سلیمان بن ہادی ہارون کا بھائی پوچھنے لگا کس کا جنازہ ہے انہوں نے عرض کی کہ امام موسی کاظمؑ کا جنازہ ہے کہ شاہی حکم ہے جنازہ نہ کیا جاوے یہ سنکر سلیمان کو سخت صدمہ ہوا برہنہ سر و پا اوٹھکر مل گیا اور خفا ہوکر کہا یہ کلمات نہ کہو یہ کہو جسکو طیب ابن طیب طاہر ابن طاہر کو دیکھنا منظور ہو وہ اس لاش مطاہر کو دیکھ لے تمام شہر کے عمائد سلیمان کے ساتھ ہوئے اور جنازہ کیا اور دوسرا کفن بھی دیا جو وہاں سے ہزار دینار کو خریدا تھا تمام قرآن مجید اوسپر لکھا ہوا تھا بڑے اکرام سے لاش مطہر آپکے کاندھے پر اوٹھائے اور دفن کیا جہاں ابتک ضریح اقدس انور موجود ہے ◆

تاریخ الائمہ مولفہ جناب سید وزیر حسین خان صاحب مسیح رائے بریلی ساکنہ قبضہ پیر بیرو ملک علاقہ راج بھرتپور اپنی تاریخ میں حضرت امام محمد موسی کاظمؑ کے ستائیس ۲۷ فرزند تھے لکھتے ہیں اور لواعج الاحزان میں تئیس ۲۳ پسر مرقوم ہیں انحضرات کے اسما مبارکہ یہ ہیں حضرت امام علی ۱ موسی رضا و سید ابراہیم ۲ و سید قاسم ۳ و سید اسماعیل ۴ و سید جعفر ۵ و سید

ہارون ۶ وسید حسن ۷ وسید احمد شاہ چراغ ۸ وسید محمد ۹ وسید حمزہ ۱۰ وسید عبداللہ ۱۱ وسید اسحاق ۱۲ وسید عبداللہ ۱۳ وسید لیید ۱۴ وسید حسن ثانی ۱۵ وسید فضل ۱۶ وسید سلیمان ۱۷ وسید علی ۱۸ وسید حسن ثالث ۱۹ وسید عبداللہ ثانی ۲۰ وسید جعفر ثانی ۲۱ وسید عمر اشرف ۲۲ وسید اسحاق ثانی ۲۳ وسید عباس ۲۴ وسید قاسم ثانی ۲۵ وسید عباس ثانی ۲۶ وسید حسین ۲۷ ؂

تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب اسلام صفحہ ۵۰۰ میں لکھا ہے کہ میر تیمور نے ارادہ جنگ کا کیا اور بمقام اردبیل آیا تو سید خواجہ علی ابن سید صدرالدین ابن سید شاہ صفی الدین موسوی اردبیلی کی خدمت میں آکر عرض کی یا حضرت میری فتح ہو آپ نے فرمایا تیری فتح ہوگئی آخر امیر تیمور کی فتح ہوئی اور بہت مال از جواہرات غنیمت ہاتھ آیا جب امیر تیمور بایزید پر غالب ہوا اور بے شمار سپاہی اسکی قید کر لایا اور بہت مال زر آپکی نذر لیکر آیا سید خواجہ سید علی نے فرمایا یہ مال ہمارے درکار نہیں ہے اور قیدی سب بایزید کے ہمکو دیدو امیر تیمور نے قیدی آپکے حجرہ میں سب داخل کیے چند ہزار قیدی حجرہ میں داخل ہوگئے یہ کرامت دیکھکر امیر تیمور زیادہ معتقد ہوگیا وہ قیدی سب آپکے مرید ہوگئے جب شاہ سید اسماعیل صفوی ہوئے انہیں قیدیوں کی اولاد نے شاہ اسماعیل اول کو کشورستانی کی ترغیب دی اور ملک ایران مسخر کیا اسی گروہ کو قزلباس کہتے ہیں شاہ اسماعیل صفوی ابن سید سلطان حیدر ابن سید جنید جب سید جنید اردبیلی اپنے باپ کی مسند مشائخی پر بیٹھے اور انکا رتبہ بڑھا خلائق کا اجماع اونکی طرف زیادہ ہوا حاکم وقت مرزا جہاں شاہ نے جو اولاد امیر تیمور سے تھا اشتہار جلا وطنی انکا جاری کیا آپ وہاں سے دیار بکر کو چلے گئے وہاں کے حاکم حسن بیگ نے اپنی دختر سے آپ کا عقد کر دیا وہاں سے مریدوں کا بہت ہجوم ہوگیا سنہ ۸۶۰ ہجری میں جہاد کیلئے گرجستان کو فوج کشی کی اور شہید ہوگئے تب اونکے پسر سید سلطان حیدر کا زمانہ آیا انکے ساتھ ترک بھی تھے جنکو ان نے سرخ ٹوپی تقسیم کی تھی اس سبب سے وہ قزلباس کہلائے الغرض آپ نے قصد جہاد کیا اور شہید ہوگئے انکے تین فرزند تھے ایک سید شاہ اسماعیل تخت ایران پر بیٹھے جب اونکے باپ کے مریدوں کو معلوم ہوا تو اونکے باپ دادا کے خون کی انتقام کی کوشش کی بڑا لشکر قزلباشوں کا جمع ہوگیا سنہ ۹۰۷ ہجری میں الوندبیگ حاکم شہروان پر غالب آئے تھوڑے عرصہ میں ایران کے کثیر حصوں پر غالب آئے ایران میں اس وقت اثنا عشری مذہب کو رونق ہوئی سنہ ۹۰۰ ہجری میں دولت صفوی شروع ہوئی ؂

سلسلہ نسب سید عالی درجات سید شاہ صفی الدین ابن سید امین الدین ابن سید صالح ابن سید فیروز ابن سید محمد ابن سید اشرف ابن محمد ابن سید حسن ابن سید محمد ابن سید ابراہیم ابن سید جعفر ابن سید محمد ابن سید اسمٰعیل ابن سید محمد ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید قاسم ابن سید حمزہ ابن حضرت امام موسیٰ کاظم ؑ ؂

شاہان ایران کا شجرہ نسب شاہ صفی الدین کے اعقاب سید شاہ اسماعیل بادشاہ اول انکے دو پسر سید طہماسپ شاہ وسید محمود خدابندہ انکے پسر شاہ عباس انکے سید سلیمان وسید سلطان حیدر وسید صفی مرزا سید سلطان حسین انکے پسر سید صفی ثالث وسید سلیمان انکے پسر صفی ثالث وسید صفی مرزا انکے پسر سید حسین انکے دو پسر سید طہماسپ ثانی وسید صفی ثالث انکے پسر سید سلیمان انکے پسر سید عباس ثانی انکے دو پسر سید صفی مرزا وسید محمود خدابندہ انکے

پسر سید طہماسپ انکے سید اسماعیل ثانی پسر سید حیدر ۔

سید شاہ صفی الدین انکے پسر سید صدر الدین موسی انکے پسر سید علی خواجہ انکے پسر سید جنید انکے پسر سلطان حیدر انکے پسر سید حیدر انکے پسر سید اسماعیل بادشاہ اول انکے پسر سید طہماسپ انکے دو پسر سید اسماعیل ثانی و سید محمود خدابندہ انکے پسر سید شاہ عباس انکے پسر تین سید سلطان حسین و سید سلیمان و سید صفی مرزا انکے پسر سید شاہ صفی انکے پسر سید عباس ثانی سید شاہ صفی الدین موسوی کی اولاد سے نو شخص بادشاہ تخت ایران پر سلطنت کر چکے ہیں شجرہ نسب انکا تاریخ فرمانروایان اسلام سے اور تذکرۃ السادات سے لکھا گیا ہے ابتک ایران کے گورمنٹ کا مذہب حقہ شیعہ ہے سادات عظام خلفائے فاطمین اسماعیلیہ کے بعد سید شاہ صفی الدین کی اولاد نے بعزت تمام ایران میں سلطنت کی اور مذہب حقہ شیعہ اثنا عشریہ کو تقویت دی ایک اخبار میں لکھا دیکھا شیعوں کے پانچوں نقطے اور سنے کی تین ان لفظوں سے ہے اپنی اپنی ملت کا ثبوت تین نقطوں سے ہے حُبِ ثلاثہ کی دلیل پانچ سے ہے حُبِ پنجتن کا ثبوت ۔

ذکر دوئم سید السادات احسن الاوقات سید علاء الدین کنتوری ہیں صاحب اولاد ابن سید عزیز الدین اور عزیز الدین کے بھائی سید صفیر الدین ابنہ سید شرف الدین جو سہلٹ سے واقع بنگال چلے گئے پسران سید اشرف ابی طالب نیشاپوری مدفون رسولپور ابن سید محروق ابن سید ابو القاسم ابن سید علی عسکری ابن سید ابو محمد ابن سید محمد جعفر ابن سید محمد مشہری ابن سید علی رضا ابن قاسم ابن سید حمزہ ابن حضرت امام محمد موسی کاظم علیہ السلام ۔

سید علاء الدین ملقب علی بزرگ اس جناب کے چار فرزند سید جمال الدین کنتوری و سید جلال الدین کنتوری و سید ذکریا مورث سادات جرول و سید عبداللہ مورث سادات دیوے سید امرا علی ابن سید جمال الدین مذکور کے دو فرزند تھے سید عطا انکی اولاد سلیمان آباد میں موجود ہے قریب کرسی کے ہے و سید احمد پدر کریم الدین ابن سید جمال الدین انکی اولاد امجاد بھی قصبہ جرول میں ہے۔ یہ لوگ محمد شاہ تغلق کے زمانہ میں مقرب سلطانی تھے اور برابر اولاد انکی معزز رہی جنہوں نے اکتساب علم کیا وہ عالم باکمال ہوئے اور جو دنیا کی جانب مائل ہوئے وہ منصب دار سلطانی ہوئے انکی اولاد قصبہ کنتور و رسولپور و دیوی ضلع بارہ بنکی اور قصبہ جرول ضلع بہرائچ میں ایک جماعت کثیر ہے سادات جرول کے طہارت نسب میں کوئی شک نہیں ہے ۔

ذکر سوئم سید قطب الدین مورث سادات کڑہ ابن سید عبداللہ ابن سید قاسم ابن سید اسماعیل ابن سید ضیاء الدین ابن سید علی ابن سید ہشام ابن سید قاسم ابن سید طاہر ابن طاہر ابن طیب ابن احمد شاہ چراغ ابن حضرت امام موسیٰ کاظم ع سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے زمانہ میں مشہد سے ہند میں آئے اور ہمراہ اپنے پسران ابو الخیر مورث سادات کڑہ و سید محمد عازم دہلی ہوئے راہ میں بوجہ صعوبت سفر و پیرانہ سالی انتقال فرمایا دونوں بیٹے مع الخیر دہلی پہونچے وہاں سے اودھ کڑا میں آئے سید محمد نے قصبہ دریاآباد ضلع بارہ بنکی میں طرح اقامت کی ڈالی اور انکے خلف الرشید سید محمود انکے پسر سید ببر سید شاہ دریاآباد سے منتقل ہو کر قصبہ نگرام ضلع لکھنو میں سکونت اختیار کی مزار اولاد

اونکے دانپر اہل اعتبار سے موجود ہے طہارت نسب میں کوئی شک نہیں لیکن باوجود یک جدی ہونے اولاد سید ابو الخیر کے آپس میں کوئی قرابت نہیں ہوئی تحفۃ الانساب سے لکھا گیا ذکر چہارم سید السادات سید معین الدین چشتی سنجری ابن غیاث الدین ابن سید سراج الدین ابن سید عبد اللہ ابن الکریم ابن سید عبد الرحمان ابن سید اکبر ابن محمد ابن سید علی ابن سید جعفر ابن سید قاسم ابن سید باقر ابن سید محمد ابن سید علی ابن سید محمد اکبر ابن سید ابراہیم ابن حضرت امام موسی کاظم ۴ سید معین الدین اجمیری انکے تین پسر سید ابو سعید و سید حسام الدین دو لاولد و سید فخر الدین انکے تین پسر سید رکن الدین و سید زین الدین دو لاولد و سید حسام الدین انکے دو پسر سید معین ثانی و سید قیام الدین انکے پسر سید نجم الدین انکے پسر سید احمد کمال انکے پسر سید شہاب الدین انکے پسر سید بایزید انکے دو پسر سید خواجہ شہاب الدین انکے پسر سید خواجہ محمد طاہر انکے پسر سید غیاث الدین ثانی انکے پسر سید معین ثالث انکے پسر سید ابو الخیر مطاہر انکے ہشت پسر سید محمد مسعود و سید شاہ محمود و سید شاہ ولی محمد و سید محمد شاہ و سید محمد طاہر و سید شہاب الدین و سید عین الدین و سید علیم الدین انکے پسر سید علاء الدین انکے پسر سید محمد داؤد انکے پسر سید محمد یوسف انکے پسر سید عبد الرقیب انکے پسر سید محمد جمیل انکے دو پسر سید شیخ خلیل و سید شیخ محمد لطیف انکے پسر سید محمد سبحان انکے پسر سید اقبال حسین انکے تین پسر سید محمد اشرف و سید محب اللہ و سید شاہ محمد زمان اللہ ہمہ موجود موضع جانپور قریب جہاں آباد جاگیردار و سید شیخ محمد خلیل کثیر الاولاد ہیں انکی اولاد موضع کندوکی پرگنہ ایگل ضلع بہار میں آباد ہے اور سید ابو الخیر مطاہر کے ہشت پسر سے چار صاحب لاولد ہیں اونکی اولاد امجاد اجمیر کے نواح میں آباد و شاد ہے +

## ذکر پنجم سادات کاظمی علاقہ بہار میں آباد ہے

سید امیر حمزہ و سید برہان الدین و سید محمد شاہ سید امیر عمر ہرجار ابن سید نور الدین ابن امیر کلال ابن سید امیر حمزہ ابن سید ابراہیم ابن سید محمد قصوری ابن سید حسن مقبول ابن سید عبد الصمد شہید ابن سید جعفر ابن سید امیر حسین ابن سید امیر علی ابن سید امیر حسن ابن سید محمد حسین ابن محمد علی ابن شریف موسی ابن سید ابراہیم ابن حضرت امام محمد موسی کاظم سید نور الدین کے چار فرزندوں کی بسیار اولاد ضلع بہار میں آباد ہے +

## ذکر ششم سادات کاظمی ۴

سید احمد چرمپوش ابن سید موسی ہمدانی ابن سید مخدوم مبارک ہمدانی ابن سید میر خضر ابن سید ابراہیم ابن سید سلیمان ہمدانی ابن سید عبد الکریم ابن سید عبد الحکیم ابن سید عبد الشکور ابن نعمت اللہ ابن سید عبد المجید ابن سید عبد الرحیم ابن سید اسحاق ابن سید احمد ابن سید محمود ابن سید اسماعیل ابن سید عبد الرحمن ابن سید قاسم ابن نور یوسف ابن سید رکن الدین ابن سید علاؤ الدین یحییٰ ابن سید حسن ذکریا ابن سید اسد قریشی عمر ابن سید عبد اللہ ابن حضرت امام محمد موسی کاظم ۴ سید احمد چرمپوش انکے دو پسر سید مخدوم تاج الدین لاولد و سید مخدوم سراج الدین انکے پسر سید عبد الرحمن انکے پسر سید شاہ علی عرف بڈھ انکے پسر سید رکن الدین انکے پسر سید شاہ محمود علی انکے پسر نصیر الدین انکے پسر سید شاہ حبیب اللہ انکے پسر سید محبوب اللہ انکے پسر سید محمود ثانی انکے پسر سید شاہ محمد انکے پسر سید سراج الدین ثانی

انکے پسر سید نور اللہ شاہ انکے پسر سید محب اللہ انکے پسر سید علی اصغر انکے پسر شاہ محمد ثانی انکے پسر سید نعیم و سید نجف علی لاولد و سید احمد علی و سید پیر بخش انکے پسر سید مخدوم بخش انکے دو پسر سید نور الحسین و سید ولایت حسین ہر دو موجود و سید احمد علی انکے دو پسر سید احمد حسین و سید محمد حسین ہمہ موجود قریب علاقہ بہار +

# فقراء اہل تصوف ہندوستان کا مذکور

ناظرین کتاب پر واضح ہو تذکرہ اولیاء ہند میں مرقوم ہے کہ جملہ ارباب تصوف متفق ہیں کہ خرقہ درویشی درگاہ رب العالمین سے بہ شب معراج حضرت رسالت پناہ صلعم کو مرحمت ہوا جب حضرت معراج سے واپس تشریف لائے تو صبح کو محفل اصحابیہ میں بفرمان الٰہی کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا اور علم معرفت کی تعلیم فرمائی وہ خرقہ رنگ گلیم سیاہ کا تھا حضرت نے ستر صاحبوں کو مرید فرمایا اور چار صاحبوں کو اپنا خلیفہ بنایا وہ چار پیر کہلاتے ہیں اول حضرت امام حسن ع دوسرے حضرت امام حسین ع تیسرے خواجہ کمیل بن زیاد چوتھے خواجہ حسن بصری اور وہ خرقہ درویشی عطیہ حضرت رسول اللہ صلعم حضرت علی ع نے خواجہ حسن بصری کو عنایت فرما کر مقتدی مشائخ فرمایا اور جب وہ خرقہ خواجگان چشت میں منتقل ہوا تو خرقہ خواجگان چشت کہلایا چنانچہ وہ خرقہ سید نصیر الدین چراغ دہلوی تک سلسلہ وار پہونچا آنحضرت نے وہ خرقہ اپنے ہمراہ اپنے مرقد میں رکھوا لیا راقم دراق ارباب دانش و بینش کی خدمت التماس کرتا ہے کہ جب خرقہ درویشی شب معراج کو جناب رسالت پناہ صلعم کو مرحمت ہوا اور صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا ہوا اور آنحضرت نے خواجہ حسن بصری کو عنایت فرمایا اور جب معراج حضرت سرور کائنات کو ہوا اسوقت سن شریف جناب رسالت پناہ کا باون برس کا تھا اور یقین کہ علما فضلا اس امر پر متفق ہیں کہ باون برس کا حضرت رسول مقبول ع کا سن شریف تھا جب معراج ہوا اور اس وقت حضرات حسنین ع متولد نہ ہوئے تھے اُن حضرات کا ظہور ظاہری ۳ سنہ ہجری و چار ہجری میں ہوا پس چار خلیفہ اور چار پیروں میں حضرات حسنین کا داخل ہونا قابل تسلیم نہیں کیا جا سکتا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے فرزند بزرگ حضرت امام حسن کو وہ خرقہ عطا فرمایا اور حسن بصری کو عنایت کیا تعجب ہے اور باقی ماندہ ستر اشخاص مرید اور ہفت گروہ تمام اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہے وہ تاج خرقہ لباس خدا اور رسول خدا کا اگر صاحب چراغ دہلوی نے اپنے مرقد مبارک میں رکھ لیا تو وہ بھی گستاخی کا باعث پایا گیا وہ خرقہ نوری لباس ایک علماء دین محمدی کے پاس تا قیام قائم ہونا ضروری امر تھا مرقد میں رکھنے سے کیا فائدہ رسول خدا کی عنایت نعمت عظمیٰ کو زیر زمیں کر دیا اسطرح تسلیم ہو تذکرہ اولیاء ہند میں کیفیت ہفت گروہ کی اس طرح پر لکھی ہے کہ جب فقر بر ملا اسوقت سات گھر مشہور ہوئے اول کمیلیہ خواجہ کمیل ابن زیاد سے دوسرا گروہ بصریہ خواجہ حسن بصری سے تیسرا گروہ اویسیہ خواجہ اویس قرنی سے چوتھا گروہ قلندریہ خواجہ مدایونی قلندر سے مدایوں مکہ میں ایک محلہ کا نام ہے یہ اس محلہ کے ساکن تھے پانچواں گروہ سلمانیہ خواجہ سلمان فارسی سے جاری ہوا

چھٹا گروہ یمینیہ خواجہ یمین الدین شامی سے ساتواں گروہ نقشبندیہ جناب قاسم بن محمد بن ابوبکر بن قحافہ سے جاری ہوا محمد بن ابی بکر حضرت علی ع کو مثل فرزندوں کے تھا محمد نے بیعت خم غدیر کا نکث نہیں کیا اور حضرت قاسم بن محمد امام زین العابدین ع کا خالہ زاد برادر تھا انکو امام زین العابدین ع سے فیض عطا ہوا اور حضرت قاسم سے گروہ نقشبندیہ جاری ہوا ہے یہ صاحبان دونو باپ بیٹا خاندان نبوت کی ہمیشہ فرمانبردار رہے ہیں طریقہ فقر کا حق ہے اور جنت کی بنیاد ہے اور راہ دین اللہ کی بھی ہے اور سلسلہ پیران طریقت حضرت شیخ سید عبدالقادر کا معروف کرخی کو ملتا ہے اور معروف کرخی کو امام رضا ع سے ملا ہوا ہے اور خواجگان چشت کا سلسلہ بھی معروف کرخی سے ملتا ہے اور معروف کرخی کو حسن بصری سے ملایا ہے فقرا قادری طریقہ کے کہتے ہیں خواجہ معروف حضرت امام رضا ع کا دربان تھا اور آنحضرت سے فیض یاب ہوا ہے اور چودہ خانوادوں کی کیفیت یہ ہے کہ خواجہ حسن بصری کے دو خلیفہ ہوئے ایک خواجہ خرد کرخی عبدالواحد بن زید خلیفہ کلاں دوسرے خواجہ حبیب عجمی انکے نو خانوادہ جاری ہوئے وہ قادری کہلاتے ہیں اول حبیبیہ حبیب عجمی سے جاری ہوا دوسرا طیفوریہ بایزید بسطامی طیفور شامی سے جاری ہوا تیسرا خانوادہ کرخیہ سے جاری ہوا چوتھا خانوادہ سقطیہ خواجہ حسن سری سقطی سے جاری ہوا پانچواں خانوادہ جنیدیہ خواجہ جنید بغدادی سے جاری ہوا چھٹا خانوادہ گازرونیہ ابو اسحاق گازرونی سے جاری ہوا ساتواں خانوادہ طوسیہ ابوالفرح طرطوسی سے جاری ہوا اور آٹھواں خانوادہ سہروردیہ شیخ نجیب فردوسی سے جاری ہوا نواں خانوادہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے جاری ہوا اور خواجہ عبدالواحد بن زید خلیفہ کلاں خواجہ حسن بصری ان سے پانچ خانوادہ جاری ہوئے وہ چشت کہلاتے ہیں اول خانوادہ زیدیہ خواجہ عبدالواحد بن زید سے جاری ہوا۔ دوسرا خانوادہ عیاضیان خواجہ فضیل بن عیاض سے جاری ہوا تیسرا خانوادہ ادہمیہ خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی سے جاری ہوا چوتھا خانوادہ ہبیرۃ البصری سے جاری ہوا پانچواں خانوادہ چشتیہ خواجہ ابواسحاق چشتی سے جاری ہوا اور ختم خواجہ بزرگ معین الدین حسن سنجری تک ہوا اور ملفوظ کمالیہ سید کمال الدین حیدر ہاشمی سبزواری نوربخشی میں لکھا ہے ہوا ہے مطابق ہوا کہ سید البدرجات حضرت معین الدین ابن سید غیاث الدین موسوی ۵۶۲ھ ہجری سیر کرتے ہوئے جہاد کشتی پر شہر سبزوار میں تشریف لیگئے اور وہاں سید صلاح الدین محمد نوربخش سے فیضیاب ہوئے اون سے ارادت صادق رکھتے تھے آنحضرت کی اجازت سے ہندوستان میں تشریف آور ہوئے یہ فقیر حیرت میں ہے کہیں کچھ لکھا ہے اور کہیں کچھ واللہ اعلم بالثواب اور تذکرہ اولیا ہند میں لکھا ہے کہ بعد میں ایک خانوادہ سے کئی کئی گروہ جاری ہوئے چنانچہ خانوادہ ادہمیہ سے گروہ خضرویہ نکلا اور خانوادہ چشتیہ سے چودہ گروہ نکلے وہ یہ ہیں چشتیہ۔ کرمانیہ۔ کریمیہ۔ صابریہ۔ قلندریہ۔ نظامیہ۔ مخدومیہ۔ حسامیہ۔ نظام شاہی۔ حمزہ شاہی۔ فخریہ۔ جلیلیہ۔ چوکھا شاہی۔ اور جو گروہ خانوادہ قادریہ سے جاری ہوئے انکی تفصیل یہ ہے کہ خانوادہ طیفوریہ سے چھیاسٹھ گروہ جاری ہوئے شطاریہ اور طبقاطیہ۔ طیفاطیہ کے پینسٹھ جزو ہیں سات عاشقان کہلاتے ہیں اور چار خادمان اور طالبان اور باون دیوانگان مشہور ہیں اور خانوادہ جنیدیہ سے تین گروہ نکلے انصاریہ رفعی بسویہ جاری ہوا۔ اور خانوادہ گازرونیہ سے دو گروہ جاری ہوئے زادیہ اور اولیائے اور خانوادہ سقطیہ سے گروہ نوریہ جاری ہوا

اور خانوادہ طوسیہ سے اکیس۲۱ گروہ جاری ہوئے اول قادریہ - رزاقیہ - وہابیہ - قبیشیہ - میاں خلیل - محمد شاہی - غفور شاہی - نعمت اللہ شاہی - سید شاہی - بہلول شاہی - جباریہ - محمود شاہی - قمیصیہ - میاں خلیل - حسین شاہی - ہاشم شاہی - اور خانوادہ فردوسیہ سے ایک گروہ دو نام سے مشہور ہوا سید و شاہی اور خانوادہ فردوسیہ سے ایک گروہ دو نام سے مشہور ہوا سید و شاہی و جرطہن شاہی اور خانوادہ سہروردی سے ستاراں گروہ جاری ہوئے پہلا صوفیہ جلالیہ لعل شہبازیہ - مخدومیہ - کرم علی جیلی و موسیٰ شاہی کہ سدا سہاگ مشہور ہیں - و رسول شاہی اسمٰعیل شاہی حبیب شاہی - عیدوسیہ - قاسم شاہی رزاق شاہی دولا شاہی سید شاہی مرتضیٰ شاہی امانۃ شاہی +

اور خاندان نقشبندیہ داخل ہفت گروہ اول ہے اس میں تین فریق ہیں نقشبندیہ نقشبندیہ مجددیہ و نقشبندیہ ابوالعلای +۔

اور سلسلہ طریقت حسینی نوربخشی کے بتیس۳۲ گروہ یہ ہیں انبیاء اولیاء صنماد ابدال اوتاد سالک کان مجذوب مجذوب سالک اصحاب تمکین ارباب تلوین آباد اہل سکر اہل سہوران - شستگان گنج سلامت - روندگان راہ ملامت قلندران سرمست - صوفیان زبردست - سلسلہ طبقہ حیدریان - تعلعلہ محبان - شاہان عرب سروران عجم - ناسخ محب ناسخان محبان - امیران خراسان - سلطانان ہند - خلفائے سندھ - سرایندودان غزنویان - چابک سواران بدخشان صادقان تبت و چین - طالبان کشمیر - عاشقان غور - مشتاقان ماوراءالنہر - زریفان تبت و چین - واصلان ہر دو بحر شہیدان دشت کربلا معلےٰ ان سب کے سردار ہیں اور جو تاج خرقہ فقر حضرت سرور کائنات کو شب معراج میں خلعت عطا ہوا - حضرت سبحانہٗ تعالیٰ سے وہ خرقہ درویشی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صبح محفل اصحاب میں مرحمت فرمایا حضرت علی ع نے اپنے جانشین خلیفہ حضرت امام حسن ع کو عنایت کیا اور حضرت امام حسن ع نے اپنے برادر عزیز حضرت امام حسین ع کو وقت شہادت عطا کیا اور حضرت امام حسین سید الشہداء نے اپنے جانشین کو عنایت فرمایا اسطرح سلسلہ وار حضرت امام محمد مہدی آخر الزمان ع تک پونچا تا قیام آنحضرت کے پاس موجود ہے سوائے ان حضرات کے اور کسی کا حقوق نہیں ہو سکتا جب وہ تاج خرقہ خداوند عالم کو بہت پسند تھا اور اپنے حبیب محبوب کو عطا فرمایا اور آں حضرت ع نے وہ تاج خرقہ دو عالم کی بادشاہی کا شاہ مردان ولایت پناہ اپنے وزیر کو بخشا خواجہ حسن بصری کو کیا قرابت امام حسین و حسن سے زیادہ تر تھے ناظرین با تمکین اور دانشمندان با عقل و ہوش غور سے خیال فرمائینگے البتہ طریقہ فقر کا حقہ اور جنت کی بنیاد راہ دین اللہ کا سچا اور عامہ کا اسلام ہے

۲۴ فروری ۱۹۱۲ سنہ عیسوی

تمام شد باب نہم ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## (۱۰)

# باب دہم

## آپ کا اِسمِ مُبارک علی کنیّت ابُو محمّد لقب موسیٰ رضا علیہ السّلام

تاریخ روضۃ الصفا میں فصل الخطاب کی اسناد سے لکھا ہے ابو جعفر ابن علی عٓ سے آپ کی لقب رضا کیلئے دریافت کیا تو فرمایا کہ خدا عزوجل آسمان پر اور جناب محمد مصطفےٰ صلعم زمین پر آپ سے راضی ہوئے اور آپ کی ذات ستودہ آیات ایسی تھی دوست دشمن آپ سے راضی تھے اور جناب امام موسی کاظم عٓ نے فرمایا میرے فرزند کو رضا کہا کرو یہ خلائق کو کتاب خدا و سنت رسولی را اور رضائے آل محمد کیطرف ہدایت کریگا ولادت باسعادت آپ کے مدینہ منورہ میں ۲۵ ماہ ذیقعد یوم پنجشنبہ سنہ ۱۴۸ ہجری میں واقع ہوئی خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں لکھتے ہیں کہ جناب ام البنین نجمہ فرماتی ہیں کہ جب امام رضا عٓ میرے حمل میں تھے حمل مجھکو گرنبار محسوس نہ ہوتا تھا اکثر خواب میں میں تسبیح کی آواز سنتے تھے جب امام رضا عٓ پیدا ہوئے تب آپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک دئے اور سر مبارک بلند بطرف آسمان فرمایا اور لب مبارک جنبش میں تھے اس اثنا میں حضرت امام محمد موسی کاظم تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ عنایت خدا تمکو مبارک ہو پھر میں نے وہ مولود مسعود آپکی گود میں دیا آپ نے ایکر مولود کے دہنے گوش میں آذان اور بائیں میں اقامت فرمائی صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ امام رضا کی والدہ کی کیفیت کہ یہ عجمی شریف خاندان کی دختر تھی نہایت سلیم الطبع اور عقل شعور اور اہل حکمت و صلاحیت رکھنے تھیں انکو جناب حمیدہ مصفات جناب امام محمد موسی کاظم کی والدہ مقدسہ نے خرید کیا تھا ہشام ابن احمد کا بیان ہے کہ اوس کنیز کو میں خدمت امام محمد موسی کاظم میں لایا آپ نے اندر بھیجدیا خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں لکھتے ہیں کہ جناب امام محمد موسی کاظم کی والدہ نے نجمہ کو خرید فرمایا تمام عورتوں سے بہتر تھے صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ ایکبار جناب رسالت پناہ کو حمیدہ نے خواب میں دیکھا آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے حمیدہ نجمہ کو اپنے بیٹے موسی کاظم عٓ کو ہبہ کردو اس سے ایسا فرزند پیدا ہوگا تمام روئے زمین کے لوگ جسکے آگے سر خم کرینگے اور جناب حمیدہ خاتون نے کہا اس سے عنقریب نسل جاری ہوگی اب میں اسے ہبہ کرتے ہوں اور آپ اس سے بھلائی کرینگے یہ وصیت کرتے ہوں حضرت امام علی موسی رضا عٓ کی ولادت حضرت امام جعفر صادق عٓ کی موجودگی میں آپکے چار ماہ پہلے سنہ ۱۴۸ ہجری میں واقع ہوئی اور آپکی تعلیم تدریس کے طریقے وہی تھے جو آپ کے آبائے طاہرین کے تھے اپنی تحصیل تکمیل اپنے پدر عالیمقدار سے حضرت عالیمقدار امام زمان موسی کاظم کی خدمت گئے آپ کا سن شریف ایموقت پینتیس ۳۵ برس کا تھا اور آپ کے پچپن ۵۵ برس کا ثابت ہے خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں لکھتے ہیں

## شبیہ مبارک حضرت امام موسے علی رضا علیہ السلام

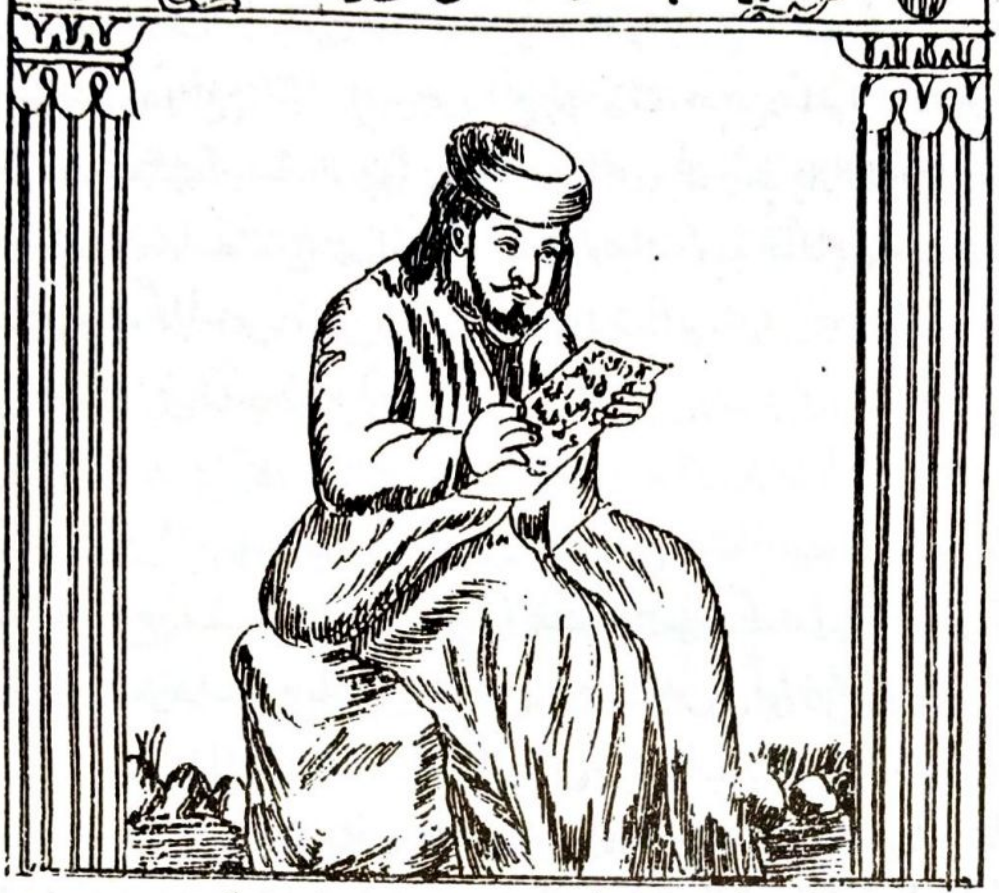

حضرت امام محمد موسی کاظم ؑ نے ارشاد فرمایا کہ امام علی رضا ؑ میری اولاد اکبر ہیں اور جملہ اولاد سے میرے حکم کی اطاعت کرنیوالے ہیں جس نے اطاعت کی وہ ضرور ہدایت پائیگا جناب امام رضا نے ؑ امامت پر قائم ہوتی ہے مصائب میں گرفتار ہوگئے پہلے آفت یہ ہے ہارون رشید نے عیسیٰ جلودی کو فوج دیکر مدینہ پر روانہ کیا تھا کہ سادات بنی فاطمہ ؑ کی تاراجی کے قصد سے وہ پہونچگئے تھے دوسری آفت بھائیوں کی خانہ جنگی خارجگر بنکر کیسوقت آپ کو چین نہ لینے دیتے تھے تیسری مشکل فرقہ واقفیہ کا ایکبار خروج تھا جو تمام ملک میں آپ کے موتعبین کو بہ اغواد شمن بنارہے تھے اور اپنے عقائد ضلالت کی تعلیم دیکر احکام شریعت میں بڑی خلل انداز تھے اور عوام سادات کیطرح جناب سید محمد ابن امام جعفر صادق ؑ نے مدینہ میں ہارون رشید کی امارت سے انکار کیا تھا یہ سنکر ہارون نے عیسیٰ جلودی کو فوج دیکر بھیجا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ سادات کرام کے تمام گھر لوٹ لیجائیں اور انکو ایسا مجبور بیکار بنا دیا جاوے کہ پھر سلطنت کی مخالفت کا قصد نہ کرسکیں اور محمد ابن جعفر صادق ؑ کو قتل کیا جاوے محمد نے عیسیٰ سے مقابلہ تو کیا مگر غالب نہ ہوسکے عیسیٰ نے محمد کو گرفتار کر کے ہارون کے پاس روانہ کیا اسکے بعد عیسیٰ نے آل علی و فاطمہ ؑ کی تاراجی کا قصد کیا ان غریبوں کو ایسا لوٹا کہ کربلا والی لوٹ دنیا کو فراموش ہوگئی سوائے ایک چادر کی باقی نہ چھوڑا عیسیٰ جلودی سادات عظام کو لوٹ کر امام علی رضا ؑ کی محلسرا پر پہونچا آپ نے عجز سے کہا کہ آپ تکلیف نہ کریں عیسیٰ نے کہا مجھے سلطان عصر کا حکم ہے کہ ان مکان کے اندر داخل ہوکر عورات کے لباس زیور کو اوتارلوں آنحضرت امام رضا ؑ نے فرمایا میں خود لباس زیور اوتار لاتا ہوں جب امام نے زیادہ اصرار کیا تو وہ راضی ہوا جناب

عبارت: ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

امام رضاؑ اندر گئے اور تمام لباس سوائے ایک ایک چادر کے اوتار لیا سب یہاں تک کہ بچوں کی کان کی بندی تک باقی نہ چھوڑا تمام مال اسباب کو جمع کرکے حوالے کیا وہ عیسی لیکر بغداد واپس گیا یہ پہلی مصیبت تھی یہ آپ کی آغاز امامت کا واقعہ جو سنہ ۱۸۶ ہجری میں واقع ہوا حضرت امام علی رضاؑ کو اپنے عم محمد سے کوئی تعلق نہیں تھا وہ ویسے جیسے آپ کے والد بزرگ اُن امور میں علیحدہ تھے چنانچہ بحار الانوار میں ملا محمد باقر مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ ابتدائے خروج میں امام رضاؑ نے محمد کو صاف کہدیا تھا کہ جس امر کے درپے ہیں یہ تمام ہونیوالا نہیں ہے مگر افسوس انہوں نے آپ کی ہدایت کو نہ سنا سید محمد ابن جعفر صادق کا احوال علامہ ابو الفرج اصفہانی اپنی کتاب مقاتل الطالبین میں لکھتے ہیں کہ یہ بزرگ سید محمد صاحب تقویٰ اور شجاع و سخی تھے اور پرہیزگار تھے انکو سلطنت سے کوئی سروکار نہ تھا مگر کسی ناصبی نے ایک کتبہ لکھکر تمام ملک میں شائع کیا وہ کتبہ کسی سید سے محمد کو ملگیا اسمیں خدمت اہلبیت کے بہت تھے محمد نے زبان سے کچھ نہ کہا مگر سلاح جنگ سے آراستہ ہوگئے اور لوگوں سے بیعت لینے لگے ارباب تاریخ و سیر کا اتفاق ہے کہ سوائے محمد ابن امام جعفر صادقؑ بہ لقب امیر المؤمنین کی بیعت نہیں کی گئی تواریخ کی سیر کرنیوالے جانتے ہیں کہ خلفائے عباسیہ نے سادات کو امر خلافت کی مخالفت میں بہت بیتاب کردیا تھا بنی حسنؑ نے بھی کوشش کی تھی اور جناب زید شہید کی اولاد نے انکا ساتھ دیا اور محمد ابن حنیفہ اور عبد اللہ ابن جعفر طیار کی اولاد نے اپنی اپنی کوشش کی غرضکہ سادات کی رنجش کا یہ سلسلہ منصور کے وقت سے لیکر لگاتار برابر قائم رہا سادات کرام کی روش کے خلاف آئمہ طاہرین ان امور سے بالکل کنارے تھے انہیں امور کو مدنظر رکھکر حضرت امام محمد موسے کاظم نے وصیت نامہ حضرت علی موسی رضاؑ کے نام تحریر فرمایا اوسمیں اپنے تمام اولاد کی نسبت آپ کی اطاعت کے شرائط مندرج فرمائے اور امام رضاؑ کی تابع اور محکوم رہنے کی سخت تاکید فرمائی تھی آخر مرا اسکا نتیجہ کیا ہوا جناب امام رضاؑ اپنے والد کے قائم اصلی جانشین تھے انکے نام وصیت نامہ مہری لکھدیا گیا آپ کی حسن تدبیر تھی اور اوس زمانہ نازک کی حالت ابتر تھی اسوقت حکام پرستی عام طور سے زمانہ کا مذاق ہورہے تھے تاریخ دیکھنے والے جانتے ہیں کہ اوس زمانہ کی باہمی مخالفت اور خانہ جنگی کے ابتداء عباسیہ خاندان شاہی سے ہوئی اور یہ فاسد مادہ بغداد سے پھیلکر تمام ملک میں عالمگیر ہوگیا عرب کے تمام قبیلوں نے خانہ جنگی اپنا شعار قرار دی لیا تھا اور حاکم زمانہ کی خوشامد اور خود غرض اس رفتار کا اثر یہ ہوگیا کہ حجاز اور عراق میں کوئی گھر ایسا نہیں بچا جو اسکے اثر سے متاثر ہوکر تباہ و برباد نہ ہوگیا اور کوئی قبیلہ اس نااتفاقی سلطانی کو عیب نہ سمجھتا ہو بلکہ ایتر وجہ یہ شاہی عیب تھا اور شاہی عیب کبھی عیب نہیں سمجھا جاتا بلکہ ہنر سمجھکر لازم التقلید اور واجب التعجیل شمار کیا جاتا ہے جناب امام محمد موسی کاظمؑ نے اس عالم روزانہ خانہ جنگی کا خیال فرماکر اپنے تمام متعلقین کو حضرت امام رضاؑ کا مطیع رہنے کی یہ وصیت نامہ لکھا کہ اسکے منسوخ کا اختیار نہ تھا امام زمانہ کا اصلی مقاصد یہ تھا کہ میری اولاد آب ہوا زمانہ میں گرفتار ہوکر متفرق نہو اور خلوص کے رشتہ اپنے سرپرست خاندان کے زیر فرمان

ہوکر گلشن عالم میں سرسبز و شاداب رہیں اتفاق قائم کی یہ وجہ تھی جو عموماً سادات سے سلطنت کے خلاف کوششیں ظاہر ہوتی رہیں حضرات معصومین کے مقدس طبقہ میں امام علی زین العابدین کے زمانہ سے لیکر جناب امام موسیٰ کاظم تک ہر ایک بزرگوار نے اپنی کنارہ کشی ثابت کی ہے ان امور کے کوشان کو منع بھی فرمایا ہے خواہ سادات ہی تھی حضرتِ امام محمد باقرؑ جناب زید شہید کو اور امام جعفر صادقؑ سید عبداللہ محض اور انکے فرزندوں کو اور امام محمد موسیٰ کاظمؑ نے عبداللہ ابن الحسین علوی کو اور ابن عبداللہ محض کو حتی المقدور باز رکھا اور روکنا چاہا یہ واقعات صاف بتلا رہے ہیں کہ ائمہ طاہرین کا طبقہ ایسے خیالوں سے ہمیشہ پاک صاف رہا ہے چند روزہ اقتدار دنیا کیطرف مائل نہ تھے تنگی میں بسر کرتے تھے مگر اونکے دست کرم کشادہ تھے یہ اوصاف اونہیں کے اتقاء تک محدود تھے حضرت امام محمد کاظمؑ ایسے نفس برکت زیر اطاعت رکھنا چاہتے تھے جو تمام دنیا کی ہدایت کیلئے اور ادم کیواسطے من جانب اللہ مامور ہوچکا تھا جو امور ظاہر ہوتے تھے آپ کو پوشیدہ نہ تھے مراد یہ تھی کہ آبا اجدا کا شعار ہاتھ سے جانے نہ دیں نہ وہ خود اُن امور پر جُرات کرتا ہو نہ انکو کرنے دے تاکہ اولاد معمولی لوگوں کیطرح مصائب میں گرفتار نہو اور قتل، قید کی تکلیفیں نہ اوٹھاتے ہوں مگر افسوس باپ کی حسن تدبیر کی کوئی قدر نہ کی بلکہ عکس زید و ابراہیم و عباس فرزندان امام موسیٰ کاظم نے اوس وصیت نامہ کے شرائط کی تعمیل نہیں کی قاضی مدینہ کے محکمہ میں دعوا پیش کردیا امام رضاؑ نے ہرچند سمجھایا مگر وہ نہ مانے یہ حضرات روش زمانہ مطابق خواہش حصول دولت کے زیر اثر آچکے تھے قاضی نے امام رضا کو طلب کیا تو آپ نے وہ وصیت نامہ اور اسحاق ابن امام جعفر صادقؑ کو اپنی شہادت میں پیش کیا برادر دیکھکر اپنے ام احمد کو محکمہ قضائیں مجبور کرکے لائے یہ حالت دیکھکر حضرت امام رضا کو بڑا صدمہ لگا مگر ضبط کر گئے جناب اسحاق نے خفا ہوکر کہا تم لوگ عصمت سرا محکمہ عامہ میں لائے اور اپنے ناموس کا خیال نہ کیا مگر چچا کی نصیحت نہ سُنی قاضی سے ام احمد کے اظہار پر اصرار کیا آخرکار مجبور ہوکر قاضی نے شہادت لی خاتون معظمہ نے وصیت نامہ کی تصدیق فرمائی کہ یہ تحریر میرے سامنے ہوئی ہے امام کاظمؑ نے فرزند بزرگ کو مالک مختار قرار دیا ہے وصیت نامہ کی عبارت سے ظاہر ہے وصیت نامہ کی عبارت سے ظاہر ہے وصیت نامہ پر مہر تھی اور غیر کو کھولنے کی اجازت نہ تھی قاضی نہ کھولتا تھا صاحبزادوں نے کہا ہم کھلواتے ہیں تمہارا کیا قصور ہے آخر قاضی نے نامہ کھولکر پڑھا اور دعوٰی مدعیان خارج کردیا قاضی نے کہا مجھکو اپنے باپ کی نفرین کا سزاوار بنایا جو سر نامہ پر قلمبند ہے ابراہیم و زید و عباس نادم ہوکر مدینہ سے چلے اور اپنے آئندہ معاملات میں وہی روش اختیار کی جو بنی زید و بنی حسن اور آل جعفر کرچکے تھے ابراہیم نے سلسلہ جنبانی علاقہ یمن میں شروع کردی اور چار برس تک قائم المرام رہے پھر اسحاق عباسی سے شکست پاکر فرار ہوگئے پھر اونکا سراغ نہ ملا سید عباس نے عراق کا رستہ لیا زید نے ابو سرایا کی ذریعہ بہت کچھ حاصل کیا ابدا امر کے طائف الملوکی زمانہ میں چار یوم مسند امارت پر بیٹھ ہی لیا عیسیٰ جلودی نے گرفتار کرکے مامون کے پاس خراسان میں بھیجدیا مامون نے قتل قید نہ کیا اور امام رضاؑ کی خدمت میں روانہ کردیا امامؑ نے زید کو اپنے پاس رکھ لیا اور مکارم کے سلوک قائم

گئے اور فرمایا جس امر کی تمکو خواہش ہے میں اسکو پورا کرونگا اپنی اغراض مطالب سے مجھے اطلاع دیا کرو انشاء اللہ کسی قسم کا فرق نہوگا کتاب صافی شرح کافی ملا خلیل قزوینی لکھا ہے افسوس نفسانیت بھائیوں نے آپکی اشفاق کریمانہ کی کچھ قدر نہ کی جب امام رضاء نے عباس کی غلط بیانی سنکر اپنے بھائیوں کی اصلاح سے مایوس ہوگئے پھر کچھ نہ کہا صرف لاحول کیا بلکہ دعا کی اور پھر فرمایا العزیزاں میں بہرحال تمہاری رضا و خوشنودی کا طالب ہوں عباس تم کہا میں آپکی چرب زبانی اور حسن بیانی سے خوب واقف ہوں الصافی شرح کافی میں لکھا ہے کہ امام رضاء سے تو شوخ چشمی سے اختلاف انحراف کیا بلکہ اپنے پدر عالیمقدار کی تجویز تحریر پر اعتراض نکالنے لگے یہ سب اوس زمانہ کی روش کا اثر تھا جو مثال اخوان حضرت یوسف ع سے بھی پیش آئے تھے اور انپر زیادہ مہربانی تھی جو اسمٰعیلیہ کی بعد یہ تیسرا فرقہ امام رضاء کی زمانہ میں مذہب اثناعشریہ کے مقابل نمودار ہوا اور نام فرقہ کا واقفیہ رکھا انہوں نے حضرت امام محمد موسیٰ کاظم ع کو مہدی موعود خیال کرکے امامت کو ختم کر دیا اور وقف اختیار کیا اسلئے واقفیہ فرقہ اپنے عقاید میں زیدیہ اور اسماعیلیہ سے بھی کمزور ضعیف ہیں چنانچہ مہدی موعود یقین کرنا امام کاظم ع کو بے دلیل دعوی ہے جسکو ضعیف کیا کوئی اہل سلام پسند نہیں کرسکتا امامت کے بارہ میں اکثر التعداد حدیثیں موجود ہیں کچھ خیال نہ کیا حضرت امام موسیٰ کاظم کی وفات کے بعد ان لوگوں کو طمع حرص دنیا نے غلبہ کیا جو مال خمس وغیرہ کا تھا علی ابن حمزہ عثمان ابن عیسیٰ کے پاس بطور امانت جمع تھا اوس مال کو ہضم کرنا چاہا مال ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھا جب اون امانت دار مذکورہ مذکورہ بالا سے مال طلب کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جب امام طلب کرینگے دیا جائیگا اگر وفات کر گئے تو انکی وصیت پر عمل کیا جائیگا یہ یہ سنکر ان دنیا کے طالبوں نے اور لوگوں کو بھی اپنا ہم خیال بنالیا اور جہال شیعہ کو دام میں لاکر کئی طرح کے فساد پھیلائے جو امام رضاء کے تردد علی کا باعث ہوا اور انکی وجہ سے سیاہ دن پیش آئے وہ بھی اپنی غلطیوں سے آگاہ ہوکر باز آگئے ملا محمد باقر مجلسی نے کہ اور فرقہ ضالہ کی نسبت لکھا ہے اس فاسد عقیدہ کے لوگ اکثر عراق اور یمن اور حضرموت میں پیدا ہوئے امام رضاء کے زمانہ میں انہوں نے یہ دعوی کیا کہ کافر کو مومن پر کبھی کوئی دست رس نہیں ہوسکتا حضرت امام حسین ع پر یزید کو کبھی فتحیابی نہیں ہوئی حضرت امام حسین کو تو خداوند عزوجل نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کیطرح آسمان پر اوٹھا لیا اور فوج یزید میں حنظلہ ابن سعد بقدر حضرت سے مشابہ تھا اوسکو قتل کردیا آپ آسمان پر زندہ ہیں شہید نہیں ہوئے فرقہ کیطرح ان لوگون نے امام حسین کو مہدی موعود سمجھا لیکن یہ نہ سوچا کہ ہزاروں حدیثیں اور پیش گوئیاں صاف خبر آپ کی شہادت کے دینے میں جاہلوں نے آپکی عظمت شان تو بڑائی مگر قال اللہ وقال رسول اللہ غلط کردیا ہاں مرزا حیرت نے بارہ سو برس کے بعد کفر فسق کی بنیاد ڈالی مگر علماء فریقین نے خوب تردید کی پھر گم ہوگئے ہارون کے ایام سلطنت میں حضرت امام علی رضاء کی امامت کے دس برس گذرے وہ خاموش رہا اسلئے کہ وہ آل برامکہ کی استیصال میں مصروف تھا جو سمرقند سے نمودار ہوکر ماوراانہر اور سندھ و عرب تک پھیلگئے تھے اور ملک بیٹو نکو تقسیم کرچکا تھا بہرحال ہارون کی مجبوری نے حضرت امام رضاء کی مخالفت پر متوجہ نہ کیا نہ ہونے دیا مگر وہ اپنی قدیم حالت پر قائم رہتا تو اس طبقہ مقدس

کی نہ ہوتا آخر خراساں میں جاکر ایک سو ترانوی ۱۹۳ سنہ ہجری میں مرگیا اور اپنا ممالک محروسہ ابیٹوں کو تقسیم کر گیا اور عہد نامہ لکھ گیا امین کی حصہ میں عرب حجاز عراق ہؤا اور یمن اور حضر موت وشام افریقہ بحیرہ عرب سے خلیج ند اور دریاے عمان تک تفویض فرمائی تھی اوس نے دار الخلافہ بغداد کو قرار دیا تھا اور مامون کے حصہ میں بلاد شرقیہ ایران سحستاں ہوازاں سمرقند بخارا وغیرہ دے گئے تھے مگر تقسیم مساوی نہیں ہوئے تھے امین کو خلیفہ قرار دیا تھا مامون اسکے بعد خلیفہ تسلیم ہوگا ماموں کو فوج خزانہ میں کے مقابل نہیں دیا گیا چار سال کے بعد امین کو مامون میں مخالفت آغاز ہوئے سنہ ۱۹۶ ہجری میں امین نے بھی اپنے کاتب اسماعیل ابن صبیح سے مشورت خلوت کی کہ مامون کو معزول کر کے اپنے بیٹے موسیٰ کو تفویض کرے روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ اسماعیل نے منع کیا ہے امین نے کہا ہارون رشید کا کوی وصی ہے جو فرض واجب ہے مامون کو بیان بلایا جاوے الغرض امین نے مامون کو یہ خط لکھا اور معتبر آدمی ابن موسی اور محمد ابن عیسی کو روانہ کیا وہ حکم شاہی بغداد سے لیکر مرو میں داخل ہوئے امین کا شقہ پیش ماموں کیا ماموں نے خط بھائی کا پڑھکر فرستادوں کی از حد خاطر کی کیا عذر کیا جاوے فضل نے کہا کل عرض کرونگا منظور ہوگیا تاریخ سے ثابت ہے اوس زمانہ میں علم نجوم میں کامل تھا اوسنے نجوم کے طریقہ سے غور کیا دونوں کا اقبال ادبار میں تھا دیکھا مامون کا طالع بخت شرف میں واقع ہے اور امین کا ستارہ قریب زوال تھا علی الصباح مامون کو فضل نے بشارت دی ماموں بھی اوس علم نجوم سے ماہر تھا اسکو فضل کا پورا یقین ہوگیا پھر فضل نے جانب مامون سے خط لکھا والد مرحوم نے حکومت مجھکو اس ممالک کی اسے غرض سے عنایت فرمائی تھی کہ ان مخالفین کا محافظ رہوں جو بلاد اسلامیہ پر تصرف کا ارادہ کرتے ہیں اگر یہ طرف خالی ہوجاوے وہ مخالف ضرور تاخت کرینگے یہ خط ان معتبروں کو بمعہ انعام اکرام دیکر روانہ کیا الغرض یہ شاہی وفد مرو سے بغداد پونچا اور خط امین کے امین کے حوالہ کیا اوسنے پڑھکر اپنے اراکین جمع کئے جو امین کا وزمین کا وزیر علی ابن عیسی کا وزیر علی بن عیسی ابن ہامان تھا مشورت کی وہ سب چپ رہے حازم ابن خزیمہ نے عرض کی کہ اے امیر امرا کو غدر بغاوت کی تعلیم نہ دیں کہ نکث بیعت سبق پڑھکر خلافت کی اطاعت کو توڑ دیں امین نے کہا تیری رائے مفید نہیں صلاح دولت کی خلاف ہے اور دوسرے دن امین نے اپنے بیٹے موسے کو ولیعہد بنایا اور ساٹھ ہزار افواج دیکر علی ابن عیسی کی ماتحتی میں خراسان کو روانہ کیا جب امین کے لشکر کی خبر مامون کو پونچی اوسنے طاہر ابن الحسین کو چار ہزار افواج جرار ایرانی کے ہمراہ علی ابن عیسی کے مقابلہ میں روانہ کیا مامون کا لشکر یلغار کرتا ہؤا حدود عراق میں پونچا اور علاقہ رے میں خیمہ نصب کردی جب شہر رے کے قریب پونچے طاہر شہر سے باہر نکل آیا علی ابن عیسی کی فوج پہلے حملہ میں فرار ہوگئی اور علی ابن عیسی قتل ہوگیا طاہر کو فتح نصیب ہوئی جب امین کو خبر ہوئی اوسنے چھ ہزار فوج اور دیکر عبد الرحمان کو روانہ کیا شہر ہمدان میں جانبین سے مقابلہ ہؤا امین کی فوج نے راہ گریز لی عبد الرحمان نے طاہر سے امان مانگی طاہر نے صلح کرلی اور دونو بغداد یہ جارہے تھے ایک دن عبد الرحمان نے اپنے دل میں کیا کہ امین کو کیا جواب دونگا پھر فساد پر آمادہ ہوگیا آخر نتیجہ یہ ہوا عبد الرحمان اور اسکی افواج سب مار ڈالی گئی یہ

دہشت اثر خبر امین کو ہوئی اوسنے تیس ہزار فوج عبدالرحمن ابن علی بن عیسی کو دیکر طاہر کے مقابلہ کو روانہ کیا اور شہر قرقاسین میں مقابلہ ہوا یہ عبدالرحمان شکست فاش پاکر فرار ہو کر بغداد پونچا علاقہ رے سے حلوان تک ممالک مامون نے فتح کر لی اور بیس ہزار فوج ماتحت ہرثمہ طاہر کی کمک کو مامون نے مرو سے روانہ کی طاہر نے مامون کے حکم سے تمام علاقوں سے امین کے عاملوں کو اوٹھا دیا اور اپنے عامل مقرر کر دئے سنہ ۱۹۸ ہجری میں تمام ملک کا بندوبست کرتا ہوا سنہ ۱۹۹ ہجری میں طاہر بغداد پونچا اور بیروں شہر قیام کیا اور افسروں کو محاصرہ کو حکم دیا قیامت برپا ہو گئی خلیفہ امین نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا آخر کار طاہر سے عفو جرائم اور امان جان کا طالب ہوا سب لوگ طاہر کے پاس آگئے امین تنہا رہگیا تھا ہرثمہ کے ذریعہ سے رات کو عیال اموال لیکر اور کشتی میں بیٹھکر طاہر کیجانب جارہا تھا اوسکی فوج نے حملہ کیا اور امین کو گرفتار کر کے طاہر کے سامنے لیگئے اوس نے امین کا سر کٹوالیا اور خلیفہ مامون رشید کے پاس بمقام مرو میں روانہ کیا معہ تہنیت نامہ کے یہ واقع ۲ محرم سنہ ۱۹۹ ہجری میں ہوا ۲۷ برس کے سن میں چار سال چھ ماہ اوسکی سلطنت رہی تاریخوں سے ظاہر ہے کہ خلیفہ امین کے مارے جانے سے مامون کی کے تمام معاملات یکسو ہو گئے مگر تاہم ابتدائے سلطنت میں پورا تسلط نہیں تھا ان خرابیوں کی وجہ طبری کی عبارت سے ظاہر ہوتی ہے ہر شخص وزیر و بادشاہ کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا حجاز و عراق میں ایک عام پرجوشی تھے اور بنی ہاشم تنہا نہیں تھے بلکہ تمام عرب کے رئیس جنمیں زیادہ تر بنی عباس تھے اور کہتے تھے کہ اسکی رعایہ تنہا ہماری بدنامی ہے اور بدنامی کا باعث ہے حسن بن سہل امیر بغداد سے علانیہ برخلاف ہو گی سنہ ۱۹۹ ہجری میں محمد ابن ابراہیم علوی کے معاملات پیش آئے اور ابو سرایا نے محمد سے کوفہ جاکر بیعت کر لی کوفہ خاص شہر اور اوسکی نواح میں تمام قبیلوں میں محمد کی امارت کی کے انتظام درست ہو گئے علامہ ابو الفرج اصفہانی نے اس واقع کی پوری کیفیت لکھی ہے حسن ابن سہیل نے بغداد سے ابو سرایا اور محمد کے مقابلہ کو زہیر ابن مسیب کو ہزار فوج دیکر کوفہ پر روانہ کیا تھا عباسی فوج کو میدان معرکہ میں شکست فاش ہوئے اور ابو سرایا فتحیاب ہوا اور فضل نے عباس عامل کوفہ کو نکال دیا پھر عبدوس ابن عبد الصمد چار ہزار فوج بغداد سے لیکر آیا وہ بھی دریائے فرات میں ابو سرایا نے قتل و غرق کر دیئے عبدوس فرار ہوا اور اموال غنیمت ابو سرایا کی فوج نے خوب لوٹا اور محمد ابن ابراہیم علوی جو ابو سرایا کا سردار تھا سترہ روز امارت کوفہ پر حاکم ہو کر رحلت کر گیا انکے بعد ابو سرایا نے محمد بن زید بن حسین بن زید شہید علوی کو مسند حکومت پر بٹھلایا اور ابو سرایا نے ملکی انتظام شروع کیا مکہ مدینہ یمن بصرہ وغیرہ تمام شہروں میں حاکم اور قاضی مقرر کیئے گئے ازانجملہ سید اسماعیل ابن سید علی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو کوفہ کی خاص امارت ملی اور سید ابراہیم ابن امام محمد موسیٰ کاظم ع کو یمن کی حکومت ملی اور زید ابن امام کاظم ملک اہواز پر عامل کئے گئے اور حسن افطس حکومت مکہ پر مامور ہوئے یہ تمام عمال اپنے اپنے مقام پر جاکر قابض ہو گئے اور فتح نامی جا بجا سے محمد ابن زید کے پاس پونچنے لگے اہل شام اور اہل جزائر نے عریضی تحریر کیئے کہ کوئی امیر بھیجیے حسن ابن سہل نے ہرثمہ کو بمنت طلب کیا ہرثمہ حلوان سے بغداد آیا اور ابو سرایا کے مقابلہ کو عراق کیطرف روانہ ہوا ادھر

مرصر پر جانبین سے مقابلہ ہوا ابو سرایا کو ہزیمت ہوئی وہ محمد ابن زید کو لیکر علاقہ سوس کو پلٹا ہو احسن کے ایک افسر نے جسکا نام حسین ابن علی العیاری عبلی تھا سوس میں ابو سرایا سے پورا مقابلہ کیا شکست دیکر گرفتار کرلیا اور محمد اور ابو سرایا دونوں کا سر کاٹ کر مامون رشید کے پاس بھیجدیے بحوالہ تاریخ طبری اور انکی لاشوں کو حسن بن سہل نے بغداد کے دروازہ پر لٹکا دیا ہرثمہ نے جب ابو سرایا کا خاتمہ کیا تو اوسنے اسحاق کو حجاز پر روانہ کیا مکہ پر حسین بن فطس سے لوگ ناراض تھے انکے بیٹے علی کو قائم مقام کیا اور محمد بن جعفر کو انکا معاون بنایا یہ محمد سادات سے تھے جب سید ابراہیم کو یمن میں مکہ کی بدنظمی کی خبر ملی اوسنے تسخیر مکہ کا قصد کیا جب مکہ میں پہنچے علی ابن الحسین فطس اور ہنے انکا مقابلہ کیا ادہر خانہ جنگی تھی اودہر سے یعنے بغداد سے سید اسحاق آیا سید ابراہیم سے مقابلہ ہوا یہ حضرات عباسیوں سے شکست کھاکر واپس یمن کو چلے گئے اور محمد گرفتار ہوگئے اسحاق نے حاکم مکہ نے یمن پر بھی فوج روانہ کردی سید ابراہیم کے جب مقابل ہوئے لیکن ابراہیم کی فوج نے شکست کھائی انکی ہمراہ بہت اولاد عقیل ابن ابی طالب شہید ہوئے اور ابراہیم یمن سے روپوش ہوگئے اعرصہ کے بعد امام رضاء کی سفارش سے جان بچی اور زید کا واقعہ یہ ہے ابو سرایا نے انکو امارت بصرہ پر مامور کیا تھا طبری کا بیان ہے خود مختار امرا کی نے طائف الملوکی کے زمانہ میں زید کو لاکر تخت بغداد پر بٹھایا مگر چند روز درہم ہوگئے اور حسن ابن سہل جاسوسوں نے زید کو گرفتار کیا اور مامون رشید کے پاس بھیجا مامون نے امام رضا کے پاس بھیجدیا امام نے زید سے منہ پھیر لیا زید نے عرض کی میں آپکا بھائی ہوں زید کو امام نے فرمایا اخوت یہاں تک معصیت میں داخل ہوئے زید تمکو عوام کوفہ کا یہ کہنا کہ ذریات فاطمہ آتش جہنم سے آزاد ہیں دہوکھا نہ دے ذریت صرف امام حسن اور امام حسین مراد ہیں آئندہ سادات میں جیسا کریگا ویسا پاویگا آخر آپنے زید کو رہا کیا یہ حضرات خلافت متوکل تک زندہ تھے اور سامرہ میں وفات کی اور بغداد میں لوٹ مار پڑی اور فتنہ فساد ترقی کرتا گیا بحوالہ تاریخ طبری صفحہ ۷۸۶ یہ خرابی اور فساد بوجہ حسن ابن سہل اور فضل ابن سہل کا تمام ممالک میں شور غل تھا عاملان بنی عباس خلیفہ مامون کے برخلاف ہورہے تھے فضل وزیر نے مامون رشید کو ان شورشوں کا حجاز عراق کی مختلف قوم کے خود سر اہل آزادی کا باعث بتلایا اور ان امور میں سادات کی پرجوشیوں کی جرات کا اصل سبب قرار دیا اور مامون سے استدعا کی کہ اب صلاح وقت یہ ہے تمام ضرورتوں کیلئے بہتر طریقہ یہ ہے جس سے سب آفات دفع ہوں وہ یہ ہے کہ دولت موجودہ کیلئے اہلبیت طاہرین کے مقدس دائرہ میں سے ایک ایسے کامل قابل جامع الصفات اور حاوی الشرائط بزرگ کو ولیعہدی پر نامزد کیا جاوے جس کے فضائل ومناقب اور شرف مراتب میں کسیکو کلام ہو اور اسکے فضائل حمیدہ اور شمائل پسندیدہ کے اعتبار سے اسکی ذات یکتا اور بے عدیل ثابت ہو اور پھر اوسپر کسیکو ترجیح نہ دیجاوے +

## حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کو مامون رشید خلیفہ کا ولیعہد بنایا

اور ایسے برگزیدہ صفات بزرگ کے تعلق سے رعایا اور سادات دونوں کی پرجوشی ٹھنڈی پڑجائیگی بنایا تو ایسے

صاحب کمال اور بینا بزرگ کو عہدہ ولیعہدی پر ممتاز پاکر فوراً اطاعت کی سر جھکا دینگے اسیطرح سادات بھی جب اپنے مبارک طبقہ کے ایسے بزرگ وعالی اور جوہر یکتا کو تمام بلاد اسلامیہ پر فرمانروا دیکھینگے تو سوائے اظہار اطاعت کی اور کوئی امر خلاف عمل میں نہ آئیگا اس تدبیر سے جانبین کی شکائتیں رفع ہوجائینگی انکے متعلق ملکی مالی جنگی خفیہ برائیاں موجود ہیں یکقلم موقوف ہوجائینگے ماموں نے فضل سے اس مشورہ کو سنکر فوراً حکم دیا ماموں کچھ معمولی آدمی نہ تھا غور کرنے لگا پھر کبھی بادشاہ تھا اور عقل شعور میں قابلیت رکھتا تھا مدت تک غور کرتا رہتا پہلے اوسنے اپنے مطلوب کے اہل بنی عباس ہیں کی اور بنی عباس کے لوگوں کے موجودہ تعداد بقول صاحب روضۃ الصفا تینتیس ہزار تک تھی ہر ایک کی نسبت سوچا لیکن شایاں نہ پایا پھر یہ سوچا کہ بنی عباس کے ساتھ انتخاب پیش کیا جائے جو پھر کوئی اعتراض نہ کرسکے ماموں نے تمام بنی عباس کے نام خط لکھے جانیکا حکم دیا عاملان ملکی کے ذریعہ سے تمام ممالک محروسہ میں خط عباسیوں کو پہونچ گئے جب وہ حاضر ہوئے ماموں نے ہر ایک کے اوصاف پر نظر ڈالی تیس ہزار تنفس میں امر ولیعہدی کی نہ سمجھا جب بنی عباس سے فراغت ہوئی تو سادات کے طبقہ میں عرصہ تک فکر کی ان میں بھی کوئی حضرات اسکے مقصود کے موافق نہ نکلا سوائے حضرت امام علی رضا ع کی تو ماموں نے اپنی تجویز فضل وزیر سے بیان کی یہ عبارت تاریخ طبری کی ہے کہ خبر رسیدے یعنی ادبا ماموں نیز سید فضل ابن سہل بسیاری ازوے مے پوشیدم مے گفت کہ علویاں این ہمہ مے کنند و در ہر شہر علوی برخاستہ است و خویشتن را دعوت میکنند و نمے گفت کہ این ہمہ از بہر حسن مے کنند کہ او را نمے خواہند ماموں گفت حالا چہ باید کردن دبا ایشان چہ تدبیر عمل باید آوردن آخر ایشان اینجا افتادند کہ یک تن از علوی را بگیرند مردے پارسا و باعلم کہ او را ہمہ بشناسند و ماموں او را بخراسان بیاورد و عہد خویش و خلافت پس از خویش او را بدہد تا علویان بدانند کہ پس از خلافت از فرزندان عباس رضی اللہ بیرون شد و علویان افتادہ تا ایشان بیارامند و براین علویان گردانید حضرت ماموں و علویان ہر یک را بجائے خویش بنشاند پس بنگریست کہ ایں کار کرا شاید مر این زید النار را برادری بود علی علیہ السلام داد زہمہ علویاں کسے ازوی داناتر و پارساتر نبود وے داد لپسر زادہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام بود و نسب او ہمچنیں بود علی ابن موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی مرتضی علیہ السلام واو را پسرے بود کہ نام وے محمد ابن علی ابن موسی علیہ السلام بود یعنی امام محمد تقی ع او ہمچنیں با علم و دانش پس با فضل تدبیر کرد کہ او را بہ بغداد بیاورند تا ماموں او را ولیعہد خویش کند و مذہب شیعہ درمیان خلائق پیدا کند تاریخ طبری صفحہ ۷۷۸ فاضل مورخ کی اس فقرہ سے کہ آخر ایشان باینجا افتادند کہ یک از علویاں بگیرند سے ثابت ہوگیا کی سادات کے ولیعہدی کا سلسلہ فضل اور ماموں دونوں کی تجویز کا تھا دوسرے فقرے سے کہ ماموں با فضل تدبیر کرد کہ او را بہ بغداد بیاورند تا او را ولیعہد خویش کند سے ظاہر ہوگیا کہ ماموں نے فضل سے صلاح لی امام رضا ع کی ولیعہدی کا حکم دیا صاحب روضۃ الصفا بھی ایسا ہی لکھتے ہیں بعض

لوگوں کا خیال ہے کہ فضل شیعہ تھا نہیں وہ فضل ابن ربیع شیعہ تھا اور فضل ابن سہل حضرت امام رضاؑ کا دشمن بنا رہا ہے اور مامون کی اسلاف اور تمامی اکابر خاندان کو سادات کے ساتھ ایک خاص عداوت تھی اور یہ مبارک سلسلہ ہمیشہ انکے مظالم کے زیر اثر چلا آ رہا تھا منصور نے جو انکے تباہ برباد کرنیکے لئے کیا وہ ظاہر ہے اور مہدی اور ہادی نے جو سلوک کے وہ بھی معلوم ہیں اور ہارون نے جو جو تکلیفیں پونچائیں وہ دنیا کو یاد ہیں پھر مامون نے اپنے اسلاف کی خلاف جناب امام رضاؑ کے ساتھ عقیدت اخلاص ظاہر کیا وہ آخر کس اصول پر اور غلط خیال عوام طور سے عالمگیر ہو رہے ہیں اوس زمانہ کے خام تحقیقات کے طبقہ میں اس مسلہ کی وجہ سے بے چینی پھیلی ہوئی ہے وہ رفع ہو جائے مامون نے اپنی اسلاف کی سیرت کے خلاف حضرت امام رضاؑ کو اپنا ولیعہد مقرر کیا کہ عباسیہ میں یہ برابر امر تغیر پذیر ہوتا رہا جس سے ہزاروں مفسدی پیدا ہوئے اور اختلاف قایم ہوا اور خاندان عباسیہ میں فرقہ بندی ہو گئی بنی عباس کی رفتار دیکھکر مامون سمجھا تھا کہ ان میں کوئی لائق نہیں انکی طرح سادات نے بھی اضطراب میں ڈال رکھا تھا مامون زیادہ شعور والا تھا اس عام پرجوشی کے موجودہ زمانہ میں عراق سے حجاز تک جسطرح سادات کا اثر پھیلا ہوا تھا ویسا ہی بنی عباس کا تھا بنی عباس کو قرابت سلطانی کے سوا اور کوئی عظمت حاصل نہیں تھی انکے خلاف سادات میں استحقاق فی الخلافت کے علاوہ تمام ذاتی او صفاتی عظمت اور جلالت موجود تھی اسلئے اونکی اطاعت کے اثر ملک اور رعایا پر جس قوت اور عجلت سے بڑھتے تھے ویسے بنی عباس رنکے نہیں تھے انکے پاس سوائے سطوت سلطانی کے اور کچھ بھی نہیں تھا اسی وجہ سے عباسیوں نے قصر شاہی میں بیٹھے بیٹھے اپنی ہمت و جرات پر زبانی جمع خرچ لگائی اور بغداد کی فوج د اسلمات و خزانہ پر مہریں لگائیں اور خاص بغداد کی رعایا پر اپنی حکومت کا سکہ جمایا اور اپنا ایک قدم بھی نہ باہر نکلا اور نہ میدان میں حریف کے مقابلہ کو آئے لیکے برعکس سادات نے بھی مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے یمن تک اپنی امارت اور حکومت کا رنگ جمالیا اور کچھ حجاز پر ہی موقوف نہیں ملک عراق ورے و کوفہ بصرہ اور واسط اہواز تمام ملک میں امارت سلطنت کا اعلان کیا مصر اور شام والیوں نے دعوت کے خود بیعتیں بھیجے دیکھو روضۃ الصفا اور طبری اس سے زیادہ انکی تسلط اور تصرف ملکی کی اور کیا ثبوت ہونگے کہ ۱۹۸ھ ہجری میں کوفہ بصرہ اور واسط میں خطبہ سے مامون کا نام نکالدیا گیا اور اسکی جگہ محمد ابن محمد کا نام امیرالمؤمنین کے لقب سے داخل کیا گیا اور تمام رعایا نے قبول کر لیا اور عباسی بھی فکر امارت میں لگے ہوئے تھے مگر خوف کی حالت میں اپنے امور کو سادات کیطرح علانیہ ظاہر نہ کر سکتے تھے نہ کر سکے اور سادات نے سب کچھ کر لیا اسلئے مامون نے کامل غور کے بعد ولیعہد کے مسئلہ میں اونسے سادات کو عباسیوں پر ترجیح دی تھی اور اپنے رشتہ دارونکو چھوڑ کر سادات کے سلسلہ میں اپنے انتخاب کو قائم کیا تھا مامون جب اپنے بھائی امین کو قتل کروا چکا تو زیادہ تر تشویش اور پریشانی کا باعث ہوا کہ بڑی خطا ہو گی اپنی تباہی اور بربادیکا کامل یقین ہو گیا تب غسل کر کے اور پوشاک پاکیزہ ڈالی اور نماز پڑھکر بصد الحاح و زاری جناب باری کی درگاہ میں امین کے مقابلہ میں اپنی کامیاب ہونیکے لئے اور اس شرط کے ساتھ نذر مانی کہ اگر مجھکو

امین کے مقابلہ میں کامیابی ہوئی تو میں اس امر خلافت کو پھر اسکے مرکز اصلی پر پہونچا دونگا اور اسے دائرہ مقدسہ میں پہنچا دونگا جہاں اسکو خدا اور رسول خدا نے بھیجا تھا لمعۃ الضیاء حق عمدۃ الاخبار الرضاء۔ مامون کے یہ نذر تھی اور یہ تھا اوسکا وہ وعدہ ایسے وعدے کی ایفائی مامون کو مسئلہ ولیعہدی کیلئے جھکایا تھا اپنی خود غرض کیلئے امام کو تکلیف ولیعہدی کے دیتا تھا اور خلوص ظاہر کرتا تھا آخر اپنے بزرگوں کی تقلید پر قدم زن ہوا اگر اتفاق وقت سے ملکی ضرورت کا قدم درمیان میں نہوتا تو ہم گمان کرتے ہیں کہ مامون کبھی اپنے اوس وعدہ وفا کی طرف توجہ نکرتا جب امام رضاء کی ولیعہدی پر جملہ وزرا امرا مامون کا اتفاق ہوگیا تو حضرت امام علی موسی رضاء کو خط پر خط تحریر کئے آپنے خطوں کے جواب میں کچھ خیال نہ کیا جیسے آپکی جد امجد نے ابو مسلم اور ابوسلمہ خلال کی استدعا قبول خلافت میں فرمایا تھا ویسا ہی حضرت امام رضا ع نے جواب دیا آخر جب مراسلات سے کشود کار نہ ہوا تو مامون نے اپنے وزرا دولت کے اتفاق سے اپنے ماموں صاحب رجا ابن ضحاک کو اور ارباب اعتماد کے ہمراہ مدینہ کو روانہ کیا اور مامون کو معلوم ہوگیا کہ آپ امر ولیعہدیکو افتخار کا باعث مطلق نہیں سمجھتے خوف ہے آپ کہیں راستہ سے علیحدہ نہو جائیں اسلئے رجا کو تاکید کردی تھی کہ ہر وقت امام کے ہمراہ رہنا اگر مامون کو خاص امام سے عقیدت ہوتی تو ایسی خفیف الحرکاتی کو امام کیجانب منسوب نہ کرتا انکی ذات مجمع البرکات سے ایسے لغو بات کی کبھی امید نہ رکھتا یہیں سے اسکی راسخ العقیدہ کی پوری حقیقت ظاہر ہے رجا ابن ضحاک کا بیان ہے کہ میں حکم مامون سے آستانہ امامت پر حاضر ہوا۔ شاہی تحفہ اور سلطانی خدمت اقدس میں پیش کئے حضرت امام رضاء نے کوئی توجہ نہ فرمائی اور مہمانوں کی خاطر مدارات زیادہ تر فرمائی بعد فراغت مامون کا خط کھولکر پڑھا اور فرمایا اے ابن ضحاک انسان آزادہ تقدیر سے مجبور ہے میں نے اس امر خاص پر اپنی رغبت نہ دکھلائی مگر میرا یہ فعل سلطان کو پسند نہ آیا خدا پر توکل کر کے تمہارے ساتھ تیار ہوں تمام ضروریات سفر کو مہیا کر کے سنہ ۲ ہجری میں مدینہ سے ہمیشہ کیلئے کوچ فرمایا اس سفر میں تین سو آدمی آنحضرت کی ہمرکاب تھے اوسوقت حضرت امام محمد تقی ع کا سن چند برس کا تھا جب وہ وقت آگیا حضرت امام علی رضا ع روضہ اقدس جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جس سے جدا ہونا شاق تھا ہمیشہ کیلئے وداع ہوں تو آپ بے تابانہ اندر جاتے ہیں اور بانالہ وآہ روضہ طیبہ سے رخصت ہوتے ہیں اور ظلم امت کی شکایت کرتے ہیں پھر باہر آکر گریہ فرماتے ہیں پھر اندر واپس جاتے ہیں شیبانی نے دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ میں اپنی جد امجد سے جبرًا جدا کیا جاتا ہوں اسکے بعد مجھے مدینہ میں آنا نصیب نہوگا اور اسی غریب الوطنی میں میری جان جائیگی اور ہارون رشید کی قبر کے قریب میرا مدفن کیا جائیگا اور رخصت کیوقت حضرت امام رضاء حرم سرا میں تشریف لیگئے اور تمام خویشوں کو جمع کیا اور بکمال حسرت افسوس فرمایا کہ آج مجھکو ایسا سفر درپیش ہے جس سے سعادت کی امید نہیں ہے یہ صدا اسکے سنتے ہی نالہ وشیون مردوزن کی آواز بلند ہوئی اور دولتسرا ایک ماتمکدہ بنگیا اور آپنے فرمایا بارہ ہزار دینار میرے اقربا پر تقسیم کردے جائیں

بعد تقسیم آپ روانہ ہوئے مورخین کا بیان ہے پھر آپ بیت اللہ میں تشریف لیگئے امیہ ابن علی ناقل ہیں بعد وداع بیت اللہ پھر نصیب نہ ہوا آخر آپ مقام مروہ کیطرف روانہ ہوئے اور غلام موفق حضرت امام محمد تقی ؑ کو گردوں پر سوار کئے طواف کر رہا تھا بعد طواف آپ امام رضا ؑ ایک حجرہ میں جا بیٹھے اور روتے تھے امام نے فرمایا اے فرزند دلبند اٹھو صاحبزادے نے عرض کی کیسے اوٹھوں جب آپ یہاں سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو رہے ہیں امام نے فرمایا اے حبیب قضائے خدا پر راضی رہو یہ سنکر صاحبزادہ اوٹھا اور اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ بیت اللہ سے مرخص ہوئے کیوں نہ ہو یہ مقدس طبقہ ہے جو اہلبیت کے مبارک لقب سے خاص طور سے یاد اور آجتک مشہور ہے یہ وہی نفس نفوس عالیہ ہیں جو حجۃ اللہ فی الارض اور آیۃ اللہ فی العالمین کے خطاب سے یاد کئے جاتے ہیں ان عالیات شعائر اللہ کی خبر گیری انہیں حضرات کی ذات ستودہ آیات سے وابستہ تھے جن لوگوں نے سیرت اہلبیت کو دیکھا ہے وہ جانتے ہیں ان مقامات عالیات کو وداع کیوقت اپنا حزن وملال بھی اظہار کیا ہے یہ ۲۰۰ سنہ ہجری کا واقع ہے آں حضرت نے کوفہ اور قم کی راہ چھوڑ کر بصرہ اور اہواز کا راستہ لیا امرائے مامون کے تجویز سے بجبوری اختیار کیا غرض انکی یہ تھی کہ کوفہ اور قم اور فارس سے عام جوش پر جوشی کا قوی احتمال لگا ہوا تھا یہ ولیعہدی کی متعلق دوسرا شبہ ہے جناب شہید ثالث تذکرہ دولت شاہ سمرقندی سے اسناد سے لکھتے ہیں کہ اس سفر میں محمد ابن اسلم طوسی کجاوہ میں آپ کا رفیق کا اور اسحاق ابن راہویہ آپکی ناقہ کی مہار پکڑے تھا کتاب لمعۃ الضیا فی عمدۃ الاخبار الرضا میں لکھا ہے کہ شہر نیشاپور میں حضرت امام رضا کا نزول جس شان شوکت سے ہوا صاحب کشف الغمہ نے تاریخ بغداد سے لکھا ہے کچھ خطیب بغدادی پہ ہے موقوف نہیں تمام محدثین اور مورخین نے اسکو اپنی اپنی تالیفات میں رقم فرمایا ہے از انجملہ علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اور امام قندوزی ینابیع المودت میں اور خواجہ محمد پارسائی فصل الخطاب میں اور ملا عبد الرحمن جامی نے شواہد النبوت میں اور شیخ فرید الدین عطار نے حلیۃ الاولیاء میں اور خاوند شاہ ہروی نے تاریخ روضۃ الصفا جلد سوئم میں نہایت شرح سے یہ حالات لکھے ہیں سب کا خلاصہ یہ ہے جب آپکی سواری شہر نیشاپور کے قریب پہنچی تو تمام علما فضلا شہر نے بیرون شہر ہو کر آپ کا استقبال ادا کیا پھر داخل شہر ہوئے تو خورد کلاں زیارت کیلئے آئے ہجوم ہو گیا جب چوک شہر نیشاپور میں پہنچے تو ہجوم خلائق سے کھڑے ہونیکی جگہ نہیں رہی نقرہ عماری میں حجت باری رونق افروز تھے اہل علم حدیث کی ایک جماعت بیشمار حاضر ہوئے اور امام رضا ؑ سے عرض کی کہ اے مجمع سادات کے سردار اور تمام اماموں کے امام سلسلہ پاکیزہ خلاصہ پاکیزگاں زمانہ کے منتخب روزگار آپ اپنے آباء طاہرین کے صدقے ہمکو اپنے دیدار فرحت آثار سے محروم نہ فرمائیں اور کوئی حدیث اپنی جد امجد کی فرمائیں جو باعث خیر و برکت ہو سبحان اللہ آپ کے اوپر چھاتا لگا ہوا تھا محمد ابن رافع احمد ابن حارث یحیی ابن یحیی اسحاق ابن راہویہ نے آپ کی باگ تھام لی آپ نے سواری روک کر اور حجاب اوٹھا دیا حاضرین نے چہرہ مبارک کہ اپنے رسول ص کے جگر گوشہ کا دیکھا کیسکو یارائے ضبط نہ رہا سب لوگ

روتے لگے کچھ زمین پر لوٹ نے لگے بعض سواری کے گرد گھومتے تھے بعض مرکب کی زین ولجام چومتے تھے غرضکہ عجیب ولولہ تھا اور جمال باکمال کے دیکھنے سے سیر نہوتی تھی ٹکٹکی لگائی رُخ انور کیطرف نگراں تھے دوپہر تک اونکی شوق کم نہوئی علماء وفضلا فقہاء کی جماعت نے باآواز بلند پکار کر کہا کہ اے معاشر المسلمین ذرا خاموش رہو فرزند رسول مقبول کے آزار کا باعث نہ ہو پھر اوس شور غل میں کچھ کمی آئی اور امام عراق وحجاز نے ایک حدیث شروع فرمائی حسب تصریح صاحب تاریخ نیشاپوری چوبیس ہزار قلمدان شمار کئے گئے جو الفاظ حدیث شریف کے قلمبند کیلئے حاضر تھے حضرت امام رضاء نے فرمایا کہ نقل ہے میرے تمام آباء طاہرین سے انہوں نے رب العالمین سے نقل کیا ہے کہ فرمایا حضرت رب العزت نے کہ کوئی میرے سوا معبود نہیں میری عبادت کرو اور یہ یقین کر لو کہ جو شخص میری واحدانیت کی شہادت دیگا وہ میری حصن حصین میں داخل ہوگا اور وہ عذاب سے نجات پاویگا حاضرین نے عرض کی کہ اخلاص شہادت کیونکہ حاصل ہوگا آپ نے فرمایا اطاعت رسول اللہ صلعم اور محبت آئمہ طاہرین مگر شرائط کے ساتھ میں اُن ہر شرطیوں سے ایک شرط ہوں احمد ابن حنبل اور استاذ ابو القاسم قشری کہتے ہیں کہ اس حدیث کو میں نے آب زر سے لکھوا کر اپنے کفن میں رکھ دیا تھا لوگوں نے اوسے خواب میں دیکھا اور ثابت ہوا حدیث مذکور احترام کے باعث خداوند عالم نے مجھے بخشدیا اسی وجہ سے حدیثیں اسلام میں سلسلۃ الذہب کے خطاب سے یاد ہیں اور خواجہ محمد پارسا اور امام قندوزی نے اپنی اپنی کتابوں میں بھی عبارت درج کئے ہے شہر نیشاپور کے محلہ غروینی میں پسندہ کے گھر حضرت امام رضاء نے قیام کیا تھا اسکے گھر میں ایک سمت اپنی نے ایک دانہ بادام کا بویا تھا وہ شجر ہوگیا اور پھل لایا لوگ نفع اوٹھاتے تھے اسکے علاوہ خداوند سُبحانہ تعالےٰ نے یہ تاثیر روحانی پیدا کی تھی بیماروں کو شفا عسر ولادت میں آسانی درد چشم کو شفا اور مریض چوپائیوں کے بدن پر لگانے سے شفا ہوجاتی تھی اور پسندہ کے بعد اوسکے پسر ابو عمر نے وہ درخت کاٹ ڈالا اسنے ہزارہ تک اوسکا مال تھا سب تباہ ہوگیا اوسکے دو بیٹے ہوئے انہوں نے وہاں مکان بنایا باقیماندہ جڑیں بھی نکلوادیں دو سال کے بعد وہ دونوں تکلیف میں مر گئے اور اسی محلہ میں ایک چشمہ خشک تھا حضرت امام رضا نے وہ چشمہ نکلوایا اور حوض بنایا آپ نے اس چشمہ میں غسل فرمایا اور وہاں حضرت نے نماز پڑھی تھی وہاں لوگ ابتک جاکر نماز گذارتے ہیں وہ حمام امام رضاء کے نام سے مشہور ہے اور خراسان کے قریب شہر حمرا میں بھی ایک آپ کے اعجاز سے چشمہ ظاہر ہوا تھا سرراہ ابتک وہ چشمہ حضرت امام رضاء کے نام سے موسوم ہے +

## شہر خراسان میں نزول اجلال حضرت امام رضا علیہ السلام

### ایک قافلہ خراسان سے کرمان کو جاتا تھا

وہ قافلہ قزاقوں نے لوٹ مار لیا ایک آدمی اس میں بچگیا مگر برف سے اوسکا چہرہ اور بدن سیاہ ہوگیا

وہ حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرت نے دعا فرمائی فوراً درست تندرست ہوگیا ۔

## شہر طوس میں حضرت امام رضاؑ کا نزول اجلال ہوا

تو اس پہاڑ سے جس سے ظروف بناتے ہیں آپ حضرت ساتھ پہاڑ کے کھڑے ہوئے اور آنحضرت نے اوس کوہ کیلئے دعا خیر فرمائی پہاڑ زیادہ نرم ہوگیا وہاں سے قریہ سناد میں نزول ہوا پھر آپ قبہ ہارون رشید میں داخل ہوئے اوسکی قبر کی قبلہ کیطرف ایک خط کھینچا اور فرمایا میں یہاں دفن ہوں گا اور عنقریب یہ مقام میرے شیعوں کے آمدرفت کا مقام ہوگا اور جو کوئی ہماری زیارت کو آئیگا اور مجھپر درود سلام پڑھیگا اسکی مغفرت کیلئے ہماری شفاعت واجب ہوگی وہاں پھر دار الخلافہ مرو میں نزول ہوا تاریخ معجم البلدان میں یہ مذکور ہے کہ شہر مرو کو بادشاہ اسکندر نے بسایا تھا اسکندر کا پایہ تخت بھی تھا سکندر کیا بادشاہاں خراسان نے بھی اسکو اپنا دار الخلافہ اختیار کیا تھا شہر مرو شاہجہاں کے نام سے مشہور ہے جب یہ قافلہ منزلیں طے کرتا ہوا شہر مرو کے قریب پہنچا تو ماموں نے شرائط اکرام اس عمدہ امام کے ادا کیئے اور مع ارکان دولت و اعیان درگاہ سلطانی دور تک شہر سے نکلکر آپ کے آداب استقبال بجا لایا اور دست بوسی سے بعد اپنے ہمراہ حضرت کو شہر میں لایا اور ایک قصر عالی میں جگہ دی اور دیگر سادات کو جو آپکے ہمراہ تھے دوسرے مکان میں اونکو جگہ دی جب حضرت امام رضاؑ مطمئن ہوئے چار یوم کے بعد خلوت میں ماموں نے استدعا ولیعہدیکی عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلعم آپ کا علم و فضل و تقوی اور اطاعت خدا دنیا پر منکشف ہے آپ امر خلافت کے زیادہ مستحق ہیں مسند خلافت کو قبول کیجئے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے تخت کو زیب زینت دیجئے ماموں کے استدعا کی جواب میں حضرت امام رضا نے فرمایا کہ تمام فخر و بزرگی خدائے رب العالمین کیلئے شایاں و سزاوار ہے اور عقلائے زمانہ تعلقات دنیا سے احتیاط اختیار کرتے ہیں کہ وہ اپنے نفوس کو اسکے شر سے محفوظ رکھیں اور دنیا کی حرام چیزوں سے پرہیز کریں اور پرہیز کے سبب جنات الٰہی پر فائز ہوں اور دنیا میں تواضع اختیار کریں جو قدر منزلت زیادہ ہو ماموں نے یہ تقریر پر تاثیر سنکر بکمال منت و سماجت عرض کی کہ اب تو میں عزم بالجزم کر چکا ہوں کہ میں امر خلافت سے دست بردار ہوکر آپکو میں اس امر پر منسوب کردوں اور خود آپ سے بیعت کا شرف حاصل کروں اسکے جواب میں آنحضرت امام نے استغفار و سیر نفسی سے ارشاد فرمایا کہ اے امیر اگر یہ خلافت تمہاری ہے اور اسکا خلعت خدا نے تمہیں پہنایا ہے تو اسکے عطیہ کو بدن سے اوتار کر دوسریکو پہنانا کب روا ہو سکتا ہے اگر یہ تمہارے چیز نہیں ہے اور پرایہ مال ہے تو تم غیر کو دینے کے کیسے مستحق ہو سکتے ہو طبری اوس زمانہ کا معتبر مورخ اپنی تاریخ اخبار الملوک کے دفتر چہارم میں لکھتا ہے کہ پس ماموں رشید خاں خود رجاء ابی ضحاک را ونیز خادمی را کہ نامش یاسر بود از مرو بہ بغداد مدینہ فرستاد تا حضرت امام علی ابن امام محمد موسی کاظم ع

بیاورند و بمرو مذہب شیعہ پدید کرد و گفت از پس خلیفہ علی را باید و بروے ستم روا نیست و بنی امیہ بر فرزندان و اولاد رسول اللہ و بنی عباس ستم کردند و حق مر ایشان را بود من خویشتن را خلع نتوانم کرد ولیکن خلافت از پس خویش علی ابن موسیٰ علیہ السلام را دادم از پس او محمد ابن علی علیہ السلام را۔ طبری کی تحریر سے تو اس اضافہ کی حقیقت کھل گئی تاریخی شواہد کے علاوہ اسکے خلاف ثابت کر رہے ہیں اور وہ یوں ہیں کہ اگر مامون شیعہ تھا اور امر خلافت کیلئے اپنے کو مستحق اور دعویدار نہیں سمجھتا تھا ابتدا سے جب خلافت ملنے لگی تھی انکار کر جاتا تھا جیسے معویہ ابن یزید نے صاف جواب دیا تھا اسوقت مامون نے اظہار نہیں کیا کسطرح اختیار کیا جاوے کہ مامون اصول شیعہ پر قائم تھا جب مامون ایسے اصول کا پابند بتلایا جاتا ہے تو پھر وہ اپنے امام زمانہ کے حقوق کا غاصب بنکر اور موجودہ خطا کا علم پکڑ کر اپنی دولت مستدعی کیوں ہے جو اسکے قائم رہنے کیلئے خدا سے دعائیں مانگتا ہے اور صبر قرار نہیں اگر مامون حقیقت میں شیعہ تھا تو خدا سے اس شرط کی نذر کرتا کہ اگر امین کے مقابلہ میں کامیاب ہوا تو میں امر خلافت کو مرکز اصلی پر قائم کردونگا اگر واقعی وہ شیعہ تھا تو باپ کی تقسیم کا ملک پاتے ہی اپنے امام زمانہ کے سپرد کر دیتا اور امین کو اطلاع دیتا کہ امر خلافت پر میرا قبضہ نہیں ہے میں نے اصلی حقدار کو ملک واپس دیدیا ہے اگر مامون ایسا کرتا تو البتہ ہمکو اس امر کی تسلیم کرنیکا موقع ملتا کہ مامون نے اپنے شیعہ ہونیکی اصلیت کو عملی طور پر دکھلا دیا اور اسکے اصول پر اپنی طرف سے پابندی ثابت کی مگر نہیں صرف حفظ سلطنت کیلئے تاریخ طبری کی اسناد سے لکھا گیا مامون نہ شیعہ تھا نہ سنی امر خلافت کی استدعا امام کیلئے کامل کئے تھے یہ سب مورخین اور محدثین کے ذاتی اضافات ہیں اور اسوقت سے ابتک کتابوں میں نقل ہوتی چلے آئے ہیں ورنہ حقیقت میں اسکی کوئی اصل نہیں خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں لکھتے ہیں ترجمہ کہ ان امور میں مامون رشید نے چند استدعا کی۔ لیکن حضرت امام علی رضا انکار کرتے رہے اور آپ نے فرمایا میں بندہ خدا ہونیکی شان اپنے واسطے ہزار فخر و افتخار جانتا ہوں اور ترک دنیا اپنے اعلےٰ مرتبت کا باعث تسلیم کرتا ہوں تاریخ و سیر کی بیان سے ہوتا ظاہر ہے چند یوم قبول خلافت میں گذر گئے از جانب حضرت امام علی رضاؑ کوئی حکم نہ دیا گیا فضل ابن سہل نے ایکدن مامون سے کہا کہ بڑا تعجب ہے آپ خلافت پیش کرتے ہو اور امام اوسکو بار جانتے ہیں پھر خلوت میں مامون نے امام رضاؑ سے کہا اگر خلافت نہیں تو ولیعہدی قبول فرمائیں امام عؑ نے فرمایا مجھے اپنے آباء طاہرین کی اسناد سے معلوم ہوا ہے کہ یہ امر تمام نہ ہوگا میں تجھ سے اول زہر سے شہید کیا جاؤنگا اور ہارون رشید کے قریب دفن ہونگا اور ملائکہ ارض و سما میری غربت پر روئینگے مامون نے کہا کسکا مقدور ہے میری زندگی میں جو آپ کو شہید کرے حضرت امام نے فرمایا نام قاتل بھی میں بتلا سکتا ہوں مگر قبل وقوع اظہار کو مناسب نہیں جانتا آپکے انکار پر مامون رشید نے چیں بر جبیں ہو کر کہا کہ آپ کا مقصود دلی یہ ہے میرا اصرار آپکا انکار لوگوں کی نگاہ آپ کے توکل اور ترک علائق سے کامل شہرت ہو اور میری کمزوری ثابت ہو مامون کو شیعہ بنانیوالے کہاں ہیں دیکھیں عقیدے کیسے

رنگ بدل گئے اور وہی انداز نکلنے لگے جو حکومت کی شان ہوتی ہے اگر ارادت امامت جانتا تھا تو مصلحت امام پر خاموش رہجاتا ایسے تعریض سے امام کی خود غرضی ثابت ہوتی ہے قولِ امام پر کلام نہ کرتا حالانکہ سال کے بعد امام نے رحلت فرمائی آپکی کلام کی صداقت سے معلوم ہوگئی تو یہ مامون کا تیسرا شبہہ تھا جو اسکے دل میں پیدا ہو گیا تھا جو امام ع نے فرمایا تھا کہ اے امیر میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور میرا مقصود یہ ہے کہ لوگ کہیں علی ابن موسیٰ کاظم ع تارک الدنیا نہیں تھے اور جب دُنیا نے رجوع کیا بکمال رغبت اسمیں آلودہ ہو گئے مامون اپنی تعریض کا پورا جواب پاکر زیادہ برہم ہوا اور اپنی شوکت شان سلطانی دیکھلا کر کہا آپ میری التجا پر انکار کرتے چلے جاتے ہیں اگر میری ولیعہدی کو قبول نہ فرمائینگے تو تحقیرِ سلطنت کے جرم میں آپ کو قتل کرونگا پھر امام عالیمقام نے فرمایا مجھے اب تیری استدعا قبول کے بغیر چارہ نہیں ورنہ میری ہلاکت کا باعث ثابت ہوگا۔ اب تعمیل مجھ پر واجب ہوگی تیری ولیعہدی قبول کرتا ہوں مگر ان شرط پر کہ کاربارِ سلطنت میں کوئی دخل نہ دونگا تجھکو جن امور میں ضرورت ہوا کریگی وہ حکمِ خدا و رسولِ خدا کے مطابق اور مصلحتِ وقت کی موافق مشورہ دیا کرونگا پس مامون نے خوش ہو کر قبول کر لیا اور امام ع نے محض قتل ہونیکے خوف سے برائے نام ولیعہدی قبول کی خواجہ محمد پارسا اپنی کتاب فصل الخطاب میں آپ کے اُن سے یہ شرائط تحریر کرتے ہیں اس شرط پر امرِ ولیعہدی کو قبول فرمایا کہ کسی شخص معین کو معزول نہ کرونگا نہ معزول کو مامور کرونگا ان شرائط پر اس ولیعہدی کے کیا مقدار باقی رہتی ہے جن لوگوں کو آثار اخبارِ قدیمہ پر عبور ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ جملہ امور ملکی سے علیحدہ رہکر صرف نیک صلاح دینا جو کچھ جناب امیر علی ع نے اپنے زمانہ میں تین خلافتوں کے وقت اختیار کیا تھا وہی امور امام رضا ع نے بھی اختیار کی وہ تمام اسلامی تاریخوں میں محفوظ ہیں خلافت اول خلافت ثالث تک جس خلیفہ عصر نے آپکی مشورت لی آپنے مصلحت وقت کا خیال فرما کر دوستانہ طور پر بتلا دیئے تھے مطابقت سے ان لوگوں کو برابر کامیابی ہوتی گئی جناب امام رضا ع بھی اپنے آباء طاہرین کی طرح کار فرماتے تھے اپنی ضرورتوں میں آنحضرت سے مشورہ طلب ہوتی تھی تو بے بند گو از نظام امت کی ضرورتوں میں دریغ نہ فرماتے تھے جو صلاح نیک اور مصلحتِ زمانہ ہوتی تھی وہ آزادانہ اصلاح کیجاتی تھی ہر ایک امام نے اپنے زمانہ میں اسی اصول کو نظر رکھا ہے مامون نے سنہ ۲۰۱ ہجری میں ایک مجلس منعقد کی اور حکم دیا جملہ وزرا و امرا دار الخلافہ بجائے سیاہ لباس سبز پہنکر آئویں تمام بنی عباس جو اس ولیعہدی سے خشمگین تھے وہ کہنے لگے ایسے ایک مرد جو تدبیرِ سلطنت سے محض نا آشنا ہے اسکو اپنی بادشاہی دیتے ہیں مامون نے فرمایا وہ فاضل اجل ہے وہ بولے ہم انکی کم علمی کر دیتے ہیں پھر مامون نے حضرت امام رضا کو طلب کیا آپ تشریف لائے تو مامون نے حضرت کی خدمت بابرکت میں یہ عرض کی کہ تمامی حاضرین کی استدعا ہے کہ آپ خطبہ نفحات بامور دین جسکے مطابق اطاعت خدا بجا لائی جائے ارشاد فرمائیں یہ سنکر حضرت امام رضا منبر پر تشریف لیگئے اور بکمال فصاحت و بلاغت و بہزار خوش بیانی زبانی خطبہ طولانی جو معارف الٰہی اور حقائقِ لا متناہی کے تفصیل میں کامل تھا ارشاد فرمایا جسکو شیخ صدوق نے عیون الاخبار اور کتاب التوحید میں اور شیخ ابو جعفر طوسی نے امالی میں اور

علامہ طبرسی نے احتجاج میں ملا محمد باقر مجلسی نے اسکا ترجمہ ایک رسالہ فارسی میں علیحدہ تحریر کیا ہے یہ خطبہ آپکے معجزات سے ہے کیونکہ ہر ذیشعور جانتا ہے کہ سخنان معرفت نشان اس زبان کے سوا جو کلید معرفت ربانی و ینبوع احکام یزدانی ہو نہیں نکل سکتے اور سوائے عندلیب قدسی آشیاں کے ایسے نغمہائے دلکش کے بعد تمام بنی عباس جو موجود تھے خطبہ سنکر نقش بدیوار بنگی حیرت میں ایکدوسرے کا منہ دیکھنے لگے انکے استعجاب کے عالمیں حضرت امام نیچے اوترآئے اور جلسہ برخواست ہوگیا اسکے بعد مامون نے افسران سپاہ و امرا و وزرا کو معاف کرلیا بعض بدبخت ازلی تھے وہ قطعی محروم رہے اُن ناکاموں میں عیسی جلودی و علی ابن عمران و ابی یونس وغیرہ کے نام پائے جاتے ہیں خدا خدا کرکے مامون کی ظاہری مرادوں کے دن پورے ہوئے اور پھر دربار سلطانی آراستہ ہوا اور اعلان کردیا کہ ملازمان ملکی مالی خوجی کو اس موقعہ پر یکسال کا روزینہ عطا ہوگا خلیفہ مامون کے قریب ایک مسند عالی آراستہ کئے گئے حضرت امام رضا کیلئے اور کرسیاں زریں نگار قرینہ سے لگائی گئیں جب یہ انتظام ہوچکا تو فضلا علماء اور مشایخ اور امرا عمائد دربار سلطانی میں اپنے اپنے مراتب کے موافق جگہیں پانے لگے اور حضرت امام رضاؑ کہ لباس خلعت خضرا اور بردعمامہ سبز بر سر اور تیغ شرربار کمر اقدس سے لگائے رونق افروز ہوئے اور مسند عالی پر بیٹھ گئے اور رعب جلالت امامت چہرہ اقدس سے ٹپکتا تھا اور شان عظمت و جلالت جبین برکت آئین سے ہویدا تھے مامون نے پہلے اپنے پسر سے امام کی بیعت کرنیکا حکم دیا چنانچہ عباس ابن مامون رشید نے اول بیعت اپنے پسر کی کرائی پھر ہر طبقہ کے بارے بارے آپکی بیعت سے مشرف ہوتے گئے اسکے بعد ہر ایک کو عطیہ عطا کیا گیا اسکے بعد مامون نے عرض کی کہ حاضرین کی استدعا ہے آپ کوئی خطبہ بیان فرمائیں حضرت امام علی رضا منبر پر تشریف لیگئے حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بجالا کر ارشاد فرمایا کہ اے جماعت حاضرین باعتبار قرابت رسولؐ خدا ہمارا تمپر ایک حق ہے اور تمہارا حق ہمپر ہے ابن بابویہ نے عیون الاخبار الرضا میں حسین بیہقی کی اسناد سے دو خطبے نقل کئے ہیں ایک کا یہ ترجمہ ہے کہ اُس خدا عزوجل کا شکر ہے جسنے ہمارے اوس امور کی حفاظت کی جنکو لوگ ضائع کرچکے تھے اور اُن امور کو بلند فرمایا جسکو لوگ گراچکے تھے اور یہانتک نوبت ہوچکی تھی اسی برس تک اہل کفر منبر و نبر بیٹھکر ہمپر لعنت کرتے رہے اور ہمارے فضائل اور مناقب کو چھپاتے رہے اور ہم پر جھوٹے الزام لگاتے رہے اور اسکی عوض میں انعام دولت پاتے رہے مگر خدا کی مشیت نے یہ چاہا کہ ہمارا ذکر بلند اور ہماری فضیلت ظاہر ہو خدا کی قسم یہ سبب جناب رسولخداؐ کی قرابت کے باعث واقع ہوا اور دوسرا خطبہ یہ ہے ایہا الناس آگاہ ہو کہ میں علی ابن امام محمد موسی کاظم ہوں تمکو اس امر کی اطلاع ہو کہ مامون رشید نے ایسے وقت میں ہمارا حق پہچانا خدا اوسکی توفیقات کو زیادہ کرے کہ جب تمام دنیا کے لوگ اسکی طرف سے غافل ہوگئے تھے اسنے اوسوقت صلہ رحم کو زندہ کیا جو مدت سے قطع تھا بہت بیقرار دلوں کو اسنے امن بخشا ان خدمات کا عوض سوائے خدا کے کسی سے نہیں چاہتا اسکا اجر خداوند عالم عطا فرمائیگا پس کہ تم لوگ دیکھتے ہو اسنے مجھے اپنی خلافت میں اپنا ولیعہد مقرر کیا ہے اگر میں اسکے بعد زندہ رہا تو جس شخص اقرار بیعت سے انحراف کریگا سخت مواخذہ کیا جاویگا

آپکے فرزند رہنے کی شرط نے ذکر ولیعہدی کو بالکل بیکار کر دیا آپکو معلوم تھا کہ جو منصب مجھے ملتا ہے وہ مجھ تک نہ پونچیگا سب کے سامنے ذکر کر دیا اور اپنے توکل قناعت سے ثابت کر دیا کہ میں اس ولیعہدی کو ہرگز اعتبار اور افتخار کے قابل نہیں جانتا یہ مقدس طبقہ امر امامت و نظام ملت کیلئے منجانب اللہ مقرر تھا عرصہ تک سلاطین مخالف کی وجہ سے کنارہ کش ہو گئے تھے مشیت ایزدی نے گمراہان زمانہ عبرت ہدایت کیلئے مخالفین کے خانوادہ سے مامون رشید کے ہاتھ اوس امر کو ظاہری طور پر مرکز اصلی تک منتقل کرنیکا سامان کر دیا جب سلسلہ عباسیہ میں دولت آئے تو قرابت کے دروازہ بند ہو گئے تھے ان میں سے مامون نے بڑی دختر ام حبیبہ کا عقد حضرت امام رضاؑ سے کر دیا اور خورد ام الفضل کا امام محمد تقیؑ قدیم قرابت کو از سر نو مامون نے زندہ کیا اور جب شرف بیعت تمام حصول کر چکے تو آپنے اوسکی بیعت کو طریقہ رسول اللہ کی برعکس پایا اور سکوت اختیار کر لیا عیون الاخبار میں مروی ہے کہ اسوقت بیعت کا طریقہ یہ تھا ہر شخص سیدھا ہاتھ اپنا حضرت امام رضاؑ کے دست راست پر رکھتا تھا اور اوسکی انگشت آخر آپکی انگشت آخر سے مس کر جاتے تھے مگر ایک مرد انصاری نے اہل اسلام مروجہ طریقہ کے خلاف بیعت کی گئی انگشت اول آپکی انگشت آخر کے مطابق ہو گی امامؑ نے تبسم کیا تو مامون نے دریافت کیا تو امام نے حال بیان مجبوری کیا اور ارشاد فرمایا کہ سبنے فسخ عقد کی نیت سے بیعت کی ہے سوائے اس مرد انصاری کے اسنے اصلی طریقہ پر مجھ سے بیعت کی ہے یہ سنکر مامون نے تمام حاضرین کو حکم دیا کہ بار دیگر بیعت کریں دربار میں غل مچگیا حکم حاکم سے پھر ہر ایک نے آپسے بیعت شرف حاصل کیا تو اہل اسلام کی عبرت کے لحاظ سے امام نے فرمایا کہ جو شخص آجتک بیعت لینے کے طریقہ سے بھی واقف نہیں وہ خلافت کے عظیم الشان منصب کے لئے کیسے سزاوار ہو سکتا ہے مامون اس شخص کو سمجھ گیا اور مونہہ سے نہ بولا اور شک دل میں واقع ہوا اگر آپکی خاطر قدسی میں مامون کے خلوص اعتبار ہوتا تو اسکی تعریض نا قائل خلافت ہونیکی تعریض مجمع عام میں نہ فرماتے جیسے وہ خود شکر بد ظن آپ کیطرف سے ہو گیا اور دل میں رکھا جسکا رنگ آئندہ آگے کھل گیا امر بیعت کے آغاز میں آپنے مامون کو کہدیا تھا کہ امارت ولیعہدی ہماری جفر جامع میں نہیں ہے چنانچہ خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں اور ملا عبد الرحمن جامی نے شواہد النبوت میں اور علامہ عبد الرحمان بسطامی نے در مکنون میں اور ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اور امام قندوزی نے ینابیع المودت میں یہ واقعہ تفصیل سے لکھدیا ہے ✦

## اقرار نامہ ولیعہدی امام رضاؑ

مامون نے وہ اقرار نامہ جو آپ کے ولیعہدی میں لکھا تھا مجمع علم میں تمام عمائد و اکابر ملکی و افسران فوج و ارکان دولت کی اوسپر گواہیاں لکھوائیں اور اُنکی مُہریں ثبت کرائیں کتاب لمعۃ القیاء و فی عمدۃ الاخبار الرضا صفحہ ۲۲۸ میں لکھا ہے کہ عبد اللہ مامون رشید بن خلیفہ ہارون رشید نے دوشنبہ کیدن سات ماہ رمضان ۲۰۲ سنہ ہجری میں اپنے ہاتھ سے دار الحکومت شہر مرو میں یہ عہد نامہ لکھا گیا اس عہد نامہ کی تحریر بعد مامون نے

حکم دیا کہ امام رضاؑ کے نام کا سکہ جاری کیا جاوے اسیوقت از دینار غروب ہو گئے اور یہ حکم دیا کہ عمال ممالک کے ذریعہ آپکی ولایت کا اعلان کیا جاوے اور جمعہ کے روز آپ کا اسم مبارک خطبہ میں داخل کیا جاوے چنانچہ مفید علیہ الرحمتہ نے احمد ابن محمد ابن سعید کی اسناد سے لکھا ہے کہ عبد الحمید مدینہ کے عامل نے یہ حکمنامہ شاہی پاکر مسجد رسول اللہ صلعم میں منبر پر خطبہ پڑھا تو امام رضاؑ کا نام لیکر اسیطرح دعا مانگی ولیعہد المسلمین امام علی ابن حضرت موسیٰ کاظمؑ ابن امامؑ جعفر الصادقؑ ابن امام محمد باقرؑ ابن امام علی زین العابدین ابن امام حسینؑ ابن حضرت علی مرتضیٰؑ ابن عمران کنیت ابی طالب یہ ہفت اشخاص افضل خلائق اور ان تمام لوگوں سے جو آسمان زمین پر آباد ہیں بہتر ہیں صاحب روضۃ الصفا تاریخ کی دفتر سوئم میں یہ لکھتے ہیں مامون فرمود تا ناظران موقف خلافت اعلام و ثیاب سود را برآیات و لباسہائے سبز مبدل گردانیدند و امثلہ و احکام بتمامت دیار اسلام فرستادہ حکم کرد تا تغیر لباس کردہ بجائے رایات سیاہ علمہائے سبز نصب فرمایند و دست متابعت در دامن متابعت حضرت علی موسیٰ رضاؑ زنند تا در روز محشر در سایہ علم حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جائے داشتہ باشد ہر کہ در سایہ سرو سہی آل محمد باشد جایش زیر علم محمد باشد مامون رشید حضرت امام علی موسیٰ رضاؑ کے ظاہری ولیعہدی کے تمام مراتب طے کرچکا تو ہلال عید نمایاں ہوا تو امامت نماز کیلئے آپ کو مامون نے کہا آپنے جواب دیا کہ میں قرار کرچکا ہوں کہ جو امور سلطنت سے متعلق ہیں خلت نہ کروں گا مامون کے زیادہ اصرار پر قبول تو کرلیا اور ارشاد فرمایا میں اوس طریقہ سے امامت نماز عید کو جاؤنگا جیسے جناب سرور کائنات جایا کرتے تھے مامون نے کہا آپ کو اختیار ہے اسکے بعد مامون نے تمام ملازمان درگاہ کو حکم دیا کہ صبح لباس زیبا سے آراستہ ہوکر حضرت امام رضا کے در دولت پر حاضر ہوں آپ نماز عید پڑھائینگے شہر بھر میں شہرت ہوگئی زن مرد پیر جوان اطفال تک امامؑ کے اسواری دیکھنے کو اپنے گھروں سے نکل پڑے تمام بازار اور راستوں اور دوکانوں کے چھتوں پر آدمی تھے اور جمعہ عید اور ان در دولت پر جمع ہوئے حضرت امامؑ نے غسل کیا لباس پاکیزہ معطر زیب تن فرمایا عمامہ سفید سوتی باندھا اور دامان قبا کمر تک پائجامہ نصف ساق تک عصا دست میں لیکر آمادہ مصلی ہوئے خدام بھی اسی شکل سے درست تھے تکبیر کہتے دروازہ پر پہنچے وزیر امرا منتظر تھے آپ آپ باین وقار برآمد ہوئے جب ملازمان شاہی نے دیکھا تو گھوڑیوں سے اوتر کر پاپیادہ برہنہ ہمراہ ہوگئے اور روتے جاتے تھے اور امامؑ دس قدم پر ٹھہر کر تکبیر فرماتے تھے فضل ابن سہل کو معلوم ہوا وہ مامون سے جاکر کہنے لگا ارے غضب ہوا اگر امام اس شان سے عیدگاہ تک چلے گئے تو اہل مرو انکے فریفتہ ہو جائینگے تو ایک نفس تمام خیرخواہ نہ رہیگا پھر ممکن ہے ایسا فساد عظیم برپا ہو کہ اوسکا انسداد ہمارے امکان سے قطعی خارج ہو مصلحت وقت یہ ہے آپ کو راہ سے روک لیا جاوے مامون نے فوراً ایک خواص بھیجکر پیغام دیا کہ میں نے آپ کو تکلیف دی آپ واپس تشریف لاویں یہ جو شخص ہر سال نماز پڑھاتا ہے وہی پڑھائیگا یہ سنکر امامؑ نے لاحول پڑھا اور کفش منگا کر پہنے اور سوار ہو کر دولتسرا کو واپس تشریف لائے یہ واقعہ ایسا مشہور ہے اسلام کے تمام تاریخ و سیر کی کتابوں میں درج ہے روضۃ الصفا کی جلد سوئم میں بتفصیل لکھا ہے اس واقعہ سے مامون کی

خلوص وعقیدت کے قلعی کھل گئے اور اسکی اندرونی مطالب کو پورے طور سے ظاہر کردیا اور دلی شکوک اور قلبی ظن کو بھی بتلادیا یہ ظاہری خلوص اور عارضی عقیدت تو ایک ماہ تک سے زیادہ نہ ٹھہر سکے اور دوسرے ماہ کی پہلی تاریخ سے اوسکے قول اقرار آشکارا ہونے لگے نماز عید کی واقعہ سے معلوم ہوگیا مامون اپنے عہد میثاق سے بالکل پھر گیا ادہر آپکے ولیعہدی سے سادات کی پوجوشی میں کمی آئی تھی تو اودھر بنی عباس کی اسکی باعث مخالفت تیز ہوگئی وہ آپ کی ولیعہدی سے ناراض ہوکر خود مختاریکی فکر میں پڑے مامون کی اس تجویز کے خلاف ہوکر بقول طبری اسکو برا بھلا کہا کہ اگر یہ عباسی نسل سے ہوتا تو حکمت کو اپنے خانوادہ سے باہر نہ جانے دیتا ہم اپنا خلیفہ مامون کو نہیں جانتے عباسیوں نے مشورہ کیا کہ کسی دوسرے عباسی کو جو حکمران سلسلہ کا قریبی ہو اسکو تخت امارت سپرد کیا جاوے تلاش سے ابراہیم بن مہدی منصور کو جو عرصہ سے خلافت کے تاک میں منتظر تھا اسکو غیب سے یہ سونیکی چڑیا ہاتھ لگے ۵ ماہ محرم سنہ ۲۰۲ ہجری میں ابراہیم کی امارت تسلیم کر لیگئی طبری کا قول ہے کہ ابراہیم کے تخت نشینی نے فساد پیدا کردیا طبری کا بیان ہے کہ قصر شاہی بغداد میں تین یوم تک ابراہیم کی بیعت ہوتی رہی حسن ابن سہل مامون کی امیر بغداد نے جو واسطہ شہر میں تھا ابراہیم کی استیصال میں مشغول ہوا اور کوفہ میں اوسیوقت سید عباس ابن امام موسی کاظم ع اپنی امارت کے رنگ جمارہے تھے ابراہیم کی جب کوفہ پر آمد معلوم ہوئی تو اپنے چچازاد بھائی سید علی ابن محمد کو ابراہیم کے مقابلہ کو بھیجا ابراہیم کی فوج نے ناگہ شکست دی علی واپس عباس کے پاس چلے گئے اور عیسی نے شہر کا محاصرہ کرلیا کوفیوں نے عباس سے کہا تم ہماری امارت سے دست بردار ہوجاؤ یہ کام علویوں سے نہیں سہل ہوسکتا عباس نے عیسے سے امان طلب کے اور کوفہ خالی کردیا جب عیسی نے کوفہ پر قبضہ کرلیا تب ابراہیم نے عیسے پر حسن ابن کے مقابلہ پر مقرر کیا جنگ شدید ہوئی اور عیسی کو شکست ہوئی اور ابراہیم کو معلوم ہوا کہ فرقہ علما سے ایک شخص نے نواحی بغداد سے خروج کیا جسکا نام سہل ابن سلامہ تھا پھر عیسے نے بغداد پونچکر سہل ابن سلامہ کو شکست دی اور اور سہل کو مقید کرکے ابراہیم کے پاس روانہ کیا اور مجلس سلطانی میں گرفتار کیا تاریخ طبری صفحہ ۷۱۸ تا صفحہ ۷۲۱ دارالحکومت بغداد میں حسن ابن سہل کے معاملات روز بروز ضعف پکڑتے گئے اور ابراہیم کو ترقی ہوتی گئی حسن کی امارت سے بغداد والے بیزار تھے حسن جب ہر طرف سے مایوس ہوگیا تو اوس نے خلیفہ مامون رشید کو ایک طول عرضی لکھی جس میں بغداد کے فساد درج تھے مامون کی پڑھکر چشم کشادہ ہوئی اور استعجاب کیا بقول طبری اوس نے حسن وفضل کے معاملہ میں غور کیا اور کچھ نہ کہا حسن کے فرستادہ کو خلوت میں ہدایت کردی کہ یہ راز افشا نہو اور اوسیوقت تیاری بغداد کا قصد کرلیا فضل کو خبر لگی طبری کا قول ہے حسن کے فرستادہ کو ذلیل خوار کیا مامون کو اپنے وزیر سلطنت کے ساتھ برس کے بعد نتائج بڑے معلوم ہوئے اور خفیہ کارروائیاں سب معلوم ہوگئیں مگر مامون خاموش رہا اور سوچتا تھا کہ اگر حسن کو معزول کروں تو بغداد کی مہم ختم ہوجائیگی اور اگر فضل کو معزول کیا جاوے تو دارالخلافت مرو کی ابتر ہوجانے کا ڈر ہے غرض مامون اس کشمکش میں مبتلا تھا تاریخ ابن اثیر اور تاریخ طبری اور روضۃ الصفا

کی استاد کے مطابق حضرت جناب امام علی موسی رضاؑ سے مامون رشید نے ایکدن مشورت لی تو آنحضرت نے اپنی صادق کلامی رعایت سے تمام پوست کندہ حال سنا دیا حضرت امام رضاؑ نے مامون سے ایسے ضروری اوقات میں صلاح دینے کو بھی پورا وعدہ فرمالیا تھا یہ ہدایت ضروری لازم تھی اپنے مامون سے کہا اے امیر تجھے معلوم نہیں کہ والی امیر المسلمین کی مثال عمود خیمہ ہے جو وسط خیمہ میں ہوتا ہے جبکہ ضرورت ہوتی ہے اوسے تھام لیتا ہے تم ملک کی ایک گوشہ میں آرام سے بیٹھے ہو اور ملک اور رعایا سے محض بیخبر ہو رعایا مدینہ اور مکہ کی نہایت تکالیف میں ہے حاکمان جور کی تعدی سے نالاں ہیں کس سے داد چاہیں مامون نے نادم ہو کر کہا بہت بہتر اب غفلت نہ کرونگا ابن اثیر اور طبری اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ امام نے یہ کہا کہ اہل بغداد نے تمکو خلافت سے خلع کر کے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرلی ہے اور حسن سے ملکہ جہان ملکے کی انصرام پر مامور ہے اوسنے دھوکھا دیا ہے جس نے کہا کہ ابراہیم امیر نہیں حسن کے ساتھ تو ابراہیم برابر جنگ پر جنگ کر رہا ہے حقیقت یہ ہے بغداد کے لوگ حسن سے بیزار ہیں اور بنی عباس میری ولیعہدی سے بیزار ہیں تا وقتیکہ مدفون علیحدہ نہ کیے جاویں اور امیر بذات خود بہ انتظام کرے ورنہ نجات محال ہے اس واقعہ سے وزیر فضل امام رضاؑ کا پورا مخالف ہو گیا صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ مامون گفت کہ فضل با من چنین گفتہ کہ ابراہیم باتفاق حسن ابن در کار امارت دخل کردہ جناب امام رضاؑ فرمود کہ فضل با تو دروغ گفتہ و خیانت کردہ سخن این است کہ من با تو گفتم مامون پرسید کہ ہیچکس غیر از تو براین تنہا وقوف داد حضرت امام رضا جواب داد کہ یحییٰ ابن معاذ و عبد العزیز ابن عمران و خلف مصری و فلان فلان از ثقات و معتمدان تو برایں وقائع اطلاع مے دارند مامون آن جماعت را در سر طلب داشتہ از ایشان استفسار و استکشاف احوال نمود ہمہ متفق آن کلمہ گفتند کہ امام علیہ السلام آنچہ گفتہ مطابق واقع است و در این مدت از بیم فضل ابن سہل این سخنان کہ مے شنیدیم بر زبان نمے توانستیم آوردن و مامون این قوم را از یاس دستخط فضل ایمن گردانیدہ ایشان گفتند از مبدء حکومت حسن ابن سہل ابن زمان در عراق عرب فتنہ و شورش است روضۃ الصفا جلد سوئم صفحہ ۱۹۱ اب تو مامون کو خیر خواہان دولت سے فضل کی حکایت معلوم ہو گئی اور بغداد جانیکا عزم بالجزم کر دیا فضل وزیر نے ہر چند روکا نہ رکا فضل نے کہا خیر خواہ تین اشخاص اس واقعہ سے واقف ہیں اونسے استفسار کر لیا جاوے مامون نے کہا وہ کون ہیں فضل نے کہا علی ابن عمران ابو یونس و عیسی جلودی جب اونسے تحقیق کیا تو انہوں نے حضرت امام رضا کے شکایت ظاہر کی مامون سنکر خفا ہوا اور اونکی سر اوڑا دیے گئے چند روز کے بعد شہر مرو سے مامون رشید و حضرت امام رضاؑ و فضل وزیر روانہ بسوئے بغداد ہوئے منزل اول بمقام سرخس میں ہوا قیام اسجگہ پھر مامون نے فضل وزیر کو قتل کرادیا مامون نے فضل کیلئے چار شخص متعین کئے وہ یہ تھے غالب ابن اسود مولائے مامون فرج ابن الدیلمی موفق الشکری انکو بتلایا کہ جب حمام کو کل جاوے تم اندر جا کر قتل کرنا اور کہیں وہ بھاگ جاتا میں تمہیں گرفتار نہ کر سکوں طبری صفحہ ۱۰۱ فضل گجرات تھے داخل حمام ہوا بقول نجومیہ پہلے فصد کرائے جو خون نکلا وہ اپنے منہ پر مل لیا بخلاف حکم و رسول خدا صلعم جب نہا کر باہر نکلا معینہ اشخاص نے پارہ پارہ کر دیا جب یہ خبر اوسکی خاصی

کی فوجی ملازموں نے پائے تو وہ خلیفہ مامون رشید کی فرود گاہ پر چڑھ آئی اور محاصرہ کرلیا مامون کو دیکھکر زیادہ اضطراب ہوا وہ سراسیمہ ہوکر حضرت امام رضا سے بصد منت کہنے لگا کہ اے ابوالحسن میری آپ مدد فرمائیں آپکی اعانت وفاداری کا وقت ہے اسکی یہ استدعا سنکر امام ؑ سوار ہوکر فرودگاہ سلطانی پر پہونچے اور آپ نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ یہ کیا گستاخی ہے اسکا نتیجہ تم آیندہ دیکھ لوگے آپ کی کلام سنکر وہ لوگ آپکے گرد جمع ہوگئے آپ نے انکو تسکین فرماکر واپس کردیا اور مامون نے اپنی بریت کی وجہ سے قاتلان فضل کی گرفتاری کا حکم دیا عباس دینوری انکو گرفتار کرلایا اور اونکے قتل کا حکم دیا تاریخ طبری اور ابن اثیر اور روضۃ الصفا کے مصفا کے مطابق ان لوگوں نے کہا آپ نے ہمکو اوسکے قتل کا حکم دیا تھا آخر بحکم مامون وہ قتل کئے گئے اور سر اونکے حسن ابن سہل بھائی فضل وزیر کے پاس خلیفہ نے بھیجدئے لمعۃ الاضیاء فی عمدۃ الاخبار الرضاء صفحہ ۲۹۰ قتل فضل کو شبہہ میں ڈالدیا گیا ہے حضرت امام علی موسی رضا ؑ سے مامون نے کیا طبری کا بیان ہے کہ بھائی کے قتل کی خبر حسن کو ہوئی وہ سنکر دیوانہ ہوگیا شہر واسط کے لوگوں نے اسکو مقید کردیا اور مامون کو خبر دی اوسنے اپنا طبیب علاج کیلئے بھیجا اور اسکو کہدیا کہ دوا برعکس دیجاوے اور قید رہے برعکس دیجاوے تاوقتیکہ میں بغداد نہ پہونچوں تاریخ طبری صفحہ ۴۰۸ مامون رشید نے طبیب کے راہ سے حسن کا بھی خاتمہ کردیا یہ شیر بیٹے کی ساتھ زہر عداوت ملحق تھا ظاہر نوازش اور باطن میں اوسکی دفعیہ کا عمل ہورہا ہے آخر حسن بھی مرگیا اور کسی نے خلیفہ پر الزام نہ لگایا ۔

## مامون رشید کی حضرت امام رضا ؑ سے مخالفت

مامون رشید نے مخالفانہ کارروائیوں سے اول آخر جو کام لیا پوشیدہ مخالفت کے ساتھ اپنی ظاہر موافقت قائم رکھتا تھا آشکار ہونے دیتا تھا نہایت غور سے معلوم ہوتی ہے حضرت امام رضا ؑ کلمۃ الحق کہدیتے تھے مامون خفا ہوتا تھا مگر منہ سے کچھ کہتا تھا اور اپنے دل میں عداوت کا بیج بولیتا تھا آخر آپکے قتل کا باعث ہوئی آپ مامون کو خلوت میں امور شریعت کے متعلق نصیحت فرماتے اور خوف خدا سے ڈراتے تھے مامون بظاہر آپ کے ارشادات قبول کرلیتا تھا مگر باطن میں اوسکو اپنے شان کے خلاف اور ہتک کا باعث معلوم ہوتا ہے ایکدن مامون نے خادم سے وضو کرارہا تھا حضرت امام رضا ؑ نے فرمایا خدا کی عبادت میں دوسرے کو شریک تم نہ کرو مامون کو بُرا معلوم ہوا مگر غصہ کو پی گیا وہ وضو کا مسئلہ معمولی تصور کرتا تھا اور مسئلہ شریعت کا بتلانا فرض ہے خواہ کوئی شخص ہو ایسے روک ٹوک آپکے مامون نے اپنے ہتک خیال کرکے اپنے دل میں دشمنی پیدا کرلی لمعۃ الضیاء فی عمدۃ الاخبار الرضاء اور مولانا نعمت اللہ جزائری اپنی کتاب زہرۃ الربیع جلد اول میں لکھتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے ایک بار ایک سید صوفی بعلت سرقہ پکڑا آیا پیشانی پر صالحین کے آثار آشکار تھے مامون نے دیکھکر کہا صورت یہ اور سیرت ایسی لاحول ولا صوفی نے جواب دیا بباعث اضطراب یہ کام ہوئی کیونکہ تمنے ہمارا حق مار رکھا ہے پھر مامون نے متعجب ہوکر کہا تمہارا کونسا حق مار لیا ہے مرد صوفی نے کہا تم

خمس جب میرا حق نہیں ملا تو بے اختیار یہ عمل سرزد ہوا مامون نے کہا جو سزا چوری کی شریعت میں ہے وہ تجھے ضرور ملیگی سید صوفی نے کہا پہلے اپنے اوپر حسد جاری کریو مامون نے کہا کیا میں چور ہوں امام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے تو نے میرا حق چورایا ہے مامون کو غصہ آیا اور کہا تیری ہاتھ ضرور کاٹونگا صوفی نے کہا تم میرے غلام ہو ہاتھ میرے کسطرح کاٹ سکتے ہو خلیفہ نے کہا کیسے صوفی نے کہا بلکہ تمام اہل اسلام کی میں نے تو تجھے ابھی تک آزاد بھی نہیں کیا مامون نے کہا وہ کیسے صوفی نے کہا وہ یہ ہے تیری ماں کو رقم بیت المال سے خرید کیا تھا جو تمام مسلمانوں کا مال ہے جب تو حسد اللہ کا مستحق ہے پھر دوسرے کو حد کیا لا سکتا ہے مامون نے امام سے دریافت کیا آپ کی کیا رائے ہے آپنے فرمایا اسنے دونوں طرح حجت قائم کردی آپکی تقریر سنکر صوفی سید کو تو رہا کردیا اور امام رضا کیطرف سے مخالفت دل میں سماگئی چنانچہ اوسنے ایکمرتبہ آپکی ولیعہدی پر اپنا احسان جتلایا آپنے جواب دیا تمہارے ولیعہدی سے کوئی نعمت جدید تھی اس سے پہلے بھی مدینہ میں حرمت سے رہتا تھا اور احکام میرے شرق و غرب میں جاری تھے مامون کے دل میں خلش تو پیدا ہو چکے آپکی ہر ایک کلام پر نکتہ چینی کرنے لگا اسکی اسلاف سلاطین بنی عباس اور بنی امیہ نے بھی آئمہ طاہرین کے مقابلہ کا قصد کیا تھا اور ان مقدس سلسلہ کی کسر شان و تحقیر دنیا کو دکھلاتے تھے وہی طریقہ مامون نے بھی اختیار کیا ایک دفعہ حضرت امام رضا سے کہنے لگا کہ تمہاری جد امجد حضرت علی ع کو قسیم النار و جنت کس باعث کہتے ہیں امام نے فرمایا تمکو تمہارے آبا اجداد کے ذریعہ یہ حدیث نہیں پہنچی کہ انحضرت کی محبت ایمان ہے اور دشمنی کفر ہے مامون نے کہا یہ حدیث تو پہنچی ہے آپنے پھر فرمایا حضرت علی امیرالمؤمنین نے اپنی دوستی و دشمنی پر جنت جہنم کو قسمت فرمایا ہے مامون سنکر بہت محفوظ ہوا اور کہنے لگا کہ آپ بیشک وارث علم نبوی ہیں جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مرو سے خراسان کو جارہا تھا اور امام رضا ہمراہ تھے اوسنے آپ سے پوچھا کہ غور سے معلوم ہوا ہے کہ ہم اور آپ نسب میں برابر ہیں ہمارے دوستوں اور شیعوں کا تعصب ہے کہ ایک گروہ کو دوسرے پر ترجیح دیتے ہیں آپ نے فرمایا ہیں نہیں قسم دیگر پوچھتا ہوں کہ اگر حق تعالی رسول خدا احمد صلعم کو اسوقت مبعوث کرے اور آنحضرت تمہاری دختر کی خواستگاری فرمائیں تو تم اسکا عقد آنحضرت سے کردوگے مامون نے کہا وہ کون مسلمان ہوگا جو اپنی لڑکی انکو نہ دیگا یہ سنکر پھر امام رضا نے فرمایا میں یہ پوچھتا ہوں کہ آیا آنحضرت کو حلال ہے کہ مجھ سے میری دختر کا خطبہ کریں یہ سنکر مامون بالکل بند ہوگیا اور قسم کھاکر کہنے لگا آپ جناب رسالتمآب سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں مامون جب خراسان پہنچا تو امام رضا کے خاتمہ کے فکر میں مصروف تھا اس مقدس سلسلہ میں حضرت امام حسین ع کے بعد کسی بزرگ کو بظاہر قتل نہیں کیا شہادت امام حسین ع کی وجہ سے پانچ برس تک تمام دنیا میں بڑا شور غل پڑگیا تھا اس واقعہ کو مدنظر رکھکر سلاطین مخالفین نے بظاہر قتل کئے جانیکا کسی نے ارادہ نہیں کیا اونہیں قدیم سلاطین کی تقلید میں مامون نے مار ڈالنے کی خفیہ ترکیب قدیم دستور کے مطابق سمجھے بظاہر ملکی فتنہ کا اسکو خوف تھا خصوصاً

خراسان اور ممالک ایران کے باشندے سلاطین بنی امیہ و بنی عباس کیوقت سے اہلبیت اور سادات عظام کی عقیدت رکھتے تھے اسلئے مامون نے سوچ لیا تھا کہ ان لوگوں کے مقابلہ میں تدبیر خفیہ سے مخفی نہ رہیگی ایدھر بغداد میں ابراہیم قابض ہو گیا مامون کے دستور احکام ان علاقوں سے اوٹھ چکے تھے اور ممالک مغربیہ میں مامون کی جگہ ابراہیم کی امارت و حکومت کی عباسی کوشش کر رہے تھے امام ابن حجر صواعق محرقہ میں اور خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں لکھتے ہیں کہ ایکدفعہ ہارون رشید اپنے آخر زمانہ میں مدینہ میں آیا حضرت امام رضاؑ نے دیکھکر کہا کہ یہ اور ہم ایک مقام پر دفن ہونگے حسن ابن عباد کاتب امام کا بیان ہے کہ جب مرو سے مامون بغداد کو چلا حسن ابن عباد نے استفسار کیا آپنے فرمایا مامون تو بغداد پہونچ جائیگا اور افسوس کہ ہم نہ پہونچینگے امام نے پیش گوئیاں کثیر التعداد اپنی وفات کے متعلق فرمائیں مدینہ سے لیکر طوس تک باعث طوالت ہم مختصر ایک واقع پر اکتفا کرتے ہیں اور روضۃ الصفا جلد سوئم میں ہرثمہ کا احوال مندرج ہے اور یہ ہرثمہ اور شخص ہے راویوں کو شبہہ اسکے نام میں ہو گیا ہے ہرثمہ کہتا ہے حضرت امام رضاؑ نے مجھے دو روز پہلے مخاطب ہو کر اپنی وفات کا حال فرمایا کہ اے ہرثمہ میری عمر تمام ہو چکی میں اپنے خدا کیطرف رجوع کرونگا اے ہرثمہ آگاہ ہو مامون نے ارادہ کر لیا ہے کہ انگور اور انار میں مجھے زہر دلوائے آب انار میرے اجل کا ساغر بکمال اخلاص پیش کریگا یہ تکلیف مقدر ہو چکی ہے مجھکو خبر ہے میں پی لونگا اور دار فانی سے دار البقار کو کوچ کر جاؤنگا اے ہرثمہ مامون میری تجہیز تکفین کرنے چاہیگا تم خلوت میں پیغام کہدینا کہ تو میرے امور میں مداخلت کریگا تو خدا تعالی ذرا مہلت نہ دیگا جو عذاب آخرت میں میری شہادت کے عوض مقدر ہو چکا ہے وہ دنیا میں فوراً نازل ہو گا اے ہرثمہ پھر وہ باز رہیگا اور میری خدمات تیری سپرد کریگے خود سقف خانہ پر جا کر ملاحظہ کریگا تو غسل کفن کے سامان میں مصروف ہونا اور انتظار کرنا خیمہ میں کچھ آوازیں محسوس ہوں تو تم خیمہ سے باہر چلے جانا اور دیکھنے کی جرات نہ کرنا ورنہ تمہاری ہلاکت کا باعث ہو گا جب ان امور سے فراغت ہو جائیگی تو مامون بآواز بلند کہیگا کہ شیعوں کا یہ اعتقاد ہے کہ امام کو امام ہی غسل دیتا ہے اسوقت یہ تو ہمارے پاس طوس میں ہے اور امام محمد تقیؑ مدینہ میں ہے امور کیسے انجام پائے تم کہنا انشاءاللہ تعالی وہی غسل دینگے مگر مخفی طریقہ سے کہ کوئی ظالم مانع نہ ہوئے ہرثمہ تب کفن کردہ پاؤگے اور قبر میں پانی نمودار ہوگا اسمیں مچھلیاں ظاہر ہونگی پھر آپ ہی مچھلیاں غائب ہو جائینگی اوسوقت مجھے قبر میں اوتارنا خود بخود قبر بند ہو جائیگی تمکو دفن کی تکلیف نہوگی ہرثمہ کہتا ہے میں سنکر از حد ملول ہوا اور واپس گھر آیا اور مامون رشید نے مجھے بلایا جب میں گیا تو اوسنے کہا کہ امام رضاؑ کو اسیوقت لے آؤ میں امام کیخدمت میں جا کر عرض کی کہ خلیفہ آپ کو بلاتا ہے آپ میری ہمراہ ہولئے آپ جب مامون کے پاس تشریف لیگئے اوسنے آپکی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور مسند پر بیٹھالیا اور خدام کو آواز دی کہ وہ انگور جو رکھوائے تھے اوٹھا لاؤ ہرثمہ کا بیان ہے میں انگور کا نام سنتے چونکہ امر جان سے واقف تھا میرا عضو

عضو کانپنے لگا اور آپ کے روئے مبارک پر تغیر ذرا نہ پایا آپ کا صبر سکون و رضا تسلیم دیکھکر سکتے میں آ گیا کہ شاید مامون پر راز نکھل جائے اور میری ہلاکت کا باعث ہو باہر چلا آیا قریب امام کی در دولت پر پونچا اور دیکھا اطبا کا ہجوم اور اکثر لوگ وہاں موجود تھے اور اپنے قیاس سے بیلا رہے تھے میں واقف تھا بول نہ سکا آخر ملول حزین اپنے مقام پر واپس آیا رات کے نو بجے آپ کے انتقال کی خبر تمام شہر میں شائع ہو گئی میں بیتاب سر و پا برہنہ دولتسرا پر گیا آگے مامون روتا تھا میں بھی روتا رہا جب صبح ہوئی مامون نے غسل کفن کرنا چاہا میں نے خلوت میں تعمیم امام کہا یا وہ ڈر گیا مگر بظاہر داری اسکا تمام میری سپرد کیا ہرثمہ کا بیان ہے کہ میں ایک پاکر صحن خانہ میں آیا اور خیمہ سفید میں تسبیح کی آوازیں آتی تھیں حسب وصیت امام لاش مطہر کو میں خیمہ پونچا کر باہر نکل آیا اور دروازہ بند کر دیا اس خیمہ سے پانی گرانی اور برتنوں کی کھڑکانی کی آواز آنے لگی اور خوشبو چار جانب پھیل گئی ویسی خوشبو سلاطین عباسیہ کی عطار خانوں میں بھی نہیں سونگھے یہ تمام عالم میں دیکھتا تھا مگر ضبط کرتا تھا زبان سے بول سکنے کی جرات نہ کر سکتا تھا پھر مامون رشید ہمراہ ملازمین کے آیا اور مجھ سے وہی بات کہی میں نے بموجب ارشاد امام جواب دیا اتنے میں اوس خیمہ کا پردہ اوٹھ گیا دیکھا تو جمیع مراتب سے لاش مطہر تیار و مرتب ہے مامون یہ دیکھکر مع اراکین کے آگے بڑھا اور نماز جنازہ پڑھی پھر لاش مطہر اپنے کاندھے پر اوٹھا کر قبہ ہارون رشید کیطرف چلا ہارون کی مشرق کی قبر کا حکم دیا وہاں ایک سنگ نکل آیا ہرثمہ نے وصیت امام رضا مامون کو علیحدہ بیان کی یہ سنکر وہ دل میں سخت نادم ہوا اور کہا اچھا لاؤ مغرب کیطرف آپکی قبر کھودی گئی جہاں آنحضرت نے نشان بتلایا تھا وہاں قبر نورانی میں لاش مطہر رکھے گئے اور تمام امور بجنسہ مشاہدہ میں آتے گئے اور جمیع عام نے ملاحظہ کیا تمام امور کا مامون کہنے لگا ایسے عجائبات زندگی میں ہمکو دکھلاتے تھے بعد وفات کے بھی مشاہدہ کراتے ہیں جب مامون اپنے مقام پر واپس آیا تو مجھکو بلا کر کہنے لگا تجھے قسم دیتا ہوں جو باتیں حضرت امام رضا کی زبانی تو نے مجھسے کہی ہیں کسی دوسرے سے نہ کہنا اسکے علاوہ کوئی اور بات ہو جو کہدے میں نے انگور و آب انار کے مسموم کرنے کی ترکیب تمام مامون کو کہدے اوسکا رنگ سفید ہو گیا اور عضو عضو کانپنے لگا بیہوش ہو کر گر پڑا اور فریاد کرتا اور یہ کہتا تھا مامون پر حضرت رسول اللہ صلعم کے ولے ہو مامون پر حضرت علی و فاطمہ و حسن رضا کا بیکے والے ہو مامون پر جب اسکو افاقہ ہوا تو مجھکو بلا کر کہا اے ہرثمہ جو تو نے امام سے باتیں سنی ہیں ایسی ہی واقعہ ہا

حضرت امام رضا کی وفات کا یہ واقعہ لمعتہ الضیا فی عمدۃ الاخبار الرضا مطبوعہ نولکشور پریس لاہور سے نقل ہوا ہے اور روضتہ الصفا تاریخ میں پوری تفصیل سے لکھا ہے ابو الصلت ہروی کا بیان ہے کہ میں نے آپکی ہدایت کی باعث خاموش رہا مگر آپکی دولتسرا تک آیا آپ حجرے میں تشریف لیگئے اور بستر پر لیٹ گئے کہ اس اثنا میں ایک نوجوان رعنا ازبس حسین شکیل صورت جو آپ سے ہم شکل صورت میں مشابہت رکھتا تھا آیا میں نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں اوس نوجوان نے کہا اے ابو الصلت میں تجھ اور تمام خلائق پر خدا کی حجت ہوں محمد ابن علی علیہ السلام ہوں مدینہ سے اسلئے آیا ہوں کہ آیا کہ اپنے پدر مظلوم مسموم کی آخری زیارت سے مشرف ہوں اور آخری خدمات بجالا کر سعادت دارین حاصل کروں یہ فرما کر حجرے میں تشریف لیگئے تو امام رضا نے انکو اپنے سینے سے لگا لیا اور

جبین نور آگین سے بوسے لئے پھر آپ قریب بیٹھا کر سرگوشی کرتے رہے کلام کے سمجھ نہ آتے تھے تھوڑی دیر کے بعد حضرت امام رضاؑ نے علی علیین جنت کی طرف رحلت فرمائی یہ واقع ماہ صفر سنہ ۲۰۳ ہجری میں ہوا جا۔ امام محمد تقی علیہ السلام نے حجرے سے نکل کر فرمایا اے ابو الصلت اندر جا اور کپڑے اور تختہ غسل کیلئے حنوط کافورا اور ظرف اور تابوت سب کچھ موجود ہے معلوم کر کے حیران ہو گیا کہ استراحت کے مقام میں یہ چیزیں کہاں آگئیں گر حجت خدا کے حکم سے میں اندر گیا سب اسباب موجود پایا آپ غسل دینے لگے مجھکو اجازت نہ دی پھر آپ نے لاش مطہر کو کفن پہنایا اور اپنے دست مبارک سے تابوت میں رکھا اور مصروف نماز ہوئے فارغ ہو کر میری نظروں سے غائب ہو گئے پھر مامون آگیا تمام لوگ لاش مطہر اٹھا کر بہ ہارون کیطرف لیچلے اور دفن کیا صاحب روضۃ الصفا اور علامہ شیخ مفید طاب ثراہ کتاب ارشاد میں آنحضرت کی شہادت کے متعلق تحریر فریقین کی کتب تواریخ سیر سے بالعموم مندرج ہیں دوسرے کی مداخلت نہیں قرائن بتلا رہے ہیں کہ اپنی غرض نکالینے کی مجبوری سے جسطرح پہلے حضرات امام علی رضاؑ کا خیر خواہ بنا تھا اسیطرح پیچھے چلکر آپ کا دشمن اور قاتل ثابت ہوا آپ کی ولیعہدی میں اسرار مضمر تھے مدت سے اس سلسلہ مقدسہ کی عظمت کو محض بے وجود سمجھی ہوئی تھی جنکی محبت کو خداوند تعالےٰ نے واجب الاطاعت فرمایا تھا امام اہل اسلام کے عدم توجہی سلاطین تو انکے خون کے پیاسے تھے اور جان کے دشمن تھے انکے نام و فضائل مٹانے کھڑے تھے سلاطین مخالفین موجود سلسلہ میں ہمیشہ استیصال کے در پے رہے ان بزرگوں کے حقوق واجب الادا کا مامون عباسی سے خدشے کر دیا اگر زبانی ظاہری کیونکر ہو کثیر التعداد جمعیت کو جو اسوقت زمانہ کے گمراہانہ روش کی بدولت غافل تھے اور سلاطین کی ظاہری قوت پر اعتبار کر کے اطاعت کر رہے تھے کلمہ حق سنکر ضلالت موجودہ کے عقائد سے تائب ہو گئے اس ظاہری ولیعہدی سے مصلحت خداوندی نے نظام امت کی اصلاح اور ترمیم کا یہ کیسا ذریعہ نکالدیا اسکی ہوا بلے نام ولیعہدی سے وہ غدر و فساد جو سادات کی تحریک سے منسوب کی جلتے تھے یکقلم فرو ہو گئے اور ہزاروں بندگان خدا کی جان و مال جو آجتک سالہا سال سے معرض زوال میں گرفتار تھے غارت اور تباہ ہونے سے بچ گئے مامون نے کیسی تدبیر سے امام رضاؑ کو انگور و آب انار میں زہر ہلاہل خفیہ اپنے ہاتھ سے کھلا پلا کر شہید کیا مامون نے اپنے ماسلف بزرگوں کی تقلید پورے طور سے کر دی بنی امیہ اور بنی عباس کا یہ ابتدا سے قاعدہ تھا مامون نے یہ نئی تدبیر نکالی جو اپنی دختر امام کے حوالہ نکاح دیکر آخیر مار ہی ڈالا فاضل معاصر مولوی شبلی شمس العلما نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ المامون میں بغیر تحقیق سنے لکھ دیا ہے کہیں کوئی مورخ مامون پر حضرت امام رضاؑ کے شہید کرنے کا الزام نہیں لگاتا حالانکہ روضۃ الصفا سے بالا مذکور ہو چکا ہے اسکے علاوہ طبری نے جلد چہارم میں مامون کی امامؑ کے زہر دینے کا الزام دینے کو لکھا ہے طبری کو جلنے دو امام بلنجی مصری نور الابصار میں اور ملاں عبد الرحمن جامی نے شواہد النبوۃ میں ہرثمہ والی روایت کو درج کیا ہے جیسے ہم نے اوپر لکھا ہے سواد اعظم کے اتنے معتبر مستند علما و مورخین کے مقابلہ میں شمس العلما کا قول ہے کیسے صحیح امر اور قابل اعتبار

تسلیم ہو سکتا ہے ۔

حضرت امام علی موسی رضاؑ علم و حکمت الٰہی کی کان ہیں اور فضل و کرم وجود و سخا کے محل مقام ہیں یہ وہ لوگ ہیں خدا نے ہدایت کی ابتدا ان بزرگواروں سے کی ہے آپکی اخلاق علامہ بیہقی نے صولی کی اسناد سے ابراہیم ابن عباس کی زبانی بیان کیا ہے کہ جناب امام رضا صؑ نے کبھی کسی شخص سے گفتگو میں سختی نہیں کی اور کبھی کسی کی کلام کو قطع نہیں فرمایا آپ کے مکارم عادات یہ تھے جب تک کلام کرنیوالا ختم نہ کر لی حضرت تب اپنی طرف سے آغاز کلام فرماتے تھے آغاز کلام قرنی تھے اور کسی کی حاجت روائی اور کام میں حتی المقدور دریغ نہ فرماتے تھے اور کبھی اپنے ہمنشین کے ساتھ پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے اور نہ اہل مجلس کے روبرو کبھی تکیہ لگا کر نہ بیٹھتے تھے اور کبھی اپنے غلاموں کو دشنام نہ دیتے تھے یاروں کا کیا ذکر ہیں نے کبھی آپ کو تھوکتے یا ناک چھنکتے کبھی نہ دیکھا آپ قہقہہ کر کے کبھی نہ ہنستے تھے آپ کا خندہ تبسم ہوتا تھا محاسن و اخلاق اور تواضع اور انکساری کی یہ صورت تھی کہ دسترخوان پر عام لوگوں کو اپنے ساتھ بٹھا لیتے تھے اور شب بیدار قلیل النوم و قائم الدہر ہمیشہ تھے خیرات کثرت سے کرتے تھے اکثر پوشیدہ زیادہ دیتے تھے موسم گرما میں آپ کا فرش بوریا کا ہوتا تھا اور سرما کو کمبل کا ہوتا تھا آپ کی زہد ریاضت لا تعدی آپ کے محاسن اخلاق اور مکارم عادات پر نصوص الہیہ موجود ہیں آل ائمہ طاہرین کی خصوصیات میں بہر تمام تاریخی مشاہدہ اور حدیث و سیر کی اسانید معتبر سے ثابت ہے اور اہل دنیا کو آپ کی تقلید اور متابعت کا شرف کم حاصل تھا تمام زمانہ اور ہر شخص خویش بیگانہ آپ حضرات کو علوم الٰہی اور اسرار الٰہی کا گنجینہ سمجھتا تھا اور محدثین اور مفسرین اور تمام علماء فضلا جو آپ کے مقابل دعوے رکھتے تھے وہ بھی علمی مباحث و مجالس میں آپ حضرات کے آگے زانو ادب تہ کرتے تھے ۔

## ذکر سادات رضوی اعقاب امام رضاؑ

حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے تاریخ الائمہ میں بھی پانچ لکھتے ہیں تذکرۃ السادات و تذکرۃ الکرام و تحفۃ الانساب میں چار تحریر ہیں اسماء مبارک آپ آنحضرت کے یہ ہیں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام و سید حسن و سید علی و سید جعفر بابی و سید ابراہیم ۔

سلسلہ نسب سید قطب الدین بختیار ابن سید کمال الدین ابن سید محمد اوشی ابن سید احمد روشی ابن سید حسام الدین ابن سید رشید الدین ابن سید رضی الدین ابن سید حسن معروف ابن سید محمد اسحاق ابن سید محمد جواد ابن سید علی سجاد ابن سید بابی جعفر ابن سید حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام ۔

سلسلہ دویم سید محمد ابن سید علی ابن سید احمد ابن سید ابراہیم ابن سید آدم علی ابن شاہ عالم ابن صید رعلم ابن سید عبد المجید ابن سید عبد الحمید ابن سید عبد الرشید ابن سید حسن ابن سید حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام ۔

سلسلہ سوئم سلسلہ نسب سید شاہ ابوالعلا ابن سید شاہ محمد حیات ابن سید شاہ محمد برکات ابن سید شاہ مبارک ابن سید جعفر ابن سید مظفر علی ابن سید حیدر علی ابن سید حیدر علی ابن سید شاہ ابوالجبوات ابن سید شاہ ابوبرکات ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید عبداللہ ابن سید عبدالجلیل ابن سید عبدالخلیل ابن سید عبدالجمیل ابن سید علی بزرگ ابن سید شاہ مصطفےٰ ابن سید عبداللہ اکبر ابن سید مجتبیٰ ابن سید ابراہیم ابن حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام

## سلسلہ نسب سادات داناپوری رضوی.

حضرت امام علی موسیٰ رضا انکے پسر حسن انکے پسر سید عبداللہ انکے پسر سید حسین انکے پسر سید زین العابدین انکے پسر سید ابراہیم ابن سید نوح ابن سید محمد علی ابن سید زین العابدین ابن سید عبداللہ ابن سید علی اصغر انکے پسر سید نوح انکے پسر سید محمد علی انکے پسر سید زین العابدین انکے پسر سید عبداللہ انکے پسر سید علی اصغر انکے پسر سید علی اکبر انکے پسر سید علی شیر جاجنیری انکے پسر سید مبارک احمد انکے پسر سید زین العابدین انکے پسر سید محمد انکے پسر سید شاہ سید میر انکے پسر سید میر انکے پسر سید ابوالفتح انکے پسر سید عالم انکے پسر سید سید محامد قاضی عبدالفتاح بڑے انکے پسر سید قاضی عبدالاحد عرف بڑے انکے پسر قاضی احمد علی بسیار اولاد موضع پتھوہ بہار ضلع پٹنہ قاضی احمد علی انکے پسر سید اولاد علی انکے چار پسر سید شاہ اہل اللہ و سید تفضل حسین و سید شجاعت علی و سید عنایت علی انکے پسر سید فرزند علی انکے چار پسر سید فرحت علی و سید اولاد علی و سید واجد حسین و سید احمد حسین مقام بیانواں و سید تفضل حسین انکے دو پسر سید قاضی رضا و سید محمد کاظم و سید شاہ اہل اللہ انکے دو پسر سید احمد الاولد و سید محمد ثانی انکی اولاد بسیار ہے مقام بی بی پور ادل کناں انکا وقت سلاطین منصب قضا رکھتے تھے ۔

ذکر سادات موہان پسر سید محمود رضوی ولایت نیشاپور سے وارد ہند ہوئے تمام سادات موہان انہیں کی نسل سے ہیں یہ بزرگوار سنہ ۵۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ ۶۱۸ ہجری میں موہان واقعہ اودھ میں آئے اور یہیں سنہ ۶۲۶ ہجری میں رحلت کی انکی اولاد میں منشی سید نظام الدین علیخان جو کہ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے منشی خاص تھے انکی بہار نگار واقعات نظامیہ ہے یہ بہت نامور گذرے ہیں اور انکی تی زمانہ بھی علما صاحب اقتدار رہے ۔

بیان دوسرا مخدوم عبداللہ راعی بخش المعروف زر بخش عہد سلطنت سلطان مسعود بن محمود غزنوی سنہ ۴۲۵ ہجری میں قصبہ جاجرم سے وارد ہند ہوئے اور قصبہ سدھور میں قیام کیا اور دختر سالار داؤد مسلمان آبادی سی کد خدا ہوئے اور ایک لڑکا زید نامی پیدا ہوا اسکے نام سے زید پور آباد کرکے متوطن ہوئے بعد چندے عیال کو چھوڑ کر راہی وطن مالوفہ ہوئے اور سنہ ۴۹۳ ہجری میں جاجرم گئے وہیں انتقال کیا مرقوم ہے کہ سالار داؤد بڑے متمول آدمی تھے چالیس مکان پختہ زید پور میں تعمیر کرادی اور شاگرد پیشہ آباد کرکے لڑکیکو رخصت کیا حقیقتاً سید زید کی شادی بھی بھٹوی میں ہوئی مگر دیدبہ زید پور میں مرقوم ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر میں دختر

سالار سلماں برادر زادہ سالار داؤد کو حبالہ نکاح میں لائے اور سید محمود متولد ہوئے انکے سید ابراہیم انکے دو فرزند سید عبدالعزیز و سید عثمان انکے سات فرزند ہوئے اور یہ بزرگوار ہفت محل مشہور تھے اور ہر ایک کے نام سے طرف نام زد ہے اور سید عبدالعزیز انکے پانچ فرزندوں میں سید زید و سید یحیی کثیر الاولاد ہوئے سید زید کے گیارہ فرزند ہوئے انمیں اکثر صاحب اولاد ہوئے چنانچہ خاندان میر سید پنیاد حسین وخاندان سید امجد حسین وحکم سید کرم علی صاحب تعلقہ داران سندی و سید الہام حسین وخاندان سید اکرام حسین قاسی وغیرہ موجود حال اولاد سید داؤد نظر بن سید زید ثانی سے ہیں عین شریف بن زید ثانی انکا عقب ستیا پور دلاہر پور میں ہے سید منصور بن سراج عزیز اللہ بن زید ثانی انکا عقب سریاں میں ہے سید عزیز عبدالعزیز بن جمال حسن بن زید ثانی انکی اولاد موضع لسودہ میں آباد ہے خیر ابراہیم بن زید ثانی انکا عقب سفیدون میں مضاف سنپت و تھلیدی صوبہ بہار و مقام صندلپور و زید پور خاص میں آباد ہے اور سید رکن جمشید بن زید ثانی انکی اولاد کوپاڑا گانوں و سیپار و سرکار و ناموتی میں ہے سید تاج الدین زید ثانی انکی اولاد کسم کرالی اور دیو پورہ حوالی زید پور و گورک پور اور بکثرت خاص قصبہ زید پور میں آباد ہے سید جاوید حسین وغیرہ ذہن کی اولاد سے ہیں ذکر ثانی سید سلیمان و سید یوسف پسران سید عثمان بن سید ابراہیم مذکور الصدر انکی اولاد سید خیرات حسین و سید تفضل حسین نامور گذرے ہیں اور خیرات حسین کی اولاد دختری میں سید جاوید حسین مذکور الصدر ہیں اور نسل سید عثمان مذکور کثیر الاولاد ہیں سادات بہا نموڑہ و چندواڑہ بھی اولاد امجاد سید زید سے ہیں فی الحال طریقہ تحفظ نسب سادات زید پور بہت عمدہ عنوان پر ہے کہ بجز اپنے خاندان کے دوسروں میں قرابت نہیں کرتے ✦

## بیان سادات کرالی ضلع فیض آباد رضوی

میر سید حسام الدین ابن سید کمال الدین ابن سید بدر الدین ابن سید تاج الدین ابن سید یحیی ابن سید عبدالعزیز مذکور الصدر در عہد سلطنت علاء الدین شاہ منصب دار ہوئے اور بافسری ایک لشکر کی خواستگاری دختر راجہ ادیپور کے مامور ہوئے بالآخر راجہ مذکور نے اپنی دختر پری پیکر کو واسطے ازدواج سلطانی کے محافہ میں سوار کر کے بھیجدیا سید صاحب راہ میں اوسپر عاشق ہو گئے اور بصیغہ متعہ اپنے صرف میں لائے اس خبر سے شاہ غضبناک ہوا لیکن بپاس سیادت خون سے درگذرا اور حکم اخراج ملک صادر فرمایا سید صاحب جنگل حوالی کرہ میں خفیہ مقیم رہے بعد انقضائے ایام سلطنت علاء الدین کی وہاں کی وجنگل کو کاٹکر کرالی آباد کی چنانچہ بحسن ترددات کئے موضع منجھی پور یادہ مہانواں کرالی ہری وغیرہ آباد ہوکر تعلقہ ہو گیا سخاوت و شجاعت اس قوم کا خاصہ ہے کہ سید حسام الدین اپنے باپ کی ہمراہ نوکر سلطان فیروز شاہ تھے اور خدمت فوجداری سرکار متھرا پر متعین ہوئے اور وہاں بکثر ترددات نمایاں اونسے ظہور میں آئیں اور ایک لشکر عظیم جمع کیا بالآخر اکثر ارکین سلطنت نے بادشاہ کو انسے بدظن کر دیا ناچار سید موصوف متھرا سے صوبہ الہ آباد کو چلے گئے اور کرالی کہ راست کا وہو کے تھے اوسپر قبضہ کر کے منصرف

ہوئے اور وہیں پر عقاب کثیر اونکا باعتبار ہے ◆

سلسلہ نسب سید عبداللہ راعی بخش بن یعقوب بن عبداللہ احمد بن سید محمد اعرج بن احمد اول بن سید موسیٰ مبرقع بن امام محمد تقی علیہ السلام ◆

واضح ہو کہ اولاد سید موسیٰ مبرقع کو رضوی کہتے ہیں اور کتاب زیدیہ قنوجی میں ہے سید عبداللہ احمد مذکور کی ماں موسیٰ نقیب قم کی دختر تھیں اور یہ پسر احمد ثانی بن محمد اعرج ابو عبداللہ مذکور کی اور یہ پسر ہیں علی بن احمد الثانی کی کہ رئیس قم تھے میر سید سلیم معروف بہ سلوتی کالپی میں آئے ایک پسر متولد ہوا سید بڈی نام رکھا اور موضع کرئی من مضاف سرکار کالنجر میں استقامت کیا نسب آپکا سید موسیٰ مبرقع بن امام محمد تقی علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے اور رضوی کہلاتے ہیں ◆

سادات بھدوہی ضلع مرزاپور و قصبہ اوذنگر ضلع بہار و سادات پہیسر و سادات اوترلاری رضویہ ہیں اور ایک شاخ کٹرہ اولاد سید میر احسن سے اور سادات تیوتنی اولاد سید میراں محمد شاہ رضویہ کی نسل سے ہیں سلسلہ نسب سید نظام الدین رضوی مجاہد اخوان سید خضر خان رایات اعلیٰ سلطان عالمگیر شاہ بادشاہ دہلی کے تھے پسران سید سلیمان سیف نشان بن سید فاضل ابن سید احمد بن سید شاہ عالم مشہدی بن سید محمود بن سید باقر بن سید اشرف بن سید اسماعیل بن سید محمد بن سید معروف بن سید عیسیٰ بن سید محمد ابوجعفر بن سید ابوالحسن موسیٰ نقیب قم بن سید ابی عبداللہ ابن سید احمد کبیر بن سید موسیٰ مبرقع ابن امام محمد تقی علیہ السلام سے ہوتا ہے سید نظام الدین کے بیٹے سید عبداللطیف انکے پسر سید محی الدین انکے پسر سید شاہ محمد کوچ انکے پسر سید انکے پسر سید شاہ حامد انکے پسر سید محمود انکے پسر سید مرتضیٰ نجم الدین انکے پسر سید عبداللہ خاص انکے پسر سید امان اللہ پسر سید سیف اللہ انکے پسر حسین علی انکے تین پسر صاحب اولاد ہوئے ازانجملہ میر رمضان علی صاحب پدر میر عابد علی صاحب ساکن وزیر گنج و مشک گنج لکھنؤ مالک مطبع اثنا عشری و اخبار امامیہ ◆

## شجرہ نسب سادات تقوی موجودگان حال شہر سولنگر ضلع گوجرانوالہ

موجود سید اکبر شاہ مدرس ابن سید فضل شاہ ابن سید امیر شاہ ابن سیّد احمد شاہ ابن محمد وڈا ابن سیّد مصطفیٰ ابن سید مرتضیٰ ابن سیّد محمود عرف پیر آڈا پیر ڈاڈا ابن سید عبد الصفا ابن سید مرتضیٰ محمد ابن سیّد ابن حاجی عبدالرفیع رحمۃ اللہ علیہ موجود سیّد علمدار حسین ابن سید سردار شاہ ابن سید رنگ شاہ و سیّد عنایت حسین موجود ابن سید رنگ شاہ ابن سیّد محمد شاہ موجود سید غلام شاہ و سید ولایت حسین ابن سیّد راجے شاہ ابن سیّد محمد شاہ ابن سید حیدر شاہ ابن سید بخشی شاہ ابن سید [illegible] سیّد ابن حسین شاہ ابن سیّد ودا شاہ ابن سید شجاع الملک ابن سید حاجی عبدالرفیع رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد فتح اللہ شاہ ابن سید عبداللہ شاہ ابن سیّد مبارک شاہ ابن سید عطا اللہ شاہ ابن سید محمود احمد امام

ونظام قوام ابن سید محمد باقر ماشیدرانی حافظ فارس ابن سید عبد الحمید ابن سید محمد قاسم ابن علی ابن سید نوح ابن یونس ابن سید اسحاق ابن سید عالم ابن سید جعفر ابن سید علقمہ ابن سید عالم ابن سید عقیل ابن سید امیر احمد ابن سید امیر احمد ابن سید موسیٰ مبرقع قطب مازندرانی ابن امام محمد تقی علیہ السلام ۔

یکم شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ

# باب نہم شد تمام

شبیہ مبارک حضرت امام محمد تقی علیہ السلام امام نہم

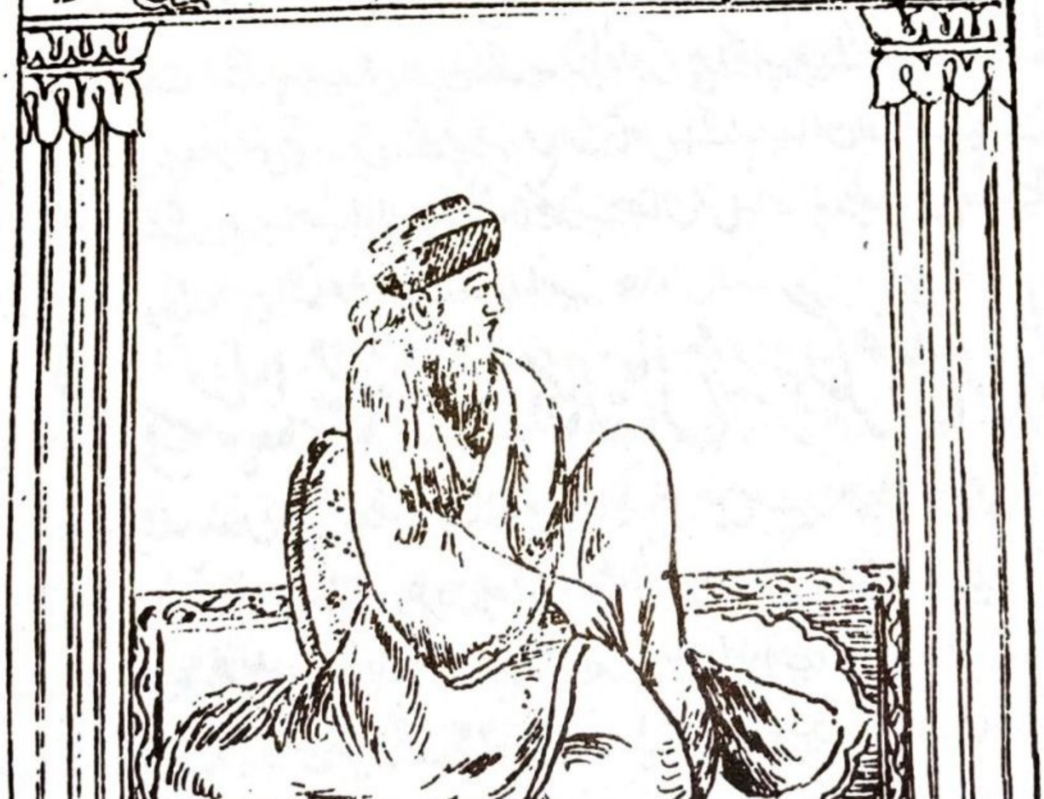

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# (۱۱)
# باب یازدہم

اِسم مُبارک محمد کنیت ابوجعفر لقب تقی ولادت باسعادت آپکی دس ماہ رجب المرجب بروز جمعہ سنہ ۱۹۵ ہجری میں ہوئی مقام ولادت مدینہ منورہ عہد بادشاہت امین بن ہارون رشید میں واقع ہوئی آپکی والدہ مقدسہ کا نام خیزران ریحانہ تھا ماریہ قبطیہ کے اقارب سے تھیں علامہ شہر آشوب کتاب مناقب میں لکھتے ہیں کہ حضرت حکیمہ دختر نیک اختر امام محمد موسے کاظم ؑ کا بیان ہے کہ برادرم امام رضا ؑ نے مجھے فرمایا کہ آج شب بطن خیزران سے خدا تعالی مجھے ایک فرزند عطا فرمائیگا جسکی خدمات آپ سے سپرد کرتا ہوں میں نہایت مسرور ہوئے اور بھائی کے فرمانکی تعمیل کی اور ہمسایہ کی عورتیں بلائی گئیں اور حجرے میں چراغ روشن کردیا جب وضع حمل کے آثار ہویدا ہوئے تھوڑی دیر بعد آفتاب امامت نے طلوع کیا جناب امام محمد تقی ؑ متولد ہوئے ایسی حالت میں مختون بھی تھے اور ناف بریدہ بھی تھے چراغ کی طشت پر بیٹھلایا غسل دینے کیلیے وہ چراغ گل ہوگیا مگر حجرے میں تاریکی ذرا نہ ہوئے تمام ضروریات انجام دیے گئے ہمیں متعجب تھے کہ اتنے میں میرے برادر گرامی قدر حضرت امام علی رضا ؑ تشریف لائے میں نے جلدی اوس مولود مسعود کو کپڑے پہنا کر آپ کے آغوش مبارک میں دیدیا آپنے بچہ کے سر وچشم کو چوم لیا اور مجھکو دیکر فرمایا تم انکو گہوارہ میں رکھکر تین روز تک موجود رہیو حکیمہ خاتون تین یوم حفاظت برابر کرتے رہے تیسرے روز کے بعد آپنے چشم مبارک کھولیں پہلے آسمان کو دیکھا اور یمین یسار نگاہ فرماکر نہایت فصاحت و بلاغت سے ارشاد فرمایا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہ دیکھکر میں اور متعجب ہوئی اور برادر عالیشان سے جاکر کہا آپنے مسرور ہوکر فرمایا اے بہن میرا یہ فرزند حجت اللہ ہے اور وصی رسول اللہ ہے اسلیے جو عجائبات اسکی ذات سے مشاہدہ ہوئے ہیں مقام تعجب نہیں ہے حضرت امام محمد تقی ؑ کی ولادت کیوقت فرقہ واقفیہ کی شورش کا زمانہ تھا حضرت امام علی رضا ؑ کی مخالفت اظہار کر رہے تھے جب تعریض کا کام جواب ملتے چپ رہتے اور کہنے لگے آپ لاولد ہیں اور عقیم امام نہیں ہوسکتا چنانچہ کتاب الصافی شرح اصول کافی میں مرقوم ہے ابن قیامائی واقفی نے حضرت امام رضا ؑ کو لکھا کہ آپ کی اولاد موجود نہیں امام کیسے ہوسکتے ہیں آپ نے جواب لکھا تجھے کیسے یقین ہوا کہ میری اولاد نہ ہوگی چند یوم کے بعد خدا تعالی میرے گھر فرزند عنایت فرمائیگا جو دنیا میں حق کو باطل سے جدا کریگا قیاما کی گفتگو کے بعد سال بھر میں امام محمد تقی ؑ پیدا ہوئے محمد ابن علی کا بیان ہے کہ امام علی رضا ؑ نے مژدہ ولادت سنکر حاضرین سے فرمایا میرا یہ فرزند ایسا منتخب برگزیدہ پیدا ہوا ہے ایسا کوئی نہیں ہوا کیونکہ ہمارے مخصوصین اپنے مخالفین کے

ان اعتراض سے کہ امام عقیم نہیں ہوتا اب بیخوف ہو گی منقول ہے کہ امام اپنے فرزند کو باہر لائے قمیص اوتار کر فرمایا کہ تمام حاضرین مومنین غور سے دیکھیں جب دیکھا تو انگوٹھے کا ایسا نشان معلوم ہوا آپ نے فرمایا تم لوگوں نے دیکھ لیا میرے والد بزرگ کی مابین کتفین بھی ایسے ہی نشان تھا یہانتک امام رضا ؑ جناب امام محمد تقی کی امامت کے متعلق اپنے مخصوصین کو ہدایت فرمائی اس زمانہ کے مخالفین فرقہ واقفیہ کی شورش پوشیدہ نہیں تھے انکی تحریک سے خوف تھا کہ انکی گمراہی کا اثر مومنین پر نہ پڑے اسلئے امام محمد تقی ؑ کی امامت کی تصدیق کردی اور اعتراض واقفیہ موقوف ہوگیا اور امام محمد تقی کی ولادت کے بعد انکا مخالفانہ حملہ آپ پر ہوا عزیز اقارب کی تمنا تھی کہ آپکے بعد تمام جائداد کے وارث مالک ہم ہونگے یہ امید نرہی تو اپنی خود غرضی سے یہ دعوا کیا کہ محمد تقی رنگت میں حضرت امام علی رضا ؑ سے نہیں ملتے ہمکو اپنی وراثت سے محروم رکھنے کے لئے امام محمد تقی کو اپنا قرار دیا ہے شرح اصول کافی کا ترجمہ یہ ہے احمد ابن محمد ابن علی کا بیان ہے کہ میں نے علی ابن جعفر صادق ؑ کو کہ امام رضا ؑ کے چچا تھے کہا کہ حسن ابن الحسین ابن علی ابن الحسین ؑ کی زبانی یہ بیان کرتے سنا ہے کہ خدا تعالےٰ نے سیطرح امام رضا ؑ کی حمایت فرمائی حسن نے کہا ایسا ہی ہے جیسا آپ فرماتے ہیں کہا ہاں بھائیوں نے اور چچا زاد لوگ نے مخالفت اور اختلاف کیا حسن نے کہا میں موجود نہ تھا یہ واقعہ کیسے ہوا علی ابن جعفر صادق نے کہا آپ کے بھائیوں نے کہا کہ امام سیاہ فام نہیں ہوتا پھر جا کر امام رضا ؑ سے دریافت کیا آنجناب نے کہا یہ فرزند میرا ہے پھر بھائیوں نے کہا کہ جناب رسولخدا نے بھی علما قیافہ کی اعتبار پر اسامہ ابن زید کے فیصلہ کو چھوڑا تھا وہ لوگ فیصلہ کردیں تو ہم تم راضی ہو جائیں امام رضا نے فرمایا اگر تمہیں اونکی ضرورت ہو تو بلاؤ

یہ سنکر ان لوگوں نے چند علما قیافہ کو طلب کیا فیصلہ کیدن تمام سادات کو جو امام علی رضا ؑ کے بھائی چچا پھوپھیاں نہیں ایک جگہ جمع کیا اور امام محمد تقی ؑ کو پاس بلا لیا اتنے میں علم میں قیافہ کے علما آئے اُنہوں نے پوچھا اسکا باپ اس مجمع میں کون ہے بغور دیکھکر کہا ان میں اس لڑکے کا باپ نہیں ہے وہ شخص اسکے چچا ہیں اور یہ خوانیں اسکی پھوپھیاں ہیں جب امام رضا ؑ تشریف لائے تو اسکا ہاتھ پکڑ کر کہا یہ اس لڑکی کا باپ ہے یہ سنکر علی ابن جعفر ؑ کو تاب نرہی حضرت امام رضا ؑ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور کہا آپ بیشک ہمارے پیشوا ہیں علما قیافہ کے فیصلہ پر جانبین میں رضامندی اور صفائی ہو گی حضرت امام رضا ؑ نے بھی اونکی مصلحت پر اس امر کو منظور کر لیا تھا کہ بیرے ثبوت کی تصدیق پر اعتبار نکرینگے اس کو بھائیوں کے اختیار میں دیدیا انہوں نے جو چاہا کیا اسوقت آپ کا سن چار سالہ تھا یہ واقعہ ۱۹۸؁ ہجری زمانہ سلطنت امین میں پیش آیا اور ۱۹۹؁ ہجری کی اخیر مامون رشید نے مدینہ سے مرو بلا لیا ۲۰۱؁ھ میں ولیعہد بنایا اور ۲۰۲؁ ہجری کے اخیر شہید کردیا حضرات آئمہ معصومین کے مقدس طبقہ میں جتنے جلد یتیمی کی مصیبت جناب امام محمد تقی ؑ نے اوٹھائی کسی بزرگ نے نہیں اوٹھائی اور قلیل زمانہ امامت کا

پایا و کم سنی میں وفات پائی کل پچیس برس کی عمر میں دار فانی سے ملک جاویدانی کیطرف تشریف لیگئی امام منصوب من اللہ ہوتا ہے آپ کی کم سنی کے حالات اور قابلیت کے اوصاف و کمال اپنے بزرگوں کی مثال ثابت کر رہے ہیں آپ کو کم سنی میں عرب کے علماء فضلا سے مباحثے مناظرے متعدد پیش آئے جو اپنی قابلیت و استعداد کے اعتبار سے تمام اہل عرب کے جلسوں میں اپنے مقابل علماء کے سر نیچے کر دیے تھے پھر انکو قیل قال کی نہو سکے امام منصوب من اللہ کی تحصیل تکمیل من جانب اللہ سے ہوتی ہے اسکی سن عمر پر موقوف نہیں ہوتا آپکے قبل حضرات میں اکثر بزرگوں نے ایک زمانہ محدود تک اپنے اپنے امام حق کی خدمات میں تحصیل علوم کا شرف حاصل کیا ہے اور امام محمد تقی کو اتنا موقعہ نہ ملا ولادت سے لیکر پانچ برس اپنے والد بزرگوار کیخدمت نصیب نہوئی اسکے بعد امام رضا کو مامون نے شہر مرو میں بلاکر دو برس کے بعد شہید کر دیا آپ کا اپنے پدر عالیدرجات کیخدمت میں رہکر تحصیل علوم کرنا ثابت نہیں ہوتا اور جب آپکے مباحثے پر نظر کی جاتی ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ ایسے موید من اللہ کو کسی کی تعلیم کے تدریس کی ضرورت نہیں تھی امام محمد تقی کی کم سنی نے امام منصوب من اللہ کو تعلیم ربانی ہونا ثابت کرتا ہے حضرت امام رضا کی معاملات سے فراغت پاکر مامون خراسان سے بغداد کو بڑہا اور حلوان میں پونچا اور بغداد کی مہم حمید طوسی کو سپرد کر کے فوج جرار ہمراہ کر دی اور آپ عراق میں داخل ہو کر انتظام کرنے لگا حمید طوسی تجربہ کار فوجی افسر تھا اوسنے بغداد کی پریشان خاطر فوج اپنی سازش میں لیلی اور دل جوئی تشفی کر دی اور ابراہیم کی گرفتاریکی پوری تدبیر کرلی ابراہیم جہاندیدہ تھا موضع سے ہٹ گیا اور بغداد کی امارت عیسی ابن خالد مرادیکو دیکر روپوش ہو گیا بہر حال ابراہیم کے نائب سے عیسے بن خالد میں مقابلہ ہوا حمید طوسی سے حمید نے عیسے کو شکست دی فوج پس پا قلعہ شاہی میں واپس آئے ابراہیم قلعہ بغداد سے نکلگیا حمید ۵ محرم سنہ ۲۰۳ ہجری کو دار الخلافہ بغداد پر قابض ہو گیا اور رعایہ شہر نے لشکر سے مامون کی بیعت کی مستحکم قرار کرلی اور بغداد کے امور درست کر لئے جو سالہا سے خرابی بربادی تھی امن و امان کی صورت پیدا کر دی اور مامون کی گئی گذری سلطنت کو پھر زندہ کر لیا مگر عباسیوں کی حمید صلاح نہ کر سکا جو اقارب سلطانی ہونیکا شرف رکھتے تھے اونکی حالت پر انکو چھوڑ دیا اور فوج رعایا کو اپنی طرف ملالیا رعایا کا رنگ دیکھکر عباسی خاموش ہو رہے اور حمید طوسی سے جرات نہ کر سکے اوسنے مامون کو لکھا کہ بغداد کا انتظام درست ہو گیا ہے آپ اسجگہ آئیں مامون یہ خبر پاکر حلوان سے اوٹھا اور راستہ ہمدان سے رلی پونچا وہاں سے شہر واسطہ ہوتا ہوا البصرہ کی راہ سے پانچ ماہ صفر سنہ ۲۰۳ ہجری کو بڑے تزک سے آیا ہے دار الخلافہ بغداد میں داخل ہوا مامون نے راستہ سے طاہر کو لکھا و مصر شام کی پچاس ہزار جرار فوج کی جمعیت سے بغداد پونچگیا اسکی کثرت جمعیت سے بغداد کی زمین دہل گئی مامون بڑا عیار بکا پتلا تھا بنی عباس کی صلاح کیلئے ایک لحظ میں مخالف جماعت عباسی کو اپنا مطیع بنالیا حمید طاہر کی سوا کوئی نہ تھا جو لوگ تھے تازہ جدید منصب یافتہ تھے مامون نے حکم دیا کہ فوج شاہی کے

علم کے رنگ اور اہل لشکر کی پوشاک سبز ہوتی تھی وہ قدیم دستور کے مطابق سیاہ کرادی کہ اوسکے خلاف نہ کیا جاوے بعد اسکے چھوٹے بھائی ابی اسحاق بن ہارون کو جو موتمن کے نام سے مشہور تھا اپنے ولیعہدی کیلئے نامزد کیا کہ مامون نے اپنے بیٹے عباس کو معزول کرکے اپنے بھائی کو اپنی امارت تفویض کی ہے بنی عباس کے قلوب برگشتہ ہوگئے تھے پھر رجوع کرنے لگے علم سبز کی جگہ سیاہ کا ہونا سادات کی جگہ پھر بنی عباس کا ولیعہد وارث تخت مقرر ہونا انکی تسخیر قلوب کی سہل عیاری تھی جملہ بنی عباس رضامند ہوگئے یہ مامون کی سب انتظام تین برس کے بعد درہم برہم ہوگئے اور ابراہیم بن مہدی نے اپنے چچا کو پھر اپنا مصاحب بنالیا اور قصور معاف کردیا مامون نے اسیوقت بزرگاں سلف کے دستور کو اختیار کیا اور عباسیوں کی رضامندی کے اطمینان کی غرض سے اپنی سلطنت کیلئے وہی قدیم اشعار اختیار کیا جو ہمیشہ سے دولت عباسیہ میں جاری تھی ابو اسحاق موتمن معتصم کے لقب سے خلیفہ اسکے بعد تسلیم کیا گیا اور سبز رنگ کی جگہ سیاہ رنگ جو قدیم سے عباسیوں کا خاصہ تھا اختیار کیا گیا مامون کہ تدبیر کا پتلا اور عیاری کا تازہ کرشمہ تھا عباسیوں کو جب خوشنود کرچکا تو سادات کا خیال اوسکے ذہن نشین تھا ایکدن مامون رشید نے برائے شکار ایک گلی سے گذر کیا اور حضرت امام محمد تقیؑ چند لڑکوں سے کھیل رہے تھے اوسوقت سن آپ کا نو برس کا تھا اسواری دیکھکر سب لڑکے فرار ہوگئے اور امام کھڑے رہے ترجمہ صواعق محرقہ مامون نے پوچھا اے لڑکے تم کیوں نہ بھاگ گئے آپ نے فرمایا رستہ تنگ نہ تھا جو میں خوف سے فرار ہوتا نہ آپ کسیکو بے قصور پکڑتے ہیں مامون کو نہایت پسند آیا پھر اوسنے کہا تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے امامؑ نے فرمایا محمد ابن الرضاؑ یہ سنکر مامون کو ترس آیا اور آگے چلا اور جاکر باز کو تیتر پر چھوڑا وہ ایک مچھلی چونچ میں لایا مامون متعجب ہوا اور واپس آیا تو پھر لڑکے کھیل رہے تھے سوائے امام کے سب بھاگ گئے مامون نے قریب آکر پوچھا بتلائیے میرے ہاتھ میں کیا چیز ہے آپ نے فرمایا خدا نے اپنے دریائے قدرت میں ننھے مچھلیاں پیدا کی ہیں جنکو بادشاہوں کے باز شکار کرتے ہیں اور اہلبیت مصطفےٰ صلعم کے فرزند اونکی خبر دیا کرتے ہیں آپ کھیلتے نہ تھے بالکل علیحدہ کھڑے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو لڑکوں سے ہرگز سروکار نہ تھا اور معرفت کی انکشاف یوم ولادت سے لیکر وقت وفات تک یکساں ہوتے ہیں جسطرح حضرت یحیٰؑ نے اپنے ہم سن بچونکو جواب دیا تھا کہ دنیا میں کھیلنے کو نہیں آئے صواعق محرقہ کی تحریر سے معلوم ہوگیا مامون امام کی کافی جواب سے کمال متاثر ہوکے کہنے لگا آپ امام رضاؑ کے فرزند دلبند ہیں اور آپ کا فریفتہ ہوگیا اور اپنے ہمراہ قصر امارت میں لیگیا ایک آپ کی قابلیت کمال دیکھکر تعظیم تکریم کرنے لگا اور اپنے مخالفانہ ظاہر تلافی اور عیارانہ حرکات پوشیدہ جو آپکے والد بزرگ سے کرچکا تھا آپکے زیادہ قدر منزلت کرنیکا اور ہر روز دربار میں بلاکر اپنے قریب بٹھلاتا تھا اور ارشاد ہدایت سے مستفید ہوتا تھا مامون کی صحبت علماء فضلا سے بڑے رہتے تھے امام محمد تقیؑ کی رونق افروزی سے زیادہ ہوگئے مامون کی علمی مباحثہ کا شوق رکھتا تھا ایک نہ ایک کو آمادہ رکھتا تھا

آپ کے امتحان لینے کی ضرورت سے سوال عرض کرتا تھا امام محمد تقی ؑ انکے جواب فوراً دیتے تھے اور عباسی امام کو مامون کی برابر بیٹھا دیکھکر جل مرتے تھے مامون نے اپنی بیٹی ام الفضل کا عقد ظاہر کیا یہ سنکر عباس کی اولاد حسد نفسانیت سے جلے گئے اور جلکر خاک ہو گئے آخر مامون سے کہنے لگے آپ پھر ہمارے مقابل بنی فاطمہ کو ترجیح دینے لگے ہم نہیں جانتے کہ سادات کے پاس کیا ہے جو خلیفہ عصر اونکی غلو عقیدت میں اپنے اور سارے خاندان کی قدر منزلت کو نال کئے دیتے ہیں ہمنے سنا ہے ام الفضل کی عقد کی تجویز امام محمد تقی ؑ کے ساتھ آپنے کی ہے یہ قرابت ہماری محض خلاف ہے بحوالہ صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مامون نے عباسیوں سے کہا کہ میں نے تمام اہل علم فضل پر باعتبار علم و فضل و علم امام محمد تقی ؑ کو اس امر خاص کیلئے منتخب کیا ہے مامون آزاد تھا خود مختار ہو گیا نبی عباس کی کچھ پرواہ نہ کی اور صاف کہدیا یہ بچہ نہیں ہے تم موجودہ زمانہ کے علما فضلا کی جماعت جمع ہو کر امام محمد تقی کا امتحان لیلو اور پایہ اجتہاد کی کال آزمایش کر لو عباسیوں نے مان لیا اور بغداد کی مشہور قاضی یحییٰ ابن اکثم امتحان لینیکو منتخب کیا اسلامی تاریخوں میں عام طور سے اس مناظرہ کی بڑی شہرت ہے تمام مورخین و مولفین نے اسکی کیفیت کی تفصیل درج کی ہے اسکی بڑی مجلس قائم کی گئی آراکین دولت کے علاوہ نوسو کرسیاں صرف علما کی مقرر ہوئیں حضرت امام منصوب من اللہ امام محمد تقی ؑ کی روحانی محامد اوصاف اور حقائق مدارج کو ایسے بڑے جلسے کی کیا پرواہ تھی ترجمہ صواعق محرقہ کا یہ ہے عباسیوں نے منتخب شدہ عالم بے نظیر مناظرہ کیلئے یحییٰ ابن اکثم کو پیش کیا حضرت امام محمد تقی نے مسند پر جلوس فرمایا جو خلیفہ نے تیار کئے تھے پھر یحییٰ نے چند سوال پوچھے آپ نے دلائل واضح سے جواب دئے خلیفہ نے کہا آپنے بہت اچھے جواب دئے ہیں مگر آپ بھی یحییٰ سے سوال کیجئے امام نے یحییٰ سے کہا کہ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ صبح کو ایک مرد نے ایک عورت کو دیکھا وہ اسوقت اوسپر حرام تھی پھر طلوع آفتاب کیوقت اوسنے اوسکو خرید لیا وہ اوسپر حلال ہو گئی ظہر کیوقت اوسنے اوسکو آزاد کر دیا پھر ظہر کو اوسپر حرام ہو گئی اور پھر عصر کو اسپر حلال ہو گئی پھر مغرب کو اوسپہ حرام ہو گئی پھر عشا کو اسپر حلال ہو گئی پھر نصف رات کو اسپر حرام ہو گئی اور پھر صبح کو حلال ہو گئی یحییٰ نے کہا اس مسئلہ کو نہیں جانتا فرمایا محمد تقی ؑ نے صبح کو ایک مرد اجنبی نے ایک کنیز کیطرف دیکھا وہ اوسپر محرم تھی طلوع آفتاب کیوقت اوسنے اسکو خرید لیا وہ اوسپر حلال ہو گئی ظہر کیوقت اسنے اوسکو ازاد کر دیا حرام ہو گئی عصر کیوقت اوس سے نکاح کر لیا حلال ہو گئی مغرب کو اس سے ظہار نادانی کیا وہ حرام ہو گئی پھر عشا کیوقت کفارہ ظہار ادا کر دیا حلال ہو گئی پھر نصف شبکو طلاق رجعی اوسے دی حرام ہو گئی صبح کو پھر اوس سے رجوع کر لیا حلال ہو گئی یہ سنکر مامون نے عباسیوں سے کہا کہ جس بات پر تم جھگڑتے تھے اب تو تم نے اوسے بخوبی دیکھ لیا مامون کی اسجگہ اس جلسہ کی روداد یہ تھی جو صواعق محرقہ سے لکھے گئے یہ مناظرہ عباسیوں کی ندامت اور ذلت کا باعث ہوا عباسیوں کی اس معرکہ آرائی کے مقابلہ میں کچھ نہ چلے جب یہ معاملات

طے ہو گئے تو مامون نے اوسی جلسہ میں جس میں ہر طبقہ کے لوگ موجود تھے حضرت امام محمد تقی ؑ کا عقد اپنی دختر ام الفضل کیساتھ کر دیا علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں اب عباسیوں کو اس امر میں عذر باقی نہ تھا سال کے بعد مامون رشید نے بڑے انتظام سے ام الفضل کو امام محمد تقی ؑ کے ہمراہ مدینہ منورہ کو رخصت کیا عباس کی اولاد اور آگ بھڑک گئی مامون کو تو کچھ کہہ نہ سکے مگر انہوں نے اپنی مخالفت کی خفیہ مخفی پوشیدہ تدبیروں سے زن و شوہر میں ہمیشہ کیلئے نا اتفاقی قائم رکھنے کے لئے پورا بندوبست کر لیا اسوجہ سے ام الفضل سے کبھی خیر خواہی اور محبت الفت اور رفاقت اخلاص کا اظہار ثابت نہیں ہوا بلکہ آپکی شکایت لکھتے رہے بحوالہ صواعق محرقہ سنہ ۲۱۲ ہجری میں مامون عیدوس حاکم مصر پر چڑھ گیا عیدوس نے علم بغاوت بلند عرصہ سے کیا ہوا تھا وہاں کا بندوبست درست کر کے پھر روم پر گیا اور رومیوں پر فتح یاب ہوا اور علاقہ طرطوس میں آب و ہوا موافق سمجھ کر قیام کیا ایکدن چشمہ قشیرہ میں غسل کیا علامہ مسعودی نے مروج الذہب میں اس چشمہ کے سردی کا حال لکھا ہے مامون کو سردی نے ایسا پکڑا اہرا رہا علاج طبیبوں نے کیا لیکن جائز نہ ہوا صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہے کہ مامون نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور بیہوش ہو گیا اور نو بجے شب کو مر گیا معتصم نے اسکو قصبہ طرطوس میں مدفون کیا جو چشمہ قشیرہ سے ڈھائی کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اور عمر ۴۸ برس ہوئی یکم رجب سنہ ۲۱۸ ہجری میں جو مامون نے شب رنے وفات پائی یکم رمضان سنہ ۲۱۸ ہجری میں معتصم نے محاصرہ روم سے واپس آ کر بغداد میں تخت خلافت پر جلوس کیا طبری کا بیان ہے کہ ہو چکا تھا مامون کے ولیعہدی کا مسئلہ ہمیشہ ہزاروں اختلاف کا باعث ثابت ہوتا چلا آیا ہے جس موقعہ اور وقت پر جس شخص کو ضرورت ہوئے ولیعہدی کی لئے اختیار کر لیا گیا طبری میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام رضا کو ولیعہد کیا اور شرط کی کہ آپ کے بعد آپ کے فرزند محمد تقی ؑ کو ولیعہد کئے جانیکے حلف دیا تھا اور اوس سے طبری عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مامون نے اپنی وفات کے پہلے آٹھ برس اپنے بھائی معتصم کو اپنے ولیعہدی کیلئے منتخب کیا یہ مامون کی تدبیر ملکی کے عجیب نیرنگ تھے معتصم نے تخت پر قدم رکھا کہ عباسیوں نے خلافت کی کروٹ بدلی قدیم دستور کے مطابق لشکر و رعایا کو عباس ابن مامون کی امارت کا رنگ جمانے لگی معتصم نے عباس کو بلا کر نظر بند کر لیا اور ارکان دولت کے سامنے عباس ابن مامون سے اپنی بیعت کا اقرار لیا بابک ملحد نے جنوبی ایران میں خروج کیا اور بابک کی بغاوت مامون کی حیات میں ترقی کر گئے تھے مامون سے اسکا واقعہ نہ بن پڑا پھر تو اوسکی حکومت چاروں طرف چمکی سنہ ۲۱۲ ہجری میں محمد ابن حمید کو تعدد فوج دیکر بابک پر روانہ کیا بابک نے محمد کو قتل کر ڈالا پھر طاہر کو مصر سے بلا کر بھیجا وہ بھی شکست کھا کر واپس آیا مامون نے پر مرتے دم تک اسکا نام نہ لیا روضۃ الصفا کی اسناد سے لکھا ہے کہ بابک ہر طرف سے آزاد ہو کر اپنے تاجدار مامون کا ہم پلہ سمجھنے لگا اور مامون کے بعد بابک نے اصفہان وہمدان اور علاقوں کو اپنے زیر اثر کر لیا پھر معتصم نے حیدر ابن کاروس جو ماورا النہر کا امیر تھا چالیس

ہزار فوج دیگر بابک کیطرف روانہ کیا حیدر کے مقابلہ میں بابک شکست کھا کر ممالک ارمنہ کو چلا گیا ماموں آنے کے
وقت بغداد سے ام الفضل سے لیکر امام محمد تقی مدینہ پہنچ آئے تھے اور وہ آپ کے خیر خواہ ہمدرد نہ تھے
ہمیشہ آپکی برائی کے خواہاں رہتے تھے اور اپنی طرف جھوٹے الزام آپ کی ذات ستودہ صفات پر لگایا
کرتے تھے سید ابن طاؤس جناب حکیمہ خاتون دختر امام رضاؑ کی اسناد سے ام الفضل کی خاص زبانی نقل
کرتے ہیں کہ میرے امام محمد تقی کی وفات کے بعد آنکی زوجہ ام الفضل نے گریہ زاری کر کے آنحضرت کی اوصاف
بیان کئے اور کہا اے عمہ اگر آپ کہیں تو میں ایک عجیب نقل بیان کروں جو آپنے کبھی نہ سنی ہو میں نے کہا
بیان کر ام الفضل نے بیان کیا کہ ایک روز میں اپنے محل میں بیٹھے تھے کہ ایک عورت خوبصورت میرے پاس
آکر کھڑی ہوئے میں نے پوچھا تم کون ہو اوسنے کہا عمار یاسر کی اولاد سے ہوں اور امام محمد تقی کی زوجہ
ہوں میں نے اسکے سامنے تو ضبط کیا مگر پیرونسے لگے اور سر کو چلے گئے آتش حسد سے میں اپنے باپکے پاس
جاکر کہدیا کہ محمد تقی میرے مقابلہ پر اور ازواج سے اختلاط فرماتے ہیں اور جب میں انکی خدمت میں شکایت
کرتی ہوں تو وہ آپ کو اور تمام آپکی آباد اجداد کو برا بھلا کہتے ہیں مامون کو اسوقت نشہ میں میری کلام
سنکر آگ لگ گئی شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیکر محلسرا میں گیا امام خواب میں تھے اوسنے جگایا ہے نہیں فوراً
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے مجھکو سنکر اسقدر رنج ہوا کہ اپنے منہ پر طمانچہ مارنے لگے صبح کو یاسر خادم نے میرے باپ
کو جاکر کہا رات کو اپنے نشہ میں ایسی حرکت کی جسکی سبیل ہونی محال ہے اوسنے کہا مجکو بالکل خیال بھی نہیں تمنے
کہو کیا کیا ہے یاسر نے کہا کہ رات کو ام الفضل کے کہنے سے آپ نے امام محمد تقی کو ٹکڑے کر ڈالا مامون پشیمان
ہوکر اپنا منہ دیکھنے لگا جب ہوش آیا تو یاسر کو امام کے احوال کی غرض سے بھیجا جب یاسر نے جا کر دیکھا
تو آپ حوض کے کنارے مسواک کر رہے تھے یاسر نے سلام کیا آپ نے تبسم ہو کر جواب سلام دیا یاسر نے
عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو ایک گذارش ہے آپ نے فرمایا اجازت ہے مگر ہم نماز پڑھ لیں آپ نماز میں مشغول
ہو گئے اور یاسر مامون کے قریب پہنچکر کہنے لگا مبارک ہو امام تو صحیح سلامت ہے مامون نے
ہزار درہم یاسر کو دیے اور بیس ہزار درہم امام کی خدمت میں بھیجے یاسر لیکر ہدیہ شاہی امام کی خدمت میں حاضر
ہوا آپ نماز سے فراغت کر چکے تھے یاسر نے امام کا جسم مبارک دیکھنا چاہا کہ نشان زخموں کے ہیں
یا نہیں اس حیلہ سے یاسر نے عرض کی کہ اے فرزند رسول اللہ صؐ یہ پیراہن جو آپ پہنے ہیں مجھکو عنایت
ہو جو میں اپنے کفن کے لئے رکھ چھوڑوں امام نے اپنا پیراہن مجھے اوتار دیا اور فرمایا جو تو نے کہا ہے
وہی شرط ہے یاسر کا بیان ہے کہ میں نے آپ کے جسم اطہر کو دیکھا تو کوئی نشان نہ تھا پھر جا کر
مامون سے بیان کیا اوسنے اپنا گھوڑا اور شمشیر خلافت جسکو کہتے تھے بطور ہدیہ امامؑ کی خدمت میں
بھیجدیا ام الفضل کا بیان ہے کہ میرے باپ نے مجھسے کہا اگر میں نے امامؑ بر خلاف کوئی بات تجھسے
سنی تو تمام عمر بھر تیرے منہ نہ لگوں گا مامون معافی کیلئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپنے فرمایا تم

شراب نہ پیا کرو مامون نے اسوقت سے شراب خواری بھی توبہ کی تاریخ جلا العیون صفحہ ۱۱۵ سنہ یہ تو بغداد کے قیام کے زمانہ کے الزام تھے جو ام الفضل نے امام محمد تقی ع کی ذات بابرکات پر لگائے اور مدینہ منورہ میں جاکر تہمت آپ پر لگائے وہ یہ ہیں چنانچہ صاحب صواعق محرقہ لکھتے ہیں کہ امام جب ام الفضل کو لیکر مدینہ پہونچے، تو وہاں سے اپنے باپ مامون کو لکھا کہ امام کنیزوں سے خلا ملا رکھتے ہیں مامون نے جواب لکھا کہ تیرا نکاح اسلئے نہیں کیا کہ تو اونپر خدا کی حلال کردہ اشیا کو حرام کرے مامون نے اسکا اعتبار نہ کیا نزد کے زمانہ میں ام الفضل نے آپسے محبت الفت کا اظہار نہیں کیا برعکس اسکے مادام الحیات مخالفت ثابت ہوی وجہ عداوت ایک تو یہ امام علی نقی کی والدہ سے نکاح کرنا سخت گذرا دوسری یہ اپنی امارت اور شاہزادے ہونیکا مفاخرت میں زیادہ مغرور اور سرکش تھے اور کچھ عباسیوں کے اشتعال مخالفانہ تھے جو امام کو مخصوص عداوت کی بنا پر اسکو دئے گئے تھے سنہ ۲۱۲ ہجری میں سفر آپ کا واقع ہوا اس حساب سے اٹھ برس دار الخلافت بغداد میں آپنے قیام کیا فرقہ واقفیہ کا بار دیگر رجوع علم التفسیر علم الحدیث علم الفقہ علم الکلام کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں جسکے بارے میں کامل استفسار نہ کیا ہو آپنے اونکے تمام سوالوں کی جواب شافی اور کافی طور سے دئے پھر پوچھنے کی ضرورت نہ ہوئی ملا محمد باقر مجلسی تحریر کرتے ہیں کہ سب نے اقرار معقول ہوکر آپکی امارت کا اقرار کیا اور اپنے عقائد فاسدہ سے تائب ہوکر مسلک حقہ پر راسخ ہو گئے سنہ ۲۱۱ ہجری میں امام محمد تقی بغداد سے آکر مدینہ میں سکونت پذیر ہوئے سات برس چھ ماہ قیام فرمایا منصب امامت کی خدمات آزادانہ طور پر نہایت فراغت سے انجام دیتے رہے علما و فضلا بھی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر تعلیم ارشاد سے فیضیاب ہوتے رہے بلکہ طالبان حق عراق و یمن حضرموت الجزائر شام اور مصر تک جوق جوق آپ کی خدمت میں کسب علوم کیلئے حاضر ہوتے رہے اور آپ کی چشمہ علوم ہدایت سے سیراب کامیاب ہوکر واپس جاتے رہے اور آپکے فضل کمال کو اپنے ملک قوم قبیلہ میں پھیلاتے تھے اسیطرح سنکر لوگ زیارت کو آتے اور فیض یاب ہوکر خصوصاً جاتے ایام حج میں مومنین کی کثرت ہوتی تھی سید علی ابن امام جعفر صادق ع یہ بزرگوار امام محمد تقی کے دادا تھے اور مسجد رسول میں درس دیا کرتے تھے جسمیں مدینہ کے علما فضلا فقہا جمع ہوکر تعلیم لیا کرتے تھے تمام حجاج کے لوگ تعظیم کرتے تھے اور اسماعیل بن ابراہیم نقل ہیں کہ میں ایک دن انکی صحبت میں موجود تھا کہ حضرت امام محمد تقی تشریف لائے تو علی ابن جعفر صادق ع نے اوٹھکر چشم و پیشانی پر بوسے دئے اور تعظیم تکریم سے کھڑے رہے امام محمد تقی ع نے فرمایا اے میرے باپ کے چچا آپ پر خدا کی رحمت نازل ہو آپ فرش پر بیٹھ جائیں پھر علی ابن جعفر صادق نے فرمایا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا آپ کھڑے رہیں اور میں بیٹھ جاؤں غرض جب تک امام نہ بیٹھے وہ مقدس بزرگ نہ بیٹھا امام اپنے دولتسرا کو چلے گئے اور سید اپنے مقام پر واپس آئے بعض نے اعتراض کیا کہ آپ نے صغیر سن بچے کی تعظیم کی اور آپ بزرگ ہو یہ سنکر سید علی کو سخت جلال آیا اور کہا فضول بکتے ہو جبکہ خدا نے جس قدر مرتبہ کے لائق

یہ جوان ہے خدا نے اسکو علم امامت کیلئے مخصوص کیا خدا کی پناہ ہے اسکی فضیلت سے انکار کروں بلکہ میں تو اسکا غلام ہوں علی ابن جعفر صادق سادات میں بزرگ کبیر السن تھے حضرت امام محمد تقی کی فضیلت وعظمت کا کافی ثبوت دیتے تھے اور چار اماموں کا زمانہ دیکھا تھا اور انکی موجودہ تعلیم تدریس کا حلقہ ایسا وسیع تھا کہ ہر شخص انکے خرمن علم کا خوشہ چین تھا امام محمد تقی نے مدینہ کے ہشت سالہ قیام کا زمانہ صرف فرمایا جبتک مامون زندہ رہا نہ آپ کے احوال سننے پر سوال ہوا نہ اسکی بعد ہشت سال تک معتصم نے تلاش کی مگر ام الفضل کو ایسی مخالفت تھی امام کے لئے پہلو کا باعث آزار بنی رہے اور خط شکایت باپ کو لکھتے رہے مگر مامون کو معلوم تھا جواب لکھا کہ تمہارا عقد اسلئے کیا ہے خدا کی حلال چیزیں اونپر حرام کرو ام الفضل کا مونہہ توڑ دیا جب مامون رشید مرگیا پسر چچا کو امام کی شکایت لکھتے رہے آخر معتصم نے ۲۲۴ سنہ ہجری میں امام کو بغداد بلالیا امام مجبور ہو کر بغداد تشریف لیگئے اور معتصم نے مامون کیطرح ظاہر داری کی امام سے زیادہ تر خاطر الفت کے بعد ایک سال کے حضرت کے استیصال پر آمادہ ہو گیا وجہ یہ ہوئی ایک سارق کو خلیفہ کے پاس لائے اسنے حکم دیا اسکا دست قطع کیا جاوے علامہ ابن ابی داؤد نے کہا کہنے تک اسکے ہاتھ کاٹے جائیں اسکو اطمینان نہ ہوا پھر امام محمد تقی سے عرض کی آپ نے فرمایا مجھے معاف کیا جاوے تو بہتر ہے معتصم نے کہا ضرور آپ مطلع فرمائیں آپنے فرمایا اس شخص کی انگلیاں کاٹی جائیں جو فرائض الٰہی کی ادائگی سے مجبور نہو اور دلائل کامل سے ثابت کر دیا علما فضلا دم بخود ہوگئے ابن ابی داؤد کو ندامت زیادہ تر ہوئی زرقان کا بیان ہے کہ ابن ابی داؤد تین یوم باہر نہ آئے بعدہٗ خلیفہ کی خلوت میں جا کر بصد زاری کہا اسکو آپنے پوچھا جسکو اہل علم امام نہیں جانتے ہیں اوسنے برخلاف تمام علما کے فتوا دیا آپنے اور سب علما کو ترک کر کے اسکے فتوا پر عمل کیا اوسکی شیعوں کو حجت قوی ہاتھ لگی ابن ابی داؤد کا فقرہ بھی چل گیا ابن داؤد کی خوشامدانہ تقریر سنکر معتصم بھی اپنی بادشاہی کی غیرت میں آگیا امام کی مخالفت اوسکی دل میں جاگزیں ہوگئی اور قدیم دستور کے مطابق معتصم نے بھی اپنے ہمعصر امام کی ہلاکت او استیصال کوشش بلیغ کی ملا محمد باقر مجلسی کتاب عیون المعجزات کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جب امام محمد تقی مدینہ سے بغداد تشریف لائے تو معتصم نے ام الفضل کو آپ کا پورا مخالف اور جانی دشمن پاکر اسکو آپکے قتل پر راضی کر لیا معتصم کی ہدایت کے مطابق ام الفضل نے انگور میں زہر ہلاہل آمیز کر کے کھلا دی اسکے صدمہ سے آپ کی وفات واقع ہوئی ملا محمد باقر مجلسی کتاب بصائر الدرجات کی اسناد سے نقل کرتے ہیں کہ امام محمد تقی کے فرزند امام علی نقی مدینہ میں ایک مکتب خواند میں تھے ناگاہ حالت تغیر ہوئے اور اوٹھکر دولتسرا میں گئے اور گریہ وزاری کا آواز بلند ہوا جب باہر تشریف لائے خدام نے عرض کی آپنے فرمایا میرے پدر عالیدرجات ابھی رحلت کر گئے اسکی بعد آپ بقوت اعجاز طے الارض مدینہ سے بغداد تشریف لائے اور اپنے پدر بزرگوار کی آخری خدمات انجام دیکر انکی لاش مطہر کو مقابر قریش میں اپنی جد حضرت امام محمد موسی کاظمؑ کی پہلو میں مدفون فرمایا یہ قبہ مبارک کاظمین شریفین کے لقب سے دنیا میں یادگار ہے شہادت آپکی پانچویں ذیقعد ۲۲۰ سنہ ہجری میں واقع ہوئی علامہ ابن حجر صواعق میں لکھتے

ہیں اپنے باپ کیطرح زہر دیکر شہید کیئے گئے مگر افسوس اہلبیت کی تاریخوں میں اصلی کیفیت نہیں خاموشی بباعث دہشت سلطنت کی پائی جاتی ہے عیون المعجزات میں مرقوم ہے کہ ام الفضل امام کی بیماری میں ایکبار رونے امام نے فرمایا سخت تعجب ہے کہ تونے مجھے قتل کیا اور تو ہی مجھے روتی ہے خدا کی قسم ایسی بلا میں مبتلا ہوگی جو کسیطرح علاج پذیر نہوگی بعد چند یوم کے ام الفضل کا ناصور کا عارضہ ہوا ہرچند طبیبوں نے علاج کیا مفید نہ ہوا آخرکار مجنون ہو کر باہر نکل پڑے اور ایک مدت گلیوں میں ذلیل رہے آخرکار ایسی پریشانی میں مر گئے حضرت امام محمد تقی ع کا انتقال عین شباب میں ہوا پچیس برس کا سن مبارک تھا جب وفات ہوئی آپ نے کسی سے بے مروتی کا اظہار نہیں کیا جس طبقہ کے لوگ اپنی عرض التجا لیکر آئے اوسیوقت کشادہ پیشانی و خندہ دہانی اس سے ملکر فوراً اسکی مطالب کیخاطر خواہ سامان کر دیلے ہر شخص سے تبسم سے کلام کرنا اور اسکی قدر مطابق تعظیم کرنا آپکی سیرت خاص تھی دولتسرا کا دروازہ ہدایت عامہ کیلئے ہر وقت کشادہ رہتا تھا اُمت کے لئے عام اجازت تھی جسوقت کوئی آتا زیارت سے مشرف ہوتا تھا اور مدینہ منورہ کے تمام فقرا غربا اور مساکین در دولت سے وظیفہ اور روزینہ پایا کرتے تھے اور بنی اعمام نے آپ طفولیت میں مخالفت کا اظہار کیا مگر آپنے انکے تمام ابواب اسی طرح قائم رکھے اور ہمیشہ کیلئے وظایف ملتے رہے اور ہمیشہ محاسن سلوک قائم رکھے مدینہ کے عام باشندوں سے اخلاق اشفاق سے برتاؤ کرتے قیام بغداد کے زمانہ میں عراق اور فارس کے تمام لوگوں سے ویسے اخلاق مکارم تھے اور سادگی طعام لباس جو کی روٹیاں سرکہ شہد خالص آپ کی خوراک تھی ❊

علی ابن خالد ناقل ہیں کہ میں نے سنا ایک شخص نے عراق سامرہ میں نبوت کا دعوا کیا ہے میرے ملنے کا مجکو شوق ہوا تو معلوم ہوا کہ خلیفہ کے حکم سے قید ہی میں قیدخانہ میں گیا دربان کو کچھ دیکر ملاقات کی اور احوال دریافت کیا اوسنے بیان کیا میں ملک شام کا باشندہ ہوں اور تمام عمر عبادت الٰہی میں بسر کی ہے ایکرات اوس مقام مقدس پر مصروف عبادت تھا جہاں جناب شہید کربلا خامس آل عبا کا سر مبارک نصب کیا گیا تھا اوسی اثنا میں ایک شخص آیا اور مجھے کہا اوٹھ چل میں اوسکی ہمراہ ہولیا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا تو مسجد کوفہ میں موجود تھا اوس شخص سے میں نے پوچھا اب تم کہاں ہو میں نے مسجد کوفہ میں پھر وہ بزرگ نماز میں مصروف ہوا میں نے بھی اقتدا کی پھر مسجد سے باہر نکل پڑے تھوڑی دیر بعد میں نے اپنے آپ کو روضہ رسول اللہ صلعم میں پایا وہ بزرگ نماز میں مصروف ہوئے اور میں بھی نماز مسجد کے باہر تشریف لائے میں پیچھے چلا چند قدم چلا تھا کہ مکہ معظمہ میں آموجود ہوا حرم محترم کے طواف سے فارغ ہو کر باہر آئے تو وہ مرد مقدس میری نظر سے غائب ہوگیا پھر میں نے آپ کو اپنی عبادتگاہ ملک شام میں پایا اسی تاریخ سال کے بعد پھر وہی بزرگ تشریف لائے اور مجھکو اپنی ہمراہ لیکر جن جن عبادتگاہوں میں پہلے لیگئے تھے دوسری بار بھی وہیں رونق افروز ہوئے جب تمام عالیات کی زیارت سے

مشرف ہو چکے تو وقت رخصت میں نے نہایت منت سے انکا اسم گرامی پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ مجھے محمد ابن علی کہتے ہیں میں نے یہ واقع اپنے احباب سے بیان کیا انہوں نے خاص عام میں مشہور کر دیا یہ خبر والی شام نے سنکر الزام نبوت کا مجھے دیکر قید کر دیا راوی حدیث کا بیان ہے کہ مجھے سخت افسوس ہوا میں نے حاکم سے خاص طور پر سفارش لکھی اوسنے میری عرض حال کی پشت پر لکھدیا کہ جس شخص نے اسکو یہ قدرت دی ہے وہی اگر چھڑا دیوے افسوس دوسرے روز میں پھر قیدخانہ میں گیا تو معلوم ہوا وہ رات کا غائب ہو گیا ہے اور تمام ملازمین گرفتار تعجب ہیں زمین کھا گئی یا آسمان میں یہ حالت سنکر دل میں سمجھ گیا کہ امام محمد تقی کی روحانی کشف و کرامات کا باعث ہے میں قائل اور معتقد ہو گیا اس واقع کو فریقین کے علما کرام نے اپنی اپنی کتاب تصنیفات میں قلمبند کیا ہے چنانچہ علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں و امام قندوزی بلخی نے ینابیع المودت میں اور امام شبلنجی مصری نے نور الابصار میں اور ملا عبد الرحمان جامی نے شواہد النبوت میں اور خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں اور خاوند شاہ ہروی نے روضۃ الصفا دفتر سوم میں لکھا ہے +

# سلسلہ نسب سادات تقوی

حضرت امام محمد تقی ع کے عقاب چہار فرزند حضرت امام علی نقی و سید ابراہیم و سید جعفر و سید موسی مبرقع +

امام محمد تقی ع انکے پسر سید ابراہیم انکے پسر سید ابو المؤید محمد انکے پسر سید برہان الدین انکے پسر سید میران حسین خنگ سوار اجمیری انکے پسر سید عبد العزیز انکے پسر سید عبد الرحمان انکے پسر سید عبد الرزاق انکے پسر سید عبد الوہاب انکے پسر سید محمد انکے پسر سید عبد الرزاق انکے پسر سید شہاب الدین انکے پسر سید احمد انکے پسر سید ضیاء الدین انکے پسر سید محمد انکے پسر سید اکبر علی انکے پسر سید محمود دکھیارے انکے پسر سید حامد چاند انکے پسر سید محمد جلال انکے پسر سید پیر محمد اشرف انکے پسر سید اہل اللہ مبارک انکے پسر سید ابو سعید جعفر انکے پسر سید خلیل انکے تین پسر سید صاحب عالم و سید جانعالم و سید محمد ماہ موجود و سید جانعالم انکے پسر سید محمد جاہ موجود بمقام بہار +

حضرت امام محمد تقی انکے پسر سید جعفر انکے پسر سید علی اصغر انکے پسر سید عبید اللہ انکے پسر سید احمد انکے پسر سید علی انکے پسر سید حسن انکے پسر سید عبد اللہ انکے پسر خواجہ علی بخاری انکی دو پسر سید احمد و سید محمد ہر دو برادر شہر بدایوں تشریف لائے سید احمد کے فرزند نظام الدین اولیا مزار اولاد آپ کی دہلی میں آباد ہے اور سید محمد ابن خواجہ علی بخاری سید محمد کی اولاد شہر بہار محلہ چاند پورہ میں بسیار ہے سید علی بخاری انکے پسر سید محمد انکے پسر سید جمال اولیا انکے پسر سید ابراہیم انکے پسر سید شاہ فرید طویلہ بخش انکے پسر سید معین الدین بہواری انکے دو پسر سید محمد سلطان و سید بہاء الدین انکے پسر سید نصیر الدین انکے پسر سید شعیب الحق انکے پسر سید حبیب اللہ انکے پسر سید عبد الوہاب انکے چار پسر سید عبد الواحد و سید حسام الدین و سید جمال الدین و سید زکی الدین انکے پسر سید فصیح الدین

انکے پسر دو سید مراد علی و سید شاہ چمن انکے پسر سید نعمت اللہ موجود سید مراد علی انکے پسر سید فرزند علی موجود شہر بہار محلہ چاندپورہ سید جمال الدین بن سید عبد الوہاب انکے دو پسر سید غلام اشرف و سید غلام محمد انکے دو پسر سید حمایت اللہ و سید منور علی انکے پسر سید علیم الدین سید شاہ محمد آفاق انکے پسر سید عطا حسین موجود سجادہ نشین شہر بہار محلہ چاندپورہ تکیہ خورد و سید محمد سلطان ابن سید معین الدین بہاری انکے پسر سید شاہ مظفر علی انکے پسر سید شاہ منظور انکے پسر سید محبوب شاہ انکے پسر سید دیوان مسعود انکے پسر سید دیوان عنایت اللہ انکے پسر سید شاہ امیر اللہ انکے پسر چہار سید صفی اللہ و سید اہل اللہ و سید فخر اللہ و سید احسان اللہ انکے دو پسر سید محمد بخش و سید قطب بخش انکے پسر سید درگاہی شاہ انکے دو پسر سید حیدر بخش و سید محمد سبحان انکے دو پسر سید محمد اکبر و سید محمد مہدی) موجود شہر بہار محلہ چاندپورہ و سید محمد بخش انکے دو پسر سید محمد سلطان و سید محمد جان انکے چار پسر سید عابد حسین و سید زاہد حسین و سید آصف حسین و سید کبیر حسین ہمہ موجود سید محمد سلطان انکے تین پسر سید امجد حسین و سید اسماعیل و سید محمد باقر سید اسماعیل انکے پسر سید علی حسین انکے پسر سید حسن علی موجود و سید محمد باقر انکے چار پسر سید محمود و سید مسعود و سید مقصود و سید مودود انکے پسر سید غلام عبد اللہ انکے پسر سید فتح علی انکے دو پسر سید افضل علی و سید خیر الدین حسین موجود شہر بہار محلہ چاندپورہ امام محمد تقیؑ انکے پسر سید موسی مبرقع انکے پسر سید قاسم انکے پسر سید حیدر انکے پسر سید عباس انکے پسر سید حسن صدیق انکے پسر سید علاء الدین انکے تین پسر سید شمس الدین و سید صدر الدین و سید سکندر علی انکے پسر سید مبارک انکے پسر سید معروف الدین انکے دو پسر سید بشارت علی و سید ابو القاسم موضع اونتر لاری انکی اولاد بسیار ہے و سید وحید الدین انکے پسر عبد اللہ اکبر انکے پسر سید ابو محمد بیابانی انکے چار پسر سید مسیح الدین و سید امام الدین و سید علیم الدین انکے پسر مخدوم بخش اولاد بسیار قصبہ بہار و شہر بلیاسی سید امام الدین انکے چار پسر سید امیر حیدر و سید خیر حیدر و سید مرتضی بخش و سید محمد بخش موجود بہار ضلع آرہ بلاسی +

امام محمد نقی ۲ انکے پسر سید موسی مبرقع انکے پسر احمد انکے پسر سید محمد اعرج انکے پسر سید احمد انکے پسر سید موسی انکے پسر سید حسین انکے پسر سید حامد انکے پسر سید عز الدین انکے پسر سید صفی الدین انکے پسر سید محمود انکے پسر سید زین العابدین ۶ انکے پسر سید محمد انکے پسر سید ابو سعید انکے پسر سید مبارک انکے پسر سید شاہ درویش انکے شش پسر سکندر و مبارک لاولد و سید محمود و سید محمد انکے پسر شاہ محمد انکے پسر شاہ علی انکے پسر محمد اسماعیل انکے پسر سید محمد حافظ انکے دو عبد الرسول و سید مظفر حسین اسماعیل انکے دو پسر سید خادم حسین و کرم حسین موجود شیخوپور پرگنہ نرہٹ ضلع بہار و سید محمود بن شاہ درویش انکے پسر محمود انکے کمال الدین انکے بایزید انکے محمد انکے ضمیر اللہ انکے غلام حسین انکے چار غلام نبی و غلام حسین و منظور احمد و غلام حسن انکے مظہر احمد انکے منظور احمدی انکے چار حسن رضا و علی رضا و محمد رضا و احمد رضا ہمہ موجود شیخپورہ و غلام نبی انکے رضی الدین انکے دو نظام حسین و غلام حسین انکے دو پسر سید امیر الدین و سید سلیم الدین موجود شیخپورہ پرگنہ نرہٹ ضلع بہار +

## باب یازدہم تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب ۱۲ دوازدہم

## تذکرہ حضرت امام علی نقی علیہ السّلام تاریخ ولادت و وفات و سماد کنیت والقاب وعتاب آنجناب بمقام مدفون و حالات ایّام زندگی معجزات مختصر احوال

شبیہ مبارک حضرت امام نقی علیہ السّلام امام دہم

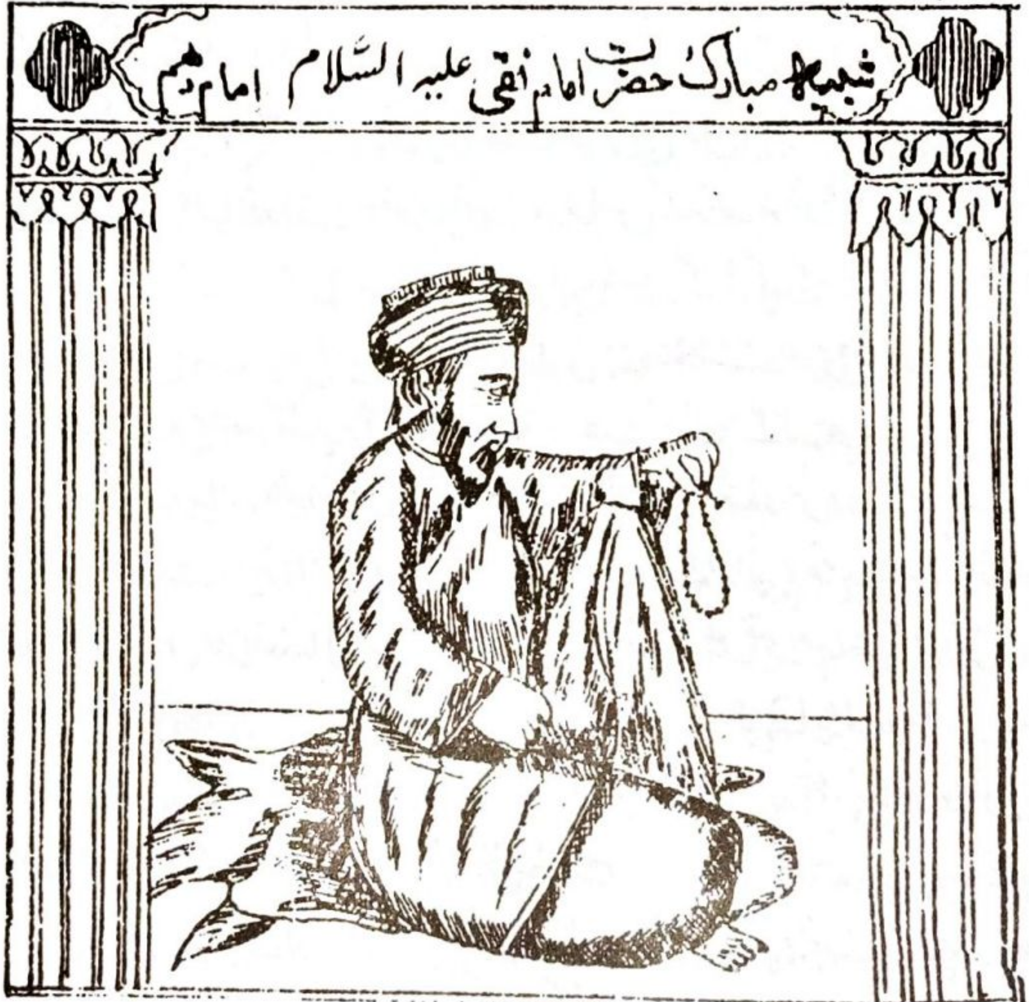

اسم شریف علی کنیت ابوالحسن لقب نقی علیہ السلام آپ کی والدہ معظمہ کا اسم گرامی سبحانہ خاتون تھا صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ ماموں عباسی کی نواسی تھے اور ولادت باسعادت آپ کی یکم رجب المرجب سنہ ۲۱۲ ہجری میں ماموں کے عہد حکومت میں واقع ہوئے بمقام ولادت مدینہ منورہ آپ حضرت کم سن عمر چھ ۶ برس میں درجہ امامت پر فائز ہوئے امام علی نقی کے عدیم المثالی ارشادات خطبات اور اقوال جو علم دینیہ اور احکام شرعیہ کے متعلق فریقین کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور جو آپ کی یکتا جامعیت علمیت اور قابلیت کو اعلیٰ روس الاشیاد ثابت کر رہے ہیں وہ اسی علوم مخصوص کے جوہر تھے جو ظاہری تعلیم وتدریس

کے محتاج نہیں ہیں جو مخصوصیاں بارگاہ الٰہی کے سوا کسیکو حاصل نہیں ہو سکتے جن لوگوں نے امام علی نقی کے حالات دیکھے ہیں کہ چھوٹی عمر میں مسند امامت اور تخت شریعت پر رونق افروز ہوئے ہیں اور اقوال ارشاد کو ملاحظہ کیا ہے اور انکے مناظروں کا حال مشاہدہ کیا ہے جو عرب کے بڑے بڑے علما فضلا سے پیش آئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ضرور امام منصوص من اللہ ہوتا ہے اور اسکی جمعیت اور قابلیت کی یہ مقدار ہوتی ہے ملا محمد باقر مجلسی جلاء العیون میں لکھتے ہیں کہ امام محمد تقی نے بغداد کی روانگی کیوقت امام علی نقی ع کو اپنا وصی و قایم مقام جانشین مقرر فرمایا تھا سنہ ۲۲۰ ہجری میں حضرت امام محمد نقی ع نے انتقال فرمایا اور امام علی نقی ع کی امامت کا زمانہ شروع ہوا معتصم نے آپ کے حالات کے تجسس یا تلاش نہیں کی سنہ ۲۲۳ ہجری میں رومیوں نے اپنے کثیر التعداد فوج کے ساتھ ممالک شام پر حملہ کر دیا اور تمام علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دی اور رعایا بھاگ کر معتصم کی چلی آئی معتصم نے یہ حال دیکھکر روم پر فوج کشی کا عزم کر دیا اور رومیوں سے جاکر مقابلہ کیا اور تیس ہزار رومیوں کو قتل اور ناطس قیصر کا عامل عموریہ شہر کا حکم جو تاقیہ کرلیا اور بغداد سے عباس ابن مامون کی بغاوت کی خبر سنکر قسطنطنیہ کا قصد فسخ کرکے واپس بغداد آگیا اور وہ عین موقعہ پر پہونچگیا اور عباس کے مخالفانہ شورشوں کو فوراً رفع دفع کر دیا اور عباس کو نظر بند کرکے سامرہ میں بھیجدیا اور جو عباس ابن مامون کے شریک ثابت ہوئے اُن سب کو قتل کر ڈالا یہ معتصم کی مخالفین میں سوائے عباس ابن مامون کے اور کوئی زندہ نہ رہا سنہ ۲۲۶ ہجری میں عباس کو پیاسا مار ڈالا اس واقعہ کے بعد ایکسال معتصم آٹھ برس آٹھ ماہ آٹھ روز سلطنت کرکے سنہ ۲۲۸ ہجری میں مرگیا اسکو تاریخوں میں مثمن کہتے ہیں سلسلہ عباسیہ کا یہ آٹھواں حکمران تھا اور عمر اٹھتالیس سال آٹھ ماہ دس روز تھے اپنے باپ معتصم کے بعد واثق تخت خلافت پر بیٹھا اسکی بیعت کی گئی یہ بھی اسلاف کے طریقہ پر مذہب معتزلہ رکھتا تھا اسنے ابتدائے آغاز حکومت میں علما فضلا کی نہایت قدر منزلت کرتا تھا آخر میں نتیجہ اچھا نہ ہوا واثق باللہ نے دولت مند ہوکر خود مختاری کا اعلان کر دیا اور ایک علما احمد بن نصر ابن خزاعی تھا یہ علم حدیث میں دستگاہ رکھتا تھا اہل اسلام اوس سے حدیث کیلئے جمع رہتے تھے اور معتبر فضلا میں داخل تھا اور واثق باللہ معتزلی تھا اور احمد معتزلہ کا سخت مخالف تھا اسلئے شمالی بغداد میں واعظ کا رنگ جمایا چند یوم کے بعد بہت لوگ اوسکی بیعت میں کمربستہ ہوگئے اور اوسنے کثیر التعداد مقلدین کا اعتبار کرکے خفیہ وقت پر خروج بالسیف کا ارادہ کرلیا اور ایک رات مقرر کر دی جب وہ رات آئی تو احمد کے مقلدین نے شام کو خوب شراب نوش کی اور مدہوشی میں بے وقت طبل جنگ ٹھونک دیا محمد بن ابراہیم نے خلیل سنکر فوراً کوتوال کو اوسپر مامور کیا اوسنے نے احمد کو پکڑ کر خلیفہ کے پیش کر دیا احمد ابن داؤد کہنے لگا احمد ابن نصر غیر مشروع سے باز آوے ورنہ مستوجب القتل کیا جاویگا ان عقاید کا آدمی کافر ہے واثق باللہ نے بدست خود قتل کیا اور احمد کا سر دروازہ شہر بغداد میں عرصہ تک آویزاں رہا احمد نصر کے واقعہ سے واثق کی طبیعت علما فضلا سے بالکل پھر گئی نیک نیتی اور خلوص دینداری اسکی سیلئے رخصت ہوگئی اور بدظن ہوکر تمام امرا روسا کی خانہ تلاشی کرلی اور جو مال تھا

عبارت تمامی مثمن زمین افلاق العمود حفظ العمود

سب لوٹ لیا اور فلس ندارد ہو کر سب رہ گئے تاہم واثق کی حرص کا پیٹ نہ بھرا سنہ ۲۳۶ ہجری میں واثق باللہ پانچ برس نو ماہ تیرہ یوم سلطنت کر کے سینتیس ۳۷ برس کی عمر میں فوت ہو گیا حضرت امام علی نقیؑ نے اسکی پانچ سالہ حکومت میں با فراغت اپنی امامت کے فرائض کو انجام دیا اوسنے آپ سے کسی امر کی کبھی کوئی تعریض نہیں کی بلکہ تمام سادات عظام سے نہ کسی سادات نے فوج کشی کی واثق باللہ کا طرز عمل اپنے اسلاف سے علیحدہ تھا مگر اسکے برخلاف متوکل جو اسکا جانشین ہوا وہ امام علی نقی سے لیکر تمام سادات عظام کا سخت جانی دشمن نکلا ارکین دولت کا قصد تھا کہ واثق کے بیٹے محمد کو قایم مقام کیا جائے مگر وصیف ترک کے مشورہ تجویز سے ابو الفضل جعفر ابن معتصم کو متوکل کا خطاب دیکر خلیفہ تسلیم کیا تمام لوگوں نے اوسکی بیعت کر لی پھر اسکے حکم سے واثق کو دفن کر دیا گیا متوکل کے ظالمانہ احکام اوسنے سادات خاصان رب الاکرام جگر گوشہ خیر الانامؐ کی مزار پر انوار کی ہتک حرمت کرنے اور مٹا دینے کا حکم دیا اور کوشش بلیغ کی جنکی مزار فائض الانوار سے ہزاروں بندگان الٰہی برابر فیوض و ارشاد پایا کرتے ہیں سنہ ۲۳۸ ہجری میں متوکل نے معتز اور منتصر دونوں فرزندوں کی ولیعہدی کے لوگوں سے بیعت کر والی تھی اور معتمد اور موئد دو فرزندوں کو چھوڑ دیا متوکل کی حکمرانی بندگان خدا کیلئے بلائے آسمانی اور قہر یزدانی سے کم نہ تھی وہ ہمہ تن ستم کا عادی اور شقاوت عداوت کا مجسمہ پیکر نشہ شراب میں احکام ظالمانہ جاری کرتا رہتا تھا جس سے خلائق خدا کے قلوب پارہ پارہ ہو گئے تھے اسکی طرز عمل کی یہ صورت تھی کہ اپنے فرزند اکبر منتصر کو کسی باعث ناراض ہو کر ولیعہدی سے معزول کر کے چند ایا ابو نجائی امام علی نقیؑ سولہ برس تک مدینہ میں اپنے ارشاد و ہدایت منصب امامت کے فرائض ادا کرتے رہے اتنے عرصہ میں آپکی عدیم المثال کمال شہرت اطراف عالم میں پھیل گئی اور عراق اور حجاز اور یمن اور الجزائر اور فارس اور مصر کے تمام اہل اسلام جوق جوق آکر آپکے ارشادات سے مستفیض ہونے لگے وہ امام بحق تشنگان کو اپنے چشمہ علوم سے سیراب کرنے لگا مفسدان زمانہ اس مقدس سلسلہ کا با فراغت بسر کرنا کب پسند کرتے تھے عبد اللہ ابن حاکم جو متوکل کا مدینہ میں عامل تھا وہ زیادہ تر درپے آزار ہوا اسنے متوکل کو لکھا کہ امام علی نقیؑ اسباب امارت ضروریات سلطنت جمع کر رہے ہیں اور خزانے پر بہت جھکے ہیں خلافت سے مقابلہ ہوا چاہتا ہے اور شیعہ گروہ رکاب میں جان دینے کو تیار ہے آپ جلد خبر لیں اور ہوشیار ہو جائیں امام علی نقیؑ نے بھی متوکل کو ایک خط لکھا اور عبد اللہ کی ایذا رسانی اور غلط بیانی مفصل تحریر فرمائے متوکل نے اپنی ظاہری محبت و عقیدت کی آڑ میں آپکو اپنے پاس طلب کیا اور اشتیاق نامہ طول تحریر کیا اور یحییٰ ابن ہرثمہ کو دیکر امرا ارکین کو بیک پورے رسالے سے آپکی خدمت اقدس میں بھیجا اور دوسرا نامہ ابو الفضل کو دیکر بھیجا کہ عبد اللہ ابن حاکم کو معزول کیا اور ابو الفضل کو اسکی جگہ مقرر کیا تیسرا اشتیاق نامہ اور لکھا صافی اصول کا عربی کا یہ ترجمہ ہے حمد و نعت کے بعد امام علی نقیؑ کو معلوم ہو میں متوکل آپکے حقوق کو اپنی ذات پر واجب سمجھتا ہوں جہاں خدا نے آپکی عزت حرمت کیلئے ارشاد

فرمایا ہے خواستگار ہوں اور تمام کا بجالانیوالہ ہوں عبداللہ جو آپ کی مرتبہ شناسی میں کوتاہی کرتا تھا اسلئے اوس مجہول معزول کردیا ہے آپکی ذات مجمع الحسنات پر ایسے الزامات لگائے ہیں جس سے آپ بری ہیں مجھکو پورا یقین ہے اور میں بلات خاص آپ کی زیارت فیض بشارت کا مشتاق ہوں اور مشرف زیارت کو دنیا کی دولت سے بہتر جانتا ہوں خط کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ متوکل سے زیادہ امام کا عقیدتمند دوسرا نہوگا مگر جاننے والے جانتے ہیں یہ امور خلفائے بنی عباس کے ظاہری عیارانہ چال تھے حضرت امام علی نقی عہ نے اسکا خط پایا جسکو اوسنے فوجی رسالہ کی معرفت آپ کی خدمت بابرکت میں بھیجا تھا اسکا ٹالنا اپنی مصلحت نہ سمجھا اور متوکل کے استدعا کے مطابق مدینہ سے سامرہ کی روانگی قبول کرلی آپنے آباء طاہرین کی تقلید پر اپنا عمل کیا متوکل کی چال کو آپ سمجھ گئے آپ جان گئے کہ انکار میں خیریت نہیں ہے اور ہرثمہ کا موجودہ رسالہ عیسی جلودی کیطرح ظلم کا ہاتھ بلند کریگا اور تمام سادات کے گھر لوٹ لیگا اور گرفتار کرکے ہمراہ لیجائیگا امام عہ نے متوکل کے مصنوعی اشتیاق کو قبول کرلیا روضہ مطہر حضرت سرور کائنات نبی رحمت سرور کائنات سے رخصت ہوتی وقت یہ تھا مدینہ کے لوگ امام کی بیقراری گریہ زاری دیکھکر تمام لوگ ڈہاڑیں مار کر روتے تھے یحیی ابن ہرثمہ کا بیان ہے کہ امام کی خدام روئی بھر لحاف وعبائیں اسباب گرمی میں سردیکا سامان باندھ رہے ہیں میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ایسے معمولی عقل والیکو شیعہ اپنا امام اور پیشوا جانتے ہیں جو بے ضرورت بیجا گراں بار سفر دور درازیں اوٹھائینگے اپنی تکلیف کا باعث نہیں سمجھتے یہی ناقل ہے کہ میں سوچکر اپنے دل میں رہگیا اور امام سے استفسار کی جرات نہ کرسکا اور پھر میری ہمراہی میں مدینہ سے امام روانہ ہوئے چند یوم کے بعد ایک میدان غیر آباد ریگستان کوسوں تک سنسان بلا سایہ تھا وہاں قیام کیا میں خشوبہ عقاید رکھتا تھا اور میرا کاتب اور دوسرا ایک میرا مصاحب تھا وہ سنت جماعت تھا اس منزل پر دو سنی المذہب نے شیعہ کو کہا کہ تمہارے خلیفہ بلافصل حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا قول ہے کہ دنیا میں ایسا مقام کوئی نہیں جہاں قبریں نہ بنائی گئی ہوں یہ بتلاؤ سچ ہے شیعہ نے کہا ہاں میں نے تبسم کرکے دل میں یقین کرلیا کہ میرے کاتب شیعہ کے پاس اسکا جواب نہیں ہے مناظر نے کہا کہ بتلائیں اسجگہ قبریں کہاں ہونگی اور امام برحق کے قول کی تصدیق کیسی ہوسکتی ہے وہ سب لوگ ہنسی اڑانے لگے مرد شیعہ خاموش رہا بعد اس ذکر کے ابر ہوگیا اور موسلہ دہار بارش اور برف شروع ہوگی اور تیز ہوا چلنے لگی سردی سے لوگ قریب ہلاکت پہنچگئے ہرثمہ کا بیان ہے کہ میرے پاس کوئی کپڑا نہ تھا مجبور ہوکر جان بلب بیٹھے تھے نصف شب کو خدام امام علی نقی عہ نے آواز دی اور کہنے لگے یہ پارچہ سرہانے تمکو اور تمہارے کاتب کو امام نے عنایت فرمایا ہے کہ اپنی جسمانی حفاظت کرلیں ہم دونوں عطیہ امام لیکر محفوظ ہوئے اور صبح کو برف باران ہوا تند کم ہوئی اور آفتاب نکل آیا جب میں نے اپنے ہمراہیوں کی خبر لی تو نصف سردی سے مردے ہوگئے تھے وہ سنی المذہب بھی مرگیا میں یہ عالم فناہ دیکھکر فوراً امام کیخدمت اقدس میں حاضر ہوا اور دیکھا آپ تلاوت قرآن میں مشغول ہیں بعد فراغت اپنے ارشاد

فرمایا اے یحییٰ ابن ہرثمہ جاؤ اپنے ہمراہیوں کو دفن کرادو اور یقین جان کہ خدا تعالےٰ نے اسیطرح زمین کو قبروں سے پر کردیگا ہماری جد بزرگوار امیر المومنین کا قول کبھی خلاف نہیں ہوسکتا یحییٰ یہ واقعات دیکھکر یقین لایا کہ امام کا کوئی فعل عبث نہ خالی از حکمت بتلایا جاتا ہے جناب امیر المومنین ع کی کلام کی بھی اوسکو صداقت ہوگئی یحییٰ اور اوسکی باقیماندہ ہمراہیونکو حضرات آئمہ معصومین کی کمال اوصاف او فضل شرافت سے کما حقہ آگاہی ہوگئی اور عقائد باطلہ سے دست بردار ہوکر حقہ پر قائم ہوگیا کتاب لسان الواعظین شیرازی مطبوعہ افضل المطابع لکھنو صفحہ ۵۲۱ یحییٰ ابن ہرثمہ دار الخلافہ سامرہ میں داخل ہوا اور امام علی نقی ع کی تشریف آوری کی خبر متوکل کو دی وہ سنکر خاموش ایسا ہوگیا نہ پوچھا کب آئے کسطرح آئے یا کسجگہ اوترا یہ متوکل کے اشتیاق نامی ہیں اور ظاہر عیاری کی کرتوت ہے اوسکے مصنوعی اخلاص کی قلعی کھل گئی متوکل نے صرف حضرت کو اپنے پاس بلانے کیلئے ظاہر داریوں کا اظہار کیا تھا اور جب آپ اوسکے پنجہ میں گرفتار ہوچکے پھر جملہ امور فراموش کردیے یہ متوکل کا خاصہ نہیں تھا بلکہ تمام بنی عباس اوس رنگ میں رنگے تھے اول خلوص عقیدت کا اظہار کرکے اپنا کام نکالا کرتے تھے بعدہٗ اپنے اصلی فطرت پر آجاتے تھے متوکل نے برعکس اپنے اسلاف کی اپنے مہمان سے عداوت میں عجلت کی اسکی اسلاف سال دو سال تک ظاہری خلوص رکھتے تھے پھر مہمان پھر مہمان نواری پر سرگرم ہوتے تھے سوائے قتل مہمان کی انکو صبر نہ آتا تھا یہ ایسا نکلا امام علی نقی کے آتے دور ویران مکان میں جگہ دی اور ملاقات تک نہ کی متوکل ایسا بد اخلاق ثابت ہوا اپنی شقاوت قلبی سمجھا کہ میرے زیر اختیار ہوچکے اب جاتے کہاں ہیں ملائمت محض بے ضرورت ہے اور فوراً اپنے مخالفت شروع کردی حضرت امام علی نقی شہر سامرہ میں اسجگہ اوتارے گئے جہاں لوگ مفلس نادار پڑے رہتے تھے شہر کی آبادی سے ویرانہ میں وہ مکان واقع تھا نام اُس مقام کا خوان الصعالیک تھا اور صابر کی یہ شان ہوتی ہے یہ وہ نفوس مقدس انسانیہ ہیں جنکو نصوص قرآنی رو سے نفوس ملکوتیہ پر ترجیح علی الفضائل حاصل ہے جناب امام علی نقی ع نے متوکل کی ایسی بد اخلاقی دیکھکر ناراضگی کا اظہار نہ کیا اور اوسی مقام ویران میں اوتر پڑے صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ صالح بن سعید کا بیان کہ میں ان دنوں سامرہ میں مقیم تھا امام کی آمد کی خبر سنکر مسرور ہوا اور مقام مذکورہ کا قیاس کرنے لگا اور آخر خوان الصعالیک میں برائے زیارت گیا اور امام کو دیکھکر پاؤں پر گر پڑا آپ نے مجھے سینہ اقدس سے لگالیا اور خیریت پوچھی بعد میں میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ متوکل کے خط پر چلے آئے اب اوسکی عداوت ثابت ہوگئی اس سے زیادہ عداوت کیا ہوگی جو وطن سے بلاکر خراب غیر آباد مقام میں ٹھرایا سنکر آپ متبسم ہوگئے اور فرمایا تم بھی اسوقت اسمقام میں بیٹھے ہو ذرا پھر دیکھو تو صالح ابن سعید کا بیان ہے کہ حسب ارشاد جو دیکھتا ہوں تو وہ مقام انواع اقسام کے پھولوں سے بھرا ہوا ہے اور چار جانب پر سبزہ لہرا رہا ہے اور حوض لبالب و نہریں و چشمے موجیں مار رہے ہیں غرض وہ مقام بہشت بریں کا نمونہ ہی امام نے فرمایا یہ سامان جو تو نے دیکھے جہاں ہم جاویں

مہیا ہو سکتے ہیں ہمیشہ کیلئے تم مجھکو خوان الصعالیک میں نہ مقیم سمجھو الا بظاہر متوکل کی مراد یہی تھی کہ آپ کا کوئی اثر اعتبار قائم نہ ہونے پائی یہ وہی طریقہ جو اوسکی ظالم اسلاف کرتے چلے آئے حضرت امام علی نقی تین یوم مقیم رہے اسکے بعد متوکل نے امام کو سہنگاں زراقی نامی کے حوالہ کر دیا یہ شخص تھا سوائے شقاوت کی کچھ نہ پڑھا تھا اور متوکل کا معتمد تھا اسکی سپرد اسلئے کیا تھا کہ یہ آزار پر آزار دیگا زراقی آپکی محاسن اخلاق و مکارم عادات دیکھکر اور آپ کی جملہ افعال اعمال پر غور کرکے آپ کا ہمدرد اور معتمد بنگیا اور اپنے دل میں یقین کر لیا کہ متوکل نے ایسے خدا رسیدہ بزرگ کو ناحق مصیبت میں گرفتار کیا ہے اور اوسکی سب بناوٹ ہے اور فساد انگیزوں کی بابت پر اعتبار کیا ہے اور آپکے سلطنت کا مخالف سمجھ لیا ہے اور قید کیا ہے زراقی کے چشم انوار حقیقت سے روشن ہو گئی اور اسکا قلب منور ہو گیا مگر متوکل کا زمانہ ایسا نہیں جو کوئی شخص امر حق کو علانیہ اظہار کرے زراقی نے راز مخفی رکھا اور امام علی نقی ع کی راحت کے سامان فراہم کر دئے جب متوکل کو خبر لگی تو اوسنے زراقی کی نظر بندی کا فکر کیا اور امیر سعید کی سپرد وہ کر دی ابن اودمہ ناقل ہے کہ میں سامرہ میں مقیم تھا اور مجھکو معلوم ہوا کہ امام اب سعید کے زیر حراست ہیں میں سعید کے گھر گیا وہ خوب واقف تھا اور کہنے لگا تم امام پیشوا کی زیارت کو آئے ہو میں نے کہا ہاں سعید نے کہا مجھکو متوکل نے اونکے قتل کا حکم دیا ہے کل میں انکو مار ڈالوں گا میں یہ سنکر زیارت کو اندر گیا آپ ایک حجرہ تاریک میں رونق افروز تھے اور سامنے ایک قبر کھودی تھی مجھکو یقین ہوا کہ کل انکو سعید شہید کریگا میں بیتاب ہوکر رونے لگا حضرت امام علی نقی نے فرمایا تم کیوں روتے ہو میں نے عرض کی سعید سے سنا اور لحد بھی دیکھی اور پھر کیونہ روون آپنے فرمایا مجھپر انکو دسترس نہو گا جبتک متوکل کا خاتمہ نہو گا امام بارہ برس تک سعید کی حراست میں رہے اور یہ کئی اقسام کی ایذائیں پہنچاتا رہا اور صبر کرتے تھے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے آپ کی حالت جو آزادی میں تھے وہی اندر قید بھی میں پرہیزگاری عبادت تھی دن بھر صوم سے تلاوت قرآن میں بسر ہوتے تھے اور خاص عام آپکی مشاغل یومیہ سے استعجاب میں تھے اور سامرہ کے لوگوں کے دل آپکیطرف رجوع ہو گئے حالانکہ متوکل کا سخت حکم تھا کہ جو شخص امام علی نقی کا ذکر کریگا قتل کیا جاویگا لیکن اہل اسلام کی کثیر جماعت آپکی اطاعت اکے طریقہ پر مستقیم ہو گئی +

## فتح ابن خاقان متوکل کا مدار المہام

دیوان قضا اور فوج اور خزانہ عامرہ اندرونی بیرونی اور سب ملازمین اوسکی زیر فرمان تھے کیونکہ یہ وزیر کل مختار تھا جب فتح ابن خاقان کا انتہا رسوخ منیف کی مدارج میں ہو گیا تو پھر اسنے امام کیطرف متوجہ کی جو چودہ سال سے مصیبت میں گرفتار تھے اور متوکل کو عداوت اہلبیت میں خوب جانتا تھا

مگر جب متوکل دربار دار الخلافت سامرہ کی اضافہ آبادی کا مسئلہ پیش ہوا اور خلیفہ نے منظور بھی کر دیا تو فتح ابن خاقان نے یہ تجویز پیش کر دی کہ شہر کے جو مقامات غیر آباد ہیں وہ تمام امرا کو دیدیے جائیں وہ اپنی خواہش کے مطابق عمارت بنوائیں اور خلیفہ کا خرچ نہو ورنہ خلیفہ کو آبادی سامرہ شہر میں اتنا سرمایہ اوٹھانا ہوگا جتنا بغداد کی تعمیر میں منصور نے خرچ کیا تھا یہ سنکر متوکل نے خوش ہوکر منظور کیا اور حکم دیدیا فتح ابن خاقان وزیر نے خام مقامات کی فہرست درست کی اور تمام اراکین سلطنت پر تقسیم کر دی اور ایک قطعہ زمین امام علی نقی کے نام قیمت سے لیکر لکھدیا جب متوکل نے امام کا نام پاکر فتح ابن خاقان سے کیفیت دریافت کی زرثمن کیحالت دیکھلا کر کہا پھر اس قطعہ زمین کا باضابطہ بیع نامہ لکھکر آپ کے حوالہ کر دیا جب اس بیعہ نامہ کی تعمیل آنحضرت کے نام ہوچکی تو فتح ابن خاقان نے متوکل سے کہکر آپ کو مکان بنوانیکی اجازت دلوادی اور آپکی آزادانہ سکونت اس شرط پر قبول کرلی کہ آپ شہر کے ساکنین کیطرح رہینگے مگر سعید کی حراست ہر وقت رہیگی متوکل شدید متعصب تھا سعید کو آپ کا محافظ مقرر کیا اسکے جاسوس ہزار ہا کوشش کرتے رہتے تھے یہاں تو رہتے صداقت توکل قناعت پر تمام امور کا دار مدار تھا امام علی نقی ع نے چودہ برس کے بعد آزادی کی صورت دیکھی مگر قید شاہیہ سے خالی نہ تھے ایسے مخالف سے اتنا بھی غنیمت تھا +

# امام علی نقی کا تعمیر مکانات کرانا

الغرض امام نے اس قطعہ زمین پر اپنا مکان بنوایا تو آپ اپنے محلسرا میں تشریف لائے اہلبیت عظام آل محمد صلعم کا یہ دوسرا گھر ہے جو کہ بعد سامرہ میں بنوایا گیا اور مدینہ میں جانا نصیب نہوا یہ زمانہ اہلبیت پر اور انکے متعلقین پر نہایت تاریک تر تھا اطراف عالم میں کسی گوشہ میں راحت نہ تھی حضرت امام علی نقی نے مدت مدید شہر سامرہ میں بسر کی اور اہلبیت کے نام سے اہل زمانہ نفرت کرتے تھے باعث خشنودی حاکم وقت کے امام علی نقی ع اپنے دولتسرا میں چند یوم ہوئے تھے کہ عمر ابن الخطیب نے تنازع شروع کر دی بزور امارت و دولت آپکو بجبر نکالدینا چاہا ہمراہیوں کو لیکر در دولت پر آیا امام باہر تشریف لائے اور آہستگی سے فرمایا کیا وجہ ہے دشمنی کی وہ کہنے لگا آپ یہ جگہ چھوڑ جائیں اور فوراً اٹھ جائیں آپنے سمجھایا وہ نہ مانا آخر کار آپ نے فرمایا اے عمر ابن الخطیب تم تو دو روز کی عرصہ میں جانیوالے ہو کیوں ناحق قلیل زندگی پر فساد برپا کرتے ہو اور غریب ہمسایہ کو ستاتے ہو آپ کی ہدایت کا اوسکو اثر نہ ہوا غرور دولت پر فرعون بنا رہا لوگوں نے آخر ہٹا دیا دو روز کے بعد احمد ابن ابو الفرج کی معاملات میں عمر ابن الخطیب کے ممالک شام کی خراج میں غبن فاش کی خبر متوکل کو ہوئی اور اسکو تحقیقات میں تصدیق ہوا اور شہادتیں مطابق واقع گزریں پورے طور سے جرم ثابت ہوگیا تو متوکل نے شکنجہ کا حکم دیا اسی صدمہ سے شکنجہ میں مرگیا اور مالی اسباب سب ضبط ہوگیا مگر امام تو ابتدا سے سلطنت کی مخالفت منظور

نہ فرماتے تھے سعید کو آپکی ذات مجمع الحسنات میں امر کا سراغ نہ پایا مگر حکم حاکم سعید اپنے موقع پر در دولت
امام پر حاضر ہو جاتا اور حاضری لکھا جاتا تھا جب جاسوسی سعید کی سے متوکل کا کام رہا تو اوسنے ارکان دولت
کا جلسہ کیا اور یہ ذکر پیش ہوا کہ امام کو نیچا کرنیکے لئے کوئی تدبیر نہیں سوجھتے چودہ برس کے عرصہ میں انکو مجبوری
تنگی اخیر درجہ تک پہونچائی مگر واہ رے ہمت اوسکی استقلال میں فرق نہ آیا اور نہ اسکی استغنا اور کمال نفسی میں
کوئی کمی محسوس ہوئے اتنی مدت قید کیحالت میں رہگئے مگر انکے محامد اوصاف اور مکارم عادات میں
کوئی تغیر نہیں پایا گیا متوکل کی یہ تقریر سنکر اوسکے خیر خواہ بولے کہ یہ امر تو ایسا دشوار نہیں ہے نہایت
آسان ہے آپ جب چاہیں اپنے مقابل سے معاوضہ لے سکتے ہیں کہ جناب امام رضا کی اولاد سے ایک
بزرگ ہیں موسی ابن موسی وہ عراق میں رہتے ہیں وہ آدمی ہر رنگ میں رہتے ہیں انکو طلب کیا جائے وہ ہمارے
رنگ میں اور انکو امام رضا مشہور کیا جاویگا ناواقف لوگ اودہر متوجہ ہو جاوینگے اور امام ع علی نقی کا اقتدار
وقار عام دنیا کے قلوب میں جو قایم زائل ہو جائیگا اور امورات داہیہ کا عامل سمجھکر لوگ اپنے خلوص عقیدت
سے خود بخود دست بردار ہو جائینگے اور امام علی نقی ع آخر میں ذلیل ہوکر مراحم خسروانہ کی استدعا فرمائینگے
یہ سنکر متوکل نے موسی کی مدد کا خط عراق میں لکھا حضرت امام علی نقی ع کو بھی یہ خبر مل گئی آپ بیرون شہر جاکر
اسمقام پر ٹھہرے جہاں جلیل القدر آنیوالے کی استقبال ادا کیجاتی ہے اور امام ع نے موسی کو آتے دیکھکر
اخلاق کریمانہ سے کیا اور انکی تعظیم میں کوئی کمی نہ کی اور فرمایا کہ متوکل نے اتنا اشتیاق ظاہر کرکے آپکو بلایا ہے
وہ یہ ہماری اور آپکی عداوت اس محبت ظاہر میں پوشیدہ ہے وہ شقی ازلی آپ کو بلا کر آپکے ہاتھوں
ہمارے کیا تمام خاندان کی ہتک حرمت کرنا چاہتا ہے موسی متوکل کے فریفتہ تھے امام کی ہدایت پر کوئی
التفات نہ کیا امام نے یقین کر لیا کہ یہ ہماری بات نہ مانینگے میری خیر خواہی کی صلاح نہیں مانتے آپکو متوکل
کی صحبت ایکدن بھی نہ میسر ہوگی یہ فرماکر امام واپس چلے آئے متوکل کے فرستادہ موسی کو استقبال کرکے شہر میں
لگئے جب موسی در دولت پر پونچا تو دربانوں نے کہا آج خلیفہ عصر کی ملاقات نہیں ہو سکتی موسی کو یہ سنکر سوا
ذلت پریشانی کے کچھ حاصل نہ ہوا اونہے مجبور ہوکر معمولی مکان میں اوتار دیا صبح ہوتے دروازہ دار الخلافہ
کے آموجود ہوئے غرضکہ موسی غریب آخر واپس چلے گئے مدت تک متوکل کی ملاقات کیلئے پریشان رہے
اور بیچارے مفت کی تابعداری بنکر دونوں وقت دار الخلافہ میں دوڑتے رہے مگر متوکل نے ایکدن بھی انسے
ملاقات نہیں کی ہمیشہ لَنْ تَرَانِیْ کا حکم آتا رہا موسی جس ضرورت سے بلائے گئے وہ اسکے عالم
نشہ کی ایک موج تھی جب وہ عالم جاتا رہا اور وہ کیفیت زائل ہوگئی غریب موسی آخر واپس چلے گئے متوکل کو
حضرت امام علی نقی کیطرف پھر خیال گیا اسکے نائب فضل بن احمد کا بیان کہ وزیر فتح ابن خاقان سے
غصہ ہوکر متوکل نے کہا کہ تم مجھسے کہا کرتے ہو کہ امام پر مفت الزام لگائے جاتے ہیں وہ ہرگز خلاف
نہیں تب مجھے جاسوسوں کی تخمینہ سے معلوم ہوا تمام صحیح ہیں آخر صاف کہدیا ہے   انکا خاتمہ ہے

کردیتا ہوں یہ دغدغہ اندیشہ مٹ جائے چوبدار کو حکم دیا کہ امام کو حاضر کرو وہ گیا اور چار ترکی غلاموں کو حکم دیا کہ جب امام تشریف لائیں تم انکو فوراً قتل کر ڈالنا وہ چاروں متوکل کے قریب تلواریں لیکر کھڑے ہوگئے جب جب امام تشریف لائے تو متوکل اُٹھ کھڑا ہوا اور استقبال کر کے اپنے قریب بٹھلا لیا اور دست بوسی مؤدبانہ عجز انکسار عرض کرنے لگا یا ابن رسول اللہ آپ بہترین خلق خدا ہیں اے مولا میرے اے ابن عم اپنے اسوقت کیوں تکلیف فرمائی امام نے فرمایا تمہارا چوبدار مجھکو بلا لایا ہے تو پھر متوکل نے عرض کی اس ولد الزنا نے مجھ پر افترا کیا ہے میں نے ہرگز یہ زحمت نہیں دی یہ کہکر اپنے عزیزوں کو اور وزیر فتح ابن خاقان کو حکم دیا کہ امام کو دولتسرا تک پونچا آئیں دروازہ پر وہ غلام بھی تلوار پھینکر قدموں پر گر پڑے امام اپنے دولتسرا عصمت میں واپس تشریف لائے متوکل نے غلاموں سے دریافت کیا تم نے کیوں امام کو قتل نہ کیا وہ بولے جسوقت امام دار الخلافہ میں داخل ہوئے تو ایک شخص ننگی تلوار ہاتھ میں لئے آپکے ہمراہ تھا اور ہم سے کہتا تھا اگر انکو کچھ ایذا پونچائی تو میں تمہارے سر قلم کر دونگا ہم سب مجبور قتل کی جرأت نکر سکے متوکل نے میری حالت بھی یہی ہوئی امام کو تائید باری نے بچا لیا متوکل کو آپ کے قتل پر دسترس نہ ہوا ان مشاہدات روحانی کو بھی مخالف اہلبیت معمولی طلسم و شعبدہ سے تعبیر کرتے رہے ہیں متوکل دار الخلافہ سامرہ کے سامنے تماشا کیلئے ایک مکان وسیع بنا کیا تھا اور اسمیں درندے جانور رکھے ہوئے تھے کسی نہ کسی مجرم کو بھی اس احاطہ میں داخل کروا دیتا تھا اور درندے اسکو پھاڑ کھاتے تھے امام کیلئے بھی یہی سیاست تجویز کی اور امام کو اس احاطہ میں داخل کر دیا اور متوکل قریب کے مقام کی چھت پر تماشا دیکھنے لگا جب امام وسط صحن میں پونچے چاروں طرف سے آدم خور درندے آپکے پاس جمع ہوگئے اور پاؤں اقدس پر لوٹنے لگے امام اپنا دست شفقت اونکے سر پشت پر پھیرتے جاتے تھے یہ عالم دیکھکر متوکل کے حواس جاتے رہے اور ندامت میں ڈوب گیا علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اسواقعہ کو زینب کذابہ کے متعلق لکھا ہے کہ ایک عورت نے سیدانی ہونیکا دعوے کیا تھا متوکل نے حضرت امام علی تقی سے دریافت کیا امام نے فرمایا امام حسین علیہ السلام کی اولاد کا خون درندہ جانوروں پر حرام کیا ہے وہ عورت سنکر فوراً اپنے سے اقرار کرنے لگے مخالفین نے متوکل سے کہا کہ امتحان کیجئے متوکل نے امام ع کو اوس مکان میں داخل کرا دیا اور خود چھت پر بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا تمام درندے آپ کا طواف کرنے لگے آپکی گرد حلقہ کر بیٹھے رہے لوگوں نے متوکل سے کہا تو بھی ایسا کر جیسے تیرے ابن عم نے کیا ہے متوکل نے کہا تم سب میرے قتل کے خواہاں ہو اسواقعہ کو خاوند شاہ ہروی نے روضۃ جلد سوئم میں لکھا ہے اور خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں اسے عبارت کو قلمبند کیا ہے متوکل کے خطا پر خطا ثابت ہوئے امام کے معاملات میں کوئی عقل سے بے بہرہ ہوگا جو متوکل کی ان حرکتوں سے اوسکی عداوت و شقاوت نہ سمجھے گا تائید یزدانی اور نفوس مقدسہ کے جسمانی کی حفاظت کا پورا سامان کرایا ورنہ متوکل نے دل سے مروا ہی دیا تھا امام کو کوئی زوال نہ پونچا یہ امر اسکے کمال ندامت کا باعث ہوا اسی اثنا میں اوسکے

چوتڑ پر ایک دنبل بڑا نکل آیا متوکل بالکل مجبور ہو گیا تھا شاہی اطبا نے ضماد منضجہ سے اخراج مواد کی فکر کی تمام طبی عملیات غیر مفید بے اثر ثابت ہوئے اور ہر شخص معالجہ سے عاجز آگیا تو متوکل کی ماں نے کسیکو امام کی خدمت میں بھیجا آپ نے فرمایا کہ بکری کی مینگنیاں گلاب میں حل کرکے باندھیں اوسکی ماں نے متوکل کو کہلا بھیجا اراکین و اطبا ہنسنے لگے وزیر فتح ابن خاقان نے کہا کہ امام کا کلام کبھی عبث نہیں ہوتا فتح وزیر کی اصرار سے وہ ضماد لگایا گیا اوسکی ضماد کرتے ہی دنبل ٹوٹ گیا اور تکلیف رفع ہو گئی متوکل راحت سے سویا تین یوم بعد متوکل اچھا ہو گیا متوکل کی ماں نے دس ہزار دینار کی تھیلی سربمہر امام کی خدمت میں بھیجی آپ نے رکھ لی چہار یوم کے بعد متوکل سے ایک خوشامدی نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ امام علی نقی امروز فردا میں علم بغاوت بلند کرنیوالے ہیں اور سرمایہ جمع کر چکے اور اسلحات فراہم ہو چکے اور اطراف جانب سے شیعہ قبائل بھی بلائے گئے ہیں خروج میں اب دیر نہیں ہے متوکل کی مجنونانہ طبیعت مخالفت کی پرجوش پر آگئی امام کی ایذا رسانی پر تیار ہو گیا سعید جو آپ کی حراست پر مامور تھا فوراً بلایا گیا اور حکم دیا سرہنگان شاہی کی جمعیت کے ساتھ لیکر شبکو بلا اجازت امام کے گھر پر چلے جاؤ اور مال متاع جو کچھ گھر میں پاؤ اور معہ امام حاضر کرو سعید کا بیان ہے کہ میں تین سپاہی ہمراہ لیکر امام کے دولتسرا پر گیا امام نے فرمایا اے سعید ہم شمع بھیجتے ہیں جب خادم شمع لایا اور میں اندر داخل ہوا اور دیکھا کہ امام ایک بوریہ پر قبلہ رو بیٹھے تھے اور مورخ ابوالفدا کی تحقیق میں فرش ریگ پر بالوں کی عبا پر بیٹھے اور کچھ نہ تھا یا رحل پر قرآن مجید رکھا تھا اور آپ تلاوت قرآن میں مصروف تھے سعید کہتا ہے میں قریب گیا تو آپ نے فرمایا جو چیز پاؤ لیجاؤ وہاں تباہی کیا سوا اوس کیسہ زر کے جو متوکل کی ماں نے سربمہر بھیجا تھا تلاشی میں اور کچھ نہ پایا امام نے سعید سے فرمایا میرے گھر میں آلات بغاوت کس قدر تم نے پائے سعید نے کہا کچھ بھی نہیں سوائے اس کیسہ کے جسپر متوکل کی ماں کی مہر کی ہے اور ایک تلوار کہنہ زنگ آلودہ ملی امام نے فرمایا اسکو بھی کیسہ زر کے ساتھ ضرور لیجا یہ ہمارے گھر کے تمام کائنات سمجھ لے اور خلیفہ سے کہدے کہ یہی ذخیرہ تھا جو سامنے ہے اسی اسباب پر فوج کشی اور بغاوت کا احتمال کیا جاتا ہے اور آنحضرت نے سعید کو خیر بلایا پس وہ کاشانہ امامت سے واپس ہوا ایسے بزرگوں کی نسبت خروج کا شبہہ سعید کذب تھا سعید نے صبح کو متوکل سے جا کر واقعہ اظہار کیا اوسکو سخت ندامت ہوئی اور امام کو محض بے ضرورت بلایا اسوقت شاہی دربار تمام امرا سے پُر تھا اور تخت کی قریب مطربان خوش نوا اور حسینان دلربا کا جھرمٹ لگا تھا اور ساغر ہائے بلوریں میں شراب ہائے خوشرنگ لئے ہوئے منتظر تھے غرضکہ ایسے عالم میں امام بلائے گئے آپ کی تشریف لاتے ہی سارے دربار کی کیفیت دگرگون ہو گئی تمام لوگ آپکی تعظیم کو اوٹھ کھڑے ہوئے آپ جواب سلام دیتے ہوے تخت کے قریب پہنچے اور متوکل بھی تخت سے اوٹھا اور تعظیم بجا لا کر آپ کو اپنے پاس بٹھالیا اور باسناد تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم جسطرح یزید ابن معاویہ نے اپنے قیام مدینہ کے زمانہ میں ایکبار حضرت امام حسین کے سامنے جام شراب

بڑا کر دعوت کی تھی اسیطرح یزید عباسی متوکل نے بھی امام علی نقی عہ کی خدمت میں جام شراب پیش کیا آپ نے استغفر اللہ کہکر فرمایا مجھے اس سے معاف کرو وہ چیزیں کیسی ہیں استعمال کر سکتا ہوں جن سے میری آبا طاہرین سلام اللہ کا خون و گوشت مخلوط نہیں ہوا متوکل نے کہا اچھا کچھ گائیے امام نے لاحول پڑھکر کہا میں گاتا بھی نہیں ہوں متوکل چپ ہو گیا اور تیسری بار بولا آپ کو کچھ اشعار پڑھتے ہونگے خواہ کسی کی ہوں امام نے اسکو آمادہ پاکر چند اشعار جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب ع کی خوالحالی سے ارشاد فرمائے جو لسان الواعظین میں حاجی محمد علی شیرازی نے اوسکی مضامین کو فارسی اشعاروں میں نظم فرمایا ہے وہ یہ ہیں :-

کجا شد حلل و تخت و تاجہائے مرصع      کجا شد آں رخ زیبا و پردہ ہائے مکلل
کجا شد آں ہمہ نعمت کجا شد آں ہمہ زینت      ز تخت بخت کشیدند شاں بہ تختہ اسفل
حیات و عشرت و کامرانی و دولت      برنج و محنت و اندوہ و غم گشت مبدل
سرا و کلیہ و ایوان بجا بماند و لیکن      در آں مقام شمارا نماند مخرج و مدخل

یعنے آج اُن سلاطین کے لباسہائے قیمتی اور تاجہائے مرصع کہاں گئے اور آج اونکی چیزوں کی زیبائش کہاں گئے جنپر ہمیشہ حجاب چھوٹے رہتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ انکو ایکدن تخت شاہی سے تختہ زمین پر لٹا دیا اور انکی زندگی اور دنیا کی تمام دولت اور عیش عشرت اور لذت تمام رنج محنت اور اندوہ غم سے مبدل ہو گئی کتاب لسان الواعظین صفحہ ۵۶۶ متوکل کے دربار میں جتنے لوگ تھے امام علی نقی عہ سے اشعار سنکر زار و زار رونے لگے ایسا اثر ہوا اور خلیفہ بھی روتا تھا دربار میں کہرام مچگیا ہر شخص نے دنیا فانی سمجھکر عبرت کا سبق لیا تو متوکل نے امام عہ کو رخصت کر دیا خاوندشاہ ہروی نے روضۃ الصفا جلد سوئم میں لکھا ہے کہ سابقین خلفائے عباسیہ جو متوکل کے اسلاف تھے مخالف آئمہ طاہرین کے ضرور تھے مگر اونکی مخالفت انکی زندگی مقدس تک منحصر تھے مگر بخلاف انکے متوکل ایسا تھا آئمہ طاہرین کی وفات کے بعد بھی ان حضرات کو انکے مقابر میں بھی باستراحت آرام کرنے نہیں دیتا تھا ۲۳۶ھ ہجری میں متوکل نے حکم عام بلاد اسلام میں نافذ کیا کہ کوئی شخص نجف اشرف اور کربلا معلّے کی زیارت کو نہ جائے ورنہ قتل کیا جائیگا اور خون اسکا مباح ہو جائیگا اور حکم قاسم ابن احمد اسدی کو دیا کہ نجف و کربلا کی عمارتیں بیخ و بن سے مسمار کراوے اور مقابر عالیہ بھی کھود ڈالی جائیں اور ان فرار فائز الانوار کے آثار قائم نہ رہیں اور تمام جائے مقدس کے آلات زراعت کے ذریعہ جوت ڈالی جائیں اور زراعت کر دی جائے یہ متوکل کے ظالمانہ احکام تھے جو ان مقامات کی بربادی کے متعلق جو اس بخت النصر یزید عباسی کے دفتر سے برآمد ہوئے جو شیعیان حیدر کرار پر مصیبت ڈہای وہ تحریر تقریر سے باہر ہے وہ اسکے ایام حکومت میں اپنی زندگی کے دن کاٹ رہے تھے عقائد کیا اپنے نام تک بتلا نہ سکتے تھے کہ نام سے خصوصیت انکی شیعہ ہونیکو

ثابت نکردی جو انکی جان اس جرم میں تلف کیجاوے نہ انکو ملازمت ملتے تھے نہ زراعت کرنیکی اجازت تھی نہ تجارت کی ترقی فلاح تمام راستے بند تھے سخت قیامت خیز حالت تھی محبان اہلبیت پریشانی حال میں بسر کرتے تھے اور ہزاروں قبیلے اور عشیری شریف اپنے اہل عیال کو لیکر جلاوطنی کی مصیبت اوٹھا کر دور دراز ملکوں میں نکل گئے اور غیر ممالک میں جاکر تجارتی کاربار میں مصروف ہوئے اور شیعوں کے حالات عبرت خیز معاملات ہیں جو مامون کے بعد معتصم کے زمانہ سے لیکر معتمد کیوقت تک برابر قایم رہے انکی حالتیں کمزور ہوگئیں اور دشواریاں بڑھتی گئیں متوکل نے اس فرقہ کے لوگوں کو مخالف اسلام قوموں کے کافرین و مشرکین شمار کر لیا تھا انکی جانیں مفت تلف کی گئیں اور مال و دولت تباہ برباد کیا گیا گھر گرائے گئے اور زراعت باغات پامال کئے گئے اور مملوکات سب ضبط کرائے گئے وہ غریب مفلس ہوکر دور دراز ملکوں میں بکمال پریشانی مجبور کر دی گئی متوکل نے شیعوں کی لاکھ جماعت تک قتل کر ڈالا وہ شیعہ ہوں یا نہ ہوں محض شیعہ پر ڈالیگئے یہ مختصر حالات تھے جو تحریر کئے گئے

## حکم ممانعت زیارت نجف و کربلائے معلّیٰ

سنہ ۲۳۷ ہجری میں جو حکم امتناعی بابت زیارت نجف و کربلا جاری کیا تھا اپنے ایک امیر کو دس ہزار فوج ہمراہ دیکر تعینات کیا کہ زائرین کو خوب نکلدی نکالدی اور بندوبست مستحکم کر دے آیندہ کسی قوم قبیلہ کے لوگ زیارت کا قصد نہ کریں شیعہ زائرین کی تمام راہیں مسدود کر دیں کہ کوئی قافلہ نہ جگہ آسکے متوکل فوج کربلا میں داخل ہوئے وہاں مومنین کی جماعت موجود تھی امیر فوج نے زیارت سے منع کیا اور فوجی طاقت سے ڈرایا مگر وہ راسخ العقیدہ نہ مانے اپنی جانوں پر کھیل گئے اس واقعہ نے اطراف جوانب کے تمام شیعہ قوموں میں جوش پیدا کر دیا ارض مقدس کے قریب جو شیعہ قبائل آباد تھے سب مسلح ہوکر کربلا میں شاہی فوج کے مقابلہ کو موجود ہوگئے انکی تعداد بھی دس ہزار تھی دلیرانہ اوکر کہا اگر متوکل ایک ایک کو پکڑ کر قتل کریگا تو ہماری اولاد اعقاب انکے بعد انکی ذریات ہمیشہ زیارت امامؑ بجالاتے رہینگے ہماری اسلاف کربلا سے اسیوقت تک اس مرقد مطہر سے بکثرت معجزات و کرامات مشاہدہ کر چکے ہیں اور ہماری قوم کے لوگ اگر تلواروں سے ٹکڑے کر دئے جائیں تب بھی زیارت امامؑ کو ترک نکرینگے متوکل کی فوج سنکر بدحواس ہوگئے اور متوکل کے پاس چلے گئے متوکل اسوقت شہر سامرہ کی تعمیر میں تھا اسلئے خاموش رہا جیسے منصور تعمیر بغداد میں دس برس خاموش بنا رہا تھا ویسے متوکل بھی دس برس تک کربلا کے معاملات میں دست بردار رہا اس عرصہ میں مومنین کی جماعتیں بکثرت زیارت کو آتے رہے اور فیض پاتے رہے

## متوکل کی مخالفت نے دس برس کے بعد کروٹ بدلی

چنانچہ ۲۴۷ھ ہجری میں موسی ابن ہارون عامل کوفہ کو سابق احکام کا حکم دیا موسی عداوت اہلبیت میں

اپنا ثانی نہ رکھتا تھا فوراً کوشش کے چند یوم تک آمد و رفت زائرین ضرور بند ہو گئے شیعہ رعایا کی آبادی بہت برباد ہوگئی موسی نے اس جرم پر ہزاروں کو قتل کر ڈالا شیعہ عقیدت مند شب کو زیارت سے مشرف ہو جاتے تھے اور پہرے بیٹھے تھے ۲۳۶ھ ہجری میں متوکل نے قبر مطہر امام حسین ع کی بربادی اور مٹا دینے کا حکم دیا کوفہ بصرہ اور عراق والیوں نے درخواستیں کی خلیفہ نے نہ مانا موسی کو منع کیا وہ بھی نہ مانا ملا محمد باقر مجلسی وہ شیخ طبرسے نور اللہ کی اسناد سے جلاء العیون میں لکھتے ہیں کہ موسی ابن عیسی حاکم کوفہ نے اپنے ملازمین کو ارض مقدس کربلا کی بربادیکا حکم دیا ان لوگوں نے مرقد انور سے مزاحمت کا قصد کیا تو ایسی ایسی مشاہدات نورانی اور کرامات روحانی دیکھے تو تمام بے ادبیوں سے دست بردار ہو کر موسی کے پاس واپس آئے موسی کو ندامت ہوئی وہ خاموش ہو رہا متوکل کو عرصہ تک خبر نہ ملی اوسنے ابراہیم دیرج کو فوج دیکر کوفہ میں قاضی جعفر کے پاس بھیجا جعفر شاہی حکمنامہ پاکر خوش ہوا ابراہیم کا بیان ہے کہ ہم شہر سامرہ سے کوفہ اور کوفہ سے کربلا میں پونچکر اپنا کام شروع کردیا اور وہاں قبر مطہر امام کا ع کوئی نشان نہ پایا یہ کیفیت دیکھکر واپس آیا تو اسواقع کا خط قاضی نے متوکل کو لکھا ابراہیم نے سامرہ پونچکر متوکل کو قاضی کا اطلاع نامہ پیش کردیا متوکل ابراہیم دیرج پر نہایت غضبناک ہوا اور کہا کربلا میں واپس جاؤ اگر وہاں کوئی چیز نہیں ملتی تو زمین ہموار کرکے اور دریا فرات کاٹ کر اوس مقام پر آب جاری کردو اسمیں تخم ریزی کرادو کہ کسیکو وہاں مقابر ہونیکا شبہ نہ واقع ہو ابراہیم دیرج ناچار پھر کربلا میں گیا اور ہل چلائے مگر کامیاب نہ ہوا سامرہ میں جاکر سارے داستان متوکل سے کہدے یحیی ابن عبد الحمید کا بیان ہے کہ مجھ سے ابراہیم دیرج نے خلوت میں کہا کہ حکم متوکل سے ہمنے قبر امام مظلوم کی کھودنی شروع کردی جب ایکدو تختے اوٹھائے تو ایک بوریہ پر آپ کا جسد پاک تازہ رکھا پایا اور خوشبو اوس سے پیدا ہوئی کہ مشک عنبر کو شرم آتی تھی مجھکو ایسی ہیبت طاری ہوئی اوسیوقت لاش مطہر کو تختہ بند کیا حکم دیا وہ قبر منور اوسیطرح بند کردی گئی بہر حال حائر مقدس کی زمین کو قابل زراعت بنانے کی کوشش کی ہل میں بیل لگا کر جوتنا آغاز کیا مگر مجبوری پیش آئی کہ جب چار و نطرف سے جوت کر اوس مقام خاص پر آتا تھا تو بیل یکایک رک جاتے تھے بہت مارا مگر نہ چلے آخر میں باز آیا متوکل دو مرتبہ قدرت کا مشاہدہ کر چکا مگر وہ ایسا ظالم شقی القلب بنا رہا جب ابراہیم دیرج سے کام نہ نکلا تو

## ہارون معرای کا کربلا معلّٰی میں جانا

متوکل نے ہارون معرای کو کربلا کی بربادی پر پھر مامور کیا ابو عبد اللہ مافقطائی ناقل ہے کہ میں ہارون کا کاتب تھا اسکا منہ اور ہاتھ پاؤں سیاہ ہیں بدن گورا سفید تھا میں نے اوس سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہے تو اوسنے بیان کیا کہ متوکل نے مجھکو کربلا میں روانہ کیا کہ قبر منور حضرت امام حسین ع کھود ڈالوں خواب میں مجھکو جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ اے ہارون قبر امام ع پر نہ جانا اور مجھپر شقاوت اور طمع دولت [illegible] نے غلبہ پایا کہ

لئے ہارون قبر امام پر نہ جانا اور موجب شقاوت اور طمع دولت غالب ہوئی اور صبح کربلا کو روانہ ہوا پہنچکر خلیفہ عصر کے حکم کی تعمیل شروع کردی مگر سب بیمار بیکار فضول ہوئے پھر مجھکو خواب میں جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے تجھسے منع نہ کیا تھا کہ کربلا نہ جانا تو نے میرا کہا نہ مانا آنحضرت نے ایک طمانچہ میرے منہ پر مارا اور تھوکدیا جسکا اثر منہ ہاتھ پاؤں سیاہ ہوگئے اور زلائش بہتی رہتی ہے ابراہیم دیزج ہے اسیطرح خراب ہوکر مرگیا متوکل ان اخبار آثار کے جو مامورین کربلا کی زبانی سنتا تھا مگر اپنی مخالفت سے باز نہ آیا پھر اوسنے فوجی افسروں کو مامور کیا ہارون معرای کے واپس آنیکے بعد عمر ابن الفرج کو کربلا روانہ کیا جعفر ابن محمد ابن الفرج ناقل ہے کہ میرے چچا عمر کو متوکل نے کربلا پر روانہ کیا اور وہاں جاکر بیلوں کو جوتا اور ہر چند بیلوں کو چلایا لیکن وہ ایک قدم آگے نہ بڑھے آخر واپس آیا موسی بن عبد العزیز کا بیان کہ ایکدن طبیب شاہی یوحنا نصرانی مجھکو ملا اور کہنے لگا کہ کربلا میں کس کی مزار ہے جہاں اہل اسلام بہت زیارت کو جاتے ہیں میں نے کہا کہ وہ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ کے نواسے ہیں طبیب نے کہا کہ ایک عجیب نقل میرے پاس ہے کہ مجھکو موسی ابن ہارون کے خادم نے بلایا موسی بیمار تھا اور خراب حالت میں اسکی حالت میں اسکی عقل زائل ہوچکی تھی وہ کوفہ کا عامل تھا میں نے سبب علالت دریافت کیا یہ ابھی تندرست تھا اسی اثناء میں کسی نے امام حسین کا ذکر کیا موسی نے کہا رفضی فرقہ کے لوگ انکے حق میں یہاں تک غلو کرتے ہیں کہ انکی قبر مطہر کی خاک دواء شفا مانتے ہیں جب بیمار ہوتے ہیں تو کھالیتے ہیں تو اچھے ہوجاتے ہیں ایک شیعہ سادات ہاشمی وہاں موجود تھا وہ بیان کرنے لگا کہ میرا تجھ پہ افسوس ہے موسی نے کہا اب خاک تمہارے پاس ہے اوسنے کہا ہاں ہے موسی نے کہا لاؤ یہ سنکر شیعہ مرد وہ خاک پاک لایا اور موسی نے وہ خاک شفا لیکر بغرض اہانت اپنے مقام پازیں لگالی لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم راوی کا بیان ہے کہ اس وحشیانہ عمل کرنے سے موسی النار النار چلانے لگا جلد بجلد متواتر اوسے پانی پلایا گیا اور اسے استفراغ ہونے لگا اوسکے اعضائے اندرونی دل وجگر وطحال وغیرہ باہر نکل آئے ہیں اسواقع سے حیران ہوگیا اوسکے تمام اعضا اندرونی پارہ پارہ ہوکر باہر نکل آئے تھے شاہ یورنے کہا کہ کوئی تدبیر ہوسکتی ہے میں نے کہا اسکا چارہ ہونی کسی سے نہیں ہوسکتی سوائے مسیح ابن مریم کے وہ اس مردہ کو زندہ کرسکتے ہیں موسی عالم بیہوشی میں صحیح ہوتے مرگیا موسی ابن عبد العزیز راوی کا بیان ہے کہ اس واقع کی بعد میں نے یوحنا عیسائی طبیب دیکھلیے وہ ہمیشہ زیارت امام حسین کو جایا کرتا تھا بعد چندی وہ مسلمان ہوگیا متوکل شقاوت عداوت اہلبیت سے ایسے تھے یہ اپنے سچے کارنامے ہیں جو آجتک تاریخوں میں محفوظ ہیں ان واقعات سے ہمکو عبرت ہوتی ہے جب متوکل کو بنی ہاشم اور بنی فاطمہ کا قریب رشتہ دار خیال کرتے ہیں اور مخالفت اہلبیت تو اسلاف سے چلی آتی ہے مگر اسکی بزرگ اپنے معاصر بنی فاطمہ کو ایذا پہنچاتے رہے اور وفات کے بعد انکے ساتھ کسی نے کچھ نہیں کیا نہ کسید کا مقبرہ کھدوایا یہ متوکل کے خاص ایجاد تھے منصور دوانقی سے

بنی عباس بنی فاطمہؓ کے ناحق دشمن بنگئے سادات کرام نے متوکل کا کیا بگاڑا تھا متوکل کے پاس ان کی ایذا رسانی ومظالم کیلئے کوئی عذر نہیں متوکل کے دلمیں یہ شبہہ تھا وہ شیعوں کا رجوع امام علی نقیؑ کیطرف دیکھکر اسکو احتمال تھا کہ یہ لوگ ایکدن سلطنت کی خلاف کرینگے سامرہ شہر میں تمام شیعوں کی آمد رفت بند کر دی تھی نجف اشرف اور کربلا معلی کی زیارت کو جمع ہوا کرتے تھے اور متوکل کو شبہات کا اصلی باعث ہوتا تھا کہ یہ لوگ اپنے مقامات سے باستقبال امام علی نقیؑ حضور خروج کرینگے متوکل کے یہ مجنونانہ خیالات اسکے دماغ کو دماغ نمرودی کا نمونہ بنائے ہوئے تھے یہ اسکی غلط فہمی تھی ایکدن متوکل نے اپنے بیٹے منتصر کو ناراضی ہو کر ولیعہدی سے معزول کر دیا اور اسکی ہلاکت کے درپے ہو گیا ایکدن متوکل نے کچھ کلمات وحشیانہ بے ادبی جناب سیدہ دوجہان کے شان میں کہی اور کہا میرے پسر منتصر معتز حسینؑ سے بالا رتبہ رکھتے ہیں منتصر نے علماء وقت سے دریافت کیا کہ جو شخص جناب صدیقہ کبرا جناب فاطمۃ الزہراؑ کے حق میں ایسے کلمات ناشائستہ کہتا ہو آپ کیا حکم دیتے ہیں علماء نے لکھدیا کہ ایسے شخص کا قتل لازم ہے منتصر نے یہ محضر علماء کا دستخطی اپنے پاس رکھلیا تاریخ ابو الفدا میں تحریر ہے کہ معلم سے متوکل نے کہا میرے فرزندوں پر حسنینؑ کو کیونکر ترجیح ہو سکتی ہے معلم نے کہا ہرگز نہیں اس شان مرتبہ کو کوئی شخص حاصل نہیں کر سکتا تیرا یہ وہم ہے متوکل برہم ہوا اور کلمات ناسزا کہے متوکل کی گستاخی اہلبیت کی نسبت بار بار ہوئی ثابت ہے باغر غلام نے شب کو منتصر کی رائے سے متوکل کو تلوار لگائی منتصر بھی اپنے ہمراہیوں سے موقعہ پر پہونچگیا بعد وزیر فتح ابن خاقان اور بادشاہ دونوں کو مار ڈالا اور بیں لاکہ گھنٹہ تک ظاہر نہ کیا جبتک منتصر کی خلافت کا اعلان عالم میں نہ ہو لیا اسکے بعد دفن کر دیا گیا متوکل ایسا شخص تھا کہ ظالمین عالم کی فہرست میں لکھا جائے قتل اور ہلاکت اسکی معمولات میں تھا حبس دوام اور جلا وطنی کی سزا اسکے روزمرہ میں شامل تھی اور شکنجہ میں کھینچ دینا اور آنکھیں نکالدینا اور سولی پر لٹکا دینا اسکی ہر وقت کی کھیل تھی صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ متوکل سے شراب کے نشہ میں عجیب حرکتیں ظاہر ہوئیں کتاب مروج الذہب میں امام مسعودی لکھتے ہیں کہ متوکل نے چودہ برس نو ماہ نو روز سلطنت کی اور چالیس برس کا سن تھا جب تک تھا کوئی فعل قابل اعتراض نہیں تھا جب حکمران ہوا تو مردم آزاری خونخواری ستمگاری کرتا تھا غرض تمام مفاسد اسکی رگ رگ میں بھر گئے کوئی عالم واعظ ذکر کرتا تھا اسکی صحبت مسخروں سے پر رہتے تھے اسکی سلطنت غضب الٰہی ہوتے تھے جب تک حکمرانی کرتا رہا تمام عالم ملک میں مصیبت میں گرفتار رہا خاوندشاہ ہروی روضۃ الصفا جلد سوئم میں لکھتے ہیں کہ متوکل کے ایام علاقہ قیروان کے تیرہ ۱۳ موضع زمین کے نیچے دب گئے تھے آجتک کیدی نشان دار ان تمام آبادیوں سے بیالیس آدمی باقی بچے وہ دوسرے گاؤں میں چلے گئے سنہ ۲۴۲ ہجری میں ایسا زلزلہ آیا کہ شہر نعمان کی نصف آبادی برباد ہو گئی شہر بسطام بھی دو ثلث برباد ہو گیا اور شہر رے اور جرجان اور نیشاپور اور اصفہان اور شہر قومس میں بھی ایسا ہی زلزلہ ظاہر ہوا اور حمص یمن میں بھی جو زراعت کے مقامات تھے گر گئے روضۃ الصفا میں منقول ہے کہ ادھتا

یہ لکھتے ہیں کہ وہ حکمرانی اور جہاں بانی کے اوصاف سے موصوف تھا اور اپنی عادات میں اپنے باپ متوکل کے خلاف تھا اوس نے رعایا کے ساتھ مروت اور رعایت قایم کی اور زیارت نجف اشرف اور کربلا معلےٰ کی امتناعی حکم یکقلم اوٹھا دیا اور شیعوں کو عام زیارت کی اجازت دیدی جو تمام خلائق کی خوشنودی کا باعث ہوئے اور منتصر کی حضرت امام علی نقی ؑ سے بھی کوئی تعرض نہیں کی منتصر کل چھ مہینے سلطنت کر کے پچیس برس کی عمر میں مرض سرسام سے مرگیا اسکی جگہ مستعین باللہ لقب دیکر احمد ابن معتصم کو تخت پر بٹھلایا سنہ ۲۵۰ ہجری میں یحیٰی ابن عمر ابن یحیٰی ابن حسین ابن زید العلوی نے کوفہ میں خروج کیا مستعین کی فوج نے انکو قتل کیا انکے بعد حسن ابن زید ملقب داعی ابی الحق نے علاقہ طبرستان میں فوج کشی کی اور طبرستان اور اسکے مضافات پر قبضہ کر لیا انیس برس حکمرانی کر کے انتقال کیا اسکے بعد انکے بھائی محمد ابن حسن نے اوس علاقہ میں اٹھارہ برس سلطنت کی آخر اسماعیل سامانی نے انکو قتل کروایا ان سادات کے معاملات میں امام علی نقی کی شرکت نہ تھی آپ ہمیشہ اپنے بزرگوں کیطرح علیحدہ اور کنارے تھے سامرہ میں ترکیوں نے اور پسران متوکل کو مجلس سلطانی سے نکال کر ایک دن معتز کو تاجدار بنا لیا معتز نے مستعین باللہ کو سامرہ میں بلا کر قتل کر ڈالا تین برس نو ماہ یہ حاکم رہا معتز نے موید کو بھی برف کے نیچے دیکر مار ڈالا اور دوسرے بھائی کو بصرہ میں قید کرایا اور یہ نالائقی اس سے ہوئی جو امام علی نقی ؑ کا خون ناحق کیا اسنے اپنے حکم سے زہر دہانی کی قدیم ترکیب سے امام ؑ کو شہید کیا باالاتفاق علماء فریقین حضرت امام علی نقی کی وفات سنہ ۲۵۴ ہجری میں واقع ہوئی و نزاع کے وقت سوائے جناب امام حسن عسکری کے پاس کوئی نہ تھا سوم رجب بروز دوشنبہ سنہ ۲۵۴ ہجری کو انتقال فرمایا آپکا سن شریف اکتالیس برس اور چھ مہینے تھا ۳۵ سال امامت فرمائی ۲۷ برس سامرہ میں قیام رہے جناب امام حسن عسکری نے اپنے والد معظم کی لاش مطہر کو غسل کفن دیکر آپ کے ایوان خاص میں اسی مقدس مقام پر مدفون فرمایا آجتک جہاں آپکا مرقد مقدس قائم ہے حضرت امام حسن عسکری اپنے پدر بزرگوار کے جنازہ کے وقت زار زار روتے تھے لوگوں نے اعتراض کیا کہ گریبان چاک کرنا منصب امامت کے شایاں نہیں ہے آپ نے جواب دیا کہ احمق جاہل دین خدا کے احکام کیا جانے حضرت موسیٰ نے ہارون کے ماتم میں گریبان چاک کیا تھا جناب امام علی نقی اوس برگزیدہ رب العلا اور خلاصہ خدا کے چشم و چراغ تھے جنکی ذات حضرت العالمین کی صفات سے موصوف فرما کر دنیا میں نازل کئے گئے تھے جب ایسی آپکی ذات لاجواب جملہ اوصاف کا مجموعہ اور گلدستہ ثابت ہو چلے ہو لکھنے کی حاجت نہیں ہے +

خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں اور امام قندوزی ینابیع المودت میں تحریر کرتے ہیں عربی کا ترجمہ یہ ہے حضرت امام علی نقی علم و سخاوت میں اپنے والد ماجد کے وارث تھے ایکدن ایک کوفہ کے عرابی نے آکر سوال کیا کہ میں قرضدار ہوں آپنے فرمایا کتنا قرض ہے اوسنے کہا دس ہزار درہم آپ نے فرمایا غم نہ کھا تیرا قرض ادا ہو جائیگا یہ فرما کر آپنے اوسکو دس ہزار درہم کا تمسک اپنی طرف سے لکھدیا اور ارشاد کیا کہ تو اس کاغذ کو لیکر دربار عام میں آنا اور مجھپر تقاضا کرنا اوسنے بھی کیا اور آپنے تین دن کا وعدہ کیا یہ واقع متوکل کو معلوم ہوا اوسنے تیس ہزار درہم آپکی خدمت میں بھیجے آپ نے وہ سب رقم سائل کے حوالے کر دی اوس نے رقم دیکھکر عرض کی کہ یابن رسول اللہ

میری آرزو دس ہزار کی تھی بیس ہزار آپ اس سے نکال لیں آپ نے واپس لینے سے انکار کیا صاحب روضۃ الصفا اس واقع کو ذیل کی عبارت میں لکھتے ہیں جلد سوئم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۴۲ روزی عرابی در قریہ از قرئے سامرہ زاد اللہ شرفا بخدمت امام ہادی حضرت علی نقی بشرف پابوس او استفاد یافتہ امام از وے پرسید کہ چہ حاجت داری گفت من از آن جماعتم کہ بولائے جد تو علی ابن ابیطالب ؑ تمسک نمودہ اند و دینے دارم کہ از ادائے آں عاجزم و بتقبیر آستان تو ملجائے و ماوائے ندارم جناب امام علی نقی ؑ فرمود خاطر خود خوش دارم و در نزد من بیا تا ترا تعلیمی کنم چوں روز دیگر عرابی آمد با او فرمود کہ چوں من بسر من رائے مراجعت کنم تو حاجت خود را وقتی کہ جمعی پیش من باشند ظاہر بکن و بخشونت وجہ حجت را طلب کن و زنہار دریں امر خلاف نہ کنی عرابی وصیت امام علی نقی را قبول کرد چوں امام بسامرہ رفت در زمانیکہ اصحاب خلیفہ و طائفہ دیگر در خدمت او بودند خط آن جناب امام بیروں آورد و بموجب وصیت از روے تشدد و غلظت وجہ را طلب نمودہ امام ہادی آہستہ آہستہ با عرابی سخن مے گفت و تمہید معذرت مے نمود و وعدہ ادائے دین او را مے کرد و ایں حدیث فاش شدہ چوں بمتوکل رسید فرمان داد تا سی ہزار درہم نزد امام ؑ بردند و امام آں ہا را نزد خود نگاہداشت تا عرابی نزد وے آمد او ہمہ را بہ وے دادہ فرمودہ کہ آنچہ از دین تو فاضل آید بر اہل و عیال خود صرف بکن و ما را از گرفتنش معذور دار اعرابی گفت اے پسر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مامول من آنچہ عطا کردی از وے کمتر بودہ +

# عقاب امام علی نقی علیہ السلام

# سلسلہ نسب سادات نقوی

حضرت امام علی نقی ؑ کے چار پسر سید حمزہ ابو طالب و سید حسین اصغر و سید حسن عسکری بزرگ و سید جعفر ثانی انکے القاب ثانی زکی کذاب تواب ہیں اولاد آپ کی بکثرت ہے +

**ذکر اول** سادات گردیزیاں سید شمس الدین و سید شہاب الدین یہ دونوں برادر عالیدرجات سلطان شہاب الدین التمس کیوقت میں شہر گردیزسی وارد دہلی ہوئے سید شمس الدین نے میوات میں سکونت اختیار کی پلولمیں مدفون ہوئے اولاد امجاد انکی موضع بہادرپور و بہونگر موتھہ وغیرہ میں سکونت باعزاز اہل اقتدار ہیں دوسرے سید شہاب الدین مانکپور من مضافات الہ آباد میں مسکن گزیں ہوئے انکی نسل سے دو بزرگوار عالیشان گذرے ہیں قاضی سید شرف الدین و راجہ سید عز الدین ایک کی اولاد ہیں قضیائے اور دوسرے کی اولاد میں ریاست برابر چلی آتی ہے اور نہایت دیانت و کمال ہوتے ہیں مانکپور و شہاب آباد و مصطفے آباد و رسولپور و اونچا گاؤں میں آباد ہیں یہ دونوں

بندگوار گردیزیاں پسران سید جلال الدین راجہ سید حامد شاہ ابن سید راجہ عز الدین ابن سید شہاب الدین ابن سید حسام الدین ابن سید شہاب الدین گردیزی ابن سید جلال الدین +

سید محمود ابن سید قاضی شرف الدین ابن سید شہاب الدین ابن سید حسام الدین ابن سید شہاب الدین گردیزی ابن سید جلال الدین ابن عبدلی باقر ابن سید نظام الدین ابن سید حمزہ ابو طالب ابن سید جعفر ثانی کذاب تواب زکی ابن امام علی نقیؑ +

## سید جعفر ثانی ابن امام علی نقی انکے شش (۶) پسر تھے

سید اسماعیل و سید یحیٰ و سید ہارون و سید ہارون و سید ادریس و سید ناصر اول بقا و سید علی اصغر ذکر اولاد سید حسین اصغر ابن امام علی نقی علیہ السلام +

سید محمود الخیر ابن سید امیر یحییٰ ابن سید سلطان ابن سید رُکن الدین ابن سید رکن الدین ابن سید اسد اللہ ابن سید قطب الدین ابن عبداللہ ثانی ابن سید قطب الدین ابو سف، +

سید شاہ عبداللہ ابن سید اسد اللہ ابن سید برہان الدین ابن سید عبدالرحمان ابن سید محمد حبان ابن سید محمد حسان ابن سید منظور ابن سید قطب الدین ابن سید عبداللہ ثانی ابن سید قطب الدین ابو یوسف سید محمد مہدی ابن سید بشارت علی ابن سید عثمان علی ابن سید محمد وجیہ اللہ ابن سید محمد فصیح اللہ ابن سید عنایت اللہ ابن سید تاج الدین محمود ابن سید قطب الدین ابو یوسف ابن سید عبداللہ حسین اصغر ابن امام علی نقی علیہ السلام +

اولاد انکی شیخوپور ضلع بہار وغیرہ میں آباد ہے آپ فارس سے دہلی تشریف لائے اولاد دہلی سید محمد بہار الدین ابن سید محمد عبداللہ بخاری ابن سید جلال الدین بخاری ابن برہان الدین بخاری ابن سید کمال الدین ابن سید حسین محبوب ابن سید حسین اکبر ابن سید عبداللہ ابن سید فخر الدین ابن سید محمود رومی ابن سید حسین مقبول ابن سید حسین ابن سید محمد نقی ابن سید عبداللہ ابن سید محمد جامع ابن سید علی اکبر ابن سید حسین اصغر ابن امام علی نقی علیہ السلام +

## سادات گلشن آباد

سید اشرف علی ابن عبداللہ کالپی ابن سید شمس الدین علی ابن سید زین العابدین ابن سید عبدالفتاح ابن سید امام الدین ابن سید اسد اللہ ابن سید شیر محمد ابن سید شاہ محمد صادق الحسینی گلشن آبادی ابن سید شیر محمد ابن سید اطعین امین الدین مدنی ابن سید محمد راجح ابن سید اسد اللہ ابن سید علی راجو ابن امین الدین ابن سید محمد صفی ابن سید محمد مدنی ابن سید احمد اصغر ابن سید حسین اصغر ابن امام اعلی نقی علیہ السلام +

**ذکرِ سادات بھکری** سید علاء الدین لاہوری ابن سید فخر الدین ابن سید محمد طوسی ابن سید یوسف شہد مین آئی اور وہاں سے بعید سلطنت سلطان فیروز شاہ ہندوستان میں رونق افروز ہوئے اور بہ امرا بان جہانگیر شاہ سے ہوئے ہیں سلسلہ نسب سید محمد طوسی ابن سید یوسف ابن جمال الدین مشہدی ابن سید مسعود ابن سید سنجر ابن سید عبد الرحیم ابن سید ابو الفضل ابن امیر الحاج ابن عطاء اللہ محدث سادات صفیہ +

**(سید بدر الدین سادات مذکور بھکری سے ہیں)**

سید محمد اصفہانی مورث سادات منڈوہ من مضاف الٰہ آباد پسر سید جعفر حریم پوش ابن سید فخر الدین ابن سید محمود ابن سید ابراہیم ابن حسین اصغر ابن امام علی نقی ؑ +

**ذکر سادات امروھہ** من مضاف دہلی اولاد سید شرف الدین شاہ وارد ہند ابن سید علی بزرگ ابن سید مرتضیٰ ابن سید ابو المعانی ابن سید ابو الفرح صدادی واسطی ابن سید داؤد ابن سید حسین ابن سید علی ابن سید ہارون ابن سید جعفر ثانی کذاب تواب زکی ابن امام علی نقی سادات سارنگپور دکھن سادات تقوی ہیں اور سادات اولاد سید نصیر الدین نصیر آبادی ابن سید علیم الدین ابن سید شرف الدین ابن سید نجم الدین سبزواری مدفون بنارس مورث سادات قصبہ نصیر آباد و خاندان مجتہدین جملہ سادات نقوی ہیں اور سادات قبائے قصبہ بریلی میں ہیں اور سادات جو لیس متصل دہلی و سکندرہ کے ہیں یہ بھی سادات نقوی ہیں +

## سادات بخاری نقوی و بھکری کا بیان

احضرت جعفر ثانی کذاب تواب زکی انکے شش پسر پانچ کے نام اوپر بیان ہوا سید علی اصغر ابن سید جعفر ثانی ابن امام علی نقی ؑ سید علی اصغر انکے پسر سید اسماعیل جد سادات بھکری و سید عبد اللہ جد بخاری سید عبد اللہ انکی دو پسر سید محمد و سید احمد ابو یوسف انکے دو پسر سید علی اکبر و سید محمود اصغر انکے پسر سید محمد اول فتح انکے پسر سید جعفر انکے پسر سید علی انکے پسر سید جلال الدین شیر شاہ حیدر سرخ پوش بخاری مدفون اوچ شریف سید جلال بخاری سرخ پوش کے تین زوجہ سے چار فرزند تھے دختر بادشاہ بخارا سے سید جعفر و سید علی بی بی زہرا خاتون بنت سید بدر الدین بھکری سے و سید محمد غوث و بی بی فاطمہ دختر ثانی سید بدر الدین بھکری سے سید احمد کبیر متولد ہوئے اولاد سید جعفر بخارا میں ہے پسر دوم سید علی سرمست انکے پسر سید حاجی بہاول الدین انکی اولاد ملک سندھ و نواح اوچ میں بسیار ہے سید حاجی بہاول کے تین پسر ہوئے سید سراج و سید مبارک و سید رحمت اللہ سید سراج کی نسل بعد تین پشت کے لاعلم ہوگئے اور سید مبارک انکی اولاد قنوج میں ہے اور سید رحمۃ اللہ بلوطی کو تشریف لیگئے نسل انکی وہیں ہے پسر سوم سید محمد غوث انکی اولاد کشمیر کاکان دہلی اجمیر گجرات میں ہے پسر چہارم سید احمد کبیر کے دو فرزند تھے مخدوم جہانیاں جہاں گشت

وسید صدر الدین راجو قتال انکی اولاد موضع پپلی راجن قتال ضلع بہاول پور اور سرہند میں ہیں اونکی اولاد بکثرت ہے مخدوم جہانیاں کے تین فرزند تھے سید عبد اللہ قتال انکی ماں سیدانی دہلی کے تھیں سید عبد اللہ کے دو پسر تھے سید نظام الدین بندگی انکی مزار اولاد بمقام سجانہ میں آباد ہے اور دوسرے پسر سید شرف الدین بندگی تھے انکی مزار اولاد بمقام مجین میں ہے مخدوم جہانیاں کا دوسرا پسر سید ناصر الدین محمود انکی ماں بنت سید محمد غوث تھیں تیسرے پسر سید محمد اکبر انکی ماں دختر سلطان روم تھیں اولاد بھی روم میں ہے وسید ناصر الدین محمود کی تین عورتیں منکوحہ تھیں اور آپ کے اٹھارہ فرزند تھے چنانچہ سید برہان وسید علاؤ الدین دختر بقال سے تھے انکا عقب باقی نہیں ہے اور پانچ پسر سید عبد الحق وسید گمنام وسید بہار الدین وسید طیفور وسید کمال کہ زنہائے شتے سے تھے اور کنیزاں فرستادہ شاہ کوشک انکی اولاد سادات کوشکے مشہور ہے سید حامد کبیر و سید علیم الدین وسید شیخ شہاب الدین وشیخ اسماعیل وسید شیخ فضل اللہ انکی ماں بی بی تنگی دختر سید حسین لنگا وسید برہان الدین وسید علاء الدین عرف بندگی انکی ماں سعادت خاتون سیدانی دہلی کے تھے تین لاولد فوت ہوئے ایک پسر سید شرف الدین آپکا مادر سے حال معلوم نہیں سید شرف الدین ابن سید ناصر الدین محمود انکے پسر سید نظام الدین انکے پسر سید رکن الدین انکے دو پسر شاہ محمد وسید نظام انکی اولاد گرد نواح اوچ کے متفرق آباد ہے *

## سلسلہ نسب سادات بخاری نقوی اولاد سید جعفر ثانی

حضرت امام علی نقی ؑ انکے پسر سید جعفر ثانی انکے پسر سید علی اصغر انکے پسر سید عبد اللہ انکے دو پسر سید محمد وسید احمد ابو یوسف انکے پسر سید محمود صغر انکے پسر سید محمد اول فتح انکے پسر سید جعفر انکے پسر سید علی انکے پسر سید جلال الدین شیر شاہ حیدر بخاری سرخ پوش مدفون اوچ شریف انکے چار پسر سید محمد غوث وسید جعفر و سید علی سرمست وسید احمد کبیر انکے دو فرزند سید جلال الدین مخدوم جہانیاں وسید صدر الدین راجن قتال انکے پانچ پسر سید بندہ نواز وسید روح اللہ وسید ابو اسحاق وسید جلال الدین وسید ابو الخیر عبد العزیز انکے پسر سید کبیر الدین انکے ہفت پسر سید محمود وسید جلال وسید عبد العزیز وسید مبارک وسید شہاب الدین وسید اسماعیل وسید عبد الغنی انکے دو پسر سید محمود سید احمد انکے دو پسر سید محمد وسید کبیر الدین انکے پسر سید مبارک سید محمد انکے پسر سید علی اکبر وسید محمد بن سید عبد الغنی انکے دو پسر سید جلال وسید کمال انکے پسر سید محمود انکے پسر سید محمد زمان انکے پسر سید نعمت اللہ شاہ انکے پسر سید یعقوب الدین واحمد انکے پسر سید شاہ جمال بخاری انکے پسر سید شاہ موسی انکے دو پسر سید میراں محمد وشاہ سلیم انکے چار پسر سید شاہ محب اللہ وسید شاہ بخش اللہ شاہ حسین وشاہ عالم انکے تین پسر سید محمد شاہ لاولد وسید محمد اعظم وسید محمد غوث انکے پسر سید عبد اللہ انکے پسر شاہ نواز انکے پانچ پسر سید محمد شاہ وسید امام شاہ وسید امیر شاہ وفادار شاہ وسید سلطان شاہ انکے پسر سید بڈھی شاہ وسید محمد اعظم انکے دو پسر سید پیر محمد وسید نور محمد انکے پسر سید محمد شاہ انکے چار پسر سید دلی شاہ وسید کریم شاہ لاولد سید احمد شاہ وسید لعل شاہ انکے تین پسر سید دیوان شاہ و

وسید الف شاہ وسید محمد شاہ انکے تین پسر سید سجاد نشین وسید اصغر حسین وسید نادر حسین ہمہ موجود کالاچیچھی سید الف شاہ انکے دو پسر سید اولاد حسین وسید نادر حسین موجود کالاچیچھی وسید احمد شاہ بن سید محمد شاہ انکے دو پسر سید عالم شاہ وسید نواب شاہ انکے پسر سید محمود شاہ انکے دو پسر سید ممتاز محمود وسید سلطان محمود ہمہ موجود کالاچیچھی وسید عالم شاہ انکے تین پسر سید نادر حسین وسید محمد حسین وسید احمد حسین انکے ایک پسر سید ممتاز حسین موجود سید محمد حسین انکے دو پسر سید بشیر حسین وسید الطاف حسین موجود وسید نادر حسین انکے تین پسر سید عنایت حسین وسید نذیر احمد حسین وسید بشیر حسین ہمہ موجود کالاچیچھی سید شاہ حسین بن سید شاہ سلیم مذکورہ بالا انکے پسر سید یار محمد انکے دو پسر سید غلام علی وسید غلام حسین انکے تین پسر سید مراد علی وسید تیمور شاہ وسید پیر محمد انکے پسر سید اودے شاہ انکے پانچ پسر سید فتح علی وسید دینی شاہ موجود ظفروال وسید گوہر شاہ وسید شاہ دین لاولد سید تیمور شاہ انکے دو پسر سید خدا بخش وسید محمد بخش انکے پسر سید بڈھی شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ لاولد وسید خدا بخش انکے چار پسر سید اللہ داد وسید جیون شاہ لاولد وسید بہار شاہ وسید لال شاہ انکے پسر سید فقیر شاہ موجود اموال پرگنہ ظفروال ضلع سیالکوٹ وسید مراد علی ابن سید غلام حسین انکے پسر سید امان اللہ شاہ انکے شش پسر سید چراغ شاہ وسید محمد علی وسید فتح شاہ وسید جماعت علی وسید ابراہیم شاہ وسید گل محمد انکے پسر سید مہتاب شاہ انکے پسر سید ممتاز حسین ہمہ موجود کالاچیچھی وسید جماعت علی انکے پسر سید مہر شاہ لاولد وسید ابراہیم شاہ انکے دو پسر سید اکبر شاہ وسید بڈھی شاہ انکے دو پسر سید محمد حسین وسید نادر حسین موجود سید اکبر شاہ انکے دو پسر سید شاہ میر وسید احمد حسین ہمہ موجود ننھو کوٹ سید غلام علی بن سید یار محمد انکے پانچ پسر سید منور شاہ وسید احمد شاہ لاولد وسید غلام نبی وسید امام شاہ وسید مہدی شاہ انکے پسر سید فقیر پیراں شاہ انکے دو پسر سید برکت علی لاولد وسید فتح علی انکے دو پسر سید میر حسین لاولد وسید صفدر حسین انکے پسر سید اصغر علی موجود کالاچیچھی سید امام شاہ سید غلام علی انکے تین پسر سید کریم شاہ لاولد وسید نذر شاہ انکے پسر سید حسین موجود کالاچیچھی وسید ملنگ شاہ انکے پسر سید نبی شاہ انکے پسر سید خورشید عالم انکے دو پسر سید نذیر حسین وسید الطاف حسین موجود کالاچیچھی وسید غلام نبی انکے تین پسر سید فیض علی لاولد وسید رکن الدین وسید دیدار علی انکی تین پسر سید ہاشم شاہ وسید گلاب شاہ وسید لطف شاہ انکے دو پسر سید گامن شاہ وسید نادر شاہ موجود لیسر وسید گلاب شاہ انکے چار پسر سید امام شاہ وسید نواب شاہ وسید مراد علی ہر سہ لاولد وسید دیوان شاہ موجود لیسر وسید ہاشم شاہ انکے تین پسر سید چراغ شاہ وسید مہتاب شاہ وسید ننھو شاہ انکے دو پسر سید بہار شاہ وسید اولاد حسین موجود لیسر پرگنہ شکر گڑھ سید رکن الدین بن غلام نبی انکے پانچ پسر سید امیر شاہ لاولد وسید قاسم شاہ وسید احمد شاہ وسید حاکم شاہ وسید فضل شاہ انکے چار پسر سید قطب شاہ لاولد وسید الف شاہ وسید برکت علی وسید برکت علی وسید سکندر شاہ انکے پسر سید رمضان شاہ انکے دو پسر سید عنایت حسین وسید ممتاز حسین موجود لیسر وسید برکت علی انکے پسر سید قربان علی انکے تین پسر سید محفوظ علی واعجاز علی وکرامت علی ہمہ موجود نور کوٹ سید الف شاہ انکے دو پسر سید شاہ میر وسید شاہ فقیر انکے تین پسر سید عبد الغنی وسید عبد الحکیم وسید عبد العزیز ہمہ موجود نور کوٹ

پرگنہ شنکر گڑھ وسید رسا شاہ بیرن پ [illegible] د نورکوٹ وسید حاکم شاہ بالا انکی تین پسر سید امین شاہ وسید ملک شاہ وسید غالب شاہ لنکے دو پسر سید نور حسین وسید خادم حسین موجود وسید ملک شاہ انکے پسر سید سیدان شاہ انکے دو پسر سید محمد شریف وسید ناظر حسین انکے پسر سید بشارت علی موجود وسید امین شاہ انکے پسر سید امیر شاہ انکے تین پسر سید نذیر حسین وسید عبد العزیز وسید عبد المجید ہمہ موجود کالہ چیچی وسید قاسم شاہ بن سید رکن الدین انکے پسر سید شاہ دین علی انکی دو پسر سید کرم حسین وسید محمد حسین لنکے پسر چار سید الطاف حسین وسید ظہور حسین وسید شمیر حسین وسید اقبال حسین ہمہ موجود وسید کرم حسین انکے دو پسر سید فیض حسین وسید عنایت حسین موجود کالا چیچی وسید احمد شاہ بن سید رکن الدین انکے چار پسر سید حیدر شاہ وسید عمر شاہ لاولد وسید بڈھے شاہ وسید بہار شاہ انکے دو پسر سید محمد اکبر وسید محمد حنیف موجود نورکوٹ سید بڈھے شاہ لنکے چار پسر سید نتھو شاہ وسید مقبول شاہ وسید محمد شاہ وسید دیوان شاہ ہمہ موجود و نتھو شاہ لنکے پسر سید عبد اللہ شاہ موجود نورکوٹ پرگنہ شنکرگڑھ ضلع گورداسپور ان سادات کے گرد نواحی کے لوگ عوام الناس اور سادات انکی سیادت کے قائل نہیں ہیں الا مجھکو نسب انکا دیکھکر یقین ہوا اسلئے درج کتاب گلزار شمس ہیں کرتا ہوں واللہ علم بالصواب + سید شاہ و بشیر شاہ [illegible]

شیخ حامد کبیر انکی اولاد سیت پور میں اور رکن الدین پسر حامد کبیر اولاد قنوج میں موجود ہے اور برہان الدین بن ناصر الدین محمود کی اولاد گجرات میں ہے سید ناصر الدین محمود انکے بارہ پسر یہ ہیں سید فیض اللہ وسید شرف الدین وسید طیفور وسید علاء الدین وسید تعلیم الدین وسید شہاب الدین وسید حامد کبیر وسید اسمٰعیل و سید عبد الرزاق وسید برہان الدین وسید عبد الحق +

## سلسلہ نسب سیّد محمد غوث ابن سید جلال شیر شاہ حیدر سرخ پوش

سید محمد غوث انکے چار پسر سید عبد الغیاث وسید شادن وسید ابو سعید انکی اولاد اُچ بلوٹ میں آباد ہے وسید عبد الکریم لنکے دو پسر سید عبد الرحمٰن وسید نور الدین حسین انکے پسر سید محمد لنکے پسر ابو سعید لاولد وسید عبد الرحمٰن انکے پسر سید شاہ جنید لنکے پسر سید قطب شاہ انکے تین پسر سید بدھ شاہ لاولد وسید جلال وسید عبد الوہاب انکے شش پسر سید ابو سعید وسید سلطان احمد وسید سخی شاہ وسید یعقوب وسید داؤد وسید عبد الرحمان لنکے پسر سید عیسےٰ انکے شش پسر سید غازی شاہ وسید عبد الوہاب انکی اولاد بھونگر ونگہ میں آباد ہے وسید کریم جیند وسید حلیم شاہ وسید رنگیا جلال وسید امام حاجی شاہ انکے نو پسر سید نور حسین وسید شاہ جی وسید علی رضا وسید محمود وسید محمد تقی وسید سید علی وسید نور محمد وپہنا سید شاہ وسید امیر حیدر انکے چار پسر سید محمد شاہ وسید بہانو شاہ وسید علی نقی وسید دانا شاہ انکے دو پسر سید محمد علی وسید شاہ حبیب اللہ لنکے دو پسر سید مرید حسن وسید مرید حسین موجود پہنا شاہ بن امام حاجی شاہ انکے پانچ پسر سید شاہ نواز وسید سلطان علی وسید گشت وسید مبارک شاہ وسید غلام عیسیٰ وسید غلط لکھا گیا سید پہنا شاہ بن امام حاجی شاہ لنکے پانچ پسر سید ممبر علی شاہ وسید محمد وسید راجن علی وسید محب علی وسید صفدر علی انکے سات

پسر سید فقیر محمد و سید غلام عیسی و سید مبارک ش و سید شاہ نواز و سید سلطان علی و سید شاہ میر محمد انکے پسر غلام حسین شاہ انکے تین پسر سید شاہ حسین و سید نادر شاہ و سید مہدی شاہ انکے دو پسر سید سکین شاہ و سید قلندر شاہ انکے دو پسر سید عالم شاہ و سید ضامن شاہ موجود کاگاں و سید جلال الدین ابن سید قطب شاہ ابن شاہ جنید بالا سید جلال انکے پسر سید زمان شاہ انکے دو پسر سید عارف شاہ انکی اولاد بیلہ کوٹے میں آباد ہے و سید نور شاہ نمانہ انکے تین پسر سید قمر علی شاہ و سید غلام حسین انکی مزار کاگاں میں ہے لاولد و سید شاہ زندان انکے چار پسر سید شاہ مردان و سید شاہ حسین رن برور کی اولاد موہائیاں میں آباد ہے سید فیض علی ولد نور شاہ نمانہ و سید ضامن شاہ بن نور شاہ انکے شش پسر سید حبیب شاہ و سید منور شاہ و سید قطب شاہ و سید فقیر شاہ و سید رستم علی شاہ و سید زمان شاہ ان سبکی اولاد مقام ماڑی علاقہ کاگاں میں آباد ہے سید فیض علی انکے نو پسر سید فتح علی شاہ و سید انور شاہ و سید غلام شاہ و سید نادر شاہ و سید شیر شاہ و سید حلیم شاہ و سید فقیر شاہ و سید میر ولی شاہ و سید گل شاہ انکے نو پسر سید سجان شاہ و سید جمال شاہ و سید علی شاہ و سید قاسم شاہ و سید گلدان شاہ و سید اکبر شاہ و سید دران شاہ و سید غلام علی و سید احمد علی انکے دو پسر سید افسر علی و سید قمر علی سید افسر علی انکے پسر سید منور شاہ جاگیردار کاگان میں موجود و سید قمر علی انکے چار شش پسر سید زمان شاہ و سید میر حسین و سید صادق علی و ملے شاہ ہمہ موجود کاگاں و سید غلام علی انکے شش پسر سید عارف شاہ و سید خطاب شاہ و سید عمر شاہ و سید ماہولی شاہ و سید ولو شاہ و سید شاہ مردان ہمہ موجود کاگان و سید دران شاہ انکے شش پسر سید سخی شاہ و سید زمان شاہ و سید جلال شاہ و سید رحمان شاہ و سید ہدایت شاہ و سید سکندر شاہ ہمہ موجود کاگان و سید اکبر شاہ انکے پانچ پسر سید فقیر شاہ و سید ناصر خسرو و سید مصطفے و سید سائن شاہ و سید بلاول شاہ ہمہ موجود کاگا و سید گلدان شاہ انکے دو پسر سید شاہ مردان و سید فقیر شاہ موجود سید قاسم انکے چار پسر سید ستار شاہ و سید عطار شاہ و سید غلام حسن و سید قالو شاہ ہمہ موجود و سید علی شاہ انکے دو پسر سید فیروز و سید مزمل انکے پسر سید محمد شاہ موجود سید فیروز انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پسر سید محمود شاہ موجود کاگا نا سید میر ولی شاہ ابن فیض علی انکے پسر سید شریف شاہ انکے پسر سید امیر شاہ موجود سید فقیر شاہ بن فیض علی انکے تین پسر سید عنایت شاہ و سید محبوب شاہ انکے پسر سید سردار شاہ و سید احمد شاہ و سید فقیر شاہ موجود و سید حلیم شاہ بن فیض علی انکے دو پسر سید احمد شاہ و سید غلام علی موجود و سید شیر شاہ بن فیض علی انکے چار پسر سید جہان شاہ و سید امیر شاہ و سید لعل شاہ و سید مردان شاہ موجود و سید نادر شاہ بن فیض علی انکے تین پسر سید مرید شاہ و سید ماہو شاہ و سید ہاشم علی ہمہ موجود و سید غلام شاہ بن فیض علی انکے دو پسر سید ابو تراب شاہ و سید مردان شاہ موجود و سید انور شاہ بن فیض علی انکے دس پسر سید مہندی شاہ و سید حسن شاہ و سید محمد علی و سید ناصر شاہ و سید سمندر شاہ و سید حبیب شاہ و سید ہیبت شاہ و سید سید شاہ و سید امین شاہ لاولد و سید نادر شاہ انکے چار پسر سید امام علی و سید علی شاہ و سید غازی شاہ و سید خطاب شاہ انکے پسر سید گلاب شاہ موجود و سید غازی شاہ انکے چار پسر سید محمود شاہ و سید قاسم شاہ و سید ستار شاہ سید فقیر شاہ ہمہ موجود و سید سید علی شاہ انکے پسر سید سکندر شاہ انکے چار پسر سید زمان شاہ و سید مردان شاہ و سید فضل شاہ و سید حسین شاہ ہمہ موجود و سید ہیبت شاہ انکے پسر سید قطب شاہ و سید

سرور شاہ و سید گل شاہ ہمہ موجود و سید حبیب شاہ انکے پسر سید حیان شاہ و سید محبوب شاہ و سید ستار شاہ ہمہ موجود و سید سمندر شاہ انکے چار پسر سید مہتاب شاہ و سید محمد مراد شاہ و سید مرداں شاہ و سید لعل شاہ ہمہ موجود و سید ناصر شاہ انکے پسر پانچ سید احمد شاہ و سید محمد شاہ و سید سرور شاہ و سید الیسلم شاہ و سید تیغ علی شاہ ہمہ موجود و سید محمد علی انکے پسر سید فقیر شاہ انکے دو پسر سید غلام حسن و سید میاں شاہ موجود و سید حسن شاہ انکے پانچ پسر سید میاں شاہ فقیر و سید زین العابدین و سید علی اصغر و سید رحمت شاہ ہمہ موجود و سید مہندی شاہ انکے چار پسر سید نوراں شاہ و سید عمراں شاہ و سید مبارک شاہ و سید رحم شاہ انکے دو پسر سید مرداں شاہ و سید اصغر شاہ موجود کاگان و سید فتح علی بن سید فیض علی انکے پانچ پسر سید احمد شاہ و سید ابراہیم شاہ و سید نور الحسن و سید ولی شاہ بہادر شاہ انکے پانچ پسر سید شاہ حسین و سید فقیر شاہ و سید مرید شاہ و سید مراد شاہ و سید عجائب گل شاہ انکے تین پسر سید رحمت شاہ و سید مہندی شاہ و سید پیر علی موجود و سید مراد شاہ انکے پسر سید ہاشم علی موجود و سید مرید شاہ انکے دو پسر سید سلطان شاہ و سید محمد شاہ موجود و سید فقیر شاہ انکے دو پسر سید نظام شاہ و سید اصغر شاہ ہمہ موجود و سید ابراہیم شاہ انکے تین پسر سید حیات علی و سید غلام حسین شاہ و سید ہدایت علی محمد شاہ ہمہ موجود و سید احمد شاہ انکے چار پسر سید محمد افضل و سید عالم شاہ سید لذت شاہ و سید ولایت شاہ ہمہ موجود و سید ابو الحسن انکے تین پسر سید مرداں شاہ و سید غلام حیدر و سید عبد الرحمان انکے دو پسر سید برکت علی و سید نور محمد انکے پسر سید قطب شاہ موجود و سید غلام حیدر انکے دو پسر سید رحمت شاہ و سید رحم شاہ ہمہ موجود کاگاں علاقہ کشمیر ✦

## سلسلہ نسب سادات نقوی بخاری اولاد سید صدر الدین

سید محمد صدر الدین راجن قتال ابن سید احمد کبیر ابن سید جلال شاہ حیدر سرخ پوش مدفون اوچ شریف سید صدر الدین راجن قتال انکے پانچ پسر سید روح اللہ و سید بندہ نواز و سید جلال الدین و سید ابو الخیر عبد العزیز و سید ابو اسحاق انکے پسر سید نعمت اللہ انکے پسر سید محمود اسحاق عالم انکے دو پسر سید صدر الدین ثانی و سید ابو الفتح انکے پسر سید ابو یوسف انکے پسر سید شاہ دولت قتال انکے نو پسر سید لال عیسن و سید ہاشم دریا و سید شیخ احمد و سید بہادر علی و سید ابو اسحاق و سید عبد العزیز و سید منگا شہید و سید شاہ جلال و سید و سید نعمت اللہ انکے حضرات کی اولاد و مزار مقام رجوعہ و متفرق مقامات علاقہ جھنگ میں آباد شاد با اقتدار و فارمیں اور شاہ دولتانی کہلاتے ہیں جو سادات رجوعہ میں ہیں وہ جاگیر دار ہیں و سید ابو الخیر عبد العزیز کے ہفت پسر سید اسماعیل و سید محمود و سید ابو الخیر عبد العزیز انکے پسر سید کبیر الدین انکے ہفت پسر سید اسماعیل و سید محمود و سید جلال الدین و سید مبارک و سید شہاب الدین و سید عبد الغنی و سید عبد العزیز و سید انکے دو پسر سید عتیق اللہ ستر ہندی و سید رحمت اللہ و سید عبد الغنی انکے دو پسر سید احمد و سید محمود انکی اولاد بھی علاقہ جھنگ وغیرہ میں آباد ہے و سید جلال الدین بن صدر الدین قتال راجن انکے دو پسر سید محمد و سید علی انکے پسر سید بہاء الدین و سید محمد انکے چار پسر سید شاہ دل و سید تو نگر

نور حسن وسید ابو الغیاث وسید ابو سعید ۔

## سلسلہ نسب سادات بخاری نقوی بمقام شہر بٹالہ

سید علیم الدین ابن سید محمود ناصر الدین ابن سید جلال الدین اصغر مخدوم جہانیاں ابن سید احمد کبیر ابن سید شیر شاہ سید جلال بخاری سید علیم الدین انکے پسر سید جلال الدین انکے پسر سید میراں شاہ موجد بٹالہ انکے پسر سید شاہ شہاب الدین نہرہ انکے پسر سید شاہ مصطفے انکے پسر سید فتح علی شاہ انکے پسر سید عشق علی شاہ انکے پسر سید محمد غوث انکے پسر سید حیات علی انکے پسر سید بڈھن شاہ انکے پسر سید فاضل شاہ انکے شش پسر سید بہادر شیر وسید علی شیر وسید باقر علی شاہ وسید جعفر شاہ وسید محمد علی لاولد وسید احمد شاہ انکے پانچ پسر سید کاظم حسین وسید اکبر حسین وسید عباس علی وسید وسید صادق علی وسید اصغر حسین ہمہ موجود شہر بٹالہ وسید جعفر شاہ انکے چار پسر سید شاکر علی وسید واجد وسید محمد جعفر وسید علی احمد ہمہ موجود بٹالہ شہر وسید باقر علی شاہ انکے پانچ پسر سید محمد محسن وسید محمد رضا وسید محمد قاسم وسید محمد حسن وسید محمد حسین ہمہ موجود شہر بٹالہ سید علی شیر سید مخدوم حسن وسید زین العابدین انکے پسر سید سجاد حسین انکے دو پسر سید امداد علی وسید فرزند علی ہمہ موجود بٹالہ وسید مخدوم حسن انکے دو پسر سید خادم حسین وسید فقیر حسین موجود بٹالہ وسید بہادر شیر سید زاہد حسین وسید غلام نبی وسید عابد حسین انکے پسر سید عاشق حسین موجود وسید غلام نبی انکے دو پسر سید ظہور حسین وسید شریف حسین ہمہ موجود بٹالہ

## سلسلہ نسب سید برہان الدین ابن سید محمود ناصر الدین ابن سید مخدوم

جہانیاں سید جلال اصغر ابن سید احمد کبیر ابن سید جلال شیر شاہ [illegible] بخاری اوچی سید برہان الدین اسکے گیارہ فرزند تھے سید حامد وسید امین اللہ وسید علم الدین وسید عزیز اللہ وسید محمود شاہ عالم وسید شاہ [illegible] وسید وسید محمد صادق صالح وسید عبد الرحمان وسید احمد شاہ وسید محمد انکے دو پسر سید صادق علی وسید نصیر الدین وسید شاہ راجی انکے پانچ پسر سید فضل اللہ وسید زین العابدین وسید کبیر الدین وسید حامد وسید شعیب الدین وسید محمود انکے پانچ پسر سید عشق اللہ وسید محمد وسید اکبر وسید احمد وسید شاہ عالم وسید شاہ عالم ابن سید برہان الدین انکے پانچ پسر سید [illegible] وسید [illegible] وسید شہاب الدین وسید شاہ راجو وسید سلطان ہمہ انکے دو پسر سید شاہ میراں [illegible] وسید شاہ میراں علی انکے دو پسر سید عبد الوہاب وسید حافظ محمد وسید شاہ میراں جیو انکے پسر سید حسن وسید شاہ راجو انکے [illegible] سید حسن وسید موسی وسید اسحاق وسید احمد کبیر وسید رضا علی وسید محمد وسید عبد القادر انکے [illegible] وسید محمد انکے دو پسر سید نور عالم وسید محمود وسید رضا علی انکے دو پسر سید [illegible] سید نور محمد وسید احمد کبیر انکے دو پسر عبد الغفور اور سید عبد الشکور ۔

## سلسلہ اولاد سید طیفور ابن سید محمود نز ناصر الدین

سید طیفور انکے پسر سید محمد کریم انکے پسر دو سید عبدالشکور و سید عبدالقادر انکے دو پسر سید عبدالغفور و سید داؤد انکے دو پسر سید عبدالغفور و سید عبدالقادر و عبدالشکور ابن محمد کریم انکے پانچ پسر سید احمد و سید محی الدین و سید امین اللہ و سید مرتضیٰ سید مصطفیٰ انکے تین پسر سید عابد و سید عبدالشکور و سید محمد نصیر انکے دو پسر سید عتیق اللہ و سید مصطفیٰ و سید عبدالشکور انکے دو پسر سید نیاز محمد و سید حبیب اللہ انکے دو پسر سید شاہ دولت و سید نصیر محمد انکے پسر سید محمود انکے تین پسر سید محمد و سید ہاشم و سید موسیٰ کاظم ٭

## سلسلہ اولاد سید رکن الدین ابو الفتح ابن حامد کبیر بن سید محمود نز ناصر الدین

سید رکن الدین ابن سید حامد کبیر الدین ابن سید محمود نز ناصر الدین انکے پسر سید نذر کیمیا انکے پسر سید احمد بدر الدین شیخ بدمبر مسند اوچ انکے پانچ پسر سید فضل الدین و سید علم الدین و سید مصطفیٰ او سید محمد راجن و سید اسماعیل شیخ سمائل انکی اولاد چنیوٹ و ٹھٹھیاں وغیرہ ہا مقامات میں سادات کثیر التعداد ہیں اور شیخ مسلمانی کہلاتے ہیں ٭

## سلسلہ اولاد سید اسماعیل ابن سید محمود نز ناصر الدین

سید اسماعیل انکے دو پسر سید حسین و سید کبیر الدین و سید برہان الدین و سید کبیر الدین انکے دو پسر سید قطب علی و سید حسین علی انکے پسر سید زین العابدین انکے تین پسر سید منعم و سید شہاب الدین و سید صدر الدین انکے پسر سید حسین ثانی انکے تین پسر سید محمود بندگی و سید زین الملک و سید کمال جہانیاں انکے پسر سید شجاع الملک انکے سید حامد الملک عرف احمد انکے پسر سید مبارک انکے دو پسر سید لعل شاہ و سید اسماعیل انکے پسر سید حسین پسر سید جعفر لاولد و سید زین انکے پسر برہان انکی اولاد بسیار ہے ٭

## سلسلہ اولاد سید عبدالرزاق ابن سید محمود نز ناصر الدین

و سید عبدالرزاق انکے پسر دو سید کبیر و سید محمود خطاب شبلی انکے پسر سید راجن انکے تین پسر سید نصیر الدین و سید مبارک و سید اخوان محمد انکے دو پسر سید احمد و سید جعفر انکے تین پسر شاہ محمد و شاہ میراں و شاہ کمال ٭

## سلسلہ اولاد سید سراج الدین ابن سید محمود نز ناصر الدین

سید سراج الدین انکے چار پسر سید عثمان و سید عبدالجلیل و سید فیض اللہ و سید عبدالرحمان انکے تین پسر سید داؤد سید مجید و سید شادن انکے چار پسر سید حسن و سید نور محمد و سید احمد و شجاع الملک انکے چار پسر سید کمال و سید اللہ داد و سید جمال و سید محمود انکے تین پسر سید کبیر و سید نظام و سید جلال اصغر انکے دو پسر سید فاضل و سید شرف الدین ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# (۱۳) باب سیزدہم

اسم اکرم معظم حسن ؑ کنیت ابو محمد القاب زکی عسکری ولادت باسعادت بمقام مدینہ منورہ تاریخ اٹھ ماہ ربیع اول ۲۳۲ سنہ ہجری میں واقع ہوئی آپ کی مادر گرامی کا اسم مبارک سوسن ہے یہ خاتون معظمہ عفیفہ کریمہ تقوا پرہیزگاری میں مصروف تہیں حضرت حسن عسکری چھ سال کے سن میں اپنے والد بزرگوار امام علی نقی کے ہمراہ شہر سامرہ میں تشریف لائے باقی عمر تک یہیں قیام فرمایا ہے آپ احوال خیر برکت اپنے والد بزرگ کے حالات کا بعینہ نمونہ ہے جسطرح امام علی نے اپنے والد کیخدمت میں شعور آغاز زمانہ سے امامت کی شروع تک کسب علوم حاصل کیا تھا اسیطرح حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے طفولیت سے آغاز امامت تک اپنے پدر عالیمقدار کیخدمت میں تحصیل ظاہری باطنی کو تکمیل فرمایا امام لاحق امام سابق کا مطیع ہوتا ہے تاوقتیکہ وہ درجہ امامت پر فائز ہوئے جب درس تدریس اور تعلیم تلقین کے سوا ان ایام میں نہ کسی اور امر کی انکو تکلیف کیجاتی ہے البتہ مشاغل کے بغیر پھر کیونکہ حالات معلوم ہوں فریقین کی کتابوں میں ایک واقع ملا امام کی طفولیت کا یہ حال ہے جو اسوقت میں بہلول دانا کی زندہ رکھنے کی وجہ سے ملا اوسکو طول عمری خدا نے عنایت کی تھی چنانچہ امام جعفر صادق ؑ کے زمانہ سے امام حسن عسکری کیوقت تک زندہ تھے اور منصور سے متوکل تک بقید حیات تھے اس خوش نصیب نے چھ اماموں کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور سلسلہ عباسیہ میں سات خلفا کی سلطنت کا زمانہ دیکھا ملا محمد باقر مجلسی اپنی کتاب جلا العیون میں لکھتے ہیں کہ جب کربلا معلی کی بربادی کی خبر زید مجنون نے سنی تو بہت محزون ہوئے اور اپنے وطن شہر مصر سے بادیدہ گریاں کربلا معلی کو روانہ ہوئے جب کوفہ میں پہنچے تو بہلول دانا سے ملاقات ہوئی بہلول نے زید سے پوچھا آپنے ترک وطن کی تکلیف کیوں اختیار کی زید نے اصلی بات بیان کی بہلول نے کہا میں بھی فکر میں ہوں ہم تم ملکر فکر کریں اور پہلی زیارت کربلا سے مشرف ہوں کوفہ سے کربلا معلی میں گئے تو دیکھا چاروں طرف پانی بھرا ہوا ہے مگر حائر مقدس کے اندر قطرہ بھی نہیں جاتا تو انکا یقین اور زیادہ ہوا بعد زیارت شہر سامرہ کو سفارش کیلئے روانہ ہوئے کہ متوکل سے کہینگے مگر چلتے ہی سنا کہ متوکل نے ایک مومن کو زیارت امام حسین کے جرم میں قتل کر ڈالا بہلول اور زید اس مومن شہید کی قبر پر جاکر تلاوت قرآن کرنے لگے ایکطرف سے نوحہ وزاری کی آوازیں آنے لگیں دیکھا تو بکثرت عورات ومرد کھلے بال سیاہ چہرہ صد اعلم لئے ایک جنازہ اوٹھائے چلے آتے ہیں زید نے جانا کہ شاید خلیفہ متوکل مرگیا ہے ایک شخص سے دریافت ہوا کہ متوکل کی ایک کنیز ریحانہ نام مرگئی ہے اسکا جنازہ ہے پھر انہوں نے اس کنیز کو دفن کیا اور کئی قسم کے عطر اوسکی قبر پر ڈالے اور عظیم مقبرہ کی بنیاد جاری کی زیکا بیان ہے

کہ ہم دونوں اوس عالم حیرت میں سوچنے لگے کہ اس سے زیادہ گردش زمانہ کی نیرنگ اور کیا ہونگے کہ ریحانہ کے مقبرہ کی عمارت بنائی جاتی ہے اور جگر گوشہ جناب رسول الثقلین امام سید الشہدا کی قبر پر ہل جوتائے جاتے ہیں زبید نے ایک قصیدہ معرفت اوسکے ملازمین کے متوکل کو بھیجا اوسنے بلاکر دونوں کو قید کردیا پھر بعد یوم کے قید سے بلاکر احوال پوچھا تو ہم نے      استنائی زیارت امام کی اٹھادینیکی نصیحت کی اوسنے ہمکو رہا کیا اور اپنا حکم بحال رکھا اسی ضرورت سے بہلول دانا اور زید شہر سامرہ میں مقیم رہے اور امام محمد عسکری سے یہ واقع پیش آیا یہ صواعق محرقہ کا ترجمہ ہے حضرت امام حسن عسکریؑ کو بہلول نے دیکھا آپ کھڑے رو رہے تھے اور لڑکے کھیل رہے تھے بہلول نے پوچھا کہ اے فرزند تو نہیں کھیلتا تجھے بھی ایسے ہی ہول لادوں آپ نے فرمایا ہم کھیلنے کو نہیں آئے بہلول نے پھر پوچھا اور کسلئے آپنے فرمایا علم اور عبادت کیلئے بہلول ڈیڑھ سو برس کی عمر اسوقت رکھتا تھا اور بڑا کامل بزرگ تھا معمولی بچے کا کیا کام تھا جو اسکو کامل جواب دیتا خاصان خدا کے بچے بھی ایسے دانا ہوتے ہیں سبحان اللہ حضرت امام حسن عسکری کی امامت کا زمانہ معتز باللہ کے ایام سلطنت سے شروع ہوتا ہے معتز نے اپنے غلامان رومی بوقا اور وصیف کو سامرہ میں بلاکر عہدہ جلیلہ پر ممتاز فرمایا ان دونوں نے خلیفہ وقت سے اکثر امور میں انحراف اختیار کیا معتز کے زمانہ میں اہل مرغات کی سرکشی کے بوقا اور وصیف اور سیماب یہ تینوں اہل مرغات سے مقابلہ

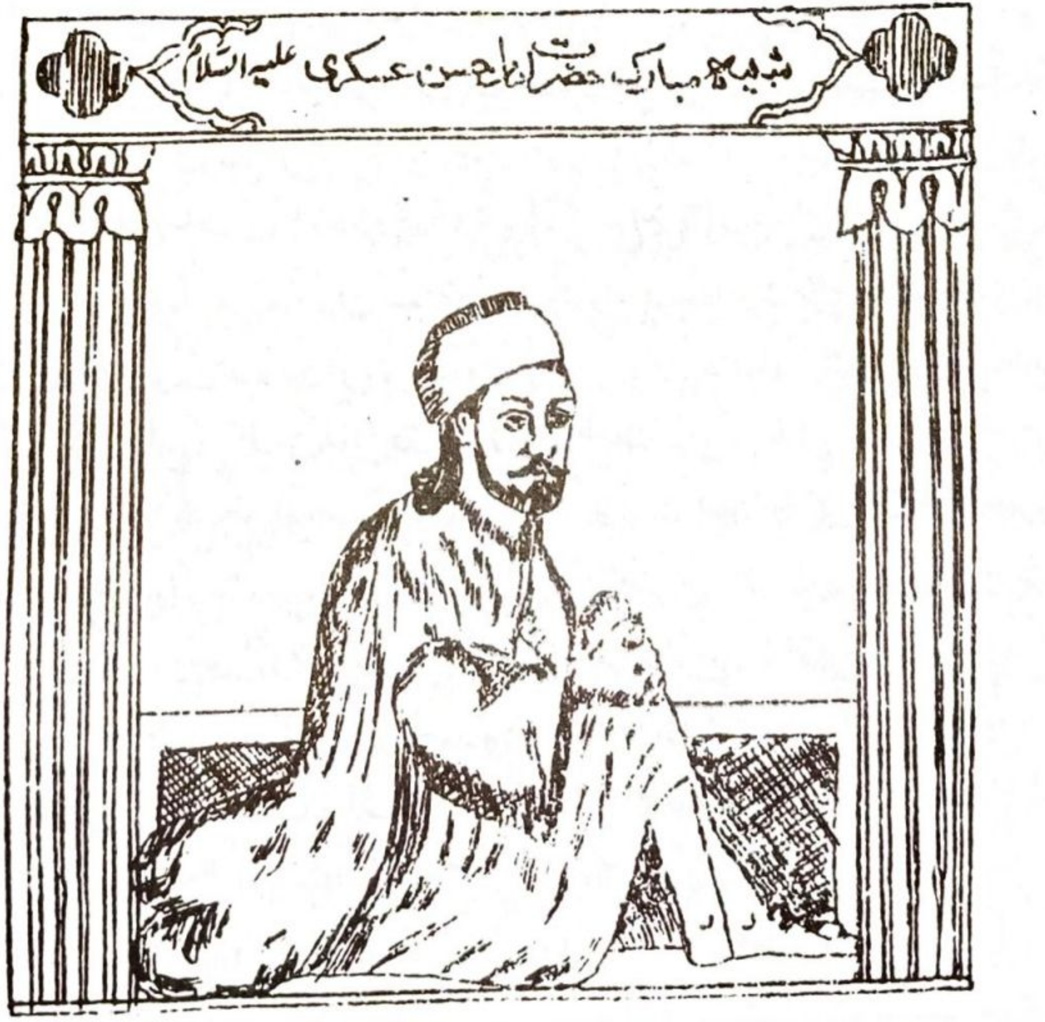
شبیہ مبارک حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

کو گئے اور وصیف تو قتل ہو گیا علامہ مسعودی مروج الذہب میں لکھتے ہیں کہ بوقا سنہ ۲۵۵ ہجری میں سر من رائے
سے موصل کو چلا گیا اور معتز کی فوج نے یہاں اسکا گھر بار لوٹ لیا بوقا کو خبر ہوئی وہ کشتی میں سوار ہو کر شہر سامرہ
میں پونچا اسکو اہل مرغات نے گرفتار کرکے معتز کو خبر دی اوسنے قتل کر دیا جب ترکوں نے اپنے سرداروں کا
یہ حال دیکھا تو وہ صالح ابن وصیف کے رفیق ہو کر معتز کے دشمن بنگئے محمد ابن بوقا نے اہل مغرب کو بھی اپنا رفیق بنا لیا اور
حملہ آور ہو کر ایکدن سامرہ میں گھس گئے اور معتز کو پکڑ کے قید کر دیا اور محمد ابن واثق کو بغداد سے بلا کر تخت پر بٹھلانا
چاہا اوسنے انکار کیا کہ معتز کو لاؤ ایک بات کرنی ہے جب محمد سے کلام ہوئے معتز نے نہ مانا آخر پھر قید کیا گیا
وہ قید میں ہی مر گیا خلفائے عباسیہ کی یہ احوال تھی غیر قوموں کو عروج دینے سے یہ خرابیاں واقع ہوئیں
رومی روز بروز بڑھتے گئے پر کسیطرح صلاح پذیر نہو سکے نتیجہ یہ ہوا کہ مستعین کیطرح معتز کو مہتدی کیلئے تخت
خالی کرنا پڑا اس زمانہ میں امام حسن عسکری موجود تھے آپ کی مقدس سیرت کے متعلق حالات جو خلیفہ کیطرف
عمل میں لائے گئے وہ یہ ہیں مستعین کی خلافت سے آغاز اور معتمد کیوقت ختم ہونگے کیونکہ معتمد نے امام کو زہر ہلاہل
دلوا کر شہید کیا ہے اگرچہ یہ زمانہ عباسیوں کے اطمینان کا نہیں تھا اونکو ہر لحظہ اپنی جان کا فکر پڑا ہوا تھا تمام
آفتیں پیش تھیں مگر مخالفت اہلبیت نبوت اونکے قلب سے نہ مٹی مستعین علم تاریخ سے پورا ماہر تھا اوسنے ایک
اسپ بیش قیمت خرید کیا تھا وہ کسی سوار کو اپنے اوپر سوار نہ ہونے دیتا تھا یہ عیب لاعلاج تھا تمام اسواروں
کو داغ دے مستعین نے ہر طرف سے مجبور ہو کر حضرت امام حسن عسکری کو طلب کیا احمد ابن حرث قزوینی کا بیان ہے
کہ جب امام تشریف لائے تو مستعین نے کہا یا ابو محمد ع آپ میری خاطر کو لگام اسپ کو دیکر اسپر سوار ہوں آنحضرت
اوس خوبصورت جانور پر سوار ہو گئے اوس اسپ نے کوئی شرارت نہیں کی آپ نے خوب چلایا دوڑایا اور راہوار کی رفتار پر لگایا
اور خوش رفتار نظر آیا مستعین نے حضرت سے کہا آپ نے اسکو ایسا پایا امام نے فرمایا ایسا خوش رفتار کوئی جانور
نہیں دیکھا مستعین نے وہ گھوڑا پھر امام کو دیدیا اسلئے کہ کوئی دوسرا اسوار ہوا تو اپنی جان سے جائیگا
آپکو بھی اسلئے سوار کیا تھا کہ اسپ خونخوار مار ڈالیگا اور ہمارے ذمہ خون نہ ہوگا ہم بیرے رہینگے معتز باللہ
اپنی اسلاف کیطرح امام حسن عسکری کے مخالفت اور قتل اور ہلاکت کو نہ بھولا آخر علی ابن بارش کی حراست میں نظر
بند کر دیا وہ شقی اس ذات پاک کی دشمنی میں مشہور تھا اور پکا ناصبی تھا علی ابن بارمش بڑا بے رحم تھا مگر امام کی عبادت
گذاری اور تقوی پرہیزگاری دیکھکر آپ کی عقیدت وارادت میں کامل خالص ہو گیا اور آئمہ طاہرین کا مطیع منقاد
بنگیا یہ باتیں مشیت ایزدی سے تعلق رکھتے ہیں صالح ابن وصیف کی حراست میں دے گئے اور ایسا شقی تھا آخر
صالح ہے ثابت ہوا بحوالہ کتاب کافی چند یوم کے بعد امام حسن عسکری نے معتز کی وفات کی خبر پیشتر ابو القاسم اسحاق
کو دی کہ تم بیس روز اپنے گھر سے باہر نہ نکلنا جو واقع ہونا ہے وہ گذر جائے جب معتز مر گیا تو اپنے اسحاق کو بلایا
آپ مطمئن رہو ترکیوں نے محمد ابن واثق کو مہتدی باللہ کا لقب دیکر تخت پر بٹھلایا اور معتز باللہ بغداد میں مجلس سلطانی
میں بڑا گلنار ہا مہتدی نے گیارہ ماہ سلطنت کی اور امام حسن عسکر کو ویسا ہی دشمن جانا جیسے اسکی اسلاف نے

جاتا کیا اوس نے بھی صالح ابن وصیف کی حراست میں امام کو دیا اور موسی نے صالح وزیر کو قتل کر دیا مہتدی نے کچھ نہ پوچھا نہ انتقام لیا پھر امام خلیفہ سمجھے جاتے ہیں اور موسی ابن بوقا کے جمسازی کا یہ نتیجہ ہوا اوسنے ایک جماعت ترکوں کے ہمراہ لیکر خلیفہ مہتدی سے مقابلہ کر دیا اور تخت کے قریب جاکر مہتدی کو قتل کر ڈالا اور اپنے بداعمالیوں کی سزا پایا اٹھای اور امام حسن عسکری کو تو قید سے رہا نہ کیا مخالفت ہے ثابت ہوئی اسکی دینداری کس درکار آنیوالی یہ امر تاریخ سے ظاہر ہوا ہے کہ شہر سامرہ میں دار السلطنت کے متعلق متوکل کے زمانہ سے شروع ہوکر مہتدی کیوقت تک تمام ہو گی متوکل کے بعد کوئی خلیفہ نہیں ہوا جسکو امیروں نے قتل یا قید نہ کیا ہو تمام امرانے مہتدی کے بعد معتمد کو خلیفہ تصور کیا معتمد سامرہ سے بغداد چلا آیا ترکوں نے بھی قبول کر لیا معتمد ۲۵۶ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا اسنے آپنے باپ متوکل کے وزیر فتح ابن خاقان کے خورد برادر عبداللہ نام کو اپنا وزیر مقرر کیا اور اپنے غلام مفلح نامی رومی کو صاحب الزنج مہم پر روانہ کیا صاحب الزنج حبشی النسل تھا اوسنے کوفہ بصرہ بغداد سامرہ کے تمام حبشی اقوام کو ہمراہ لیکر عراق کی سرحد میں سرکشی اختیار کی معتمد کی مفلح کی فوج سلطانی کے ہمراہ مقابلہ کے تاب نہ لایا اور شہر واسط میں واپس ہٹ آیا یہاں نہر والہ کیطرف چلدیا آخرکار موفق محروم ہوکر سامرہ کو واپس آیا صاحب الزنج سے فراغت نہوئی تھی کہ یعقوب ابن لیث کی سرکشی کی خبر ملک عجم سے دار الخلافت میں پونچی موفق سامرہ سے فوراً ایران کو یعقوب کے مقابلہ کیلیے روانہ ہوا یعقوب بڑھتا ہوا عراق میں داخل ہوا صاحب الزنج کے ممالک ساحل میں جو بغداد کے قریب تھا سلطنت میں خرابی پیدا کر دی تمام علاقہ مار لوٹ کر خاک سیاہ کر دیا یہ سنکر موفق نے اپنے پسر عباس کو روانہ کیا اور آپ بھی شہر واسط میں آملا باپ بیٹا دونوں نے صاحب الزنج کے شہر منیعہ پر قبضہ کر لیا سخت خونریزی ہوی چودہ برس کے بعد صاحب الزنج کے اقبال کا ستارہ قریب زوال کے پونچگیا آخر گرفتار ہوکر قتل کیا گیا موفق نے معتمد کو خشنود کر دیا مگر وہ سال کے اندر ہی مرگیا صاحب الزنج کے معاملات ۲۵۵ھ ہجری سے ۲۷۰ھ ہجری میں ختم ہوئی اسی سال موفق بھی مرگیا یہ واقعات امام حسن عسکری کی وفات کے دس برس پیش ہوئے ان واقعات کو اسلئے بیان کیا کہ معتمد تخت پر بیٹھتے ہی ایسے سخت اضطراب میں گرفتار ہوگیا تھا مگر مخالفت اہلبیت کے قدیم شعار جو اوسکی آبائی رفتار تھی ایکدم نہ بھولا خواہ ایک لحظہ بھی اوسکو اپنی مصیبتوں سے فرصت نہیں تھی جو ظالم ہیں تمام ظالموں سے شدید زیادہ تھا آپکی حراست اوسکی سپرد کی اوسنے امام کو اسقدر تکلیف جو بالکل مجبور کر دیا وضو تک آب نہ دیتا تھا تیمم سے نماز پنجگانہ ادا ہوتی تھی عزیز کی بی بی نے شبانہ روز کی ایذا رسانی پر رحم کھا کر اپنے شوہر سے کہا تجھکو خوف خدا نہیں آتا اور تمکو معلوم بھی ہے کہ یہ بزرگوار فرزند دلبند جناب رسول اللہ صلعم کا ہیں پھر تم ایسی ایذا پونچاتی ہو عورت سے سنکر وہ بد مزاج کہنے لگا تو تو اسطرح کہتی ہے اور خلیفہ مجھکو حکم دیا ہے کہ اسکو خونخوار جانوروں کے آگے ڈالدیا جاوے وہ غریب خاموش ہو گئے عزیز کو عورت کا کہنا برا معلوم ہوا عزیز نے معتمد سے منظور

کرالیا کہ امام ان موذی [illegible]وں کے درمیان چھوڑ دیا جائے معتمد اپنے غلام عزیز کو یہ حکم دیکر محل میں آیا اور امام کو قید سے نکال کر [illegible] احاطہ میں داخل کردیا اور آپ دروازہ پر کھڑا ہو[illegible]نے لگا جب امام اوس صحن میں داخل ہوئے تو وہ تمام جانور اکٹھے ہوکر آپکے گرد جمع ہوگئے آپ نے تمام [illegible] پر دست شفقت پھیرتے تھے آپ کے پائے مبارک [illegible] وہ جانور کرتے تھے جنہوں نے دکھلوایا اور [illegible] مشاہدہ تماشا کیا آپ سلامت باہر نکل آئے ان بزرگوں کے ایسے معجزات بھی دیکھے تھے اونکے دلپر اثر نہ ہوتا تھا اونکے دلوں پر قفل لگے تھے غرور سلطنت کے سوا اور سبب معلوم نہیں ہوتا اس موذی دنیا دولت کا نشہ کبھی اترتا نہیں ہے جن لوگوں نے قدیم اخبار ماضیہ کا ملاحظہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ انبیاء کرام کے مقابلہ میں جن لوگوں نے اپنی جہالت کو ترک نہ کیا اور انکی کرامات کا مشاہدہ کیا اور ہدایت کی جگہ انکا خون ناحق کیا غرور دولت یہ حضرات تو سلاطین موجودہ کے مقابلہ میں اپنی حکومت کا کبھی نام نہ لیتے تھے ہاں اپنے [illegible] میں جس مقدس بزرگ کی خبر دیتے تھے اوسکی عظیم الشان سلطنت کی بشارت پہنچایا کرتے تھے اور تمام دنیا اوسکی اخبار آثار کے منتظر بناتے تھے خلیفتے بعدی اثنا عشر کی حدیث ضرور پوری ہونی تھی وہ جناب امام حسن عسکری کی اولاد پر تھی اون لوگوں کے ایام سلطنت میں پوری ہونیوالے تھے اسلئے ان لوگوں کو اپنے وقت میں قدرت ربانی کی ان امور کی ممانعت ضروری تھی متوکل پہلے کے بعد مستعین نے اسکے بعد معتز نے اسکے بعد مہندی اسکے بعد معتمد نے اسلئے جناب امام حسن عسکری کو سخت حراست میں رکھا کہ اوسوقت تک آپکی کوئی اولاد نہ تھی تنہا قید رکھنے سے انکی یہ مراد تھی کہ آپ اپنے متعلقین سے جب واسطہ سروکار باقی نہ رکھینگے نہ قید سے گھر تشریف لیجائینگے جب تمام تعلق قطعی بند ہوگیا تو بارہویں حجت اور قائم امامت کا وجود دنیا میں کیسے قایم ہوسکیگا یہ وساوس شیطانی ان ظالم ترین زمانہ سلاطین عباسیہ کے دماغوں میں پیدا ہوا کرتا تھا جیسے فرعون اور نمرود کے دل میں ہوا تھا انکے امتناع وجود ذیجود کے تھے اور اس قادر مطلق نے اپنی عملی صورت کو ابتدا سے ایسا مستحکم کردیا تھا اسکے خلاف کوشش کرتے تھے آخر ان خلفاء نے قدرت ربانی کی امتناع کی ترکیبیں پیدا کیں مگر لاحاصل قرآن واقعات مشاہدات اسکے ثبوت میں کثرت سے موجود ہیں اور بتلا رہے ہیں کہ ان اسلام نما حضرات نے اپنی اس ضلالت کفر شعاری کو اپنا اشعار بنا رکھا تھا اور حتی المقدور کوئی طریقہ دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا انکے امتناعی تدبیر کوئی باقی نہیں چھوڑی جو فضول مقاصد کے خیال ہو ہو رہے ہیں عملی طریقہ پر نہ کئے گئے ہو سلاطین عباسیہ کی غلط فہمی تھی جس طریقہ پر یہ قائم انکے ممالک محروسہ میں اس شریعت کے مسلہ جاری تھے انکے احکام کے مطابق آپکی ولادت باسعادت کے ایام قریب قیامت تھے سو برس بیشتر ان لوگوں کا شمار بالکل بنی ہاشم اور بنی فاطمہ کے ساتھ ہوتا اور فیما بین خلاص قائم تھے لوگ تفریق نہ کرسکتے تھے عقائد میں بالکل حضرات اہلبیت کے ہمکلام تھے اور انکے شعار طریقے بھی وہی تھے جو بنی فاطمہ کے تھے انکے علوم جمیعت کا مرکز اہلبیت تھے احکام دینیات اور قصص ماضیہ آئندہ کے تعلق انہوں نے جو کچھ معلوم کیا تھا

اہلبیت نبوت سے کیا تھا اور اس آخری حجت الٰہی کا وجود اہلبیت کے دائرے سے اور سوائے اس مقدس طبقہ کے دنیا میں کسی قوم قبیلہ میں جناب قائم آل محمدؐ کی ولادت کا ہونا محال بتلایا گیا ہے اور سلاطین عباسیہ طریق طریقہ اہلبیت سے بالکل بدل گئے تھے مگر قائم آل محمد کے وجود متعلق آبائے طریقہ پر تھا اب تک جو قائد بنی فاطمہ کے تھے وہ خاص امر میں اپنے اختیار آثار پر قائم تھے جو انکو اہلبیت سے پہونچے تھے اور منصور کے وقت تک شریک تھے بنی عباس اور بنی عباس اور بنی فاطمہ کے درمیان خلاف عقائد کے آثار بھی قایم ہوگئے حضرت امام حسن عسکری کے ساتھ سلاطین بنی عباس کو ایسی سخت مخالفت جو ضرورت تھی وہ بس یہی تھی کیونکہ جس شاہد ربانی کو اور اوسکے وقوع ظہور سے یہ لوگ روکنا چاہتے تھے وہ امام حسن عسکری کے صلب مبارک سے پیدا ہونیوالا تھا مہتدی و مستعین و موفق و معتز یہ چاروں اسے حیرت میں مرگئے جب معتمد کا دور ہوا تو یہ پانچواں سوار دل میں داخل ہوگیا اسنے امام حسن عسکری کی ایذا رسانی قید قتل کے متعلق کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا معتمد نے اپنی زیر حراست امام کو اوس جگہ رکھا جو مقام سلاطین عباسیہ کے خطروں کے خاص وقتوں میں چھپ رہنے یا دشمن سے آنکھ بچا کر نکل جانے کے لئے بنایا گیا تھا جناب امام حسن عسکری کیلئے مجلس قرار دے لیا شبانہ روز میں دو روٹیاں اور آب گرم کے دو کٹورے دیجاتے تھے اس مجلس کی کلید معتمد کے پاس رہتی تھی اس قید شدید میں دو برس مبتلا رہے قید تنہائی مصیبت عزیزوں کی مفارقت آپ ایسے لاغر ہوگئے کہ پیر ہفتاد سالہ ہیں اور سن مبارک آپکا چوبیس برس کا تھا معتمد ہوا خواہوں کے ہمراہ مجلس میں آتا تھا اور انکو آپکے حیرت خیز حالات کا سیر کراتا تھا یہ ظلم پسند جفا پیشہ قوم اپنے امیر کی خشنودی کیلئے طعن تشنیع کرتے تھے یہ حال تھا کہ اس اثنا میں قحط بغداد میں پڑا تمام لوگ سختی سے گزران کرتے تھے اور ایک نصرانی عالم نے مینہ برسانے کا خاص معجزہ دکھلا کر سب اہل اسلام کے عقائد میں سخت انقلاب و فساد پیدا کر دیا اور اسکی کرامت دیکھکر تمام لوگ اوسکی اطاعت وسیلہ نجات سمجھنے لگے اور پھر ایک قوم میں غوغا پڑگیا اس تذکرہ کو معتمد نے سنا وہ سنکر حیرت اور تعجب میں ہوا اور خلائق کا ہجوم اوسکے اعجاز کرامت کے مشاہدہ کیلئے جمع ہوگیا معتمد نے پانی برسانے کی درخواست کی اوسنے بلا تامل دونوں ہاتھ آسمان کیطرف اٹھا کر کچھ اسما پڑھے فوراً ابر آشکارہ ہوا اور پانی برسکے جل تھل بھر گئے معتمد کو ضرور معتقد ہونا پڑا کیونکہ جس اعجاز کرامت کی درخواست کی تھی وہ اسنے پورا دکھلا دیا تو اب اوسکی اطاعت اختیار کرنے میں کیا عذر انکار ہوتا تھا اور عمائد جو جو اسلام کے فرقوں کے پیشوا و امام کہلاتے تھے ایسے عجیب تصرف فی القدرت کو مشاہدہ کرکے اپنے عقائد میں لغزش کر گئے معتمد نے جیوں تیوں ٹالدیا مگر تمام دنیا نے نصرانی کی کرامت اور خلیفہ کے عجز کا اندازہ کر لیا اسلام کا موجود خلیفہ جو تمام طریقوں سے نائب نبی اور وصی رسول صلعم مانا جاتا تھا عالم نصرانی کے قائل کرنیکے لئے کوئی دلیل قائم نہ کر سکا اور اس امر میں خود غور کیا اور کامل علماء اور فضلا نے لاکھ فکر کی مگر کسیکی سمجھ میں کچھ نہ آیا معتمد نے مایوس ہوکر مجبور اوس حجت الٰہی کی استدعا کی جسکو قید میں ہر قسم کی ایذا پونچا رہا تھا یہ واقعہ فریقین کے علمانے لکھا ہے

صواعق محرقہ کا ترجمہ یہ ہے ✦

# جب حضرت امام حسن رض عسکری شہر سامرہ میں قید ہوگئے

تو قحط شدید پڑ گیا خلیفہ معتمد بن متوکل نے لوگوں کو نماز استسقاء کا شہر سے باہر حکم دیا اعمال استسقاء کی بجا آوری پر بھی بارش نہ ہوئی اور عیسائیوں کا گروہ ہے شہر سے باہر نکلا اونمیں ایک راہب تھا جب اوس نے طرف آسمان ہاتھ اوٹھائے بارش ہونے لگی دوسرے دن جاہلوں کو شک ہوا وہ دین ایمان سے برگشتہ ہونے لگے اور مرتد خلیفہ پر یہ بات نہایت شاق گذری اوسنے امام حسن عسکری کو مجلس سے بلاکر کہا کہ آپ اپنے جد امجد حضرت رسول اللہ صلعم کی امت کی دستگیری کریں جناب امام حسن عسکری نے فرمایا کہ لوگوں کو چاہیئے کل شہر سے باہر نکلیں انشاء اللہ تعالیٰ اونکے شکوک زائل کردونگا خلیفہ نے بمعہ اصحاب امام کو قید خانے سے نکالدیا تھا جب نماز استسقا کیلئے شہر سے باہر نکلے تو راہب نے اپنے ہاتھ آسمان کیطرف بلند کئے بادل پیدا ہوگیا امام نے راہب کے ہاتھ پکڑ لینے کا حکم دیا اوسمیں ایک آدمی کی ہڈی پائی گئی آپ نے وہ ہڈی اوسکے ہاتھ سے لیلی اور کہا اب بارش طلب کرو اوسنے جب ہاتھ اوٹھائے ابر کھل گیا اور آفتاب نکل آیا لوگ متعجب ہوئے خلیفہ نے امام سے یہ عرض کی کہ یا ابا محمد یہ کیا چیز ہے آپنے فرمایا یہ کسی نبی مرسل کے جسم کی استخوان ہے اور نبی کے جسم کی ہڈی کی یہ خاصیت ہے کہ آسمان کو برہنہ دکھلائی جاوے تو بارش ہوتی ہے چنانچہ اسکا امتحان کیا گیا ویسے پایا گیا اور ہر ایک اپنے گھروں کو چلا گیا دوسرے روز امام ع کے حکم سے مجمع عام معہ خلیفہ ہوا حضرت نے دو رکعت نماز پڑھکر دست دعا بلند کئے اور دعا مانگی ابر محیط ہوگیا پھر وہ ابر اس روز سے برسا کہ اوس عالمگیر قحط کی شکایت رفع ہوگئی علما اہل سنت نے اپنی تالیفات میں نہیں لکھا آئمہ طاہرین کی اظہار فضائل کی ضرور نہیں مجبوری ہوا کرتی ہے امام کی دعا قابل الذکر نہ سمجھی ہونگی تو صواعق محرقہ سے ثابت ہوچکا کہ راہب نے تمام اہل اسلام سخت کو ایک تہلکہ میں ڈالدیا تھا اور جنکو اوحراست قید میں بیکار کیا ہوا تھا ان معاملات میں وہ کار آمد مفید ثابت ہوئی ایسے عقدہ لاحل کو حل فرمایا ورنہ سب مرتد ہوچکے تھے اور آپ خلیفہ تمام اہل اسلام پیشوا بادشاہ امام کہلاتا تھا اور ایک جھوٹی عالم کے مقابلہ میں کچھ کشود کار نہ ہوسکا آخر اوسی نفس قدسی کے فیض روحانی کی التجا کی انہوں نے امت کی حفاظت کی جو حجت اللہ فی العالمین تھے اگر سعادت قسمت میں ہو تو منکر امامت کیلئے یہ ایک واقع کافی ہے معتمد نے یہ کمالات اور فضائل امام کے دیکھکر وارث اصلی اور وصی رسول اللہ صلعم کا امام ع کو تسلیم کرلیا مگر اقرار زبانی کا کیا اعتبار ہے اپنی غرض نکلنے کی وجہ سے ظاہر داری دکھلائی جب ضرورت رفع ہوگئی تو پھر وہی معتمد تھا اور وہی امام ع تھے ✦

# قید سلطانی سے رہائی امام حسن عسکریؑ کے ہونا

معتمد کے دل پر اس کرامت کے مشاہدہ کا اثر ہوا اوسنے امام کو محبس سلطانی سے دولتسرا میں جانیکی اجازت دیدی مگر حراست نظر بندی قائم رکھے معتمد کس خیال میں تھا اور قدرت ایزدی نے اسکے ہاتھوں سے اپنے اوس عظیم الشان قدرت کے اظہار کا پورا سامان کرادیا جناب امام حسن عسکری محبس سلطانی سے ۲۵۵؁ ہجری میں مخلص ہوئے اور اپنے حیات کے ایام اپنے گھر میں بسر کرنے لگے اور پانچ برس خانہ نشین رہے امام کی اس مخلصی سے جو قدرت ربانی اور مشیت یزدانی کا اصلی منشا تھا وہ جناب قائم آل محمد صلعم کا وجود تھا بہر طور قائم ہوگیا وقت صبح نماز پندراں شعبان روز جمعہ ۲۶۰؁ ہجری میں اوس نور الٰہی کے نور سے عالم پر نور ہوگیا الحمد للہ امام نے اس واقع کو پوشیدہ رکھا اپنے خاص گھروالیوں تک خبر نہ دی چنانچہ جعفر ثانی تک نہ جانتے تھے سید جعفر ثانی سے جب استفسار کیا تو لاعلمی ظاہر کی نہ کسی مومنین کو خبر دی جب عرصہ پانچ سالہ کا گذر چکا اور معتمد بھی آپ کی ہلاکت کی تدبیریں کرتا رہا اور ناکامیاب ہوا تو آخر اوسنے آپکی شہادت کیلئے زہر دہانی قدیم کتب جو ہمیشہ اسکی اسلاف کی مخالفت قلبی کے معیار تھے ثابت ہوئے اور امام حسن عسکری کیلئے بھی یہ آخری تکلیف مقدر ہوچکی تھی معتمد کا زہر آلودہ تحفہ قبول فرمالیا اور موت کے جام کو پی لیا تو فوراً آپکی مزاج مقدس میں تغیر پیدا ہوگیا آپ اس اضطراب کیحالت میں مجبور ہوکر لیٹ گئے عباسیہ کے ہر معاصرہ امام بزرگ کے قتل کو چھپانا چاہتا ہے مگر یہ خون ناحق ہمیشہ انکے سر چڑھ کر پکار اگیا اور انکو تمام دنیا میں مجرم ثابت کرتا آیا ہے جیسا کہ تمام مشاہدہ تاریخی سے ظاہر ہے چنانچہ معتمد نے بھی سچے واقعہ امام حسن عسکری کی مخفی کردینگے کوشش کی احمد ابن عبد اللہ حاکم قم کا بیان ہے کہ معتمد نے میرے باپ عبد اللہ کو اس غرض سے بھیجا کہ آپ کے زہر دہانی کا حال کسیکو معلوم نہو عبد اللہ نے پانچ ملازم شاہی کو آپکی خدمت میں حاضر رکھنے کا حکم دیا اور خود بھی احوال پرسی کرتا رہا اور طبیب کا علاج شروع کردیا مگر بالکل بے اثر ثابت ہوا تین شبانہ روز بسر ہوئے عقیدہ خاص آپ کا ملازم تھا وہ کہتا ہے مجھ سے امام نے آب طلب فرمایا اور وضو کرکے نماز ادا کی بعد اسکے آپ کی روح مقدس نے گلزار جنت کیطرف رحلت فرمائی آٹھوین ربیع الاول ۲۶۰؁ ہجری میں وفات پائی اور جعفر ثانی جو حرص دولت دولت کی تقاضی سے اس منصب کو اپنے مفاخرت کا باعث سمجھے تھے جنازہ کے اہتمام میں مصروف ہوئے سامان کرنے لگے ان لوگوں کو نظام قدرت کی کیا خبر جناب صاحب العصرؑ نے اپنی مادر گرامی قدر اور غلاموں کے ہمراہ اپنے پدر بزرگوار کی خدمات کو اندر گھر کے انجام دے لیا جو ان مراسم ولوازم کے اصلی مقصود ہوتی تھے ہیں جب لاش مطہر تیار ہوچکے تو عقید نے باہر آکر سید جعفر کو اطلاع دی کہ اپکے بھائی کی لاش تیار ہے آکر جنازہ پڑھلو یہ سنکر تمام شیعہ گروہ سید جعفر کے ہمراہ اوس مقام پر گئے اور نماز کی نیت سے کھڑے ہوئے تکبیر کہی تو ایک طفل گندم گون کشادہ دندان مثل مہر تاباں کے ایک حجرہ سے ظاہر ہوا اور جعفر ثانی کی ردا پکڑ کر کہنے لگا اے

چچا آپ پیچھے کھڑے ہوں اس لاش کا جنازہ میرے سوا دوسرے کو حکم نہیں ہے یہ سنکر سید جعفر عقب ہٹ گئے اور اوس طفل پنجسالہ نے جسکا سن جمال ماہ دو ہفتہ سے روشن تھا کھڑے ہوکر امامت کی اور نماز جنازہ پڑھائی اور پھر حجرہ میں واپس چلے گئے خلیفہ معتمد اس خبر سے بالکل بے خبر تھا یہ عالم سنکر حیران ہوگیا اوسنے عیسٰی کو جنازہ کی اجازت دی اور لاش مطہر حضرت امام علی نقی کے مقبرہ کے اندر رکھدی اور عام مومنین کا کثیر مجمع ہوا ہزاروں آدمی باہر صحن سے جنازہ میں شریک ہوگئے فریقین کے مورخین محدثین کا اتفاق ہے کہ اسلام میں جتنا اجماع امام حسن عسکری کے جنازہ پر شہر سامرہ میں ہوا ایسا نہ امیر نہ سلاطین نہ علما پیشوا دین کی ہوا جو آپ کی وفات کے دن ہوا ایک کہرام مچگیا گلی کوچہ بازار دربار ماتم سرا کی صورت ہوگیا معتمد دیکھتا تھا اور کچھ نہ کہتا تھا اور نہ روکتا تھا امیر غریب دشمن دوست تمام سر برہنہ چاک گریبان صدائے نالہ کرتے تھے تمام شہر کی دوکانیں بند ہوگئیں تمام کار موقوف کرکے شریک ماتم ہوگئے امام صباغ مالکی اپنے فصول المہمہ میں لکھتے ہیں ترجمہ یہ ہے کہ جب امام کی وفات کی خبر مشہور ہوئی تمام شہر سامرہ ہل گیا اور غوغا برپا ہوگیا بازار ہڑتال ہوگئی تمام خلائق جنازہ پر جمع ہوگئی سرمن رائے اوسدن قیامت کا نمونہ تھا خلیفہ نے اپنے عیسٰی کو نماز کے لئے بھیجا اوسنے ظاہری نماز کی اور آپ کے والد کے پہلو میں مدفون کیا عمر آپکی اٹھائیس ۲۸ سال کی تھی یوم جمعہ سنہ ۲۶۰ ہجری میں انتقال فرمایا تھا اور آپ کے فرزند ارجمند حجت اللہ کے سوائے کوئی دوسرا باقی نہ تھا عیسٰی نے امام ع کے روئے مبارک سے اولا اٹھائی رفع تہمت کی غرض سے تمام سادات علوی و بنی ہاشم اور وزرائے سلطنت کو دکھا کرکے کہا کہ دیکھو امام حسن ع عسکری یہ ہیں جنہوں نے اپنی موت اپنے خانہ پر رحلت فرمائی ہے اور کسی نے اونکو تکلیف گزند نہیں پونچائی دنیا کے تمام تاریخہائے سیر کی کتابوں میں بتلایا گیا ہے امام حسن عسکری علیہ السلام کے قاتل کے خانہ میں معتمد کا نام موٹے حرفوں سے لکھا ہوا پایا جاتا ہے آپ عین شباب میں گلزار جاودانی کیطرف رحلت فرمائی آپ کی مختصر حال مختصر حال محاسن اخلاق علی ابن ابراہیم بن امام جعفر صادق ع ناقل ہیں کہ افلاس سے ایکبار ہماری حالت ایسی ابتر ہوئی جس کا بیان نہیں کرسکتا میرے باپ نے مجھ سے کہا کہ حضرت امام حسن عسکری کی خدمت میں چلیں اور اونسے اپنا حال بیان کریں کیونکہ اونکے جود کرم کا شہرہ اطراف عالم میں مشہور ہے مگر آپ کی خدمت میں ہمکو معرفت حاصل نہیں تھی ہمارے باپ آپ کی خدمت میں پونچے پہلے میرے باپ نے مجھ سے کہا تھا کہ پانچسو درہم کی مجھے امید ہے عنایت فرماینگے جس میں دو سو درہم کی تو ہم کپڑے بنائینگے اور دو سو خرچ روزمرہ

میں لائینگے اور ایک سو درہم ضروریات میں خرچ کرینگے الغرض اونکی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو ہم نے دربان سے اطلاع کردی تھوڑی دیر بعد ایک خادم آیا اور کہنے لگا علی ابن ابراہیم اور اونکے لڑکے محمد کہاں ہیں انکو ہمارے آقا طلب فرما رہے ہیں یہ سنکر ہم دونو حاضر ہوئے اور آداب نیاز بجا لائے آپ نے ہمارے باپ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تمکو کون سے مانع تھے باپ نے عرض کی اے سردار صرف حیا مانع تھے اور تنگدستی نے تنگ کر رکھا تھا کچھ دیر بعد خادم کے ہمراہ رخصت کردیا اوس خادم نے پانچسو ۵۰۰ درہم ہمکو دیا اور کہا دوسو درہم کپڑوں کے لئے اور دوسو ۲۰۰ درہم گھر کی ضرورتوں کے لئے خانہ داری کی اور سو ۱۰۰ درہم اور ضرورتوں کے لئے امام ع نے عنایت فرمائے ہیں اور تین سو ۳۰۰ درہم کی ایک تھیلی دی اور فرمایا کہ دراز گوش خرید کر لیں اور تم لوگ کوہستان میں فلاں موضع کو چلے جاؤ وہاں خدا یتعالے تمہاری عسرت کو خوشحالی سے جلد تبدیل فرماوے محمد ابن علی ابن ابراہیم ابن امام جعفر صادق ع کا بیان ہے کہ ہم حسب الحکم امام اوسی مقام میں چلے گئے اور وہاں ایک عقیقہ سے نکاح کیا جسکی وجہ سے میرے چار ہزار درہم سالانہ آمدنی ہوگئی اور فارغ البالی سے بسر کرنے لگے روضۃ الصفا جلد سیوم امام حضرت حسن عسکری کے اعقاب ایک فرزند ارجمند قایم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم باقی رہا جسپر امامت ختم ہے آخری زمانہ کے امام اور بادشاہ ہونگے تمام اہل اسلام کو آپ کی انتظار ہے

# باب تیرھواں (۱۳) ختم ہوا

۱۱ شعبان المبارک سنہ [illegible]ھ

کاتب محمد حسین عطاالله

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## (۱۴)

# باب چہاردہم

تذکرہ ایام ولادت باسعادت حضرت صاحب الزمان صاحب امر باللہ و درود اور رحمت اور سلام بھیج اور زیادہ کر اور افزایش کر اوپر صاحب دعوت نبویہ کے اور صاحب دبدبہ حیدریہ کے اور صاحب عصمت فاطمیہ کے اور صاحب بردباری حسن کے اور صاحب شجاعت حسینیہ کے اور صاحب عبادت سجادیہ کے اور صاحب خصائل باقریہ کے اور صاحب نشانوں جعفریہ کے اور صاحب علوم کاظمیہ کے اور صاحب دلائل رضویہ کے اور صاحب جوان مردے تقویہ کے اور صاحب قبولیت نقویہ کے اور صاحب ہیبت عسکریہ کے وہ کہ قائم بحق ہوں اور دعوت کرنے والے راستے تمام کے ہیں کلمہ خدا ہیں اور دور کرنیوالے برائیوں کے زمانہ کے ہیں عدالت کرنیوالے بیچ دین خدا کے مضبوط کرنے والے دین کے خلیفہ خدا کے ہیں اور سردار ہیں انس کے ابو القاسم حجت بیٹے حضرت حسن عسکری کے بعد انکے مہدی صاحب عصر و زمانی کے ہیں درود اور رحمت خدا اور سلام انپر اور ان سب معصوموں پر درود و رحمت خدا اور سلام تم پر اے وصی حسن اور فرزند صالح اور اے امام زمانہ ہمارے کے قائم امید وار حکم خروج اے مہدی اے فرزند رسول خدا اے فرزند امیر المومنین۔ اے حجت خدا اوپر اوسکے خلق کے اے سردار ہمارے اور آقا ہمارے بدرستیکہ رجوع کیا ہے ہمنے اور شفاعت چاہتے ہیں اور وسیلہ گردانا تمکو طرف خدا کی اور پیش کیا ہمنے تمکو روبرو اپنی حاجتوں کے دنیا اور آخرت میں اے صاحب مرتبہ نزدیک خدا کے شفاعت کرو ہمارے نزدیک خدا کے اے مومنین باصفا احوال امام عالیمقام جناب العصر والزمان کہ جنکے سبب باغ ملت مذہب محمدی کا سرسبز و شاداب ہوگا اور ہر ایک مومن پر نظر التفات فرماتے ہیں اور ہر صبح مسا انکی ولادت کی فردین اپنے روبرو طلب فرماکر فرماتے ہیں۔ آپ کی قدر منزلت سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا منجملہ بزرگی آپکی یہ ہے کہ ۲۵۵ھ ہجری میں آپ کا وجود باوجود عالم مشہور میں آیا اور ۲۶۶ سن ہجری تک اس عالم مشہور میں رہکر بوجہ ظلم اعدا کے بدشعار بقدرت کاملہ پروردگار آپ نے غیبت فرمائی اور تا قرب قیامت غائب رہینگے جبکہ زمانہ ظلم و کفر سے مملو ہوگا تب آپ خروج فرماکر دین محمدی کو رونق بخشینگے صاحب تذکرۃ الائمہ لکھتا ہے کہ اکثر گروہ بنی آدم خاصکر اہل کتاب یہود و نصارا و مجوس و کفارہ حربی و مرتاضان ہند برہمہ و اہل سنت و اہل خطا و حکما و اہل نجوم اور بہتر فرقہ اہل اسلام سب قائل وجود فائز الجود قائم آل محمد کے ہیں اور اسم مبارک آپ کا محمدؐ ہے الا زمانہ غیبت میں نام لیکر یاد کرنا منع ہے القاب سے یاد کرتے ہیں مثل صاحب و صاحب الزمان کے بعضوں نے آپ کا نام لیکر یاد کرنا حرام

جاتا ہے بجز القاب کے قرآن میں اسماء مبارک کا ذکر رمز کے ساتھ تحریر ہے مانند نجم و عصر و فجر اور پیغمبران سابق کے صحیفوں میں اور نیز دیگر مذاہب میں اسماء مبارک بہت ہیں انکی تحریرات طوالت نفی الا آگاہی مومنین کیلئے چند اسماء بحوالہ کتب مذاہب عرض کرتا ہوں ماسد و صاحب صحف حضرت ابراہیم میں ہے اور قائم متقن کتاب زبور حضرت داؤد میں ہے اور اوقیا توریتا میں ہے اور ماشع توریت آسمانی حضرت موسیٰ میں ہے اور اجسر انجیل ہندی میں ہے اور مسیح الزمان انجیل فرنگیاں میں ہے اور سروش ایزد کتاب زمزم میں ہے اور بہرام و بندہ یزدان کتاب استباغ مجوس میں لکھا ہے اور مہندی کتب اہل سنت میں لکھا ہے اور شما قلیل کتاب ارماسطس میں ہے اور میزان الحق کتاب اری پیغمبر میں لکھا ہے اور افریس کتاب ماریقلین زند میں لکھا ہے اور کمیا کتاب بجتاد میں ہے اور میو و قالم کتاب پرلیویوا میں ہے اور قاطع کتاب قنطرہ میں لکھا ہے اور لبید لیطار الکتاب ہزار نامہ یہود میں ہے اور خسرو کتاب مجاود خرو مجبوس میں لکھا ہے اور پرونیر یعنی مظفر منصور کتاب خراں آذر برزین فارسیان میں لکھا ہے اور فیروز کتاب فرنگیاں میں اور فردوس الاکبر کتاب تروش رومیاں میں لکھا ہے اور کیقباد دوم یعنی عادل برحق کتاب گیراں عجم میں ہے اور منصور کتاب دید میں لکھا ہے اور خجستہ و فیروز کتاب روش ہمہ میں لکھا ہے اور رہنما کتاب بائبل میں ہے اور ایستادہ و خداشناس کتاب سام گوتی میں لکھا ہے اور بقیۃ اللہ کتاب ذوہر یہود میں ہے اور برہان اللہ کتاب کشکول میں شیخ بہاؤ الدین نے لکھا ہے کہ فارسیان آپ کو ایزد شناس کہتے ہیں حلیہ شریف امام صاحب الزمان کتب شریفہ مبسوط میں حسب ذیل پایا جاتا ہے وہ یہ ہے خوش رو متوسطہ تکم کشیدہ بینی کشادہ پیشانی چہرہ مبارک پر سید ہے طرف خال سیاہ اور جسم مبارک سے خوشبو آتی تھی اور دربان آپ کے محمد ابن عثمانؓ اور حاجز تھے اور کتاب نزہۃ الناظر میں لکھا ہے کہ قیام آپ کا جزیرہ ماسے مغرب ہے اوسکو الخضرہ کہتے ہیں اور ہر ایک آپ کی اولاد سے یعنی سید طاہر و سید قاسم و سید ہاشم و سید عبدالرحمان سلام اللہ ہر جزیرہ میں ان جزائر سے حاکم ہیں اور دو انگوٹھیاں دست مبارک میں ہیں امام حسنؑ اور دوسرا حضرت امام حسینؑ کی اور بتائید اس کلام کی یہ قول ہے کہ ملک شام میں ایک شہر موسوم بہ بحرین ہے چنانچہ یوسف کتاب مذکور میں فرماتے ہیں کہ سید صالح نے فقیر کو خبر دی کہ میں مکہ میں گیا اور دیکھا میں نے کہ ایک شخص بازار منا میں پھرتا تھا اوسکے ہاتھ میں سودے کی خرید کیلئے زر تھا مگر کوئی اوسکو نہ لیتا تھا پس کہا میں نے کہ یہ روپیہ مجھکو دکھا اور جب دیکھا میں نے کہ اوس سکہ پر یہ عبارت لکھی تھی انّ اللہ ربنا ومحمد نبینا و مہدی امامنا میں نے پوچھا کہ تو کہاں سے آیا اور لایا ہے کہا اوسنے کہ بلاد مغرب سے میان دریائے شہر کے ایک بادشاہ ہے کہ نام اوسکا مہدی ہے اور یہ سکہ اوسکے مضروب ہے پس پوچھا میں نے کہ یہ کون مہدی ہے وہ شخص انگشت بدنداں ہو کر مجھ سے کہنے لگا کہ چپ رہ اگر تو اپنے

کو شیعوں سے جانتا ہے میں نے کہا ہاں بس میں نے وہ درہم اوس سے لے لئی اور بعوض اوسکے درہم ہائے شامی اسکو دیدیے جب میں اپنے وطن کو آیا تو سب دوستوں نے بطور تبرک مجھسے لی لئے اور ایک جدید السّلام نصار لسے روایت ہے کہ میں اکثر سیاحی دریائے اخضر کے کیا کرتا تھا جبکہ جزائر میں پونچیا تو دور سے دوربین سے اکثر شہر کلان مثل شہرہائے عرب کے دیکھتا تھا اور کنارے دریائے اوسکے آدمی آمد شد کرتے تھے لیکن جب شہر کے اندر جانیکا قصد کرتا تو تب کچھ اثر شہر کا نہ پاتا اور کہیں مجھکو ایک بزرگ سُرخ چہرہ سفید ریش نظر آیا جب قصد قریب جانیکا کرتا تو کچھ اثر انکا بھی نہ پاتا اور علی بن عزیز الدین استرآبادی لکھتا ہے کہ علی بن وفاق اور جد و پدر اسکے ملک عرب میں علم وسیع وتشیع میں شہرۂ آفاق تھے اُسے حکایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم دریائے شام میں گئے تو دیکھا کہ ایک کشتی مانند دیدہ کشتوں کے پیدا ہوئے جبکہ وہ قریب آئے تو دیکھا کہ اوسکے آدمیوں کا کلام ولباس دیگر ہے اور انہوں نے استفسار کیا کہ تمہارا کیا مذہب ہے ہمنے کہا اثنا عشری جب انکو ثابت ہوا تو وہ خوش ہوئے اور ہم سے ملکر خشکی میں آئے اور بعد دریافت حالات ملت مردان اس ولایت کے کنارہ پر آکر نماز باجماعت پڑھی اور واسطے خریداری اشیاء کے درہم نکالے چنانچہ اُن درہموں کا سکہ بنام حضرت امام محمد مہدی عم کے تھا راوی کہتا ہے کہ ہمارے چند مخالف تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ ان درہموں کو ملک شام تک لیجاویں اور ان مسافروں کو ایذا پونچائیں بدریافت اسحال کے وہ لوگ اپنی کشتی پر سوار ہوکر چلے گئے راوی کہتا ہے چار سکہ ان درہموں سے ابتک ہمارے یہاں موجود ہیں اور محمد ابن سادات سے منقول ہے کہ میرے پاس زر بیت المال سے چار سو اسی درہم جمع ہوئے تھے اور بیس درہم جو خاص سے کم تھے میں نے اپنے پاس سے بیس درہم شامل کرکے اپنے معتمد شخص کو خدمت بابرکت امام آخر الزمان میں ارسال کیا جناب عالیدرجات نے بجواب عرضی میں بقلم اعجاز رقم لکھا کہ درہم مرسلہ تمہارے پونچے الا چار سو اسی جو مال بیت المال تھا لیا گیا اور بیس درہم جو خاص تیری بضاعت ہے واپس کئے جاتے ہیں معتمد کا بیان ہے کہ جب خدمت اقدس امام میں حاضر ہوا تو آپنے فرمایا کہ بیس درہم اس کیسہ سے نکال لو اور جو خط میرے پونچنیکے پہلے لکھا رکھا تھا میرے حوالہ کیا ابی ثورہ تحریر کہتے ہیں کہ میرا باپ زیدی تھا الا وہ اثنا عشری ہوا میں نے دریافت کیا تو میرے والد نے فرمایا کہ ایک بار ہم کربلا معلےٰ زیارت کو گئے وقت شب کو سورہ الحمد میں نے پڑھا اور خواب میں دیکھا کہ ایک مرد کھڑے ہیں اور سورہ الحمد پڑھ رہے ہیں اور اسی گھر میں مقیم ہیں صبح میں اوٹھا تو وہ شخص بستر پر اپنے نہ تھا پس کربلا سے روانہ ہوکر دریا جب گیا تو اس شخص کو موجود پایا اوسنے مجھ سے کہا اگر تو نے چلنا ہے تو میرے ساتھ چل میں ہمراہی قافلہ ترک کرکے اوس شخص کے عقب میں گیا چلتے چلتے صحرا میں ایک قلعہ آیا قریب قلعہ جاکر باجازت اوس بزرگ کے میں سوگیا جب اوٹھا تو حوالے نجف اشرف میں آپ کو پایا پس اوس بزرگ نے ارشاد کیا کہ تو مفلس ہے کوفہ میں تو جا اور ابی طاہر رازی سے جاکر کہنا کہ

چٹان کے نیچے جو دینار دفن ہیں وہ مجھے دیدے پس میں نے بیان ارشاد اوس بزرگ کا بیان کیا تو ابن رازی نے شوق سے وہ کیسہ زر مجکو دیدیا اور میں نے ابن رازی سے پوچھا کہ وہ کون بزرگ ہیں اوسنے کہا جو انکو نہیں جانتا وہ حاضر ہے وہ امام زمانہ امام العصر ہیں جب یہ حال مجھپر ظاہر ہوا میں پھر خدمت شہ میں حاضر ہوا تو آہو امام کی پناہ میں آیا اور عقب اوسکے شیر تھا شیر نے عرض کی یا امام یہ میرا شکار ہے آپ نے شیر کو ایک روٹی دی وہ کھاکر سیر ہو گیا اور آہو کو حضور نے بچایا پس یہ حال میں دیکھکر شیعہ ہوا جب ایسے ایسے معجزات جناب امام زمانہ کے کم سنی میں مشہور ہوئے تو بوجہ حسد اعدائے دین آپ کے قتل پر آمادہ ہوئے جب بقصد قتل حضرت امام زمانہ کے حجرے میں جانا چاہتے تھے تو ایک محیط دریا نظر آتا تھا میں وہ ملعون مایوس ہو کر واپس آتے تھے حسد منافقین حسد سے گذرا تو تاریخ دہم شوال یوم جمعہ ۲۶۶ سنہ ہجری میں بعہد معتمد عباسی غیبت صغرا اور پر زمانہ راضی مقتدر عباسی غیبت کبرا فرمائے اسوقت سن شریف آپکا گیارہ برس کا تھا اور روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابمقام آپ کا جزیرہ بحیرہ ابیض خواہ بحیرہ اسود میں ہے چنانچہ امام محمد باقر ؑ سے روایت ہے کہ جسوقت آپ ظہور فرمائینگے کوئی بدعت اسدار ناپائدار میں نہ رہینگے اور علم سلام قائم فرمائینگے خصوصاً قسطنطنیہ اور چین اور جبل ویلم کو فتح فرمائینگے اور اصحاب مفصلہ ذیل سے روایت ہے کہ فرمایا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے کہ ہوگا آخر زمانہ میں ایک فرزند میرا حاکم عادل جو چلیپا نصارا کو توڑیگا اور جزیہ کو برطرف کریگا اور دعوت بجز اسلام کچھ نہ لیگا اسمائے راویان یہ ہیں عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن مسعود اور ابو سعید اور ابوذر غفاری اور سلمان فارسی اور جابر ابن عبداللہ انصاری اور زید بن ثابت اور انس بن مالک اور ابو ہریرہ اور عمر ابن خطاب اور زید بن ارقم اور ابو عمامہ واثلہ بن الاشفیع اور ابو ایوب انصاری اور عمار یاسر اور حذیفہ بن الاسید اور عمر بن الحصین اور سعد بن مالک اور حذیفہ بن الیمان اور ابو قتادہ انصاری اور عورتیں مومنین سے فاطمہ ؑ اور ام سلمہ اور عائشہ راوی ہیں اور ترمذی میں ابو ہریرہ سے لکھا ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے کہ ہمیشہ گروہ میری امت کا جاری کرنے مذہب حق پر قتل کریگا منکروں کو اور غالب ہوگا تا روز قیامت اور احادیث معتبرہ سے علامات ظہور آپ کے حسب ذیل پائے جاتے ہیں خروج سفیانی اور گہن لگنا آفتاب کا نصف ماہ رمضان میں اور چاند کو اسی ماہ کے آخر میں خلاف قوانین نجوم کے اور غرق ہونا ایک لشکر کا زمین مغرب میں اور دوسرے کا مشرق میں اور نکلنا آفتاب کا بوقت زوال یعنی وقت عصر کے طرف مغرب کے اور قتل ہونا محمد ابن حسن نامی کا پیش کعبہ کے اس واقعہ کے پندرہ روز بعد آپ ظہور فرمائینگے اور زمین منور کی اور [illegible] نور کا ہوگا اور شہر یمن میں ایک بشر [illegible] عیاں ہوگا اور ہر شہر کو تسخیر ناگہاں وہ کریگا اور آپ کی ضرب ذوالفقار سے وہ قتل ہوگا بہت علامات ہیں مثل خراب ہونی مسجدوں کے اور نکلنا ستارہ کا مثل عجیب کا مثل آفتاب کے اور دنبالہ دار ستاروں کا پیدا ہونا بوجہ طوالت مختصر علامات لکھے گئے وقت ظہور خروج آپ آفتاب کے کفر اور ظلم سب دفع ہوگا اور مذہب حق کو قوت ہوگی اور ظہور آپ کا بروز

شنبہ عاشورہ کو ہوگا اور مدت حکومت آنحضرت کے تین سو نو ۳۰۹ برس لکھی ہے اِلّا ہر روز اوس حکومت کا برابر دس روز کے اور ہر ماہ برابر دس ماہ کے اور ہر سال برابر دس برس کے ہوگا تاریخ الائمہ صفحہ ۲۶۲ تا صفحہ ۲۶۵ بعد ازاں راوی نے تحریر فرمایا ہے کہ دس روز بعد آں حضرت کے دجال لعین پہاڑ پر ظاہر ہوگا اور ہمراہ اسکے فوج ہوگی اور وہ امام زمان پر حملہ کرنیکا ارادہ کریگا اور دو کوہ جادو سحر اوسکے ساتھ روانہ ہونگے دونوں جانب نظم

ایک کوہ مثل باغ ارم آئیگا نظر — نہریں رواں غذائیں لطیف اسمیں سربسر
اور دوسرے میں عقرب و مار آگ شعلہ ور
سب سے کہیگا قہر و کرم میرے ہاتھ ہے — دوزخ بھی میرے ساتھ ہے جنت بھی میرے ساتھ ہے
وہ منکر خدا ندا دیگا بر ملا — طاعت میری کرو تم سبکا ہوں خدا
آ آو کے لو بہشت کے میوے ہزار ہا — ورنہ ہے عنقریب جہنم کا سامنا
اکثر گرسنہ شخص فریب اُسکے کھائینگے — سب جائینگے غلام علی کے بچ جائینگے

اور کتب میں تحریر ہے کہ سال پہلے دجال کی دُنیا کی برکت جاتی رہیگی لوگ مختار ہونگے پس اکثر گروہ اُس کیطرف جائینگے وہ کعبہ گرامی آئیگا تب حضرت عیسی سے گفتگو ہوگی اور وقت نماز ہوگا حضرت امام صاحب الامر حضرت عیسیٰؑ سے کہینگے کہ آپ پیش نماز ہوویں اور حضرت عیسی کہینگے کہ میرا کیا مقدور ہے یہ ورثہ آپ کا ہے جب نماز سے فراغت ہونگے پھر آنجناب امامؑ و حضرت عیسیٰؑ معہ محبان سوار ہوکر طرف دجال کے آوینگے خلقت کی ہجوم دجال کے ہمراہ ہوگی آنحضرت فرمائینگے اے غافلو دجال کو خدا نہ کہو اور دجال کو ندا دینگے تیرا اقبال اگر اوج پر ہے تو کیا ہوا اور حملہ کرینگے دجال پر وہ بھاگے گا کانپتا ہوا اپنی زباں میں وہ جو نکالینگے ذوالفقار یا اسد اللہ کہکر دجال پہ تیغ کا وار لگائیگا وہ نامدار ایک وار سے دو دو ہو جائیگا راوی لکھتا ہے کہ بعد ازاں آپ خواہاں خون اپنی جد نامدار پسر حیدر کرار حضرت امام حسینؑ کے ہونگے چنانچہ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ بعد شہادت یحیی نبی کے خون حضرت یحیی نبی کا چالیس سال تک جوش کھاتا رہا الا جبکہ ستر ہزار نفر قوم بنی اسرائیل سے قتل کے گئے اسوقت خون حضرت یحیی نے جوش کھاتا رہا موقوف کیا اور میری جد امجد حضرت حسین کا خون جوش کھایا کریگا تا ظہور قائم آل عبا کی پس امام زمانہ طالب خون اپنی جد امجد کے ہونگے اور ستر ہزار نفر اس امت کے قتل کرینگے تب خون جناب حضرت امام حسین کا جوش کھانے باز رہیگا اور مفضل ابن عمر نے حضرت امام محمد باقرؑ سے یہ حال سنکر پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ کہ جو مصائب عترت رسول و اولاد مظہر العجائب پر بعد وفات سرور کائنات کے گذرے ہیں اُن سبکا عوض ظالموں اور ظالموں کی اولاد سے لینگے حضرت صاحب العصر آنحضرت نے فرمایا ضرور انتقام لینگے مفضل نے پھر عرض کی کہ یا حضرت امام زمانہ کے سامنے شہدائے کربلا معلی بھی آئینگے یا کسطرح اس امر کو بیان فرمائیے بجواب اسکے امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ اے مفضل سن ہمارے فرزند لست محمد صاحب الامر ہیں

حضرت عیسیٰ آسمان سے نزول فرمائینگے تو اسوقت شاہ سفیانی اور دجال وغیرہ گروہ شیطانی سب بحکم امام مارے جائینگے اور سات ہزار اشخاص آل اسحاق سے بکبیر دست حق پرست امام پر بیعت کرینگے اور مسلمان ہونگے تب جد بزرگوار میرے احمد مختار و حیدر کرار و حسنین عالی وقار و فاطمۃ الزہرا جدہ نامدار اور ہم سب اہل بیت اطہار واسطے ملاقات قایم آل عبا کے آئینگے اور ہر ایک بزرگوار اپنے حالات مصائب کے بیان فرمائینگے لیکن سب سے زیادہ الم انگیز اور درد خیز آمد میری جد جناب سید الشہدا کے ہوگی کہ تمام جن و انس آپ کی سواری کا سامان دیکھکر ڈاڑھیں مارکر رونے لگینگے اور صحرا کانپ جائینگے کیونکہ اس جلوس میں بارہ ہزار صدیق اور شہید اور پیچھے انکے رفقا انصر شہدائے کربلائے معلے اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر آئینگے اور اپنے اپنے خیمہ میں فروکش ہونگے الا بروز استغاثہ جب دربار صاحب الامر کا آراستہ ہوگا اور جناب رسالت پناہ ایک مسند عالی پر رونق افروز ہونگے اور جبرائیل میکائیل سامنے کھڑے ہونگے اور اسوقت خیمہ سے آمد امام حسین بطرز دیگر ہوگی جب غلغلہ تشریف آوری جناب سید الشہدا المقتول دشت نینوا گوش زد خلائق ہوگا تو نظر اوٹھاکر سب لوگ دیکھینگے بدیں طور کہ جناب سید الشہدا اپنے ہمراہ شہیدوں کی صف جمائی ہوئی اور فریاد یا آہ آہ الحسین زبانوں پر سب کے بدنوں سے خون رواں سر سبکے ہاتھوں پر رکھے ہوئے اور فریاد یا ثارات الحسین کی زبانوں پر اور جناب امام حسین سبکے آگے با جسم مجروح جامہ خون آلودہ لئے ہوئے اور نعش مطہر شش ماہہ اپنے جانی سے لگائے ہوئے اور سر انور اپنا ہتھیلی پر رکھے ہوئے تشریف لائینگے اسوقت جناب سیدہ صدیقہ کبرا فاطمۃ الزہرا نالہ و شیون کرتے ہوئے جانب چپ امام حسین کے کھڑے ہونگے اور ایک ہاتھ میں دندان مبارک رسولخدا دوش اقدس پر جامہ زہر آلودہ امام حسین اور گود میں نعش محسن والی لئے ہوئے اور سر اقدس پر عمامہ خون آلودہ جناب امیر المومنین دہری ہونگے اور جناب امیر گریاں و نالاں با سر شگافتہ خون رواں جانب راست جناب امام حسین کھڑے ہونگے اور ان سبکے بیچ میں شہدائے کربلا با تن مجروح خون آلودہ ایستادہ ہونگے اوسوقت جناب قائم آل عبا جسم کا جسم بشدت گریہ سے لرزاں ہوگا اور چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہوگا اور حضرت عیسیٰ بشدت گریہ سے بیتاب ہوجائینگے اسوقت جناب رسولخدا یا گروہ ملائکہ اور حضرت حمزہ اسد اللہ اور حضرت جعفر طیار گریاں اور نالاں اپنے مقام مقدس اوٹھکر حضرت امام حسین کو اپنے چھاتی سے لگا لینگے اور سر مبارک انکا گلو بریدہ سے ملائینگے اور بوسہ پیشانی مجروح و رخسار خون آلودہ کی لینگے کہینگے اے حسین فدا ہو تجھپر روح جان میری اے فرزند دلبند تو نے میری امت کو دوزخ سے بچالیا اور اپنا گھربار لٹا دیا اور جبرئیل آگے جناب سیدہ دو جہان کی آواز بلند سے ندا دینگے کہ آج وہ دن ہے کہ جسکا وعدہ خدا تعالے نے تمسے کیا تھا پس آج تم عوض اپنا لو اور روز قیامت خدا سے عوض اپنے نافرمانی لیگا چنانچہ مفصل کہتا ہے کہ میں اس حدیث کو سنکر بہت رویا اور سب حاضرین مجلس بھی روتے ہوئے غش کرکے علاوہ ان بزرگواروں کی اور شہیدوں کے اور لڑکے خورسالوں کی لاشیں تڑپتی زمین پر نظر آئینگے اور پسران

امیر مسلم و پسران امام حسن و شہید کربلا اور برادران حضرت عباس پس اسوقت جناب صاحب الامر حکم فرمائینگے کہ کہاں ہیں موکلان گورستان وہ جائیں اور اون قاتلوں کو قبروں سے اوٹھا لائیں زندہ کرکے حاضر کریں چنانچہ تعمیل فرمان حکم زمان تمام ظالم حاضر کئے جائینگے اور بعد پرسش و ختم حجت وہ سب بہ تقویت تمام اُن لڑکوں اور شہیدوں کے ہاتھ سے بحکم صاحب الزمان وارثوں کے ہاتھ سے قتل کئے جائینگے اور قاتلان سید الشہدا کو خود بعہدۂ وراثت امام اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے اور تعداد اُن ملاعین کے ستر ہزار تک ہوگی بعد اوسکے حضرت امام زین العابدین طوق و زنجیر پہنے اور مہار شتروں کے ہاتھوں میں لئے تشریف لائینگے اور کہینگے اے امام عصر بعد شہادت امام حسین مجھکو پابند کیا طوق زنجیروں میں اور تازیانہ مارتے تھے اور مجھکو غش آتا تھا اور ایک قطرہ آب نہ دیتے تھے نہ غذا میں کہتا تھا پانی پلادو مگر میری فریاد پر خیال نہ کیا اور اسیران اہلبیت اطہار اسیطرح فریاد کرتے ہونگے کہ ہم دختران رسولخدا اور جگر گوشگان جناب فاطمۃ الزہراؑ ہیں اور ہم ذریت علی مرتضی اور حسن المجتبیٰؑ ہیں اور اہلحرم سب شہدا ہیں اور فرمائے گئے کہ اے وارث رسول اللہ صلعم ہم سب نے بعد قتل امام کے جو اذیتیں اوٹھائیں کیا عرض کریں لیکن سب سے زیادہ استغاثہ جناب بی بی زینبؑ اسطرح فرمائینگے کہ اے فرزند میرا کوئی آسرا نہیں رہا اور ننگے سر مجھکو قید کیا اور انکے جناب سکینہ بھی چلائینگے کہ مجھکو لعینوں نے طمانچے لگائے اور گوشوں سے دُر اُتار لئے کوئی ہماری فریاد کو نہ پہونچا اور مجھے اندھیری کوٹھری میں علیحدہ قید کیا الغرض تمام اہلحرم فرد فرد اپنا حال کہہ کے فریاد کرینگے کہ اے امام زمان ہم سب سر برہنہ شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے بازاروں میں شہروں کے اندر پھرائے گئے اور اسے شانوں میں باندھکر دربار ابن زیاد میں اور دربار یزید میں کھڑے کئے گئے اور غضب ہوا کہ جسوقت ہم اہلبیت سر برہنہ دو بدو یزید پلید کے کھڑے کئے گئے تو ایک ظالم نے جناب سکینہؑ کو کنیزی میں طلب کیا ہماری اس ہتک عزت کی داد دیجئے اور جناب حضرت علی عابد اپنا پیراہن اوتار کر تازیانوں کے نشان دکھلائینگے اور اسطرح فرمائینگے کہ جسدن سے حضرت رسولخدا نے وفات پائی اوسیدن خاندان رسالت پر تباہی آئی اور دروازے ظلم ستم کے کھول دئے گئے کہ خون ہمارے بہائے گئے اور اسیر کرکے بلائے عام میں شہر بشہر پھرائے گئے اور ظالم پکار پکار کر کہتے تھے آؤ دیکھو یہ بندیوان آل رسالت پناہ ہیں اسوقت یہ استغاثہ سنکر قائم آل عبا حضرت رسالت پناہ سے پوچھینگے کہ اے جد نامدار حضور نے اہلبیت کو امت میں امانت چھوڑا تھا اور انکی تعظیم تکریم کے فرمائے تھے یہ سب بانی مبانی جور و ستم کے حاضر ہیں آپ انسے استفسار فرمائینگے کہ کس قصور پر یہ ظلم ستم اہلبیت پر کیا اسوقت رسولخدا زار زار روئینگے کہ میری اہلبیت نے حق صبر جو تھا ادا کیا اور میری وصیت اسطرح بجا لائے کہ میں اونکے بار احسان سے کبھی سبکدوش ہونگا اور ان اشقیا امت نے جو بدسلوکی کی میری اہلبیت سے کی ہے اوسکا اجر روز قیامت

خدائے عادل سے لونگا مگر تم وارد دنیا ہیں ان مستغیثوں کے تسکین کے لئے ان ظالموں سے بخوبی بدلا لو یہ ارشاد سنکر جناب صاحب الامر پیراہن خون آلودہ پہن کر اور پیشانی ولبہائے مبارک اپنے سنگ سے مجروح کر کے دانت ٹوٹے ہوئے لیکر بشکل اپنی جد بزرگوار حضرت محمد صلعم کے آپکی خدمت بابرکت ہیں عرض کرینگے کہ اے جد بزرگوار میں آپ کا ہمنام ہوں آپکے زخم کی فریاد جو جنگ احد میں خالد بن ولید وابی سفیان کے ہاتھ سے بضرب سنگ پہنچے آپکے حضور میں فریاد لایا ہوں اسکی داد دیجئے اور آپنے کیسی کیسی احادیث میری امامت اور ولادت اور غیبت اور رجعت کے باب میں ارشاد فرمائیں آیات قرآن سے اوسپر ناطق مگر آپکی امت نے ہرگز نہ مانا بلکہ بجائے ایجاب کے ہماری تکذیب کر کے طرح کے اعتراض میری نسبت ورجعت پر ظاہر کئے اور طائفہ امت کو امت کو گمراہ کر کے ایک فرقہ کے تہتر فرقہ کر دئے اور اہلبیت کے اقوال کو عام امت کے برابر بھی نہ سمجھا اور بجائے اوسکی متابعت منبروں پر جہر کر ہمکو برا کہا اور غیروں کو فوقیت ہم پر دی بلکہ اسپر بھی اکتفا نہ کیا اور ہمارے قتل پر آمادہ ہو گئے اور اسدرجہ کو ہمارا حال پونچایا جو حضرت نے آج مشاہدہ کیا اسقدر خونریزی فرعون نے بھی بنی اسرائیل کی نہ کی ہوگی اور بڑا ستم یہ ہوا کہ بعد آزاں حکومت بنی امیہ و شاہان میں ہمارے شیعہ آزار پاتے چلے آئے ہیں اور اس طرف سے برابر صبر تحمل ہوتا گیا ہے بباعث اس امر کے حضرت رسولخدا فرمائینگے کہ شکر خدا حبیبی موافق اپنے وعدہ کی ہم اہلبیت کو حاکم اور وارث روئے زمین کا گردانا اور یہ دن تمکو نصیب ہوا اب تم ذوالفقار لیکر ان سب ظالموں کو قتل کرو اور ذریت کو تسکین دو اور جسنے تمکو لاوارث گردانا تھا اونکو شرمندہ کر کے اپنے وراثت ظاہر کرو اور نبوت وخلافت کا ایک خاندان میں مجتمع ہونا دکھلا دو پس اوسوقت ذوالفقار حیدر کرار ارشاد رسول مختار عرض کرینگے چنانچہ آپ جملہ ملاعین کو بضرب ذوالفقار دار البوار میں پونچائینگے اسیطرح ولید ابن عبد الملک قاتل امام علی عابد اور حسان ابن عبد الملک قاتل امام محمد باقر عم اور منصور دوانقی قاتل امام جعفر صادق عم اور ہارون رشید قاتل امام محمد موسیٰ کاظم اور قاتل امام علی موسی رضا عم مامون رشید اور معتصم قاتل امام محمد تقی اور معتمد قاتل امام علی نقی اور قاتل امام حسن عسکری سب بحضور امام آخر الزمان قتل کئے جائینگے اور پھر بحکم خدائے کریم مردے زندے ہونگے جب محشر کے آمد ہوگی قبروں سے مردے نکلینگے آفتاب قریب دو کمان کے ہوجائیگا اور زمین چاندی کی ہوگی اور آسمان شق ہوگا اور تین مرتبہ اسرافیل صور پھونکے گا بار سوئم کو مردے زندے ہو کر حاضر کئے جائینگے اور تمام زمین و آسمان جن و انس و ملائکہ سے شور الاماں کا برپا ہوگا کئی ہزار فرشتے لیکر حضرت جبرائیل زمین پر آئینگے اور قبر جناب رسولخدا کو زمین پر دریافت کرینگے اوسوقت زمین یہ جواب دیگی کہ اے جبرائیل آج اسقدر پریشانی مجھکو ہوگئی ہے مسکن قبر رسول پاک کی خبر نہیں یہ جواب سنکر پیک رب الجلیل دریافت مسکن رسول مقبول میں متصرف ہونگے اور فرشتوں کو اس پیغمبر عالیمقام کی قبر کی تجسس کیلئے ارشاد کرینگے ناگاہ ایک مقام پہ ایسی روشنی نمود

ہوگی کہ جسکے آگے ماہتاب مثل ہلال اور عقل جن وانس و فرشتگان حیران ہوگئے پس ایسے مقام پر جبرئیل جاکر ندا دینگے کہ اے روح رسول پاک تن اقدس میں قرار پکڑ جسوقت روح القدس تن میں داخل ہوگئے تو آپ اٹھینگے جبرائیل امین اسوقت بعد سلام ملک العلام محمد اے کرام عرض کرینگے کہ آپ کو خداوند تعالے نے یاد فرمایا ہے کیونکہ روز قیامت آپونچا پس یہہ خبر سنکر بکمال مسرت حضرت رسول مقبول براق پر سوار ہوکر نجف اشرف میں تشریف لائینگے اور وہاں سے حضرت علی علیہ السلام کو ہمراہ لیکر عرش پر جلوہ گر ہونگے اور جہاں پر بحکم بادشاہ حقیقی تمام شاہ گدا دہوپ میں کھڑے ہونگے اسوقت جملہ مخلوقات سے حساب کتاب طلب ہوگا بس امروز اکثر گدا مثل بادشاہ ہونیکے ہونگے اور بادشاہ مثل فقیروں کے ہونگے اور فرشتے چاروں طرف سے گرداوری کرینگے اور کسیکا زور نہ چلیگا اور آفتاب حشر قریب سر ونیکے ہوگا ہر ایک آنکھ گریاں ہونگے الا وہ چشم جو غم حضرت امام حسین م کو روئے ہوگی وہ شاداں ہوگی اوسوقت ندا آئیگی کہ کسیکو کسی نے ستایا ہو وہ آج ہمسے داد چاہے جس جس کسیکو بگناہ کسیکو ستایا ہوگا آگے بڑہکر داد چاہیگا تب خداوند فرمائیگا اے داد خواہو تم میں سے کوئی شخص میرے حسین ؑ سے بھی مظلوم ہے اوسوقت سب متفق ہوکر عرض کرینگے کہ بارالہا نہیں امام حسین سا ظلم ہم میں کسی پر نہیں ہوا بجواب اسکے حکم ہوگا کہ قسم ہے مجھے اپنے جاہ جلال کی کہ اول محمد ؐ کی آل کی داد دونگا یہ ارشاد فرمایا کہ خدا تعالے نے جبرائیل سے پوچھا کہ لا او کہاں ہے فاطمہ میرے محبوب کی بیٹی وہ کیوں نہیں آج داد خواہی کو آئے کہا وہ اب بھی خائف ہیں خاتون حشر کو عرصہ محشر میں آنا چاہیئے اور کہدو کہ میرے محبوب کی بیٹی سے جب تک نہ فیصلہ ہو تیرے حق کا میرا عرش کو نہ چھوڑیو یہ سنکر آمد آمد جناب فاطمہ زہراء ؑ کی شروع ہوگی اسدم جو زمین میدان حشر مثل توے کے گرم ہوگی سرد ہوجائیگی اسوقت تمام اہل محشر باہم گفتگو کرینگے کہ یا اللہ یہ آمد کس مقبول خدا کی ہے کہ آفتاب قیامت ہے بھی سرد ہوا جاتا ہے بیشک یہ بندہ تمام خلق میں فرد ہے اور حوریں بیشمار گیسو کشادہ بے نقاب صف بصف روتے ہوئے اہل محشر کو کہینگے کہ اپنی سب آنکھیں بند کرو نوبت رسول صلعم صاحب تطہیر آتی ہے عورتوں نے عرض کی بار خدایا ہم بھی آنکھیں بند کریں تب حکم ہوگا یہ اسرار خدا ہے تم سے شکل جناب فاطمہ کے دیکھے نہ جائیگے کیونکہ دندان شکستہ رسول ایک ہاتھ پر ہیں اور عمامہ خوں آلودہ حضرت علی فرق مبارک پر رکھا ہوا ہے اور جامہ زہر آلودہ امام حسن ؑ دوش پہ ہے اور پیراہن بھرا ہوا خون حسین کا دوسرے کاندھے پر رکھا ہے اور خون حسین سے چہرہ مبارک سرخ ہے اور تمام بال خاک کربلا سے اوٹھائے ہیں اور لاشہ علی اصغر کو گود میں لے ہیں اور خون گلو سے جاری ہے سب آنکھیں بند کرلو الا اسوقت خاتونوں کا عجیب حال ہوگا الغرض بفرمان ایزد تمام انبیا و امام حسین کی پیشوائی کو آئینگے مگر سب پا پیادہ آئینگے اور جناب محمد صلعم اپنی دختر کو ناقہ نور سے اتارینگے اور دونو مخدر جناب حوا و جناب خدیجہ پہلوں کو سنبھالے ہونگے اسیطرح آپ طرف عرش کے روانہ ہونگے الغرض مشکل ہے گذر جناب فاطمہ کا عرش تک ہوا اور سر کہولے عرش کو سجدہ کیا اور شکایت شہادت دندان رسول و علی و امام حسین ؑ و سائر شہدائے کربلا کے تمام تکالیف عرض کرینگے کہ اے میرے خدا یہ سب الام مجھپر ہوئے لیکن سب سے سوا درد

میرے حسین کی تکلیفوں کا ہے کہ عالم غریب میں تین دن بھوکھا پیاسا بیگناہ یہ حال جب جناب فاطمہ زہرا
جسدم عرض کرینگے اسوقت طیش جلال رب ذوالجلال کو آئیگا الغرض تازیانہ آتشین لیکر موکل دوزخ بحکم خدا تعالے
آئیگا اور تمام ظالم موجود ہونگے پھر ہر ایک کو وہ تازیانہ لگائیگا اسوقت شور الامان کا برپا ہوگا پس اسوقت
جبرائیل ذوالجناح کو جنت سے لائینگے اور زین مرصع کا رکس کر طرف کربلا جائینگے پھر تربت امام حسین پر پہونچکر
بمقام کربلا عرض کی تمہارے خوف جہنم سے روتے ہیں آپ سوتے ہیں الغرض جب کاروان شہدائے کربلا عرصہ
محشر میں پونچیگا تب ایک فرشتہ قریب جناب امام حسین کے ہوکر محضر شہادت جسپر مہریں پنجتن کے ہونگی آپکو
پیش کریگا اسوقت آپ اختیار بخشش امت دیکھکر بہت خوش ہونگے اور جناب رسول صلعم بعد پیشوائے ہمہ پیغمبران
کے اپنے لخت جگر سے لپٹ جائینگے اور عرش حق سے آواز آئیگی کہ السلام علیکم یا مظلوم کربلا تیری داد
مجھپر فرض ہے کسنے قتل کیا اور کیا گناہ سرزد ہوا اسوقت آپ عرض کرینگے کہ اے رب العزت تو عالم
دانا ہے کہ یہ خاکسار سبکا خیر خواہ تھا بے قصور قتل کیا گیا تجھسے زیادہ اور کون گواہ ہے الا تیری راہ
میں شہید ہونے سے وہ مزا ملا کہ لاکھ بار زندہ ہوں اور ہر بار سر کٹانے کی آرزو ہے اگر میرا خون بہا تو کچھ گلا
نہیں میری جد نامدار اپنے حبیب ختم رسل کی امت کو بخشدے یہی میرا خون بہا ہے اسدم ملائکہ اللہ تعالے فرمائیگا ہ

اج اختیار شفاعت دیدو امام حسین ع کو
فرمان کردگار جو یہ پائینگے حسین ع
اپنے ہر اک غلام کو بخشائینگے حسین
دیکھو تو ابن فاطمہ ع کے فیض عام کو

کلید دوزخ و جنت جو ملیگی حسین ع کو
آتش کو سبکی کردیسے سرکائینگے حسین
ایک ایک کو بہشت میں لیجائینگے حسین
اعلی بہشت دیوینگے ادنے غلام کو

بحوالہ کتاب تاریخ الائمہ لکھا گیا ہے مولفہ سید وزیر حسین خانصاحب ساکن بریلی رائے قصبہ بہرسراج
بھرت پور بحوالہ تحفۃ العوام مؤلفہ مولوی حسن علی صاحب صفحہ ۲۵۰ احوال ظہور جناب حضرت صاحب
العصر الزمان کے وقت قریب ظہور ہوگا تو بہت علامتیں ظاہر ہونگی ایک پندرہ ماہ رمضان میں
سورج گرہن ہوگا اور آخر ماہ رمضان میں چاند کو گہن لگیگا جو خلاف قاعدہ منجمین ہے آفتاب اول روز
سے وسط عصر تک آسمان پر قائم کریگا (۳) اور آفتاب طلوع مغرب سے کریگا (۴) جانب مشرق سے ایک
دمدار ستارہ چاند جب نمودار ہوگا پھر وہ ستارہ خم کھائیگا یہاں تک کہ اسکے دونوں سرے ملجائینگے
(۵) اور اطراف آسمان پر سرخی پھیل جائیگی (۶) اور جانب مشرق طول میں آتش نمایاں ہوگی اور سات یوم رہینگے
(۷) اور سات کاذب دعوی پیغمبری کرینگے (۸) اور اولاد حضرت ابیطالب میں بارہ علم مدعوی امامت
بلند ہونگے (۹) اور بغداد میں اول سیاہ آندھی اور زلزلہ آئیگا (۱۰) اکثر شہر غرق ہونگے (۱۱) اور قتل
اور وبال اور مال زراعت عراق میں بکثرت ہوگی اور ٹڈی آئیگی (۱۲) مغلوں کے دو فرقوں میں شدید
خون ریزی ہوگی (۱۳) ایک بدبخت جماعت بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ ہونگے (۱۴) ماہ جمادی الآخر

سے ماہ رجب کی دس روز تک ایسا مینہ برسیگا کہ خلقت نے کبھی نہ دیکھا ہوگا اور اس مینہ سے قبروں کے اندر مومنین کے گوشت اوگیں گے حضرت صاحب الامر کے ظہور کی پیشتر پانچ علامتیں ظاہر ہونگی ماہ رجب میں آسمان سے ندا آویگی ایک شخص سفیانی نکلیگا اور اسکا لشکر غرق زمین میں ہوگا اور بیرونی خانہ کعبہ کی اور پشت کوفہ پر ایک پاک نفس حسینی سید قتل ہوگا اور اہل یمن خروج کرینگے اوسوقت حضرت صاحب الزمان تین سو تیرہ متقی شیعہ ہمراہ لیکر خروج کرینگے یہ ہمراہی شہرہائے مختلف سے بعض بستروں سے غائب ہوکر بعضے علانیہ سفر طے کر کے صبح کے وقت بمقام مکہ معظمہ بخدمت امام صاحب العصر پونہچ جائینگے تو منجانب امام منادی ہوگی کہ کوئی شخص پانی اور خوراک کا ہمراہ نہ لی صرف حضرت موسی کا پتھر ایک شتر پر بار کیا جائیگا حدیث معتبر میں ہے کہ جس روز آپ کا ظہور ہوگا وہ منگل کا دن اور ماہ محرم شریف کی دسویں تاریخ ہوگی اور ہر ایک مومن کی قبر میں فرشتہ ندا دیگا کہ تیرا امام ظاہر ہو گیا اگر چلنا ہے تو چل ہم اسکے پاس تجھے پونہچا دیں جب حضرت مکہ میں تشریف لاوینگے تمام مومنین جمع ہو جائینگے تو منجانب امام منادی ہوگی کہ کوئی شخص پانی اور خوراک کا بار ہمراہ نہ لی صرف حضرت موسے ع کا پتھر ایک شتر پر بار کیا گیا امام کی ہر منزل پر بارہ چشمے جاری ہونگی اور بھوکھوں پیاسوں کو سیراب کر دینگے زمین وقت سفر کوتاہ ہو جائیگی اور نجف اشرف میں جاکر قیام کرینگے تو اوسی پتھر سے شیر اور آب اور دانہ اور چارہ امام کے تمام لشکر کیلئے بر آمد ہوگا اور ہر شخص کے سر پر امام دست مبارک پھیرینگے جس سے اونکی عقلیں کامل ہونگی اور چالیس مرد کی قوت خدا بخشیگا اور عمر زیادہ ہوگی ہر ایک شخص کے ہزار فرزند ہونگے تمام ظلم کفر دنیا سے جاتا رہیگا غرضکہ تمام عالم عدل سے معمور ہوگا مسجد کوفہ ہزار در کی تیار ہوگی اور مسجد شہدا میں امام معہ عیال اوترینگے اور مسجد کوفہ میں چشمہائے روغن اور شیر اور آب طہور جاری ہو جائیگا قیام کوفہ کے وقت لشکر امام طرف شام قتل بنی امیہ کیلئے روانہ ہوگا اور بنی امیہ تمام فرار ہو کر شہر ہائے فرنگ میں پناہ طلب کرینگے اور نصارا اختیار کرینگے مگر جب اصحاب امام انکی بلاد کیطرف متوجہ ہونگے اور قوم نصارا جو باہم صلح ہو منگے اور بنی امیہ کو لشکر امام کو واپس دینگے اسکے بعد امام مدینہ قبر رسول اللہ صلعم پر آوینگے پھر بانیان ظلم و جور و غاصبین حقوق پیغمبر کی بابت تین دفعہ استفسار فرمائینگے بعد تین یوم بحکم حضرت دیوار شق ہو کر گروہ مفسدین جہاں جہاں ہونگے اپنی قبروں سے بر آمد ہونگی اصلی صورت پر پھر لوگ حسب الحکم امام ع اونکو خشک درختوں پر لٹکا دینگے اوسوقت وہ درخت سبز ہو جائینگے اوسوقت ناحق پرست بہت خوش ہو کر کہینگے کہ اللہ تعالی نے اپنی شرف بزرگی سے نجات پائی یہ خبر سنکر اونکی خیر خواہ سب جمع ہو جائینگے +

## پھر منادی منجانب امام العصر ندا کرے گا

کہ جو لوگ انکی الفت دل میں رکھتے ہیں صف بستہ ہو کر کھڑے ہوں اور اُن سے بیزاری رکھتے ہیں وہ دوسری طرف

صف آرا ہوجائیں اور دو گروہ مقابل ہوجائینگے اسوقت امام مہدی مع گروہ مخالف سے خطاب کرینگے کہ تم لوگ مفسدین سے باز آؤ اور اونکی بیزاری اختیار کرو وہ سب الفت مفسدین کا دم بھرینگے اور امام سے بیزاری اختیار کرینگے کہ ایسے شخاص کی نعشیں کیونکہ اویزاں کی ہیں اسوقت دعا امام محمد مہدی سے باد سیاہ اُس ملعون کو واصل جہنم کردیگی پر وہ نعشیں درختوں پر سے اوتاری جائینگی اور بحکم الٰہی زندہ ہونگی پھر اول ظہور عالم سے جو کچھ ظلم تعدیاں ظہور میں آئی ہونگی وہ سب ان مفسدین کیطرف اعاید ہونگی انکے پاداش میں دن رات کے اندر ہزار ہزار دفعہ قتل کئے اور زندہ کئے جائینگے اسکے بعد جہاں حکم الٰہی ہوگا وہاں پر معذب رہینگے ان سب امور کے بعد کوفہ دار الامارہ مقرر ہوگا تمام مومنین افواج کوفہ میں آباد ہونگے اور اسقدر کثرت خلق کی آبادی ہوگی کہ بکری کی لیٹنے کی جگہ دو ہزار درہم کو فروخت ہوگی تب خالق حقیقی سونے کی ٹڈیاں برسائیگا اور خیرات ہائے زیر زمین اصحاب پر تقسیم ہوگی اور منادی ندا کریگا جو مومنین قرضدار ہوگا اسکا قرض ادا کیا جائیگا پھر تمام امام اثنا عشرہ زندہ ہوکر بقدر ایام مقرر بادشاہی کرینگے دنیا کی عمر ایک لاکھ برس کی ہوگی جسمیں سے بیس ہزار برس تک عام لوگ بادشاہی تک عام لوگ بادشاہی کرینگے اور اسّی ہزار برس آل رسول مقبول کی بادشاہی فرمانروائی ہوگی ان امور کے بعد قیامت کبرا ہوگی ظاہر ہوجائینگے بحکم رب الجلیل اسرافیل صور برابر روبقبلہ بیت المقدس نمودار ہوگا تمام خلق جمع ہوینگی پھر ایک دفعہ صور پھونکی گئی تو تمام کی ذی روح مرجائینگے اور اسرافیل بھی زندہ نرہیگا پھر بحکم خدا قہار تمام پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر اڑجائینگے اسوقت کچھ نرہیگا اور عرش الٰہی آپ برقرار پائیگا تب خداوند قہار واحد لاشریک کی بادشاہت ہے اور میں واحد بے مثال ہوں اپنی قدرت کاملہ سے خلائق کو میں نے پیدا کیا اور میں نے ہی سبکو ہلاک کیا اور میں ہی پھر زندہ کروں گا تو اہل زمین جی اوٹھینگے اور حاملان عرش عرش کو اٹھائے رہینگے اسکے بعد بہشت دوزخ حاضر ہوکر قائم ہوگا اور مخلوقات عرصہ محشر میں حاضر ہونگے اور پلصراط دوزخ پر بنایا جائیگا جو بال سے باریک اور دھار تلوار سے تیز ہوگی ہر ایک شخص کے اعمال ظاہر ہوجائینگے جو نیک نصیب ہیں وہ لوگ مثال برق گذر جائینگے : ورنہ بد عمل اس نالائق جیسے گر کر دوزخ میں جا پڑینگے اور نیک گذر کر جنت میں ہمیشہ کے لئے آرام پائینگے جناب صاحب العصر سبکو ملاحظہ فرماتے ہیں مگر ہم لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں سو یہ مذکور تحفہ لعوام کے لکھا گیا ہے واللہ اعلم بالصواب +

## تمت تمام شد

جناب حضرت علی علیہ السلام کسی جماعت کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ اُن لوگوں کا صحیح علم انکو حقیقت ایمان کیطرف کھینچ لایا اونکی دلوں میں یقین کی روح پھونکی گئی ہے لہذا جن کاموں کو آرام طلب لوگ مشکل اور دشوار خیال کرتے ہیں اونکے نزدیک سہل اور آسان ہیں جن امور سے جاہلوں کو نفرت ہے

ان سے انکو انس اور محبت ہے دنیا میں اگرچہ اونکے معمولی بدن نظر آتے ہیں مگر اونکی ارواح کو ایک بہت اعلیٰ مقام سے تعلق ہے یہ لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے خلیفے اور اوسکی دین کیطرف بلانیوالے ہیں ہمکو اونکی ملاقات کا شوق رہتا ہے ✦

اور حضرت رسول اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی آل کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کے ستون اور شریعت کی پابندی کے ذریعے ہیں انکی برکت سے دنیا میں توحید اور حق کی بنیاد نئے سرے سے قائم ہوئے اور شرک اور باطل اپنی جگہ سے ہٹے اور انکی زبان جڑھ سے کٹ گئے ان لوگوں نے دین کو کما حقہ سمجھا اور اسے محفوظ رکھا نہ یہ کہ صرف کانوں سے سنا اور دوسروں سے بیان کردیا یہ لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے خاص راز دان اور آپکے دین کے حامی اور آپ کے علم کے حافظ اور آپ کے حکم ماننے والے اور آپ معاون اور مددگار اور آپ کے دین کے پہار ہیں یہ لوگ مسلمانوں کے برگزیدہ اشخاص اور خداتعالیٰ کی رحمت کے خزانے ہیں اگر کلام کرتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اور اگر خاموش ہوں تو اُن کی ہیبت کے بارے کوئی شخص پہلے کلام نہیں کرتا یہ ایمان کے خزانے اور احسان کی کانیں ہیں اگر فیصلہ کریں تو انصاف کرتے ہیں اور اگر کسی سے مقابلہ کریں تو غالب آجاتے ہیں یہ لوگ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں حد سے بڑھنے والا ان کیطرف رجوع کرتا ہے اونکے پچھلے چلنے والا اونکے ساتھ شامل ہوجاتا ہے یہ لوگ اندھیروں کو دور کرنے کیلئے چراغ اور حکمت سے سرچشمے اور علم کی کانیں اور علم کے خزانے ہیں اور یہ لوگ علم کی حیاتی اور جہالت کی موت ہیں انکی بردباری انکے علم کو ظاہر کرتی ہے اور ان کی خاموشی اونکی حسن بیانی پر دلالت کرتی ہے یہ لوگ حق کے مخالفت اور اوس میں اختلاف نہیں کرتے نہیں حق انکے درمیان ناطق اور شاہد صادق ہے ✦

# تمّت بالخیر والعاقبة

الحمد للہ کتاب مستطاب تاریخ گلزار حضرت شاہ شمس الدین تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز تالیف احقر العاقبة خادم الفقرا و سادات عظام شجاع الملک ابن سید جماعت علیشاہ شمسی سبزواری بتاریخ ۱۲ ماہ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ ہجری مطابق سنہ ۱۹۱۹ء تاریخ ۸ اکتوبر عیسوی سنہ ۱۹۷۶ بکرمی تاریخ ۲۲ ماہ اسوج شجاع الملک سکنہ بگہ منصور ڈاکخانہ نورکوٹ ضلع گورداسپور ✦ (حال ضلع نارووال)

کتب فریقین سے جو علمائے محققین نے خلفائے بنی امیہ و خلفائے عباسیہ کے اقوال و افعال اپنی اپنی تاریخات میں درج فرمائے ہیں وہ اقوال اس فقیر ناچیز نے کتاب ہذا میں نقل کئے ہیں بغرض احقاق حق ہر شخص بالہدایت تمیز کرسکتا ہے کسیکی دل آزاری سے ہرگز مطلب نہیں ہے اسپر بھی بعض حضرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

ملک گوہر پیران طریقت طریقہ نوربخشیہ صوفیہ کرام قادریہ اسماعیلیہ اثناعشریہ احقر العباد خادم الفقراء خاکسار شجاع النیر المعروف شجا ول شیرا ہے دادا پیر سید کرم شاہ کے دیکھنے والے ارادت صادق سے ہیں آپ کا روضہ بگہ شریف۔ پیر کرم شاہ سید حسین علی شاہ کے دیکھنے والے آپ کا مزار کرم پور دہاڑی حسین علی شاہ حضرت سید شجاع الملک کے دیکھنے والے ارادت صادق سے ہیں شجاع الملک روضہ بگہ شریف نارووال آپ حضرت شجاع الملک جامع گلزار شمس حضرت مخدوم مکرم و معظم سید محمد عین علیشاہ صاحب سبزواری ملتانوی قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے ارادت صادق سے ہیں اور جناب مخدوم صاحب کی مزار ملتان ہے آپ حضرت جناب سید سرخ علی شاہ صاحب سبزواری قلندر نوری ابدال سے ارادت صادق رکھتے تھے اور انکے دیکھنے والے ان حضرت کی مزار پُرانوار بمقام لوہارکہ ضلع امرتسر میں ہے اور سید سرخ علیشاہ صاحب ابدال حضرت پیر سید ملک شاہ صاحب سبزواری قلندر نوری اوتاد سے ارادت صادق انسے رکھتے تھے اور دیکھنے والے انکے تھے مزار فائز الانوار مقام قادر پور ضلع ہشیار پور ہے و حضرت ملک شاہ حضرت سخی سید پیر گلاب شاہ صاحب سبزواری قلندر نوری ابدال اپنے والد بزرگوار سے فیضیاب ہوئے اور مرید پیر پہنے شاہ کے تھے حضرت سید گلاب شاہ صاحب حضرت سید میراں ذوالفقار سبزواری قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے ارادت صادق انسے رکھتے تھے تعلیم علم طریقت۔ کی اول اپنے والد بزرگوار سے یعنے سید چراغ شاہ صاحب سے بھی پائی تھی اور کہتے ہیں سائیں صاحب شیر محمد سے بھی فیضان انوار الٰہی کا حاصل کیا ہے و سید حضرت گلاب شاہ کی مزار پرانوار مقام لوہارکہ ضلع امرتسر میں ہے سید شاہ میراں ذوالفقار صاحب سبزواری مدفون لاہوری حضرت سید پیر محمد شاہ صاحب سبزواری قلندر نوری کے دیکھنے والے تھے ان سے ارادت صادق رکھتے تھے حضرت سید محمد شاہ سبزواری مدفون پسین والے حضرت سید اشرف علی شاہ صاحب سبزواری صاحب سبزواری قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے سید اشرف علیشاہ ملقب اچھا شاہ مدفون کمالیہ ضلع منٹگمری حضرت سید پیر ثابت علیشاہ صاحب سبزواری قلندر نوری اوتاد حیدری کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے اور سید ثابت علیشاہ صاحب اوتاد مدفون کوٹلی نور و حضرت سید صدر شاہ صاحب سبزواری سرمست زندہ پیر قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے ان سے ارادت صادق رکھتے تھے و سید صدر شاہ صاحب سبزواری مدفون نگری ضلع کٹھوعہ حضرت سید سید ولی سبزواری قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے سید سید ولی مدفون کوٹلی یہ حضرت جناب پیر سید قطب شاہ صاحب سبزواری قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے انکی مزار مقام نگری مذکور میں ہے سید پیر قطب شاہ صاحب حضرت پیر محمد شاہ صاحب سبزواری زندہ درگاہ عیسیٰ قلندر نوری اوتاد سرمست حیدری کے دیکھنے والے تھے ان سے ارادت صادق

رکھتے تھے سید پیر محمد شاہ زندہ درگاہ عیسیٰ مدفون ممبئی بھنڈی بازار یہ حضرت جناب سید پیر باقر علی شاہ
صاحب سبزواری قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے یہ ان سے ارادت صادق رکھتے تھے سید باقر
علیشاہ صاحب مدفون نگہری مذکور والے حضرت پیر سید نور شاہ صاحب سبزواری قلندر نوری ابدال کے
دیکھنے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے وسید نور شاہ صاحب مدفون بمقام اڑی ضلع حیدرآباد سندھ
یہ جناب حضرت سید جعفر علیشاہ صاحب سبزواری قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے سید جعفر علی شاہ
صاحب مدفون بمقام منڈاہر ضلع جہلم حضرت سید پیر کمال الدین اپنی جد محمد نور بخش ثانی کے اوپر
پیر مٹھہ سید نور محمد نور بخش کے غلام علی شاہ ۴۶ موجد دریا سبزواری قلندر نوری اوتاد
کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے ملفوظ کمالیہ ان حضرت کی تصنیف ہے مزار پر انوار
انکی شہر جیوان میں ہے سید کمال الدین موجد دریا حضرت سید غلام علی شاہ صاحب سبزواری ملتانوی
قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے انکی مزار ملک کچھ بچھ گورمالی
ناہ کے نام سے مشہور ہے حضرت غلام علی شاہ ملتانوی سجادہ حضرت شمس تبریز قدس سرہ حضرت
سید اولیائے علی شمس الدین ثانی سبزوار قلندر نوری اوتاد حیدری کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق
رکھتے تھے وحضرت سید اولیا علی شمس الدین ثانی کا مزار پر انوار جموں علاقہ کشمیر میں ہے آگرہ میں درست ہے
حضرت جناب میر سید نور محمد نور الحق سبزواری اپنے عم قلندر نوری اوتاد کے دیکھنے والے تھے ان سے
ارادت صادق رکھتے تھے انکی مزار فائز الانوار شہر نوساری ضلع صورت میں ہے وسید نور محمد نور الحق حضرت
سید شاہ تاج الدین تریل سبزواری قلندر نوری اوتاد اپنے عم کے دیکھنے والے انسے ارادت صادق رکھتے تھے
مزار پر انوار انکی رحمکی بالا ضلع حیدرآباد سندھ میں ہے یہ حضرت تاج الدین تریل سید شاہ محمد عرف یعنی
اسماعیلی بیبکی قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے سید شاہ محمد عرف یعنی
سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی قلندر نوری اوتاد کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے
سید صدر الدین محمود ثانی سبزواری مزار ترندہ گر گیزاں میں ہے یہ صاحب ارادت صادق حضرت سید احمد اسلام
شاہ عرف یعنی اسماعیلی قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے یہ جلیقہ پیر تھے سید احمد اسلام شاہ سید شہاب الدین سبزواری
قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے شہاب الدین سبزواری مزار انکے مقام تم تھول ضلع

---

نوٹ حضرت امام حسن عسکری سید عبد المجید سید شاہ قائم سید منتخب باللہ سید احمد ہادی سید شاہ محمد مہدی سرہندی سید شاہ نزار سید محمود سبزواری سید حاکم
علی سید علی خالد سید مستنصر باللہ سید شاہ قاسم انوار آذری سید عبد الہادی سبزواری سید شاہ عبد الحسین سید احمد زندہ پیر سید شہاب الدین سبزواری سید احمد اسلام
شاہ و سید صدر الدین سید شاہ محمد سید تاج الدین محمود سبزواری سید نور محمد نور الحق سید عبد السلام محمد شاہ نجار یہ سید کمال الدین موجد دریا سید
جعفر علی سید نور شاہ سید باقر علی شاہ زندہ درگاہ عیسیٰ سید قطب شاہ سید محمد ولی سید صمد شاہ سید ثابت علی سید اشرف علی سید محمد شاہ
سید میراں ذوالفقار سید گلاب شاہ سید ملک شاہ سید مرغ شاہ سید محمد عشق شاہ +

ہزارہ میں ہے یہ صاحب ارادت صادق اپنے عم بزرگوار سید احمد شکر بار زندہ پیر قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے مزار انکی قصبہ نڑ ریاست لوہارہ میں ہے حضرت سید احمد شکر بار سبزواری حضرت سید شاہ عبد الحسین سبزواری قلندر نوری ضماد کی دیکھنے والے تھے سید شاہ عبد الحسین سبزواری اپنے عم بزرگوار حضرت سید سید شاہ عبد الہادی سبزواری قلندر نوری اوتاد کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے حضرت سید شاہ عبد الہادی حضرت سید شاہ قاسم انوار قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے ان سے ارادت صادق رکھتے تھے شاہ قاسم انوار آفندی کی مزار قصبہ جام میں ہے اور سید شاہ قاسم انوار اسماعیلیہ سید حضرت سید شاہ مستنصر باللہ اسماعیلی قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے انکی مزار مصر قاہرہ میں ہے و سید مستنصر باللہ حضرت سید علی خالد قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق تھے و سید علی خالد حضرت سید شاہ حاکم علی وریضی قلندر نوری مزار بایہ ہمہ ابدال کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے سید شاہ حاکم علی حضرت سید محمود سبزواری کفر شکن قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے اور انسے ارادت صادق رکھتے تھے مزار سید محمود سبزواری کے لاہور میں ہے سید محمود سبزواری حضرت سید شاہ نزار اسماعیلیہ قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق کامل رکھتے تھے و سید شاہ نزار اسماعیلیہ حضرت سید شاہ معد مہدی مروتندے قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے سید شاہ معد مہدی مروتندی حضرت سید احمد ہادی حسینی قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے اور ان سے ارادت صادق کامل رکھتے تھے اور سید احمد ہادی کی مزار مصر میں ہے یہ صاحب سید منتخب باللہ حسینی قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق کامل رکھتے تھے او سید منتخب باللہ حضرت سید شاہ قائم حضرت سید عبد المجید حسینی قلندر نوری ابدال کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت کامل صادق رکھتے تھے سید عبد المجید حضرت سید امام حسن عسکری قلندر نوری علیہ السلام کے دیکھنے والے تھے یہ انسے ارادت صادق کامل رکھتے تھے حضرت امام حسن عسکری قلندر نوری اپنے والد بزرگوار حضرت امام علی نقی قلندر نوری علیہ السلام کے دیکھنے والے تھے و ارادت صادق انسے رکھتے تھے حضرت سید امام علی نقی اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد تقی قلندر نوری علیہ السلام کی دیکھنے والے انسے ارادت صادق رکھتے تھے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اپنے والد بزرگوار حضرت سید علی ہو سید موسی رضا علیہ السلام کے قلندر نوری کے دیکھنے والے تھے ان سے ارادت صادق رکھتے تھے حضرت امام علی رضا اپنے والد بزرگوار قلندر نوری امام حضرت محمد موسی کاظم علیہ السلام کے دیکھنے والے تھے ان سے ارادت صادق رکھتے تھے حضرت امام موسی کاظم اپنے والد بزرگوار حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام قلندر نوری کے دیکھنے والے تھے ارادت صادق رکھتے تھے اور حضرت امام جعفر صادق اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام قلندر

نوری کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے حضرت امام محمد باقرؑ اپنے والد بزرگوار عالیمقدار حضرت امام علی زین العابدین علیہ السّلام کے قلندر نوری کے دیکھنے والے تھے حضرت امام زین العابدینؑ اپنے والد بزرگوار حضرت امام حسین سید الشہدا علیہ السلام قلندر نوری کے دیکھنے والے تھے انسے وارادت صادق رکھتے تھے حضرت امام حسینؑ اپنے برادر بزرگوار حضرت امام حسن المجتبےٰ علیہ السلام قلندر نوری کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے حضرت امام حسنؑ اپنے والد بزرگوار حضرت اسد اللہ الغالب حضرت علی علیہ السلام قلندر نوری کے دیکھنے والے تھے انسے ارادت صادق رکھتے تھے حضرت علیؑ حضرت پیغمبر آخر الزمان جناب محمد مصطفے احمد مجتبےٰ قادر نوری علیہ السلام کے دیکھنے والے تھے ان سے ارادت صادق کامل رکھتے تھے حضرت محمد مصطفے حضرت رب العالمین اللہ تعالی والا لاشریک کے دیکھنے والے تھے شب معراج میں حضرت ختم المرسلین کو تاج خرقہ درویشی مرحمت ہوا آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام کو صبح مجلس اصحاب میں مرحمت فرمایا حضرت علیؑ سے سلسلہ وار امام محمد مہدی آخر الزمان کے پاس وہ تاج خرقہ مومود ہے وہ تاج خرقہ موجود ہے وہ تاج خرقہ حضرت محمد صلعم کی اولاد میں قایم قدیم ہے ان آئمہ اثنا عشر کی فضیلت کبرا تھی جو بعد حضرت محمد صلعم کے بعد دیگرے خلافت امامت پر رونق افروز ہوتے چلے آئے اور اہل اللہ فقرا کی فضیلت انسے صغرا ہے انکو بھی اوس دریائے بیکراں سے قطرہ عنایت ہوا ہے عقل کل سے بھی ذرہ ملا ہے اور حضرت سید صلاح الدین محمد نوربخش بھی سید شاہ قاسم انوار آذری سے ارادت صادق رکھتے تھے یہ تمام اسماعیلیہ خاندان سادت کے پیشوا تھے انہوں نے طریقہ نوربخشی جاری کیا ہے ان فرزند سید شاہ شمس الدین سبزواری نیز تبریزی نے بھی فیض اپنے والد بزرگ سے حاصل کیا تھا اس خاندان میں باپ درویشی چلی آئی قادری نوربخشی یہ کہلاتے ہیں لفظ قادر تو جناب محمد صلعم کا ہے اور لفظ قلندر حضرت علی سے منسوب ہے قادر قلندر قادر قلندر ایک وجود وجود و جانے وہ گدود تمام ہوا سلسلہ قادریہ قلندریہ نوربخشیہ فقرا یہ طریقہ جو وال خانوادہ سے علیحدہ ہے انکا طریقہ پروہ تصوف میں اثنا عشری ہے ❖

## تمت الخیر

احقر العباد ملک شاہ در طریقت المعروف شجاع الملک ولد سید محمد علیشاہ صاحب سبزواری

---

کتاب لواعج الاحزان مولفہ سید محمد مہدی صاحب صفحہ ۶۷ میں لکھا ہے کہ علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ کو یہ خبر معلوم ہوئے کہ معاویہ ایک لاکھ فوج کے ساتھ آمادہ قتال ہے تو پوچھا کہ وہ لوگ کس قبیلہ سے ہیں لوگوں نے اہل شام سے فرمایا بلکہ اہل شوم سے بعدہ حضرت علیؑ نے معاویہ کو یہ خط لکھا کہ تو کیوں اتنے بندگان خدا کا خون کرتا ہے فقط ہم دونوں لڑیں اگر تو مارا گیا تو لوگ تیرے ظلم سے راحت پائینگے اور تو جہنم میں جائیگا اور اگر میں قتل ہوگیا تو جنت

میں جاؤنگا اور تیری مراد برآئیگی جب خط معاویہ نے پڑھا اور اپنے احباب کو دکھلایا سب نے پسند کیا اور کہنے لگے حضرت علی منصفانہ لکھا ہے معاویہ نے کہا میں قبول نہیں کرنا لاکھ فوج سے قتال کرونگا یہ نہیں ہو سکتا کہ تنہا مقابلہ کروں میں نے پیغمبر خدا سے سنا ہے کہ اگر مشرق مغرب کے لوگ حضرت علی سے مقابلہ کریں تو وہ سب کو قتل کریگا لوگوں نے کہا تو پھر کون لڑتا ہے اس سے معلوم ہوا حضرت سے لڑنے والے حق پر نہیں ہیں معاویہ نے کہا اب تو ارادہ کر چکے جب یہ خبر بادشاہ روم کو پہنچی کہ دو بادشاہ ملک کیواسطے آمادہ پیکار ہیں بادشاہ نے تجار عربیہ سے دریافت کیا اور اوصاف شمائل اونکے پوچھے یعنی جناب امیرؑ معاویہ کی جب کیفیت معلوم ہوئے تو اپنے خزانہ سے کچھ تصویریں طلب صورت دیکھکر کہا یہ شامی گمراہ ہے اور کوفہ کو مارنیوالا ہادی دین برحق ہے بادشاہ روم نے معاویہ کے نام خط لکھا کہ تیرے خاندان میں جو زیادہ تر علم رکھتا ہو اسکو میرے پاس روانہ کرنا بعد گفتگو کے دیکھوں کہ اس ملک کا مستحق کون ہے اور جناب امیرؑ کو بھی خط لکھا الحاصل معاویہ نے اپنے پسر یزید کو بھیجا اور جناب امیرؑ نے اپنے فرزند امام حسن کو بھیجا جب یزید بادشاہ کے پاس پونچا تو اسکے ہاتھ اور سر کو بوسہ دیا اور جب حضرت امام حسنؑ تشریف لیگئے اور بیٹھ گئے اسکے بعد سلطان روم نے پہلے تین سو تیرہ صندوق اپنے خزانہ سے طلب کئے جنمیں تمام انبیاء اور بادشاہوں کی تصویریں تھیں منگوا کر ایک تصویر نکالکر یزید سے پہلے پوچھا یہ کسکی تصویر ہے یزید نہ بتلا سکتا العرض تمام تصویرات اسکو دکھلاکر پوچھا ہرگز نہ بتلا سکا تب بادشاہ نے جناب امام حسنؑ کو کہا کہ میں نے یزید کو اسلئے پہلے پوچھا تھا کہ یہ جان لے کہ جو آپ اور آپکے پدر بزرگوار کے پاس علم ہے وہ یہ اور اوسکا باپ نہیں رکھتا میں نے انجیل میں بھی دیکھا ہے تو اوسمیں حضرت محمد کو رسول خدا اور حضرت علی کو اسکا وزیر پایا ہے جناب امام حسن نے فرمایا مجھ سے جو پوچھنا ہو پوچھ اسوقت بادشاہ روم نے وہ تصویریں جو یزید کو دیکھلائیں ہیں وہ پہلی تصویر دیکھائی حضرت امام حسن نے دیکھکر فرمایا یہ حضرت آدم ابو البشر ہیں دوسری دیکھائی فرمایا یہ حوا ہیں تیسری کو فرمایا یہ حضرت شیث ابن آدمؑ ہیں العرض نوحؑ حضرت ابراہیم یعقوبؑ و اسمٰعیل و یوسفؑ و حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ غرضکہ جملہ انبیاء گذشتہ کی تصویریں امام حسین نے بتلادیں بادشاہ نے بادشاہونکی تصویریں بھی دکھلائیں امام حسن نے فرمایا اوصاف انکے سماوی کتب میں ہیں غالباً بادشاہونکی تصویریں ہونگی اوسنے اقرار کیا بیشک ایسا ہی ہے پھر ایک ایسی تصویر نکالی جو نہایت پاکیزہ اور حسین تھے اوسکو دیکھتے ہی حضرت رونے لگے اور فرمایا کہ یہ میرے نانا جناب رسول خدا کی تصویر ہے بادشاہ یزید کیطرف مخاطب ہوکر کہنے لگا دیکھا تو نے یہ علم ہے جسکی سوا نبی اور اسکی وصی کے کوئی نہیں جان سکتا جناب امام حسن کیخدمت میں تحائف پیش کی کر کہنے لگا آپ دعا کیجئے مجھ خدا آپکی جد بزرگوار کا دین نصیب کرے اسکے بعد بادشاہ نے معاویہ کو لکھا کہ نہایت تعجب ہے کہ جسے خدا نے نبی کے بعد ایسا علم دیا بطور کتب سماوی قرآن فضائل ثابت ہیں وہ حق خلافت سے محروم ہے اور تو اسکا دعوی کرے اور جناب امیر کو لکھا خلافت آپکا ہی حق ہے بیشک آپ جہاد کریں جو آپ سے لڑیگا خدا اسکو معذب کریگا جہنم میں کتاب ہذا میں جو تصویریں ہیں اسلئے جائز ہیں اور سایہ والی تصویریں ناجائز ہے **تمت**

حسب ضابطہ رجسٹری شدہ ہے

# فہرست مضامین کتاب گلزارِ شمس تبریزؒ

۲ ثنائے باری تعالیٰ
۴ نعت سرور کائنات
۶ سبب تالیف
۸ مقدمہ نبوت وامامت
۱۲ باب اوّل حضرت آدم ابوالبشرؑ
یا وفات حضرت محمد مصطفیٰؐ
۳۰ بیان ولادت باسعادت محمدؐ
۳۹ بیان جناب خدیجہ الکبریٰؓ
۴۵ معجزہ شق القمر
۵۶ باب دوئم ولادت تا وفات
جناب فاطمہ الزہرا علیہ السلام
۷۲ باب سوئم ولادت تا وفات حضرت علیؑ
۸۲ معجزہ حضرت علیؑ آفتاب کی رجعت کا
۸۹ بیان اہلبیت کا ایک قیدی کو طعام دینا
۹۰ بیان انگشتری دینا نماز میں علیؑ کا سائل کو
۸۵ واقعہ خم غدیر
۸۶ واقعہ خیبر
۸۷ غزوہ خندق
۸۸ غزوہ بیر العلم
۹۱ روٹی کے بدلے اونٹوں کی قطار دینا علیؑ
۹۳ حضرت علیؑ پوشیدہ سخاوت
۹۵ مقدمہ دو عورتوں کا
۹۶ معجزہ مردہ کا زندہ کرنا حضرت علیؑ کا
۹۷ حضرت علیؑ کا چالیس جگہ روزہ افطار کرنا
۱۰۰ سوال ایک یہود علما کا جناب امیرؑ سے
۱۰۱ رسالت پناہؐ سے چار اشخاص کا سوال اور مسلما ہونا
۱۰۲ بعد وفات محمدؐ کے قرض امانت کا ادا کرنا حضرت علیؑ کا
۱۰۳ مسجد کوفہ میں حبشی چور کا ہاتھ کٹانا
۱۰۴ دشمن علیؑ اور محب علیؑ
۱۰۵ بادشاہ حبش حضرت علیؑ کا سر کاٹنا
۱۰۶ سائل کو علی کے نام پر روٹی دینا پدر سے ہاتھ کٹوانا
۱۰۷ سائل کو علی کے نام پر گوشوارے دینا شوہر سے ہاتھ کٹوانا
۱۰۹ قصہ ایک دیو کا
۱۱۰ ایک جن کا حال
۱۱۰ ایک جن حضرت سلیمان کے وقت
۱۱۰ قصہ اصحاب سلیمان فارسی
۱۱۱ قصہ مرہ بن قیس
۱۱۱ قصہ ایک شیر اور شیرنی کا
۱۱۲ احوال شاہزادہ چین کا
۱۱۳ رتبہ علیؑ بقول امام شافعی
۱۱۶ برحق اماموں کے قاتلوں کی خوشامد کرتے والے
۱۱۷ حدیث رسول خدا قرآن اور اہلبیت
۱۲۰ بعد وفات خلیفہ ابوبکر کا حال

۱۲۹ حقیقت مذہب شیعہ
۱۳۵ شہادت حضرت علیؑ
۱۳۹ نظم علیؑ ابن ابیطالب
۱۴۰ باب چہارم ولادت تا وفات امام حسنؑ
۱۴۰ اسمائے فرزنداں امام حسنؑ
۱۴۵ تعلیم کا زمانہ
۱۴۷ حضرات حسنین کی ہدایت بابت وضو اعرابی کو
۱۴۷ خطبہ امام حسنؑ جو بعد پدر پڑھا
۱۴۹ معاویہ کی کامیابی
۱۶۰ امام حسنؑ کو مسموم کرنا
۱۶۲ امام حسنؑ کی آخری وصیت
۱۶۳ ذکر اولاد عقاب امام حسنؑ
۱۶۵ امامان سادات سعد ارشیدہ کا شجرہ نسب
۱۷۰ باب پنجم ولادت شہادت امام حسینؑ
۱۷۰ شہادت امام حسین کے بعد
۱۸۵ امام حسینؑ کو قاصد کا انتظار
۱۸۶ شہادت حُر علیہ الرحمۃ
۱۹۲ جنگ شروع
۱۹۴ واقعہ جانگزا قتل فرزند رسولؐ
۱۹۸ بعد شہادت جناب سید الشہداءؑ
۲۰۰ فہرست شہدائے کربلا معلےٰ
۲۰۸ باب ششم ولادت وفات امام علی عابدؑ
۲۱۰ خیام امام کو آتش لگانا
۲۱۰ احوال لاشہائے شہدائے کربلا
۲۱۲ فضیلت زمین کربلا
۲۱۴ حضرت علیؑ کا زمین کربلا پر جانا
۲۲۱ واپسی آمد اہلبیت کی کربلا معلےٰ
۲۲۲ واقعہ حرا
۲۲۷ مختار کے مقابلہ میں ابن زیاد
۲۲۷ احوال کارنامہ ابراہیم ابن مالک اشتر
۲۳۳ زید کا خروج
۲۳۴ ذکر سید کمال الدین کھتیلی ترمذیؒ
۲۳۶ نسب سادات اکبر آبادی زیدی
۲۳۷ سلسلہ نسب سید ابوالعلا نقشبندی اکبر آبادی
۲۳۷ سلسلہ نسب حضرت شاہ یحیٰی زیدیؒ
" سلسلہ نسب سید گیسو دراز بندہ نواز زیدیؒ
" سلسلہ نسب سید مخدوم آدم صوفیؒ
" سلسلہ نسب سید امین الدینؒ
۲۳۸ سلسلہ نسب سید محمد یوسف ، سلسلہ نسب سادات ہبیرہ ، سلسلہ نسب سادات بارہ
۲۴۰ باب ہفتم ولادت شہادت امام محمد باقرؑ
۲۴۱ حدیث بارہ امام برحق
۲۴۲ نبوت امامت
۲۴۴ تفریق نبی و امامؑ ، امام محمد باقر اور امام جعفر الصادق
" کا حج کو جانا ، امام محمد باقر کا دمشق سے واپس آنا
۲۴۷ نسب سید نعمت اللہ شاہ ولی باقری سادات
۲۴۷ سادات سرالواں ضلع بہار
۲۴۹ باب ہشتم ولادت و شہادت امام جعفر الصادقؑ
۲۵۰ عمر بن عبد العزیز
۲۵۲ تذکرہ سید زید شہید

۲۵۹ منصور کے مظالم جو سادات پر کئے
۲۶۲ منصور کی عام سادات کشی
۲۶۳ شہر رے کے قلعہ کا احوال
۲۶۴ امام صادق کی ہلاکت کے متعلق
۲۶۶ حسین بن زید عامل مدینہ کا بحکم منصور شہر کو آگ لگانا
۲۶۸ امام صادقؑ کے محاسن اخلاق
۲۷۰ اولاد عقاب امام جعفر الصادقؑ
۲۷۱ نسب سید علیؒ
۲۷۲ ذکر اولاد سید اسحاق بن امام صادقؑ
۲۷۲ نسب سید نجم الدین
۲۷۲ نسب مخدم شہاب الدین جعفری
۲۷۲ نسب سید امین الدین بیجاپوری
۲۷۳ نسب سادات ضلع بہار
۲۷۴ نسب سید محمود شہید لاہوری
۲۷۵ نسب سید مخدوم شاہ شمس الدین ملتانی
۲۷۵ نسب سید حسن کبیر الدین حسن دریا اچوی
۲۷۸ سید آغا محمد سلطان اسماعیلی بمبئی
۲۸۰ سلطنت سادات اسماعیلہ
۲۸۴ نسب خلفائے فاطمین
۲۸۹ سید محمد زادو ملقب شمس تبریز
۲۹۵ نسب آغا خاں صاحب
۲۹۶ سید اسماعیل ثانیؒ
۲۹۷ نسب سید سخی سرور جعفریؒ
۲۹۸ نسب لال شہباز قلندرؒ
۳۰۲ نسب سادات جعفری
۳۰۴ سید شاہ طاہر دکھنی
۳۰۹ سید شاہ طاہر اسماعیلی
۳۱۱ سید اسماعیل ثانی کی اولاد کا حوال
۳۱۲ سید عبدالمجید ابن سید غالب الدینؒ
۳۱۳ ذکر سید محمود سبزواری مدفون لاہوری
۳۱۵ سید عبدالمومن بادشاہ افریقہ۔
۳۱۵ ذکر ولادت شہادت محمد نور بخش جو لباس درویشاں میں آئے۔
پوتا سید عبدالمومن بادشاہ افریقہ
۳۱۶ ولادت مخدوم شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی
۳۱۷ ولادت محمد نصیر الدین و سید احمد ابن شاہ شمس ملتانی
۳۱۷ مخدوم شاہ شمس کا تبریز میں تشریف لے جانا۔
۳۱۸ مولانا روم شاہ شمس کی کرامت دیکھ کر انکے مرید ہوئے
۳۱۹ ہلاکو خاں کا ظلم
۳۲۰ ہلاکو خاں بمعہ پانچ فرزندوں شاہ شمس کے ہاتھ پر مسلمان ہونا۔ پادشاہ ایران
۳۲۶ قُم باذنی کہنا شہزادہ زندہ ہونا
۳۲۷ شاہ شمس کی ملتان ہند تیاری
۳۲۸ حضرت بہاؤالحق کے سر پر دو سینگیں پیدا ہونا
۳۲۹ آفتاب کو اوتارنا شاہ شمس کا ملتان میں
۳۳۰ نظم آمد ملتان کا حال
۳۳۱ کرامت حضرت شمس سبزواری نیز تبریزی
۳۳۸ نسب حضرت شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی ملتانی
۳۳۸ غزلیں دیوان شمسؒ
۳۶۵ وفات حضرت شمس تبریز ملتانی

۳۶۶ ذکر اولاد سید نصیر الدین مدفون لاہوری
۳۶۶ ذکر اولاد سید کمال الدین سبزواری
۳۶۷ سادات موضع پنوراہر پرگنہ کپورتھلہ ضلع جالندھر
۳۶۸ سادات موضع پھرور تحصیل گھایون ریاست پٹیالہ
۳۶۹ سادات موضع رائے پور ضلع لدھیانہ
۳۶۹ سادات موضع بائو پوجٹاں تحصیل و ضلع گورداسپور۔
۳۷۰ سادات اودفتہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
۳۷۰ سلسلہ نسب سادات لوہارکہ کلاں ضلع امرتسر
۳۷۳ سادات سبزواری شہر نارووال ضلع نارووال
۳۷۷ ذکر سید شہاب الدینؒ ابن سید محمد نصیر الدین مدفون لاہوری۔
۳۷۸ حاجی پیر صدر الدین محمود ثانی
۳۷۹ سید ظہیر الدین سبزواری
۳۷۹ حسن کبیر الدین حسن دریا اچوی
۳۸۰ سید اولیا علی ابن حسن دریا اچوی
۳۸۵ اولاد سید ظہیر الدین ابن پیر حاجی صدر الدین
۳۸۷ نسب مخدوم صاحب ملتانوی
۳۸۸ سادات موضع پہلوال آرائیں تحصیل میلسی ضلع وہاڑی
۳۹۱ سید محمد نور بخش ثانی ابن سید اولیا علی ابن حسن کبیر الدین حسن دریا اچوی
۳۹۲ سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ
۳۹۴ سید شہاب الدین ثانی مست دریا
۳۹۶ اولاد پیر مست دریا
۳۹۹ سید نور شاہ ابن سلطان آدم بن مست دریا
۳۹۹ نسب پیر ثابت علی اوتادحیدی
۴۰۰ سادات سبزواری بنگلہ گل شاہ تحصیل دیپالپور ضلع ساہیوال
۴۰۰ سادات شہر ممدوٹ ضلع فیروز پور۔
۴۰۰ سادات منگی کے ضلع فیروز پور۔
۴۰۱ سادات چھپر الوانی ریاست ملیر کوٹلہ
۴۰۱ سمکہ ضلع بہاولپور کوٹ کمیالہ فتح پور افغان شکر گڑھ
۴۰۲ سادات جموں
۴۰۲ سادات گجراں تحصیل ضلع سیالکوٹ، سلسلہ نسب سادات کوٹلی
〃 سادات پنڈی بارہ منگا تحصیل شکر گڑھ
۴۰۴ سلسلہ نسب سید رفیع الدرجات سید ولایت علی
۴۰۴ سلسلہ نسب سادات عظام کوٹلی پیر ثابت علی تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال
۴۰۷ سلسلہ نسب سادات بگا شریف
۴۱۰ سادات موضع منداہر ضلع جہلم
۴۱۲ سادات چنگڑ سالم کے چک بھٹیاں جڑانہ تحصیل خیرپور اکوکے تحصیل منچن آباد ضلع بہاولپور
۴۱۳ سادات موضع آگاہی شاہ، جمن شاہ ضلع وہاڑی، میلسی
۴۱۴ سادات موضع جنلہ تحصیل کروڑ علاقہ کلسیہ بہار
۴۱۴ سادات دین پناہ تحصیل شکر گڑھ
۴۱۵ سادات موضع عنایت پور تحصیل شکر گڑھ نارووال
۴۱۶ سادات سمعیل پور تحصیل شکر گڑھ
۴۱۷ کوٹ نیتا تحصیل شکر گڑھ نارووال
۴۱۵ سادات کرم پور میلسی ضلع وہاڑی

۴۱۷ سادات سید الوالی سبزواری
۴۱۸ سادات موضع مانپور تحصیل ڈسکہ
۴۱۸ موضع موکھل تحصیل ضلع سیالکوٹ
۴۱۹ سادات آئمہ دینا کوٹ تحصیل شکرگڑھ ضلع نارووال
۴۲۱ سادات عمرپور موضع سبزواری
۴۲۳ سادات لڈین تحصیل میلسی ضلع وہاڑی
۴۲۴ سادات قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور
۴۲۵ سادات نارووال شہر ضلع نارووال
۴۲۶ سادات ٹنڈا محمد خاں ضلع حیدرآباد سندھ
۴۲۶ سادات شہر پالن پور علاقہ گجرات دکھن
۴۲۷ سادات سید الوالی سبزواری
۴۲۷ سادات شعیہ میانی متصل ملتان چھاؤنی
۴۲۸ سادات بھاگ ناڑی ضلع سیوی
۴۲۹ سادات موضع چوہدری کوٹ شاہاں ضلع مظفرگڑھ پنجاب
۴۳۰ سادات موضع کھاری تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان
۴۳۱ سادات موضع چوہدری تحصیل علی پور ضلع مظفرگڑھ پنجاب
۴۳۲ سادات موضع صدر شاہ ضلع بہاولپور
۴۳۳ سادات پیر پلی ضلع انبالہ
۴۳۵ سادات موضع گنجو شاہ تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر
۴۳۶ موضع شاہ پور وغیرہا مقامات ضلع جالندھر
۴۳۷ موضع جینبوال تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
۴۳۹ موضع چین لواں شہر ضلع جالندھر
۴۴۰ میرپور شاہ پور لواں شہر ضلع جالندھر
۴۴۱ سادات پیرانہ ضلع احمد آباد
۴۴۳ سادات موضع پڈلاک ضلع برودہ
۴۴۴ سادات بہادرپور ضلع برہان پور دکھن
۴۴۵ نسب سید ملک شاہ المعروف شجاع الملکؒ جامع کتاب تاریخ گلزار شمس تبریزؒ ملتانی
۴۴۶ سادات سبزواری موضع سیدالوالہ
۴۴۷ سادات مینگا ضلع ہوشیارپور گگیاں ضلع سیالکوٹ، سادات مندریر ضلع جہلم
۴۵۱ سادات موضع قفل شاہ ضلع ہوشیارپور
۴۵۳ سادات گنوال پرگنہ سیالکوٹ
۴۵۳ سادات چوگ پور سیالکوٹ
۴۵۳ سادات موضع گوندل ضلع سیالکوٹ
۴۵۵ سادات کوٹلی تحصیل ضلع سیالکوٹ
۴۵۷ سادات قصبہ کڑا ضلع آلہ آباد ہندوستان
۴۵۷ سادات ملکھا نوالہ ضلع گوجرانوالہ
۴۵۷ سادات گڑھ ولی شاہ لاہور
۴۵۷ سادات اندرون موچی دروازہ لاہور
۴۵۸ سادات سیدوکی پرگنہ رعیہ ضلع نارووال
۴۶۰ سادات ملکھانوالہ گڑھ ولی شاہ موچی دروازہ لاہور
۴۶۱ فہرست روضہ ہائے اولاد شاہ شمسؒ
۴۶۷ باب نہم حضرت امام موسے کاظمؑ
۴۷۱ امام موسےٰ کاظم کے قتل کا حکم

۴۷۹ ذکر اولاد امام موسےٰ کاظمؑ
۴۸۰ سلسلہ نسب شاہ صفی الدین ایرانی
۴۸۲ سادات کاظمی علاقہ بہار
۴۷۹ شہادت امام موسیٰ کاظمؑ
۴۸۶ باب دہم ولادت امام علی رضاؑ
۴۹۳ امام علی رضاؑ کو مامون کا ولیعہد بنانا
۴۹۸ شہر خراساں میں نزول امام رضاؑ
۴۹۹ شہر طوس میں جانا امام رضا کا
۵۰۳ اقرار نامہ ولیعہدی امام رضاؑ
۵۰۷ مامون رشید کی مخالفت امام رضا سے
۵۱۲ ذکر سادات رضوی عقاب امام رضاؑ
۵۱۳ سادات داتا پوری رضوی
۵۱۴ سادات کرائی ضلع فیض آباد
۵۱۷ باب یازدہم ولادت امام محمد تقیؑ
۵۲۷ اولاد عقاب امام محمد تقیؑ
۵۲۸ سادات بہار محلہ چاند پور
سادات نقوی شہر رسولنگر ضلع گوجرانوالہ
۵۲۹ باب دوازدہم ولادت امام علی نقیؑ
۵۳۴ فتح ابن خاقاں وزیر متوکل کا مدار المہام
۵۳۵ امام علی نقی کا مکان تعمیر کرانا
۵۴۰ متوکل کا حکم زیارت کربلا نجف کی ممانعت
۵۴۱ ہارون معرا کا کربلا میں جانا
۵۴۵ عقاب امام علی نقیؑ
۵۴۶ اولاد سید جعفر ثانی ابن امام علی نقیؑ
۵۴۶ سادات نقوی گلشن آبادی
۵۴۷ سادات بخاری نقوی بھکری
۵۴۸ بخاری نقوی اولاد سید جعفر ثانی
۵۵۰ سلسلہ نسب سید محمد غوث ابن سید جلال الدین شیر شاہ حیدر سرخ پوش مدفوں اوچوی
۵۵۲ سلسلہ نسب نقوی بخاری اولاد صدر الدین راجن قتال مدفون اوچوی
۵۵۳ سلسلہ نسب سادات نقوی بخاری شہر پٹیالہ
۵۵۵ باب سیزدھم ولادت امام حسن عسکریؑ
〃 امام حسن عسکریؑ کو قید کرنا
۵۵۹ امام حسن عسکریؑ کو درندہ جانوروں کے درمیاں چھوڑنا
۵۶۱ امام حسن عسکریؑ سامرہ میں قید ہوئے۔
۵۶۲ قید سلطانی سے رہائی امام حسن عسکریؑ کی
۵۶۲ شہادت امام حسن عسکریؑ
۵۶۵ باب چہاردہم امام آخر الزماںؑ
۵۶۹ حضرت عیسےٰ کا امام آخر الزمان کے پیچھے نماز پڑھنا
۵۷۲ آفتاب کا دو کمان کے فاصلے پر آنا
۵۷۴ آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا۔
۵۷۶ احوال قیامت کبریٰ
۵۷۸ سلک گوہر پیران طریقت
۵۸۱ حضرت علیؑ کا معاویہ کو خط بھیجنا
۵۸۲ بادشاہ روم کا معاویہ اور حضرت علی کے نام خط بھیجنا

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

تالیف ———— حضرت سید ملک شاہ المعروف شجاع الملک

ناشر ———— شجاع البشیر المعروف شجا و لبشیر

دوسرا ایڈیشن ———— ستمبر ۱۹۹۵ء تیسرا ایڈیشن مارچ 2007ء

طباعت ———— رشید آرٹ پریس پیسہ اخبار لاہور

تعداد ————/۵۰۰ سو تعداد ———— ۶۰۰ سو
فیاض پرنٹنگ پریس چوک اردو بازار لاہور

ہدیہ ———— -/500روپے

## ان کتابوں کے نام جن سے اس کتاب میں مضامین انتخاب کئے گئے

| نمبر شمار | | |
|---|---|---|
| ۱ | کتاب تاریخ نور العین | ابی اسحاق اسفرائنی |
| ۲ | کتاب مقتل | ابی اسحاق اسفرائنی |
| ۳ | کتاب مقتل ابو مخنف | لوط ابن یحیٰ |
| ۴ | روضۃ الاحباب | حافظ جمال الدین محدث |
| ۵ | روضۃ الصفا تاریخ | خاوند شاہ |
| ۶ | تذکرہ خواص الائمہ | علامہ سبط ابن جوزی |
| ۷ | ناسخ التواریخ | سپہر کاشانی |
| ۸ | صواعق محرقہ | ابن حجر مکی |
| ۹ | فصل الخطاب | خواجہ محمد پارسا |

| فہرست الکتب | اُن کتابوں کے نام جن سے اس کتاب میں مضامین انتخاب کئے گئے | اسمائے مؤلفین |
|---|---|---|
| ۱۰ | حلیہ الابرار | حافظ ابو نعیم |
| ۱۱ | ینابیع المودت فی القربیٰ | حافظ سلیمان البلخی قندوزی |
| ۱۲ | شہد اسلام | سید محمد ہارون ممتاز فاضل |
| ۱۳ | مودت القربیٰ | سید علی ہمدانی |
| ۱۴ | شواہد النبوت | ملا جامی عبدالرحمٰن جامی |
| ۱۵ | جلاء العیون | ملا باقر مجلسی |
| ۱۶ | حیات القلوب | ملا محمد باقر مجلسی |
| ۱۷ | صافی تفسیر کافی | ملا خلیل قزوینی |
| ۱۸ | لوائج الاحزان | سید محمد مہدی صاحب |
| ۱۹ | لسان الواعظین | ملا محمد علی شیرازی |
| ۲۰ | کامل ابن اثیر | علامہ ابن اثیر |
| ۲۱ | وضیات الاعیان | ابن خلکان |
| ۲۲ | کاشف الحقائق | سید مظفر حسن صاحب |
| ۲۳ | تاریخ طبری | علامہ ابن جریر طبری |
| ۲۴ | تاریخ ابو الفدا | شاہ اسماعیل بمبئی |
| ۲۵ | زبدۃ الفکر تاریخ بنی امیّہ | عباس ابن منصور |
| ۲۶ | سیرۃ المامون وسیرۃ النعمان | شمس العلما شبلی نعمانی |
| ۲۷ | ریاض الشہادتین | |
| ۲۸ | زیارت ناحیہ | |
| ۲۹ | تفسیر قمی | |
| ۳۰ | انوار الاعجاز | میر مہدی صاحب مجروح |
| ۳۱ | تاریخ بحر الجمان | سید محبوب شاہ صاحب |
| ۲۲ | تاریخ فرشتہ | علامہ محمد قاسم فرشتہ |
| ۳۳ | تحفۃ الانساب | سید حامد حسین خلف سید مہدی حسین صاحب |
| ۳۴ | رسالہ تذکرۃ الاسادات | شیخ احمد ابن محمود محمدی الاکبرابادی |
| ۳۵ | اخبار الاخیار | عبد الحق دہلوی |

| نمبرشمار | ان عالموں کے نام اور انکی کتابوں کے نام جن سے اس کتاب مضامین کئے گئے ھیں | |
|---|---|---|
| ۳۶ | مطالع اندھود تاریخ | مؤلفہ رامپوری |
| ۳۷ | تفریح الاذکیا احوال الانبیاء | دلائل الخیرات |
| ۳۸ | عمدۃ المطالب فی انساب ابی طالب | سید جمال الدین کرمانی |
| ۳۹ | تاریخ امام حسن علیہ السلام | مولفہ سید اولاد حیدر کرمانی |
| ۴۰ | ملفوظ کمالیہ | سید کمال الدین موحد یا سبزواری |
| ۴۱ | تاریخ امام زین العابدین | سید اولاد حیدر صاحب فوق |
| ۴۲ | فضائل مرتضوی حکیم محمد | حکیم محمد حسن صاحب میرٹھی |
| ۴۳ | تاریخ گلزار جنت | سید آل محمد صاحب امروہی |
| ۴۴ | قول فیصل مرقع اسلام | آغا محمد عسکری اکبرآبادی |
| ۴۵ | تاریخ الخلفا | علامہ جلال الدین سیوطی |
| ۴۶ | تذکرۃ الاولیائے ہند ہر سہ جلد | مولفہ مرزا محمد اختر صاحب دہلوی |
| ۴۷ | ہادی التواریخ | مولوی محمد باقر صاحب دہلوی |
| ۴۸ | تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام | شاہ محمد کبیر ابوالعلا دانا پوری |
| ۴۹ | تاریخ شجرات فرمانروایان اسلام | مسٹر سٹینلے لین پول صاحب انگریزی سے ترجمہ مرزا علی حسین نے اردو |
| ۵۰ | دیوان حضرت سید شاہ شمس الدین | سبزواری نیز تبریزی رح |
| ۵۱ | رسالہ مرغوب القلوب | حضرت شمس تبریز |
| ۵۲ | تاریخ امام محمد باقر علیہ السلام | مؤلفہ سید اولاد حیدر بلگرامی |
| ۵۳ | تاریخ امام جعفر الصادق علیہ السلام | تصنیف حضرت اولاد حیدر فوق |
| ۵۴ | تاریخ امام موسی کاظم علیہ السلام | مورخ خوش بیان سید اولاد حیدر صاحب |
| ۷۵ | تاریخ امام علی رضا علیہ السلام | سید اولاد حیدر صاحب |
| ۵۶ | تاریخ امام محمد تقی علیہ السلام | سید اولاد حیدر صاحب |
| ۵۷ | تاریخ امام محمد نقی علیہ السلام | مورخ سید اولاد حیدر صاحب |
| ۵۸ | تاریخ امام حسن عسکری علیہ السلام | تصنیف سید اولاد حیدر صاحب فوق بلگرامی |
| ۵۹ | تاریخ الائمہ | سید غلام حسین خان صاحب بہادر |
| ۶۰ | مناقب السادات | ملک العماد دولت آبادی |
| ۶۱ | تاریخ الائمہ | سید ذوالحسین شیخ رضوی نصب بہرسرد ملک راج بھرت پور |

حسب ضابطہ رجسٹری شدہ ہے